فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

الحمد للہ والمنۃ۔ کتاب مستطاب کہ در علم عقائد و طریقت اہل سنت و جماعت حقائق و معارف و مسالک اہل سلوک و اہل معرفت و حقیقت۔ مع حجج قاطعہ براہین ساطعہ عقلی و نقلی و تفاسیر بعض آیات قرآنی و کلام ربانی و احادیث حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم با حقائق و معانی و اصول صحیحہ کہ متعلق با مہات است مسمّی بہ

تذکرۃ الحق

مصنفہ حقیقت آگاہ عارف باللہ خبیر کامل حضرت مولنا مولوی محمد عبد الوحید المخاطب محمد امیر حنفی چشتی حسینی رحمہ اللہ تعالی مع ترجمہ (جلد اول) مسمّی بہ

ماہیۃ الحق

از جناب عالی درجہ والا مرتبہ مولنا مولوی سید دوست محمد صاحب اجمیری کہ یکے از صاحبزادگان حضرت خواجہ خواجگان مولنا معین الدین اجمیری قدس اللہ سرہ العزیز است

۱۹۱۲ء

بحسن انتظام و اہتمام ملا سید محمد الواحدی پروپرائٹر

۱۳۳۲ھ

در مطبع [illegible] پریس دہلی [illegible] گردید

قیمت علاوہ محصول ڈاک [illegible]

طبع اول تعداد یک ہزار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحت نامہ کتاب تذکرۃ الحق مع ترجمہ کتاب ہدیۃ الحق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١	٦	مَن	مَنَّ
"	١٤	المحبوبين	المحبوبين
"	١٦	التّابعان	التّابعين
	٨	فعتر	فقیر
	١٩	فرموده	فرموده
٤	١١	دیباجه	دیباجه
"	حاشیہ ٢	ترجمه دیباجه	ترجمه دیباجه
٥	١٤	تعلق	متعلق
"	"	آ	مَر
٦	حاشیہ ١	ترجمہ دیباجہ متن	دیباجہ متن کتاب
"	٢٠	ترجمہ دیباجہ متن کتاب	ترجمہ دیباجہ متن کتاب
	٢	موفقِ	موفق
٨	٢	دل	دل
"	١٠	درمند	درد مند
٩	٤	الجھے کہ	الجھے اسلیے کہ
١٠	حاشیہ ١	عرضداشت	عرضداشت
"	٣	ترجمہ	ترجمہ
١١	"	جماعة ما مبنى	جماعة مبنى
١٣	٢١	اعاه	اعزہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٥	١٣	مَن	رمن
"	٢٣	عقیدہ اُس کا	عقیدہ اور اُس کا
١٧	٢	کر دلیا	دور کیا
"	٧	معنیثات	معنیات
١٩	٩	فہمائے	فہم ہائے
"	٢٠	دہمارے	نہ ہمارے
٢٠	١٦	اصلی اور دائمی	اصلی دائمی
٢١	٦	ذکر	ذکر
"	١٤	وجود ہستی	وجود و ہستی
"	٢٣	انفسی	ما فی نفسی
٢٣	١	از مواد	از بعض مواد
٢٤	٣	موجود حادث موجود حادث	موجود حادث هر
"	١٨	سے اسعا	سے اُسکا فنا
٢٥	٣	وافع شود	واقع شود
"	٨	ایمان آورد	ایمان آورد ایمان آورد
٢٨	١	[illegible] یہا	از بہ یہا
"	١٦	او نہیں سے	او نہیں کے
"	٢١	لا یحب	یحب
٢٩	١٢	یحب الکافرین	ان اللہ لا یحب الکافرین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱	۹	پیشنیاں	پیشینیاں	۵۰	۱۴	کہ ازجوازش منع تام	کہ جوازش منع تام
″	۲۲	جنھوں نے آگے	جنھوں نے ان آگے	″	۱۷	اختیار مشنوع	اختیار ممنوع
۳۲	۱۳	لا تشنوا	لا تنسوا	″	۲۰	نباشد	باشد
″	۱۰	آں شدہ بدلیل قطعی	آں بدلیل قطعی ثابت	″	۲۱	انتزاع زجہتین	انتزاع از جہتین
		ثابت نشدہ باشد	شدہ باشد	″	۲۲	جیزی را	چیزی را
۳۴	۱۷	بفضل کرم	فضل و کرم	″	۲۳	بر بنای	بر بنائی
۳۷	۷	عقیدہ - دریں	عقیدہ - دین	۵۱	۱۲	اوان شرط کردہ شد	ازان شرط کردہ شد
۳۸	۲۴	صاف و پاک کرنا	صاف کرنا اور پاک کرنا	″	۱۸	متحقق	متحقق باشد
۴۰	۷	خدلان	خذلان	″	۲۱	لازم یا قدم	لازم آید با قدم
″	۱۰	اینکہ	اینکہ	۵۲	۴	عنہ	عنہ
″	۸	رضی حقتعالےٰ از انسب چیز	رضی ست حقتعالےٰ ازاں چیز	۵۳	۳	فیشرط	فیشترط
″	۱۸	بمقتضائی	بمقتضائی	″	″	محاج	محتاج
۴۲	۶	تعالی را بمناجی	تعالی بمناجی	۵۴	۳	وہذا	وہذا
۴۴	۹	غوث التقلین	غوث الثقلین	″	″	المیجاری	المجازی
۴۶	۸	فیہما	فیہا	″	۴	ببسطہ	ببسعہ
″	۲۱	توضیح بمضاف الیہ	توضیح مضاف بمضاف الیہ	″	۹	تقدہم علم للماہیتین منع صعا ضروریا	تقدم علم للماہیتہ مع معا ضروریا
۴۷	۱۷	وصف	وصفت				
۴۸	۱۴	یعنی کہ گردیدن	یعنی تغیر کہ گردیدن	″	۱۲	نفرط	شرط
″	۱۸	بمعلوم خو قرار	بمعلوم خود قرار	″	۱۳	رابطہ	ربط
″	۱۹	با بدیست ہو ہو	با بدیہت ہو ہو	″	۱۵	چیری	چیزی
۵۰	۲	تقیید	تقیید	″	۱۹	تخصیص و تغییر	تخصیص بتغیر
″	۳	الجوار	الجواز	″	۱۸	وایں	وایں
″	۵	منہ	منہ	″	۲۴	لیس علم	لیس علم
″	۱۰	علیہ	علیہ	″	۲۴	منعافب	متعاقب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۵	۵	الاحتماص	الاختصاص	۶۰	۲ و ۳	اوّلا حاصل مزمدی	اوّلا حاصل ضروری
〃	۱۴	لا یجزی	لا یتجزی	۶۰	۱۳ و ۱۴	اخذ او در خارج	اخذ او از خود در خارج
〃	۱۷	متحقق	متحقق	۶۱	۱۱	علی معنی ای مفرد ا قائم	علی معنی قائم
〃	۲۲	درتعیر ماہیت این	در تغیر ماہیت این	۶۲	۱۴	دانسته نشود	دانسته شود
〃	۲۳	مابیت	ماہیت	〃	۱۶	پیرا و صفت	او صفت
〃	۲۴	لا یجزی	لا یتجزی	۶۳	۲	فیہا	بینہا
۵۶	۲۱	حیام	قیام	〃	۳	لنفیہا	لنفیہا
〃	۲۳	یا غیر موجود	با غیر موجود	〃	۱۳	نوائد	فوائد
۵۷	۷	استغداده	استعداده	〃	۲۱	جبر	چون
〃	۱۰	ان المعنی المصدر	ان معنی المصدر	〃	حاشیہ ۹	لزوم تنکیر	لزوم تنکر
〃	۱۲	لانفعالیہ	لانفعالیہ	۶۴	۲	او یجرف	او بحرف
〃	۱۵	توفیفی	توقیفی	۶۷	۶	ثابت	ثابت
〃	حاشیہ ۱ متن	الحقیقۃ	الحقیقیۃ	〃	۱۱	لترتب	لترتب
۵۵	حاشیہ سطر ۵	تقدر	تقدم	۶۸	۱	لطلبیہ	للطلبیہ
۵۸	۴	لمبلئ	لمنبئ	〃	۶	فقد	فقد
〃	۵	مبنی	منبئ	〃	۱۳	کسیکہ طاب	کسیکہ او طلب
〃	〃	الوجود	الوجود	〃	۱۷	دتر تبیش	وتر تبیش
〃	〃	ہو	ہو	〃	۲۳	شولتش	قبولتش
〃	۱۵	تقدم رتبتی	تقدم رتبی	۶۹	۸	موجوداً	موجوداً
〃	۱۷	تاخر رتبتی	تاخر رتبی	۷۰	۳	وجوداً غیر	وجوداً غیر
〃	۱۹	تقدم رتبتی قوه	تقدم رتبی قوه	〃	۷	المصداق	المصداق
〃	〃	تاخر رتبتی فعل	تاخر رتبی فعل	〃	۲	ممسائیہ	بمسئلہ
〃	۲۱	رتبتی است	رتبی است	〃	حاشیہ ۷	تعارض	متعارض
۵۹	۱۲	میخواہد	میخواہد	۷۱	۵	متقدا انی عالم	متقدم لما فی عالم
〃	حاشیہ ۸	بتقدم	متقدم	۷۲	حاشیہ نمبر ۲۶ سطر	(عبارت مکرر ہو دوبارہ صحیح ہے)	

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۲	حاشیہ سطر ۲۲	ابوجود	الوجود	۸۳	۸	ممتنع	ممتنع
″	۹ ترجمہ	دقلیل بداہت	وقبل بداہت	″	۱۰	ماہیتہ	ماہیتہ
۷۳	۵	نواعتہ	فواتحتہ	۸۴	۱۰	المار	المہار
″	۸	بدیہیا	بدیہیا	″	۱۷	حقیقت زاچہ	حقیقت دراچہ
۷۴	۱۷	الکارمی	انکاری	″	۱۸	سوئی او	سوای او
″	۲۲	یبود	بود	۸۵	۹	ثالثا	ثالثا
۷۵	۹	تحددا ومجازا	تحددا ومجازا	″	۱۵	برزخ درمتغائرین	برزخ درمتغایرین
۷۶	۸	اُخری	اخری	″	″	ثالث	ثالث
″	۱۱	اظہر	اظہر	۸۶	۱۰	فہو	فہو
″	۱۵	بغیر	بغیر	″	۲۲	غیر است	غیر خود است
″	۲۲	صفت	صفت	۸۷	۳	بتواق	بتوافق
۷۷	۳	من زیادتہ علی الماہیتہ	من زیادتہ علی الماہیتہ	۸۸	۹	بمقابلتہ	لمقابلتہ
″	۵	بعود فانی	بعود فانی	″	۲۴	آ بہارا	آ بہنا
″	۱۷	نعین خود	نعین	۸۹	۷	تحقیق	تحقین
۷۸	۱۵	ادانکہ	ازانکہ	۹۰	۴	لا الاولی	لا الاولی
″	۱۶	عواواض	عوارض	″	۶	علیہ	علیہ
″	۲۱	بہ ثنانیت	ثنانیت	″	۸	قیل	قیل
۷۹	۱۷	دلیلی از	دلیلی است از	″	۱۱	بالخلاف	بالخلاف
″	۱۹	فتہ	رفتہ	۹۲	۵	وجہ	وجہ
۸۲	۱۰	حقیقیا	حقیقتا	″	۲۲	جبر	جنر
″	″	الحقیقین	الحقیقتین	۹۳	۳	لم یذکر	لم یذکر
″	۱۴	اخلاف	خلاف	″	۶	واز فیکم	واز فیکم
″	۱۶	درواست	واو است	″	۱۱	واگروجہ	واگروجہ
″	۱۸	بانوارس	بالوارش	″	۱۲	مقصد دیگر	مقصد دیگرے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
	۳	فی المصدر	فی مصدر	۱۰۳	۱۳	اضافنت	اضافت
۹۵	۶	کیفیت کازو	کیفیت ذات کازو	″	۱۷	باخبار	اخبار
″	۱۹	لعنی	یعنی	″	۲۲	حکم او	حکم کہ او
۹۶	۱	ووجب التوحد	ووجب التوحد للعبد	″	۲۴	خوده وجود	خود و وجود
″	۶	منفهوم	فمفهوم	″	حاشیہ ۱	اجمال	اجمالی
″	۱۰-۹	نظر	نظر	″	۱۲	تکثر	متکثر
″	۱۳	یکدیگر مفهوم بہ تبع	یکدیگر و بہ تبع	″	۱۳	متکثره	تکثر و
″	۲۲	حقیقی یا حکمی بمقابلہ یکدیگر	حقیقی یا حکم و ... افراد حقیقی یا حکمی بمقابلہ یکدیگر	۱۰۵	۸	میکتند	میکنند
				″	″	ذکر کیفیۃ توحید	ذکر بیان توحید
				″	۱۳	وحدت او	وحدت او
۹۷	۱	وکان مابہ تاحکیما	یہ عبارت مکرر تحریر ہوگئی	″	۱۵	واحد متوحد	واحد احد متوحد
″	۴	موجود خبر	موجود	″	۱۸	نماند	نماند
″	۶	موجودا خبیر	موجودا خبیر	۱۰۶	۳	فتثنیۃ	فتثنیۃ
″	۱۶	واگرانچه	واگرانچه	″	۱۱	خواد	خواه
۹۸	۴	الاجزاء	الاجزاء	″	۱۲	ونه وجودی	ونه وجودی
۹۹	۳	منطبقۃ توصفا	منطبقۃ وغیر منطبقۃ توصفا	″	۷	قسام	قیام
				″	۱۶	قدرت	قدرت
″	۲	جبس	جنس	″	۱۷	منفعدلہ	منفرد
۱۰۰	۱	وبنا بریت لقیۃ شود	وبنا برین گفته شود	″	۱۸	بشمار	لبشمار
۱۰۱	۳ و ۴	صفتہ ولا ماہیتہ الذاتیۃ	صفتہ الذاتیۃ ولا ماہیتہ	″	۱۹	مخلوق	مخلوق
				۱۰۷	۲	بنفسہ	بنفسہ
″	۹	محل	محل	″	۹	عدام	عدم
۱۰۲	حاشیہ ۲	معرفہ	معرفت	″	۱۳	لعد بجا	لعد از بجا
۱۰۳	۷	علم الیقین باضافۃ	علم الیقین باضافۃ	″	″	حادث	حادث

	[illegible]	[illegible]	[illegible]	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
//	[illegible]	[illegible]	[illegible]	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]
//	[illegible]	[illegible]	[illegible]	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]
//	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]
//	[illegible]	[illegible]	[illegible]	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]
//	[illegible]	[illegible]	[illegible]	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
			[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
			[illegible]	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]
		[illegible]	[illegible]	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]
//	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
//	[illegible]	[illegible]	[illegible]	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]
		[illegible]	[illegible]	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]
//	//	[illegible]	[illegible]			[illegible]	
//	[illegible]	[illegible]	[illegible]			[illegible]	
//	[illegible]	[illegible]	[illegible]	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]
//	[illegible]	[illegible]	[illegible]	//	//	[illegible]	[illegible]
//	[illegible]	[illegible]	[illegible]	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۱	۲۴	جزو جزو	نہ جزو جزو	۱۲۷	۹	مرالدات ش	مرالذات ش
۱۲۲	ومتن حاشیہ	بیان کیفیۃ جبر وقدر الخ	بیان کیفیۃ جبر وقدر الخ	〃	۱۳	ہچیں	ہمچنیں
۱۲۳	۱	فہی کاسبۃ	فہی کاعبۃ	۱۲۹	۱۱	لانہما	لانہما
〃	۸	وسینتی	وتسبتنی	〃	۱۴	لانہ بمقابلۃ	لانہا بمقابلۃ
〃	۱۴	بسوئے خود	بسوئے خود	〃	حاشیہ ۵	ملتزم اختیار	ملتزم از اختیار
〃	۲۵	عجز است	عجز است	۱۳۰	〃 ۱۲	آثار	آنکہ
حاشیہ	۵		حقیقت جبر وقدر	۱۳۱	۷	ففی الایجاد متعب	ففی الایجاد متعب
۱۲۴	۱	ای مخلوق	ای المخلوق	〃	۸	خطاءٌ مبتداء مع خبر	خطاءٌ مبتداء مؤخر مع
〃	〃	ان تفکر	ان تفکر	〃	〃	غطاءٌ مبتداء مؤخر	غطاءٌ مبتداء مؤخر مع
〃	۱۰	اسماء	اسماء	〃	۱۹	ایں غطاء است	ایں خطاء است
۱۲۵	۱۸	معلوم باشد	معلوم باشند	۱۳۲	۷	فراق	فرق
〃	۱۹	بمث بہ	مشابہ	〃	۱۶	اشتراک وحدت	اشتراک و وحدت
〃	۲۲	بعلم خود است درو احتیاج بعلم خود است درو احتیاج بقیام حقیقی است بہ مختص	بعلم خود است درو احتیاج بقیام حقیقی است بہ مختص	〃	۲۳	شد بس دریں	شد دریں
				〃	حاشیہ ۱	ان قائز الاعتبار الخ	ان تمائز الاعتبار الخ
				۱۳۳	۶	بما ہیتہ	بما ہیتہ علیہا
				〃	۷	غنیتہا	عینیتہا
〃	۲۳	اسماء	اسماء ہمہ	〃	۲۰	آں متغائر	آں ہمہ متغائر
〃	۲۴	در مرتبہ	نہ در مرتبہ	۱۳۴	۱۰	التعصب وتفکرت	التغضب تفکرت
۱۲۶	۶	ان الکلام مع	ان الکلام مع	۱۳۵	۲۱	از حیثیت بوجود	از حیثیت وجود
〃	۱۰	وان للہ مع	وان للہ مع	〃	〃	انچہ وا و اوست	انچہ کہ او او است
〃	۱۲	تجاوزن کردن	تجاوز نم کردن	〃	ح ۳	ما عرفناک الخ - عرفناک الخ	معنی ما عرفناک الخ معنی عرفناک الخ
〃	۱۹	نیا بدو	نیابد بدو	۱۳۷	۱۲	درمیان قدیم وحادث مرتبہ البیت	درمیان قدیم وحادث مخلوق یعنی آنکہ درمیان قدیم وحادث کہ مخلوق فی است مرتبہ البیت
۱۲۷	۵	تحیرذ الطریق	تجرد الطریق				

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]
〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]
〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]
〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]
〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]
〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]
〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
			[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]
			[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]
			[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]
			[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]
〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]
〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
″	۱۸	آبا	آیا	۱۶۸	۱۷	مشتنبه	مشتبه
۱۵۶	۱	اجتماع نقیضین	واجتماع نقیضین	″	۱۹	صفت را از ظل	صفت از ظل
″	۱۲	قیام	بقیام	″	″	یافته می شود	یافته شود
″	ح ۱۹	باشد نیس و نه	باشد و نه	″	ح ۱و۲	ان آنکه عصمت را	بیان آنکه عصمت نبی را
۱۵۸	۲۳	هردو اوصاف	این هردو اوصاف			لازم است یکه و مشتبه	لازم است یقیناً و مشتبه
۱۶۰	۱۸	که اضافات ذاتیه	که آنها اضافات ذاتیه	۱۶۹	۳	فی مقابلة	فی مقابلة
″	ح ۳	النشائیه	النشائیة	۱۷۱	۱۳	وکفر که او	وکفر که او
۱۶۱	۲۰	بفنن او	تعین او	″	ح ۹و۱۰	و فارق در فصل اعجاز	
۱۶۴	۶	ولا تشتبه	لا تشتبه			و کرامة و معونة و	و فارق در بیان اعجاز و کرامة
″	۱۵	یعنی غریبنده	یعنی به فریبنده			استدراج	و معونة و استدراج
″	۱۷	سوی ظل	سوی ذی ظل	۱۷۲	۱۲	بدانکه	بدانکه
۱۶۵	۲۶	بر تبع	به تبع	″	۱۵	سورهٔ صف	سورهٔ صف
″	ح ۷و۸	+	بیان آنکه هریک ازینها	″	۱۷	ایمان آوردند	ایمان بیاوردند
			القضا فاً جامع و حدوداً	″	۲۱	همچو مشبه به	از همچو مشبه به
			مانع و بطور اصل برای	″	۲۲	خلاف کرده	حذف کرده
			نبی و رسول است و بطور	۱۷۴	۱	بجوز	بجوز
			عرض و تبع برای ولی است	″	۲	لله سبحا	لله سبحانه
″	۹	فتفرق	متفرق	″	۵	نُنتر	فُتر
″	۱۰	آنکه	و آنکه	″	۲۱	تحقیق نیابد	تحقق نیابد
″	۱۳	در تیره و باشند	در تیره و باشند	۱۷۵	۱۴	و آنکه	و آنانکه
″	۱۴	نان نکو یها	نه آن نکو یها	″	″	نماز	نماز را
۱۶۷	۲	و علی	و علی	″	۲۲	بر بنائی	بنا بر
″	۱۴	مگر الله یکتاست او	مگر الله که یکتاست او	″	ح ۹	و صالحین	صالحین
″	۲۱	و بدانکه جزاین	و بدانکه جزاین	۱۷۶	۳	نثبت	بیثبت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۶	۴	یفتقی	تفتقی	۱۸۵	۱۷	چنانچہ دریں سورہ	چنانچہ ہم دریں سورہ
〃	۲۱	ہر دو طور	ہر دو بطور	〃	۲۳	طریقہ ہم جائز شد	طریقت ہم جائز بخد
۱۷۷	۲۰	درحال	در ہر حال	۱۸۶	۱	والحقق	والتحقق
۱۷۸	۱۹	معانی مدارد اینکہ	معانی لازم آرد اینکہ	〃	۱۶	بنابرا استغنا	بنابر استغنا
〃	〃	اینکہ بطلان	اینکہ ہر آئینہ بطلان	〃	۱۷	برآمان	بر آمان
۱۷۹	۲۱	فانہ متصور	فانہ متصور	۱۸۹	۶	انتقض الحصر	انتقض ای ما انتقض
〃	۲۳	متصور یعنی فتحمند	متصور یعنی فتحمند	〃	۱۵	کزد	کرد
۱۸۰	۳	من توسع	من التوسع	〃	ح ۴	+	تفسیر کریمہ لا تدع من دون اللہ الخ
〃	۷	بتد سبحانہ	بتد سبحانہ				
〃	۱۲	و لرسولہ	و لرسولہ تعالے	۱۹۰	۲	لا تعبد و یدل	لا تعبد و یدل
〃	۲۰	برائی مومن	برائی ہر مومن	〃	۱۱	کسفا	کشفا
〃	۲۳	ولو سوی	ولو لی سوی	〃	〃	فتعارضا مما یجوز	فتعارض مما یجوز
۱۸۱	۱۰	ما ہو الثابت	ما ہو الثابت	〃	۱۷	واگر کشف ورد	واگر او کشف ورد
〃	۱۳	و اگر فصل	و اگر فصل	〃	۲۲	ہر دورا	ہر دورا
〃	۲۲	رسول او تعالی	رسول او تعالی صلعم	〃	ح ۶	تحت تفسیر	بحث تفسیر
۱۸۲	۹	النصرۃ	النصرۃ	〃	۱۲	متعارض آمد	متعارض آید
〃	۱۸	ولو لی بولی	ولو لی بولی	۱۹۱	۱۰	یتربصون	تتربصون
۱۸۳	۱	استغاثۃ	فاستغاثۃ	〃	۱۵	ارشارت	اشارت
〃	۳ و ۵	ان لم تجر	ان لم تجر استغاثۃ	〃	۲۶	یتربصون	تربصون
〃	۱۱	اولی الحسنہم	اولی حسنہم	〃	〃	وآرزو میکنند	آرزو میکنید
〃	۱۵	یا ایہا الذین	یا ایہا الذین آمنوا	〃	ح ۲	عیز او صلعم	عیز او صلعم است
〃	ح ۶	اولی تربیان	اولی ترمع بیان	۱۹۲	۱۷	از ثابت بوجود است	ثابت از موجو
۱۸۴	۳ و ۴	ولو اذ ظلمو	ولو انہم اذ ظلموا	۱۹۳		نعایت ۱۹۶ صفحات اولٹ پلٹ ہو گئے	
〃	حاشیہ متن	سہ	تفسیر کریمہ ولو انہم اذ ظلموا الخ			حسب ذیل ملاحظہ کرو	
〃	۱۶	فاستغفروا اللہ	فاستغفروا اللہ	〃		تمام اسکے بعد صفحہ (۱۹۵) مطالعہ کیجئے	
۱۸۵	۱۴	یشخص	تشخص	〃	۱۴	بعینت	بعینیت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۵	تمام	سکے بعد صفحہ ۱۹۴ مطالعہ کیجیے	
۱۹۴	۴	لتعقیب	لتحقیب
〃	۱۲	نتواں شناسید	تو نتواں شناسند
۱۹۴	تمام	سکے بعد صفحہ ۱۹۶ مطالعہ کیجیے	
۱۹۶	۱۶	آیا از کسی از شما	آیا کسی از شما
۱۹۷	۱۰	تخرف الندار	مخرف المذار
〃	۲۰	هر یاری	هرا یاری
〃	۲۳	و فرمودند	و فرمود
۱۹۸	۱	الله رحکم الله	الله من رحکم الله
〃	ح ۴ و ۵	از عباد باشند ثابت	از عباد شاهد واحیاء باشند ثابت اند
〃	ح ۱۱	تخصیصا	تخصیصاً
۱۹۹	۲۵	باطبابت	باجابت
〃	ح ۴	ارتفاع	انتفاع
۲۰۰	۵	ولیکذا انتہ ای بعث النبی ہم لاسماع الخ	ولکیذا ہنہ ای بعث النبی ہم للاسماع
〃	۱۹	بعث اسامو اسماع	بعث ارسال حق باسماع
	حاشیہ	بیاں معنی موتی از رو	بیان معنی موتی از رو
		موضوع مجاز	موضوع و مجاز
۲۰۲	۵	عن الاثبات لا زہر	عن الاثبات لا زہر
〃	۲۳	ہم کما شارت	ہم کہ اشارت
۲۰۳	۵	والمؤخر	المؤخر
۲۰۴	۱	لا یہتدیا	لا یہتدی
〃	۱۴	عدم اسماع	عدم انتفاع
〃	〃	وارشارت	واشارت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۴	۱۹	بجاز	بمجاز
〃	۲۲	براہ راست	بردہ راست
۲۰۵	۳	بمعنی	بمعنی
〃	۲۱	بعث پس چگونہ	بعث پس بعث چگونہ
۲۰۶	۵	بحدفہ	بحذفہ
〃	۲۲	یعنی برآنان	یعنی تو برآنان
۲۰۸	۱۲	مقدم	متقدم
〃	۱۴	واگر	واگر
〃	۲۰	واگر	واگر
〃	۲۳	مقدم	متقدم
۲۱۰	۲۱	و تمہ انکہ	وبہ انکہ
〃	ح ۷	و ذہنیاً	و ذہناً
〃	〃	اند باثریت خود	اندکہ با ثربیۃ خود
۲۱۱	۱۰	بفعل ما یشاء	بفعل اللہ ما یشاء
〃	۱۴	اولوالعزمی نبوت	اولوالعزمی نبوت
〃	۲۵	حیات دنیا و آخرت	حیات دنیا و در آخرت
۲۱۲	۲۰	موجودت	موجودات
۲۱۳	۲۶	جوالاختیار	جواز الاختیار
〃	ح ۷	دریں زمان	در ہر زمان
۲۱۴	۶	[illegible]	[illegible]
〃	۲۲	ہر دوسنت	ہر دو دست
۲۱۵	۷	خبیثۃ	خبیثۃ ضد طیبۃ
〃	۱۲	رضی اللہ عنہا	رضی اللہ تعالیٰ عنہا
〃	۱۹	خبیثۃ	خبیثۃ ضد طیبۃ
〃	〃	وسخن گندہ	ومثل سخن گندہ

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
		[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
		[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]				
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
			[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
		[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۳	۱۶	غیب عام از انبیاء	غیب عام عام از انبیاء	۲۴۳	۸	تخقق علم	تحقق علم
"	۱۸	منہ المسیح	منہ اسمہ المسیح	"	۲۱	پیش	بیش
"	۲۳	مرکزت	مرکزیت	۲۴۴	۱۱	وتکمیلہم	وتکمیلہم
۲۳۴	۴	وتخصیص	وتخصیص	"	"	عالم الشہود	عالم الشہود
۲۳۶	۱	یصلح	یصلح	"	ح ۲	بیان التشخص	بیان التشخص
۲۳۷	۶	واختصاصہ	واختصاصہ	۲۴۵	۴	رغنت	رغنت
"	متن حاشیہ	ذکر کیفیۃ العلم	ذکر کیفیۃ العلم	"	۱۴	مقصودات ہست بدلائل	مقصودات بدلائل است
"	"	ذکر در بیان	ذکر در بیان	"	۲۳	بردو	ہردو
۲۳۸	۱	ای مرتبۃ - لاہنا	ای مرتبۃ - لاہنا	"	۲۴	وظل	وظل
"	۱۷	خوسوے	خود سوے	۲۴۶	۳	اعتبار رنی	اعتبار رائی
۲۳۹	۱	حادث	حادیث	"	۱۲	المعصمۃ	المعصیۃ
"	۱۴	ولوجود	ولو لوجود		"	او مجہول	او مجہول
"	۲۴	کہ مفعول اوست	کہ او مفعول اوست	۲۴۸	۳	موجودات	موجودات
"	۲۷	ہچو اثر مخلوق است	ہچو اثر او مخلوق است	"	۲۰	آنکہ از ظل است	آنکہ ظل است
۲۴۰	۷	شیئ	شیئ	"	۲۳	خمسہ	خمسہ وحی یابد تمام او از کہ
"	۱۰	لیحتاج	لیحتاج	"	"	وحی بابد	وحی یابد
"	۱۸	درویرو	درود برو	۲۴۹	۱۲	بجاشتہ	لیست بجاشتہ
"	۱۹	وجودکہ	وجودیکہ	"	۱۸	مومن آئینہ مومن آئینہ	مومن آئینہ مومن
"	۲۲	بتاخر رتبی	بتاخر رتی			است	است
"	ح ۴	بیان علم	بیان علم	"	۲۲	مذکورہ آمد	مذکور آمدہ
"	ح ۵	بتاخر رتبی است	بتاخر رتبی است	"	ح ۱۰	ہدایت	ہداہت
۲۴۱	۵	التصدیق	التصدیق	۲۵۰	۱	المقصنۃ	المقتصنۃ
"	۱۸	فروختن	افروختن	"	۱۱	ویتشابہ	ویتشابہم
۲۴۲	۳	بحنا	بحنا ہو	"	۱۹	آنچہ گفتہ شد	آنچہ کہ گفتہ شد
"	ح ۱۵	بذا	بذاتہ	"	"	نیز	تیز

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۱	۳	بش حقیقة	بش ای حقیقة	۲۵۸	۲۳	تحقیق	تحقّق
〃	۷	مجاری	مجازی	〃	〃	مویّد	مؤیّد
〃	۸	فی کیفیة	فی ذکر کیفیة	۲۵۹	۱	منشاء ہو	منشاءاست ہو
۲۵۲	۴	والوصف	والوصف	〃	۱۴	عبادی اسرفوا	عبادی الذین اسرفوا
〃	۱۷	اگر چیزی دیگر	اگر با چیزی دیگر	〃	۲۲	کہ متابعت	کہ او متابعت
〃	۲۰	لام	لازم	۲۶۰	۲۳	لا یغفر	لا یغفر ہست
〃	۲۱	انکہ ماہیت	انکہ از ماہیت	۲۶۲	۱۲	دلیل منطبق	دلیل منطبق
〃	۲۴	از طلاق	از اطلاق	〃	〃	مرکزیتہ	مرکز بیتہ
۲۵۴	۱۴	فَظَنَّ ظَنٌّ	فظَنَّ ظنَّ	〃		علی حقیقة	علی حقیقة
〃	۱۵	برضای	برخدای	۲۶۴	۱	علی وعوہ	علی دعوہ
۲۵۵	۶و۵	ان الاختلاف فی المسلمین فی کیفیة	ان الاختلاف فی المسلمین فی کیفیة	〃	〃	دلیل بنفسہ	دلیل بنفسہ
				〃	۷	ختم	ختم
〃	۱۴	چگونہ خواہد شد	چگونہ ثابت خواہد شد	〃	۱۴	دلیل است	دلیل است
۲۵۶	۶	فالوجود مشترک	فالوجود مشترک	〃	۱۷	آفریدہ	آفرید
〃	۸	فالخذلان	فالخذلان	۲۶۴	۳	ممتنع	ممتنع
〃	۲۳	منافب	متعاقب	۲۶۵	۱۴	ایں نبی	این نبی
۲۵۷	۳	تخیر	تغیر	〃	۲۴	مرد	بدرد
〃	۹	عدمہ	عدمہ	۲۶۷	۱۴	رماخوذ	از ماخوذ
〃	۲۲	دالنتہ شد رب آں	دالنتہ شد دالنتہ شد رب آں	〃	۲۰	ولایت	ولایت الخ
				۲۶۸	۲	ومشتبہتہ	ومشتبہتہ تنبیہ
۲۵۸	۱	بجمیع القبلیة	بجمیع من القبلیتہ	۲۶۹	〃	ماتحت	ماتحت
	۶	بربب	بربت	〃	۱۴	وسزاوارے	وسزاوار
〃	۷	والکفر	والکفیر	〃	۱۷	محمد وحہ از	محمد وحہ کہ از
〃	〃	حجة	حجة	۲۷۰	۱۰	تکفیر	تکفیر
〃	۱۹	من	ممن	〃	۲۰	وغیرہ درحدیث	وغیرہ چنانچہ درحدیث

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۲	۷	نتواں شد	نتوانند شد	۲۸۷	ح ۵	من امرہم	من امرہم ط
〃	۱۴	عالم ہیں	عالم و دانا ہیں	۲۸۹	۱۷ و ۱۸	اللہ تعالیٰ نے سورۂ	اللہ تعالیٰ نے سورۂ تحریمہ
〃	۲۱	فرمایا اللہ تعالیٰ نے	فرمایا اللہ تعالیٰ نے			تحریمہ	
〃		ماکان الخ	سورۂ احزاب رکوع	〃	ح ۶	بیان ذکر تعظیم	ذکر بیان تعظیم
			پنجم میں ماکان الخ	〃	۱۷ 〃	بروئے خطاب	بُرے خطاب
۲۷۵	۵	فی نفسہ	من نفسہ	۲۹۰	۹	نتوانند کرد	نتواں کرد
〃	۸	ترجمہ نباید	ترجمہ و نباید	۲۹۱	۱۱	مشاجرت	مشاجرات
〃	۱۹	کہ میری بیٹی ماتحت	کہ میری بیٹی کا تحت حکم	〃	ح ۱	مشاجرت	مشاجرات
		حکم رسول صلعم ہوئی	رسول صلعم ہونا	۲۹۱	۲	سیماہم من اثر	سیماہم فی وجوہہم من اثر
۲۷۷	ح ۷	بیان تعظیم	وبیان تعظیم	۲۹۴	۴	مختص	مختص را
۲۸۰	۴	وہم ازینجا ست	وہم ازینجا است	〃	۲۰	دیکھو فرق	دیکھو تو فرق
۲۸۱	۵	چہ نیست	چہ نیست مستفہما	۲۹۵	۲	رزین	رزّین
〃	۱۰	منع صوت	منع رفع صوت	〃	۸	مقتدائی ثابت	مقتدی ثابت است
〃	۱۳	دلالت ہورہی ہے	دلالت ثابت ہورہی ہے	〃	۱۱	حسدیث	حدیث
۲۸۳	۱۰	ترجمہ کسانیکہ	ترجمہ و کسانیکہ	〃	۱۲	استنجایا	استحیایا
۲۸۴	۱	ذات سبحانہ	ذات اللہ سبحانہ	۲۹۶	۳	خدائی عزوجل	خدائی را عزوجل
〃	〃	بواسطہ غیرہ	بواسطہ غیرہ سبحانہ	۲۹۷	۴	ازینجا دو تحذیرات	ازینجا رد وتحذیر است
۲۸۵	۱۶	نفی ہوسکتی	نفی نہیں ہوسکتی	〃	ح ۲	مشاجرت	مشاجرات
۲۸۶	۸	میبشد	میپشند	۲۹۸	۲۱	منتسب	منتسب
〃	۱۰	وحذر ایذا وخیر	وحذر از ایذا وخیر	۳۰۰	۳	نہ در کثرت اعمال	نہ در کثرت اعمال
		خودست	خود است	۳۰۱	ح ۸	متنازعہ کا چند	متنازعہ کا نتیجہ چند
〃	۲۴	اور یہ ادب	اور یہ مفید ادب ہے	۳۰۲	۱۰	تمیم ضروری	تعمیم منع ضروری
〃	〃	اور خیر کیلئے مفید ہے	اور خیر کیلئے بھی مفید ہے	۳۰۳	۵	با ثبات	با ثبات است
۲۸۷	۵	گمرہی کردور کنندہ	گمرہی کہ دور کنندہ	〃	۲۱ و ۲۲	حضور والدین	حضور کی والدین
〃	۱۹	لابد منہ سے	لابد منہ ہے	〃	۲۵	اقتصاے	اقتضائی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰۴	۳	انا انفسکم	انا انفسکم	۳۳۰	۱۶	اپنی پالنے والےکو	اپنے پالنے والے سے
〃	۸	نُعلتُ	نقلتُ	〃	۲۱	یعنی پالنے والے	یعنی پالنے والے
〃	۱۲	آخرت آیت	آخر آیت	۳۳۲	۲۳	معلوم ہونا	معلوم ہونا چاہیے
۳۰۸	۳	حروج	خروج	۳۳۳	۷	واذ قال	اذ قال
〃	۱۱	جانب ہیں	جانب میں ہیں	〃	۹	اجمعون الّا	اجمعون لا الّا
〃	۱۴	ان تستغفروا	ان تستغفروا	۳۳۴	۸	غیرہ سجدہ عبودیۃ	غیر سجدۂ عبودیۃ
〃	ح ۷	یہ ایسی	یہ کہ ایسی	〃	۲۵	ثابت نہ ہونیکے	ثابت نہ ہونیکے
۳۱۰	۱۰	بات البریۃ	مات البریۃ	۳۳۷	۱	تنبیہ ہو	تنبیہ پر
〃	۲۰	ذازرۃ	وازرۃ	〃	۵	محی السنۃ	محی السنۃ
〃	ح ۴	قطعی پر	قطعی کفر پر	۳۳۹	۲	وتذرانہ ازہرچہ	وتذراز ہرچہ
۳۱۲	۱۳	آپ کے حضرت عبد اللہ	آپکے والد حضرت عبد اللہ	〃	۹	سرورنبیار	سرورانبیار
۳۱۳	۲۱	الآیہ	الآیہ سورہ حدید کے	〃	۱۳	جوادبر	جوادپر
			تیسرے رکوع میں	۳۴۰	۵	ماموسہ	ماموربہ
۳۱۹	۱۷	برکت لینلی پر	برکت لینے پر	〃	۱۷	اس خاص وجہ	اسی خاص وجہ
۳۲۰	۵	بر فع تعارض	برفع تعارض	۳۴۱	۶	ینبغی درمحل جواز	ینبغی ولاینبغی درمحل جواز
〃	〃	کرمہا اللہ	کرمہا اللہ	۳۴۲	۲۴	گذر کیا ہے	گذرے کیا ہے
〃	۲۲	ذاتی وجود باوجو	ذاتی وجود باجود	۳۴۳	۹	بعموم	بعموم
۳۲۱	۸	واحب البقاع بودن	واجب البقاع بودن	〃	۱۵	تو اسکا	توکہ اس کا
۳۲۳	۶	صلوبالتشہ	مسلو بالتشہ	۳۴۴	۱۶	دی رہی ہی	دی رہے ہیں
۳۲۶	۳	نشود	مراد نشود	〃	۱۷	مطابق	موافق
〃	۱۸	سلوم ہو کہ	معلوم ہوا کہ	۳۴۶	۸	فقلناک	فتنلناک
〃	۲۳	عبادت بندگی	عبادت وبندگی	〃	۱۱	ساتھ ہی	اور ساتھ ہی
۳۲۸	۲۰	علیہ الآیہ	علیہ ؐ	۳۴۸	۳	اداء ترک	ادار وترک
〃	۲۴	مدلہ میں	بدلہ میں	〃	۶	بحرانی	بحرانی
۳۲۹	۲۱	اعتبار،	اعتبار سے	〃	۱۱	خودرا باخفا	خودرا مگر باخفا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۴۸	۱۶	ادا و ترک ہیں	ادا و ترک میں	۳۶۲	ح ۹	اور جبودیں	اور خیر دیں انکی خاص کر
"	حاشیہ	+	بیان شان نزول کریمہ				میں فضیلت
			ما کان لبشر الخ	۳۶۳	۱۳	الشاط	الشاۃ
۳۵۰	۵	اولی تر	اولی تر	"	ح ۳	پہنچتے ہیں	بھیجتے ہیں
"	۲۰	ہوئی	ہووے	۳۶۴	۲۴	ہوئی	ہوئی ہے
"	۲۵	یہ اور دونو	یہ کہ ان دونو	"	ح ۳	پہنچتے ہیں	بھیجتے ہیں
۳۵۲	۲۴	شامل ہے +	شامل ہے + اس تقدیر	"	" ۷	اور متعذر کو	اور ایصال متعذر کو
			پر عبارت نظم شریف	۳۶۵	ح ۲	کہانا کہلانا	کہانا اور کہلانا
			کریمہ کی یہ ہوگی ولیطوفوا	۳۶۶	۱۵	ہر وقت میں سبکو	ہر وقت میں سب کے لیئے
			بالبیت العتیق یعنی			شامل ہے	درست ہے جیسے کسی نے کوچہ
			اور چاہیئے کہ وے اللہ کا				اور اپنے مال سے مدرسہ جاری
			طواف بواسطہ بیت				کرکے خود بھی انہیں تعلیم کی
			عتیق کریں۔				اور دوسرونکو بھی مدرس کیا
۳۵۴	۵	تبرک	تبرک فعل				اور آئندہ کیلئے اسکا صرف بھی
"	۲۱	اشارہ	اشارہ ہے				مقرر کردیا پس یہ خیر ہر قسم
"	۲۴ و ۲۵	عمل نیک ثابت نہوگا	عمل پر حکم عمل ثابت نہوگا				خیر کو یعنی مالی و بدنی و روحی
۳۵۵	۱۳	اگر بہا میں	اگر لفظ یہاں میں				ہر شخص کے واسطے خواہ آپ ہو
۳۵۷	۲۳	کرنا نا ممکن ہے	کرنا ممکن ہے				یا غیر زندہ ہو یا موتی ہر وقت
۳۵۸	۶	ذکر ہوا تھا	ذکر ہوا تھا				میں سبکو شامل ہے
"	۲۰	المخففون	المتقون	"	۲۵	اسپر زیادہ	اسپر اور زیادہ
۳۵۹	۱۸	فائدہ اسکو اسی سے متعلق	فائدہ اسی کے متعلق	۳۶۸	۱	کردند و ہرکہ	کردند ہرکہ
۳۶۱	۱۶	واطہرذا	واطہروا فان لم تجدوا	"	"	بے شداد	یا شد پس او
۳۶۲	۳	دانیش	دانیش	"	۴	النصفات	الفضات
"	ح ۵	بنا بر	بنا پر	۳۶۹	۵	در شب برات	در شب عید برأت
"	۶	مرجع	راجع	۳۷۰	۱۴	ایسا ہو کہ	ایسا کہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۷۱	۱۵	مخصوص ہو	منع مخصوص ہو	۳۹۵	ح ۱۲-۲	+	حقیقۃ قبض بتصرف بقبض تصرف
۳۷۷	۲۶	دل	دلیل				تصرف کی روح ہے اور یہ
۳۷۸	۱۶	میں استحقاق	میں جسمیں استحقاق				قبض حقیقی واقعی ہے
〃	۲۱	بماکسبت	بما کسبت	۳۹۶	۲	مگر آنکہ	مگر آنگہ
۳۷۹	۱۳	بدلالہ	بدلہ	〃	۸	وجہہ	لوجہہ
۳۸۱	۲	نہ مومنین مضا	نہ مومنین	۳۹۸	۶	ش ثقل	ش نقل ط
〃	۳	د مومنین	د مومنین مضا	〃	۱۹	منقول است	منقول است در طبرانی
〃	ح ۱۰	ملائکہ سے انسان کو	ملائکہ کو انسان سے	۳۹۹	۲۴	بدعت حسنہ است	بدعت حسنہ است بالاجماع
۳۸۴	۱۸	چنانچہ مدارک	چنانچہ تفسیر مدارک	۴۰۰	ح ۳	[illegible]	[illegible]
۳۸۵	۷	اماحوا	اباحوا	۴۰۱	۱۵	مگو	نگو
〃	۱۶	جنکی طرف	جسکی طرف	〃	۱۶	حافظ کہ ابن حجر برائے	حافظ ابن حجر کہ برائے
۳۸۶	۳ و ۴	مہلہ است برچہار	مہلہ برچہار	۴۰۳	۱۵	نیک از محاسن	نیک کہ از محاسن
۳۸۷	۹	باسم اللہ سبحانہ بقریش	باسم اللہ سبحانہ بقریش	〃	۱۹	توبیہ را	ثوبیہ را
〃	۱۱	غیر خدائی	غیر خدائی عزوجل	〃	۲۴	وچگونہ است پس	وچگونہ است این پس
〃	〃	بما موصولہ	بجا موصولہ	۴۰۴	۱	بمولدہ	لمولدہ
〃	〃	خلافت فصاحۃ	خلافۃ فصاحۃ	〃	۲۰	اشتغال	استنغال
〃	〃	بعدش	بعدش	〃	۲۱	دریں	و دریں
〃	〃	بی تحقیق	پی تحقق	۴۰۵	۷	ولا فاذات	ولا فادت
۳۸۸	۲۰	کہ فائدہ	کہ اگر فائدہ	〃	۱۰	ذاہر	ظاہر
۳۸۹	۵	درزنج	در مازنج	۴۰۶	۲۴	مفیسد	مفسد
۳۹۴	۸	خروج بذاتہ	خروج بذاتہ	۴۰۷	۱	علیک و	علیکم و ما
〃	۲۳	جبتک غیر	جبتک مالک کے سوا	۴۰۹	۱۳	دیگر بران	دیگر بران
			کوئی غیر	〃	۲۳	کہ حسن نیست	کہ نیست حسن
۳۹۵	۵	العیاذا	العیاذ	۴۱۰	۷	القیاس لقولہ	و القیاس بقولہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۱۰	۱۶	سنند اجمال	شند اکمال	۴۲۱	ح ۱۸ الخ	*	قیاس تعظیم وترقیع ذاکر ذکر
″	۲۴	قیاس	وقیاس				او صلعم
۴۱۱	۷	یعارض	یعارض جنابر؟	″	۲۴	یوجہی نیکو	برجہی کہ نیکو
″	″	التخصیص بالحسنۃ مفیا	التخصیص مفیا بالحسنۃ	۴۲۲	۱۳	فوت عمل و	فوت عمل شود و
″	۸	الذی	الذی ۳	۴۲۴	۱۷	خدائی صلعم	خدای تعالی صلعم
۴۱۲	۲	میلاد صلعم	میلاد النبی صلعم	۴۲۷	۷	وعلم علیہ	علیہ وسلم
″	۱۰ و ۱۱	لا یبطلہ	لا یبطلہ وحتی لا تبطل	۴۲۸	۱۲	چارہ	وچارہ
″	۲۳	بشار	بشار	۴۳۱	۹	انبہتنی	انبہتنی
″	۲۴	باطل نہ کنند۔	باطل نہ کنند۔ تا آنکہ	″	۲۰	این حویث ز	این حدیث را
			فرمود صلعم در منام	″	۲۱	بیدار کرد	ساختہ کرد
			یوسف حجازی لا تبطل	″	ح ۳	*	احادیث در ثبوت وقوف
			المولد یعنی عمل مولد را				او صلعم بر قبور مومنین
			باطل نہ کنی	۴۳۲	۱۹	ولیسند	ولیسند دیگر
۴۱۳	۲۳	برائی	برائے	″	۲۱	سلامتی باد	یعنی سلامتی باد
۴۱۴	۱	الفرض المطلق۔	الفرض المطلق اعراض	″	۳	پیشنیاں و	پیشنیاں و
		یعنی لمومن	جزء المطلق اولی			پشنیان	پیستان
			الاجزاء۔ ولا یعنی	۴۳۳	۵	باجنحہم	باجنحتہم
			لمومن	۴۳۴	۱۱	عندالاسطونۃ	عندالاسطوانۃ
۴۱۶	۵ سطر حاشیہ کتب ونا	والمنظرہ الشائل	والمنظر والشمائل	″	۲۳	ہمین است	وہمین است
				۴۳۶	۱۶	در آوری	در و آری
″	۱۶	او صلی الد	او صلی اللہ	″	۲۲	آورد واز	آورد از
۴۱۹	۱	کراہیتہ	کراہتہ	۴۴۰	۱۳	فضل مراتب	افضل مراتب
″	۱۷	قیام کردند	قیام کنند	۴۴۱	۸	یصدوہ	یصددہ
۴۲۱	۱۱	قیاس این تقیید	قیاس براے این تقیید	″	۱۵	حالت حمات	حالت حمات
″	۱۵	بندہ سوئی	بندہ کہ سوئی	″	۲۲	بکوشید	بکوشد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۴۲	۱۸	عن الاشتغال	عن اشتغال	۴۵۹	۱۱	بصلاحه وعلمه	بصلاحه وعلمه
〃	۱۹	گرگان	نگران	〃	۲۲	بروئی	برو ہے
۴۴۳	۱۰	حتی یاتاک الیقین	حتی اتاک الیقین	〃	۲۴	بصلاحه	بصلاحه
〃	۲۵	وعیات	وعیذت	〃	۲۵	برائے اصلاح اند	بسبب نیک بختی او
۴۴۴	۱۸	وہمراہ سفرہا	وہمراہ او در سفرہا			وعلم او	وعلم او
۴۴۷	۳	لا یعرف عینا	یعرف عینا	۴۶۰	۶	عن الحال	عن الحار
〃	۷	ابن	بن	〃	۱۶	کراہت	کراہیت
〃	〃	المدینة	المدینة	〃	۲۰	پس اوگرفت	پس او گرفت
۴۴۸	۲	للرد صنار	للرّ صنا	〃	۲۴	ودرہی	ودرہی از چیزے ظاہر نشدہ
〃	۲۳	فرزندان	وفرزندان				
〃	〃	ودرود خدا	درود خدا	۴۶۱	۱۷	می دہدمی	می دیدند می برخاستند
〃	〃	رحمت خدا	ورحمت خدا			رحاسندلا الکہ	از انکہ می دانستند ایں
۴۵۰	۱۳	وبرنت	وتربت			می دلہسدس	را یعنی قیام شان را
۴۵۱	۷	لئلا تقتضی	لئلا تفضی			الوی سام سرا	از کراہت او صلعم
〃	۱۴	نیت	ونیست			ارنکہ.... مابر	بنا بر تواضع
۴۵۲	۲۴	ابن تیمیه	برابن تیمیه			تواضع	
۴۵۳	۱	السلف	لکن السلف	〃	۲۰	ہمه ادخال	ہمه افعال
〃	۱۳	سلف	لیکن سلف	۴۶۴	۱۴	قوام عرش	قوائم عرش
۴۵۵	۶	وقال علیه	قال وعلیه	۴۶۵	۲	ہمه عالم یاو	ہمه عالم متوقف باو
〃	۱۱	بحث آدمی	بحث ادب	〃	۳	وہر انبیار	وہمه انبیار
۴۵۶	۲۵	نیست ست	نیست	۴۶۶	۳	وبحیب	بحیب
۴۵۷	۱۳	کسی راکہ اورا	کسیکہ اورا	〃	۱۷	در ہر نفس	در نفس
۴۵۸	۱۷	میانند اورا	سیکنند اورا	۴۶۸	۱۵	لس ساد سداں	پس شاد شدند ایں عبد
۴۵۹	۳	استجابت	استخباب			عبد المطلب وبر	المطلب برخاست او و
〃	۷	الی فخم	الی فخم			خاست وکسیکہ یا او	کسیکہ یا او بود

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۶۸	۱۶	صلعم را وداں	صلعم را وداخل کرد	۴۸۳	۱۵	مفید	مقید
		او اور جوف کعبہ	اورا درجوف کعبہ	؍؍	ح ۱	۲	بیان نفس تاویلات در
؍؍		دروغ بستن برے	دروغ بستن برادر				کریمہ مذکورہ
		اور رضی اللہ عنہا	اللہ عنہا گفت حضرت	۴۸۶	۴	چون درلحد	وچوں درلحد
			عائشہ رضی اللہ عنہا	؍؍	۱۸	ماتا ہے	مارتا ہے
؍؍	ح ۳ و ۴	(چھوٹ گیا)	قیام شکر از وصلعم را	۴۹۰	۱۲	دہ مطلب	وہ طلب
			ختم قرآن بروایۃ ابوہریرہ رضی	۴۹۱	۱۰ متن حاشیہ	ذکر بیان تفسیر	ذکر بیان تفسیر ۴۸
			وابوجعفر از جد و پدر خود	۴۹۵	۱۴	الی از الجملہ	از الجملہ
			رضی اللہ عنہم	۴۹۸	۷	مع احببت	مع مَن احببت
۴۶۹	۱۰	شکرہ	شکرہ صلی اللہ علیہ وسلم	؍؍	۱۴	طرف	ظرف
۴۷۰	؍؍	الصرصری	الصرصری ای الرجیع الخ	۵۰۰	۵	از انجاست	از نجاست
۴۷۲	۱۵	شردہ دہندہ	وشردہ دہندہ	۵۰۱	۸	متشابہات	از متشابہات
۴۷۵	۸	ومقتضی موصف مراد	ومقتضی موصوف مراد	؍؍	۱۵	نظر کرکے	نظر کرے
؍؍	ح ۳	الفضاءُ	الفضاءَ	۵۰۲	۱۷	رسول سے تھا۔	رسول سے تھا بغرض ہوائے
۴۷۹	۲ تا ۶	(چھوٹ گیا)	حقائق معنی کریمہ بتحقیق الفاظ چنانچہ اذا بشرط مخصوص بزمانہ عام و محقق الوقوع است۔ وتعلیم دعا بطریق کردرو قربت مخصوص حاصل شود			ای حضرات	نفس دلیل اختیار کرنا نہیں ہوسکتا ہے یعنی فعل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہوائے نفس کے لیے دلیل نہیں گردانا جا سکتا جو مصلحت دین کی ضرورت پر مبنی تھا کہ مقصود اسکا بعث رسول صلعم سے تھا۔ ای حضرات۔
۴۸۱	۷	ستعار	ستعارہ				

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مباحث تذکرۃ الحق از حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ

صفحہ	مباحث کتاب
۴۲۶	مطلب واما القیام له صلعم۔
۴۳۰	مطلب تعیین الیوم والشهر لذلک لذکر تعظیم الذکر
۴۲۶ ۲۵	ذکر کیفیت زیارت القبور خصوصاً اشرف القبور قبر النبی الرحمۃ صلعم
۴۲۸	مطلب قد تقرر وتحقق بالبرهان المحقق ان حضور الزائر قبالۃ قبره الکریم والتسلیم والصلوۃ علیه والتوسل بجانبه العظیم والاستمداد والاستشفاع بجنابه الفخیم بل وباصحابه واہل بیته واولیائه اجمعین صلعم من افضل الطاعات الخ۔
۴۲۹	مطلب قد علم بالضرورۃ ان القربات والطاعات خالصۃ للہ عزوجل لیس فیها شرک المخلوق اصلاً لکن فی بعضها یلزم توسط مخلوق والتوجه الیه الخ
۴۳۱	مطلب اما الاحادیث فی وقوفه صلعم علی قبور المؤمنین۔
۴۳۲	مطلب واما الوقوف علی قبر سید المرسلین صلعم
۴۳۵	مطلب واما استقبال قبره الشریف صلعم
۴۳۸	مطلب اما وضع الیمین علی الشمال فی الزیارۃ کما فی الصلوۃ۔
۴۴۰	مطلب فی التادب فی زیارته الشریفۃ صلعم
۴۴۴	مطلب فی التادب فی زیارۃ ابی بکر الصدیق رض
"	مطلب فی التادب فی زیارت عمر الفاروق رض
۴۴۵	مطلب ثم یرجع الی حوال وجه النبی صلعم
۴۴۶	مطلب فی التادب فی زیارت اہل البقیع و شهداء احد رض

صفحہ	مباحث کتاب
۴۴۸	مطلب فی التادب فی زیارۃ اہل بیت النبوۃ علیهم
۴۵۰	مطلب فی الافراط والتفریط الموجبین المؤمنین
۴۵۱	مطلب بین الافراط والتفریط لعود شبهات تعارضت فیها الادلۃ۔
۴۵۷	مطلب فی تفسیر الحدیث الشریف قوموا الی سیدکم۔
۴۶۲	مطلب واما اعتیاد الناس من القیام عند ذکر الولادت الشریفۃ۔
۴۷۳	ذکر کیفیت دعا واجابتش با دیگر مطالب۔
"	مطلب دعا خالصه عبادت است۔
۴۷۵	مطلب کیفیت اجابت دعوات۔
"	مطلب تفسیر حدیث شریف لا یرد القضاء الا الدعاء
۴۷۷	مطلب تفسیر کریمه اذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب الخ
۴۸۵	مطلب نیز دعاء بتوسل مقیمان عالم روح وعالم شهود وعالم برزخ عموماً از انبیاء واولیاء و ملائکه علی نبینا وعلیهم الصلوۃ والسلام
۴۸۷	مطلب در ترتب اثر دعاء باجابت حق سبحانه
۴۸۸	مطلب در اجابت دعوات کفار۔
۴۸۹	مطلب تفسیر کریمه فیکشف ما تدعون الیه ان شاء الآیه
"	مطلب در تحقیق معنی وما دعاء الکافرین الا فی ضلال۰

فہرست مطالب ترجمہ ماہیۃ الحق کتاب تذکرۃ الحق

از جانب مترجم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

صفحه	مطالب کتاب
۲۴۸	یافتن مباحات در افعال صحابه بغیر دلیل بر حرمت تا یافته نشود اند بلکه بسا از مباحات بوقتی واجب الادا گردد و بسا واجب الترک -
"	حاصل همه آنکه امر بسجده تحیت نباید و در مساجد تکفیر و تفسیق از آنکه امر و نهی هر یکی در [illegible]
"	بیان شان نزول کریمه ما کان لبشر الخ -
۲۴۹	بیان آنکه سجده تحیت موصل بسجده عبادت است نزد اهل معرفت بدلائل آیات -
"	مقصد در سجده تحیت حضرت یعقوب بحضرت یوسف علیهما السلام که مستتر است موصل الی الله است +
"	در ضمن سجده طرف قبله سجده طرف خود حقانی و در
"	ضمن سجده خدائی راست سبحانه و در ضمن مسح و تقبیل حجر اسود و صفا و تقبیل [illegible]
۲۵۰	ترک سجده تحیت بوجه حفظ غیر و بنا بر اختلاف ادلی تردد حکم کفر بر آن اندیشه کفر بر حاکم [illegible] مدعا کما هو معمول العلماء -
"	بیان کیفیت جواز طواف و تفسیر کریمه ولیطوفوا الخ و ان الصفا والمروة الخ
۲۵۱	قاعده باب تقدیر و تخصیص و فعل متعدی که بر مفعول بسبب تقدیر و تخصیص اصلی مقتضی ابر مذکور نیست -
۲۵۲	مدخول صله علی بصحت متعدی [illegible] [illegible] +

صفحه	مطالب کتاب
۲۵۲	صله با از متعدی بدو مفعول مقتضی اخراج مدخول از مفعولیت و مفعول غیر آن بضرورت است
"	صله با مفید معنی سبب ایقاع فعل بر آن مفعول نسبت بمفعول مقتضی است
۲۵۳	طواف متغایر سعی است بدلائل شافعیه سعی صفا و مروه بنص کریمه نیست و لکن بنص حدیث ثابت است +
۲۵۴	بیان آنکه حکم سعی تسهیل و تبرک امت را است و بیان حکمت سعی -
"	از فعل و آثار صلحاء تبرک جائز است و اختیار سنت شان از تطوع اولی -
"	بیان مدخول علیه لا جناح و ورود حکم سعی بنص حدیث -
۲۵۵	بیان شعائر و معنی شعائر و آنکه انبیاء و اولیا خیر الشعائر اند -
"	تعظیم شعائر کار متقیان است -
"	تعظیم انبیاء و اولیا که خدا خیر التقوی [illegible]
"	تعظیم غیر خدا و شعائر او تعالی شرک نیست بل افزون بر نیت نائی است چنانچه تعظیم تابوت سکینه که موصل تعظیم خدا است -
۲۵۶	بیت [illegible] [illegible] و صفا و مروه [illegible] حضرت هاجره [illegible] و [illegible] شعائر [illegible]

صفحه	مطالب کتاب
۴۱۴	قبل ادای فرض اعراض از ذکر او صلعم کفر است وبعد ادای او اعراض است بجز مطلق کراولی الاجزاء است واین مومن رانمی زیبد۔
"	تعظیم او صلی الله علیه وسلم فرض موبّد است بنص کریمه در حضور وغیبت
۴۱۵	خلاف تعظیم وتوقیر او صلعم کفر را لازم بخلاف تعزیر که در وثنیت۔ ودر حضور او فرض موقت بنص کریمه ودر غیب او مستحب که معمول صحابه است۔
۴۱۶	بیان قیام برای او صلعم از نص کریمه ونص حدیث
۴۱۷	نهی از قیام بکراهت او صلعم است بوجهی غیر مذکور نه از کراهت مطلقه که معارض ثابت شود پس ماوّل شود۔
۴۱۹	سکوت ووقار وغیره طرق تعظیم در مجلس ذکر صلعم بجا آوردن لازم است بنص کریمه ووجوب او
۴۲۰	توارث واجماع بر استحسان قیام بنص حدیث۔
"	بیان تقیید یوم وماه بذکر وتعظیم ذاکر وقیاس بروی وبرکت ذکر وذاکر بر رفع گناه۔
۴۲۲	بیان آنکه ذکر ولادت موجب برکت ایمان ونزول رحمت است وعبادت مشروع که ثابت بنص کریمه است۔
۴۲۴	قصه از حزین از راه تنبیه برای هدایت
۴۲۶	ذکر بیان زیارت قبور خصوصاً اشرف قبور که قبر نبی رحمت است صلعم با مطالب دیگر۔

صفحه	مطالب کتاب
۴۲۷	خطبه مصنّف کتاب هذا تذکرة الحق۔
"	خطبه مؤلف رساله الدّر المنظّم۔
۴۲۸	بیان آنکه حضوری زائر بر مزار اقدس صلعم وتسلیم وصلوة بروی وتوسّل واستمداد واستشفاع بجاه وجناب او وبآل واصحاب واولیای او اجمعین ثابت محقق است که افضل طاعات واجل عبادات وارجی مثوبات واعظم قربات نزد پروردگار عالم است۔ وخلاف اعتقادش خلاف خدا ورسول وعلمای اعلام است واز ربقهٔ اسلام بیرون شدن بنصوص کریمه واحادیث۔
۴۲۹	بیان آنکه درین باب بعده حدیث اند مع بیان راویان واختلاف واتفاق علمای محدثین بر ضعف وصحت حدیث۔
۴۳۰	بیان آنکه بضرورت دانسته شد که طاعات وقربات خالص برای خدای عزوجل است ومخلوق را هرگز در وشرکت نیست ولیکن بمقتضای حکمت ومصلحت در بعض شان واسطه شدن مخلوق لازم شود بنصوص کریمه۔
۴۳۱	احادیث در وقوف او صلعم بر قبور مومنین
۴۳۲	بیان وقوف بر قبر نبی صلعم
۴۳۳	احادیث واخبار وقوف بر قبر نبی صلعم۔
۴۳۵	بیان استقبال قبر شریف واستدبار قبله۔

قیاس تعظیم ذکر [illegible] ذاکر [illegible] صلعم

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]	[illegible]		
״	[illegible]		
	[illegible]		
٦٥	[illegible]		
״	[illegible]		
[illegible]	[illegible]		
[illegible]	[illegible]		[illegible]
״	[illegible]		[illegible]
[illegible]	[illegible]	״	[illegible]
[illegible]	[illegible]		[illegible]
[illegible]	[illegible]	١٠٥	[illegible]
[illegible]	[illegible]		[illegible]
״	[illegible]		[illegible]
[illegible]	[illegible]	١٠٥	[illegible]
١٠	[illegible]	[illegible]	[illegible]

دیباچہ کتاب ماہیۃ الحق ترجمہ تذکرۃ الحق از مترجم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ ٭ فَاَرْسَلَ
رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْکَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ٥
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَرَسُوْلِہٖ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ خَاتَمِ
الْاَنْبِیَآءِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰہِ ٭ فَھُوَ سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ حَرِیْصٌ
عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ٭ ذٰلِکَ مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَھْدًا ٭
لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ
اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ط فَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَبِنُوْرِہٖ
فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی ٭ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ
قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ٥ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ
اَصْحَابِہٖ نُجُوْمِ الْھُدٰی وَمَصَابِیْحِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ٭ خُصُوْصًا خُلَفَاءِ
الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ وَبَقِیَّۃِ الْعَشَرَۃِ الْمُبَشَّرَۃِ ٭ وَالسِّبْطَیْنِ الْمَقْتُوْلَیْنِ
الْمَحْبُوْبَیْنِ مَعَ اُمِّھِمَا الزَّھْرَآءِ الْبَتُوْلِ الْمُطَھَّرَۃِ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ٭ وَجَمِیْعِ
اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَزْوَاجِ خَیْرِ خَلْقِ اللّٰہِ ٭ وَعَلٰی اَتْبَاعِھِمِ التَّابِعِیْنَ وَ
تَبَعِ التَّابِعِیْنَ خِیَارِ اَھْلِ الْاَرْضِ اِلٰی یَوْمِ الْاٰخِرَۃِ ٭ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ٭ لَھُمْ مَّا یَشَآؤُنَ عِنْدَ رَبِّھِمْ
فَیُدْخِلُھُمْ رَبُّھُمْ فِیْ رَحْمَتِہٖ ط ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ ٭ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی

عليهم ... لهم جنت تجري من تحتها الانهار خلدين فيها ابدا ٭

انما وليكم الله ورسوله والذين امنوا فان حزب الله هم الغلبون ٭

على القراٰن فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون ٭ اللهم صل وسلم

على محمد نبيك ونورك وعلى انواره اجمعين وعلينا معهم برحمتك

يا ارحم الراحمين - امين ٭

اما بعد این کتاب مسمی به تذکرة الحق از تصنیف عارف بالله واصل الی الله سالک کامل
مخزن حقائق منبع دقائق محقق الملة والدین مظهر علمای راسخین کاشف اسرار غیبی واقف علم لدنی
صوفی صافی شیخ الوقت فقیر کامل حضرت اوستادی ومولائی مولنا مولوی محمد عبد الوحید ا
محمد ابیر رحمة الله علیه ٭ که از حقائق ومعانی ومعارف ومسالک صوفیه کرام - ودر جمیع عقائد
اهل سنت وجماعت با تفاسیر احادیث شریفه وآیات کریمه مؤید مافی الباب - مملو ومشحون است
آیات منیفه وآثار شریفه ومسائل دینیه که درو احتمالات واشتباهات واختلافات از متقدمین ومتا
علما وصوفیه منقول آمده با مطالب اخرٰی هم بدو ثبت آمده - وبدلائل مثبتة وبراهین قاطعه ترجیح
واتفاق عقلی ونقلی که هرکس را از آن گزیرے نباشد ارتفاع آنهمه اختلافات ونظریات کرده شد
طریق حق وسبل السلام وانموده شد - شان جلیل ورتبه رفیع دارد - مدحش بیرون از آن است که
بر آید - وضرورتش زائد از واست که بسنجیدن در آید ع شنیده کے بود مانند دیده ٭ فیا ایها
الناظر لا تنظر الی من قال وانظر الی ما قال ٭ پس ببینی که حق حق است
انت الحق وتحق الحق - اما در غرر مطالب وجواهر زواهر معانی این مکتوب انتهای حسن
ادب چون در عبارت قصیر المبانی کثیر المعانی بصورت الهامی با جمال الفاظ تعبیه آمده همچو گوهر شاهوار
در خلوتخانه صدف وچون لعل بدخشان در صمیم کان مستوره اخذ مطالب وفهم معانی هرکس را
دشوار - وکشف معضلات وحل مشکلات از خون جگر ودقت نظر خالی نبود - وضروریات در
دریافت مسائل حقه مقتضی بر وقوف مطالبش لابد منها - آرزو داشتم که بهره ازو برگیرم و

شرمسار که نه بهرهٔ ادب ونه از علم مایه دارد۔ وشوق دامنگیر که بگیر هرچه برآید که بکار آید۔ پس بکم مایگی وانه
بے استعدادی خود در خود نگونسار۔ واز همت وشوق خود بفضل وکرم حق افتتاح کار را طلبگار۔
بحمد الله که نسیم رحمت حق وزید وغنچهٔ باب امید شگفته و واگردید **شعر** رحمت هزار جان بامید مائلی *
محروم از درت نه شود هیچ سائلی * ناچار دیدم بعض مسائل که بزبان فارسی بعبارت سهل آمده مطالبش
برچینم واو را بزبان اردو نگاشتم **شعر** هرچه هست از قامت ناساز وبے اندام ماست * ورنه تشریف
تو بربالائے کس کوتاه نیست * همت وفیضان حضرت مصنف رحمه الله که مؤید من الله است یار
آمده رهبری فرمود وبسی اشتهای شوقم افزود کشان کشان بتدبر وتفکر بهر گوشه کتاب در هر مسئله
بخوض درآمدم همت کریم کارفرما آمد۔ اگرچه حل مشکل از هرچه باید نیامد اما از ترجمه اش بزبان اردو از فارسی
وبفارسی از عربی کرده آمد۔ آخر بر استعداد خود سنجیدم از بیرون یافتم۔ شکر نعمت باری بجا آوردم
شعر منت منه که خدمت سلطان همیکنم * منت بدار اینکه بخدمت بداشتت *
باز دوسه بار نظر نمودم تصحیح درآوردم۔ رحمت خدا بروباد که همتش مرا یار آمد ورنه ازین بے مایه چه
آید۔ الحمد لله علی ذلک۔ پس کتاب تذکرة الحق با ترجمه اش که نامش ماهیة الحق باد هردو
بترتیب فوق وتحت علیحده علیحده ازین ناچیز دوست محمد اجمیری که یکے از بندگان خواجه بزرگ
حبیب الله محمد معین الدین حسن چشتی سجزی اجمیری است قدس الله سره العزیز
نوشته آمد۔ ودرین مجلد دو فهرست نهادیم یکی از مصنف رحمه الله تعالی که برای اصل کتاب ترتیب داده۔
ودوم از مترجم که او را بسط نموده تا هر یکی را در طلب مقصود آسانی شود وبالله التوفیق وهو خیر
الرفیق تمنا از انصاف مندان ناظرین است که اگر سهوے وخطائے در ترجمه این بیمایه بمطالعهٔ کتاب
ملاحظه فرمایند بفحوای کریمهٔ اذا مروا باللغو مروا کراما حسب مدعای متن صحت فرموده بجان منت نهند وقد
العفو عند کرام الناس مامول را کار فرموده درگذرانند که انسان بنسیان درآمده۔ وچون ازین ترجمه
کشف مطالب کتاب برآید وبهره ازو بیابند وحظ ونفع بردارند از دعای خیر این فرمایه را فراموش
ندارند وان الله ولی التوفیق لیهدی من یشاء وانه لذو الفضل العظیم۔ والحمد لله رب العالمین۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ شرح

دیباچہ شرح

الحمد للہ مرسل محمد علی العالمین رحمۃ المصلی المخصوص من اللہ الرحمن بقاءً بوجودہ ومن الملائکۃ والمؤمنین دعاءً بشہودہ۔ اللہم صل وسلم علی محمد النبی الامی وعلی آلہ واصحابہ و اتباعہ اجمعین ❖

زین پس آنست کہ دردمند مستمند نظر بمدعا کہ مبادا بتغیر دلالۃ و ربط الفاظ مقصودش از فہم قاصد دور افتد بنوشتن شرح و حاشیہ ما یحتاج الیہ از دلالۃ و ربط بعض متن کفایۃ بعض بعبارت و بعض بعلامت نمود۔ پس علامت از فاعل فا است و از مفعول مف و از مبتدا مب و از خبر خب و از مضاف مض و از مضاف الیہ ف

ترجمہ دیباچہ بسم اللہ الرحمن الرحیم شرح ترجمہ

ترجمہ دیباچہ شرح کتاب تذکرۃ الحق مع علامات و روابط

محمود یعنی تعریف کیا جاتا بتمامہ خاص خدا ہی کے واسطے ہے جو محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا ساری جہانوں پر بھیجنے والا ہے کہ وے رحمت ہیں مخصوص رحمت بھیجنے والے کی خدائے رحمن سے اپنی وجود کے بقا کے سبب۔ اور رحمت ہیں ملائکہ اور مومنین کی دعا کی بنا پر جو موافق مراد خدا کے ہے اپنی شہود و ظہور کے سبب۔ سطر اللہم صل و سلم علی محمد الخ یعنی اے خدا رحمت اور سلامتی بھیج محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر کہ وے نبی امی یعنی اصل ہیں اور آپ کی آل اور اصحاب اور سارے پیروان پر۔

اس کے بعد یہ ہے کہ دردمند مستمند نے مدعا پر نظر کر کے کہ ایسا نہ ہو دلالت اور ربط الفاظ کے تغیر کے سبب اسکا مقصود قاصد کی فہم سے دور پڑ جاوے شرح اور حاشیہ لکھنے میں بعض متن کی اسقدر کہ دلالت و ربط سے اسکے لیے ضرورت تھی کچھ عبارت پر اور کچھ علامت پر کفایت کی۔ پس علامت فاعل کی فا ہے اور مفعول کی مف اور مبتدا کی مب اور خبر کی خب اور مضاف کی مض اور مضاف الیہ

الیہ مضا واز موصوف مو واز صفت صف واز ممیز مم واز تمیز تم واز ذو الحال ذح پیوستہ واز حال حا واز معطوف علیہ معع واز معطوف مع واز متعلق بہ متعب واز متعلق متع واز مردود مرا واز تزوید تو واز مبدل منہ مبد واز بدل بد واز اسم انّ ومثلہا اسم واز خبر انّ ومثلہا خب برلفظ واز متن م واز شرح متن ش واز حاشیہ ح میان سطر واز ربط ہر گر علامت ہندسہ موافق بر نیش واز مقدم مم واز مؤخر مخ بر علامت واز مرکب درمرکب خطے بر علامتین واز مرجع ضمیر ہندسہ موافق زیر نیش منتہی تا نہ ۹ در متن ودر شرح جدا ازاں ودر حاشیہ جدا ازاں۔ وباید کہ ترتیب نگاہدارد وبضرورت رجوع بدور سابق تکرار ہندسہ وچوں بسر آید از سر آید ومن اللہ العلی التوفیق اللّٰھم صلّ وبارک وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ — الیہ کی مضا اور موصوف کی مو اور صفت کی صف اور ممیز کی مم اور تمیز کی تم اور ذوالحال کی ذح ملا ہوا اور حال کی حا اور معطوف علیہ کی معع اور معطوف کی مع اور متعلق بہ کی متعب اور متعلق کی متع اور مردود کی مرا اور تزدید کی تو اور مبدل منہ کی مبد اور بدل کی بد اور اسم انّ اور اسکے مثل کی اسم اور خبر انّ اور اُسکے مثل کی خب یہ علامتیں مذکورہ لفظ کے اوپر ہیں۔ اور متن کی م اور متن کے شرح کی ش اور حاشیہ کی ح یہ سطر کے درمیان ہیں۔ اور علامت کو آپس میں ربط کی غرض سے انپر اُسی کے موافق ہندسہ کردیا گیا ہے اور علامت مقدم کی مم اور مؤخر کی مخ علامت کے اوپر۔ اور علامت مرکب در مرکب کی ایک خط ایسا — دو علامتوں پر ہے۔ اور مرجع کی ضمیر کا موافق ہندسہ اُسی ضمیر کے نیچے کہ نہ ۹ تک پورا ہوا ہے متن میں علیحدہ ہے اور شرح میں اُس سے جدا اور حاشیہ میں اُن سے جدا۔ اور چاہیے کہ ترتیب نگاہ رکھے اور ضرورت کی صورت میں تکرار ہندسہ کا اُسی پہلے دور پر رجوع کرتا ہے کہ جب عدد مذکور نہ ۹ تک تمام ہوتے ہیں تو ابتدا سے شروع ہوتے ہیں۔ اور خدائے برتر سے ہے توفیق کا ملنا۔

خداوندا رحمت اور برکت اور سلامتی بھیج محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر جو نبی رحمت ہیں اور آپکے جمال پر جیسا تو اُسی محبوب رکھتا ہے اور اُس سے راضی ہو اور اُنکو ہم میں شفیع کر اور اُن کے سبب سے ہمپر رحم کر۔

[illegible]

وحضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نقطۂ آں وکفایت کرد درصفات اصحاب وآل رضی اللہ تعالیٰ عنہم بر ترتیبِ تخصیص حقیقۂ شان کہ موفقِ ایں اسرار را درمجلش تواند دریافت والاکار دشوار تر از دشوار است۔

م اما بعد ایں مکتوب مسمّیٰ بہ تذکرۃ الحق از دردمند عائذ موسوم بہ محمد عبدالوحید از والدیہ ش ابن محمد نورالاحد ابن مولوی محمد حسین ابن قاضی محمد نعیم ابن مولوی محمد عبدالقادر رحمہم اللہ تعالیٰ م ومخاطب بہ امیر از مرشدیہ ش یعنی جناب حضرت سید شاہ غلام رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجناب حضرت مولوی محمد عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ م قریشی نسباً کیانی لقباً ش از عمّی حضرت عبدالاحد رحمہ اللہ تعالیٰ شنیدم کہ یکی را از ابناء حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلطنتِ کیان مسلّم از اولادش ہستیم ازیں باعث قریشی نسب وکیانی لقب ہستیم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب م کرسوی وطناً ش کرسی قصبہ است قریب لکھنؤ۔ م اجمیری مسکناً ش بامر خواجہ غریب نواز حضرت محمد معین الدین حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدار الخیر اجمیر مسکن گرفتہ

ترجمہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نقطہ اسکے ہیں۔ اور اصحاب اور آل رضی اللہ عنہم کی صفات میں انکی حقیقت کی ترتیب تخصیص پر کفایت کی یعنی ایسی خاص ترتیب پر کہ انکی حقیقت مرتبہ ہے کہ صاحب توفیق ان بھیدوں کو انکے محل میں معلوم کر سکتا ہے ورنہ کام مشکل سے بھی زیادہ مشکل ہے۔

اسکے بعد معلوم ہو کہ یہ کتاب جس کا نام تذکرۃ الحق رکھا گیا اس دردمند عائذ یعنی پناہ ڈھونڈھنے والے سے ہے جسکا نام والدین کی طرف سے محمد عبدالوحید ہے۔ اس نسب نامہ کے ساتھ کہ ابن محمد نورالاحد ابن مولوی محمد حسین ابن قاضی محمد نعیم ابن مولوی محمد عبدالقادر رحمہم اللہ تعالیٰ اور لفظ امیر کے ساتھ اپنے دونوں مرشد یعنی حضرت سید شاہ غلام رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور جناب حضرت مولوی محمد عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیطرف سے خطاب پائے ہوئے ہے۔ نسب میں قریشی اور لقب میں کیانی ہے۔ کہ میرے چچا حضرت عبدالاحد رحمہ اللہ تعالیٰ سے میں نے سنا ہے کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے کسی ایک کو کیانی سلطنت مسلّم وحاصل تھی ہم انکی اولاد سے ہیں اسی باعث سے قریشی نسب اور کیانی لقب ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ اور وطن کے اعتبار سے کرسوی کہ کرسی ایک قصبہ ہے لکھنؤ کے قریب اور مسکن کے اعتبار سے اجمیری ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز محمد معین الدین حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے دارالخیر اجمیر میں مسکن اختیار کیا۔

اللّٰھم انت حقٌ و تحق الحق فیا ایھا الناظر لا تنظر الی من قال
وانظر الی ما قال تنبیہ باید دانست خیر کثیر کہ عبارت است از علم حقائق جز بآداب دان
نبخشد کما قال سبحانہ ذٰلک الکتٰب لا ریب فیہ ھدًی
للمتقین ۵ الآیۃ - پس بے ادب را نہ سزد کہ تعصبًا با کلام دردمند درآویزد چہ دلالت لفظی بے
علم ماہیت منعقد نتواند شد - ہمانا کریمہ یضل بہ کثیرا و یھدی بہ کثیرا ج
وما یضل بہ الا الفسقین ۵ الذین ینقضون عھد اللہ من
بعد میثاقہ ۵ الآیۃ تنبیہ فرما است **بیت** معشوقہ چوں نقاب ز رخ بر
نکردہ است * ناداں حکایتے بتصور چرا کند * وظاہر آنست ہر آنچہ نداند صبر چوں
تواند ہاں آداب دانی فائز الحقائق مؤید العلم اگر در تحقیق حقائق یا تعبیرش
خطائے دریابد بکرم عمیم در اصلاح النفات فرمودہ بے محو عبارت محررہ ربط
مناسب تحریر فرماید بجان منت از اں انصاف مند و دعا بخیرش ازیں دردمند

ترجمہ اے میرے خدا تو حق ہے اور حق کو حق کرتا ہے - اور اے دیکھنے والے تو اس کتاب
میں یہ نہ دیکھ کہ کس نے کہی بلکہ جو کچھ کہا اسمیں نظر کر - **تنبیہ** سمجھنا چاہیئے خیر کثیر کہ عبارت حقائق کے
علم سے ہے وہ بجز آداب دانوں کے غیر کو نہیں بخشتے ہیں جیسا فرمایا حق سبحانہ نے ذٰلک الکتٰب الخ یعنی یہ وہ
کتاب ہے جسمیں شک و شبہ نہیں ہے اسمیں پرہیزگاروں کے واسطے رہنمائی ہے - پس بے ادب کو لائق نہیں کہ دردمند
کے کلام میں تعصب کی راہ سے الجھے کہ لفظی دلالت بغیر علم ماہیت کے منعقد نہیں ہوسکتی ہے یعنی خصوصیت
نہیں پاتی ہے - یہی وجہ ہے کہ کریمہ یضل بہ کثیرا و یھدی بہ کثیرا الخ جو سورۂ بقر رکوع ۳ میں ہے تنبیہ
فرما رہی ہے - یعنی اسی سے بہتیرے گمراہ کرتا ہے اور بہتیرے راہ پر لاتا ہے - اور نہیں گمراہ کرتا ہے اس سے مگر انھیں بیحکموں
کو جو خدا کے عہد کو مضبوط کرکے بعد میں توڑ ڈالتے ہیں **بیت** معشوقہ نے نقاب نہ الٹا ابھی رخ سے *
ناداں بات کرتا تصور پہ پھر کیسے * اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو چیز نہیں جانتا ہے اسپر صبر کیسے کرسکتا ہے - ہاں
کوئی آداب داں کہ حقائق کو پہنچا ہو اور علم سے تائید پائے ہوئے ہو اگر حقائق کی تحقیق یا اس کی
تعبیر میں کچھ خطا معلوم کرے تو بخشش عام سے اصلاح میں التفات فرماکر لکھی ہوئی عبارت
کو بغیر مٹائے مناسب ربط کے ساتھ تحریر فرمادیویں تو اس صاحب انصاف کا احسان جان پر
ہے اور دعائے خیر اسکے لیئے اس دردمند سے ہے *

تا خلق از خطیئات بضلالت نرود و موجب دعائے تحسین یا استغفار از آں محبوب مظہر الحق شود۔ اللّٰھم صلّ وسلّم علیٰ محمد نبی الرحمۃ وعلیٰ جمالہ کما تحبہ وترضاہ وتشفعہ فینا وترحمنا بہ +

عرضداشت بسوئے محبوب بارک اللہ تعالیٰ فی جمالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین + اے محبوب محبوبان حمدت از جمالت عیاں است ومدحت در جلالت نہاں بارک اللہ تعالیٰ فی جمالک وجلالک تمنائے ماہمیں بجلوۂ دلربائی خود بیں + از دوری ضروری چہ تواں ناچار بعرض نالۂ دل والہ گاہ بیگاہ سرمیزند + خامۂ عجز نہاد را پیش دست گرفتم تا سر نیاز بخط اظہار راز نہادہ اشک درد میریزد شعر

ترجمہ: تا مخلوق خطاؤں کے سبب گمراہی میں نہ پڑے اور اس محبوب مظہر حق سے دعائے تحسین یا استغفار کا موجب ہووے۔ اللّٰھم صلّ وسلّم علیٰ محمد نبی الرحمۃ وعلیٰ جمالہ کما تحبہ وترضاہ وتشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ

یہ عرضداشت محبوب کی طرف ہے خدا تعالیٰ اسکے جمال میں برکت دے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تعریف کرتے ہیں خدا کی اور اس سے مدد مانگتے ہیں۔ اور ہم درود پڑھتے ہیں اسکے رسول پر کہ نام پاک ان کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ان سے سفارش چاہتے ہیں۔ اور انکی آل اور انکے اصحاب اور انکے سب پیروان پر درود پڑھتے ہیں۔ اے محبوبوں کے محبوب تیری حمد تیرے جمال سے ظاہر اور ہویدا اور تیری مدح تیرے جلال میں پوشیدہ ہے۔ خدائے برتر تیرے جمال اور تیرے جلال میں برکت دے اور انکو زیادہ کرے ہماری آرزو تو نہ دیکھ اپنے دلربا جلوہ کو دیکھ یعنی ہماری تمنا پر خیال نکر اپنے دلربا جلوہ پر نظر کر۔ دوری ضروری کے سبب کیا کرسکتا ہے اور ناچار جدائی پر کیا بنا سکتا ہے۔ لاچار ہوکر دل شگفتہ و والہ کی فریاد و نالہ عرض کرنیکو جو موقع بموقع خود بخود نکل پڑتا ہے خامۂ عجز نہاد کو پیشہ بنایا تو سر نیاز اظہار راز کے خط پر رکھکر درد و غم کے آنسو برسارہا ہے شعر

عرضداشت مصنف بسوئے محبوب بارک اللہ تعالیٰ فی جمالہ

ترجمہ عرضداشت مصنف جو محبوب کی طرف ہے خدا اسکے حسن و جمال میں برکت دے

باشد کہ بدیں بہانہ روزے ٭ برخط نگری و یادم آری ٭ روئے ندارم کہ ترا خواہم روئے داری کہ مرا خواہی۔ والعذر عند المحبوب مقبول والرحمۃ منہ مأمول کل یعمل علی شاکلتہ والسلام علیک وعلی من لدیک۔ اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی آلہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ۔

ذکر کیفیۃ عقاید اہل سنت وجماعت رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ دریں وقت صراط مستقیم صحۃ عقاید محبان اہل سنۃ وجماعۃ بمحبۃ ومعرفۃ محبوب حقیقی تعالی شانہ کہ از مبلغ کمال تحقیق حق است بخاشاک اختلاف مبتدعان محروش واختلاط مطالب شان مستور شد

ترجمہ کسی دن اس بہانہ سے تو شاید ٭ مرا خط دیکھ لے اور یاد کرے ٭ تیرا کیا منہ جو تجھ کو چاہوں یہ تیری ہی خوبی اور خوبروئی ہے جو میری پرسش و آبرو ہے۔ اور عذر محبوب کے سامنے مقبول ہے۔ اور رحمت کی اس سے امید موصول ہے۔ ہر کوئی اپنے ڈھنگ کا کام کرتا ہے۔ اور سلام تجھ پر اور انپر جو تیرے لئے ہیں ہو جیو اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی آلہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ

یہ ذکر اہل سنت وجماعت کے عقیدوں کے بیان میں ہے خدائے برتر ان سے راضی و خوشنود رہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین اس زمانہ میں سیدھا راستہ محبان اہل سنت وجماعۃ کے صحیح عقیدوں کا محبوب حقیقی تعالی شانہ کی محبت و معرفت کی طرف جو تحقیق کی پوری حد کو پہنچکر حق ہے۔ وہ اس کے مبتدعان محروم یعنی بدعتی لوگوں کے خاشاک اختلاف کے سبب اور ان کے مطالب کے اس میں مل جانے سے پوشیدہ ہو رہا ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عقائد نظامیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد بیحد و ثنائی بیعد مر خالق ودود جل شانہ را ✽ و درود نا محدود بر محمود کونین رسول الثقلین محمد مصطفی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بر آل و اصحاب او اما بعد ہرگاہ این مؤلف بے بضاعۃ محمد فخر الدین کہ تولید صوری و معنوی از رئیس السالکین شیخ المشائخ تاج الواصلین فخر العاشقین حضرت نظام الدین اورنگ آبادی قدس سرہ العزیز دارد ✽ برائے زیارت قدوۃ العارفین حزیق المحنۃ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مخدوم فرید الدین شکر بار مسعود الاجودھنی ایدنی اللہ بلطفہ الخفی والجلی کہ در حق طالبان حق کبریت احمر است از اورنگ آباد خجستہ بنیاد بحضرت پاک پٹن رسیدہ بہرہ یاب سعادت جناب ہدایت مآب گشت اکثر اعزۂ آنحضرت از راہ کرم و عنایت فرمودند کہ عقائد اہل سنۃ و جماعۃ کہ بنہج قدوہ انام

ترجمۂ کتاب عقائد نظامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعریف جس کا پار نہ ہو اور ثنا جسکا شمار نہ ہو خاص خالق ودود جل شانہ کو یعنی پیدا کرنیوالیکو کہ دوست و مہربان ہی اور اسکی بہت بڑی شان ہی۔ اور بیحد درود محمود کونین یعنی دونو جہان کے سرہے ہوئے پر۔ اور رسول الثقلین یعنی جن و انسان ہر دو مخلوق کیلیے بھیجے ہوے پر کہ نام پاک آپ کا محمد مصطفی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہی اور آپکی آل و اصحاب پر ہو جیو۔ اسکے بعد بیان ہے کہ جب یہ مؤلف بیمایہ محمد فخر الدین جنکی ظاہری اور باطنی پیدایش رئیس السالکین شیخ المشائخ تاج الواصلین فخر العاشقین حضرت نظام الدین اورنگ آبادی قدس سرہ العزیز سے ہوئی ہے زیارت کیلیے قدوۃ العارفین حریق المحبۃ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مخدوم فرید الدین شکر بار مسعود اجودھنی کی (خدا بزرگ انکے لطف خفی وجلی سے میری مدد کرے) کہ یہ زیارت حق کے طلبگاروں کے حق میں کبریت احمر یعنی اکسیر ہے اورنگ آباد خجستہ بنیاد سے درگاہ پاک پٹن میں پہنچا اُس جناب ہدایت مآب کی سعادت سے بہرہ یاب ہوا اُس آستانہ کے اکثر اعزہ نے کرم و عنایت کی راہ سے فرمایا کہ اہل سنۃ و جماعۃ کے عقیدے جو خلق کے پیشوا

امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باشد بقید قلم بعبارت سہل آرید کہ موجب یاد آوری در جناب فیض انتساب ش یعنی حضرت فرید الدین گنج ہم شود حال آنکہ استطاعۃ خود از جہۃ اختلاف مسائل اینقدر نمی یافتم و طاقۃ عدم قبول سوال ایشان نیز نمیداشتم لہٰذا دست بدامن ملکی سمات قدسی صفات ہادی الخلق الی الصراط المستقیم مرشد الانام فی مناہیج الدین القویم ش امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ ہم بواسطۂ فقہ اکبر کہ تالیف امام اکبر است رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ در زدم و بعبارت آسان بیان نمودم و ہر مسئلہ را معنون ش اے پیش گرفتہ ہر بعقیدہ ساختم تا عوام و خواص از کلام امام انام کہ بنائے اہل سنتہ و جماعۃ حنفی است بہرہ یاب گشتہ این ہیچمدان را بدعائی تبعیت اہل سنتہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم و خیریت خاتمہ افتخار بخشند تو لاکہ اگر سہوے یا نسیانے بنظر آید بمقتضائے العفو عند کرام الناس مامول بخشند و اصلاح فرمایند ✤

ترجمہ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریق پر ہو میں آسان عبارت میں تحریر کردیں کہ اس جناب فیض انتساب یعنی حضرت بابا فرید الدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ میں یاد آوری کا موجب رہے۔ حالانکہ مسائل کے اختلاف کے سبب اسقدر اپنی استطاعت نہیں پاتا تھا اور نہ اُن کے سوال کو نامانگرد کرنے کی طاقت رکھتا تھا۔ اسلیے فرشتہ عادات قدسی صفات۔ مخلوق کو سیدھی راہ چلانے والے۔ دین مضبوط کے راستوں میں لوگوں کے ارشاد کرنے والے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے دامن میں بذریعہ فقہ اکبر کے جو امام اکبر رضی اللہ عنہ کی تالیف و جمع کی ہوئی ہے ہاتھ مارا اور آسان عبارت میں اس کو بیان کیا ✤ اور ہر مسئلہ کا شروع لفظ عقیدہ سے کیا تاکہ عام و خاص امام انام کے کلام سے جو اہل سنت و جماعت حنفی کی بنا اور اصل ہیں بہرہ یاب ہوکر اس ناچیز کو پیروی سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی اور خیریت خاتمہ کی دعا کرکے افتخار بخشیں۔ امید کہ اگر کوئی سہو یا نسیان نظر میں آجاوے تو موافق حکم العفو عند کرام الناس مامول یعنی بزرگ لوگوں کے نزدیک معافی کی امید ہو معاف فرماکر درست کردیں

عقیدہ[1] - اصل توحید و ما یصح الاعتقاد بہ ترجمہ چیزیکہ صحت می باید اعتقاد بآں بعد ایں است کہ زبان را موافق دل ساختہ بگوید کہ ایمان آوردم بتوحید حق تعالیٰ در ذات و تفرید در صفات و بملائکہ کہ بندہ ہائے حق تعالیٰ اند و مبرا اند از ذنوب و معاصی و منزہ اند از ذکورت و انوثت و بکتابہائے حق تعالیٰ مثل توریت و انجیل و زبور و فرقان و غیرہا بلا تعیین عدد و بجمیع انبیا و رسل و بزندگی بعد موت و بآمدن قیامت و بتقدیر خیر و شر از اللہ تعالیٰ یعنی تقرر جمیع مخلوقات بمرتبہ کہ یافتہ می شود ش ضمیر عاید بسوئے مرتبہ م از حسن و قبح و نفع و ضرر ش انہمہ بیان مرتبہ بصلہ از بیانیہ ھ بقید زمان و مکان۔ عقیدہ[2] حساب افعال و ترازوئے اعمال و بہشت و دوزخ و صراط و حوض حق است۔

عقیدہ[3] حق تعالیٰ واحد است ش نہ بطریق عدد کہ توہم شود بعد او دیگر ھ یعنی کسے او را شریک نیست نہ در ذات و نہ در صفات ۔ عقیدہ[4] و مشابہ نیست او را کسی از مخلوقات قال نعیم ابن حماد من شبہ اللہ بشیء من خلقہ

ترجمہ - عقیدہ[1] توحید کی اصل اور جس سے اعتقاد صحیح ہوتا ہے یہ ہے کہ زبان کو دل کے موافق کرکے یوں کہے۔ کہ میں ایمان لایا حق تعالیٰ کو ذات میں ایک جاننے پر اور صفات میں یکتا سمجھنے پر۔ اور میں ایمان لایا فرشتوں پر کہ وہی حق تعالیٰ کے بندے ہیں۔ اور گناہوں اور نافرمانیوں سے بری ہیں۔ اور مرد اور عورت ہونے سے پاک ہیں اور میں ایمان لایا حق تعالیٰ کی کتابوں پر جیسے توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن مجید وغیرہ جنکا شمار مقرر نہیں اور میں ایمان لایا تمام نبیوں اور رسولوں پر۔ اور میں ایمان لایا مرنیکے بعد زندہ ہونے پر۔ اور میں ایمان لایا قیامت پر۔ اور میں ایمان لایا خدائے تعالیٰ کی طرف سے نیکی اور بدی کے اندازہ کردینے پر یعنی تمام مخلوقات کا ایسے مرتبہ میں ٹھہرانا جس میں زمان و مکان کی قید کے ساتھ بھلائی اور برائی اور نفع اور نقصان پایا جاتا ہے۔ عقیدہ[2] فعلوں کا حساب اور عملوں کی ترازو اور بہشت اور دوزخ اور پل صراط اور حوض کوثر حق ہے عقیدہ[3] حق تعالیٰ ایک ہے نہ ایسا کہ گنتی کیطرح اسکے بعد دوسرے کا وہم پیدا ہو یعنی کوئی اس کا شریک نہیں ہے نہ ذات میں اور نہ صفات میں۔ عقیدہ[4] اس کا مخلوق سے کوئی مشابہ نہیں ہے کہ کہا ہے نعیم ابن حماد نے جسنے خدا تعالیٰ کو اسکی مخلوق سے کسی کے ساتھ مشابہ کیا یا تشبیہ دی کسی چیز کے ساتھ اس کی مخلوق میں سے

[illegible]

مخلوق اور قدیم ہے۔

عقیدہ ۹ - صفاتِ حق تعالیٰ ازلی اند غیر حادث و نہ مخلوق ✤ پس ہر کہ گفت صفات حق تعالیٰ مخلوق اند یا حادث یا توقف کرد یا شک کرد دریں مسئلہ برابرست کہ طرفین او مستوی باشند یا ترجیح دہد یک طرف را پس کافر است

عقیدہ ۱۰ - قرآن مجید ش دریں جا از قرآن مجید کلام نفسی مراد است از شرح فقہ اکبر ملّا علیؒ ھ کہ شان او از ہمہ بزرگ است در مصاحف مکتوب است بدستہا بواسطۂ نقوشِ حروف و اشکالِ کلمات و در دلہا محفوظ است نزدیک تصورِ مغیبات ش آنچہ غائب باشد و شاید کہ ایں لفظ معینات باشد ھ بالفاظِ متخیلات و بر زبانہا مقروء است از حروفِ ملفوظ کہ مسموع می شود و بر نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم منزل است بواسطۂ حروفِ مفردات و مرکبات در حالات مختلفات - عقیدہ ۱۱ - تلفظِ ما بقرآن مجید مخلوق است و کتابتہای ما قرآن مجید را و خواندنہائے ش شاید کہ بجائی لفظ خواندنہا لفظ حفظ باشد از شرح فقہ اکبر ملا علی ھ ما قرآن شریف را مخلوق است

ترجمہ ✤ عقیدہ ۹ حق تعالیٰ کی صفتیں سب ازلی ہیں - حادث اور مخلوق نہیں ہیں تو جس نے کہا کہ حقتعالیٰ کی صفتیں مخلوق ہیں یا حادث ہیں یا اس مسئلہ میں توقف کیا یا شک کیا خواہ حالت شک میں اُسکی شک کی دونوں طرفیں برابر ہوں ہاں اور نہیں کہنے میں یا شک کی ایکطرف کو ترجیح دیتا ہو حادث کے ہاں یا نہیں کہنے میں تو وہ کافر ہے - عقیدہ ۱۰ - قرآن مجید کہ اس سے مراد یہاں کلام نفسی خدا تعالیٰ ہے جیسا شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے - اُسکی شان سب سے بڑی ہے - کتابوں میں ہاتھوں سے لکھا گیا ہے نقوش حروف کے واسطے سے کلموں کی صورتوں میں - اور دلوں میں حفظ کیا گیا ہے غائب چیزوں کا تصور کر کے یا معنی دار کا تصور کر کے خیالی لفظوں میں - اور زبانوں پر پڑھا جاتا ہے اُنھیں خیالی لفظوں کے حروف کے ذریعہ سے کہ سننے میں آتا ہے - اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر مختلف حالتوں اور وقتوں میں مفرد اور مرکب حرفوں کے وسیلہ سے اُتارا گیا ہے اور نازل ہوا ہے عقیدہ ۱۱ - ہمارا تلفظ یعنی لفظ کر کے بولنا قرآن مجید کو مخلوق ہے اور ہمارا لکھنا قرآن مجید کو - اور ہمارا پڑھنا یا حفظ کرنا جیسا شرح فقہ اکبر ملا علیؒ قاری میں ہے قرآن شریف کو مخلوق ہے -

[illegible]

عقیدہ ۱۶ - تحقیق بود اللہ تعالیٰ متکلم در ازل و نہ بود کلام با موسیٰ بل اصل موسیٰ - عقیدہ ۱۷ تحقیق بود اللہ تعالیٰ خالق در ازل پیش از پیدا کردن خلق عقیدہ ۱۸ - ہرگاہ کلام کرد اللہ تعالیٰ با موسیٰ کلام کرد اللہ تعالیٰ موسیٰ را بکلام قدیم خود کہ حق تعالیٰ را قبل از خلقت موسیٰ بود - عقیدہ ۱۹ - صفات حقتعالیٰ بتمامہا واقع اند بخلاف صفات مخلوقین کہ صفات ایشاں ہیچ وجہ مشابہ آنجناب منزہ نیستند اگرچہ اشتراک اسمی واقع است - عقیدہ ۲۰ - اللہ تعالیٰ میداند حقائق اشیاء را و کلیات اشیاء را و جزئیات اشیاء را و ظاہر اشیاء را و باطن اشیاء را بعلم ذاتی کہ ازلی است و ابدی است نہ مانند علم ما زیرا کہ ما میدانیم اشیاء را بآلات و تصور صور تہائے کہ در ذہنہا موافق فہمہائے ما حاصل آید -

عقیدہ ۲۱ قادر است اللہ تعالیٰ نہ مانند قدرت ما زیرا کہ قدرت او قدیم است بدون آلات و بدون مشارکت و ما مخلوقان قادر نیستیم مگر بر بعضی اشیاء آنہم بآلات و مددگار -

ترجمہ - عقیدہ ۱۶ - بیشک خدا تعالیٰ متکلم تھا ازل میں اور یہ کلام موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نہ تھا بلکہ اصل موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا - عقیدہ ۱۷ بیشک خدا تعالیٰ خالق تھا ازل میں مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے عقیدہ ۱۸ جب خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تو اپنے کلام قدیم کے ساتھ خدا تعالیٰ نے کلام کیا کہ وہ کلام قدیم حقتعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام کی خلقت سے پہلے کا تھا - عقیدہ ۱۹ حقتعالیٰ کی ساری صفتیں مخلوقات کی صفتوں کے برخلاف واقع ہوئی ہیں کہ ان کی صفتیں کسی وجہ میں اُس جناب پاک کے مشابہ نہیں ہیں اگرچہ اسمی یعنی فقط نام کا اشتراک واقع ہے عقیدہ ۲۰ خدا تعالیٰ جانتا ہے چیزوں کی حقیقتوں کو اور انکی کلیات کو اور ان کی جزئیات کو اور انکے ظاہر کو اور اُن کے باطن کو علم ذاتی سے جو ازلی اور ابدی ہے نہ ہمارے جاننے کی مانند کیونکہ ہم چیزوں کو جانتے ہیں اپنے حواس کے آلوں سے اور صورتوں کے تصور کرنے سے جو موافق ہمارے فہموں کے ذہنوں میں آتی ہیں - عقیدہ ۲۱ خدائے تعالیٰ قادر ہے نہ ہماری قدرت کی طرح کیونکہ اسکی قدرت قدیم ہے بدون آلوں کے اور بدون مشارکت کے کہ اسکو ان کی احتیاج نہیں - بخلاف ہمارے کہ ہم مخلوق قادر نہیں ہیں مگر بعض چیزوں پر وہ بھی آلوں کے وسیلہ سے اور مددگاروں کی مدد سے ✤

عقیدہ ۲۲ - می بیند اللہ تعالیٰ نہ مانند دیدن ما و می شنود نہ مانند شنیدن ما
زیرا کہ ما می بینیم اشکالہا و رنگہائے مختلفہ را و می شنویم آواز کلمات مؤلفہ را
بآلاتے کہ پیدا کردہ شدہ است در اعضائی مرکب و حقتعالی می بیند اشکال و
الوان و صور مختلفہ را بنظر اصلی خود۔ و می شنود آوازہا را و کلمات مفردات و
مرکبات را بسمع خود کہ صفة ازلی اوست بدون آلات و بے مشارکت دیگری
از کائنات اگرچہ مرئی و مسموع از حادث است۔ عقیدہ ۲۳ میگوید حقتعالےٰ
نہ مانند کلام ما زیرا کہ ما کلام میکنیم از حلق و زبان و لب و دندان و حروف۔ و
اللہ تعالیٰ کلام میکند بدون واسطۂ آلات و حروف از کمال ذات و صفات
خود۔ عقیدہ ۲۴ - حروف مخلوق است مانند آلات و کلام اللہ تعالیٰ نامخلوق
است و قدیم است باذات۔ عقیدہ ۲۵ - اللہ تعالیٰ و تبارک شئے ہست
یعنی موجود است بذات و صفات و نیست مثل اشیاء مخلوقہ از روئے ذات و
صفات و معنی بودن حق تعالیٰ شئے نہ مانند اشیاء است۔

ترجمہ - عقیدہ ۲۲ - خدا تعالیٰ دیکھتا ہے نہ ہمارے دیکھنے کی مانند اور سنتا ہے نہ ہمارے سننے کی مانند
کیونکہ ہم دیکھتے ہیں شکلوں اور مختلف رنگوں کو۔ اور ہم سنتے ہیں جڑے ہوئے کلموں والی آواز کو آلوں سے جو عضائے
مرکب یعنی کان آنکھ منہ میں پیدا کیے گئے ہیں۔ اور حقتعالیٰ دیکھتا ہے شکلوں اور رنگوں اور مختلف صورتوں کو اپنی
اصلی اور دائمی نظر سے۔ اور سنتا ہے آوازوں کو اور مفرد اور مرکب کلموں کو اپنی سماعت سے کہ اُسکی
ازلی صفت ہے بغیر آلوں کے اور کائنات و مخلوقات میں بغیر کسی مشارکت کے اگرچہ دیکھی ہوئی
اور سنی ہوئی اشیاء حادث مخلوق میں سے ہیں۔ عقیدہ ۲۳ - حق تعالیٰ کہتا ہے نہ ہمارے کلام
کی مانند کیونکہ ہم کلام کرتے ہیں حلق اور زبان اور ہونٹ اور دانت اور حروف سے۔ اور خدا تعالیٰ
کلام کرتا ہے بغیر وسیلہ آلوں کے اور حروف کے اپنی ذات اور صفات کے کمال سے۔
عقیدہ ۲۴ - حروف مخلوق ہیں آلوں کی طرح اور خدا تعالیٰ کا کلام مخلوق نہیں ہے بلکہ قدیم ہے ذات کے
ساتھ یعنی ازلی صفت ہے کہ مع ذات قدیم ہے۔ عقیدہ ۲۵ - خدائے برتر اور صاحب برکت شئے ہے
یعنی موجود ہے ذات و صفات کے ساتھ۔ اور مخلوقہ چیزوں کے مانند نہیں ہے ذات و صفات
کی رو سے بلکہ معنی حقتعالیٰ کے شئے ہونیکے اشیاء کی مانند نہیں ہیں۔

اثبات وجود ذات حق تعالیٰ بغیر جسم و بغیر عرض و جوہر است چنانچہ اشیار صاحب جسم اند و عرض اند و جوہر۔ و حق تعالیٰ از ہمہ منزّہ است وَلَا شَرِيْكَ لَهٗ در ذات و در جمیع صفات۔ عقیدہ ۲۶۔ نیست حد و نہایت حقتعالیٰ را۔ و نیست ضد و منازع و ممانع در ابدا بیت نہ در نہایت و نیست شبیہ مر حقتعالیٰ را۔ عقیدہ ۲۷ حق تعالیٰ را ید است و وجہ است و نفس است چنانچہ لائق ذات او است مِمَّا ذَكَرَ اللّٰهُ فِي الْقُرْاٰنِ مِنْ ذِكْرِ الْوَجْهِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ۔ وَالْيَدِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ وَالنَّفْسِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى حِكَايَةً عَنْ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ وَلَهٗ صِفَاتٌ بِلَا كَيْفٍ ترجمہ از آنچہ ذکر کرد اللہ تعالیٰ در قرآن از ذکر وجہ یعنی رو مثل فرمودن او تعالیٰ ہر چیز فانی شوندہ است مگر روئے او۔ و از ذکر ید یعنی دست مثل فرمودنِ او تعالیٰ دستِ خدا بر دستہائے شان است۔ و از ذکر نفس مثل فرمودنِ او تعالیٰ حکایتًا از حضرت عیسیٰ علیہ السلام میدانی آنچہ در نفسِ من است

ترجمہ ذات حق تعالیٰ کی وجود ہستی کا اثبات بغیر جسم اور بغیر عرض اور جوہر کے ہے جیسا اشیار صاحب جسم اور عرض اور جوہر ہیں۔ اور حقتعالیٰ ان سب سے پاک ہے۔ اسکا ذات میں اور تمام صفات میں کوئی شریک نہیں ہے۔ عقیدہ ۲۶ حق تعالیٰ کی حد اور انتہا نہیں ہے۔ اور ضد اور منازع یعنی کوئی جھگڑنے والا اور ممانع یعنی کوئی منع کرنیوالا اُسکا نہیں نہ ابتدا میں نہ انتہا میں۔ اور نہ حقتعالیٰ کے لیے شبیہ و شکل ہے عقیدہ ۲۷۔ حق تعالیٰ کے ید اور وجہ اور نفس مبارک ہے جیسا اُسکی ذات کے لائق ہے اِس سبب سے کہ خدائے برتر نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے وجہ یعنی مُنہ کی نسبت یہ ذکر چنانچہ اُس کا قول ہے كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ الخ یعنی ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر روئے مبارک اُس کا۔ اور ید یعنی ہاتھ کی نسبت یہ ذکر جیسا اُس کا قول ہے يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ یعنی خدا کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔ اور نفس کی نسبت یہ ذکر جیسا خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ عیسیٰ علیہ السلام کی بابت بطور حکایت ہے تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ الخ یعنی تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے

[illegible]

[illegible]

حالانکہ خلقتِ بعض اشیاء از مواد منافیٔ عقیدۂ سابق نیست زیراکہ اصل مواد از مخلوق غیر موجود است۔ عقیدہ ۳۱۔ بود اللہ تعالیٰ عالم در ازل باشیاء قبل وجودِ اشیاء دراں حال کہ مقدر کردہ است اشیاء را موافق ارادۂ خود و حکم کردہ مطابقِ علمِ خود در اشیاء پس علم اللہ تعالیٰ قدیم است وبعض متعلقاتِ آں علم حادث است چنانچہ نص صریح دال اوست وَلَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ ترجمہ پوشیدہ نگردد ازو برابر ذرّہ در آسمانہا و نہ در زمین و نیست خورد تر ازاں و نہ بزرگتر ازاں مگر آنکہ مکتوب است در کتاب روشن یعنی لوح محفوظ خلاصہ از تفسیر حسینی۔ عقیدہ ۳۲ نمیباشد در دنیا و نہ در آخرت ہیچ موجودے حادث در جمیع احوال مگر بمشیّتِ او و علم او و قضاء او یعنی حکم او و قدرِ او یعنی بمقدارِ تقدیرِ او و کتابت او در لوحِ محفوظ کہ بوصف است نہ اے بوصفِ موجودِ حادث ہم نہ بحکم یعنی نوشتہ است حقتعالیٰ در جمیع اشیاء

ترجمہ تو اس کلیہ میں مادّہ بھی داخل ہے اور مادہ کا خالق بھی وہی ہے پس ابتدا ہر چیز کی بے مادہ ہے۔ حالانکہ پیدائش بعض چیزوں کی بعض مادّوں سے پہلے عقیدہ کی نفی نہیں کرتی کیونکہ اصل مواد مخلوق کا غیر موجود ہے۔ عقیدہ ۳۱ خدا تعالیٰ جانتا تھا اشیاء کو ازل میں اشیاء کے وجود کے پہلے اس حال میں کہ مقدر کیا ہے اشیاء کو اپنے ارادہ کے موافق اور حکم کیا مطابق اپنے علم کے اشیاء میں۔ پس علم خدا تعالیٰ کا قدیم ہے اور اس علم کے بعض متعلقات حادث ہیں جیسا نص صریح اسکی دال ہے کہ سورۂ سبا میں ہے وَلَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ الخ یعنی اور اس سے چھپا نہیں رہتا ہی ذرّہ برابر آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہیں ہے اس سے خردتر اور نہ اس سے بزرگتر مگر یہ کہ لکھا ہوا ہے کتاب روشن میں یعنی لوح محفوظ میں۔ یہ خلاصہ ہے تفسیر حسینی کا۔ عقیدہ ۳۲ نہیں رہتا ہے یا ہوتا ہے دنیا میں اور نہ آخرت میں کوئی موجود حادث تمام احوال میں مگر اس کی مشیّت اور اس کے علم اور اس کی قضا سے یعنی اسکے حکم سے۔ اور اسکے قدر سے کہ موافق مقدار اسکے اندازہ کرنے کے ہے۔ اور اس کے لکھدینے کے ہے لوح محفوظ میں جو موافق وصف موجود حادث کے ہے۔ نہ موافق حکم کے۔ یعنی حق تعالیٰ نے ساری اشیاء کے حال میں یہ بات لکھ رکھی ہے کہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وامثال آں از افعال پیدا می شود در مخلوقین ٭ عقیدہ ۳۶ پیدا کرد حق تعالیٰ خلق را سادہ از آثار کفر و انوار ایمان با ینکہ گردانید ایشان را قابل اینکہ ازیشاں عصیان واحسان ش عبادت بحضور دل ھ واقع شود بعد ازاں خطاب کرد حق تعالیٰ ایشان را در وقت تکلیف ش اینوقت در شرع بلوغ است کہ تقدیر کردند ش علماء بہ پانزدہ ۱۵ سال ھ بعبادت وامر کرد ایشان را بایمان وطاعت ومنع کرد ایشان را از کفر و معصیۃ پس ہر کہ کفر کرد کفر کرد بہ فعل خود و اختیار خود وانکار خود و اصرار خود بر جہل و استکبار خود بخذلان اللہ تعالیٰ یعنی بترک نصرت اللہ تعالیٰ اورا وہر کہ ایمان آورد بفعل خود و انقیاد خود و اقرار بر زبان خود و تصدیق بجنان س بفتح جیم بمعنی دل م خود موافق امر اللہ تعالیٰ از توفیق اللہ تعالیٰ آنرا و یاری اللہ تعالیٰ اورا بمقتضائے فضل خود کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ ہر آئینہ صاحب فضل است بر آدمیان ٭

ترجمہ اور ایسی جیسے افعال کے مخلوقات میں پیدا ہوتا ہے۔ عقیدہ ۳۶ پیدا کیا حق تعالیٰ نے خلق کو سادہ آثارِ کفر اور انوار ایمان سے یعنی بے رنگ کفر و ایمان اسطرح کہ انکو قابل اسکے بنا دیا کہ انسے عصیان اور احسان واقع ہووے یعنی نافرمانی اور عبادت جو حضور دل سے ہو۔ بعد اسکے خطاب کیا حق تعالیٰ نے انکو تکلیف کے وقت میں عبادت کے ساتھ۔ اور وقت تکلیف کا شرع میں بلوغ ہے جس کا اندازہ علماء نے پندرہ ۱۵ برس کیا ہے۔ اور حکم کیا انکو ایمان اور طاعت کا اور منع کیا انکو کفر و معصیت سے۔ پھر جس نے کفر کیا کفر کیا اپنے فعل سے اور اپنے اختیار سے اور اپنے انکار اور اپنے اصرار سے اور اپنے جہل و استکبار پر یعنی نادانی اور غرور پر خدا تعالیٰ کے خذلان سے یعنی اسکے لئے خدا تعالیٰ کی نصرت و مدد کے ترک یعنی چھوٹ جانے سے۔ اور جو کوئی ایمان لایا ایمان لایا اپنے فعل سے اور اپنے تابعدار اور مطیع ہونے سے اور اپنی زبان پر اقرار کرنے اور اپنے دل سے تصدیق کرنے یعنی سچ ماننے سے موافق حکم خدا تعالیٰ کے خدا تعالیٰ کی توفیق اور اسکی مدد سے اسکے لیے اپنے فضل کے موافق جیسا فرمایا خدا تعالیٰ نے اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ یعنی یقینی خدا تعالیٰ البتہ صاحب فضل ہے لوگوں پر ٭

عقیدہ ۳۷۔ بیروں آورد ذریت حضرت آدم علیہ السلام را تا روز قیامت بس یعنی ہر قدر کہ تا روز قیامت پیدا شدنی است ہر طبقہ بعد طبقہ از صلب حضرت آدم اولاً بعد ازاں از اختلاف اصلاب فرزندان و ترائب بنات آدم کہ بعض آں سپید بودند و بعض آں سیاہ و انتشار ساخت بسوی یمین و یسار آدم بعد ازاں خطاب کرد ذریات آدم را بقول اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ یعنی آیا نیستم پروردگار شما و امر کرد ایشاں را بایمان و احسان و منع کرد ایشاں را از کفر و عصیان پس اقرار کردند حق تعالیٰ جل شانہ را بربوبیۃ و ذاتہا خود را بعبودیۃ از قول بلیٰ از روی ایمان حقیقی یا حکمی فَهُمۡ يُوۡلَدُوۡنَ عَلٰى تِلۡكَ الۡفِطۡرَةِ ترجمہ پس آنہا پیدا کردہ میشوند بریں آفرینش۔ عقیدہ ۳۸۔ شخصے کہ کفر آورد بعد ایمان میثاقے تبدیل کرد و تغییر ساخت ایمان فطری را بکفر و کسی کہ ایمان آورد و تصدیق کرد در اظہار ایمان بایں روش کہ ایمان لسانی را مطابق تصدیق جنانی ساخت ثابت ماند بر دین خود کہ اصل فطرت بود و مستمر شد بر اقرار خود کہ بقول لفظ بلیٰ بود۔

ترجمہ۔ عقیدہ ۳۷۔ باہر لایا خدا تعالیٰ اولاد حضرت آدم علیہ السلام کو دن قیامت تک یعنی جسقدر کہ دن قیامت تک پیدا ہونیوالے ہیں طبقہ کے بعد طبقہ اول حضرت آدم علیہ السلام کی پُشت سے بعد اُس کے اُن کے فرزندوں کی پُشتوں اور بیٹیوں کے سینوں سے کہ بعض اُن کے سپید تھے اور بعض اُن کے سیاہ۔ اور آدم علیہ السلام کے دہنے اور بائیں اُنکو پھیلا کر اسکے بعد ذریت آدم علیہ السلام سے خطاب کیا اس قول سے اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ یعنی کیا میں نہیں ہوں تمھارا پروردگار۔ اسکو روز میثاق کہتے ہیں۔ اور حکم کیا اُنکو ایمان اور احسان کا اور اُنکو کفر و عصیان سے منع کیا۔ پس سب نے حق تعالیٰ جل شانہ کے رب ہونے پر اقرار کیا ایمان میثاقی کا اور اپنی ذاتوں کے لیے عبودیت یعنی بندہ ہونے پر قول بلیٰ یعنی ہاں سے۔ یہ اقرار ایمان میثاقی ایمان حقیقی کی راہ سے تھا یا حکمی کی فَهُمۡ يُوۡلَدُوۡنَ عَلٰى تِلۡكَ الۡفِطۡرَةِ یعنی پس وے پیدا کیے جاتے ہیں اسی پیدائش پر۔ عقیدہ ۳۸۔ جس شخص نے بعد ایمان میثاقی کے کفر اختیار کیا تو اُس نے ایمان فطری کو کفر سے بدل دیا اور تغیر کر دیا۔ اور جو کوئی کہ ایمان لایا اور اُس نے تصدیق کی ایمان کے ظاہر کرنے میں اس طریقہ سے کہ زبانی ایمان کو دلکی تصدیق کے مطابق کر لیا وہ اپنے دین پر جو اصل فطرۃ کا تھا ثابت رہا اور اُس اپنے اقرار پر جو لفظ بلیٰ کے قول سے تھا جاری رہا

عقیدہ ۳۹ جبر نہ کردہ است ہیچکس را از خلق خود بر کفر و نہ بر ایمان و پیدا نہ کردہ است اللہ تعالیٰ ایشان را مومن و نہ کافر بلکہ پیدا کردہ است ایشان را اشخاص عقیدہ ۴۰ ایمان و کفر فعل عبد است یعنی باعتبار اختیار ایشان نہ بروجہ اضطرار عقیدہ ۴۱ می داند اللہ تعالیٰ شخصی را کہ کفر میکند کافر در حالت کفر و ہرگاہ ایمان می آرد بعد از ارتکاب کفر بیداند اللہ تعالیٰ او را مومن در حالِ ایمانِ او از غیر تغیر علمِ او تعالیٰ و صفتہ او تعالیٰ ش یعنی غضب و رضا چنین است در شرح فقہ اکبر ملا علی۔ ھ یعنی از کفر بندہ و ایمانِ بندہ علم حق تعالیٰ متغیر نمی شود و نہ صفتِ او تعالیٰ ش یعنی غضب و رضا۔ ھ۔

عقیدہ ۴۲ جمیع افعالِ عباد از کفر و ایمان و طاعۃ و عصیان کسب ایشان است بر سبیلِ حقیقۃ و نیست بر طریق مجاز و نہ بر سبیلِ اکراہ و غلبہ بلکہ اختیارِ ایشان است در فعلِ ایشان باعتبارِ اختلاف و میلان ذاہلے ایشان لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ترجمہ برائے آں باشد آنچہ کسب کرد از نیکوئیہا و بر وے باشد آنچہ کسب کردہ

ترجمہ۔ عقیدہ ۳۹ خدا تعالیٰ نے جبر نہیں کیا ہے کسی کے لیے اپنی مخلوق سے کفر پر اور نہ ایمان پر اور نہ انکو مومن پیدا کیا ہے اور نہ کافر بلکہ پیدا کیا ہے انکو اشخاص۔ عقیدہ ۴۰ ایمان و کفر بندہ کا فعل ہے یعنی باعتبار اُن کے اختیار کے نہ اضطرار کی وجہ پر۔ عقیدہ ۴۱ خدا تعالیٰ اُس شخص کو جو کفر کرتا ہے کافر جانتا ہے کفر کی حالت میں۔ اور جب کفر اختیار کرنیکے بعد ایمان لاتا ہے تو خدا تعالیٰ اسکو مومن جانتا ہے اُسکے ایمان کے حال میں بغیر متغیر ہونے خدا تعالیٰ کے علم کے اور خدا تعالیٰ کی صفت کے یعنی صفتِ غضب و رضا کے۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں اسی طرح ہے۔ یعنی بندہ کے کفر و ایمان سے حقتعالیٰ کا علم متغیر نہیں ہوتا ہے اور نہ اُسکی صفتِ غضب و رضا۔ عقیدہ ۴۲۔ بندوں کے تمام افعال خواہ کفر و ایمان کے ہوں خواہ طاعت اور عصیان یعنی بندگی اور نافرمانی کے حقیقت کی راہ سے یہ انھیں کا کسب ہے۔ اور مجاز کے طریق پر نہیں ہے اور نہ زبردستی اور غلبہ کی راہ سے ہے بلکہ ان کے فعل میں انکا اختیار ہے ان کے اختلاف کے اعتبار سے اور اُن کی ذاتوں کے اسطرف میلان کرنے سے لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ یعنی جو کچھ نیکیاں انھوں نے کسب کیں وہ انھیں کے لیے ہونگی اور جو کچھ کوشش کرکے ہونگے

[illegible]

یُحِبُّ الْکَافِرِیْنَ ہ ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ دوست نمیدارد کافران را وپسنند معاصی بر بندار حق تعالیٰ لقوله تعالیٰ وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ سورہ زمر رکوع ا ونہ بامر او تعالیٰ چنانچہ درکلام مجید واقع است اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ حکم نمی فرماید بہ بیحیائی ۴۶ عقیدہ جمیع انبیاء علیہم السلام پاک اند از صغائر وکبائر وقبائح مانند قتل وزنی ولواطت وسرقہ وقذف محصنہ وسحر وفرار از جہاد وظلم بر عباد وقصد فساد در بلاد عمداً وسہواً از کبائر نہ سہواً از صغائر بعد تشرف بہ نبوت نہ قبل ومعصوم اند از کفر قبل از نبوت واین ہمہ بالاجماع است خلاصہ از شرح فقہ اکبر ملا علی ھم

۴۷ عقیدہ تحقیق بود از بعض انبیاء علیہم السلام قبل از ظہور نبوت یا بعد مناقب رسالت زلات وخطیئات ۔ ۴۸ عقیدہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم

ترجمہ یُحِبُّ الْکَافِرِیْنَ ہ یعنی یقینی خدا تعالیٰ کافروں کو دوست نہیں رکھتا ہے ۔ اور معصیتیں خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی سے نہیں ہیں بسبب فرمانے خدا تعالیٰ کے سورہ زمر میں اول رکوع میں وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ یعنی خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے کفر کو پسند نہیں کرتا ہے اور نہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہیں جیسا کلام مجید میں واقع ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ یعنی خدا تعالیٰ بے حیائی کے لیے حکم نہیں دیتا ہے ۴۶ عقیدہ تمام انبیاء علیہم السلام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں اور برائیوں سے پاک ہیں جیسے قتل اور زنا اور لواطت اور چوری ۔ اور پارسا عورتوں پر بہتان باندھتے ۔ اور جادو اور جہاد سے بھاگتے ۔ اور بندوں پر ظلم کرتے ۔ اور شہروں میں فساد پھیلانے سے انہیں کبیرہ گناہوں سے جانکر اور بھولکر دونوں طرح گناہ کرنے سے انبیاء پاک ہیں ۔ اور صغیرہ سے جانکر پاک ہیں نہ بھولکر نبوت سے بزرگی حاصل کرنے کے بعد یعنی نبی ہونیکے بعد نہ اس سے پہلے ۔ اور معصوم ہیں انبیاء کفر سے نبی ہونیکے پہلے بھی ۔ اور یہ سب مسائل بالاجماع ثابت ہیں اور یہی خلاصہ ہے شرح فقہ اکبر ملا علی قاری کا ۔ ۴۷ عقیدہ بیشک ہوے ہیں بعض انبیاء علیہم السلام سے زلات یعنی لغزشیں اور خطیئات یعنی خطائیں نبوۃ ظاہر ہونے سے پہلے یا مناقب رسالہ کے بعد یعنی رسالت کے اوصاف حمیدہ کے بعد ۴۸ عقیدہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم

بن عبد مناف بن قصیٰ بن کلاب بن مُرّہ بن کعب بن لوئیٰ بن غالب
بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر
بن نزار بن معدّ بن عدنان ش دریں قدر بہ نسبِ آنحضرت صلعم اختلاف
نیست۔ و روایت کردہ شد از آنحضرت صلعم کہ منسوب فرمود نفس مبارک خود را تا نزار
بن معدّ بن عدنان از شرح فقہ اکبر ملّا علی۔ ھم خاتم الانبیاء است و حبیب اللہ تعالیٰ
و بندۂ خاص حضرت جلّ و علیٰ و رسول اللہ تعالیٰ و تبارک و عبادت نہ کردہ است صنم را
و شریک نہ کردہ است باللہ تعالیٰ کسے را گاہے نہ قبل از نبوت نہ بعد از نبوت و نہ مرتکب شدہ
است صغیرہ و کبیرہ را س نہ قبل از نبوت نہ بعد ھم

عقیدہ ۴۹۔ افضل الناس بعد وجودِ مبارک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ
آلہ و سلم حضرت ابوبکر صدیق بن قحافہ است رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ایشاں حضرت عمر
ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ایشاں حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بعد ایشاں حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ابن ابی طالب۔

ترجمہ ابن عبد مناف ابن قصیٰ ابن کلاب ابن مرہ ابن کعب ابن لوئی ابن غالب ابن فہر ابن مالک ابن نضر ابن کنانہ ابن خزیمہ ابن مدرکہ ابن الیاس ابن مضر ابن نزار ابن معدّ ابن عدنان جنکا نسب شریف یہ ہی۔ خاتم انبیاء ہیں یعنی ختم کرنیوالے نبیوں کے کہ نبوت آپ پر ختم ہے کوئی نبی بعد آپ کے نہیں ہو سکتا۔ اور آپ حبیب خدا تعالیٰ ہیں۔ اور حضرت جل و علی کے بندۂ خاص ہیں۔ اور خدا تعالیٰ و تبارک کے رسول ہیں۔ بت کو آپنے کبھی نہیں پوجا۔ اور نہ خدا تعالیٰ کے ساتھ کسیکو شریک کیا کبھی نہ پہلے نبوت کے نہ بعد نبوت کے۔ اور نہ صغیرہ اور کبیرہ کبھی گناہ کیا نبوت سے پہلے اور بعد۔ اسقدر نسب شریف مذکورہ بالا میں کہ محمد آنحضرت صلعم بائیس پشتیں ہوتی ہیں اختلاف نہیں ہے۔ اور آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ آپنے منسوب فرمایا اپنی نفس مبارک کو نزار ابن معدّ عدنان تک کہ شرح فقہ اکبر ملا علی میں ہے۔ عقیدہ ۴۹ آدمیوں میں سب سے بزرگ بعد وجود مبارک حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم کے حضرت ابوبکر صدیق بن قحافہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بعد ان کے حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بعد ان کے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ بعد ان کے حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ ابن ابی طالب ہیں۔

عقیدہ ۵۰۔ بعد خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اصحاب باقی دوام بر تبعیت حق اند چنانچہ بودند در زمانِ ماضی یعنی حضور جناب نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تغیر حالِ ایشان ونقصان در کمالِ ایشان نشد نقصان عظمت است بر تغیر یعنی بے نقصان ہم پس بوقوعِ مشاجرات وغیرہا تغیرے بحال ونقصانے در کمال واقع نشد عقیدہ ۵۱ دوست میداریم با اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم واٰل نیز شامل اصحاب است ہم وزشت نمیگوئیم کسے را از ایشان بخلاف روافض وخوارج لقولہ تعالیٰ وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ترجمہ پیشی کنندگانِ پیشینان کہ از ہجرت کنندگان اند از مکہ بمدینہ واز مددگاران کہ اہل مکہ را مدد کردند وآنانکہ متابعت کردند سابقان را در ایمان وطاعۃ مراد اند سائر صحابہ خوشنود شد خدا تعالیٰ از ایشان بقبول طاعۃ ایشان وخوشنود شدند ایشان از خدا تعالیٰ بانچہ یافتند از نعیم دینیہ ودنیویہ خلاصہ از تفسیر حسینی

ترجمہ۔ عقیدہ ۵۰ بعد چاروں خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باقی اصحاب حضور صلعم کے ہمیشہ حق کی پیروی پر ہیں جیسا گذشتہ زمانہ یعنی حضور جناب نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں تھے بغیر تغیر ہونے انکی حال کے اور بدون نقصان کے انکے کمال ہیں۔ پس مشاجرات وغیرہ معرکوں کے واقع ہونیکے سبب کچھ تغیر انکے حال میں اور کچھ نقصان انکے کمال میں نہیں واقع ہوا۔ عقیدہ ۵۱ ہم اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دوست رکھتے ہیں۔ اور آل بھی شامل اصحاب ہیں ہیں۔ اور ہم ان میں سے کسی کو برا نہیں کہتے ہیں۔ بخلاف رافضیوں اور خارجیوں کے کہ اول اصحاب کی جناب میں اور دوم آل کے حضور میں گستاخ وبے ادب ہیں۔ اور ان کی دوستی اس فرمان خدا تعالیٰ کے سبب ہے۔ وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اگلوں میں آگے رہنے والے مہاجرین جو مکہ سے ہجرت کرنے والے ہیں مدینہ کو اور انصار یعنی مدد کرنے والے جنھوں نے اہل مکہ کی جو مہاجر ہوکر آئے تھے مدد کی۔ اور جنھوں نے آگے رہنے والوں کی متابعت اور پیروی کی ایمان اور طاعت میں کہ مراد تمام صحابہ ہیں راضی ہوگیا خدا تعالیٰ انسے انکی طاعت کو قبول فرماکر۔ اور راضی ہوگئے وے خدا تعالیٰ سے اس چیز پر جو دینی اور دنیوی نعمتیں انھوں نے پائیں۔ یہ خلاصہ ہے تفسیر حسینی کا۔

[illegible]

ش ۔ وصفِ ایمان از شرح فقہ اکبر ملا علی ہم چنانچہ معتزلہ گویند ش کہ مرتکبِ کبیرہ بیروں شود از ایمان و نہ در آید در کفر پس ثابت میکنند مرتبہ میان کفر و ایمان با آنکہ اتفاق دارند بر اینکہ صاحب کبیرہ ہمیشہ در دوزخ ماند از شرح فقہ اکبر ملا علی ہم بلکہ نام میدہیم مرتکبِ کبیرہ را مومن از روئے حقیقۃ نہ از روئے مجاز۔ عقیدہ ۵۵۔ نمیگوئیم کہ ضرر نمیکند مومن را گناہ بعد حاصل شدن ایمان و مومن گنہگار داخل نخواہد شد در دوزخ ش چنانکہ مرجیہ و ملاحدہ و اباحتیہ گفتہ اند از شرح فقہ اکبر ملا علی ہم عقیدہ ۵۶۔ مسح بر خفین ثابت است از سنت برائے مقیم یک روز و یک شب و برائے مسافر سہ شبانروز۔ عقیدہ ۵۷ تراویح در شبہائے ماہ رمضان سنت است۔ عقیدہ ۵۸۔ نماز عقب صالح و طالح از مومن جائز است۔ عقیدہ ۵۹۔ مومن گنہگار ہمیشہ در دوزخ نخواہد ماند اگرچہ فاسق باشد در حال کہ مردہ باشد بحسن خاتمہ عقیدہ ۶۰ ما قائل نیستیم باینکہ تحقیق حسنات ما مقبول اند و سیئات ما مغفور مانند قول مرجیہ

ترجمہ۔ جیسا معتزلہ کہتے ہیں کہ گناہ کبیرہ کرنیوالا ایمان سے باہر ہو جاتا ہے اور نہ کفر میں داخل ہوتا ہے پس وسے درمیان ایمان اور کفر کے ایک مرتبہ ثابت کرتے ہیں۔ باوجود اسکے انکا اسبات پر اتفاق ہے کہ صاحب کبیرہ ہمیشہ دوزخ میں رہتا ہے چنانچہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں اسی طرح ہے۔ بلکہ گناہ کبیرہ کرنیوالے کا نام ہم مومن رکھتے ہیں بسبب حقیقت کی راہ سے نہ مجاز کی رو سے۔ عقیدہ ۵۵۔ ہم نہیں کہتے ہیں کہ مومن کو بعد ایمان حاصل ہونیکے گناہ ضرر نہیں کرتا ہے اور مومن گنہگار دوزخ میں داخل نہ ہوگا جیسا کہ فرقۂ مرجیہ اور ملاحدہ اور اباحتیہ نے کہا ہے۔ اسی طرح شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے عقیدہ ۵۶ مسح موزوں پر سنت سے ثابت ہے مقیم کے لیے ایک دن اور رات اور مسافر کے لیے تین رات دن۔ عقیدہ ۵۷ تراویح ماہِ رمضان کی راتوں میں سنت ہے۔ عقیدہ ۵۸ مومن نیک بخت اور گنہگار دونوں کے پیچھے نماز جائز ہے۔ عقیدہ ۵۹۔ مومن گنہگار ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا اگرچہ فاسق ہووے مگر اس وقت کہ اچھے خاتمہ کے ساتھ مرا ہووے۔ عقیدہ ۶۰ ہم اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ ہماری نیکیاں یقینی مقبول ہیں اور برائیاں بخشدی گئی ہیں مانند قول مرجیہ کے۔

لیکن میگوئیم کسیکه عمل خواہد کرد حسنه بشرائط مصحّحه آں حسنه دراں حال که خالی
باشد از عیوب مفسدهٔ ظاہری و معانی مبطلهٔ باطنی چوں کفر و عُجب و ریا تا آنکه
خارج شود از دنیا ضائع نخواہد شد ش ای ایں عمل حسنه ہم الله تعالیٰ در قرآن
مجید میفرماید اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۝ ترجمه تحقیق الله تعالیٰ
ضائع نمیکند اجر عابدانِ حاضر دل × بلکه قبول خواہد کرد از عباد آں عمل را حقتعالیٰ
به فضل و کرم خود و ثواب براں خواہد داد عباد را بمقتضائے وعدهٔ خود۔
عقیده ۶۱۔ کسیکه کرد سیئات را سوائے شرک و کفر و توبه نه کرد تا آنکه مرد
مومن غیر تائب پس او متعلق باراده حق سبحانه و تعالیٰ است اگر خواہد عذاب کند
بعدلِ خود مقدار استحقاق عقابِ آں یعنی خلود در نار نباشد و اگر خواہد عفو کند
بفضل و کرم خود۔ عقیده ۶۲۔ ریا ہرگاه که واقع شود در عملے از اعمال
پس باطل خواہد شد اجر آں عمل بلکه ثابت نخواہد شد ش ای آں عمل ہم
و ہمچنیں عُجب ضائع کننده عمل است ش از اقتصار بر ریا و عُجب از سائر آثام اشعار است

ترجمہ: لیکن ہم کہتے ہیں جو کوئی نیک عمل کریگا اُس نیکی کی صحیح شرطوں کے ساتھ اسطرح سے کہ وہ نیک عمل اُن
عیبوں سے جو ظاہر عمل میں فساد پیدا کرتے ہیں اور اُن باتوں سے جو باطن میں عمل کو باطل کرنیوالی ہیں خالی ہووے
جیسے کفر اور عُجب یعنی خود پسندی اور ریا یعنی لوگوں کے دکھلانے کو وہ عمل ہو یہانتک کہ وہ عامل دنیا سے خارج
ہووے۔ یہ عمل نیک اُسکا ضائع نہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیۡعُ
اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۝ بیشک خدا تعالیٰ حاضر دل عابدوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ہے۔ بلکہ حقتعالیٰ اپنے فضل
کرم سے بندوں سے ایسے عمل کو قبول فرمائے گا اور اُس پر بندوں کو اپنے وعدہ کے موافق ثواب دیگا۔
عقیدہ ۶۱ جس شخص نے سوائے شرک اور کفر کے اَور بُرے کام کیے اور توبہ نہ کی یہانتک کہ
مومن مرا بے توبہ کیے ہوئے پس وہ حق سبحانہ و تعالیٰ کے ارادہ میں متعلق ہے اگر چاہے عذاب کرے
اپنے عدل سے اُس کی سزا کے استحقاق کے اندازہ پر مطلب یہ ہے کہ دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا۔
اور اگر چاہے اپنے فضل و کرم سے معاف فرماوے۔ عقیدہ ۶۲۔ جب کسی عمل میں اعمال سے
ریا واقع ہو جائے گی تو اُس عمل کا اجر باطل ہو جائے گا بلکہ وہ عمل ثابت نہ رہے گا اور اسی طرح
عُجب عمل ضائع کر دیتا ہے۔ ریا اور عُجب پر اقتصار کرنے سے تمام گناہوں کی نسبت آگہی اور اشعار ہے

بانیکہ دیگر سیئات ابطالِ حسنات نمیکنند از شرح فقہ اکبر ملا علی عقیدہ[۶۳]
معجزات از انبیاء علیہم السلام وکرامات از اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم ثابت
گردیدہ است از کتاب وسنت۔ عقیدہ[۶۴]۔ خرق شق دریدن یعنی خلاف
عادت ہم عادت کہ ظاہر شود از اعدائے حق تعالیٰ مثل ابلیس در طئی ارض و فرعون
در روانیٔ نیل و دجال در کشتن و زندہ کردن وچنیں روایت کردہ شدہ است
در اخبار کہ بودند بعضی خوارق از ایشاں پس نام نمی نہیم آں خوارق را معجزات
زیراکہ معجزات مختص بانبیاء علیہم السلام اند ونہ بکرامات زیراکہ کرامات
مختص باصفیا اند لیکن نام میدہیم آنخوارق را از قضاء حاجات مر اعدا را
از روئے استدراج مکرٌ بھم فی الدنیا وعقوبۃ لھم فی الآخرۃ
ترجمہ فریب است با آنہا در دنیا وعذاب است برائے آنہا در آخرت کما
قال اللہ تعالیٰ سنستدرجھم من حیث لا یعلمون ترجمہ زود
باشد کہ بگیریم ایشان را پایہ پایہ یعنی اندک اندک وبہلاکت نزدیک گردانیم از انجا کہ ندانند

ترجمہ اثبات کا کہ دوسرے گناہ نیکیوں کو باطل نہیں کرتے ہیں جیسا شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے۔ عقیدہ[۶۳]
معجزے انبیاء علیہم السلام کے اور کرامتیں اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ثابت ہو چکی ہیں کتاب اور سنت سے۔
عقیدہ[۶۴]۔ خرق عادت۔ خرق کے معنی لغت میں پھٹنے کے ہیں اور مراد یہاں خلاف عادت کے ہیں جو حق تعالیٰ کے
دشمنوں سے ظاہر ہوتی ہیں مانند ابلیس کے زمین کے طے کرنے میں اور فرعون کے دریائے نیل جاری کرنے میں اور
دجال کے مار ڈالنے اور جلانے میں اور اسی طرح اخبار میں یعنی حدیثوں میں مروی ہے کہ ان سے بعض خوارق ہوئے
ہیں۔ پس ہم ان خوارق کو معجزات کے نام سے نہیں پکارتے ہیں کیونکہ معجزات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص
ہو گئے ہیں۔ نہ ان کا نام ہم کرامات رکھتے ہیں کیونکہ کرامات اصفیا یعنی برگزیدہ اور پرہیزگار لوگوں کے
ساتھ خاص ہو گئے ہیں۔ لیکن ہم ان خوارق کو استدراج کہکر پکارتے ہیں اور یہ دشمنان خدا کے لیے
انکی حاجتیں پوری کرکے خدا تعالیٰ کا انکو ڈھیل میں ڈال رکھنا ہے گویا مکرٌ بھم فی الدنیا وعقوبۃ
لھم فی الآخرۃ دنیا میں ان کے ساتھ فریب ہے اور آخرت میں ان کے لیے عذاب ہے کما قال اللہ
تعالیٰ سنستدرجھم من حیث لا یعلمون۔ جیسا فرمایا خدا تعالیٰ نے عنقریب ہم انکو آہستہ آہستہ
یعنی تھوڑا تھوڑا کرکے پکڑے لیتے ہیں اور ہلاکت سے نزدیک کیے دیتے ہیں ایسے ڈھنگ سے کہ وہ نجان سکیں گے

عقیدہ ۷۹ ایمانِ اہلِ ایمان از ملائکہ و اہلِ جنت و اہلِ زمین از انبیاء و اولیاء و سائر مومنین زیادت و نقصان نمی پذیرد عقیدہ ۸۰۔ جمیع مومنین مستوی اند در اصلِ ایمانِ توحید و متفاضل اند در اعمال۔ عقیدہ ۸۱۔ اسلام تسلیم ش اے قبولِ باطن ہم و انقیاد ش فرمانبریِ ظاہر ہم امر و نہیِ اللہ تعالیٰ را میگویند پس در طریقِ لغت اسلام و ایمان فرق است لیکن در شریعت یافتہ نمی شود ایمان بغیر اسلام پس ایمان و اسلام مانند شئے است کہ ہرگز از یک دیگر جدا نمی شود چنانچہ پشت باشکم۔ عقیدہ ۸۲۔ دریں اطلاق ش گفتن یا صدق تقیید ہم کردہ میشود بر ایمان و اسلام و شرائع بتمامہ۔ عقیدہ ۸۳۔ می شناسیم حق تعالیٰ را چنانکہ حقِ معرفت است حسب مقدورِ خود و طاقۃ خود چنانچہ وصف کردہ است حق تعالیٰ نفسِ خود را بتمام صفات ثبوتیہ۔ ش اے صفاتیکہ در ذاتِ اوست تعالیٰ ہم و سلبیہ ش ای صفاتیکہ در ذاتِ او تعالیٰ نیست ہم در کتابِ خود و در قرآن مجید آمدہ است

ترجمہ۔ عقیدہ ۷۹ ایمان والوں کا کم و زیادہ نہیں ہوتا ہے خواہ وہ فرشتوں میں سے ہوں یا جنت والوں میں سے یا زمین والوں میں سے از قسم انبیاء ہوں خواہ اولیاء یا تمام مومنین۔ عقیدہ ۸۰ تمام ایمان والے اصل ایمان توحید میں برابر ہیں اور اعمال میں ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں۔ عقیدہ ۸۱۔ اسلام خدا تعالیٰ کے امر و نہی کے تسلیم کرنے یعنی باطن یا دل سے قبول کرنے اور انقیاد یعنی ظاہر میں حکم بجا لانے کو کہتے ہیں۔ پس لغت کے طریق سے ایمان اور اسلام میں فرق ہے لیکن شریعت میں ایمان بغیر اسلام نہیں پایا جاتا ہے۔ پس ایمان اور اسلام مانند ایک شئے کے ہے کہ ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہوتا ہے جیسے پیٹھ پیٹ سے۔ عقیدہ ۸۲ دین اطلاق کیا جاتا ہے یعنی بولا جاتا ہے یا بے قید ہوتا ہے ایمان اور اسلام اور تمام شرائع پر سب کے لیے۔ عقیدہ ۸۳ ہم حق تعالیٰ کو پہچانتے ہیں جیسا پہچاننے کا حق ہے اپنے مقدور اور اپنی طاقت کے موافق جیسا کہ وصف کیا ہے حق تعالیٰ نے اپنے نفس کا تمام صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کے ساتھ اپنی کتاب میں۔ ثبوتیہ وہ صفتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کی ذات میں موجود ہیں اور ثابت ہیں اور سلبیہ وہ صفتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کی ذات میں موجود نہیں ہیں بلکہ اس سے مسلوب ہیں۔ اور قرآن مجید میں آیا ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ترجمہ نیست مثل او
سبحانه چیزے و حال اینست که او شنوا و بینا است عقیدہ نیست قادر
کسیکه عبادت کند الله تعالی را چنانچه او سبحانه سزاوار اوست لیکن بنده عبادت
میکند الله تعالی را بامر او تعالی چنانکه امر فرموده است عقیده تمام
مومنین مستوی اند در معرفة فی نفسها و یقین در امر دین و توکل بر خدا و محبة
برائے خدا و رسول و رضا بتقدیر و قضاء و خوف از غضب و عقوبت و رجاء
برائے رضاء و مثوبت و ایمان یعنی ایقان به ثبوت ذات او تعالی و تحقق
صفات او تعالی۔ و متفاوت باشند مومنان در ماسوائے ایمان و در چیزیکه
ذکر کرده شد است تمامه نش اے در غیر تصدیق و اقرار بحسب تفاوت
ابرار در قیام بارکان و اختلاف فجار در مراتب عصیان از شرح فقه
اکبر ملا علی و تواند شد که از ماسوائے ایمان مراد تصفیه و تزکیه و تخلیه
باطن باشد از ماسوی الله تعالی باستقامة بر یقینیات ھ

ترجمہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ نہیں ہے مثل اُس سبحانہ کے کوئی چیز اور حال
یہ ہے کہ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ عقیدہ نہیں ہے کوئی قادر کہ خدا تعالی کی عبادت
کرے جیسا کہ وہ سبحانہ اُسکا سزاوار ہے لیکن بندہ خدا تعالی کی عبادت کرتا ہے اُسکے حکم سے جیسا
اُسنے حکم فرمایا ہے۔ عقیدہ تمام مومنین برابر ہیں معرفت میں جو فی نفسہا ہے یعنی نفس
اسی معرفت میں۔ اور برابر ہیں یقین میں جو امر دین میں ہو۔ اور خدا پر توکل کرنے میں۔ اور
خدا اور رسول کے لیے محبت میں۔ اور تقدیر اور قضاء پر راضی ہونے میں۔ اور غضب اور عقوبت سے
خوف کرنے میں۔ اور خوشنودی اور ثواب پانیکے لیے امیدواری میں۔ اور ایمان یعنی یقین
کرنے میں ذات خدا تعالی کے ثابت ہونے اور صفات خدا تعالی کے متحقق ہونے پر۔ اور مومن
متفاوت ہوتے ہیں ماسوائے ایمان میں اور اُن چیزوں میں جو تمام ذکر کی گئیں ہیں یعنی غیر تصدیق
و اقرار میں نیکوں کے قیام ارکان میں تفاوت کے موافق اور بدکاروں کے مراتب گناہ میں اختلاف
کے موافق۔ یہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری سے ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ ماسوائے ایمان سے مراد تصفیہ اور
تزکیہ اور تخلیہ باطن کا ہو یعنی دل کا صاف اور پاک کرنا اور خالی کرنا غیر خدا تعالی سے ہو و قیام پانیکے لیے یقینیات پر

عقیدہ ۔ اللہ تعالیٰ فضل کنندہ است بر بعض بندگان بفضل خود و عذاب کنندہ است بر بعض بندگان بعدلِ خود بے زیادت بر استحقاق و گاہے عطا میکند از ثواب و اجر دو چنداں چیزیکہ مستحق ہست بآں از فضلِ خود و گاہے می پوشند گناہ از فضلِ خود بواسطۂ شفاعۃ و بلا واسطہ ۔ عقیدہ شفاعۃِ جملہ انبیاء علیہم السلام و شفاعۃِ پیغمبر ما صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم برائے مؤمنین گنہگاران و برائی اہلِ کبائر از مومنین کہ مستوجب عقاب اند حق است ۔ عقیدہ شفاعۃِ ملائکہ و علماء و اولیاء و شہداء و فقراء و اطفالِ مومنین صابرین علی البلویٰ ثابت است عقیدہ وزنِ اعمال بر ترازو کہ ہر دو کفہ خواہد داشت در روزِ قیامۃ حق است عقیدہ ۔ قصاص میانِ نوعِ انسان در روز قیامۃ حق است یعنی حسناتِ ظالم بمظلوم خواہند داد بمقابلۂ ظلم اِذْ لَیْسَ ھُنَاکَ الدَّرَاھِمُ وَالدَّنَانِیْرُ ترجمہ برائے اینکہ نیست اینجا درمہا و دینارہا ۔ عقیدہ حسنات اگر نخواہد بود ظالم را سیئاتِ مظلومین بگردنِ ظالمین نہادن حق است ۔

ترجمہ ۔ عقیدہ خدا تعالیٰ فضل کرنیوالا ہے بعض بندوں پر اپنے فضل سے ۔ اور عذاب کرنیوالا ہے بعض بندوں پر اپنے عدل سے بغیر زیادتی کے استحقاق پر ۔ اور کبھی عطا کرتا ہی دوگنا ثواب اور اجر اُس چیز کا جسکے وہی مستحق ہیں اپنے فضل سے ۔ اور کبھی چھپاتا ہی گناہ کو اپنے فضل سے بواسطہ شفاعۃ یا بلا واسطہ ۔ عقیدہ شفاعت تمام انبیاء علیہم السلام کی اور شفاعۃ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی گنہگار مؤمنین کے لیے اور مؤمنین سے گناہ کبیرہ کرنے والوں کے لیے کہ لائق سزا ہیں حق ہے ۔ عقیدہ شفاعت ملائکہ اور علماء اور اولیاء اور شہداء اور فقراء اور اطفالِ مومنین صابرین کی یعنی اُن مومنین کے بچوں کی جنکے والدین نے اُنکی وفات پر صبر کیا اپنے والدین کے لیے علی البلویٰ ثابت ہی یعنی اس شفاعت کے ثابت ہونے پر سبکا اتفاق ہے عقیدہ اعمال کا وزن ہونا یعنی تُلنا ترازو میں جسکے دو پلڑے ہونگے قیامۃ کے دن حق ہے ۔ عقیدہ قصاص یعنی بدلہ ملنا درمیان بنی نوع انسان کے قیامت کے دن حق ہے یعنی نیکیاں ظالم کی مظلوم کو دینگے مقابلہ ظلم میں اِذْ لَیْسَ ھُنَاکَ الدَّرَاھِمُ وَالدَّنَانِیْرُ اسلیے کہ وہاں درہم اور دینار نہ ہونگے کہ اُنسے اُنکا بدل ہو سکے ۔ عقیدہ ۔ اگر ظالم کی نیکیاں نہ ہونگی تو بدلہ ظلم میں مظلوم کی بدیاں ظالموں کی گردن پر رکھنا حق ہے ۔

[illegible]

عقیدہ (۸۸) سوال منکر و نکیر مَن رَّبُّکَ وَ مَا دِیۡنُکَ وَمَنْ نَبِیُّکَ
ترجمہ۔ کیست رب تو وچیست دین تو وکیست پیغمبر تو۔ در قبر یا در مستقر
ش اے جائے قرار یعنی ہر جا کہ باشد چنانکہ غریق و حریق و خوردہ گرگ وغیر
ہ حق است عقیدہ (۸۹) اعادہ روح بسوئے جسد بندہ در قبر حق است۔
عقیدہ (۹۰) ۔ ضغطہ ش ہندی دبانا۔ ضغطہ قبر برائے مومن مانند معانقہ
مادر مشفقہ ہست از شرح فقہ اکبر ملا علی ہ قبر جمیع مومنان را حق است۔
عقیدہ (۹۱) عذاب قبر حق است جمیع کافران را و بعضی عصات مومنین را۔
و ہمچنیں تنعیم بعض مومنین حق است عقیدہ (۹۲) تعبیر تمام اسماء کہ ذکر کردہ
اند آنرا علماء بزبان فارسی از صفات حق تعالیٰ عزت اسمائہ وتعالت صفاتہ
جائز است مگر ید کہ تعبیر بدل بفارسی جائز نیست۔ عقیدہ (۹۳) جائز است
کہ بگوید بروئے خدا بلا تشبیہ وبلا کیف۔ عقیدہ (۹۴)۔ نیست قرب اللہ
تعالیٰ از ارباب طاعت وبعد اللہ تعالیٰ را از اصحاب معصیت

ترجمہ عقیدہ (۸۸) سوال منکر و نکیر مَن رَّبُّکَ وَمَا دِیۡنُکَ وَمَنْ نَبِیُّکَ حق ہے
یعنی کون ہے تیرا رب۔ اور کیا ہے تیرا دین۔ اور کون ہے تیرا نبی۔ قبر میں یا مستقر میں یعنی ٹھہرنے کی جگہ
جہاں کہیں کہ ہووے جیسا کہ دریا میں ڈوبا ہوا۔ اور آگ میں جلا ہوا۔ اور بھیڑیے کا کھایا ہوا وغیرہ
عقیدہ ۸۹۔ روح کا قبر میں بندہ کے جسد کی طرف عود کرنا حق ہے عقیدہ ۹۰ ضغطہ قبر
یعنی دبانا قبر کا سب مومنین کے لیے حق ہے۔ مومنین کے لیے ضغطہ قبر شفیق ماں کے گلے
لگا لینے کی مانند ہے شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں اسی طرح ہے عقیدہ ۹۱ قبر کا عذاب سب
کافروں کے لیے حق ہے اور بعض گنہگار مومنین کے لیے۔ اور اسی طرح بعض مومنین کو نعمت
دینا حق ہے عقیدہ ۹۲۔ تمام نام باری تعالیٰ کی صفات کے عزت اسمائہ وتعالت
صفاتہ یعنی غالب اور بزرگ ہیں نام اسکے اور برتر ہیں صفات اسکی۔ علماء نے جنکی تعبیر
فارسی میں بیان کی ہے وہ تعبیر اسماء کی جائز ہے مگر ید کہ تعبیر ید کی فارسی میں دست کے ساتھ
جائز نہیں ہے عقیدہ ۹۳ جائز ہے کہ کہے بروئے خدا بلا تشبیہ و بلا کیف یعنی خدا کی رو کے سامنے جو بغیر
تشبیہ اور بدون کیف کے ہو عقیدہ ۹۴ خدا تعالیٰ کی نزدیکی فرمانبرداروں سے اور دوری گنہگاروں سے

از طریقِ طول و قصر و مسافت و نہ بر معنی کرامت و ہوان ولیکن مطیع قریب
است از حق تعالیٰ بلا کیف و عاصی بعید است از حقتعالیٰ بلا کیف اے
بوصف تنزیہ نقش قرار داد امام علیہ الرحمۃ قرب و بعدِ حق تعالیٰ را از بندہ
و قرب و بعد بندہ را از حق تعالیٰ از بابِ متشابہات بلا تاویل از شرح
فقہ اکبر لا علی ہم **عقیدہ**[۹۵] قرب و بعد و اقبالِ نقش ضد اعراض ہم
اللہ تعالیٰ را بمناجی و ہمچنیں مجاورتِ بندہ در جنت و وقوفِ بندہ در قیامۃ
میانِ یدین حق تعالیٰ بلا کیف است **عقیدہ**[۹۶] - قرآن مجید کہ نازل شدہ است
نجماً نجماً بر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم و مکتوب است در مصاحف
ما بین دفتین کلام اللہ تعالیٰ است علیٰ ما ہو المشہور - **عقیدہ**[۹۷] - آیاتِ
قرآن مجید کہ تمامہا در معنی کلام است یعنی در مقامِ مقصود است برابر است
کہ دراں ذکر رحمت اللہ تعالیٰ و مدح اولیاء اللہ تعالیٰ باشد یا ذکرِ غضب
اللہ تعالیٰ یا ذم اعداء اللہ تعالیٰ باشد مستوی اند در فضیلتِ لفظی و عظمۃ معنوی

ترجمہ: لمبائی اور کوتاہی اور مسافت کی راہ سے نہیں ہے اور نہ معنی کرامت یعنی بزرگی
اور ہوان یعنی خواری اور بےعزتی کی بنا پر - ولیکن مطیع قریب ہے حقتعالیٰ سے بلا کیف - اور
عاصی بعید ہے حقتعالیٰ سے بلا کیف یعنی وصفِ تنزیہ کے ساتھ وہ وصف جسمیں اسکی پاکی ہوتی
ہو - امام علیہ الرحمۃ نے حقتعالیٰ کے قرب اور بعد کو جو بندہ سے ہے اور بندہ کے قرب اور بعد
کو جو حقتعالیٰ سے ہے بدون تاویل باب متشابہات سے اسکو قرار دیا ہے - یہی خلاصہ شرح
فقہ اکبر ملا علی قاری کا - **عقیدہ**[۹۵] نزدیکی اور دوری اور سامنے آنا اور متوجہ ہونا خدا
تعالیٰ کا مناجات کرنے والے سے اور اسی طرح مجاورت یعنی پڑوسی ہونا بندہ کا خدا سے جنت
میں اور بندہ کا قیامت میں خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا یہ سب بلا کیف ہے - **عقیدہ**[۹۶] -
قرآن مجید جو رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم پر جو تھوڑا تھوڑا کرکے نازل ہوا ہے اور کتابوں میں دفتیوں کے درمیان
لکھا ہوا ہے خدا تعالیٰ کا کلام ہے علیٰ ما ہو المشہور یعنی اسی بنا پر کہ وہ مشہور ہے - **عقیدہ**[۹۷] قرآن مجید کی آیتیں جو کہ سب معنے
کلام میں یعنی مقام مقصود میں ہیں یعنی اس مرتبہ میں ہیں جو ہماری مراد ہے خواہ انمیں خدا تعالیٰ کی رحمت کا ذکر ہو خواہ
اولیاء اللہ کی مدح ہو یا خدا تعالیٰ کے غضب یا خدا تعالیٰ کے دشمنوں کی برائی کا ذکر ہو فضیلت لفظی اور عظمت معنوی میں

ولیکن بعض آیات را فضیلۃ ذکر و مذکور است مانند آیۃ الکرسی زیراکہ مذکور در
آیۃ الکرسی جلالت و عظمۃ اللہ جلّ جلالہ و صفۃ اللہ تعالیٰ است کہ خاص بذات
حق تعالیٰ است پس مجتمع شد در آیۃ الکرسی دو فضیلۃ یکی فضیلۃ ذکر و دوم فضیلۃ
مذکور و بعضی آیات را فضیلۃ ذکر است فقط نہ فضیلت مذکور چنانچہ سورہ تَبَّتْ
یَدَا و مانند این از احوال فجّار عقیدہ ۹۸۔ اسماء اللہ تعالیٰ چنانچہ اللہ و احد
و صفات حق تعالیٰ چنانچہ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ہمہ مستوی اند در فضیلۃ و
عظمۃ ش مطلقاً یعنی بقطع نظر از وجوہ فضیلۃ بعض بر بعض ہم و نیست
تفاوت در اطلاق آنہا بر ذات و صفات حق تعالیٰ و این منافی عظمۃ بعضی
اسماء و صفات بر بعضی اسماء و صفات نیست ش عظمۃ جزئیۃ یعنی مع لحاظ
وجہ فضیلۃ و عظمۃ بعض بر بعض ہم عقیدہ ۹۹ والدین رسول اللہ تعالیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم مُردند بر کفر ش درین مسئلہ اختلاف علماء است و جانب
صحۃ ایمان والدیہ المکرمین صلعم مرجّح بدلائل و زیادۃ فریقی است ہم

ترجمہ ولیکن بعض آیتوں کو ذکر و مذکور دونوں طرح کی فضیلت ہے جیسے آیۃ الکرسی اسلیے کہ آیۃ الکرسی میں خدائے جل جلالہ کی جلالت و عظمت اور اسکی اُس صفت کا مذکور ہے جو حق تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔ پس آیۃ الکرسی میں دو فضیلتیں جمع ہوگئیں ایک فضیلت ذکر کی دوسری فضیلت مذکور کی اور بعض آیتوں کو فقط فضیلتِ ذکر حاصل ہے نہ فضیلتِ مذکور جیسا سورہ تَبَّتْ یَدَا اور ایسی جیسی اور آیتیں بدکاروں کے احوال کی نسبت۔ عقیدہ ۹۸ خدا تعالیٰ کے نام جیسے اللہ اور احد اور خدا تعالیٰ کی صفتیں جیسے لَهُ الْمُلْكُ اور لَهُ الْحَمْدُ یعنی اُسی کے لیے ملک ہے اور اُسی کے لیے حمد ہے۔ بالکل فضیلت اور عظمت میں برابر ہیں یعنی اُن وجوہ سے قطع نظر کرکے جس وجہ سے بعض کو بعض پر فضیلت ہے۔ اور ذات و صفات حق تعالیٰ پر اُن کے بولے جانے میں تفاوت نہیں ہے۔ اور یہ مساوات منافی نہیں ہے بعض اسماء و صفات کی عظمت کی جو اُن کو بعض اسماء و صفات پر جزئی عظمت کے طریق پر ہے یعنی مع لحاظ وجہ فضیلت و عظمت بعض کے بعض پر۔ عقیدہ ۹۹ والدین رسول خدا تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے کفر پر۔ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے ولیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مکرمین کے ایمان صحیح ہونے کی جانب دلیلوں سے ترجیح پائی ہوئی ہے

رسول علیہ السلام انتقال ازیں عالم بر ایمان کردند۔ ابو طالب عم حضرت رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرد کافر۔ حضرت قاسم و حضرت طاہر و حضرت ابراہیم بودند فرزند رسول خدا تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ عقیدہ ۱۰۰ حضرت بیوی فاطمہ و بیوی زینب و بیوی رقیہ و بیوی ام کلثوم بنات رسول خدا تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بودند عقیدہ ۱۰۱ ہر وقتیکہ مشکل شود بر انسان اہل ایمان شئ از دقائق علم توحید پس واجب است بر آں انسان اینکہ اعتقاد کند چیز یرا کہ صواب است نزد حق تعالیٰ بطریق اجمال الخ یعنی ہر چہ صواب است نزد حق تعالیٰ ہماں مقبول و مختار من است و تفصیل نکند مادام کہ یابد عالم را کہ عارف بحقیقۃ احوال را پس سوال کند ایمان تفصیلی بر وجہ کمال و تاخیر نکند۔ عقیدہ ۱۰۲۔ خبر معراج حضرت غوث الثقلین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بجسد در بیداری بسوئے آسمان حق است و ثابت است بطریق متعددہ پس کسیکہ رد کند آں خبر را و ایمان نیارد بمقتضائے آں خبر ضال است و مبتدع۔

ترجمہ۔ رسول علیہ السلام نے انتقال اس عالم سے ایمان پر فرمایا ہے۔ ابو طالب چچا حضرت رسول خدا تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کافر مرے۔ حضرت قاسم اور حضرت طاہر اور حضرت ابراہیم علیہم السلام رسول خدا تعالیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند تھے۔ عقیدہ ۱۰۰ حضرت بیوی فاطمہ اور بیوی زینب اور بیوی رقیہ اور بیوی ام کلثوم سلام اللہ علیہن رسول خدا تعالیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بنات یعنی صاحبزادیاں تھیں۔ عقیدہ ۱۰۱ جس وقت انسان اہل ایمان پر علم توحید کی باریک باتوں میں سے کوئی شے مشکل ہو جاوے تو اس انسان پر واجب ہے کہ ایسی چیز کا اجمالی طور پر اعتقاد کرے جو حق تعالیٰ کے نزدیک درست ہے۔ یعنی جو کچھ حق تعالیٰ کے نزدیک درست ہے وہی میرا مقبول و مختار ہے اور تفصیل نہ کرے یہاں تک کہ کسی ایسے عالم کو پاوے جو حقیقت احوال کو پہچانتا ہو اور عارف ہو۔ پس پورے طور پر اس سے تفصیلی ایمان پوچھ لیوے اور تاخیر نہ کرے۔ عقیدہ ۱۰۲ خبر معراج حضرت غوث الثقلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسد کے ساتھ حالت بیداری میں آسمان کی طرف حق ہے اور متعدد طریق سے ثابت ہے پس جو کوئی اس خبر کو رد کریگا اور اسکے موافق ایمان نہ لائیگا گمراہ اور مبتدع یعنی بدعتی ہے کہ دین میں نئی بات پیدا کرتا ہے۔

عقیدہ ۱۰۳ خروج دجال و یاجوج و ماجوج و طلوع شمس از مغرب و نزول عیسیٰ علیہ السلام از آسمان و سائر علامات روز قیامۃ بنا بر چیزیکہ وارد است بآں اخبار صحیحہ بلکہ آیات صریحہ حق است و ثابت است۔

عقیدہ ۱۰۴۔ اللہ تعالیٰ ہدایت میکند ہر کس را کہ می خواہد بسوئے صراط مستقیم شد۔ ختم شد عبارت فقہ اکبر از شرح ملا علی۔ ز بعد پس دعا است از مترجم و صلوٰۃ از دردمند۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا وَّدِیْنًا قَوِیْمًا بِحُرْمَۃِ صَاحِبِ الصِّرَاطِ اٰمِیْنَ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِكَ وَحَبِیْبِكَ وَعَلٰی اَنْوَارِہٖ كَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرْحَمُنَا بِہٖ

ترجمہ۔ عقیدہ ۱۰۳ خروج یعنی نکلنا دجال کا۔ اور یاجوج ماجوج کا۔ اور طلوع ہونا آفتاب کا مغرب سے اور اترنا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے۔ اور ساری علامتیں روز قیامت کی حق ہیں اور ثابت ہیں اس بنا پر کہ اخبار صحیحہ حدیث کے بلکہ صاف آیتیں اسکی نسبت وارد ہیں

عقیدہ ۱۰۴۔ اللہ تعالیٰ جس کسیکو کہ چاہتا ہے سیدھے رستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ عبارت فقہ اکبر شرح ملا علی قاری کی ختم ہوگئی۔ اس کے بعد مترجم کی دعا ہے اور دردمند کی درود ہے۔

دعائے مترجم

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا وَّدِیْنًا قَوِیْمًا بِحُرْمَۃِ صَاحِبِ الصِّرَاطِ اٰمِیْنَ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اے خدا ہمکو سیدھا رستہ اور مضبوط دین بتا صاحب صراط کی حرمت کے واسطے اے جہانوں کے پالنے والے قبول فرما۔

درود دردمند اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِكَ وَحَبِیْبِكَ وَعَلٰی اَنْوَارِہٖ كَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ فِیْنَا وَتَرْحَمُنَا بِہٖ۔ خدایا رحمت اور برکت اور سلامتی ہمیشہ ہمیشہ تک بھیج محمد صلعم تیرے رسول اور تیرے حبیب پر اور انکے انوار پر جیسا تجھ کو وہ محبوب ہے اور تو اس سے خوشنود ہے اور اسکو ہمارا سفارشی کر اور

ذکر کیفیۃ الاصول العاصمۃ عن خطیئات الفہم فی الحقائق الحقۃ والکلام فیہا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ اعلم ان الکلام فی اصول تعصمک عن خطئیات الفہم فی الحقائق الحقۃ والکلام فیہا

اصل ۔ ان حقایق الاشیاء ثابتۃ ش فیہا مغایرت علی انواع الاضافۃ تامل فیہا ۔ والشیٔ یطلق علی ما لہ وجود فیہما واقعتان بنفسہما ۔ وان نفینا فثابتتان لثبوت متقدم للنفی ۔

ترجمہ اصول

این ذکر در بیان کیفیت اصول ست کہ از خطاہای فہم در حقائق حقہ نگاہدارندہ اند و در آنہا گفتگو و کلام ست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ستایش کنیم خدای را و یاری خواہیم ازو ۔ و درود خواہیم بر رسول او محمد صلعم و بدو شفاعت خواہیم ۔ و بر آل او و یاران او و تابعان او ہمہ ۔ بدانکہ ہر آئینہ این کلام در اصول ست کہ آنہا از خطاہائے فہم در حقائق حقہ ترا نگاہدارند ۔ و در آنہا بحث و کلام ست اصل ۔ ہر آئینہ حقایق اشیاء ثابت ست یعنی حقیقتہائے چیزہا ۔ و درین ہر دو مغایرت ست بر اقسام اضافت یعنی در حقائق کہ مضاف ست بسوئی اشیاء مضاف الیہ درین ہر دو مغایرت موجود ست ۔ زیرا کہ اضافت در شیئین موجودین می باشد ۔ و این مغایرت بر اقسام اضافت ست چنانچہ اضافت لامی بمعنی برای کہ تخصیصی ہم نسبت چون حقایق اشیاء یعنی حقیقتہا کہ برای اشیاء اند یا مخصوص باشیا مثل اسم زید کہ برای تخصیص ست و اضافت منی بمعنی از کہ بیانیہ ہم ازو ست چون حقایق اشیاء یعنی حقیقتہا کہ از اشیاء اند مثل انگشتری طلا کہ درین بیان مضاف از مضاف الیہ ست ۔ و اضافت تحلیلی چون حقایق اشیاء ہمچو آب شیر کہ درین مضاف بمضاف الیہ تحلیل یافتہ ۔ و اضافت توضیحی چون حقایق اشیاء ہمچو شہر مکہ کہ درین توضیح بمضاف الیہ ست ۔ و علیٰ ہذا القیاس ۔ پس باید کہ در اینہا فکر و تامل کن ۔ و اشیاء جمع شے است و لفظ شے گفتہ شود بر چیزے کہ او را وجود باشد یعنی ہستی و بودن ازو دانستہ شود ۔ پس ہر دو یعنی شے و حقیقتش بنفس خود واقع ہستند یعنی واقعی ہر دو ہستند ۔ و اگر ہر دو نفی کردہ شوند پس برای نفی ثبوتی پیش ازین ہر دو ضروری است کہ نفی بدان جاری شود ورنہ نفی بر عدم باطل است پس بنا بر ثبوت متقدم برای نفی ہر دو ثابت اند

ذکر کیفیۃ الاصول العاصمۃ عن خطئیات الفہم فی الحقائق الحقۃ والکلام فیہا

اصل ذکر کیفیۃ حقائق الاشیاء ثابتۃ

ذکر کیفیت اصول کہ از خطاہای فہم در حقائق نگاہدارندہ اند و آنکہ در وے کلام ست

اصل ثبوت حقائق اشیاء و بیان مغایرت شان و معنی شے

والعلم بہا متحقق ش فیہ اشارة الی ثبوتہا بل ثبوتہما بالاضافة اذا العلم لا یتحقق بالعدم فاذا تحقق فصح الحکم ثم فالحقیقة اما بمعنی الذی ہو مصداق متقدم لحصول شیء لصنع شیء فہو ثابت۔ واما بمعنی علت معلول کما فی قیام محتاج بمحتاج الیہ قیاما حقیقیا او مجازیا وہو اظہر ش ای لا یحتاج الی دلیل ھم واما بمعنی ماہیة شیء وہی وجود نفسہا الواقع فان تکن وہمیة ای متحصلة بمن وہم فمعنی وہمیة اما ان لا یکون لہا وجود مطلقا فالعدم مجہول فکیف حکمہ واما ان یکون لہا وجود منتزعا غیر مستقر بذاتہ فالوجود بہذا الوجہ واقع ش وان لم یکن واقعا فالعلم بہ ممتنع۔

ترجمہ وعلم بآنہا متحقق است۔ ودریں اشارت است بثبوت حقائق اشیاء بلکہ ثبوت ہر دو بنا بر ربط اضافت از آنکہ علم بعدم متحقق نمی شود وہرگاہ کہ تحقق یافت پس حکم صحیح شد کہ آں ہر دو ثابت اند یعنی اشیاء وحقائق اشیاء۔ اکنوں حقیقت یا بمعنی آنکہ او مصداق متقدم است برای حصول شیء صنع شیء را یعنی چیزے پیش شوندہ کہ از و برائے صنع وساخت دیگر شی شیء حاصل کنند تا او مصداق یعنی تصدیق کنندہ پیشین باشد واو ثابت است ورنہ شیء از کجا حاصل آید۔ یا حقیقت بمعنی علت معلول است یعنی علت اشیاء چنانچہ در قیام محتاج بمحتاج الیہ یا علت ظاہر تر است کہ احتیاج دلیلی ندارد خواہ قیام حقیقی باشد چوں قیام عرض بجوہر یا فعل بصفت وصفت بذات۔ یا مجازی چوں قیام حادث بقدیم وسیاہی بکاغذ یا حقیقت بمعنی ماہیئة شیء است و او بودن نفسی شے است کہ واقعی باشد۔ پس اگر آں ماہیت وہمی است یعنی از وہم حاصل شدہ چنانچہ بعض عقیدہ کردند۔ پس معنی وہمیہ یا آنکہ اورا وجود مطلق نباشد۔ پس عدم مجہول است ودرا حکم چگونہ باشد ویا آنکہ اورا وجودے منتزع باشد کہ غیر مستقر بود بذات خود یعنی بذات خود قرار پذیر نباشد۔ پس دریں وجہ وجودے کہ منتزع است گو بذات خود قرار ندارد اما واقعی است چرا کہ اگر واقع نیست پس علم بدو ممتنع است حالانکہ علم ہست پس ایں وجود ضرور واقع است۔

م وانما التغير منتزع ش من حيث الاتخاذ م من
متغير ففي العلم موجودان واقعا ش اي وجودًا واقعيا هذا
دليل على واقعية وجود المنتزع م والا ش اي ان لم
يكن بمعنى وجود واقع م فبالمعنى الاول للواجب تعالى توهم
ش اي علم العدم م نفي له وحق انه الوهم علم غير
مستقر بمعلومه لا معلوم غير مستقر في وجوده *
فالمعلوم بحقيقته كما هو هو فان الماهية الموجودة بين
عدمين تسرع الى فنائها حتى لا يستقر علمها بها فهذا
حقيقة الوهم والوهمية لا كحلقة من شعلة جوالة
لانها بحقيقتها معدومة وبوجود الحلقة من جولان
الشعلة يلزم انها كهي حدوثا وقدما فلا يصدق
التشبيه لوجود حادث من قديم *

ترجمہ و دیگر آنکه جز این نیست که تغیر از متغیر منتزع است و انتزاع بحیثیت اتخاذ بمعنی فرا
گرفتن است یعنی گردیدن است ممکن نیست که بی گردنده فرا گرفته شود پس در علم هر دو واقعی موجود اند یعنی وجود واقعی
دارند - این دلیلی است بر واقعی بودن وجود منتزع یعنی منتزع هم وجود واقعی دارد پس حاصل معنے و همینه آنکه اورا وجود
منتزع باشد که در وجود واقع است - ورنه باعتبار معنی اول برای واجب تعالی توهم محض است یعنی علم بر عدم است
که وجود مطلق ندارد چنانچه در معنی سوم گفته شد - و همین معنی را نفی کرده شد باینکه عدم مجهول است و حکم بر مجهول محال
وحق آنکه آئینه وهم علمی است که بمعلوم خود غیر مستقر است یعنی آن علم بمعلوم خود قرار پذیر نیست بسرعت فنای
خود بنا بر اینکه معلوم در وجود خود غیر مستقر است پس معلوم بحقیقت خود چنانکه باید نیست هو هو - چنانچه
وجود باری تعالی که موجود معلوم است بحقیقت چنانست که هست کما هو هو ولیکن علم مخلوق بدو بحدوث خود بسرعت
فنا غیر مستقر است که قرار نمی پذیرد * و هر آئینه ماهیتی که موجود است در میان دو عدم یعنی سابق و لاحق چنان است
خود آن ماهیت تیز می رود که علم او باو قرار نمی پذیرد و همین حقیقت وهم و وهمیت است نه چون حلقه که از شعلهٔ جواله
پدید آید که فهم بعض کسان است زانکه این حلقه بحقیقت خود معدوم است - و در تسلیم وجود حلقه که از جولان شعله است
لازم آید اینکه آن حلقه از روی حدوث و قدم مثل شعله است پس این تشبیه برای وجود حادث از قدیم صادق نیاید

فاما الكلام في وجودٍ خارجٍ من علمٍ ووجود ذهنيٍ فان لم يكن لمعلوماتٍ حادثة وجودٌ خارج فالحِسُّ اي اللمس وان كان منتزعا بقيامٍ مجازي من حاسٍ ومحسوس او بقيامٍ حقيقيٍ من روحٍ وجسدٍ باطلٌ لان الحسّ لا يوجد الا في وجودٍ خارج وهو مجمعٌ على وجوده بداهتًا . واما بمعنى اثر شيءٍ مثلًا في مُبردٍ برودتٌ فان قيل الاثر بالنسبة لا بالحقيقة فتحقق الاثر بالنسبة بسلب الاثر بالحقيقة من الطرفين باطلٌ فكيف وانما الثبوت متقدم على السلب ش لان السلب لا يوجد الا بتقدم الثبوت م فحق انه ثابت بحقيقته ومسلوبٌ بنسبةٍ ش لان الحقيقة اقدم من النسبة إذ النسبة لا تقوم الا بالحقيقة م وانما التاثير وسلبه بالنسبة لا بالحقيقة ٭

ترجمہ لیکن سخن است در وجود خارج از علم و وجود ذہنی۔ پس برائے معلوماتِ حادثہ اگر وجود خارج نیست۔ پس حس یعنی لمس کہ سودن است باطل باشد اگرچہ ایں حس از حاس ومحسوس بقیامِ مجازی منتزع است یا بقیامِ حقیقی از روح وجسد ازانکہ ایں حس یافتہ نہ شود مگر در وجودِ خارج حالانکہ بر وجودِ او مجمع است کہ او از بداہت است۔
یا بحقیقت بمعنی اثرِ شئے است چون در مُبرِد برودت یعنی خنکی در خنک شے۔ واگر گفتہ شود کہ اثر ثابت بہ نسبت است نہ بحقیقت کہ قول بعض حکما است ایں چگونہ راست آید۔ ازانکہ تحقق اثر کہ بہ نسبت است بسلبِ اثر بحقیقت از طرفین باطل است وبہ ثبوت نہ پیوستہ کہ اثر بحقیقت ازاں ہر دو اشیا کہ در واں بنسبت قائم است اگر سلب بود بدو نش اثر بہ نسبت متحقق یابد پس اثر بہ نسبت بدون اثر بحقیقت ہمگے راست شود وہمیں است کہ ثبوت متقدم است یعنی پیش شوندہ بر سلب بود تا وقتیکہ ثبوت پیشتر نہ آید سلب ازکجا آید لہذا سلب بغیر تقدمِ ثبوت یافتہ نہ شود۔ پس حق آنست کہ اثر ثابت بحقیقتِ خود است ومسلوب بہ نسبت است ازانکہ حقیقت از نسبتہ اقدم یعنی پیشتر است زیراکہ نسبت بدون حقیقت قیام نیابد۔ وجز ایں نیست کہ تاثیر وسلبِ تاثیر بہ نسبت آمدہ نہ بحقیقت ٭

م والزیادۃ شرطت فیہ لان الانتساب لا یتحقق الا فی الموجودین ومجازی وھو لیس کذلک ش ای کتحقق النسبۃ بالعینیۃ بوجہ مع الزیادۃ م بل مع المغایرۃ ولا یتحقق الا بتحقق واسطۃ ما بالقیام الحقیقی الذی یسعہ فھو حاجب موصل بین القائم والقائم بہ - فاما من جھۃ ش ای الانتزاع الذی یتحقق من جھۃ م اما تضمنی وھو انتزاع من وجود من حیث ترتب الوجود تضمنا منہ فاما قیاما حقیقیا کالفعل من الصفۃ والصفۃ من الذات فلزم حدوثھما ش ای المنتزع والمنتزع منہ م او قدمھما علی حکم منتزع منہ وحدوث منتزع کوجود الحاجب الموصل وقدم منتزع منہ علی حالھما

ترجمہ

و وجہ زیادت در قیام حقیقی اول شرط کردہ شد کہ انتساب متحقق نیاید مگر در موجودین پس نسبت درمیان موجودین کہ منسوب ومنسوب الیہ باشند زیادت را میخواہد وقیام حقیقی عینیۃ را ودیگر قیام مجازی کہ او ہمچنین نیست کہ مذکور آمد یعنی تحقق نسبت بعینیۃ مع وجہ زیادت بلکہ تحقق این نسبت با مغایرت آمدہ - واین نسبت متحقق نباشد مگر بتحقق واسطہ چیزے کہ با منسوب الیہ قیام حقیقی دارد ومنسوب مجازی را ہم در خود فرو گیرد یعنی او را گنجایش وفراخی دارد - پس او حاجب موصل است کہ درمیان قائم وقائم بہ وصل وپیوند دہد ونیز حجاب آرد - و انتزاعے کہ از جہتی متحقق - یا تضمنی است وآن انتزاع واتخاذ است یعنی بیرون کشیدن و فراگرفتن بحیثیت ترتیب وجود از وجودی بضمنش درگرفتہ یعنی این انتزاع باینطور است کہ وجود از وجودی ترتیب دادن است بضمن او درگرفتہ - و در این انتزاع تضمنی یا قیام حقیقی است چون فعل از صفت وصفت از ذات پس بقیام حقیقی حدوث ہر دو لازم یا قدم ہر دو بنا بر حکم منتزع منہ ومنتزع یعنی اگر منتزع منہ قدیم است قدم منتزع ہم لازم آید واگر آن حادث است پس ہم حادث وحدوث منتزع چون وجود حاجب موصل وقدم منتزع منہ چون ذات وصفات واجب تعالیٰ پس در حدوث یا در قدم ہر دو بر حال خود اند +

ش ای الاختصاص الحقیقی م لا یحتاج فیما فیہ ش ای فیما وقع فی الاختصاص الحقیقی م الی اختصاص مخصّص فیشترط علم محتاج من جہۃ محتاج الیہ ضرورتا ش ای وجوبا م لا عکسہ وھذا ش ای الاختصاص الحقیقی م بمعنی ربط بینہما ش ای بین الشیئین او بین المحتاج والمحتاج الیہ م وھنا الاختصاص بمعنی لازم ش الذی بمقابلۃ متعد م وبمعنی اختصاص مخصّص ایضا فیشترط علمہا بربطہما الدائر ش ای بینہما قبل اختصاص المخصّص م وھنا الاختصاص بمعنی متعد ش الذی بمقابلۃ لازم م فیشبہ بمجازی ش الذی بمقابلۃ الحقیقی م ومجازی وھو اختصاص مخصّص شیئا بشیٔ ولا احتیاج بینہما قیاما حقیقیا ولا مجازیا

ترجمہ واین اختصاص حقیقی محتاج بسوئے اختصاص مخصّص نباشد یعنی بسوئے خاص گردانیدن خاص کنندہ در آنچہ کہ او دریں اختصاص حقیقی واقع آمدہ پس علم محتاج از جہت محتاج الیہ ضرورتا شرط باشد یعنی این شرط واجب ہست نہ عکس او یعنی از جہت محتاج علم محتاج الیہ کہ این شرط واجب نیست۔ واین اختصاص حقیقی بمعنی ربط است درمیان دو شئی یا درمیان محتاج ومحتاج الیہ۔ وآنجا اختصاص بمعنی لازم ہست یعنی خاص شدن کہ مقابل متعدی باشد چون اختصاص فعل بہ صفت وصفت بذات کہ دریں اختصاص لازم بسبب ربط درمیانی ذات را علم صفت یعنی دانستن صفت واجب است نہ عکس او۔ واین اختصاص حقیقی بمعنی اختصاص مخصّص ہم آید پس بسبب ربطی کہ پیش از اختصاص مخصّص درمیان ہردو دائر است علم محتاج ومحتاج الیہ ہردو شرط باشد۔ وآنجا اختصاص بمعنی متعدی است یعنی خاص گردانیدن کہ مقابل لازم باشد۔ واین اختصاص مشابہ بمجازی بشود کہ در مقابل حقیقی آید کہ بیانش می آید چون اختصاص اسم زید بہ زید کہ پیش از مخصّص باو خاص است۔ پس دریں اختصاص متعدی مشابہ بمجازی وقت اختصاص۔ مخصّص را علم ذات واسم ہردو بسبب رابطی کہ درمیان ذات واسم پیش از اختصاص مخصّص دائر است مشروط باشد۔ ہمچنین علم اختصاص لفظ اللہ بذات واجب۔ دوم مجازی واو خاص کردن مخصّص چیزی را بچیزے است ودرمیان این ہردو شئی احتیاج قیام حقیقی ومجازی نیست۔

م فيتحقق الاختصاص بتحقق شرط المعلومين معًا وقت
الاختصاص لا بشرط المعلومين معًا قبل الدلالة والى الممكن
ليس كذلك ش اى تعاقب العلم الى محتاج اليه هو الممكن
محتاج لدى بضرورى لعدم حصول الدلالة القطعية م
فيتحقق الاختصاص بتحقق شرط المعلومين معًا وقت الاختصاص
مع شرط المعلومين قبل الدلالة وفى ما يشبه بحقيقى يكون
تقدم علم للماهيتين متعاضرة يا والبحث مشتمل فى
اختصاص الذى بدلالة والذى لا بها ش اى بدلالة م

اصل ذكر كيفية الجوهر والعرض

اصل ان الجوهر والعرض لموجودان معبّران بالخصوصية
ش اى خصوصية النسبة فيهما وخصوصية اللفظ للمعنى
م والا فماهيتان موجودتان وبالحال لا حاجة فى تعبير ماهية
بانها جوهر او عرض فقد يطلق لفظ الجوهر على عينها لا يراد فيها
الخصوصية المذكورة فهى التى لا تتجزى اذ هى غير متجزية

ترجمہ پس این اختصاص متحقق می شود بایں شرط کہ معلومین معًا وقت اختصاص متحقق باشند نہ بایں شرط
کہ معلومین معًا پیش از دلالت متحقق باشند و نسبت ممکن این چنین نیست یعنی تعاقب علم بسوئے محتاج الیہ کہ او ممکن
است محتاج را بسبب عدم حصول دلالت قطعیہ ضروری نیست۔ پس این اختصاص متحقق می شود بایں شرط کہ معلومین
معًا وقت اختصاص متحقق باشند بشرطیکہ معلومین پیش از دلالت موجود باشند۔ و در آنچہ کہ مشابہ بحقیقی است
تقدم علم برائے ہر دو ماہیت معًا ضروری باشد۔ و این بحث مشتمل است در اختصاصے کہ او بدلالت است و آنکہ
بدلالت نیست۔

اصل کیفیۃ جوہر و عرض و تعریف شان مع کیفیۃ وحقیقۃ جزو لا یتجزی و کیفیۃ قیام حقیقی و مجازی فیما بین شان و اینکہ اطلاق شان در حوادث است نہ در ذات و صفات باری تعالی کہ آن توقیفی اند

اصل ہر آئینہ جوہر و عرض ہر دو البتہ موجود اند کہ تعبیر کردہ شوند بخصوصیت نسبت کہ درمیان
ہر دو است و خصوصیت لفظ برائے معنی۔ ورنہ پس دو ماہیت اند کہ ہر دو موجود اند۔ و در ینحال
در تعبیر ماہیت بایں کہ این ماہیت جوہر است یا عرض حاجت نیست۔ و گاہے لفظ جوہر
بر عین ماہیت گفتہ شود کہ در و خصوصیت مذکورہ مراد نبود۔ پس او ہمانست کہ لا
تجزی باشد یعنی جزو بجزو نہ شود۔

والمسئلة تشير الى مسئلة قيام الافعال بالصفات والصفات الحقيقة بالذات والصورة بالهيولى فى وجه القيام تلميحا فاقتصرت على الاشارة فان قصدت فهمت لكنهما يطلقان فى حوادث واسمائه وصفاته سبحانه توقيفية فلا يجوز اطلاقهما فى ذاته وصفاته واسمائه سبحانه ـ او مجازا ففى الحال موجود واقع لا زائد بل مغائر فى حقيقته لا تحقق عينيته فالمجاز لا يتحقق الا بان يتضمنه بالقيام حقيقى فى موجود اخر وهو استعداده لقيام النسبة به والاخر بجوهر ش اى يعبر بجوهر وهو محل قيام عرض فقط فالمجاز لا يتحقق بمرتبة قديمة ✤

اصل ـ ان المعنى المصدر هو صفة لمنبئ عليه من فعل فاعله لانه منشاء انتزاعه فهو قوة واستعداد بانفعاله فى فاعله ولا فعاله به

ترجمہ وایں مسئلہ در وجہ قیام بطور تلمیح اشارت میکند سوی مسئلہ قیام افعال با صفات حقیقیہ و صفات حقیقیہ با ذات ـ و قیام صورت با ہیولی ـ پس بریں اشارت کوتاہ کردم اگر قصد کنی بفہمی ـ ولیکن ہر دو یعنی جوہر و عرض در حوادث اطلاق کردہ شوند ـ و اسماء و صفات حق سبحانہ توقیفی ہستند یعنی بر موافقت گردانیدن شارع متوقف آمدند و ازیں غیر کہ شارع از و خبر دادہ گفتہ نشوند اگرچہ در حد خود بحصر نیامدند ـ پس اطلاق آں ہر دو یعنی جوہر و عرض در ذات و صفات و اسمائی حق سبحانہ جائز نیست ـ یا قیام عرض بجوہر خود کہ ایں جوہر از وجود دیگر است بطور مجاز باشد بخلاف قیام حقیقی کہ او چنانست کہ گذشت ـ پس ایں عرض کہ با خر خود قیام مجازی دارد ہم در حال موجود و واقع است نہ زائد بلکہ در حقیقت خود مغائر کہ عینیتش متحقق نمیشود ـ پس ایں مجاز متحقق نمیشود مگر اینکہ متضمن باو چیزی باشد کہ در موجود آخر بقیام حقیقی است و ہمو است استعداد او برائے قیام نسبت باو ـ و آں آخر کہ موجود دیگر است بجوہر تعبیر کردہ شود ـ و ہم محل و جائے قیام عرض است فقط ـ پس مجاز بمرتبہ قدیمہ ثابت نشود ✤

اصل ہر آئینہ معنی مصدر کہ او صفت است کہ از فعل فاعل او بر و البتہ آگہی کردہ آید از انکہ آں معنی مصدر انتزاع فعل را منشا ہست کہ نشو فعل از انجا است ـ پس آں معنی مصدر قوت و استعداد است با نفعال خود در فاعل فعل یعنی قوت و استعداد بفعل در آمدن و بکار پذیرفتن خود است در فاعل فعل ـ و نیز قوت و استعداد است برائے انفعال فاعل با نفعال یعنی برائے کار کردن فاعل بواسطہ قوت انفعال معنی مصدر ـ حاصل آنکہ معنی مصدر قوتے

اصل ذکر کیفیۃ معنی مصدر

اصل کیفیۃ معنی مصدر کہ تعریف و مراتب و تقدم و تاخرش بر فعل در وعنہ کور است ✤

[illegible]

ففيه مرتبتان رتبتيان تقدماً بالفاعلية وتأخر المفعولية
فيتقدم من فعل فاعله الا لامتيازه به ش
اي لا يتقدم من فعل فاعله لامتيازه بفعل فا
م فلا ينتزع منه بل مبني منه .

اصل ذكر كيفية الوجود.

اصل ان الوجود لمبني عليه من الموجود وهو ضده عدم فلا يقتضي عدماً بمقابلته ولا يجتمعان في محل واحد فالوجود بديهي ٭

اصل ذكر كيفية الثبوت

اصل - ان الثبوت لمبني عليه من ثابت ويفرق من الوجود بجريان نفي وسلب عليه كما سنذكره ان شاء الله تعالى .

ترجمه پس در معنی مصدر دو مرتبه رتبی است یعنی تقدم یعنی پیش بودن برای فاعلیت و دو یعنی پس افتادن برای مفعولیت. پس آن معنی مصدر از فعل فاعل خود مقدم و پیش نگردد برای امتیاز خود بفعل یعنی از فعل فاعل خود مقدم نباشد بسبب امتیاز خود بفعل فاعل خود. مراد آنکه مصدر از فعل فاعل خود مقدم بود از آنکه استعداد انفعالی که همو معنی مصدر است پیش از فعل در فاعل میباید بود تا بدان قوت واستعداد فاعل انفعال یعنی کار کردن تواند بر مقصود خود از قوة بفعل آرد که سر انجام واجرای فعل شود وهمین مرتبه تقدم رتبی است معنی مصدر را که مخصوص برای فاعلیت آمده از آنکه فاعل شدن بر و متوقف است ولیکن چونکه امتیاز معنی مصدر بفعل فاعل خود هست بنا برین تقدمش بفعل فاعل خود ممکن نگردد از آنکه امتیازش بوقوع فعل متوقف آمده تا از انفعال فعل از فاعل نیاید امتیاز معنی مصدر نشود واین مرتبه تاخر رتبی دارد هم معنی مصدر را که مخصوص برای مفعولیت است. الحاصل فاعل معنی مصدر را بواسطه استعداد انفعالی که برای فاعلیت آمده در استعداد انفعالی که مفعول راست از مرتبه تقدم رتبی قوه بمرتبه تاخر رتبی فعل می آرد پس باعتبار قوت واستعداد این معنی مصدر تقدم از فعل دارد و بوجه امتیاز متاخر از فعل پس این تقدم و تاخر رتبی است والله اعلم بالصواب. پس این معنی مصدر از فعل منتزع نیست بلکه از و مبنی است یعنی از فعل آگهی

اصل ذکر کیفیت وجود و آگهی و بیان ضد او و ... هست او.

اصل هر آئینه وجود از موجود مبنی علیه هست یعنی آگهی داده شده وآن ضد عدم است. پس وجود عدم را بمقابل خود نخواهد. ونه هر دو در محل واحد مجتمع شوند چرا که ضدین در جای واحد گرد نیایند پس معلوم شد وجود که برای او موجود آگهی است بدیهی است.

اصل ذکر ثبوت و آگهی بر و بیان ... میان نفی و سلب ... ثبوت و بداهت او.

اصل هر آئینه ثبوت از ثابت مبنی علیه هست یعنی آگهی داده شده. وآن از وجود فرق کرده شود بسبب جاری شدن نفی وسلب بر و یعنی بر ثبوت نفی وسلب جاری شود نه بر وجود. وهمین در میان بر دو تفارق هست چنانچه عنقریب ما او را بیان خواهیم کرد انشاء الله تعالی وآن در اصل نفی هست که می آید

ولا یقتضی نفیاً بمقابلته الا سلبیاً فالثبوت هو بموضع خارجاً بمقابلة سلبه عن موضع فالثبوت بدیهی ۞

اصل ان العدم لضد الوجود فلا یقتضی الوجود ولا یجتمع به فینبنی علیه من معدوم حقیقی او حکمی شئ الحقیقی بعدم لاحق والحکمی بعدم سابق هو ملتزماً بوجود حادث من جهة حدوثه لا منتزع منه لان الانتزاع لفی اتحاد فالعدم نظری ۞

اصل ان النفی لا یجری علی عین ثابت وشئ الواو حالیة لبیان حالة الثبوت وحکمه فی ضمن الثابت عطفا هو الثبوت المبنی علیه منه ثابت ولا علی عدم فقط شئ لانه علیهما غیر معقول

ای ثابت و معدوم

اصل ذکر کیفیة العدم

اصل ذکر کیفیة النفی

ترجمه و این ثبوت بمقابله خود نفی را می خواهد مگر سلب را پس ثبوت آنکه او بموضعی باشد بطور خارج بمقابل سلب خود از موضع (یعنی ثبوت در خارج بموضعی است که سلبش بمقابله او از موضع است یعنی مقابله سلب یعنی ضد خود در خارج ثابت بدیهی آمده از آنکه بر ثبوت از ثابت آگهی است بنابرین در ضمن ثابت او هم ثابت است) پس معلوم شد که اینجا ثبوت که بر و از ثابت آگهی است بدیهی است ۞

اصل هر آئینه عدم البته ضد وجود است پس وجود را نمی خواهد و نه با و گرد آید (که اجتماع ضدین منع است) و او از معدوم حقیقی یا حکمی مبنی علیه است یعنی آگهی داده شده یا اینکه این عدم ملتزم آمده یعنی لازم شده است وجود حادث را از جهت حدوث آن وجود نه از و منتزع است از آنکه انتزاع و اخذ یعنی گرفتن شیء ز شیء هر آئینه در اتحاد آید (و در وجود و عدم مغایرت کلی است بعضد پس اتحاد چگونه بر آمد البته) وجود حادث را این عدم از جهت حدوث التزام یافته که حدوث را از عدم سابق و لاحق چاره نیست ـ معدوم حقیقی آن باشد که عدم با و لاحق بود یعنی بر بنائش پیوسته و با و بهم شده باشد ـ و حکمی آنکه در سابق او عدم یعنی عدم پیش او سبقت کرده پیشش حکم عدم کرده شد ـ پس معلوم شد که این عدم (که بر و از معدوم حقیقی یا حکمی آگهی است بالتزام وجود حادث) نظری است نه بدیهی ۞

اصل هر آئینه نفی بر عین ثابت و ثبوت بر و جاری نمی شود که از آن ثابت بر ثبوت که او هم ثابت نیست آگهی داده شده است پس در ضمن ثابت ثبوت هم ثابت است پس باعتبار بیان حالت ثبوت که وصف و حالش گذشت در ضمن ثابت حکمش

اصل کیفیة عدم و ضد او و آگهی بر و و تعریف معدوم حقیقی و حکمی و اینکه عدم نظری است ـ

اصل کیفیة نفی و ثبوت بتقدیم و ذهنی و اثر متأخر او و اینکه نظری است کیفیة آگهی بر و و اینکه نفی بر ثابت و ثبوت و عدم جاری نمی شود و آنکه بر ترتیب اثر متأخر ـ و آنکه نفی بوصف می شود و نه بذات و نه بوصف منطبق العین

لكنه يجري على ترتب اثر متاخر من ثبوت ذهني كان صالحا
لترتبه بانتزاعه منه في خارج شبيها الصنعة أو لا حاصل
ضروري وهو موقوف الحكم للاثر ش فان لم يحصل
لا يمكن حكم النفي للاثر م من ثبوت متقدم خارج ش اعلم
ان ترتب اثر متاخر فعينه ثابت وان لم يترتب فعدم
فان النفي لترتب اثر متاخر من ثبوت ذهني كما هو
المذكور حصرا الا من غيره م فيقتضي الثبوت قبله
لا بمقابلته خارجا فمنبئ عليه من منفي ملتزما بثبوت
ما نثبته ش اي ثبوت حاصل ما اثبته م فالنفي نظري فاعلم ان
النفي بالوصف هو مخبر به لا بالذات فهي مخبرة عنها اذ هي ثابتة

ترجمہ ولیکن از ثبوت ذهنی اثری که پیش مترتب شود بران ترتب اثر این نفی جاری می شود. خواه این ثبوت ذهنی صلاحیت داشته باشد ترتب اثر را بانتزاع و اخذ او از آن ثبوت ذهنی در خارج بطور شبه برای صنع اثر یا نداشته شد. یعنی این ثبوت ذهنی را برای ترتب اثر بانتزاع و اخذ او در خارج بغرض صنع بطور شبه صلاحیت حاصل باشد یا نباشد. و اینکه ثبوت ذهنی از ثبوتے که پیش ازین در خارج باشد ضروری حاصل باشد و آن ثبوت پیشین ثبوت متقدم است از ثبوت ذهنی. حالانکه این ثبوت ذهنی برای اثر موقوف الحکم است یعنی حکم نفی برای اثر موقوف بر ثبوت ذهنی است و اگر این ثبوت ذهنی مذکور از ثبوت متقدم خارج حاصل نشود حکم نفی برای اثر ممکن نشود. بدانکه اگر اثر متاخر که پس ثبوت ذهنی است مترتب شد پس او عین ثابت است و اگر مترتب نشد پس معدوم است. پس هر آئینه نفی برای ترتب اثری که از ثبوت ذهنی متاخر و باز پس آمده چنانچه او بطور حصر مذکور آمد نفی از غیر او ست. و نفی ثبوت را قبل خود میخواهد نه بمقابلہ خود در خارج. و این بیان تمام همان است که مصنف رح در اصل بحث ثبوت پیش ازین در وجه تفارق سلب و نفی از وعده ذکر نموده فاعلم واحفظه. پس نفی از منفی مبنی علیه است یعنی خبر از منفی آگهی داده شده و اینکه ملتزم آمده بثبوت یعنی ثبوت لازم شده است که آن ثبوت حاصل است از آن چیزی که ثابت شده است. پس معلوم شد که این نفی که مراد از منفی آگهی است بالتزام خود به ثبوت که حاصل است از ثابت نظری است نه بدیهی. و بدانکه هر آئینه این نفی از وصف یا که او مخبر به است یعنی باو که خبر داده شود نه از ذات باشد که او مخبره عنها است یعنی بنسبت او خبر داده شده. از انکه ذات ثابت است و نفی از ثابت نمی شود که خلاف بداهت عقل است

ولا بالوصف المنطبق بالذات عیناً اذ هو مع الذات عین ثابت ۔ اصل ۔ ان السلب لا یجری الا علی ثبوت الذی هو مبنیٌّ علیه من ثابت و یقتضیه قبله و بمقابلته خارجاً فالسلب هو عن موضع بمقابلة ثبوت بموضع خارجاً فمبنیٌّ علیه من مسلوب ملتزماً بثبوت مما ثبت ش ای بثبوت حاصل مما ثبت م فالسلب نظریٌّ ۔ اصل ان الواضع بالتخصیص ش شیئاً لشیٔ حال الوضع م لتحقق دلالةٌ ش من شیٔ علی شیٔ م لیقتضی دلالة استلزاماً والدلالة لا توجد الا بالوضع ش المعرّف علی وصف التخصیص م اصل ان اللفظ بالوضع الدال ان اعتبر فیه دلالةٌ علی معنی مفرد فهو کلمة ولو کان مرکباً علی اصل معنی فان دل علی معنی ای مفرد قائم بنفسه ولم یفهم به تقیید زمانٍ کالذات فهو اسمٌ

ترجمہ و نہ نفی از وصفی باشد کہ با ذات منطبق بعین باشد از انکہ او با ذات عین ثابت است و ثابت نفی نہ کردہ شود ۔ تا حصل وصفیکہ از ذات منطبق بعین باشد در ثابت ہمچو ذات است و نفی از عوارض باشد نہ از ذات و نہ از وصفیکہ با ذات منطبق بعین باشد چراکہ ذات بحث کردہ نشود مگر از عوارض ۔

اصل ۔ ہر آئینہ سلب جاری نمیشود مگر بر ثبوتیکہ او مبنی علیہ از ثابت است یعنی از ثابت بر وآگہی است ۔ و این سلب ثبوت را در خارج پیش از خود میخواہد و بمقابلہ خود ۔ پس سلب آنست کہ او سلب است از موضع بمقابلہ ثبوت کہ او در خارج است بموضعی ۔ و این سلب از مسلوب مبنی علیہ است یعنی از مسلوب بر وآگہی است ۔ و آں ملتزم آمدہ یعنی لازم شدہ است ثبوت را کہ او از چیزی حاصل است کہ ثابت آمدہ ۔ پس سلب معلوم شد کہ نظری است نہ بدیہی چراکہ از مسلوب بر وآگہی است و بانکہ او بہ ثبوت ملتزم آمدہ کہ از ثابت بر وآگہی حاصل است ۔ اصل ہر آئینہ وضع کہ خاص کردن چیزی برای چیزی است تا دلالت از چیزی بچیزی ثابت و متحقق شود و این وضع دلالت را البتہ بطور استلزام میخواہد ای ہمچو لازم گرفتن ۔ با ینوجہ کہ دلالت نیافتہ شود مگر با ینوضع ۔ پس این وضع بنا بر وصف تخصیص معرف است یعنی خاص کردن چیزی بچیزی معرفت حاصل کردہ معرفہ کردہ شد و ہمین است کہ بلام تعریف اینجا آوردہ شد ۔ اصل ہر آئینہ لفظی کہ بنا بر وضع دلالت کنندہ است چون در و دلالت بر معنی مفرد اعتبار کردہ شود پس آں کلمہ است اگرچہ آں لفظ بر اصل معنی مرکب باشد ۔ و اگر دلالت کند بر معنی مفرد

اصل ذکر کیفیۃ السلب

اصل ذکر کیفیۃ الوضع

اصل ذکر کیفیۃ اللفظ

اصل کیفیۃ سلب و آنکہ بر ہوا اینکہ نظری است و نمو تفیش و التزام

اصل ذکر کیفیۃ تحقیق وضع و دلالت و لزوم فیما بین تخصیص و وضع ۔

اصل ذکر کیفیۃ تحقیق و انقسام او وجود کلمہ اسم و فعل و حرف و کلام مشبہ مع دلالت معنی و تحقیق تمام بحیثیت

وَاِنْ دَلَّ عَلٰی مَعْنًی قَائِمٍ بِالْغَیْرِ اَصْلًا وَفُهِمَ بِهٖ تَقْیِیْدُ زَمَانٍ
کَالْوَصْفِ الْوَاقِعِ فَهُوَ فِعْلٌ وَاِنْ دَلَّ عَلٰی مَعْنًی قَائِمٍ بِالْغَیْرِ عَرَضًا وَلَمْ یُفْهَمْ
بِهٖ تَقْیِیْدُ زَمَانٍ کَالْاِبْتِدَاءِ وَالْاِنْتِهَاءِ فَهُوَ حَرْفٌ فَاِنِ اشْتَرَکَ
اللَّفْظُ بِالْمَعْنَیَیْنِ ش اَیْ بِمَعْنٰی فِعْلٍ وَبِمَعْنٰی اِسْمٍ م کَالْفَاعِلِ
وَالْمَفْعُوْلِ فَهُوَ صِفَةٌ مُشَبَّهَةٌ ش بِاسْمٍ م وَلِذَا قَدْ یُجَرَّدُ لِوَاحِدٍ
مِنْهُمَا وَلَمَّا کَانَ الْوَضْعُ مُقْتَضِی الدَّلَالَةِ وَالدَّلَالَةُ مَوْجُوْدَةً بِالْوَضْعِ
فَلَا یُمْکِنُ اَنِ الْوَضْعُ لَیْسَ بِدَالٍّ وَمَا هُوَ لَا یَدُلُّ فَخَرَجَ مِنَ الْوَضْعِ وَاِنِ
اعْتُبِرَ فِیْهِ دَلَالَةٌ عَلٰی مَعْنًی مُرَکَّبٍ فَهُوَ کَلَامٌ وَلَوْ کَانَ مُفْرَدًا عَلٰی
اَصْلِ لَفْظٍ + اَصْلٌ [۱۳] اِنَّ الْاِسْمَ قَدْ یَکُوْنُ مَعْرِفَةً وَقَدْ نَکِرَةً اَصْلًا
فَالنَّکِرَةُ قَدْ تُعَرَّفُ اَوْ تُخَصَّصُ عَرَضًا وَالْفِعْلُ وَالْحَرْفُ هُمَا وَصْفَانِ
قَائِمَانِ بِغَیْرِهِمَا لِهٰذَا کَانَا نَکِرَةً اَصْلًا فَلْیُحْکَمَانِ مُعَرَّفًا اَوْ مُخَصَّصًا
عَرَضًا عَلٰی حُکْمِ مَا قَامَ بِهٖ +

ترجمہ — واگر دلالت کند بر معنی آنکه بطور اصل قائم بغیر است یعنی از خود بغیر قائم است وتقیید
زمان بدو دانسته نشود همچو وصف واقع یعنی وصفی که واقع شده است پس او فعل است - واگر دلالت کند
بر معنی مفرد که قائم بغیر است بطور عرض وقید وقت بدو دانسته نشود همچو ابتدا وانتها پس او حرف
است - واگر لفظ بدو معنی ای بمعنی فعل وبمعنی اسم مشترک آمده باشد چون فاعل ومفعول پس او صفت
مشبه است یعنی صفتی است که باسم مشابهت گرفته - وازین سبب گاهی از هر دو معنی به یکی مجرد شود و تنها
کرده آید وهرگاه که وضع دلالت را مقتضی باشد یعنی خواهنده - و دلالت موجود باشد یعنی یافته شود
با وضع - پس ممکن نباشد که وضع دال یعنی دلالت کننده نباشد یعنی رهنما - وآنچه که او دلالت کند
اے رهنما نباشد پس او ازین وضع خارج شد - وچون در و دلالت بر معنی مرکب اعتبار کرده شود
پس او کلام است اگرچه بر اصل لفظ مفرد باشد - اصل [۱۳] هر آئینه اسم گاهی معرفه باشد وگاهی نکره بطور اصل
واین نکره بطور عرض گاهی معرفت یا خصوصیت داده شود و فعل وحرف که هر دو وصفانند که با غیر خود تا
قائم اند البته هر دو بطور اصل نکره هستند - پس هر دو از روی تعریف یا تخصیص حکم کرده شوند بطور
عرض بر حکم ما قام به یعنی بر بنای حکم چیزے که آن هر دو بطور عرض بدو قائم اند حکم کرده شوند +

اصل [۱۳] در ذکر تقسیم الاسم والفعل والحرف +

اصل [۱۳] در بیان تقسیم اسم باصل خود معرفه یا نکره است وتخصیص وتعریف [illegible] وفعل وحرف وصفند وقائم بغیر اند [illegible] اصل نکره اند وحکم تخصیص وتعریف [illegible]

اصل ١٤ ذکر کیفیۃ الصفۃ

اصل [١٤] ان الصفة تكون عيناً للذات من وجه قيامها الحقيقي بها فبها الاخبار اثباتاً او نفياً فقد تكون عيناً منطبقاً بالذات كالوجود فلا يمكن نفيها للزومه نفي الذات وعنها الاخبار

اصل ١٥ ذکر کیفیۃ الاسناد

اصل [١٥] ان الاسناد هو اقامة شئ على المجاز شئ بشئ نوعان احدهما الاسناد الحقيقي وهو بقيامه الحقيقي بمسند اليه ولزمه التنكر بمسند به اصلاً فيحكم معرفاً او مخصصاً على حكم مسند اليه عرضاً و ثانيهما الاسناد المجازي وهو بقيامه المجازي بمسند اليه ولكن الاسناد المجازي لا يتحقق الا بان يضمنه ما بالاسناد الحقيقي فهما يصحان في المعرفة بالاصل

اصل ١٤ کیفیۃ اخبار صفت بنفی واثبات بوجہ قیام حقیقی وعینیت ذات وبیان صفت منطبقہ بذات وعدم امکان نفی از وے

ترجمہ اصل [١٤] ہر آئینہ صفت برائی ذات عین باشد بوجہ قیام حقیقی خود بذات پس بدو ہست اخبار بطور اثبات یا نفی یعنی خبر دادن اثبات ونفی بصفت ہست وبس۔ وگاہی این صفت عین باشد منطبق بذات چون وجود۔ پس نفی این صفت نمی تواند بود بسبب لزومش نفی ذات را یعنی این صفت با ذات چنان منطبق بعین باشد کہ نفی این صفت نفی ذات لازم آرد۔ پس بسبب لزوم نفی صفت نفی ذات را نفی این صفت ممکن نباشد حالانکہ اخبار از ذات ہست یعنی از ذات خبر دادہ شود بواسطہ صفت از انکہ ذات خود بحث کردہ نشود مگر بعوارض پس اخبارش از و بعوارض وصفات باشد واز آن صفات کہ ہم بذات منطبق بعین باشد چون کل صفات خبر دادہ شود لاکن این صفات کہ بطور عین منطبق بذات شدہ اند نفی کردہ نہ شوند مثل دیگر صفات کہ از انہا اثبات ونفی ہر دو کردہ آید۔

اصل ١٥ کیفیۃ اسناد قیام وحدا ولزوم تنکیر باحد وتعریف وتخصیص بعرض مع امثال وتفصیل وحد تعریف وتخصیص وتنکیر ومعرف وتعریف معرف ومنکر وتخصیص منکر وتخصیص معرف ونفی منکر مخصص بوصف یا باسم وبحرف

اصل [١٥] ہر آئینہ اسناد کہ او قائم کردن چیزی بچیزی است بنا بر مجاز۔ او بر دو قسم است یکی از ان ہر دو اسناد حقیقی است واو بمسند الیہ بقیام حقیقی خود باشد۔ واو را نکرہ بودن لازم است بامسند بہ بطور اصل یعنی مسند بہ کہ فعل وصفت باشد چو اسناد بدو کردہ شود بسبب لزوم اسناد بمسند بہ کہ در اصل خود نکرہ است اسناد حقیقی را نکرہ بودن نیز بدو لازم است۔ پس بنا بر قیام حقیقی حکم کردہ شود بر حکم مسند الیہ از وی تعریف یا تخصیص بطور عرض۔ و دوم از ان ہر دو اسناد مجازی است واو بمسند الیہ بقیام مجازی خود باشد ولیکن اسناد مجازی ثابت ومتحقق نباشد مگر بانکہ متضمن باشد بدو چیزی کہ باسناد حقیقی است۔ پس ہر دو یعنی اسناد حقیقی ومجازی صحت می

ش كالعلم م من جهةٍ لا في المنكر لاهمالهما الا
بتخصيصه بالعرض ش كما باسمٍ او بحرفٍ او بقرينةٍ
م من جهتين فضرورة التخصيص لا بد منه استقامتنا
للمعنى فقرينة كافية فيتنبها الاسناد حتى يجرها الى ان
يستقيم المعنى به فكانا مفيدين لثبوتهما في حدهما
ش فمثال الحقيقي في معرفةٍ بالاصل من جهةٍ زيدٌ قائم
والمجازي غلام زيدٍ - ومثال الحقيقي في المخصص بالعرض
من جهتين فباسمٍ هذا الرجل قائم وبحرفٍ الرجل قائم

ترجمہ چوں علم کہ دراصل معرفہ است ہمیں جہت معرفت او راسند است - نہ در منکر یعنی در منکر ہر دو اسناد صحت نمی یابند و راست نیاید بسبب اہمال آں ہر دو یعنی ہر دو در صورت مہمل افتند مگر بخاص کردن منکر بعرض از دو جہت چنانچہ باسم یا بحرف یا بقرینہ - از آنکہ حکم قیام بہ ما قام بہ است پس عرض آنکہ عارض است در حکم تخصیص یا تعریف است لہذا آں منکر را بعرض خاص کردن از دو جہت صحت پذیرفتن اسناد ضروری است پس ضرورت تخصیص کہ از و چارہ نیست برائے استقامت معنی قرینہ تخصیص کہ واں قرینہ را اسناد نشو می آرد یعنی پیدا میکند تا آنکہ می کشد آں تخصیص منکر را بسوئے آنکہ بدو معنی استقامت می یابد - پس آں ہر دو اسناد مفید شوند برائے ثبوت خود ہا در حد خود ہا - پس مثال اسناد حقیقی در معرفہ باصل از جہتی چوں زید قائم است یعنی زید استادہ است - کہ اسناد قیام با زید کہ معرفہ باصل است اینجا حقیقتاً از جہتی صحت یافتہ است - و مجازی غلام زید است یعنی غلام مملوک خاص برائے زید است - اینجا اسناد غلام بزید بتضمن ملکیت زید کہ در او اسناد حقیقی است ہم از یک جہت صحت یافتہ - و مثال اسناد حقیقی در مخصص بعرض از جہتین - یعنی اسناد حقیقی در نکرہ کہ بعرض اسم یا حرف یا قرینہ خاص کردہ شدہ است از دو جہت صحت اسناد گیرد این است پس چوں باسم هذا الرجل قائم
اے این مرد قائم است - و بحرف الرجل قائم یعنی مرد
خاص استادہ است۔

امثال اسناد حقیقی و مجازی در معرفہ و نکرہ مخصص ۱۲

وبقرينة رجل قائم. والمجازي هذا الغلام للرجل و
الغلام لرجل. وغلام رجل. فالمقصود في الكلام بالاسناد
المخصص بقرينة من هو قائم ومن هو مملوك لرجل مالكه
لا الجنسية فتعلق العلم بالمعلوم بوجه الذي لا يزيل العموم
فالتعريف تعيين من حيث الذات فلا يقبل التعميم اصلا
فالمعرف منه. والتنكير تعميم من حيث الوصف فلا يقبل
التعيين اصلا فالمنكر منه. والتخصيص تعيين يقتضي العموم
بمقابلته لا يزيله. فتعريف المعرف تاكيد وتعريف المنكر مهمل
لاقتضائه التعميم اصلا فالتعارض ولكن جاز
تخصيصه لاقتضائه العموم

ترجمہ وبقرینہ رجل قائم بجواب قرینۂ من هو قائم یعنی بجواب کسی که پرسید کیست که او استاده است گفته شد مرد استاده است. ودرین ہر سہ امثلہ اسناد حقیقی از دو جہت صحت یافتہ. ومثال اسناد مجازی در مخصص مذکور اینست چون باسم هذا الغلام للرجل یعنی این غلام برای مرد است ومعرف و الغلام لرجل یعنی غلام خاص برای مرد است. وبقرینہ غلام رجل بجواب قرینۂ من هو مملوك لرجل مالكه یعنی کیست او که ملک کرده شده برائے مردی که مالک اوست گفته شود غلام رجل یعنی غلام مرد است. ودرین ہر سہ امثلہ ہم اسناد مجازی از دو جہت صحت پذیرفتہ پس مقصود درین کلام باسناد که بقرینہ خاص کرده شده بقرینۂ من هو قائم است یعنی کیست که او قائم است وبقرینۂ من هو مملوك لرجل مالكه ہست یعنی کیست که او مملوک ست برائے مردی که مالک اوست. پس مقصود در کلام ازین قرائن تخصیص است نہ جنسیت که تخصیص را نشاید وبسبب تنکر اسناد مہمل گردد. پس علم با معلوم بچنین وجہی متعلق شد که عموم را آن وجہ زائل نمیکند پس حاصل آنکه تعریف تعیین است یعنی مقرر کردن ہست از حیثیت ذات پس تعمیم را آن تعیین از رہ اصل نمی پذیرد واز وست این معرف. وتنکیر تعمیم است یعنی عام کردن ہست از حیثیت وصف پس تعیین را در اصل خود آن تعمیم نمی پذیرد. واین منکر ہم ازوست. وتخصیص تعیینی است که عموم را بمقابلہ خود میخواہد واو را زائل نمیکند آن تعیین. وتعریف معرف تاکید ہست. وتعریف منکر مہمل است از آنکه خواست او تعمیم را از رہ اصل است. پس تعارض پیدا می شود در میان تعمیم وتعریف. وتعمیم که اصل از منکر است تعریف را رفع نموده مہمل گرداند. ولیکن تخصیص منکر جائز است بنابر خواہد عموم را.

حد تعریف وتنکیر وتخصیص
ومقصود تعریف معرف
وتخصیص معرفت وتنکیر

م وتخصيص المعرف يشير الى زوال اقتضائه ش اى لا
يقبل التعميم اصلا م عرضا ش تمييز من الزوال اى
بعروض التخصيص م فيقبل التعميم لا اصلا ش تمييز من
الزوال اى لا يشير الى زوال اقتضائه من اصله م وتخصيص المنكر
يشير الى زوال اقتضائه ش اى لا يقبل التعيين اصلا م عرضا
فيقبل التعيين لا اصلا ش شرح المميزين كما تبين م ولا يفرق
فى وجه المقصود من التعريف والتخصيص ولكن فيهما اشارة
الى اقتضائهما وفيهما مطلب آخر هو تعيين فى حد ذات المعرف
وتعميم فى حد وصف المنكر ش ينظر اهل النظر فى محلهما
م ويجوز نفى المنكر المخصص بالوصف عن نفسه ش
اذ نفى الوصف جائز والمنكر المخصص شامل به م

ترجمه: وتخصيص معرف اشارت ميكند سوى زوال خواست او بطور عرض وخواست معرف
آنست كه تعميم را نمى پذيرد و پذيرد و آنرا زوال خواست معرف بعروض تخصيص است كه ازين اشارت
رفته پس تعميم را مى پذيرد اين معرف بطور عرض بسبب تخصيص نه بطور اصل يعنى بسبب تخصيص خواست خود را
از اصل خود منكر داند بلكه بطور عرض بسبب عروض تخصيص كه بدين زوال اشارت ميكند. پس در تخصيص معرف
قبول تعميم عارضى است وعدم قبول تعميم اصلى است. وتخصيص منكر اشاره ميكند سوى زوال
خواست خود بطور عرض. وخواست منكر آنست كه تعيين را نمى پذيرد از روى اصل. واين زوال
خواست منكر بعروض تخصيص است كه ازين اشارت رفته. پس منكر ازين تخصيص تعيين را مى پذيرد
بطور عرض نه بطور اصل يعنى خواست خود را از اصل خود ازين تخصيص زائل نمى گرداند بلكه بطور
عرض بسبب عرض اين بدين زوال اشارت مى كند. پس در تخصيص منكر قبول تعيين عارضى
است وعدم قبول تعيين اصلى. واز تعريف وتخصيص در وجه مقصود فرق كرده نميشود ولكن
در هر دو اشارتے است سوى خواست هر دو. ودرين اشارت مطلبى است ديگر وآن تعيين است در حد ذات
معرف وتعميم است در حد وصف منكر كه در محل هر دو اهل نظر به بينند نه هر كس. ونفى منكر مخصص بوصف
نفس او جائز است از آنكه نفى وصف جائز است ومنكر كه خاص كرده شده بوصف شامل بدو است پس نفى منكر كه مخصص بوصف

لا شئ یجوز نفی المنکر المخصص بالاسم والحرف اذ هما لمعرفۃ بالذات فی ثابت شئ ولا نفی عن نفس ثابت

اصل ١٦ ان معارض الثابت یأوّل بما لا یعارضہ لا الثابت لتقدمہ علی المعارض والا الثابت باطل وکیف بطلانہ۔

اصل ١٧ ان نفیاً بضد ثابت باطل شئ اذ لا یجری نفی بضد ثابت علی ثابت فعدم والعدم لا یحکم فباطل و بتخالفہ شئ ای ثابت ما اول شئ اذ لہ الوجود فیحکم بتاویل بما لا یعارض ثابتاً فلیتأمل فی الضد و التخالف فیصیب ان شاء اللہ تعالیٰ۔ **اصل** ١٨ ان الامر طلب لترتب اثر جائز امکان من ثبوت ذہنی صالح لہ حاصل من ثبوت متقدم خارج معلوم شئ امر و مامور۔

ترجمہ و نفی منکر کہ باسم و حرف مخصص یعنی خاص کردہ شدہ است جائز نیست از انکہ آں ہر دو در ثابت ہیچو معرفہ بالذات اند۔ و نیست نفی از نفس ثابت یعنی از نفس ثابت نفی نباید۔ **اصل** ١٦ ہر آئینہ معارض ثابت تاویل کردہ شود بانچہ کہ آں ثابت را معارض نباشد نہ ثابت تاویل کردہ شود کہ او بر معارض تقدم و پیشی یافتہ است ورنہ ثابت باطل است و بطلان او چگونہ می شود کہ از پیشتر ثابت آمدہ۔

اصل ١٧ ہر آئینہ نفی کہ ضد ثابت است نفیش باطل است از انکہ آں نفی بر ثابت جاری نمی شود پس آں نفی عدم است و عدم حکم کردہ نہ شود پس باطل آمد۔ و نفی کہ بتخالف ثابت است ماؤلی است از انکہ برائے او وجود است پس بتاویل حکم کردہ شود بانچہ کہ ثابت را معارض نباشد۔ پس باید کہ در ضد و تخالف فکر کنی و اگر خواست خدا تعالیٰ است پس برسی

اصل ١٨ ہر آئینہ امر طلب است برائی ترتب اثر جائز امکان یعنی آں اثر کہ مترتب شدنش جائز باشد و در امکان بود۔ از ثبوت ذہنی کہ آں برائے ترتب اثر صلاحیت دارد و آں از ثبوت متقدم حاصل شدہ باشد۔ و ایں ثبوت کہ در خارج متقدم از ثبوت ذہنی است معلوم آمر و مامور باشد +

اصل ١٦ ذکر کیفیۃ معارض الثابت +

اصل ١٧ ذکر کیفیۃ النفی بالضد و التخالف

اصل ١٨ ذکر کیفیۃ الامر

اصل ١٦ کیفیۃ در تاویل معارض ثابت نہ در ثابت بسبب بطلان او۔

اصل ١٧ کیفیۃ نفی بضد و نفی بتخالف و بطلان نفی بضد بسبب عدم اجرای حکم بعدم و اثبات نفی بتخالف و امکان تاویل او بنا بر وجود او و عدم معارضت ثبوت۔

اصل ١٨ کیفیت تعریف امر بعبر [illegible] بسبب وجود دلیل ظاہر و عدم اختیار جواز مامور را امر و تعریف امر بر عین موجود معلوم و بر ممنوع امکان بنا بر طلب و ترتب الیہ [illegible] تشریف خطاب براہ تاویل۔ و امتناع۔ امر برائی مجہول ثبوت متقدم و اینکہ مامور بہ نظر [illegible] است۔ [illegible]

هو ممن هو اهل لطلبه ولا يقصده ولا يجوز اجوازه باختيار
للمامور ولا دليل على استعلاء الطلب وعدم استعلائه
ظاهرًا فيمن هو قاصده تاكيد احتمالا لامكان فقد
القصد لا الطلب فالامر لعين موجود معلوم وللممنوع
امكان طلبا وترتبا لغو وفقدا ايضا ش اى لممنوع
امكان فقد القصد لغو م لكنه قد يأول نشر ايضا
بالخطاب وللمجهول ثبوت متقدم خارج موجودا او
معدوما ممتنع فالمامور به نظري. اصل ان النهي

اصل ذكر كيفية النهي

منع عن ترتب اثر جائز امكان من ثبوت ذهني صالح له

ترجمه پس این امر وطلب از آن کسی است که او برای طلب ترتب اثر اهل است حالانکه
قصدش نداشته باشد. واین امر برای مامور جواز باختیار را جائز نمیدارد یعنی مامور را بعد اجرای امر
اختیار نیست در جواز تعمیل. وبرای استعلاء طلب یعنی برغلبه آن وبر استعلاء نبودن آن از روی ظاهر
دلیلی ثابت نیست پس امر کسیکه طالب ترتب اثر را قاصد است یعنی قصد وآهنگ طلب دارد
این امر تاکید است بران قصد بنا براحتمال برای امکان فقد قصد یعنی تاکید از پی احتمال است که ممکن
است که قصد خود گم کرده از طلب باز ماند لهذا امر درینصورت برای تاکید قصد است نه برای طلب
پس امر برائے عین موجود معلوم وبرای ممنوع امکان که از روی طلب وترتب است یعنی طلب
وترتبش غیر ممکن ومحال باشد امرش لغو است وهم برای ممنوع امکان فقد قصد یعنی امر
بر قاصدے که گم کردن قصدش از وممکن نیست بلکه امکان گم کردگی قصد در وممنوع باشد وآنکش
بران بالحال لیقینی باشد پس امر درینصورت نیز لغو است اگر باشد برای تشریف خطاب تاویل
کرده شود چنانچه ماتن فرموده لاکن آن فقد قصد یعنی گم کردگی آهنگ که ممنوع امکان
باشد از روئے تشریف بخطاب گاهے درو تاویل کرده شود. وامر برائے مجهول ثبوت
متقدم خارج که از روئے موجود باشد یا معدوم ممتنع است یعنی برائے ثبوتیکه در خارج
متقدم است ومجهول آمر وماموره ثبوتش خواه از موجودیش بود یا از معدومیش امرش ممتنع است
پس مامور یعنی آنکه حکم کرده شده نظری است. اصل هر آئینه نهی منع است از ترتیب اثر جائز امکان یعنی آن اثر
که ترتب شدنش جائز باشد ودر امکان بود. از ثبوت ذهنی که برای ترتب اثر صلاحیت داشته باشد

[illegible]

حاصلٍ من ثبوتٍ متقدمٍ خارجٍ معلومٍ ش ناهٍ ومنهيٍ
ھ ممن هو اهل للمنعة ويقصده ولا يجوز الجوز باختيار
المنهي ولا دليل على استعلاء المنع وعدم استعلائه ظاهرا +
فمن هو لا يقصده تنبيه احتمالا لامكان القصد لا المنع
فالنهي عن عين موجودٍ معلومٍ وعن ممنوع امكانٍ منعا وا
ترتبا لغو وقصدا ايضا ش اى ممنوع امكان قصدٍ لغو
ھ لكنه قد يأول تشريفا بالخطاب وعن مجهول ثبوتٍ متقدمٍ
خارجٍ موجودا او معدوما ممتنع فالنهي به نظري + **اصل** — اصل ذکر کیفیۃ الخلاف
ان الخلاف خلافه ش الضمير الى الخلاف اى وجود غير مثله
وليس بضده فيقتضي وجودا غير مثله ھ وليس بعكسه
فيوجدان في محلٍ واحدٍ +

ترجمہ واز ثبوت متقدم حاصل شدہ باشد۔ واین ثبوت کہ در خارج متقدم از ثبوت ذہنی است معلوم ناہی ومنہی باشد یعنی آنکہ منع کنندہ است وآنکہ منع کردہ شدہ است با ودانستہ باشد۔ پس این منع ترتب از ان کسی است کہ او برائے منع آن اہلیت داشتہ باشد درحالیکہ قصدش بدارد۔ واین نہی برا منہی یعنی نہی کردہ شدہ جواز باختیار را جائز نمیدارد یعنی نہی را بعد اجرائے نہی اختیار نیست در جواز تعمیل۔ وبرائے استعلاء منع یعنی بر غلبۂ آن وبر استعلاء نبودن آن از روئے ظاہر دلیلے ثابت نیست۔ پس از ان کسیکہ او منع ترتب اثر را قصد نمیکند این نہی تنبیہ است برائے قصد نکردن بنا بر احتمال برائے امکان قصد یعنی تنبیہ ازین احتمال است کہ ممکن است کہ قصد کند وباز نماند لہذا نہی درین صورت برائے قصد نکردن آگہی است نہ برائے منع است۔ پس نہی از عین موجود معلوم واز ممنوع امکان کہ از روئے منع وترتب است یعنی آنکہ منع وترتبش غیر ممکن ومحال است لغو باشد۔ واز ممنوع امکان قصد یعنی آنکہ قصدش غیر ممکن ومحال است نہی او نیز لغو باشد اگر باشد دران قصد گاہی تاویل کردہ شود چنانچہ ماتن فرمودہ لاکن آن قصد کہ ممنوع امکان است از روئے تشریف بخطاب گاہی او تاویل کردہ شود۔ ونہی از مجہول ثبوت متقدم خارج کہ از راہ موجود باشد یا معدوم ممتنع است یعنی نہی آنکہ در خارج متقدم است ومجہول ناہی ومنہی کہ ثبوتش خواہ از موجودش بود یا از معدومش نہیش ممتنع است۔ پس نہی بآن نظری است + **اصل** ہر آئینہ خلاف خلاف است یعنی وجود دیگر غیر مثل او باشد ای مثلش نباشد۔ وبضدش نباشد پس وجود دیگر خواہد غیر مثل خود۔ واین خلاف کہ خلاف خلاف است عکس خلاف نیست۔ پس این ہر دو خلاف در محل واحد یافتہ شوند

اصل کیفیت [illegible] [illegible]

اصل ذکر کیفیة المعارض بالخلاف

اصـل - ان المعارض بالخلاف يأوّل وبالضد لا ش
يأوّل - هر لان الخلاف يقتضى وجودا غير مثله بمقابلته فيسع
تاويله والضد لا فلا ش اى لا يقتضى وجودا غير مثله
فلا يسع التاويل هر فلزم التساقط +

اصل ذکر کیفیة العکس

اصـل ۲۲ - ان العكس وجود مثله فى العكس +

اصل ۲۳ ذکر کیفیة الوجود الخارج

اصـل ۲۳ ان الوجود الخارج ماهو المصداق لما فى علم
متقدما منه ش اى المصداق متقدما لما فى علم اى الشبه
هو معلوم هر او متاخرا ش اى المصداق متاخرا لما فى علم
اى الشبه هو مصنوع هر حسيا او غيره +

اصل ۲۴ ذکر کیفیة الوجود الذهنی

اصـل ۲۴ ان الوجود الذهنى فى حصوله موقوف على مصداقه
المتقدم فليس مستقلا فى وجوده ولا بمصداق

اصل ۲۱ کیفیة تعارض و اقسام او مع تاویل و عدم تاویل

ترجمه اصل - هر آئینه معارض که بخلاف هست تاویل کرده شود - و معارض که بضد است چنین نیست
یعنی او را تاویل نیست از آنکه خلاف وجود غیر مثل خود بمقابله خود میخواهد پس گنجایش وارد تاویل وجود غیر مثل را
و ضد در مقابله خود وجود غیر مثل خود که ضد او باشد نمیخواهد یعنی ضد ضد را نمیخواهد پس تاویل را گنجایش نه اردو
تساقط لازم آید + اصل ۲۲ هر آئینه عکس وجودی است مثل او در عکس -

اصل ۲۳ کیفیة وجود خارج و اقسام او مصداق متقدم و متاخر و التعریف هر دو مع دلائل

اصل ۲۳ - هر آئینه وجود خارج آنچه که او مصداق باشد متقدم یعنی تصدیق کننده چنین که
که پیش شونده باشد برائے آنچه که در علم است یعنی این وجود خارج مصداق است متقدم
از آنچه که در علم است که او شبه است از آن مصداق که او معلوم متقدم است - یا این وجود
خارج مصداق متاخر باشد حسی یا غیر حسی از آنچه که در علم است که شبه مصداق
متقدم است - و این مصداق که متاخر است مصنوع است از آن شبه که در علم
از مصداق متقدم حاصل آمده پس از و بصنع در آمده مصنوع شد +

اصل ۲۴ کیفیة حصول وجود ذهنی و احتیاج و توقف او بر مصداق متقدم و آنکه او ذهنی وجود ذهنی ثابت یا نیست

اصـل ۲۴ - هر آئینه وجود ذهنی در حصول خود موقوف بر مصداق متقدم خود
است پس در وجود خود مستقل نیست و نه این مصداق است از آنکه مصداق در
وجود خود خارج مستقل باشد +

[illegible]

ولذا يمكن ان يقال ليس للذهني وجود اي وجود مستقل و
ان يقال للذهني وجود اي وجود غير مستقل فان يفهم
كذا فلا نزاع والا فالقولان باطلان وعلم من هذا ان
الذهني في حال معلوميته خارجي لانه مصداق متقدم
لما في علم له ش اي للذهني هو مصداق متقدم اي في علم آخر له
م ولا يحصل الذهني ان كان مصداق متقدم معدوما
لا متاخر **اصل** ۲۵ ان الوجود البديهي ما تحقق وجوده واقعا
حسيا او غيره وان لم يكن غير حسي بديهيا فما اطلق على
انتزاعي منه ش اي قولهم ان البديهي ما يدرك بنفسه
والنظري ما يدرك بدلالة فحسي بديهي وغير حسي نظري فيقول
المجاب ان نظرت في تعريف النظري وجدته بعرض دلالة
وتفكر كما قالوا توقف ادراكه على دلالة وتفكر فقط

اصل ۲۵ ذکر کیفیۃ الوجود البدیہی +

ترجمہ وازیں رو ممکن است کہ گفتہ شود کہ برائے ذہنی وجودی نیست یعنی مستقل نیست و آنکہ گفتہ شود ذہنی را وجودی است یعنی غیر مستقل پس اگر ہمچنیں کہ گفتہ شد فہمیدہ شود در و نزاعی نیست ورنہ پس ہر دو قول باطل اند۔ وازیں دانستہ شد اینکہ ذہنی در حال معلوم شدنِ خود خارجی است ازانکہ ایں ذہنی مصداق متقدم است برائے آنچہ کہ در علم است کہ برائے ذہنی ایں علم آمدہ یعنی ایں علم آخر کہ برائے ذہنی است ازیں علم آخر ذہنی مصداق متقدم واقع شدہ۔ وایں وجود ذہنی حاصل نباید اگر مصداق متقدم معدوم باشد نہ مصداق متاخر یعنی ایں وجود ذہنی برائے حصول شبہ خود موقوف بر مصداقِ متقدم است نہ بر مصداقِ متاخر پس بوجود مصداق متقدم حاصل نباید بلکہ در حصولِ شبہ با و محتاج است لہذا در صورت معدوم شدن معدوم باشد۔ وبرائے مصداق متاخرۃ او را احتیاجی است و نہ بروموقوف است + **اصل** ۲۵ ہر آئینہ وجود بدیہی آنکہ وجودش از روئے واقع بطور حسی یا غیر حسی متحقق آمدہ۔ واگر غیر حسی بدیہی نباشد پس بر وجود انتزاعی کہ از غیر حسی است چہ گفتہ و اطلاق کردہ شود۔ یعنی قولِ آناں اینکہ بدیہی آنست کہ بنفسِ خود ادراک شدہ باشد۔ ونظری آنکہ بدلالت ادراک شود۔ پس حسی بدیہی است وغیر حسی نظری۔ ومیگویدایں حزیں کہ در تعریف نظری اگر تو نظر کنی نظری را بعرض دلالت وتفکر بیابی یعنی موقوف بعارض شدنِ اینہا او را بیابی چنانچہ گفتند کہ ادراکش بر دلالت وتفکر موقوف آمدہ و بس

اصل ۲۵ کیفیۃ بدیہی مع تعریف و تقسیم او واقوال دیگراں کہ نظر او است و نظر براں مع دلائل +

لكن ماهية التي توقف ادراكها على دلالة في تحقق وجودها
واقعةٌ بذاتها كما هي هي وان يحصل نظري اخر كانتزاع من
النظري الاول اي غير حسي وشرط ان نظرها لا يحصل الا ببديهي
على قولهم فما الحكم على الاول ولا يمكن حكم البداهة والنظر
على حقيقة واحدة (استفهامية) فما يحكم على الوجود الانتزاعي من غير
حسي م وان يشترط وجودا واقعا فغير حسي فيه ش
اي داخل في البديهي لوجوده الواقع م اصل ۲۶ ان الوجود
النظري ما هو بانتزاعه في علم ش وحال الانتزاع او صفته اي
ليس بخارج من علم فليس بواقع م حكما عقليا فاذا تحققت
انتزاعيته خارجة من علم فواقعة بوصفها فهو في الحال
ش اي كائنا في حال تحقق انتزاعيته خارجة من علم م بديهي

اصل ۲۵ ذکر کیفیة الوجود النظری
اصل ۲۶ ذکر کیفیة الوجود النظری

ترجمه لیکن ماہیتی که ادراکش متوقف است بر دلالت در تحقق وجود خود آن ماہیت بذات خود
واقع است چنانکه او او است. پس نظری بنا بر توقف ادراکش بر دلالت ہمچو ماہیت وجود واقع
دارد وبذات خود چنانکه او او است واقع بود که تفصیلش در اصل او عنقریب خواہد آمد آنجا نظر کنی. و
اگر نظری دیگر چون انتزاع از نظری اول که غیر حسی است حاصل کرده شود حالانکه بر قول شان شرط است
که نظری حاصل نمی شود مگر به بدیہی پس چه حکم است بر نظری اول که غیر حسی است بنا برین بر قول
شان نظری اول که غیر حسی است بدیہی می شود وغیر حسی ہم ببداہت در آید. وحکم بداہت و
نظر بر حقیقت واحده امکان ندارد پس بر وجود انتزاعی از غیر حسی چه حکم کرده شود. واگر وجود
بدیہی شرط کرده شود از روی وجود واقع پس غیر حسی در او است یعنی بسبب وجود واقع خود در
بدیہی داخل است. اصل ۲۶ ہر آئینه وجود نظری آنکه او با انتزاع خود است از روی حکم عقلی که
آن انتزاع در علم است یعنی خارج از علم نیست پس واقع نیست. وچون انتزاعیتش خارج از
علم متحقق شد پس آن انتزاعیت بوصف خود واقع آمد پس در آن حال او بدیہی است
یعنی بوقت ثبوت وتحقق انتزاعیتش خارج از علم بودنش ثابت بدیہی است.

شرح کیفیة وجود نظری که انتزاعش در علم است [illegible] تعریف بذاته و خارج از علم بدیہی است مع دلائل اثبات انتزاع ونسبته واثبات که [illegible] بوده باشد بطور تحلیل
[illegible] یکه نظری حالت قلیله است وقلیل بداہت است و جمع ہر دو نیابد با ثبوت ادله

هذا التعريف بذاته شئ اعلم ما قال في المتن فاذا تحقق وجود ما هو بانتزاعه خارجاً من علم تواقع بوصفه فهو في الحال بديهي بلي قال ما قال تفيه نكتة اي ما هو بالانتزاع في علم حكما عقليا الى ان يتحقق انتزاعيته خارجة من علم نظري فاذا تحققت خارجة من علم فواعه بوصفها فهو في الحال بديهي لان منشاء الثبوت للنظر هو الانتزاع الحال بين المنتزع والمنتزع منه لا وجود المنتزع المتحقق ولكن لما تحقق فتحقق انتزاعيته خارجة من علم يجعله به بديهيا و كذلك بنسبة وابناء شئ مثلاً ان الملك مفهوم انتزاعي من جهتين من مالك ومملوك فالى ان لا يتحقق خارجاً من علم نظري فاذا تحققت انتزاعيته خارجة من علم فهو في الحال بديهي فهذا مثال للنسبة والانتزاع والابناء كلها في الجهتين ومثلاً ان فعلاً لازما مفهوم انتزاعي من جهة من صفة وذات

ترجمہ این است تعریف وجود نظری که بذاتِ اوست ۔ بدانکه درین تعریف نظری که گفته شد این نگفت که چون وجود یکه او با انتزاع خود خارج از علم متحقق شد پس بوصف خود واقع آمد پس او فی الحال بدیهی است ۔ لیکن گفت آنچه گفت که درو نکته است یعنی آنچه که او با انتزاع است در علم از روی حکم عقلی تا آنکه انتزاعیتش خارج از علم متحقق شود نظری است ۔ و چون خارج از علم متحقق شد پس بوصف خود واقع آمد پس او فی الحال اسے دراں حال بدیهی است از انکه منشاءِ ثبوت بر وصف نظر همو انتزاع است که درمیان منتزع و منتزع منه حال است یعنی فرود آینده ۔ نه وجودِ منتزعِ متحقق ۔ ولیکن چون متحقق و ثابت شد پس ثبوت و تحقق انتزاعیتش خارج از علم متحقق خروج از علم او را بدیهی گرداند ۔ و همچنین است نسبت و ابناء ۔ مثلاً آنکه ملک مفهوم انتزاعی است از جهتین که از مالک و مملوک است پس تا آنکه او خارج از علم متحقق نیاید نظری است و چون انتزاعیتش خارج از علم متحقق شد پس او دراں حال بدیهی است ۔ و این مثال نسبت و انتزاع و ابناء همه یکجا در جهتین باشد ۔ و مثلاً آنکه فعل لازم که مفهوم انتزاعی از جهتی است که از صفت و ذات

قالى ما لا يتحقق بنفسه من منتزع منه خارجا من علم نظرى فاذا تحققت انتزاعيته خارجة من علم فهو فى الحال بديهى فهذا امثال للنسبة والانتزاع والابناء كلها التحليلى فللنظرى حالة قليلة ﮪ فالنظرى قبل البداهة ش اى اذا كان الامر كما قيل فى النظرى والبداهة فالنظرى ثابت قبل البداهة ﮪ فما استجمعهما ش الفاء لجزاء الشرط المحذوف اى اذا كان الامر كذا اى النظرى قبل البداهة - وما للاستفهام للانكار فالحاصل ما من شئ استجمعهما ويمكن ان يكون ما نافية والمستتر الى ما هو بالانتزاع فى علم - هذا اشارة لجواب سوال متوهم من عبارة المتن اى النظرى ما هو بالانتزاع فى علم فاذا تحققت انتزاعيته خارجة من علم فواقعة بوصفها فهو فى الحال بديهى ❊

ترجمه پس تا آنکه او از منتزع منه خارج از علم بنفس خود متحقق نشود نظری است و چون انتزاعیتش خارج از علم ثابت شد و تحقق یافت پس او بهمان وقت بدیهی است - و این مثال است نسبت وانتزاع و ابنا همه را که تحلیلی است پس نظری را حالتی است قلیل - و این نظری چنانکه در نظر و بداهت او گفته شد قبل بداهت است یعنی ثابت هست و چون ثابت شد که نظری پیش از بداهت است فما استجمعهما یعنی پس چیست که هر دو را گرد آورد و مجتمع کرد - این استفهام است انکاری از آنکه درین جمله مذکوره حرف فا جزای شرط محذوف اذا كان الامر كذا است یعنی هرگاه که امر چنین هست - و حرف ما استفهام انکاری - پس حاصل مضمون جمله مذکوره آنکه ما من شئ استجمعهما یعنی چیست از چیز یا چه چیزی است که هر دو را مجتمع ساخت - خلاصه آنکه چون امر چنین است که نظری پیش از بداهت است پس چه چیز است که هر دو را مجتمع ساخت - و ممکن است که در جمله مذکور حرف ما نافیه باشد - و ضمیر مستتر در فعل استجمع راجع بسوی جمله ما هو بالانتزاع فی علم بود یعنی گردنیاورد هر دو را آنچه که او بانتزاع است در علم - پس این عبارت شامل است جواب سوال را که متوهم از عبارت متن است بایں طور که نظری آنکه او انتزاعی است در علم و چون انتزاعیتش خارج از علم تحقق یافت پس بوصف خود واقع آمد پس او بهمان ساعت بدیهی شد

هو اَنِ اسْتَجْمع النظریُ والبداهةُ شئٌ واحدًا ای ما هو بالانتزاع فی علمٍ. فجوابه انما اذا کان النظری قبل البداهۃ فما اسْتَجْمَعُها هو علی الاصل العلمیاتُ بدیهیةٌ فی حدها ؁

اصل [٢٣] - ان تغیر الخارج والذهنی بوصفها مع لحاظ العلم بوجودهما ؁ اصل [٢٤] - ان تغیر البدیهی والنظری بوصفهما بلحاظ وجودهما فقط ولو لا المجهولین ؁

اصل [٢٥] - ان التجدد لا یوجد بوجود الذی وُجِد الا بوجود الذی یتجدد مجازًا لش تمیز من تجدد الذی مصدرٌ لفعله ای تجددًا ومجازًا هو تمثیله باتحادٍ مجازیٍ لا حقیقتًا لش تمیز من تجدد الذی

سادس

ترجمہ اینجا این توہم پیدا آید کہ نظری و بداہت ہر دو جمع آمدہ شی واحد برآمد یعنی نظری و بداہت شی واحد است کہ جمع آورد وآن نیست یعنی آنچہ کہ او با انتزاع است در علم ہرگاہ کہ او در علم آمد نظری نامیدند وچون خارج از علم شد بدیہی گفتند پس شے واحد را باعتبار محل نامش دو گرفتند ورنہ در خارج ہمان آید کہ در علم بود پس جواب ہمین است کہ چون نظری پیش از بداہت ثابت شد فما استجمعہما یعنی نظری وبداہت ہر دو را مضمون اینجملہ آنچہ کہ او با انتزاع است جمع نیاورد از آنکہ نظری پیش از بداہت است واین پیشی وپسی درمیان ہر دو فارق است۔ واین قاعدہ مسلمہ بر بنائی اصل است کہ علمیات در حد خود ہمہ بدیہی ہستند

اصل [٢٣] - ہر آئینہ تغیر خارج و ذہنی بوصف خود ہا بالحاظ علم است بوجود ہر دو یعنی تغیر خارج و ذہنی بوصف ایشان ہر دو است مع لحاظ علم بوجود ہر دو ؁

اصل [٢٤] - ہر آئینہ تغیر بدیہی ونظری بوصف خود ہا بلحاظ وجود ہر دو است فقط اگرچہ ہر دو مجہول باشند یعنی تغیر بدیہی ونظری بوصف ہمین ہر دو است فقط بلحاظ وجود ہر دو اگرچہ مجہول ہر دو باشند ولحاظ علم درین ہر دو درکار نیست ؁

اصل [٢٥] ہر آئینہ تجدد یافتہ نشود بوجودی کہ یافتہ شد مگر بوجودی کہ متجدد میشود از روی تجدد مجازی تمثیل وجودی کہ یافتہ شد بسبب اتحاد مجازی۔ نہ بوجودی کہ از راہ تجدد حقیقی متجدد میشود بلکہ از راہ تجدد حقیقت می باید

[٢٤] اصل ذکر کیفیۃ تغیر البدیہی والنظری۔

[٢٥] اصل ذکر کیفیۃ التجدد

[٢٤] اصل کیفیۃ تغیر بدیہی ونظری کہ ہم بوصف ہستند و در اینہا لحاظ وجود است فقط

[٢٥] اصل کیفیۃ تجدد تمثیل وغیرہ بمطالب دیگر

[illegible]

ای وجودَ الزمانِ الحالِ ٭ مع بقاءِ تشخصٍ حاصلٍ زائدٍ علی الماهیةِ منها ولا هو عینُ نفسِها لانَّ التشخّصَ هو تعیّنٌ معیَّنٌ من غیرِ اعتبارِ عرضٍ بایِّ وجهٍ من زیادةٍ علی الماهیةِ فلا یتجدّد معها او عینیةٍ بالماهیةِ فیتجدّد معها ٭ فالتجدّدُ بمثلٍ فانٍ حقٌّ لا بعودٍ فانٍ عن المحلِ ٭ وان لم یثنِ ای ان لم یکنِ التجدّدُ بمثلٍ فانٍ وهو یستلزم عدمًا سابقًا حقًا وکان عودُ الفانی عن المحلِ ٭ فبقاءُ غیرِ محتاجٍ فی مستقرٍ ثابتٌ المجرورُ متعلقٌ ثابتٍ خبرِ المبتدءِ فجزاءُ الشرطِ ٭ ففی جهةِ الموجودِ شرکُ افعالٍ وفی جهةِ الموجِدِ تعطلٌ وهذا باطلٌ ٭

ترجمہ وجودِ زمانِ حال ازینجا است۔ وآنحالت مع بقاءِ تشخص حاصل کہ از ماہیت است زائد برماہیت ہست۔ ونہ این تشخص عینِ نفسِ ماہیت است یعنی حادث را درمیانِ عدمِ سابق ولاحق کہ برین ہردو بحادث آگہی حاصل آید حالتی است فرارکنندہ کہ گاہی اورا قرار نیست وہمین حالتِ وجودِ زمانِ حال ہست با وجودِ انحالت تشخص او باقی ماند واین تشخص عینِ نفسِ ماہیت نیست بلکہ زائد برماہیت است حالانکہ از ماہیت حاصل است۔ واین تشخص کہ او تعینِ معین است کہ معین از غیرِ اعتبارِ عرضِ ہیچ وجہی آمدہ یعنی تشخص تعینِ معین است حالانکہ آن معین از غیرِ اعتبارِ عرضِ ہیچ وجہے معین آمدہ است ای در تعینِ خود آن معین ہیچ وجہی اعتبارِ عرض ندارد۔ این تشخص یا از زیادت ہست برماہیت پس با ماہیت متجدد نشود یا از عینیت است با ماہیت پس با ماہیت تجدد باید۔ پس تجدد کہ بمثلِ فانی است حق است نہ بعودِ فانی از محل یعنی تجدد بمتجدد کہ ہمچو شئ فانی باشد حق ہست نہ اینکہ تجدد بعودِ شئ فانی باشد یعنی بعد فنا شدنِ شئ فانی عود کرد و تجدد بعودِ فانی شد این لغو است ہرگز راست نباید و حق نباشد۔ واگر این تجدد کہ بمثلِ فانی ہست حق نباشد حالانکہ او عدمِ سابق را مستلزم است و لزومش خواہد بلکہ عودِ فانی باشد از محل یعنی اینکہ از محل فنا شدہ عود کرد پس فانی از محل عود کرد در صورت بقای غیرِ محتاج ثابت و مستقر باشد یعنی در قرارگاہ بقا ثابت آید کہ محتاج بکسی نباشد۔ پس در جہتِ موجود یعنی مخلوق شرکِ افعال پدید آید و در جہتِ موجِد یعنی خالق کہ نو آورندہ مخلوق ہست تعطل واماند یعنی بیکار ماندن و این بقاے غیرِ محتاج در مستقر باطل است

تعریفِ تشخص مع فنائے و بقائے او و اقسامِ او

وحقیقتِ تجدد بمثلِ فانی ونفیِ بعود وبقائی غیرِ محتاج مع دلائلِ بسیطہ

لان التجددَ واقعٌ فی نفس المتجددِ لا من حیثِ انتقالٍ من المکانِ والزمانِ والقیامِ فیہما ولزم البقاءُ غیرُ محتاجٍ لعدمِ التجددِ فی نفسہا ھر و التجدد باطلٌ ش ان تفرض انتقالُ المکانِ والزمانِ والقیامُ فیہما فالتجددُ الذی اِنّما لا یقع الا فی نفس المتجددِ باطلٌ ھر ولیس المحل للمحل ش ولو من مّا قامت به او ما قامت فیه لان المحل متجددٌ ولیس له محلٌ اٰخرُ لقیامِ ما فنیٰ ھر واَنَّ العلمَ بالمعلوم فی حده اِنِ انتقلَ منه فعاد الیه فکیف فی علم المعلوم الذی لا ینفكُّ عنه ولولا الجهلُ فی حدٍ من الانتقالِ الی العود ش و اَنَّ معطوفٌ علی انَّ مجرور اللام علةَ نفیِ عودِ فانیٍ ومن لابتداء الانتقالِ والیٰ لغایةِ العودِ ھر فالدھرُ موجودٌ واقعٌ فی زمانِ حالٍ واقعٍ ش لان التجددَ لا یقع الا فی وجودٍ واقعٍ فی زمانٍ حالٍ

ترجمہ ازانکہ تجدد واقع است بنفس متجدد نہ از حیثیتِ انتقال ازمکان وزمان ونہ از حیثیت قیام دریں ہر دو ہست۔ وبقای غیر محتاج بسبب عدم تجدد در نفسِ ماہیت لازم آید۔ وتجدد باطل شود باینکہ اگر انتقال مکان وزمان وقیام دریں ہر دو فرض کردہ شود پس تجدیدی کہ او جز ایں نیست کہ واقع نشود مگر در نفس متجدد باطل ہست۔ وبرائی محل محل نیست اگرچہ از مَا قامت بہ یا از مَا قامت فیہ باشد ازانکہ ہر آئینہ محل متجدد است وبرائی او محل دیگر نیست بسبب قیامِ ما فنیٰ یعنی محل متجدد را محلے دیگر نیست ازانکہ قیام بچیزے است کہ فانی شد در تجدد خود۔ ایں اول دلیلے از مصنف برائے نفی عودِ فانی از محل۔ وبرائے نفی بقاء محل از محل کہ سابق در شرح عبارت عربی بدو اشارت رفتہ از الفاظ تعلیل نفی عود فانی الخ و در ترجمہ بہندسہ اینجا اورا با تمام رسانید۔
دلیل دوم بطور عطف ازینجا در بیان آورد چنانچہ گفت۔ وازینکہ ہر آئینہ علم بہ معلوم در حد خود ہست اگر ازو منتقل شدہ باز سوی او عود کرد پس چگونہ ایں انتقال وعود ہست در علم معلومی کہ از معلوم انفکاک نمی پزیرد یعنی جدائی نمی یابد اگرچہ در حدے کہ از انتقال تا عود ہست جہل نیست پس ایں دہر است کہ موجود واقع است در زمان حال کہ واقع است وازانکہ تجدد واقع نمی شود مگر در موجود واقع در زمان حال۔

دلیل دوم نفی عود فانی وبقائے غیر محتاج مع وجود دہر باطل برائے دہریہ۔

[illegible]

فالماضي بعدمٍ لاحقٍ به يستلزم فناءً ش الضمير المجرور يرجع الى موجودٍ واقعٍ في زمانٍ حالٍ متعلقٌ لاحقٍ صفةٌ لعدمٍ مجرورٍ متعلقٍ ثابتٌ خبرُ مبتدءٍ و يستلزم فناءً صفةٌ لهما اي للموصوف والصفةِ معًا هـ والمستقبلُ بعدمٍ سابقٍ به يستلزم تجددًا ش تركيبُ الجملةِ كتركيب جملةٍ سابقةٍ عليها هـ فيتحقق الدعوى بالتجددِ ش اي يتحقق الدعوى لوجودِ زمانٍ حالٍ وعدمِ ماضي ومستقبلٍ بالتجدد اي الحادث لانه يستلزم العدمين هـ و ان لم يكن كذا فيشتمل بالدهر الباطل للدهرية في بقاءٍ غيرِ محتاجٍ ولزوم التناسخ في العود ش بعدم العدمين هـ ومن دونه ان فناءَ فاني بنفسه والتجدد بمثله بديهيٌّ ش لما بدركات بدا هتًا فلا يحتاجان بدليل هـ وان نفرض بقائه في محلٍ اخر فالعود فليس عليهما دليلٌ ش اي على بقائه في محلٍ اخر وعود نفسِ الفاني هـ فاعلم الحق ومن قوله تعالى على ما ندّعي

شرح مترجم پس ماضی ثابت است بعدمی که لاحق بموجودی است که در زمانِ حال واقع آمده و لاحق شدنِ این عدم مستلزم فنا است پس آن موجود بعدم لاحق بماضی در آمده و ماضی بعدم لاحق ثابت آمده و مستقبل ثابت است بعدمی که سابق بر وجود است یعنی بموجودی که در زمان حال وقوع بیابد و سبقتِ عدم مستلزم تجدد است پس آن موجود بعدم سابق بمستقبل آمده مستقبل بعدم سابق ثابت آمده - و این دعوی متحقق می شود بتجدد یعنی ثابت می شود این دعوی بنابر وجودِ زمانِ حال و عدم ماضی و مستقبل به تجدد یعنی بحادث از آنکه حادث عدمین را مستلزم شود - و اگر چنین نیست پس بدهر باطل که برای دهریه است شامل خواهد شد در بقائی غیر محتاج و لزوم تناسخ در عود بسبب نبودنِ عدمین - و علاوه ازین اینکه فنای فانی بنفس خود و تجدد بمثل او بدیهی است از آنکه هر دو بطور بداهت ادراک شوند و هر دو بدلیل محتاج نیند - و اگر بقای او در محل دیگر و عود هر دو فرض کنی پس بر هر دو دلیلی نیست یعنی بر بقای او در محل دیگر و عودِ نفسِ فانی - پس بدان حق را که گفته شد و از قول او تعالی است بر آنچه ما دعوی کنیم

بیان وجود در زمانِ ماضی

وجود و ظهور مستقبل

تجدد بمثل بدیهی است و فنای فانی بنفس خود است

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ فَاعْلَمْ اَنَّ النَّسْخَ يتناول بخير منها ومثلها لا ش اى لا يتناول هر التجدد الا يصدق مثلها فقط فبخير منها والقدير ههنا يدفع لبس عجز فى خلق مجدد بالعود ش يتعلق بلبس هر كما قال الله سبحانه اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ط بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ هم يرجع الى مشخصات موجودة بعد فانى وفى لبس اى التباس بالفانى بتجدد مثله ذاتا وعرضا او فى لباس اخر فبل لترقى او هم الى الكفار وفى لبس اى فى شك من خلق جديد اي خلق يوم البعث فبل لاضراب على قول الكفار

تفسیر آیہ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ الخ

ترجمہ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (در سورۂ بقر رکوع ۱۳) یعنی چوں ما آیتے نسخ و موقوف کنیم یا ورا فراموش گردانیم بہتر از و یا مثل وی آریم یا میرسانیم آیا ندانستی کہ ہر آئینہ خدائی برتر بر ہمہ چیز قادر بزرگ ست۔ پس بدانکہ ہر آئینہ لفظ نسخ فرا گیرد و شامل شود بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا را یعنی بہ بہتر از و یا مثل او۔ نہ تجدد کہ فرا نمیگیرد و شامل نمیشود مگر صادق شود فقط مِثْلِهَا را یعنی تجدد بمثل اوست وبس۔ و لفظ بِخَيْرٍ مِّنْهَا و لفظ قَدِيْر اینجا لبس عجز در خلق مجدد بعود را رفع و دور میکند یعنی التباس و شک عجز در خلق مجدد یعنی نو آمده کہ از عود پیدا می شد ازیں ہر دو الفاظ رفع میشود چنانچہ فرمود خدائی سبحانہ (در سورۂ ق رکوع ۱) اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ط بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ یعنی آیا پس ماندہ شدیم بآفرینش اول۔ اینچنین نیست۔ بلکہ ایشاں از آفرینش نو در لبس یعنی شک افتادند۔ اینجا ضمیر هُم سوی مشخصات میگردد کہ بعد فانی موجود آمدہ۔ و مراد از فِيْ لَبْسٍ التباس ست بفانی بسبب تجدد بمثل او کہ از روئے ذات و عرض است۔ یا مراد بہ فِيْ لَبْسٍ فِيْ لِبَاسٍ اٰخَر ہست یعنی در لباس دیگر است و لفظ بَلْ برائے ترقی است۔ حاصل اینکہ ما ماندہ نشدیم از خلق اول بلکہ این مشخصات موجودہ کہ بعد فانی از خلق جدید اند در لباس دیگر اند۔ یا این مشخصات موجودہ بعد فانی اول بسبب تجدد مثل خود در التباس و شک اند بفانی کہ آیا فانی شدہ اند یا نہ۔ یا ضمیر هُم راجع بکفار است۔ و بہ فِيْ لَبْسٍ مراد فِيْ شَكٍّ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ است یعنی خلق یوم البعث۔ و بَلْ برائے اضراب است یعنی روگردانیدن از قول کفار۔ حاصل اینکہ ما ماندہ نشدیم از خلق اول بلکہ کفار در شک و شبہ ماندہ اند از خلق

تفسیر آیہ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ الخ

فاعلم انّ التجدّد حسّيٌ ش كما هو ظاهرٌ مر ونظريٌ باستدلال منع
بقاءِ غيرِ محتاجٍ . فيا ربِّ كيف خلقتني في الخلافِ ش اي في خلاف
هذه المسئلةِ وغيرها مر واني اخافك ش اي في التخالف مر وما
توفيقي الّا بك ش على الحق مر وتوكلتُ عليك لتهديني مر وافتح
لي ابوابَ رحمتِك ش وهي الحق مر وانت خيرُ الفاتحين . وصلّ
وسلّم على محمّدٍ نبيِّ الرحمةِ وعلى انوارهٖ ش يراد بانوارهٖ وجود
الانبياءِ والاولياءِ والملئكةِ حتّى ما فيه نورُه صلعم مر وشفّعه
فينا وترحّمنا به وانت خير الراحمين ۞

اصل ذکر کیفیة الاشتراک ومنعه حقیقیًا ۞

اصل ۳۰ انّ الشرکة تقتضي التغائرَ والاتحادَ فالتغائرُ ظاهرٌ و
الاتحادُ لا يوجد الّا في شيئين مجازًا فاشتراكُ الحقيقتين حقيقيًا
في ماتمتازان ممتنعٌ الّا مجازًا

تجدّد حسّی و نظری

ترجمه پس بدانکه هر آئینه تجدّد حسّی است چنانچه او ظاهر است . و نظری است باستدلال
منع بقائے غیر محتاج یعنی بسبب دلیل آوردن بر منع بقائی که احتیاج غیر ندارد این تجدد نظری است . پس
ای رب من چگونه مرا آفریدی در اخلاف این مسئله وغیر او حالانکه من هر آئینه بتو می ترسم در بین تخالف . و مر

ضمیر در و مصنف ازو

توفیق بر حق نیست مگر بتو . و من بر تو توکل و اعتماد کردم که مرا رهنمائی . پس برائے من درهائ رحمت
خود کشاده کن در واست حق . و حال اینکه تو بهتر کشایندگان است وصلّ وسلّم علی محمّدٍ
نبیّ الرحمة وعلی انوارهٖ ونزول رحمت کن وسلام بفرس بر محمد صلی الله علیه وسلم که نبی رحمت است
و بر انوار او . مراد با نوارش وجود انبیاء و اولیاء و ملائکه هست تا آنکه در و نور او صلعم است و
شفّعه فینا وترحّمنا به وانت خیر الراحمین ۞ و او را درمیان ما شفیع گردان و باو ما را
رحم کن که تو بهتر رحم کنندگان است ۞

اصل کیفیت اشتراک و منع او که حقیقتا است بسبب اقتضاء تغایر و اتحاد هر دو و بنا بر تغایر هر ممتاز اند و بنا بر اتحاد مجازی اشتراک منع دلایل و امثال غیره و ثر باهم متعارض شده تساقط هر دو وهم حقیقت لازم آید پس آب چگونه نار شود ۞

اصل ۳۰ هر آئینه شرکت تغایر و اتحاد هر دو را می خواهد . پس تغایر ظاهر است . و اتحاد یافته
شود مگر مجازاً در دو شے . پس اشتراک حقیقتین حقیقیًا در انچه که هر دو ممتاز کرده شوند ممنوع است
یعنی شریک شدن دو حقیقت دران چیز که آن هر دو حقیقت تمیز کرده و شناخته شوند اندر و
حقیقت منع آمده مگر مجازاً ۞

ش لانهما ان تغايرتا حقيقتًا فالاتحادُ بينهما مجازًا فكيف المتغائرتان
في حدهما يتحدانِ حقيقتًا يا ربِّ الّا مجازًا بوصفٍ جامعٍ م و
حقيقةٌ واحدةٌ لا تقتضي التغائرَ والاتحادَ في حدها فكيف هي دائرةٌ
فيما به الامتيازُ وهو التغايرُ وفي ما به الاتحادُ وهو في شيئين
يا ربِّ وأما اشتراك العارضين فالعارضان اما بقيامٍ حقيقي
واما بقيامٍ مجازي على حقيقةٍ او حقيقتين فبما مُنع اشتراك
الحقيقتين ممتنعٌ الّا مجازًا ومن دونه إنْ يكنِ العارضانِ في
ماهيةٍ قديمةٍ فلزم حدوثُها بتغيرهما عن حدهما فرضًا
باطلًا ش لان الاشتراك يُغيرهما عن حدهما الذي يمتازان
به وهما لا يتغيران م وإنْ يكونا في ماهيةٍ حادثةٍ
فالفناءُ لا يُمهلهما حتى يستحيلا وما ترى مستحيلًا
ش كما في قوله تعالى

ترجمہ از آنکہ آں ہر دو اگر متغائر بحقیقت اند پس اتحاد درمیان ہر دو بطور مجاز است۔ پس ای پروردگار من دو متغایر در حدِ خود ہا از روئے حقیقت چگونہ متحد شوند مگر بطور مجاز بوصفِ جامع متحد آیند۔ و حقیقتِ واحدہ تغایر و اتحاد ہر دو را در حدِ خود نمیخواہد پس ای رب من او در چیزے کہ امتیاز بدو ہست و او تغایر است و در آنچہ کہ اتحاد بدو ہست واین در دو چیز باشد چگونہ دائر شود یعنی این حقیقت واحدہ در تغایر و اتحاد باوصف چنیں امتیاز و تعدد شیئین موجودین چگونہ دائر باشد۔ ولیکن اشتراک عارضین پس این ہر دو عارضان یا بالقیام حقیقی و یا بالقیام مجازی بر حقیقت یا بر حقیقتین عارض شدہ اند۔ پس بآنچہ اشتراک حقیقتین ممنوع است اشتراکِ عارضین ممتنع آمدہ مگر مجازًا۔ و از سوائے او اگر این ہر دو عارض در ماہیت قدیمہ باشند پس بہ تغیر ہر دو از حدِ خود ہا بطور فرضِ باطل حدوثِ ماہیتِ قدیمہ لازم شود از آنکہ اشتراک تغیر میدہد ہر دو عارض را از حدِ آں ہر دو کہ بدو ہر دو ممتاز اند حالانکہ ان ہر دو عارض متغیر نمی شوند۔ و اگر این ہر دو عارض در ماہیتِ حادثہ باشند پس فنا مُہلت نمی دہد آں ہر دو را تا آنکہ استحالہ یابند یعنی ہر دو از حال بگردند و آنچہ تو می بینی مستحیل یعنی گردندہ از حال او متشخص اند بر ماہیت ست۔ چنانچہ در قول او تعالیٰ ہست (در سورۂ مومنون رکوع ۱)

ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا
المضغة عظاماً الآیہ فالقی عصاہ فاذا ھی ثعبان مبین الآیہ
وفی غیرھما ایضاً م ھو التشخص الزائد علی الماھیة ینسخ بغیر مثلہا
وان یبہل نفرضاً باطلاً فبقاؤھا غیر محتاج فالحق ماقیل
ش ای امتناع اشتراک الحقیقتین حقیقتاً فیما تمتازان۔ م و
من ورائہ ان الکلام دائر فی الاشتراک وھو فی المتغایرین من
حقیقتین او عرضین علی حقیقة او حقیقتین فان تعارض
المتغایران للاشتراک فتساقطا ھما مع حقیقة یقومان بہا فیا رب
کیف تبقی حقیقة ساذجة وتصیر ماء نارا افا فتفھموا یا اولی الالباب
ما قیل ش ای ما رد وما اثبت م وقیل استحالة الماء نارا بدیھی
فافھموا ان فناء نفسہ بدیھی ام فنائہ عن المحل واستحالتہ

ترجمہ ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا
المضغة عظاماً الآیہ یعنی باز آفریدیم نطفہ را پارہ خون بستہ پس آفریدیم پارہ خون بستہ را پارہ
گوشت و آفریدیم پارہ گوشت را استخوان تا آخر۔ و دیگر فالقی عصاہ فاذا ھی ثعبان مبین الآیہ
یعنی بیانداخت عصای خود کہ ناگاہ اژدہائی بود ظاہر۔ و ہم در غیر این ہر دو۔ کہ فنا آن تشخص زائد بر ماہیت را
نسخ میکند ونیست میگرداند سوی غیر مثل ماہیت۔ واگر اندروی نفرض باطل فنا مہلت میدہد پس بقائے
ماہیت غیر محتاج است پس حق ہمو است کہ گفتہ شد۔ امتناع اشتراک حقیقتین اندروی حقیقت۔ آنچہ ممتاز اندر دو
داز سوی او آنکہ کلام در اشتراک دایر است و او در متغایرین است از حقیقتین باشند یا از عرضین
بر حقیقت یا بر حقیقتین۔ پس اگر متغایرین برائے اشتراک متعارض آیند پس متساقط شوند ہر دو
وہم حقیقت کہ آن ہر دو بدو قائم اند پس اے رب چگونہ باقی ماند حقیقت ساذجہ و آب آتش
گردد پس اے دانشمندان دریابید آنچہ گفتہ شد یعنی آنچہ رد کردہ و آنچہ اثبات کردہ شد
و گفتہ شد کہ استحالہ آب بسوئے آتش بدیہی است یعنی این بدیہی است کہ آب آتش
گردد۔ پس بفہمید آنکہ فنائے نفس او بدیہی است یا فنائے
او از محل و استحالہ او + +

وعلی القائل ان یاتِ علیھما بدلیلٍ وانّ الظّنّ لا یغنی من الحقّ شیئاً ✣ **اصل ۳۱** - انّ البرزخ فی المتغایرین تغایرھما فھو وصفٌ مانعٌ فی نفسھما لا الثالث بینھما مستجمعٌ بوصفھما والدلیل علیہ لفظاً وجودُ المتغایرین ومعنًا مفھومہٗ وھٰذا برزخ حقیقیٌ ولا یحتاج الیٰ غیرھما للفرق والمعرفۃ وان یکن ثالثًا بینھما مستجمعًا بوصفھما کقولھم فقولھم لا مستجمعَ المتغایرین فی وجہِ التغایر وھو مانعٌ فلا یمکن ان یکون عینَ الاٰخر ش ای التغایر الاٰخر م فلما کان التغایرُ بماھیۃٍ عینھا فلا یمکن عینیتھا بوصفِ التغایر الاٰخر انتھیٰ وان یکن ثالثًا بینھما مستجمعًا بوصفھما علیٰ وجہٍ مجھولٍ بقیامھما الحقیقی بہٖ او المجازی فالوجود مستجمعُ المتغایرین فی نفسہٖ ومتغایرُ المتغایرینِ غیرہٖ فلزم برزخٌ بینھما مستجمعٌ لتغایرھما فکان التسلسلُ والدورُ ✣

ترجمہ - و بر گوینده است اینکہ بر ہر دو دلیلی آرد - وانّ الظّنّ لا یغنی من الحقّ شیئاً (در سورۂ نجم رکوع ۲) یعنی و ہر آئینہ ظن از حق و راستی ہیچ بے نیاز نمیکند ای در ہندی اور اٹکل کام نہ آوے ٹھیک بات میں کچھ - **اصل ۳۱** - ہر آئینہ برزخ و متغایرین تغایر ہر دو متغایرین است و آں تغایر وصفی است مانع کہ در نفس آں ہر دو متغایر است نہ ثالث است درمیانِ ہر دو کہ وصف آں ہر دو را مستجمع یعنی گرد آرندہ باشد - و دلیل بر او از روئی لفظ وجودِ ہر دو متغایر است و از روئی معنی مفہوم او - و ایں برزخ حقیقی است و ایں برائی فرق و معرفت سوئی غیرِ آں ہر دو محتاج نباشد - و اگر ایں برزخ درمیان ہر دو ثالث باشد ہمچو قول شاں مستجمع بوصفِ ہر دو - پس قولِ شاں اینکہ در وجہ تغایر ایں ثالث ہر دو متغایر را مستجمع نیست کہ تغایر مانع است پس ممکن نیست کہ تغایر عین تغایر دیگر باشد - و ہر گاہ کہ تغایر بماہیت عینِ ماہیت باشد پس عینیت او بوصفِ تغایرِ دیگر ممکن نباشد یعنی وصفیکہ ہماں تغایر است چوں عینِ ماہیتِ یکی باشد پس ممکن نباشد کہ عینیتِ ماہیت وصفِ تغایر دیگر باشد ای چوں تغایر عینِ ماہیت باشد پس نشود کہ عینیتِ ماہیت کہ تغایر است وصفِ تغایرِ دیگر گردد انتہیٰ - و اگر ایں برزخ درمیان ہر دو متغایر ثالث است مستجمع بوصفِ ہر دو بر وجہ مجہول بقیامِ حقیقی ہر دو بثالث یا بقیام مجازی - پس ایں ثالث وجودی است کہ مستجمع متغایرین است در نفسِ خود و ہم متغایرِ متغایرین است کہ ہر دو

اصل ۳۱ ذکر کیفیۃ البرزخ

وما هو ثالث بينهما غيرية وفي نفسه ولا غيرية ش لا

فالجملة مع تقديره اي لا غيرة بثالث بينهما غيرية وفي نفسه

على الجملة الاولى م والعجب من ان الثالث بين الاثنين وانما

هو الثاني بين الثلث والا هذا الكلام في برزخ حقيقي وهو المفرق

والبتة وجود بسيط متاخر من المتغايرين ش من من اشارة

الى الانتزاع من المتغايرين ص مستجمع بآثار الطرفين وصف

الحقيقي به او المجازي الذي يحتاج بالحقيقي فهي وصف جامع في

الوجود ش اي هذا الوجود المتاخر في نفسه ش تاكيد في

الوجود ص فرقا ومعرفتا لهما ش اي للفرق والمعرفة للمتغايرين

ص لا هو واقعا بينهما للفصل او الوصل حقيقة فهو برزخ في حد

نفسه تشخصا زائدا اي مستجمع وهذا برزخ مجازي ويحتاج الى

غيره لفرقه ومعرفته وان قيل هو موصل الطرفين او مفرق

حقيقة فيرد ما قيل في الصدر على نفسه وفيه ش اي في

معنى البرزخ المجازي ص برزخ مثالي

ترجمه ونه این وجود ثالث ماند در میان هر دو متغایرین که هر دو غیر این وجود اند و هر دو که مستجمع این وجود اند. و نه غیر او ثالث است در میان هر دو که غیر این وجود اند و در نفس وجود اند. و عجیب است ازین که ثالث در میان دو باشد و حال اینکه جز این نیست که او ثانی است در میان سه. و آگاه باشید که این سخن در برزخ حقیقی است و او مفرق یعنی جدا کننده است. و البته وجود بسیط متاخر یعنی پس آینده که منتزع از متغایرین است مستجمع آثار طرفین است از روی وصف بقیام حقیقی آثار بآن وجود یا بقیام مجازی که محتاج بحقیقی باشد. وآن المد در این وجود متاخر در نفس او وصفی است جامع بنا بر فرق و معرفت برای هر دو متغایر در وجود که واقع در میان هر دو بنا بر فصل و وصل از روی حقیقت. پس این وجود بسیط متاخر مستجمع آثار برزخ است در حد نفس خود از روی تشخص زائد یعنی مستجمع. و این برزخ مجازی است که محتاج سوی غیر است بنا بر فرق آن غیر و معرفت آن. و اگر گفته شود که این برزخ موصل یعنی پیوند دهنده طرفین است یا مفرق یعنی برنده است از روی حقیقت پس آنچه در صدر گفته شد وارد شود بر نفس او. و در معنی برزخ مجازی برزخ مثالی است

وهو علمٌ مستجمعٌ مثالِ الطرفين فالمثالانِ لا يتحدانِ فيما يمتازانِ به الا مجازاً و ش المثال هر الواحد لا يوافقُ لمصداقين متقدمين لعلمٍ الا المصداقِ متقدمٍ ومتاخرٍ لصنعٍ بتوافقٍ مجازيٍ بجامعيةٍ لا حقيقيٍ بمانعيةٍ ولا يساويانِ في حدِ هما و ان كانا ماهيةً واحدةً فلزم الدورُ بانَ الماهيةَ ش الالف واللام للعهد الذهني هر كانت ماخذَ وجودِ الشبه فالشبه ش الالف واللامُ للعهدِ الذهني هر كان ماخذ وجودِ ها ومثالُ الذي لصنعٍ يحتاج الى مثالِ الذي لعلمٍ و في المثالين برزخٌ حقيقيٌ كما ذُكر ولطافةُ المقاصدِ في البحثِ لا يدركُ الا اللطيف

اصل ۳۲ ذکر کیفیۃ المنع۔

اصل ۳۲ ان المنع ليس بخصوصيته على تعميمٍ مسلّمٍ في وجهِ الاشتراكِ لان الممنوع منه فكيف ش اى فكيف المنعُ على المسلّمِ هر الا في وجهٍ غيرِ مشتركٍ ؂

ترجمہ واو علم است مستجمع مثالِ طرفین پس این ہر دو مثال در آنچہ کہ بدو شناختہ شوند ہر دو متحد نشوند مگر مجازاً۔ و این مثال واحد موافق نمیشود برائے ہر دو مصداق کہ برائی علم ہر دو متقدم اند مگر موافق آید برائے مصداق متقدم و متاخر کہ برائی صنع است بتوافقِ مجازی کہ بجامعیت است نہ بتوافقِ حقیقی کہ بامانعیت ہست۔ و ہر دو مصداق متقدم و متاخر در حدِ خود ہا مساوی نباشند و اگر ہر دو مصداق مذکورہ ماہیت واحدہ باشند پس دور لازم آید باینطور کہ این ماہیت معہودِ ذہنی ماخذِ وجودِ شبہ باشد و این شبہ کہ برائی معہودِ ذہنی است ماخذ وجود او باشد۔ و ماخذ مثالی کہ برائے صنع است ہر آئینہ محتاج سوئے مثالی شود کہ برائے علم است و درین ہر دو مثال برزخ حقیقی است چنانچہ مذکور آمد۔ و لطافتِ مقاصدی کہ درین بحث است ادراک نکند مگر لطیف ؂

اصل ۳۲ ہر آئینہ منع نیست بخصوصیتش بر تعمیم مسلّم در وجہِ اشتراک کہ تعمیم مسلّم است بر این مسلّم از خصوصیتش منع نباید از انکہ ممنوع از و ہست کہ مسلّم است یعنی مسلّم آنست کہ منع از و ممنوع است مگر در وجہ مشترک یعنی در وجہیکہ اشتراک نباشد ؂

اصل ۳۲ کیفیت منع بر تعمیم مسلّم از خصوصیتش در وجہ اشتراک نباشد ؂

اصل ۳۳- ان التخصيص بمقابلة تعميم فيفيد المقصود فلا ينفي جواز امر مخصص لغير مخصص له لاشتراكه في عموم ان لم يكن ممتنعا لغيره ش لان الوجه الممنوع لا يشترك في العموم م وان لم يجز فاشتراك العموم باطل ومغايرة مخصص من معممه في وجه التخصيص واجبة والتخصيص لا يزيل اشتراكه الذي في عمومه ولا يعارضه ولا يعتبر عموم ولا خصوص الا في العوارض ش لا في الذات م + اصل ۳۴- ان الاستثناء محصور في وصف وما قام به حقيقة ش هو فاعله م او مجازا ش هو مفعوله م فالوصف وجه الاستثناء وما قام به حقيقة او مجازا مستثنى منه ومستثنى والمتعلقات الزائدة غير الوصف ش الذي حصر الاستثناء فيه م للمستثنى منه

ترجمه- اصل ۳۳ هر آئينه تخصيص ثابت است البته بمقابلهٔ تعميم پس برائے مقصود مفيد آيد- و اين تخصيص نفی نميكند جواز امر مخصص برائے غير مخصص له بسبب اشتراک مخصص در عموم يعنی امری که خاص کرده شده است اين تخصيص جوازش را برائے هر آنکه اورا اين امر خاص نکرده شد نفی نميکند ازين سبب که در عموم مخصص که خاص کرده شده است ازين عموم اشتراک دارد بنا بر اصل خود در تعميم بشرطے که اين امر مخصص برائے غير مخصص له ممتنع نباشد ازانکه وجه ممنوع در عموم مشترک نباشد- و اگر امر مخصص جائز نباشد پس اشتراک عموم باطل است- و از معمم که عام کرده شده است مغايرت مخصص اے خاص کرده شده در وجه تخصيص واجب است- و تخصيص اشتراکی را که در عموم است زائل نميکند و نه اورا معارض باشد- و عموم و خصوص معتبر نباشند مگر در عوارض نه در ذات +

اصل ۳۴ هر آئينه استثناء محصور است در وصف و بانچه قيام وصف باو حقيقی بود و او فاعل او است- يا قيام باو مجازی بود و او مفعول او است- پس اين وصف وجه استثناء است وما قام به حقيقتا يا مجازا يعنی فاعل يا مفعول که قيام وصف باو حقيقی باشد يا مجازی مستثنی منه است و مستثنی و متعلقات زائده غير ازان وصفيکه در وے حصر استثناء است آنهارا برائے مستثنی منه

اصل ۳۳ ذکر کيفيت التخصيص +

اصل ۳۴ ذکر کيفيت الاستثناء

اصل کيفيت تخصيص کہ ثابت است بمقابلهٔ تعميم است نفی جواز امر مخصص برائے غير او نميکند مع دلائل

ذکر کيفيت استثناء مع حصر او و فائده و اقسام او با بعض مسائل و امثال +

والمستثنى شاملٌ لهما الا لوجه الاستثناء فتغاير وجهي الاستثناء بالضد للمعنى المذكور وتغاير المستثنى منه والمستثنى بالخلاف ضروريات وان لم فبطل الاستثناء ناهمل معناه فالاستثناء يفيد الحصر وتحقق لما فيه من اثبات لا من نفي اذ ليس الحصر والتحقيق الا في وجود شئ

مثلاً جاءني زيدٌ العالم

الا عمرو الجاهل

وعكسه

ترجمه: مستثنى هر دو را تعلق دارند لیکن نه با هر دو جهه استثناء یعنی تعلق شامل هر دو نه بر دو جهه استثناء باشد. پس جهه استثناء در فاعل و مفعول و در وصف شامل باشد که قیام وصف بفاعل في الحقيقة باشد و با مفعول بطور مجاز لهذا وجه استثناء وصف آید و مستثنی و مستثنی منه هر دو از فاعل و مفعول. و نه جایز که در جا باشد برای هر دو شامل هر دو باشند نه بر وجه استثناء. پس تغایر وجه استثناء برای معنی مذکور بضد ضروری و تغایر مستثنی منه و مستثنی بخلاف ضروری است یعنی هر دو جمله استثناء متغایر که گر باشند کم دران مغایرت وجه استثناء را یعنی ضد از اول ضروری باشد و مستثنی منه و مستثنی را دریں مغایرت معنی خلاف با هم گر ضروری است. و اگر چنین نباشد که گفته شد در وجه مغایرت بالضد و بالخلاف ضروری پس استثناء باطل شد و معنیش مهمل گردد. و این استثناء برای آنچه که در وی از اثبات است حصر و تحقیق را فائده دهد نه در وی کلمه نفی است زیرا که حصر و تحقیق نیست مگر در موجود. پس استثناء در جمله مثبته حصر کند و او را تحقق گرداند منفی را از آنکه حصر و تحقیق در ثابت موجود آید نه در نفی که او غیر موجود است. مثلاً جاءني زيد العالم الا عمرو الجاهل یعنی زید که عالم است نزد من آمد مگر عمرو که جاهل است نیامد. و عکس او چون ما جاءني عمرو الجاهل الا زيد العالم یعنی عمرو که جاهل است نزد من نیامد مگر زید که عالم است بیامد. و استثناء را در صورت اتصال نسبت مستثنی منه و مستثنی متصل خوانند که مثالش گذشت. و در انفصال و انقطاع فریقین مذکورین منفصل و منقطع چون در انفصال مثلاً جاء في القوم الا حمارا یعنی قوم نزد من آمد الا حمار که در جنسیت قوم و حمار انفصال است که از یک جنس نیند و با هم فصل دارند. و در انقطاع چون لا يملكون الشفاعة الا من اتخذ عند الرحمن عهدا یعنی باختیار ندارند خواستن کسی را مگر باختیار دارد کسی که استوار گرفت از رحمت کننده عالمیان پیمان. که تفصیلش در تفسیر این آیه است. اما چون از غیر یقین ...

اصل ۳۵ ذکر کیفیۃ الاستدراک

اصل ۳۵ إن الاستدراك محصور في وصف وما قام به حقيقةً ش هو فاعله ام او مجازًا ش هو مفعوله ام فالوصف وجه الاستدراك وما قام به حقيقةً او مجازًا مستدركٌ في الجملة الاولى ومستدركٌ منه في الجملة الثانية والمتعلقات الزائدة على الوصف ش الذي حصر الاستدراك فيه ام للمستدرك والمستدرك منه لا لوجه الاستدراك فمقصود الاستدراك الثانيةُ لا الاولى لصراحتها دلالةً عليه ولكن الاستدراك لا يتحقق بغير ذكر الاولى فلذا قيل مستدرك ش تأمل في معنى لفظ المستدرك والمستدرك منه فوضح تغايرُ المأتي فيهما ام فتغاير وجه الاستدراك بالخلاف للمعنى المذكور ضروري

اصل ۱۵۰ کیفیۃ استدراک وحصر و[illegible] واقسام او وفائدہ او بالا والا وغیرہ ومع امثال و دلائل وغیرہ +

ترجمہ۔ اصل ہر آئینہ استدراک محصور است در وصف وبما قام بہ حقیقتاً یعنی بانچہ کہ قیام وصف باو فی الحقیقت است وہمو فاعل وصف است۔ ومجازاً یعنی قیام وصف بطور مجاز بود وہمو مفعول است۔ پس این وصف وجہ استدراک شود۔ وما قام بہ حقیقتاً ومجازاً کہ فاعل ومفعول است چنانچہ معلوم شد در جملۂ اولی مستدرک ودر جملۂ ثانی مستدرک منہ باشد۔ ومتعلقات زائدہ کہ غیر آن وصف اند کہ در وصف حصر استدراک آمدہ برائی مستدرک ومستدرک منہ باشند نہ برائی وجہ استدراک یعنی تعلق شان بہر دو بر وجہ استدراک نباشد۔ پس مقصود استدراک کہ طلب دریافت مقصود ومراد است جملۂ ثانیہ است نہ جملۂ اولی کہ صراحتش دلالت است براو یعنی بر جملۂ ثانی کہ مراد است این دلالت ضرورت طلب دریافت ندارد در انچہ در صورت طلب است قصدش بسوی مقصودیت می برد وآن جملۂ ثانیہ است کہ مطلوب است ومقصود ولیکن بغیر ذکر جملۂ اولی استدراک متحقق نشود پس بنا برین گفتہ شد کہ ما قام بہ در جملۂ اولی مستدرک است کہ قیام استدراک یعنی طلب دریافت از جملۂ اولی بسوی ثانی متحقق شد۔ نیک بنگر در معنی لفظ مستدرک ومستدرک منہ کہ تغایر در بیان ہر دو بوضوح پیوست ونیک بر آمد پس تغایر وجہ استدراک بخلاف این معنی مذکور ضروری است یعنی ہر وجہ استدراک در جملۂ اولی کہ مستدرک ہست گفتہ آید ضروری است کہ متغایر آن در جملۂ ثانی کہ مستدرک منہ است بخلاف معنی مذکور وجہ استدراک مذکور باشد پس این تغایر بخلاف در وجہ استدراک آید ومعنی در ہر دو جملہ ضروری آمد

قوله ان يتغاير المستدرك منه من المستدرك فيذكر وجه الاستدراك والمستدرك والمستدرك منه وجوباً بعدم دلالة عليهم بتغايرهم ش مثلاً جاءني زيدٌ لكن عمرواً ذهب الى خالدٍ ه او لم يتغاير ش المستدرك منه ه فقد يُحذف جوازاً فصاحةً بوجود الدلالة عليه بتوحده ش مثلاً ما جاءني زيدٌ لكن ذهب الى عمروٍ ولكنه ذهب الخ ه وقد يُحذف وجهُ الاستدراك العام ش الذي ما يستقيم المعنى به ه في الجملة المستدركة وجوباً فصاحةً وبلاغةً لتوسعه ش مثلاً ما زيدُ الا عالمٌ ه وان كان تغاير وجه الاستدراك بالضد للمعنى المذكور فله ان لم يتغاير المستدرك منه من المستدرك

ترجمہ پس اورا یا آنکہ مستدرک منہ از مستدرک متغایر باشد و دریں صورت واجب است کہ وجہ استدراک و مستدرک و مستدرک منہ ہر سہ مذکور آیند کہ بسبب مغایرت شاں دلالت بریں ہمہ نماندہ چوں زید نزدم آمد لاکن عمرو سوئے خالد رفت ۔ یا مستدرک منہ متغایر نباشد و دریں صورت جائز است کہ از روئے فصاحت گاہے آں حذف کردہ شود کہ بوجہ یگانگت و توحدش دلالت برو موجود است چوں زید نزدم نیامد لاکن سوئے عمرو رفت ۔ اینجا زید کہ مستدرک منہ است در جملۂ ثانی بوجہ اتحاد محذوف شد ۔ و ہم جائز است کہ ضمیر بجایش آوردہ مذکور گردد چوں زید نزدم نیامد لاکن او سوئے عمرو رفت ۔ و حضرت مصنف ہر دو امثال مذکور را در عبارت شرح کتاب یکجا جمع آوردہ ہمچنیں فرمود مثلاً ما جاءنی زید لکن ذہب الی عمرو ولکنہ ذہب الخ یعنی زید نزدم نیامد ولیکن سوئے عمرو رفت ولیکن او رفت الخ ۔ و گاہے وجہ استدراک کہ عام باشد چنانکہ معنی بدو راست آیند و قیام پذیرند در جملہ مستدرکہ از روئے فصاحت و بلاغت واجب است کہ برای توسیع وجہ استدراک حذف گردد چوں زید نیست مگر عالم اینجا وجہ استدراک در جملۂ اولیٰ مستدرکہ ۔ و در جملۂ ثانی مستدرک منہ ہر دو محذوف است یعنی مستدرک منہ بوجہ توحد ۔ و وجہ استدراک بسبب عموم معنی مستقیم یا دکہ اصلش چنیں است ما زید جاہل الا زید عالم یعنی زید جاہل نیست لیکن زید عالم است ۔ و اینجا در وجہ استدراک تغایر بالخلاف است و مستدرک و مستدرک منہ متحد ۔ و اگر تغایر وجہ استدراک برای معنی مذکور بضد باشد یعنی وجہ استدراک در ہر دو جملہ

[illegible]

ش والا فهو الاستثناء مثلاً جاءني زيدٌ الا عمرواً وما
جاءني زيدٌ الا عمروٌ ص فالاستدراك هملٌ الا لمقصدٍ اخر الذي
يذكر بعد المستدرك منه ففي الحال الا للاستدراك استفادةً
لحصر وتحقيقٍ في جهة الثبوت لا في جهة النفي اذ ليس الحصر
والتحقيق الا في موجودٍ ولم يذكر وجه الاستدراك
بوجود الدلالة عليه بضديته ش مثلاً لا ينفع
سعيهم الا بمشية الله تعالى اي ينفع سعيهم بمشية الله
تعالى ص بخلاف لكن ش لا يستفاد منه الحصر
والتحقيق ص لا يستفاد منه الحصر والتحقيق في الثبوت
المتغاير بالضد من النفي السابق ش اذ الثبوت بعد
النفي بالضد يفيد للحصر والتحقيق مثلاً ما كان
زيدٌ اخا احدٍ منكم ولكن اميرًا وعادلاً - ص

ترجمه در نه پس او استثناء است چون زيد نزد من آمد مگر عمرو - و زيد نزد من نيامد مگر عمرو - و در تثبيت كه وجه
استدراك در جملهٔ ثانی متغاير بضد باشد براى معنى مذكوره كه در جملهٔ اولى است و فرق نيز يعنى مستدرك و مستدرك منه
متغاير بنا بيه بلكه متوحد باشند استدراك مهمل است مگر براى مقصدى ديگر كه آن بعد مستدرك منه ذكر كرده شود
پس در ين حال حرف الا براى استدراك فائده حصر وتحقيق ميدهد در جهت ثبوت نه در جهت نفى از انكه حصر وتحقيق براى
نيست مگر در موجود - و وجه استدراك مذكور نيامد كه از ضديت ش دلالت بر وجود او چون سعى ايشان نفع نميدهد مگر بمشيت
تعالى يعنى كوشش ايشان از مشيت خدا تعالى سود مند شود - اينجا الا بمعنى براى استدراك است از انكه در هر دو جملهٔ
استدراك كه انقطاع و عدم انقطاع است متغاير بالضد - و مستدرك و مستدرك منه كه نتيجه آنهم است متوحد و وجه
استدراك در مستدرك منه غير مذكور بسبب وجود دلالت بنا بر ضديت است - گو اين حصر الا بمعنى استثنا ميخواهد مگر براى
كه بعد مستدرك منه مذكور آمد يعنى مشيت او تعالى استفاده استدراك ميدهد لطيفه حصر وتحقيق در جهت ثبوت نه در نفى
از انكه حصر وتحقيق در موجود ميايد و در غير موجود بنا بر تو سع و نفى حكم بر عدم باطل بخلاف لكن كه از فائده حصر تحقيق
نيايد مگر در ثبوت كه نفى سابق متغاير بضد باشد فائده حصر وتحقيق از و حاصل آيد زيرا كه ثبوت بعد نفى كه بنا بر ضديت است
حصر وتحقيق مفيد چون نيست زيد برادر كسى از شما ليكن امير و عادل است - پس در ين مثال لاكن مفيد حصر وتحقيق
اندر از انكه ثبوت امارت و عدالت زيد كه بعد نفى اخوت زيد كه متغاير بضديت است براى حصر وتحقيق امارت و عدالت زيد است

وان لم يتغاير وجه الاستدراك للمعنى المذكور فمهمل الا استينافًا لمفصلٍ آخر الذى يُذكر ولم يذكر وجه الاستدراك مع وجود الدلالة عليه بعدم التغاير فصاحة جوازًا مثل مثلاً لو شئتُ لضربتكم لكن لاكرامكم ولو شئتُ لضربتكم لاكن اذ فيكم زيدٌ اى ما ضربتكم لاكرامكم واذ فيكم زيدٌ هم

۳۶ اصل در ذکر تغایر المفضل والمفضل علیه

اصل[۳۶] - ان فى المفضَّل والمفضَّل عليه تغايرًا حقيقيًّا واتحادًا مجازيًا مثل كما زيدٌ اعلم من عمروٍ هم وقد يُحذف المفضل عليه للتوسُّع مثل كما الله اكبرُ هم والّا فبطلا +

ترجمه واگرچه استدراک برائے معنی مذکور متغایر نیست پس مهمل است مگر بطور جمله استینافیه یعنی جمله نو برائی مقصد دیگر که ذکر کرده شود - و وجه استدراک درین صورت جائز است که برائے فصاحت نیاید که بسبب متغایر بودن و از مستور شدن دلالت بر وی موجود است چون اگر خواستمی هر آئینه زدمی شمارا لاکن برائی اکرام شما - واگر خواستمی البته زدمی لاکن برائی آنکه زید درمیان شما هست یعنی من شمارا نزدم برائی اکرام شما - و برائی اینکه زید درمیان شما هست - این آخر جمله های مستانفه اند که در هر دو مثال مذکوره بحذف وجه استدراک بنا بر توحدش بالاجمال آمده بودند با وجود تغایر وجه استدراک هر دو جمله مستدرکه را بنا بر استیناف بمقصد آخر رفع اهمالش نموده راست آورد ورنه اهمال ظاهر است

۳۷ اصل در تغایر مفضل و مفضل علیه و اتحاد مجازی و گاهی حذف مفضل علیه

اصل[۳۶] - هر آئینه در مُفضَّل و مُفضَّلٌ علیه یعنی فضیلت داده شده و آنکه بر وی فضیلت داده شود - تغایر حقیقی و اتحاد مجازی است چنانچه زیدٌ اَعلمُ من عمروٍ یعنی زید از عمرو دانا تر است - پس زید و عمرو که اول مفضل و دوم مفضل علیه است تغایر حقیقتًا در و ظاهر است و در جنسیت با یکدیگر اتحاد مجازی است - و گاهی مفضل علیه بنا بر توسع حذف کرده شود چنانچه الله اکبرُ یعنی خدا از همه بزرگتر است - اینجا مفضل علیه محذوف شده توسع آورده - ورنه در عدم تغایر یا توسع البطال هر دو آید یعنی مفضل و مفضل علیه چراکه مفهوم تفضیل که موقوف بر تقابل است از حذفش یکی تقابل نماند و توقف مفهوم تفضیل هر دو و پس نه مفضل باشد نه مفضل علیه - و این درست نه آید مگر در گرفتن توسع در صورت حذف مفضل علیه +

اصل ٣٧ ذکر کیفیة الحصر والتاکید

اصل ٣٧ انّ الحصر هو الحصر المحصور فليس خارج منه شئ
اى ثابتًا من بعض المحصور ـهم فلا يجرى عليه انتقاض
فان استثنى او استدرك او خصص بعض منه فى الكلام
فهو بمعنى جميع لا حصر شئ فالحصر لا يرجع الى المستثنى
والمستدرك والمخصوص ـهم والتاكيد كالحصر فى الحكم +

اصل ٣٨ ذکر کیفیة الربط فی المصدر

اصل ٣٨ ان الربط فى مصدر متعد لا يتحد فى
فاعل ومفعول لانه بقيام حقيقى فى فاعل وبقيام
مجازى فى مفعول اذ هما متغايران بنسبة لهما لكنه
يقتضى الدلالة الى كل واحد منهما به فلا يدرك
كل واحد غيره الا مجازًا والكلام فى الادراك
الذى بالربط المصدرى لا بوجه غيره

اصل ٣٩ ذکر کیفیة الجواز

اصل ٣٩ انّ الجانب الاوّل فى الجواز قوى لانه موجود +

ترجمہ ـ اصل ٣٧ ہر آئینہ حصر او حصر محصور است یعنی گرد آوردن گرد آوردہ شدہ پس
آنکہ خارج حصر است از محصور نیست یعنی از بعض محصور ثابت نیست ـ پس انتقاض بر و جاری نمی شود
یعنی نقض و شکستہ شدن ـ و اگر بعض از محصور در کلام استثنا کردہ شد یا استدراک یا خاص
کردہ شد پس او بمعنی جمع است نہ حصر ـ پس این حصر سوی مستثنی و مستدرک و مخصوص باز نمیگردد ـ و
تاکید در حکم ہمچو حصر است یعنی آنچہ حکم حصر است تاکید را ہمچنین است +

اصل ٣٨ کیفیة ربط کہ در مصدر متعدی در فاعل و مفعول بسبب تغایر ہر دو بقیام حقیقی و مجازی متحد نمیشود

اصل ٣٨ ـ ہر آئینہ ربط در مصدر متعدی در فاعل و مفعول متحد نمی شود از آنکہ او در فاعل
بقیام حقیقی است و در مفعول بقیام مجازی زیرا کہ فاعل و مفعول ہر دو بہ نسبتی کہ برای
ہر دو است متغایر اند یعنی با ہم دگر مغایرت دارند لیکن ربط دلالت را می خواہد
بخود سوئے ہر واحد از ہر دو ـ پس ہر واحد غیر خود را ادراک نمیکند یعنی در نمی یابد
مگر مجازًا ـ و این کلام در ادراک است آنکہ بربط مصدری است نہ بوجہ غیر او +

اصل ٣٩ کیفیة جواز کہ جانب اول قوی است

اصل ٣٩ ـ ہر آئینہ در جواز جانب اول قوی است از آن کہ او
موجود است +

اصل ۳۹ اِنَّ الذات لا تُبحث بنفسها لمفهومیتها بالوجدان علمًا بالضرورت الا بعوارضها فلا تُتبع الا بعوارضها وھکذا العوارض لا تُتبع بنفسها الا بما قامت به لانها لا تقوم الا بماھیۃ والعرض علی العرض ممنوعٌ وان اُقِرَّ ماھیۃٌ فالعرض مفقودٌ وان وُجد فما نقول۔ اصل ۴۰ ان التعمیم لا یقع فی الذات نفسها الا فی اختصاصها بوجوہ جائزۃٍ ش ھی لیست بضروریۃ فیجوز سلبها م او واجبۃٍ ش ھی کانت ضروریۃً فلا یجوز سلبها م

اصل ۴۱ اِنَّ التبیینَ یقع من العوارض لا من الذاتِ فمن عوارضٍ جائزۃ ش ھی لیست بضروریۃ فیجوز سلبها م لرفع الابهام فی وجهٍ مخصوصٍ ومن واجبۃٍ ش ھی کانت ضروریۃً فلا یجوز سلبها م لرفع الجهل عن وجه مخصوصٍ

ترجمہ۔ اصل ۳۹ ہر آئینہ ذات بنفس خود بحث نمیکردہ شود از انکہ مفہومیت یعنی دانستہ شدن و فہمیدن ذات بوجدان ہست بطور علم ضروری از انکہ وجدان بعلم است پس ضروری ہست کہ ذات را بعلم دریابد۔ مگر ذات بحث کردہ شود بعوارض خود۔ پس ذات تتبع کردہ نشود مگر بعوارض خود وہمچنیں عوارض بنفس خود تابع وپیروی نمی شوند مگر بہ ما قامت بہ یعنی بچیزی کہ باو قائم اند از انکہ عوارض قیام نمی باشند مگر بماہیت۔ و ہر آئینہ عرض بر عرض ممنوع است۔ و اگر ماہیت اقرار کردہ شود پس بر عرض مفقود وگم است۔ و اگر یافتہ شود پس آنچیز است کہ ما میگوئیم یعنی ماہیت +

اصل ۴۰ ہر آئینہ تعمیم در ذات واقع نمی شود نفس ذات مگر در اختصاص او بوجوہ جائزہ یعنی تعمیم در ذات نفس ذات واقع نہ گردد مگر این تعمیم در ذات واقع گردد در خاص شدن از وجوہ جائزہ آنکہ نیستند ضروریہ پس سلبش جائز است یا از وجوہ واجبہ آنکہ ضروریہ ہستند پس سلبش جائز نیست +

اصل ۴۱ ہر آئینہ تبیین یعنی بیان کردن از عوارض واقع شود نہ از ذات پس یا واقع شود از عوارض جائزہ آنکہ ضروری نیستند وسلبش جائز باشد این تبیین مذکورہ برائے رفع ابہام یعنی بر داشتن شک وپیچیدگی ہست در وجہ مخصوص ویا از عوارض واجبہ آنکہ ضروری ہستند سلبش جائز نباشد این تبیین از عوارض واجبہ برائے رفع جہل است از وجہ مخصوص

بحث کرد رنگ بوی سیفید بیرنگ +

اصل ۴۰ ذکر کیفیۃ التعمیم

اصل ۴۱ ذکر کیفیۃ التبیین +

اصل ۳۹ کیفیت کہ از خود بنفس خود بحث نیاید مگر بعوارض ہم دلائل

اصل ۴۰ کیفیۃ تعمیم کہ در ذات نفس ذات واقع نگردد مگر اختصاص او بوجوہ جائزہ یا واجبہ بجواز سلب وعدم سلبیت +

اصل ۴۱ کیفیۃ تبیین کہ تبیین از عوارض واقع شود نہ از ذات خواہ از عوارض جائزہ برائے رفع ابہام در وجہ مخصوص یا از واجبہ برائے رفع جہل از وجہ مخصوص و تو حد و تغایر در طرفین من وجہ واجب است و وجہ تو حد مبین الصفت بالکسر +

ووجب التوحد في المبيَّن والمبيِّن من وجه والتغاير من
وجه وهما ظاهران منهما فوجه التوحد مبيَّن +

اصل ۴۲ - انّ التشبيه باضافة لا بحقيقة اذ وجه
التشبيه وصف مانع بحقيقته عن الشركة فالتشبيه
بحقيقته ممتنع +

اصل ۴۴ - انّ مفهوم كلّ ليتعلق باجزائه بمعنى جميعها فمفهوم
كلّ يقتضي مفهوم جزء له ومفهوم جزء يقتضي مفهوم كلّ له وهما
متخالفان في مفهوميهما فلا ينطبق بعضهما على بعضهما وبقطع
نظر عن مفهوميهما لا بحث فيهما فانّ مفهوم كلّ متوقف
على مقابلة مفهوم جزء له ومفهوم جزء على مقابلة مفهوم
كلّ له فان كان ما به مفهوم كلّ موجوداً حقيقياً ضرورياً في حده
وهو واحد حقيقي فكان ما به مفهوم جزء له موجوداً حكمياً

ترجمه - در مبيَّن و مبيِّن يعني بيان كرده شده و بيان كننده توحد يعني وجه واحد ... يعني از وجهي
در مبيَّن و مبيِّن يگانگت مقرره ضروري است . و تغاير من وجه يعني از وجهي جدائگي ضروري است و
هر دو از هر دو ظاهر اند يعني از توحد و تغاير كه از هيچ وجه باشند - پس وجه توحد مبيَّن است يعني
اين وجه از بيان كننده بيرون خبر ده -

اصل ۴۳ هر آئينه تشبيه باضافت يعني به نسبت است نه بحقيقت از انكه وجه تشبيه وصف
مانع است بحقيقت خود يعني اين وصف در حقيقت خود از شركت مانع غير است پس تشبيه
بحقيقت ممتنع است گويا تنها نسبت آن حقيقت از انكه نسبت بدون حقيقت قيام نمي يابد +

اصل ۴۴ هر آئينه مفهوم كل البته متعلق باشد باجزائي خود بمعني همه اجزاء - پس مفهوم كل ...
براي خود - و مفهوم جزء ... مفهوم كل را براي خود حالانكه هر دو در مفهوم خود ...
اند - پس بعضي هر دو بر بعضي هر دو منطبق نمي آيند - و از مفهوم هر دو قطع نظر كرده ...
هر دو ... يعني هر آئينه مفهوم كل متوقف يعني وا استاده است بر مقابله مفهوم جزء كه برا او ...
مفهوم جزء ... بر مقابله مفهوم كل كه برا او هست - پس اگر آنچه كه با مفهوم كل است در حد خود موجود
حقيقي ضروري باشد حالانكه او واحد حقيقي است ...

اصل ۴۲ ذكر كيفية التشبيه

اصل ۴۴ ذكر كيفية مفهوم كل وجزء ...

اصل ۴۳ كيفية آنكه تشبيه به نسبت با ... نه بحقيقت كه وصف مانع بحقيقت خود است +

اصل ۴۴ كيفية مفهوم كل وجزء و تعريف كل
و هر دو بمقابله خود هر دو را ميخواهد و متوقف
با هم گرداند كه چون يكي موجود حقيقي باشد
بمقابله او ديگر موجود حكمي و تعريف
حكمي بيان تخالف هر دو و عدم انطباق
يكي بر ديگري و آنكه كل واحد حقيقي يا حكمي
بمقابله يكديگر مفهوم و ... يكديگر ورنه
هر دو معدوم باطل و مفهوم جزء بمقابله
مثل خود ثابت كه حاصل از افراد است اگر چه مختلف اند بخلاف فرد واحد پس حاصل مفهوم
كل آنكه بر كثيرين مختلفين ... اجزاء ... - و اجزاء بمقابله كل خود
... ديگر ... +

فكان ما به مفهوم جزء له موجودا حكميا شئ اي غير
موجود منفرضا بالوجود ص غير ضروري في حداه تبعا بوجود
ما به مفهوم كل ان لم يكن امكان جواز وجوده ممتنعا
وهو افراد حكمية وان كان ما به مفهوم جزء موجودا
حقيقيا ضروريا في حداه وهو افراد حقيقية فكان ما به
مفهوم كل موجودا حكميا شئ اي غير موجود منفرضا
بالوجود ص غير ضروري في حداه تبعا بوجود ما به مفهوم جزء
ان لم يكن امكان جواز وجوده ممتنعا وهو واحد حكمي فان لم يكن
التبع لامتناع الوجود الحكمي فالتوقف شئ الفاء تفيد معنى العطف
على التبع والجزاء لشرط مقدر اي اذا لم يكن التبع بامتناع الوجود الحكمي
بطل بعضهما فلم يكن التوقف بينهما المتوقف على وجودهما ثم بطل
مفهوم كل وجزء لعدم وجود بعضهما لعدم التبع ولعدم وجودهما لعدم التوقف

ترجمہ پس آنچہ کہ باو مفہوم جزء است برای آنچہ کہ باو مفہوم کل است موجود حکمی غیر ضروری باشد
در حد خود بطور تبع بوجود آنچہ کہ مفہوم کل باو است از آنکہ موجود حکمی تبع باشد موجود حقیقی را۔ اگر امکان جواز
وجود موجود حکمی ممتنع نباشد و آں موجود حکمی افراد حکمیہ است یعنی افراد اند غیر موجودی کہ بوجود فرض
کردہ شدہ اند و اگر آنچہ کہ باو مفہوم جزء است موجود حقیقی ضروری در حد خود باشد حالانکہ افراد حقیقیہ
افراد مفہوم کل۔ پس آنچہ کہ باو مفہوم کل است موجود حکمی باشد یعنی غیر موجودی کہ بوجود فرض کردہ شدہ
کہ غیر ضروری است در حد خود کہ حکمی است۔ بطور تبع بوجود آنچہ کہ مفہوم جزء باو است ॥
اگر امکان جواز وجود او ممتنع نباشد و آں موجود حکمی واحد حکمی است۔ پس اگر بنا بر امتناع وجود حکمی این
تبع کہ یکی را بدیگرے است نباشد بعض ہر دو را باطل گردد پس توقفی کہ متوقف است بر وجود ہر دو
درمیان ہر دو یکی را بدیگری نماند۔ و بدون توقف مفہوم کل و جزء باطل گردد از آنکہ بسبب
عدم تبع۔ وجود بعض ہر دو مفہوم معدوم شود و بسبب عدم توقف وجود ہر دو معدوم
شود۔ یعنی بسبب امتناع وجود حکمی تبع نماند و از آں ہر دو بعض باطل شود پس این توقف کہ درمیان
ہر دو است کہ یکی بر دیگری متوقف است نباشد و بسبب نبودن این توقف وجود ہر دو معدوم شود پس مفہوم کل و جزء

[illegible]

۴۵ اصل در کیفیت مفهوم جنس

اصل ۴۵ انّ مفهومَ جنسٍ ش ثابتٌ م بافرادٍ حقيقيةٍ ش اي لها وجودٌ واقعٌ م متقابلةٍ موصوفةٍ بعينيةٍ منطبقةٍ توصّفًا عارضيًا بوصفٍ بمعنى مصدرٍ جعليٍ او اصليٍ مبنيٍّ عليه بها يكون اتحادٌ مجازيٌ بينها فلا بفردٍ ش اي لا يثبت مفهومُ جنسٍ بفردٍ واحدٍ م فالاتحادُ المجازيُ شرطٌ مثبتٌ لمفهومِ جنسٍ فمغايرتُ مجازيةٌ في افرادٍ مجازيةٍ ش اي ما لها وجودٌ واقعٌ م لا تحقّقُ افراديةً حقيقيةً فبطل مفهومُ جنسٍ حقيقيةً الا مجازًا فافرادُ الوصفِ المفيدةُ بافرادٍ موصوفةٍ به توصّفًا عارضيًا موصوفةٌ توصفًا ذاتيًا جنسٌ ايضًا

ترجمه اصل ۴۵ هر آئینه مفهوم جنس که ثابت است بافراد حقیقیه یعنی افرادے که برای آنها وجود واقع است و آن افراد حقیقیه متقابل یعنی متقابل بهدگر باشند و موصوف بعینیت منطبقه یا غیر منطبقه بطور توصیف عارضی بوصفی باشند یعنی این موصوف شدن افراد بطور عارضی بوصفی باشد که بمعنی مصدر جعلی یا اصلی است که برمبنی بآن افراد حقیقیه اگهی می شود این مفهوم جنس درمیان افراد اتحادی مجازی می باشد پس مفهوم جنس از فرد واحد ثابت نمی شود۔ مراد آنکه مفهوم جنس که ثابت بافراد حقیقیه می باشد یعنی ازاں افراد که وجود آنها واقع باشد نه از فرد واحد او اتحادی است مجازی درمیان همان افراد که آنها باهم تقابل دارند و اینکه بعینیت منطبقه یا غیر منطبقه بطور عارضی وصف شده موصوف بوصفی باشند که بمعنی مصدر جعلی آید یا اصلی که ابنا، و آگهی بران مصدر بافراد حاصل شود۔ پس این اتحاد مجازی شرط مثبت یعنی ثابت کننده آمد برای مفهوم جنس۔ و مغایرت مجازیه در افراد مجازیه یعنی افرادیکه آنهارا وجود واقع نیست افرادیت حقیقیه متحقق و ثابت نکند پس مفهوم جنس حقیقتًا باطل گردد مگر مجازًا۔ و افراد وصفیکه مقید بافرادی است که موصوف بدان وصف ازراه توصف عارضی اند یعنی بطور موصوف شدن عارضی آن افراد وصف مقید که موصوف ازراه توصف ذاتی یعنی بطور وصف شدن ذاتی آنهم از جنس آمدند یعنی چنانکه افراد بوصفی ازراه توصف عارضی موصوف شده مفهوم جنس درمی یابند که گذشت همچنان افراد این وصف مفیده مذکوره ازراه توصف ذاتی بدان موصوف شده نیز جنس می باشند

فمصدر جعلي وما موصوف به جنس على اصل المعنى واللفظ
ومصدر اصلي وما موصوف به جنس على اصل المعنى
لا اللفظ ولذا يقال مصدر اصلي وصفا عاما وفاعل و
مفعول اسما عاما باعتبار الذات وصفة عامة باعتبار
الزمان فالحاصل انما مفهوم جنس ما هو يعم على كثيرين متفقين
من حيث انهم متقابلين فهذا وصفه المانع + اصل ان
مفهوم نوع ما هو يعم على كثيرين متفقين من حيث وصفهم
فهذا وصفه المانع + اصل انما ماهية التي يظهر منها
عارض تعبر بهيولى والعارض بصورة في محاورة قوم
فقط فاني اصرح اي ان كان العارض زائدا على الماهية بقيام
حقيقي بها اصلا لمنشأيتها له وهو صفة ذاتية لها
فليس بحادث منه

ترجمه - پس مصدر جعلی وانچه موصوف است بدو جنس است بر اصل معنی ولفظ - ومصدر اصلی
وانچه بدو موصوف است بر اصل معنی جنس است نه بر لفظ - وبنا برین گفته شود مصدر اصلی بطور
وصف عام یعنی از روی وصف عام است - وفاعل ومفعول باعتبار ذات اسم عام و
باعتبار زمان صفت عام - پس حاصل همین آمد که مفهوم جنس آنکه بر کثیرین متفقین عام
باشد از حیثیت که هر آئینه ایشان مقابل بهمدگر باشند - وهمین وصف اوست مانع +
اصل - هر آئینه مفهوم نوع آن که او عام باشد بر کثیرین متفقین از حیثیت
وصف شان - وهمین است وصف مانع او +
اصل هر آئینه همین است که ماهیتی که ازو عارض ظاهر شود بهیولی تعبیر کرده شود وعارض بصورت
در محاورهٔ قومی فقط - پس البته من تصریح میکنم یعنی اینکه اگر آن عارض زاید بر ماهیت است
بقیام حقیقی آن ماهیت بطور اصل بنا بر آنکه برائے عارض آن ماهیت منشاء
واقع شده واو صفت ذاتیه است برائے ماهیت پس آن
عارض از ماهیت حادث نیست +

اصل ذکر کیفیة مفهوم النوع

اصل ذکر کیفیة الهیولی والصورة

اصل کیفیة هیولی وصورت بمقابلهٔ ماهیت وعارض به نسبت بقیام حقیقی که ثابت بماهیت باشد مع عرض اگر عارض بقیام مجازی است از ماهیت مسلوب است از صفاتهائی مسلوبه بدیهیه نگارشی تواند که اجتماع اضداد لازم آید +

وإن كان زائدًا على صفةٍ ذاتيةٍ بقيامٍ حقيقيٍّ بها أصلًا
لمنشأيتها له فبالماهيةِ عرضًا بواسطةِ الصفةِ الذاتيةِ
فهو حادث منهما ش كما زيدٌ قائمٌ وقاعدٌ فلا تغيرَ صفتهُ ولا
ماهيته الذاتية لكن تغيَّر قيامُه وقعودُه قائمان بقيامٍ حقيقيٍّ
بصفته الذاتية أصلًا لمنشأيتها لهما فبماهيته بواسطةِ
صفتهِ الذاتيةِ عرضًا فهما يحدثان منهما م فما هو بقيامٍ
مجازيٍّ ليس بصورةٍ لها إذ هو ماهيةٌ أو عارضٌ فإن كان
ماهيةً فهي قائمةٌ بنفسها في معناها ش أي ماهيةٍ
لا عارض م وإن كان عارضًا فله محلٌّ قيامه فيقوم
بقيامٍ مجازيٍّ وهو ماهيةٌ قائمةٌ بنفسها في
معناها فهما على نسبةٍ بقيامٍ حقيقيٍّ بينهما في
معنى هيولى وصورةٍ فلا على نسبةٍ بقيامٍ مجازيٍّ

ترجمه واگر آن عارض زائد بر صفتِ ذاتیه است بقیامِ حقیقی بآں صفت بطورِ اصل بنا بر آنکه
برای عارض آں صفت منشاء واقع شده پس این عرض بواسطۂ صفتِ ذاتیه عرض ماہیت
آمده واو حادث است از ہر دو یعنی از ماہیت و صفت ذاتیه او۔ چنانچه زیدٌ قائمٌ و قاعدٌ
است پس درین مثال متغیر نمی شود صفتِ ذاتیه و نه ماہیت زید را ولیکن قیام و قعود او متغیر
شد که ہر دو بقیامِ حقیقی بصفتِ ذاتیه بطورِ اصل قائم اند از انکه این صفتِ ذاتیه برای ہر دو
منشا ظہور و جائے نشو است پس بواسطۂ صفتِ ذاتیه بماہیتش بطورِ عرض قائم اند۔
پس ہر دو قیام و قعود از ہر دو یعنی از ماہیت و صفت ذاتیه حادث می شوند۔ پس آنچه که او
بقیامِ مجازی است نیست صورت برای او یعنی برائے ماہیت از انکه او ماہیت است
یا عارض۔ پس اگر او ماہیت است پس او قائم است بنفسِ خود در معنای خود یعنی در معنی ماہیت
نه عارض۔ واگر او عارض است پس برائے او است محلِ قیام که قائم بقیام مجازی است
و این محل ماہیت است قائم بنفسِ خود در معنای خود۔ پس ہر دو یعنی عارض مع محل که ماہیت است بنا بر
نسبت بقیامِ حقیقی اند که درمیان ہر دو است در معنی ہیولی و صورت و نیستند بنا بر نسبت بقیامِ مجازی که درمیان ہر دو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اصل ذکر کیفیۃ الاضافۃ ۴۹

اصل ۴۹ ان الاضافۃ لا تصح بین عامٍ وخاصٍ وعامین
ولا بین موجودٍ ومعدومٍ ومعدومین الا بین موجودین
خاصین فعلیک تامل فی البیان + اصل ۵۰ انما الدلالۃ
الی مدلولہا قاطعۃ عن غیرہ فمتضمنۃ اخبارٍ محتملٍ تصدیقٍ
ش لا تکذیب م فالتصدیق متضمن لتسلیمٍ فحصل
یقین ش ہو علم بدیہہ ای واقع م فقد یکون
ش تام م علم الیقین باضافۃ الی مفعولٍ وقد
عین الیقین باضافۃ بیانیۃ ش ای نفس الیقین م
وقد حق الیقین باضافۃ الی فاعلٍ للمحصل + اصل ۵۱ الحکم
ہو تعیین شیءٍ یدور بین فاعلٍ ومفعولٍ فحکم تصدیقٍ
باجمالٍ مصدَّقٍ ہو لازم تفصیلٍ وجود واحد فی حدہ
تفصیل مصدَّق فلازم اجمالٍ وجود متکثر فی حدہ

اصل ذکر کیفیۃ الدلالۃ ۵۰

۵۱ اصل ذکر تعیین الحکم

ترجمہ - اصل ۴۹ ہر آئینہ اضافت یعنی نسبت درمیانِ عام وخاص و درمیانِ
دو عام صحت نمی پذیرد و نہ درمیانِ موجود و معدوم و دو معدوم مگر درمیانِ دو موجود
کہ ہر دو خاص باشند۔ پس دریں بیان بر تو تامل لازم است۔
اصل ۵۰ دلالت ہمیں است کہ سوئے مدلولِ خود از غیر او قاطع باشد یعنی بُرندہ۔ پس
این دلالت متضمن باخبار باشد یعنی خبرے از و حاصل آید کہ محتمل تصدیق باشد نہ تکذیب
و تصدیق متضمن تسلیم است پس یقین حاصل آمد کہ او علم بدیہہ است یعنی واقع۔ و این یقین
گاہے علم الیقین باشد باضافت سوئے مفعول یعنی دران حال اضافت علم مصدر سوئے
یقین مفعول بمعنی یقین را دانستن است۔ وگاہے عین الیقین باضافت بیان یعنی
نفس یقین۔ وگاہے حق الیقین باضافت سوئے فاعل برائے حاصل کنندہ یعنی حاصل کنندۂ یقین را
یقین محقق شد۔ اصل ۵۱ حکم او تعیین یعنی مقرر کردن چیزے است کہ دائر باشد درمیان فاعل و
مفعول۔ پس حکم تصدیق مع اجمال مصدَّق کہ آن اجمال تصدیق شدہ لازم تفصیل است در حد خود
وجود واحد است۔ و تفصیل مصدَّق کہ لازم اجمال است این در حد خود وجود متکثر است یعنی بسیار شوندہ

۴۹ اصل کیفیۃ الاضافت وشناخت شان۔

۵۰ اصل کیفیۃ دلالت و تصدیق و تسلیم و یقین و علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین و معنی شان۔

۵۱ اصل کیفیۃ حکم تصدیق و بیان اجمالی و تفصیلی مع اجمال و تفصیل مصدق و وجود واحد و تکثر و توحد و متکثر و عکس او۔

فَبِيْنَ هُنَا تَوَحُّدٌ مَعَ تَكَثُّرٍ وَتَكَثُّرٌ مَعَ تَوَحُّدٍ ش
اي تَوَحُّدُ وجودِ حكمِ تصديقٍ باجمالِ مصدَّقٍ مع تكثّرِ
وجودِ حكمِ تصديقٍ بتفصيلِ مصدَّقٍ وعكسُهُ اي وجودِ
حكمِ تصديقٍ بتفصيلِ مصدَّقٍ مع توحّدِ وجودِ حكمِ
تصديقٍ باجمالِ مصدَّقٍ م فحكمُ تصديقٍ باجمالِ
مصدَّقٍ أهْوَنُ وَانْفَعُ لِلْمُصَدِّقِ ش كما تقول اٰمنتُ
بِاللهِ كما هو باسمائِه وصفاتِه وقبلتُ جميعَ احكامه
م اللّٰهُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى مُحَمَّدٍ رَسُوْلِكَ
حَبِيْبِكَ وعلى اٰلِه كما تُحِبُّه وترضاه وشفّعه فينا وترحّمنا به

ترجمہ پس ازینجا است توحد با تکثر و تکثر با توحد یعنی توحد وجود حکم تصدیق باجمال مصدق مع تکثر وجود حکم تصدیق بتفصیل مصدق و عکس این یعنی تکثر وجود حکم تصدیق بتفصیل مصدق با توحد وجود حکم تصدیق باجمال مصدق - پس حکم تصدیق باجمال مصدق برائے مُصدِّق یعنی تصدیق کنندہ آسان تر و سود مند تر است چنانچہ تو گوئی اٰمنتُ باللهِ کما هو باسمائه و صفاته و قبلتُ جمیعَ احکامه یعنی ایمان آوردم بخدائے برتر چنانکہ او باسمائے خود و صفات خود است و ہمہ احکام او قبول نمودم و پذیرفتم اللّٰهم صلّ وبارک وسلّم دائما ابدا علی محمد رسولک حبیبک وعلی اٰله کما تحبه و ترضاه و شفّعه فینا و ترحّمنا به یعنی اے خدائے من رحمت نازل فرما و برکت بده و سلام رسان ہمیشہ کہ انجامش نباشد بر رسول تو و حبیب تو کہ محمد است صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و بر آل او از انبیاء و اولیاء و ملائکہ تا آنکہ درود بر وی دائر و سائر باشد آنچنان کہ دوست داری تو او را و از و خوشنود شوی و او را درمیان ما شفیع گردان و مغفرت خواہ و بوے ما را رحم فرما و نزول رحمت کن - الحمد للہ ربّ العالمین والصلوٰة والسلام علی سیّد المرسلین خاتم النبیین رحمة للعالمین انیس الغریبین شفیع المذنبین محمّد و آلہ و اصحابہ و اہل بیتہ و اولیائہ جمیع امّتہ و علینا معہم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین - آمین +

ذکر کیفیة توحید اللہ سبحانہ وتعالیٰ عمّا یصفون وشرحہا

ذکر کیفیة توحید اللہ سبحانہ وتعالیٰ عما یصفون وشرحہا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

متن کیفیة توحید

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ٭ اَعْلَمُ القول عمن یدّعی اَنّ الحادث یقتضی قدیماً واحداً احداً متوحداً بضرورةٍ واِن لم یکن فالحادث ممنوعٌ والتوافق ممتنعٌ

ترجمہ ذکر کیفیت توحید خدا کہ پاکیزگی است و برتری از آنچہ کہ وصفش میکنند مع متن و شرح و حاشیہ

ترجمہ بسم اللہ الرحمن الرحیم متن بتفصیل

ستایش کنیم خدائی را و یاری خواہیم از وے۔ و درود خواہیم بر رسول او محمد صلعم و بدو شفاعت خواہیم۔ و بر آل او و یاران او و پیروان او ہا۔ بدانکہ این قول از آن کس است کہ مراد اثبات میکند باینکہ ہر آئینہ حادث بالضرور قدیم واحد احد متوحد را میخواہد۔ ترجمہ

متن درکیفیت توحید بیان شرح صحیح بیانش تبعیہ

پس این حادث ممنوع بود۔ از آنکہ بتخلیق قدیم موصوف وجود گرفتہ پس احتیاجش بالضرور لازمی است و در صورت عدم احتیاج تخلیقش باطل و حدوث حادث ممنوع وہم در صورت نبودن قدیم یا بوجہ لزوم تمانع در ورنا برم حدث او وجود ایجادث نیز منع باشد حالانکہ او موجود و ظاہر بدیہی است پس چگونہ ممنوع شود و لکن قدم و حدث چگونہ آید۔ ناچار باشد کہ این حادث قدیم موصوف بالضرور مقتضی شود و توافق ممتنع است۔ یعنی اگر قدیم واحد متوحد نباشد و بچند شرکای قدیم اتفاق آوردند توافق نمودہ است این توافقش بوجوہ ممتنع آید باینطور کہ آنہمہ باہم موافقت دارند یا مخالفت۔ در صورت موافقت جائز باشد کہ ایشان بنا بر رفع معارضت توافق کردہ اند کہ احتیاج بدو داشتند یا بمعارضت قدرت نداشتند۔ اگر بسبب رفع معارضت محتاج توافق آمدند این لزوم احتیاج قدرت قدیمہ را باطل میکند چون قدرت قدیمہ باطل شد قدم ہم نماند پس توافقش چگونہ بر آید۔ و بنا بر عدم قدرت بر معارضت عجز شان ظاہر است و این عجز قدرت قدیمہ و قدم ہر دو را باطل میکند و از ابطال قدم و قدیم ابطال توافق بیاید۔ و در صورت مخالفت از آنکہ توافق متخالفین در آنچہ ایشان تخالف نمودہ اند بوجہ تخالف شان توافق باہم گر چگونہ بندد لہٰذا در وجہیکہ ایشان تخالف روا داشتہ اند توافق متخالفین ممتنع است۔

پس توافق قدم در ہر دو صورت موافقت و مخالفت ممتنع آمد و قدیم بجز واحد احد متوحد نباید و شرکت و کثرت در وے ممنوع و توافق ممتنع ٭

وبالنفرض الباطل توافقا لا دليل على المتوافقين والمتوحد ليس بمتعدد وانتزاع الحادث بقيامه الحقيقي من قديم يبطله فتثنيته وجمعه بكل الوجوه باطل وانما الله اله واحد سبحانه وتعالى عما يصفون ۞ اللهم صل وسلم على محمد نبي الرحمة وعلى الوارة كما تحبه وترضاه وشفعه فينا وترحمنا به

ترجمہ ۔ و بفرض باطل از روی توافق دلیلے بر متوافقین نیست ۔ از آنکہ در تفسیر نسبتہ قیام خواہ حقیقی باشد یا مجازی اشتراک نیست ۔ و بہ وجودی میان دو نسبتہ برائے قیام خود مشترک باشد وجود برائے وجودے کہ متحقق شد از نسبت دیگر ثابت نمیگردد ۔ و اگر برائے ہر فرد نسبت قیام علیحدہ پنداشتہ خالق ہر فرد جداگانہ فرض کردہ بدین گونہ معارضت باہمی برداشتہ شود دران صورت برائے رفع معارضت جائزہ لزوم احتیاج دائر خواہد شد حالانکہ لزوم احتیاج برائے رفع معارضت مذکورہ بر بطلان قدرت قدیمہ و تقدم و توافق ظاہر و موجود است ۔ و متوحد متعدد نیست کہ بشمار جزو جزو شدن تواند ۔ و انتزاع حادث بقیام حقیقی خود از قدیم بطلان قدیم کند چرا کہ حادث مخلوق کہ در حدین محدود است فانی شئی است پس ہر کہ این فانی قیام حقیقی دارد او ہم بفنائے این سبب قیام حقیقی فنا پذیرد ۔ پس تثنیہ و تجمیع قدیم ہر وجہ باطل شد حالانکہ این یقینی است کہ اللہ الٰہ واحد است از ان اوصاف پاک و برتر است کہ آنان وصف او میکنند ۔ اللّٰهم صل وسلم على محمد نبي الرحمة وعلى الوارة كما تحبه وترضاه وشفعه فينا وترحمنا به ۔ خدایا رحمت نازل کن و سلام بفرست بر محمد کہ نبی رحمت است و بر الواو چنانچہ دوست داری او را و از و خوشنودی و شفیع کن او را در میان ما

و رحم کن ما را باو ۞ ۞ ۞

فشرحہ بسم اللہ الرحمن الرحیم حامدًا و مصلیًا و مسلمًا
اعلموا انما علم توحید قدیم یتوقف علی دلالۃ الحادث بنفسہ
الیہ فقال م ان الحادث ش اعلم ان معرفۃ حدوث
وقدم متوقفۃ بعدمین خ ای عدم سابق وعدم
لاحق ش فالحادث ما ھو بین عدمین و العدم
بالتغیر بدیہی فکیفیۃ خلقہ مجہولۃ والمادۃ لہ معدومۃ
ولا یتجزی بنفسہ ح ای لا ینقسم ش ولا بغیرہ ح ای لا
یترکب ش من بدو وجودہ من عدم ح سابق ش الی
فنائہ الی عدم ح لاحق ش وجوبًا والتجزی بغیرہ لازم
ترکب والترکب یقع فی الاجسام لا فی البسائط

ترجمہ - اکنون شرح او است یعنی ترجمہ شرح مع متن وحاشیہ وغیرہ بتفصیل بزبان پارسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد بجا آوردن حمد و صلوۃ و تسلیم بدانکہ یقینی است کہ دانستن توحید قدیم بر دلالت حادث توقف یافتہ تا حادث بنفس خود جانب قدیم دال نباشد فہم علم توحید محال باشد پس علم حادث مقدم باشد برائے دلالت لہذا حضرت ماتن حادث را مقدم فرمود و گفت ان الحادث یعنی تحقیق این حادث۔ بدانکہ ہر آئینہ معرفت حدوث و قدم متوقف یعنی بازماندہ است بعدمین کہ یکی از ان عدم سابق باشد و دیگرے لاحق۔ پس حادث آنست کہ درمیان عدمین واقع شود۔ و عدم کہ اول و آخر حادث است از تغیر حادث واقعی معلوم می شود کہ ظاہر است۔ و کیفیت آفرینش حادث مجہول است باینکہ ابتدائی خلق حادث از عدم واقع شدہ۔ و مادہ برای او معدوم از آنکہ مادہ سبقت میخواہد و عدم سابق از خلق است پس مادہ در عدم معدوم۔ و ضروری است کہ حادث از ابتدائے آفرینش خود از عدم سابق تا فنائش بعدم لاحق نتواند کہ بنفس خود جزو جزو شود کہ منقسم باشد و نہ بغیرش اجزا پذیرد کہ مرکب باشد۔ زیرا کہ بغیر خود اجزا گرفتن ترکیب را لازم گرداند۔ و ترکیب در اجسام واقع شود نہ در بسائط

توجمہ شرح وحواشی مع ایراد متن بالتفصیل

فثبت الدعوى من جهتٍ والكلام فيهما مطلقاً فان تركّب
لزم موجودان للتركب من قبل ح التركب ش فلا بدو الوجود
التركب ح وكلامنا فى بدوِ الوجودِ ش وان بدا وجودُ
التركب من عدمٍ لزم موجودان سابقان للتركب فى مرتبة
عدمٍ او عدم مرتبةِ عدمٍ وهما باطلان ولزم التركبُ للموجودين
السابقين للتركّب فلزم تسلسلٌ لا ينتهى بنفي الوجودِ من
عدمٍ الذى منه بداية الوجود فالوجودُ ازلىٌ بلا بدايةٍ
فذلك شريكٌ حقيقىٌ فى قدمٍ او هو الا خالق لوجوده
وفنائه وان انتهى بالوجود الذى لا تركّب له حصل انه
لا تجزّى بنفسه ولا بغيره من بدوِ وجودِه من عدمٍ الى فنائه
الى عدمٍ وجوباً مع ان الوجودَ الذى فارغٌ عن عدمٍ ازلىٌ بلا
بدايةٍ لا يتجزّى بنفسه ولا بغيره ❖

ترجمہ اینجا دعوے جہتی از جہاتِ حادث کہ عدم سابق را باشد ثابت گردید حالانکہ کلام در ہردو جہات مطلق آمدہ یعنی ہمیں دعوی برائی جہتِ دیگر حادث کہ عدم لاحق باشد دلیل باشد پس اگر حادث مرکب باشد برائے ترکیب او پیش از ترکیب دو موجود لازم شوند حالانکہ ابتدائے وجود ترکیب را نیامدہ وکلام ما در بدوِ وجود است ۔ و اگر وجودِ ترکیب از عدم پیدا آمدہ و ابتدا شدہ در مرتبۂ عدم نیز برائے ترکیب دو موجودِ سابق لازم آیند یا عدم مرتبۂ عدم لازم شود بنا بر وجودِ ہر دو موجود سابق و این ہر دو امر باطل است چراکہ برائے ترکیبِ ہر دو موجودِ سابق نیز ترکیب لازم شود و تسلسلے لازم آید کہ بنفی کردنِ وجود از عدم کہ بدایتِ وجود از وست منتہی نہ شود ۔ پس این وجود ازلی باشد کہ ابتدائے ندارد ۔ و این شریک حقیقی است در قدم یا وہ او است کہ برائے وجودِ او و فنائے او خالق نیست ۔ و اگر حادث بوجودی کہ برائے او ترکیب نیست آخر شد ہمین برآمد کہ حادث بالضرور بنفسِ خود و نہ بغیرِ خود از ابتدائے وجودِ خود از عدم سابق تا فنایش بعدمِ لاحق جزو جزو نہ شود با آنکہ ہر آئنہ وجودی کہ از عدم فارغ است ازلی ہست کہ بدایت و ابتدا ندارد نیست او نہ بنفسِ خود جزو جزو شود و نہ بغیرِ خود ❖

كيفية تجزي بنفسه وبغيره ✦

فالكلام في تحقيق كيفية تجزي بنفسه وبغيره فانهما في مرتبة تشخص زائد على ماهية لا في مرتبة تشخص ماهية اذ هي سريعة في فنائها كما يفهمان في ذكر كيفية الاصول ثم ذكر كيفية تجدد ش حتى تمهل للتركب ففي حال التركيب ماهية التي في مرتبة بدو وجودها غير متجزية مطلقا لا بنفسه ولا بغيره ش ولوجوده الى غيره محتاج كما قال سبحانه بديع السموات والارض الاية والبديع من يخلق المخلوق من غير مواده كما قال سبحانه ام خلقوا من غير شيء هو عدم اعلم ان الشيء يطلق على ماله وجود فغيره عدم فثبت خالق بوصف مانع وبتوحيده بتخليق من عدم اي من غير مادة

تفسير آيه ام خلقوا الخ مع اختلاف معنى غير شيء

ترجمه: زیں پس سخن است در تحقیق کیفیت تجزی بنفسه و بغیره والبته ایں هر دو در مرتبه تشخصی هستند که زائد بر ماهیت است نه در مرتبه تشخص ماهیت زیراکه ماهیت در فنائی خود چناں سبک سیر است که برای ترکیب مهلت نمی یابد چنانچه در ذکر کیفیت اصول با اصل ذکر کیفیت تجدد مفهوم میشود پس در وقت ترکیب آں ماهیت که در مرتبه بدو وجود خود هست مطلقا غیر متجزی است یعنی جزو جزو پذیر نیست نه بنفس خود و نه بغیرش و برای وجود خود جانب غیرش محتاج زیراکه هر چه از عدم بوجود آید خود نیاید مگر باحتیاج غیر چنانچه فرمود او سبحانه در سورة انعام رکوع ۱۳ بدیع السموات والارض الایه یعنی نو آورنده آسمانها و زمین هست اینجا لفظ ارض بمعنی زمین اسم جنس هم دلالت بر کثرت از سموات میکند اگر جمع آمدے خلاف فصاحت بودے و کلام الہی جل جلاله مبنی بر کمال فصاحت و بلاغت هست و بدیع کسی است که آفریند خلق را بغیر ماده ایش چنانچه فرمود سبحانه در سورة طور رکوع ۲ ام خلقوا من غیر شیء آیا آفریده شدند آنان از غیر شیء که آں عدم است چوں بدانکه شے اطلاق کرده شود و گفته شود بر چیزے که او را وجود باشد پس غیر او عدم باشد اکنوں ثابت شد که بغیر ماده از عدم آفریننده همان خالق است که وصف مانع دارد و متوحد باشد زیراکه از عدم بوجود آوردن سوائے خالق حقیقی دیگرے را محال هست پس چنیں خلق را فاعل مختص و متوحد باید که وصفش بر غیر ممنوع و برای غیر مانع باشد و توحدش توسع را نه خواهد ✦

در بیان کیفیت تجزی بنفسه و بغیره

بمعنی بدیع

تفسیر آیه ام خلقوا الخ مع اختلاف معنی غیر شے و تعریف شے ✦

فاذا لا استبعاد فی خلق جدید بعد صدقت الرسالۃ بتحقیق المقالۃ والعدم
قول راجح عندی من اقوال فی التفسیر الکبیر وغیرہ منظور فیہ عند
التامل فی النظم والدعوی ففی قول من غیر شیء ای من غیر خالق نظر بان
خلقوا یقتضی خالقا بتوسعۃ فکیف الاستفہام من خالقہم المخصوص
بتوحیدہ + وفی قول من غیر شیء ای من غیر مادۃ باستفہام لنفی فی اصلہ
خلقوا من مادۃ نظر بان لا یثبت خالق بوصف مانع لاشتراک خالقین فی
وصف جامع بخلق من مادۃ وان اللہ احسن الخالقین بابداع من غیر مادۃ فکیف
یثبت دعوی حشر ودعوی رسالۃ بتحقیق المقالۃ ام ہم الخالقون بوصف مانع

ترجمہ - والحال ہیچ استبعاد و دشواری در خلق جدید نماندہ بخوبی مفہوم شد کہ خلقت جدید را از عدم آوردن ہمچنین فاعلی را سزد نہ غیرش را - وہم رسالت رسول بتحقیق مقالتش کہ از صدق کلام رسول صادق محقق ہست راست آمد - بایں کہ آں رسول امین است مبین امانت حق را حق نمود و آنکہ خالق را چنیں تخلیق بغیر مادہ مانع الوصف فرمود پس صدق ارسالش رسول صادق را وانماید و دعوی رسالت چنیں کس را شاید - واز اقوال تفسیر کبیر قول عدم بمعنی عدم نزد من راجح وقوی تر است ای نزد شارح رحمۃ اللہ علیہ از آنکہ اقوال دیگر بر متامل در نظم کتاب و ثبوت دعوی منظور فیہ آمدہ کہ خالی از خدشات نمی باشند - چنانچہ در قول من غیر شیء بمعنی من غیر خالق ایں جائے نظر است کہ لفظ خلقوا بوجہ مجہولیت فاعل خالق خود بتوسع بخواہد پس استفہام خالق مخصوص بتوحد خود از خالق آنہا کہ بتوسع اند چگونہ صورت بندد - ودر قول من غیر شیء بمعنی من غیر مادۃ بسبب استفہام کہ برائے نفی است حاصلش خلقوا من مادۃ یا معنی آنکہ آیا پیدا کردہ شدند آناں از غیر مادہ - چونکہ اینجا استفہام برائے نفی آمدہ لہذا حاصل معنی چنیں شد کہ آنہا از مادہ آفریدہ شدند - پس ہمیں جائے نظر است و خدشہ ایں ہست کہ خالق مانع الوصف بسبب اشتراک خالقین در وصف جامع کہ آں از مادہ آفریدن ہست ثابت نگردد - و وصف مانع آنست کہ شرکت غیر را بخود مانع باشد چنانکہ در غیر آں وصف یافتہ نشود - و وصف جامع آنست کہ شرکت غیر را بخود جامع باشد چنانکہ آں وصف در غیر یافتہ شود - لیکن وصف جامع بخلق از مادہ اشتراک خالقین ہست کہ ازیں اشتراک خالق بوصف مانع ثابت نگردد حالانکہ بمقتضائے ان اللہ احسن الخالقین یقینی خدا برتر بوجہ ابداع خود از غیر مادہ نیکوترین آفرینندگان است پس دعوی حشر و دعوی رسالۃ بتحقیق مقالت چنانکہ در تفسیر آیت مذکورہ ما فی البحث مذکور آمدہ چگونہ ثابت گردد و حال اینست کہ آیت مذکورہ باثبات رسالت و حشر استدلال گرفتہ - واثبات حشر یعنی بتحقیق مقالت رسول صادق نیز بدینگونہ برآمد کہ خالق بغیر مادہ از عدم بوجود آورندہ را باز بحشر موجود کردن چہ دشوار گردد - وآں اینست ام ہم الخالقون الخ یا آنہا خالقانند بوصف مانع - یعنی آناں ایں وصف ندارند کہ بغیر مادہ از عدم آفرینند - الحاصل حادث بغیر مادہ خلق شدہ در پیدائش خود محتاج آمدہ لہذا حضرت ان‌فی فرمود -

تعریف وصف جامع ومانع +

م يقتضي ش لاحتياج وجوده ص قديمًا ش اى قديمًا هو ليس بين عدمين فكيفية قدمه مجهولة وازلي بلا بداية وابدي بلا نهاية وليس له موادٌ ولا يحتاج لوجوده الى غيره ولا يتحد به ص واحدًا ش هو يتصف بصفاتٍ لها زائدة على ذاتٍ بغيرها منها لتمايزها بنفسها هنا فكانها تحدث ولا يقابله عددٌ وهو واسطة احداثٍ لفاعليته ح اللام الجارة لعلةٍ والضمير المضاف اليه الى واحدٍ ش لفظًا ح تمييز من الفاعلية اى بناءً على لفظ فاعل الذى يستعمل لحدوثٍ فعلٍ فهذا دليل على معنى كانها تحدث ش ومعنًا ح معطوفه اى بناءً على معنى فاعلِ الذى يحتاج الى شبهِ مفعولٍ

ترجمہ يقتضي قديمًا میخواہد قدیم را۔ یعنی اقتضائی حادث برائی قدیم بنابر احتیاج وجود اوست و قدیم آنست کہ درمیانِ عدمین نباشد پس کیفیتِ قدمِ او مجہول است۔ و ازلی است بی بدایت از انکہ حدِ بدایت ممیز است از عدمِ سابق۔ و ابدی است بی نہایت از انکہ حدِ نہایت ممیز است از عدم لاحق۔ و نیست برائی او مادّہ چہ عدمِ مادہ نتوانند کرد وجودی باشد تا کہ بوجودی نام نہادہ شود حالانکہ او تعالیٰ واجب الوجود است۔ و احتیاج ندارد برکسے وجودِ خود جانبِ غیرِ خود۔ و نہ متحد می شود بغیر خود چہ اتحادِ شیئین ممتنع است تکیف اتحاد الحادث بالقدیم لمنع اجتماع الضدین یعنی اتحاد حادث با قدیم با وجود منع اجتماعِ ضدین چگونہ صورت بندد۔ بنا بر علیہ فرمود واحدًا یعنی آں قدیم کہ مطلوب حادث است واحد است۔ و او موصوف است بصفاتی کہ برائی آنہا بر ذات ازاں صفات زیادت باشد کہ از ذات بغیر دارند چہ غیر بیشتر بتحایز بنفسِ صفات متمایز است پس گویا ایں صفات حدوث یافتہ حالانکہ ایں حدوث زیادت می باشد۔ و نہ او را عدد مقابل باشد یعنی ثانی وغیرہ۔ و او واسطۂ احداث است بنابر فاعلیتِ خود از روئے لفظ و معنی۔ چہ در لفظ لفاعلیتہ لام جارہ برائی علت آمدہ۔ و ضمیر لاحقہ مضاف الیہ راجع برائی واحد۔ و لفظًا کہ در شرح است تمیز از فاعلیت است یعنی صفتِ واحد واسطۂ احداث است بر بنائے لفظِ فاعل کہ مستعمل میشود برائی حدوث فعل پس ایں دلیل است برائی ایں معنے کہ گویا آنہا حادث می شوند۔ و لفظ معنًا معطوف است از لفظًا مذکور یعنی صفتِ واحد واسطۂ احداث است ہم بر بنائے معنے فاعل کہ محتاج جانب شبہ مفعول می شود

وشبهُ الذات لایحصل الا بعوارضها التی هی لاعینها
فواحدیتهٗ هی مصداقٌ منتقدمٌ لحصولِ شبهٍ لصنعٍ من
ذاتٍ بصفاتٍ التی هی لاعینها فتکون واسطة احداثٍ۔
م احدًا ش هو متصف بصفاتٍ التی هی فی واحدیة عینیة
فلا تمیز لها زیادةً علی ذاتٍ بغیریتها منها هنا ولا یقبل تجزیً
فی وجوده ولا هو واسطة احداثٍ للزومه ح اللامُ الجارة
لعلةٍ والضمیرُ المضافُ الیه الی احدٍ ش لفظاح
تمیز من اللزومِ ای بناءً علی لفظِ صفةٍ مشبهةٍ التی
تستعمل للزومِ صفةٍ فهذا دلیلٌ علی لزومِ صفاتٍ
عینیةً فی احدیةٍ لاغیریةً

شبہ ذات بعوارضش آید و مصداق متقدمش واحدیت است و ہمیں واسطہ احداث ہست۔

ترجمہ وشبہ ذات حاصل نمیشود مگر بعوارض او کہ آنہا لاعین او ہست یعنی غیر او ہستند۔ پس واحدیت کہ او
مصداق متقدم است برائے حصول شبہ برای صنعت از ذات بصفات آنکہ او لاعینہا وست یعنی غیر او ست
پس واحدیت بواسطہ احداث باشد۔ حاصل معنی آنکہ واحدیت صفت زائد بر ذات است موصوف بغیریت کہ
تمایزش اینجا بغیر او حاصل است از لفظ صفت کہ زائد است از ذات پس گویا کہ او حادث شدہ۔ وہمین صفت
واسطہ احداث ہست درمیان فاعل ومفعول کہ از روئے لفظ ومعنی بلفظ واحد فاعل ہویدا است چہ لفظ فاعل مستعمل
حدوث فعل میشود و از روئے معنی اینکہ فاعل احتیاج شبہ مفعول میدارد وشبہ ذات بغیر عوارض زائدہ بر ذات حاصل
نمی شود پس واحدیت برائے حصول شبہ صنعت مصداق متقدم خواہد شد و مصداق متقدم برائے صنع واسطہ احداث
است۔ مرتبہ وصفت احدیت چنانچہ فرمود۔ احدًا یعنی آن قدیم ہم احد است۔ واحد آنست کہ موصوف بود
بصفاتیکہ در واحدیت آمد ولاکن اینجا آنکہ عین او ست۔ پس زیادت بر ذات مع غیریت او از اینجا چون واحدیت
شناختہ نمیشود۔ و او در وجود خود تجزی نہ پذیرد تا آنکہ جزو جزو شود۔ و نہ او بنا بر لزوم خود واسطہ احداث
است از روئے لفظ و معنی چہ در لفظ للزومہ لام جارہ برائے علت ہست۔ وضمیر لاحقہ مضاف الیہ راجع جانب احد
و لفظا در شرح تمیز از لزوم یعنی بر بنائے لفظ احد کہ صیغہ صفت مشبہ ہست آنکہ برائے لزوم صفت مستعمل می شود
پس این دلیل است بر لزوم صفات بطور عینیت کہ در احدیت از روئے عین اند و غیریت را دران گنجایش نیست
چون در واحدیت کہ زیادت صفات بر ذات در اینجا غیریت را وانماید ✦

شبہ ذات حاصل نمی شود مگر بعوارض او و مرتبہ واحدیت مصداق متقدم است و ہمین واسطہ احداث است و در احدیت تمایز صفات بنا بر زیادت بر ذات کہ مرتبہ لاعین ہست

رتبہ احدیت نہ واسطہ احداث و نہ در وی تمایز صفات بنا بر لزوم عینیت نہ غیریت

ش ومعناح معطوفه ای بناءً علیٰ معنے احدیۃ فیہا
لیس تمایز صفاتٍ بلزومها بعینیۃٍ فلا یحصل شبہۃ لصنع
من ذاتٍ فلا تکون واسطۃ احداثٍ م متوحدًا ش
هو تلزمه وحدۃ فی وجوده فلیس بمتعددٍ م بضرورۃ
ش متعلق بفعلٍ یقتضی م وان لم یکن ش
الواو حالیۃ فحال من قدیم او للعطف علی الجملۃ
وان شرطیۃ ولم یکن تامۃ والضمیر المستتر
الی قدیمٍ واحدٍ احدٍ متوحدٍ فاعلہ اوناقصۃ
فموجودًا خبره محذوف م فالحادث ممنوع ش
فهذا الحادث بعدم القدیم او بتنازع فیه لعدم وحدتٍ
ممنوع الوجود وانما هو بدیهیّ م والتوافق ممتنع

ترجمہ ولفظ معنا در ینجا معطوف بر لفظا مذکور است که تمیز از لزوم است یعنی بر بنای معنی احدیت که در و تمایز صفات نیست بسبب لزوم صفات که بعینیت است۔ پس برای صنع شبه از ذات حاصل نشود که او خود صفت مشبه بذات است پس واسطۂ احداث نخواهد شد۔ متوحدًا و نیز صفت متوحد قدیم را ضروری واو آنست که وحدت و یکتائی در وجود او لازمی بود پس تعدد در و نگنجد۔ بضرورۃ۔ واین متعلق بفعل یقتضی است که خبر حادث است یعنی تا چار می خواهد۔ از آنکه حادث را بجانب قدیم که واحد احد و متوحد نیست ضرورت احتیاج است۔ وان لم یکن۔ و اگر نبود آں قدیم که واحد و احد و متوحد است یا اگر آں قدیم موجود نیست ینجا واو حالیہ است که از قدیم حال است یا برای عطف بر جملہ۔ وان شرطیہ بنا بر استدلال قدیم از حادث۔ ولم یکن فعل تام که فاعلش ضمیر مستتر است راجع جانب قدیم واحد احد متوحد یا فعل ناقص که موجودًا خبرش محذوف است فالحادث ممنوع پس وجود این حادث ممنوع بود یعنی اگر آں قدیم واحد احد متوحد است نباشد پس وجود این حادث بسبب عدم قدیم یا بوجه تنازع در و یعنی در قدیمین ممتنعین که در احداث حادث بنا بر عدم وحدت لازمی است ممنوع خواهد شد حالانکه حادث بالبداہت ہے یا بالواقعی موجود است۔
والتوافق ممتنع۔ و توافق ممتنع است ۔

متوحد در وجود خود لزوم وحدت دارد

متوحد بوجود خود لزوم وحدت دارد و تعدد را نشاید

ش الواوُ للعطفِ على الجملةِ والتوافقُ اتحادٌ مجازيٌ
فان قيلَ توافقا في خلقِ الحادثِ فكيف امتناعُ وجودِه
قيلَ توافقُ المتخالفَينِ في وجهِ تخالفٍ في ما شيءٍ
ممتنعٌ وتوافقُ المتوافقَينِ في ما شيءٍ بلزومِ احتياجِ رفعِ
معارضةٍ جائزةٍ مبطلُ قدرةٍ قديمةٍ فقدمٍ وان لم
يقدرا لمعارضةٍ عجزُهما ح مبطلُ قدرةٍ قديمةٍ
فقدمٍ ش لاقتضائه عدما سابقا ولاحقا م وبالتفرضِ
الباطلِ توافقا ش الواو كالاولى والتفرضُ ما
يجوّزه العقلُ وقد ما وجدَ فوصفَ بباطلٍ اي لا يجوّزه
العقلُ على ما ذكرَ وتوافقا تمييزٌ للتفرضِ الباطلِ

تعریف توافق واقسامش

ترجمه این واو عطف بر جمله است - وتوافق اتحاد مجازی را گویند - واگر بطور سوال
و دعوی گفته شود که چون هر دو در پیدایش حادث اتفاق نمودند پس امتناع وجودش چگونه خواهد شد
بطور رد و جواب گفته شود که توافق متخالفین بوجه تخالف درآنچه که خواسته شده است ممتنع است
یعنی در وجهیکه ایشان تخالف روا داشته اند توافق متخالفین بوجه مخالفت ممتنع است - و توافق
متوافقین درآنچه که خواسته شده است باطل کننده قدرت قدیمه است از آنچه جائز باشد که معارضت
پیدا شود و برای رفع معارضت احتیاج لازم آید یعنی در وجهیکه ایشان اتفاق نموده اند جائز باشد
که بنا بر احتیاج رفع معارضت که لازم بود این اتفاق ورزیدند - درینصورت بسبب لزوم احتیاج
توافق متوافقین قدرت قدیمه را باطل میکند - چون قدرت قدیمه باطل شد قدم هم کجا باشد پس توافق
چگونه برآید - واگر هر دو معارضت نمی توانند پس عجزشان بطلان قدرت قدیمه و قدم هر دو میکند چه
قدیم آنست که درمیان عدمین نباشد بلکه فارغ از عدمین باشد - واین عجز عدم سابق ولاحق هر دو
میخواهد و ازین بطلان بطلان توافق ظاهر - وبالتفرض الباطل توافقا این واو مثل سابق عطف
بر جمله است - وتفرض آنست که عقل او را جائز دارد وچونکه او یقینا غیر موجود است لهذا بباطل وصف
کرده شد یعنی عقل او را جائز نمی پندارد چنانکه مذکور شد - بعده توافقا را از فرض باطل
تمیز آورده یعنی هر چند نزد عقل چنانچه مذکور شد توافق جائز نیست وایشان بفرض باطل
خود با وجود بطلان توافق جائز دارند *

توافق متوافقین متخالفین

تعریف تفرض مع باطل

م لا دليل على المتوافقين ش لأن ليس اشتراك في نفس نسبة قيام ولو حقيقتاً او مجازاً وليس الوجود مشتركاً في النسبتين لقيامه ولا يتحقق وجود او وجود محقق من نسبة اخرى وان تفرض خالق فرداً لكل فرد وهم لا يعارضون في خلق على وجه مفارقة نسبة قيام فاحتياج رفع معارضة ظاهر ولا دليل على المتوافقين الا على واحد - م والمتوحد ليس بمتعدد ش الواو كالاولى والجواب عن التثليث اى المتوحد لا يقبل التجزي عدداً واعلم ان وحدتا في كثرت وعكسها فمعناها اما ان وحدتا في نفس كثرت اى في نفس كثرت وعكسها ح اى ان كثرتا في نفس وحدت ش فباطل واما ان وحدتا في كثرت اى في نفس كل فرد من الافراد تقتضيهم فحق لا عكسها

اشتراک در نفس نسبۃ قیام نیابد و خود در نسبتین برائے قیام مشترک نیابد و نہ وجود برائے وجودے ثابت شود کہ بہ نسبت دیگر ثابت آمدہ۔

تحقیق نفی وجود اشتراک در نسبت...

ترجمہ لا دلیل علی المتوافقین۔ دلیلے بر متوافقین نیست از آنکہ در نفس نسبت قیام خواہ حقیقتاً باشد یا مجازاً اشتراک نیست ورنہ وجودی میان دو نسبتہ برائی قیام خود مشترک باشد ونہ وجودی برائے وجودی کہ متحقق شد از نسبت دیگر ثابت گردد۔ واگر فرض کردہ شود کہ برائی ہر فرد خالق علیحدہ ہست والیشان باہم دگر در آفرینش معارض نیند چراکہ بنسبت قیام ہر فرد جدا گانہ آمدہ در انحال احتیاج رفع معارضت ظاہر چنانچہ بر بطلان قدرت قدیمہ و قدم و توافق از لزوم احتیاج رفع معارضت مذکور شد پس بر متوافقین ہیچ دلیلے دانستہ نشود مگر بر واحد و این فرض واقعی باطل است ہیچ نوع پسندیدگی و پذیرائی را نشاید۔ والمتوحد لیس بمتعدد۔ ومتوحد متعدد نیست۔ این واو ہم بنا بر عطف بر جملہ است۔ واین جملہ جواب از تثلیث ہست یعنی متوحد بطور عدد جز و جز و نمی شود و بتجزی نمی پذیرد۔ وبدانکہ ہر آئینہ وحدت در کثرت و کثرت در وحدت پس مراد از آن یا وحدت در نفس کثرت و کثرت در نفس وحدت است وآن باطل است۔ ویا مراد از وحدت در کثرت اینکہ وحدت در نفس ہر فرد از افراد ہست کہ کثرت آنہا را میخواہد پس حق است نہ عکس او۔

اشتراک در نفس نسبۃ قیام نیست۔ ونہ در نسبتین برائے قیام وجود مشترک باشد ونہ وجود برائی وجودی ثابت گردد کہ بہ نسبت ثابت آمدہ۔

تحقیق معنی وحدت در کثرت وعکس آن۔

[illegible]

[illegible]

تحقیق معنی مثل

وَاعلم اَنَّ المثلَ یقتضی اتحادًا وتغایرًا ولکن التغایر حقیقیٌ والاتحاد مجازیٌ فان فقدَ احدُ الوجہین بطلَ المثلُ فقیدٌ واکّد بغیٍ وصفہٖ لاَنَّ الاتحادَ اقویٰ فی وجہ التثنیۃِ والجمع لانہ وجہُ تشبیہٍ فی المثل وھو مقصودٌ والضمیرُ فیہما الی القدیم ھو وَاِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۚ

ش الواوُ حالیۃٌ عن مقولۃِ القول اوکالاولیٰ فما ثبت بعد الردِّ بالتحقیق انّما اللّٰہ الخ ھو سُبحانہٗ وتعالیٰ عمّا یصفون

ترکیب لفظ سبحانہ

ش ھذا تخفیفُ الکلام علی سبیلِ المحاورۃِ ای سبّحتہ سُبحانًا والواو حالیۃٌ والجملۃُ الفعلیۃُ حالٌ عن ضمیرٍ لاحقٍ فی سبحانہ وضمیرٌ مستترٌ فی یصفونَ عامٌ الی معہودٍ ذھنیٍ۔

اللّٰھمّ صلّ وسلّم علٰی محمّدٍ نبیّ الرحمۃ وعلی الوارۃ کما تحبّہ وترضاہ وشفّعہ فینا وترحمنا بہ۔

ترجمہ لہٰذا بدانکہ مثل اتحاد وتغایر را می خواہد لیکن باید کہ تغایر حقیقی باشد واتحاد مجازی۔ پس اگر یکی ازیں دو وجہ فقدان یابد مثل باطل گردد پس قید وتاکید وصف ہمثل ازیں سبب آمدکہ وصف اتحاد در وجہ تثنیہ وجمع قوی تر است زیراکہ در مثل ہمیں وجہ تشبیہ واقع شد وہمیں مقصود است۔ وضمیر در تثنیہ وجمع جانب قدیم است۔ وَاِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ۔ حالانکہ ایں یقینی است کہ اللہ الٰہ واحد است۔ ایں واو حالیہ است از مقولۂ قول یا مثل سابق عطف است۔ پس انچہ ثابت شد بعد رد بتحقیق ہمیں است کہ اللہ ہست الٰہ واحد ومعبود یکتا وکسی دیگر معبودیت وپرستش را نہ سزد۔ سُبحانہٗ وتعالیٰ عمّا یصفون یادکی ستودم او را چنانکہ پاک ہست حالانکہ او برتر است از انچہ کہ وصف میکنند در توصیفش یا انچہ مشرکان وصف میکنند بوصف محدود۔ ایں تخفیف کلام در سُبحانہٗ بر سبیل محاورہ است کہ از سبّحتہٗ سُبحانًا آمدہ۔ زیں پس واو حالیہ است کہ بعدش جملہ فعلیہ حال واقع شدہ از ضمیر لاحقہ کہ در سُبحانہٗ آمدہ۔ وضمیر مستتر در یصفون عام است کہ سوئی معہود ذہنی است۔ اللّٰھمّ صلّ وسلّم علٰی محمّدٍ نبیّ الرحمۃ وعلی الوارۃ کما تحبّہ وترضاہ وشفّعہ فینا وترحمنا بہ۔ ترجمہ اے پروردگار

ذکر کیفیة منع جواز نفس تصور مفهوم الواجب کلیا

ذکر کیفیة منع جواز نفس تصور مفهوم الواجب کلیاً +

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمد الله ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی آله واصحابه واتباعه اجمعین اللهم قیل جواز نفس تصور مفهوم الواجب کلیاً فجاء لك شريك ولا اله الا انت وحدك يا ايه المستفهم ان المفهوم هو المصداق والتصور يتبعه

تحقیق مفهوم کل و جزو همین مصداق است -

ترجمه - بیان کیفیت آنکه منع است جائز داشتن نفس تصور مفهوم واجب را کلی یعنی آنکه از واجب تعالی فهم کرده شود پس این مفهوم نفس تصور او را در فهم خود کلی پنداشتن. و آنرا جائز شمردن منع است ++

بیان آنکه نفس تصور مفهوم واجب را کلی جائز شمردن منع است +

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد بیکیم خدا را وازو مدد میخواهیم - و درود میفرستیم بر رسول او که نام پاکش محمد است صلی الله تعالی علیه وسلم وشفاعت میخواهیم ازو - و بر آل و اصحاب و پیروان او تمام را باد - خداوندا گفته شد که "نفس تصور مفهوم واجب را کلی پنداشتن جائز است" پس بدین قول ترا شریک جائز آمد حالانکه نیست معبود بجز تو و یکتائی ترا است - ای مستفهم البته آنکه مفهوم است همو مصداق است و تصور او را تابع بود ف چراکه تصور که محاکی و مابغ است وجودی است ذهنی غیر مستقل که برائے حصول شبه صنع مصداق و متقدم او را ضروری است که وجودی باشد خارج مفهوم و معلوم و آن پیش از وجود ذهنی یعنی از تصور ما که از آن شئے معلوم که مصداق متقدم است شبه گرفته شود برائے صنع مصنوع که مصداق متاخر باشد پس تصور واسطه و سبب شود در میان مصداق متقدم معلوم و متاخر مصنوع - بدینوجه تصور بذاته مقصود نیست مگر از برائے سبب و واسطه پس لامحاله غیر مستقل خواهد شد و هرچه غیر مستقل است وجوب را نشاید - و چونکه در حصول شبه برائے صنع او را مصداق متقدم ضروری است احتیاج حصول شبه بدو دارد و تبع او بمصداق لازم است - و ازین احتیاج و تبع واجب منزه است +

بیان حقیقت تصور و مصداق او -

تحقیق مفہوم کل و جزء و ہمیں مصداق است۔

وَاِنَّ مفهومَ كلٍّ متوقّفٌ على مفهومِ جزءٍ له فان كان ما به مفهومُ كلٍّ موجودًا حقيقيًا ضروريًا في حدِّه وهو واحدٌ حقيقيٌّ فكان ما به مفهومُ جزءٍ له موجودًا حكميًا غيرَ ضروريٍّ في حدِّه تبعًا بوجودِ ما به مفهومُ كلٍّ اِن لم يكُن امكانُ جوازِ وجودِه ممتنعًا وهو افرادٌ حكميةٌ ومفهومُ جزءٍ لا يتحقّقُ الّا بمقابلةِ مثلِه وهو جزءٌ فلا يحصلُ الّا بافرادٍ

بیان تحقیق مفہوم کل و جزء و حقیقی و حکمی بودن وجود افراد و غیرہ الخ

ترجمہ والبتہ اینکہ مفہوم کل متوقف است بر مفہوم جزو کہ برائے کل است۔ پس آں چیز کہ بدو مفہوم کل است اگر حقیقتاً موجود باشد کہ ضروری است در حد خود۔ و او واحد حقیقی است۔ پس آنچیز کہ بدو مفہوم جزو است برائی او حکماً موجود شود کہ غیر ضروری است در حد خود بسبب تبع وجود آں چیز کہ بدو مفہوم کل است بشرطیکہ امکان جواز وجودش ممتنع نباشد۔ و آو افراد حکمی است۔ ف از اینجا معلوم شد کہ مفہوم کل بے مفہوم جزء نتواں داشت چراکہ فہم ہر واحد بدیگری متوقف آمد۔ اگر یکی موجود حقیقی باشد دیگری برای فہم آں بنابر توقف فہم یکی بدیگری تبعاً موجود حکمی خواہد شد یعنی وجود فرضی پنداشتہ نہ موجود اصلی۔ و آنچہ موجود حقیقی باشد در حد خود ضروری باشد کہ ہمیں واحد حقیقی است۔ و آنچہ موجود حکمی باشد در حد خود غیر ضروری باشد چراکہ آں بر تبع موجود حقیقی ضروری بنابر توقف فہم فرضاً پنداشتہ آمد لہذا بطور حکم افراد فرض کردہ شود پس آں افراد حکمی باشد۔ بشرطیکہ امکان جواز وجودش ممتنع نباشد چہ بسبب امتناع وجود افراد حکمی مفہوم تبع بر نیاید۔ واز نبودن تبع مفہوم وجود یکی ازاں ہر دو یعنی کل و جزء حاصل نہ شود۔ چوں یکی ازاں ہر دو معدوم بود عدم توقف لاحق شود حالانکہ فہم ہر یکے ازاں بدیگری متوقف بود پس لامحالہ عدم ہر دو پیدا آید واز ایں صورت مفہوم کل و جزء باطل گردد یعنی از عدم تبع و عدم وجود یکی ازاں ہر دو و از عدم توقف عدم وجود ہر دو الحاصل مفہوم کل و جزء ہر دو باطل شود۔ دیگر آنکہ مفہوم جزء بغیر مقابلہ مثلش کہ آں ہم جزء باشد متحقق نشود وایں مفہوم حاصل نباید مگر بافراد۔ ف زیراکہ جزء را بمفہوم خود اگرچہ احتیاج مفہوم کلی است الا بغیرش بغیر مقابلہ جزء دیگر کہ مثلش باشد ثابت نشود پس لامحالہ افراد را خواہد و بغیر تحقق افراد مفہوم جزء حاصل نگردد۔ و چونکہ مفہوم یکی ازاں ہر دو بدیگری متوقف است پس در وجہیکہ آنچہ از و جزء مفہوم میشود چوں موجود حقیقی باشد مفہوم کل وجود حکمی گیرد و علی ہذا عکس آں بنابریں ہر یکے را ازاں ہر دو در ذہنی وجود حکمی حاصل است۔ و از توقف یکے بدیگرے افراد ہم متحقق است +

جزء بمقابل مثل خود می خواہد و مقتضی افراد

وَاَفرادُ الواجبِ ممتنعۃٌ بانّ معرفۃَ الواجبِ بدلالۃِ الحدوثِ
فَاِن کانَ افرادُ الواجبِ فَاِن توافقوا فی ارادتِہم لاحداثٍ فبطلت
قدرۃٌ قدیمۃٌ عنہم لاحتیاجٍ برفعِ معارضۃٍ جائزۃٍ توافقًا
ش مفعولٌ لہ لرفعٍ مر فالوجوبُ ش ای فبطل الوجوبُ
ببطلانِ القدرتِ مر واِن لم یقدِرُوا علیٰ معارضۃٍ فَلِعجزٍ
ش متعلق ببطل ای فبطل الوجوبُ لعجزٍ مر لاقتضائہِ عدمًا
سابقًا ولاحقًا وَاِن تخالفوا فکانَ وجودُ الحادثِ ممنوعًا
بتنازعٍ واِنّما الحادثُ بدیھیٌ۔

بیان آنکہ واجب را افراد ممتنع است

ترجمہ و واجب را افراد ممتنع است۔ باینکہ معرفتِ واجب بدلالتِ حدوثِ است۔ کہ مصنوع بصانع گواہ است۔ پس اگر واجب را افراد باشند۔ و آنہمہ افراد برائی احداثِ حادث یعنی برائی خلق مخلوق۔ اگر در ارادہائی خود ہا اتفاق نمودہ اند و بضرورتِ احتیاجِ رفعِ معارضتِ جائزہ بنا بر موافقت پس قدرتِ قدیمہ از ہا باطل شد ف زیراکہ جائز باشد کہ درمیانِ آن افرادِ متوافقہ واجب معارضت و نزاع پیدا آید و بغرضِ رفعِ این معارضت و نزاع احتیاج یکی بدیگری لازمی است تا اتفاق ماند کہ بدین ضرورت اتفاق نمودہ اند پس جائیکہ بضرورت و احتیاج باشد قدرت کجا ماند چہ جائیکہ قدرتِ قدیمہ۔ چون قدرت نماند وجوب ہم برفت تا آنکہ بطلانِ وجوب ببطلانِ قدرت ظاہر است لہذا واجب را افراد لنسر ز بجز وحدت و یکتائی۔ و اگر آن افرادِ واجب باہم گر بر معارضت و نزاع قدرت ندارند پس بسبب عجزِ شان کہ او سابق و لاحق عدم را میخواہد وجوبِ شان باطل شد۔ چہ نقیضِ این قدرت عجز خیزد۔ و عجز بہ تنگی خود محدود۔ و ہر محدود باول و آخر منتہی است۔ و ہر محدود نہایت را از اول و آخر عدم پیدا۔ و ہرچہ بین العدمین است حادث ہست و ہر حادث ممکن باشد نہ واجب پس بسبب عجز و عدمِ قدرت وجوب باطل شد لہذا وجوب را افراد نباید کہ وجوب را یکتائی سزا است و زیبا۔ و اگر آن افرادِ واجب باہم مخالفت نمودہ اند پس وجودِ حادث بسبب نزاعِ باہمی ممنوع بود حالانکہ وجودِ حادث ہمین موجود بدیہی است ف چونکہ نزاع و مخالفت ہمہ گرفتار و فساد گیر و چراکہ یکی آن خواہد و دیگری نپسندد و از خواہشِ خود ہر یکی بدیگری مانع آید پس از این منع و نزاع و خلاف وجودِ حادث صورت نہ بندد و فساد پذیرد پس وجودِ حادث ممنوع بود حالانکہ حادث موجود بدیہی است کہ ہر کس علانیہ بیند و میداند و از کسی پوشیدہ نیست۔ پس این وجود کہ ممکن است دلیلی است بر واجب و آن یکتا باشد تا فساد در وجودِ حادث نیاید کہ انکار بداہت گردد و آن خلافِ عقل و نقل خواہد شد چنانچہ از قول لاحقِ ماتن ہویدا است ✦

فلا تثبت دلالة الهم الاعلى واحد كما قال سبحانه
في سورة الانبياء ركوع ٢ ولو كان فيهما آلهة الا
الله لفسدتا . فبامتناع وجود الافراد حقيقتاً وحكماً الذي
حصلت به الاجزاء فالتوقف ش الفاء يفيد للعطف
على الاجزاء والجزاء لشرط مقدر اي اذا حصلت به
الاجزاء فحصل التوقف الذي لمفهوم كل على
مفهوم جزء له ولعكسه ح اي لمفهوم جزء على مفهوم كل
له مرتبط مفهوم كل وجزء .

ترجمه - پس برای افرادِ واجب دلالت ثابت نمی شود (بسبب امتناع وجودِ حادث) مگر بر واجبِ واحد
چنانچه فرمود سبحانه که در سوره انبیاء از رکوع دوم است - ولو كان فيهما آلهة الا الله لفسدتا یعنی
واگر بودی درین هر دو معبودان کثیر بجز ذاتِ الله معبود یکتا برباد شدندی هر دو ف یعنی بسبب کثرت افراد واجب آسمان
وزمین هر دو از نزاع ومخالفتِ بعد گر فساد پذیرفتی واز فساد و بربادی هر دو وهر چه در واست واز معدومی مخلوق
حادثِ ممکن بر واجب دلیلی نماندی و دلالت ثابت نشدی - حالانکه هر دو آسمان وزمین وهرچه در وست بداهتاً
وصراحتاً موجود است و دلیل و دلالت بر واجب وصانع پیدا وظاهر - پس معلوم شد که خالق وصانع اینهمه
که واجب است موجود است واو بجز ذات واحد افراد را نخواهد تا حادث ممکن برجا ماند که پیدا است لهذا
واجب را افراد ممتنع آمد چنانچه از فرمودهٔ او سبحانه ظاهر است که اگر سوائی معبودِ برحق الله در آسمان وزمین
معبودِ کثیر بودی هر دو برباد شدی - پس بسبب امتناع وجودِ افرادِ حقیقی وحکمی آنکه بدو اجزا حاصل آمدند واز آنجا
توقف که مفهوم کل وجزء وعکس آن بدو حاصل است مفهوم کل وجزء باطل گردد - اینجا فای فالتوقف
مفید است برائی عطف بر اجزاء ونیز فای جزا است شرط مقدر را یعنی چونکه از وجودِ افراد که حقیقی وحکمی
اند اجزا بر آمدند چنانچه مذکور شد واز اجزا توقف حاصل آمد تا مفهوم کل بر مفهوم جزء که برائے کل است وهمچنین عکس آں
یعنی مفهوم جزء بر مفهوم کل که برائی اجزاء است حاصل شود چرا که مفهوم هر یکی از آن بر دیگری متوقف است وفهم هر یکی بر دیگر
از توقفِ فهم فیما بینِ هر دو حاصل آید - پس از امتناع وجودِ افراد امتناعِ اجزا ونیز امتناع وتوقف شود که هر دو
بوجودِ افراد حاصل میشدند - واز عدم اجزا وعدم توقف مفهوم کل وجزء نمی ماند از آنکه تمائز ومفهوم هر یکی از آن
بتمائز ومفهوم دیگر متوقف آمده است - واین امر بدون اجزا و افراد ممکن نیست چون وجودِ افراد ممتنع باشد این هم
نماند ومفهوم کل وجزء باطل گردد نه کل ماند نه جزء نه جزء ۔

ش ارجع لتوضيح حقيقة مفهوم كلٍ وجزءٍ الى الاصل فى ذكر كيفيتهما
مع شرحهما فتوضح مر قال سبحانه فسبحان الله رب العرش عما يصفون (در سورهٔ انبياء در رکوع ۲)
فاعلم ان البحث مشترك فى منع جواز مفهوم كلٍ للواجب ذهنًا وخارجًا.
اللهم صل وسلم على محمدٍ نبى الرحمة وعلى اٰله كما تحبه
وترضاه وشفعه فينا وترحمنا به ❊

ترجمه - وچون حقیقت مفهوم کل وجزو بوضاحت میطلبی بسوی اصلی که در ذکر کیفیت هردو مع شرح هردو است رجوع کن پس واضح خواهی یافت ونیکو فهم کنی - فرمود سبحانه در سورهٔ انبیاء که از رکوع دوم است فسبحان الله رب العرش عما یصفون پس پاک است آن خدای که مالک تخت است از آنچه آنها وصف کنند - وبدانکه این بحث که در منع جواز مفهوم کل واجب تعالی را است ذهنی وخارجی هردو را مشترک است یعنی مفهوم کل برای واجب تعالی جائز داشتن چنانچه از روی ذهن منع است از روی خارج هم منع است یعنی هردو نوع ممنوع آمد - اللهم صل وسلم علی محمد نبی الرحمة وعلی اٰله کما تحبه وترضاه وشفعه فینا وترحمنا به یعنی خدایا درود وسلام بفرست بر محمد صلی الله علیه وسلم که نبی رحمت است وبر آل او چنانکه تو او را دوست داری واز وخوشنود شوی وشفیع کن او را در مایان ورحمت فرما از وما را ❊

(۷)



ذكر كيفية الجبر والقدر وما هو حق ❊

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلى على رسوله محمدٍ ونستشفعه وعلى اٰله واصحابه
واتباعه اجمعين - اعلم ان للعرض الحادث محلًا حادثًا للقيام الحقيقى
لابد منه فله نسبة الى خالقه فينسب بها اليه

بیان تفارق نسبة تعلق ونسبة قیام وآنکه ماهیت کیا عرض است مع دلائل آنها -

ترجمه - (بیان کیفیت جبر وقدر وآنچه او حق است ❊) بسم الله الرحمن الرحیم ٥
حمد میکنیم خدای را واز و مدد میخواهیم - ودرود می فرستیم بر رسول او که نام پاکش محمد است صلی الله علیه وسلم وشفاعت میخواهیم از و - وبر آل واصحاب وپیروان او تمام را باد -
بدانکه عرض حادث را محلی است حادث که برای قیام حقیقی او محل را از حدوث چاره نیست پس عرض را بخالق خود باعتبار تعلق نسبتی است که بدان نسبت بسوی او نسبت کرده شود ❊

بیان فرق نسبت خالق ونسبت قیام مع دلائل مختصر وآنکه ماهیت کیا سبب عرض نسبت

ونسبۃٌ الی ماھیۃِ التی قام بھا فینسب بھا الیھا فی کا سبۃٌ لہ کما قال سبحانہ خلقکم وما تعملون الآیہ ولکم ما کسبتم الآیہ فلا بدمن ان ھو للمنسوب بین الیھما فان زاغ من نسبۃِ الی خالقہ ھو قدرٌ للقدریۃ۔ وان زاغ من نسبۃ الی ماھیتہ التی قام بھا ھو جبرٌ للجبریۃِ فلیس لنا الجبرُ والقدرُ لکن شیٔ لنا مرقدرتنا اضافیۃً شیٔ ای مخلوقۃ ھر نستلزم عجزًا حقیقیًا منبأًا علیہ منھا فالاضطرار والاختیار من کیف الکسب المضافِ

حقیقت قدرۃ و جبر

بیان قدرۃ اضافی و فرق اضطرار و اختیار مع تمائز آنہا۔

ترجمہ: ونسبتی اورا بسوئے ماہیت است کہ بداں ماہیت آں عرض قائم است پس بسوئے ماہیت بداں نسبت آں عرض منسوب شود۔ و آں ماہیت عرض را کسب کنندہ است چنانچہ فرمود سبحانہ در سورہ صافات رکوع ۳ خلقکم وما تعملون الآیہ آفرید شمارا و آنچہ عمل کنید الخ و لکم ما کسبتم الآیہ در سورہ بقر رکوع ۱۶۔ برائے شما است آنچہ کسب کردید الخ۔ پس چارہ نیست ازانکہ ہمانا آں عرض برائی ہر دو باشد کہ بسوئے شاں نسبت کردہ شدہ است۔ پس اگر کجی کرد از نسبتی کہ بسوئے خالق عرض است ہمیں قدر است کہ برائی قدریہ گفتہ شد یعنی چوں از نسبت خلق کہ از خالق است غفلت کردند و در ہر عمل و فعل خود کہ آں عرض ماہیت ہر فاعل و عامل است بسبب قیام حقیقی آں عمل و فعل کہ با ماہیت است از آں خود پنداشتند ازانکہ عرض را با ماہیت قیام حقیقی باشد پس بسوئے خود گماشتند خود را قادر و مختار ہر فعل و عمل دانستند ہمیں مذہب اہل قدر است کہ در ہر عمل و فعل خود را فاعل مختار و عامل قادر دانند بر راہ غلط آمدند و از قدریہ نامیدہ شد زیرا کہ خود را قادر و خالق فعل و عمل پنداشتند از قادر و خالق حقیقی کہ نسبت خلق ہر فعل و عمل بدو است کہ فرمود خلقکم وما تعملون الخ رو گردانیدند و راہ گم کردند۔ و اگر کجی کرد از نسبتی کہ برائی ماہیت است کہ عرض بدو قائم است ہموں جبر است کہ برائی جبریہ گفتہ شد یعنی چوں از نسبتی کہ سوئے ماہیت است کہ محل و قیام آں عرض است۔ و ہم کاسب عرض غفلت کردند و ہمہ فعل و عمل خیر و شر از خالق پنداشتہ بسوئے او گماشتند و خود را مجبور محض دانستند و از نسبت کسب عرض کہ با ماہیت خود است رو گردانیدند حالانکہ در ہر دو قیام حقیقی است کہ ہیچ عینیت آں را انفکاک و جدائی در میان شاں دشوار است و از اختیار کسب غفلت ورزیدہ خود را مجبور محض گماشتند جبریہ نامیدند۔ و ایں است کجی کردہ راہ گم کردند و جبر پنداشتند جبریہ شدند۔ و برائی ما جبر و قدر نیست لیکن برائی ما قدرت اضافی است مخلوق شدہ کہ مستلزم عجز حقیقی است کہ از قدرت اضافی بر و آگاہی میشود یعنی قدرت اضافی کہ از خلق خالق پیدا شدہ عجز حقیقی را از خالق خود لازمی خواہد کہ در قدرت خود احتیاج خلق بخالق دارد و ایں احتیاج عجز او قدرت اضافی ہرچہ حاصل است از عطیہ خلق خالق است۔ پس اضطرار و اختیار کہ از کیفیت کسب است مضاف است

بیان قدرۃ اضافی و فرق اضطرار و اختیار

شئ اى مخلوق هو وهما متمايزان منهما لكاسب ان تفكر فيهما - اللّهم صلّ وسلّم على محمّد نبي الرحمة وعلى آله الزارة كما تحبه وترضاه وشفعه فينا وترحمنا به +

ترجمه یعنی مخلوق است و هر دو اضطرار و اختیار برای کاسب متمائز اند از اضطرار و اختیار کاسب چون در هر دو فکر کنی تمیز هر دو از حالت کاسب بخوبی میشود اللّهم صلّ وسلّم على محمد نبي الرحمة وعلى آله كما تحبه وترضاه وشفعه فينا وترحمنا به +

ذكر كيفية اسماء الله تعالى وصفاته وذاته تعالت

گفتن اسماء الله تعالى صفاته و ذاته تعالت

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلي على رسوله محمد ونستشفعه وعلى آله واصحابه واتباعه اجمعين + اعلم انّ اسماء الله تعالى قديمة فنعتصم باسم الله القديم فنحجب بحدوث الحروف لتركيبها بها والصوت لتكليمه تعالى به في مرتبة الحجاب وماهما بحادثين الا صفته تعالى القديمة المنزهة عن الكيف كالافعال المنتزعة من الصفات والمتشابهات

ان اسماء الله تعالى قديمة والاسماء من الحروف والتركيب

ترجمه - این ذکر بیان اسمای خدای برتر و صفات او و ذات اوست که همه برتر اند +

بیان کیفیت اسماء و صفات و ذات او تعالی

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلي على رسوله محمد ونستشفعه وعلى آله واصحابه واتباعه اجمعین - بدانکه هر آئینه اسمای خدای تعالی همه قدیم اند. پس ما چنگ می زنیم باسم الله که قدیم است و محجب است بحدوث حروف بنا بر ترکیب اسماء با آن حروف و حدوث صوت برای کلام کردن او تعالی با آن آواز در مرتبهٔ حجاب حالانکه آن هر دو یعنی حروف و صوت حادث نیستند مگر صفت قدیمه خدای برتر اند منزه از کیف چون افعال که از صفات منتزع اند و چون متشابهات +

بحث آنکه اسمای خدای برتر قدیم اند و مرکب اسماء از حروف و ترکیب چیاره نیست و از صوت برای تکلیم

حروف و ترکیب و صوت کلام او تعالی را عارضت نیازمند بلکه چون متشابهات منزه از کیف اند

لانه سبحانه مستجمع بجميع الصفات في استعداده تعالى
فان اعرض عن هذا فانما اسماء حادثة مخلوقة فيلزم
شبه خلقها من الواجب اوّلاً واعرض عنه فكيف خلقها و
اعجب القول ان اسمائه تعالى عين الذات ومع هذا احدوث
الحروف الا نظر الى دلالة لفظية وهي باختصاص مجازي
في شيئين ش اى لفظ وماهية اقتضاء المحل ثم معلومين
قبل الاختصاص بفعل مخصص فانما ههنا الاختصاص
بفعل مخصص قديم بعلمه ما فيه الذى يشبه مجازي ❊
فالاسماء قديمة قائمة بالقديم متمائزة في مرتبة زيادتها على الذات
لا في مرتبة عينيتها في الذات ولا بدّ للاسماء من الحروف والتركيب فظاهر

ترجمه از آنکه حق سبحانه در استعداد خود مستجمع همه صفات است یعنی همه صفات را گردآرنده است. و اگر ازین
اعراض یعنی روگردانی کرده گفته شود که این حروف و صوت صفت قدیمه منزه از کیف نیستند پس چیز این نیست
که این اسمار که حادث اند مخلوق اند بنا بر دلیلے که اسمار بحروف مرکب شده و صوت برائے تکلیم ناچار آمده. و این
ترکیب و تکلیم را حدوث لازم آمده. پس لازم شود شبه خلق اسمار از واجب اوّلاً یعنی بنا بر اولیت حالانکه
از خلق اسمار روگردانی کرده گفته شد که اسمار قدیم اند پس چگونه خلق اسمار است. و عجب تر این قول
است که اسمار او تعالی عین ذات اند و با وصف این دعوئ حدوث حروف. آیا ندید او سوئ دلالت
لفظیه که این باختصاص مجازی است در شیئین یعنی در لفظ و ماهیت بنا بر اقتضار و خواست محل که هر دو
شئ معلوم باشند پیش از خاص شدن بفعل مخصص. پس چیزی نیست که اینجا اختصاص بفعل مخصص قدیم که بعلم
مخصص است چیزی است مخصص که آں بمشابه مجازی شود. بهر این اختصاص حقیقی مشابه مجازی را در معنی اختصاص
مخصص که بمعنی منتهی است در اصل اختصاص در ذکر کیفیت اصول که در این اختصاص علم محتاج و محتاج الیه هر دو
مشروط است برائے مخصص بنا بر ربطے که درمیان محتاج و محتاج الیه هر دو پیش از اختصاص مخصص دائر است پس این اختصاص
مخصص قدیم که بفعل خود بعلم خود است در احتیاج بعلم خود است در احتیاج بقیام حقیقی است به مخصص اما تشابه بقیام
مجازی دارد گو بیچیان نیست. و مصنف رحمة الله علیه برین اصل اشارت فرمود که در اصل اختصاص گفته شد پس اسمار
قدیم اند قائم بقدیم که در مرتبهٔ زیادت اسمار بر ذات اشناخته شوند. در مرتبهٔ عینیت آن اسمار در ذات. و برائے اسمار از حروف و ترکیب چاره نیست

لا بد للتكليم من الصوت

وللتكليم من الصوت بوجوب تعدية بمفعولين له فالثاني لتعرض قوة الى فعل للاول وما فيه الا صوت تضمن حروفا وتركيبا فكيف حدوثهما اعلم ان تعرض قوة الى فعل بفعل فاعل الى غيره فان احتاج الى غيره فليس يحق الا الى الذي هو قائم به فلزم ان مفعولا ثانيا في تكليم لتعرض قوة الى فعل بفعل فاعل الى غيره لقيامه به واعلم ان الكلام ان كان بمخاطب بغير صوت وحروف وتركيب لم يحصل به استماع ولفظ يفيد معناه للسامع وكيف كتب الله تعالى وانها من كلامه سبحانه مع صوت وحروف وتركيب فلفظ يفيد معناه واسمائه القديمة مع حروف وتركيب وان لله تعالى وجه وعين ويد وقدم في مرتبة القدم وقيل هي كلها من المتشابهات

وان لله تعالى وجه وعين ويد وقدم في مرتبة القدم وقيل كلها من المتشابهات

بیان تکلیم ازصوت حکایت نیست

ترجمه وبرای تکلیم از صوت همچنین است از آنکه تکلیم را متجاوز کردن بسبب وجوب تعدیه بدو مفعول چاره نیست. ومفعول ثانی مفعول اول را برای تعرض یعنی پیش آمدن قوه سوی فعل است ونیست درین پیش آمدن مگر صوت که متضمن آمده حروف وترکیب را. پس چگونه حادث صوت وحروف است. بدانکه تعرض قوه سوی فعل بفعل فاعل است جانب غیر او. پس اگر فاعل سوی غیر خود محتاج شد پس این حق نیست مگر آنکه احتیاجش سوی آنکه او قائم باو است باشد حق است. پس لازم آمد آنکه مفعول ثانی که در تکلیم برای تعرض قوه سوی فعل بفعل فاعل است جانب غیر او. البته قائم بفاعل است

وبدانکه هر آئینه کلام اگر به مخاطب بغیر صوت وحروف وترکیب شود حاصل نباید در استماع ولفظ که معنیش برای مستمع مفید باشند وچگونه اند کتابهای خدای بزرگ که هر آئینه آنها از کلام او سبحانه اند مع صوت وحروف وترکیب. پس لفظ از انها که مفید شود معنی خود را. واسمای او سبحانه قدیمه اند مع حروف وترکیب. وبدانکه هر آئینه برای خدای برتر وجه وعین وید وقدم است یعنی روی وچشم ودست وقدم مبارک در مرتبه قدم. وگفته شد که اینها همه از متشابهات اند.

بیان آنکه خدا را وجه وعین وید وقدم است در مرتبه قدم وگفته شد که اینهمه از متشابهات اند بلا تاویل

ولا تأوّل بل يُختار في معنى موضوع مع مجهولية كيفيتها فكذا ان يُختار الصوتُ والحروفُ والتركيبُ في مرتبة القدم من المتشابهات لا يخالف المختار ش فتوافق القولُ قولَ طائفةٍ من اهل الكلام والحديث انه ح اى الكلام ش حروفٌ واصواتٌ ازليةٌ مجتمعةٌ في الازل كما في شرح الفقه الاكبر لملا علي القاري فما نحن بتجرد الطريق م وانّ الصفات على ثلثةٍ فعليةٍ وحقيقيةٍ وشانيةٌ فالفعليةُ هي اضافاتٌ ذاتيةٌ متضمنةُ الحقيقيةِ احتياجاً لوجودها انتزاعاً منها والحقيقيةُ هي متضمنةُ الذات بقيامها الحقيقي بها من حيث انها لا هي عينُ ش اى نفسُ م الذاتِ ش اذ الوصف ليس نفسَ الموصوفِ م ولا غيرُها ش من حيثُ انتزاعُ الوصفِ بقيامٍ حقيقيٍ بالموصوفِ م وتحدّدُ ش بالحاء المهملة م الذات عليها فلذلك سُمّيتْ صفةً ذاتيةً فقرارُ تشخصِ النفس عليها

ترجمه: وتاویل نکرده شوند بلکه در معنی موضوع اختیار کرده شوند مع مجهولیت کیفیت آنها پس همچنین است آنکه اختیار کرده بشود صوت وحروف وترکیب در مرتبهٔ قدم از متشابهات که مخالف مختار نشود پس این قول موافق شد قول طائفه را از اهل کلام وحدیث اینکه هرآئینه کلام حروف وآواز است ازلیه که در ازل جمع آمده چنانچه در شرح فقه اکبر ست برائی ملا علی قاری - پس نیستیم ما که درین طریق تنها مبینیم - وبدانکه هرآئینه صفات بر سه نوع اند فعلیه وحقیقیه وشانیه - پس صفات فعلیه که او اضافات یعنی نسبتهائی ذاتیه اند متضمن بحقیقیه یعنی حقیقیه را فراهم گیرنده وبضمنش در آمده بنا بر احتیاج برائے وجود خود از حقیقیه بطور انتزاع واتخاذ یعنی فرا گرفتن وحاصل نمودن - وصفات حقیقیه که او متضمنه ذات اند بقیام حقیقی خود بذات بحیثیتے اند که اینها نه عین ذات یعنی نفس ذات اند از آنکه وصف نیست نفس موصوف ونه این صفات حقیقیه غیر ذات اند برین حیثیت که انتزاع واتخاذ وصف بقیام حقیقی بموصوف است - و ذات برین صفات متحدد است یعنی باز داشته شده پس بنابرین صفات ذاتیه نام نهاده شدند - وقرار تشخص نفس بر اینها است ۱۲

فالفعلية هي اضافات اى اضافات ذاتية متضمنة الحقيقية

والحقيقية هي متضمنة الذات بقيامها الحقيقي بها ۱۲

بدانکه اقسام صفات [illegible]

و آنکه حقیقیه متضمن ذات اند بقیام حقیقی خود بوده

والشانية هي اضافات ذاتية منضمنة الذات ولا تحتاج في وجودها
الى الحقيقية انتزاعا كالفعلية الا احتياجا بوجه لتحدد الذات
عليها فحاجتها اليها في تضمن الذات لا حاجة خاصة لوجودها
اليها فالاحتياج اليها بوجه غير معتبر فتحققت اصالتها بمقابلة
الحقيقية متساوية بالحقيقية في استقرارها في تضمن الذات
ولا تتحدد الذات عليها وهي لا عينها ولا غيرها والفرق بين
الحقيقية والشانية بتحدد الذات ولتوصف الحقيقية بالشانية
كالسمع بالوجود والقدرة بالعظمة ولا تتوصف الشانية
بالحقيقية كالوجود بالسمع والعظمة بالقدرة وتتوصف
الشانية بالشانية كالرحم بالوجود والعظمة ولا تتوصف الحقيقية
بالحقيقية كالسمع بالبصر وقس على هذا وقدم الحقيقية والشانية
بالعينية والفعلية بانتزاعها من الحقيقية بقيامها الحقيقي ✣

والشانية هي اضافات ذاتية منضمنة الذات ✣

والفرق بين الحقيقية والشانية ✣

ترجمہ وصفات شانیہ کہ او اضافات ذاتیہ یعنی نسبتہائی ذاتیہ اند متضمنہ ذات و در
وجود خود سوی حقیقیہ بطور انتزاع مثل فعلیہ محتاج نیند مگر احتیاج بوجہی دارند بنا بر تحدد ذات بر صفات
حقیقیہ۔ پس در تضمن ذات سوی حقیقیہ محتاج اند نہ از روئے حاجت خاصہ کہ برای وجود خود
سوئے حقیقیہ باشد پس این احتیاج سوی حقیقیہ بوجہی است غیر معتبر۔ پس اصالت صفات
شانیہ بمقابلہ حقیقیہ ثابت و متحقق شد۔ پس با حقیقیہ در استقرار خود در تضمن ذات برابر اند۔ و ذات
بر اینہا ہمچو حقیقیہ متحدد نمی شود۔ و این صفات نہ عین ذات اند نہ غیر ذات ✣
وفرق میان حقیقیہ و شانیہ بہ تحدد ذات است۔ و وصف شدن حقیقیہ بشانیہ چون
وصف شدن سمع بوجود و قدرت بعظمت۔ و بخلاف آن شانیہ بہ حقیقیہ بوصف شدن
نمی آید چون وجود بسمع۔ و عظمت بہ قدرت۔ و فرق میان این ہر دو بوصف شدن شانیہ
بشانیہ است چون رحم بہ وجود و عظمت و بخلاف این حقیقیہ بہ حقیقیہ بوصف نمی شود چون
سمع بہ بصر۔ و ہمبرین قیاس کن۔ و قدم حقیقیہ و شانیہ بعینیت است و قدم فعلیہ بسبب
انتزاع او از حقیقیہ است بقیام حقیقی خود ✣

بیان آنکہ شانیہ او اضافات ذاتیہ اند متضمن بذات

بحث فرق میان حقیقیہ و شانیہ ✣

ان الترك وجود نظري ملتزم من اختيار

فاعلم ان الترك وجود نظري ملتزم من اختيار متنزع متضمن من صحت فعل بخلاف الترك ش اي الترك ليس متنزعا متضمنا من صحت فعل فسلب الاختيار بعد ثبوته ترك فليس الترك مساوي صحت فعل في صفت قدرت فوضح حقيقته من عدميات والمنتزعات العدمية النظرية ليست مقاومة بصحت فعل ففي القدم بمنع سلب الاختيار انتزاع الترك ممنوع الوجود كالعدم وما يشتبه بالترك هو صحت فعل في حدها من قدرته تعالى في علمه تعالى فالقدرت ما صحت فعل منه فقط كما قيل انه تعالى على كل شيء قدير اى لترتب وجوده من صحت فعله ولا يحسبن منع الترك مستلزم جبر واضطرار لله سبحانه لانهما من خصائص الحوادث وهو سبحانه منزه عن شوائب الحدوث فعلمه تعالى به من ابناء الحوادث به لانه بمقابلة القدم

بحث آنکه ترک وجود نظری است ملتزم اختیار

تعریف قدرت

ترجمہ پس بدانکه ترک وجود نظری است که ملتزم از اختیار است یعنی از اختیار لازم شونده است آن اختیار که منتزع متضمن از صحت فعل است بخلاف ترک یعنی ترک منتزع متضمن نیست از صحت فعل پس بعد ثابت شدن اختیار سلب او ترک است۔ پس ترک مساوی صحت فعل نیست در صفت قدرت۔ پس واضح شد که حقیقت از عدمیات است۔ ومنتزعات عدمیه نظریه را بصحت فعل مقاومت نیست یعنی مساوات و باہم برابری کردن نیست پس در قدم بسبب منع سلب اختیار انتزاع ترک مثل عدم ممنوع الوجود است یعنی وجودش در قدم ممنوع است۔ وآنچه مشابه میشود به ترک او صحت فعل است در حد خود از قدرت او تعالی در علم او تعالی۔ پس قدرت چیزیست که از وصحت فعل است فقط چنانچه گفته شد انه تعالی علی کل شیء قدیر یعنی هر آئینه خدای برتر بر هر بسیار تواننده است یعنی برای ترتب وجود شیء از صحت فعل خود۔ و باید که هرگز گمان نکند کسی که منع ترک مستلزم جبر و اضطرار است برای حق سبحانه از آنکه جبر و اضطرار هر دو از خصوصیتها حوادث اند و او سبحانه از شوائب یعنی آمیزش آلودگی های حدوث منزه و پاک است پس علم او تعالی به منع ترک از ابنائی حوادث نمیت بدو یعنی بمنع ترک از حوادث آگهی است که علم او تعالی بدو نیست زیرا این علم او سبحانه بمقابله قدم است۔

والارادة ما تخصيص فعل منه لصحته فقط والمشية مترادفتها
كما قال سبحانه فاراد ربك ان يبلغا اشدهما الآية وما تشاء و
فعال لما يريده ويخلق ما يشاء فالمفعول يدل الى تخصيص صحة
الفعل به والبتة المشية بوقوع القريب وقيل التكوين
ما ايقاع صحة فعل تخصص منه حقيقية فقيل ليس بحقيقية
لان صحة فعل هي ايقاعه والا الحقيقية في وصفها تحتاج
الى الحقيقية وليس كذالك ٭ فالتكوين من اضافات ذاتية
متضمنة الحقيقية انتزاعا فالفرق بين التخليق والتكوين كالانشاء
والابداع والبتة ان الافعال القديمة نظرا بصحة ربط بينها
ومفعول به تحتمل حدوثها او قدم مفعول به وانتزاع الفعل حدوثا
يلزم الحدوث بالصفات والذات بحكم منشايتها وهي تعالى وتقدست

قيل التكوين حقيقية فقيل ليس بحقيقية

ان الافعال القديمة تحتمل حدوثها او قدم مفعول به

ترجمه وارادت چیزی است که تخصیص فعل از و است برای صحت فعل فقط ـ و مشیت مترادف ارادت است
یعنی شریک هم معنی است با ارادت چنانچه گفت سبحانه در سوره کهف رکوع نهم فاراد ربک ان یبلغا اشدهما
الآیه یعنی باز خواست پروردگار تو اینکه برسند بقوت خود ما ـ و در سوره هود رکوع نهم ما تشاء یعنی انچه خواست
و در سوره هود رکوع نهم فعال لما یرید یعنی کننده است هر چه انچه اراده یا باز خواهد ـ و در سوره رعد رکوع
ششم یخلق ما یشاء یعنی پیدا میکند انچه او میخواهد پس درین امثال مفعول دلالت میکند سوی تخصیص صحت
فعل که بآن مفعول است ـ والبته مشیت بوقوع قریب است ٭ و گفته شد تکوین آنکه واقع کردن
است صحت فعلی که خاص کرده شده است از و ـ از روی حقیقیه یعنی تکوین آنکه از صحت فعلی که تکوین
خاص کرده شده است واقع کردن او است از روی حقیقیه ـ و گفته شد که تکوین حقیقیه نیست از آنکه صحت فعل همان
ایقاع فعل است ـ ورنه حقیقیه در وصف خود سوی حقیقیه محتاج شود و اینچنین نیست بدین تکوین از
اضافات ذاتیه متضمن حقیقیه است از روی انتزاع ـ پس فرق میان تخلیق و تکوین چون انشاء و ابداع است ٭
والبته آنکه افعال قدیمه بنظر کردن صحت ربط که درمیان شان و مفعول به است احتمال یا گمان کرده شوند بحدوث
خود یا قدم مفعول به را حالانکه انتزاع فعل از روی حدوث لازم گرداند حدوث را بصفات و ذات بنا بر
حکم منشاییت او از آنکه منشاء وجود افعال ذات آمده و او سبحانه برتر و پاک است از حدوث ٭

تعریف ارادت و مشیت و فرق میان آن ـ

بحث آنکه گفته شد تکوین حقیقیه و گفته شد که حقیقیه نیست و تحقیق آنکه او از اضافات ذاتیه متضمنه روی انتزاع است ـ

بحث آنکه افعال قدیمه بنظر صحت ربط میان [illegible] بحدوث خود و قدم مفعول به را [illegible]

او قدما القدم بمفعولٍ بہ ش ای انتزاع الفعل قدماً یلزم القدم بمفعولٍ بہ ھ فالخدشۃ علی الطرفین ش ای انتزاع الفعل حدوثاً و انتزاع الفعل قدماً ھ مدفوعۃ بامرٍ و فعلٍ حجابین ش کما ذکر حقیقتھما فی ذکر کیفیۃ اثباتِ مرتبۃ الحجاب بین القدیم والحادث المخلوق ھ الیٰ معلومٍ متعلق بفعل فاعلٍ قدیمین کما ھو معلومٌ ولیس بموجودٍ خارجٍ و مخلوقٌ من عدمٍ ولیس لہ موادٌ ففی الایجاد بقطع نظرٍ عن الامر بصحۃ الفعل خطاءٌ وعن صحۃ الفعل بالامر غطاءٌ فاعلم ان للحقیقیۃ مادۃ الکشف وھی ما ھو وصفھا کفی البصر البصریۃ ھی عینہ وقس علی ذلک فمادۃ الانکشاف فی حدّ کلّ واحدۃٍ من الصفات محدودۃٌ غیر مشترکۃ بغیرھا لان الاشتراک حقیقۃً ممنوعٌ و مجازاً العدم وصفٍ جامعٍ فیھما باطلٌ کما لیس البصر سمیع ✽

ترجمہ یا انتزاع فعل از روی قدم لازم گرداند قدم را بمفعول بہ۔ پس این خدشہ کہ بر ہر دو طرف است یعنی انتزاع فعل حدوثاً باشد یا قدماً این دفع کردہ شدہ است بامر و فعل کہ ہر دو حجابی اند چنانچہ حقیقت ہر دو یعنی امر و فعل در ذکر کیفیت اثباتِ مرتبہ حجاب درمیانِ قدیم و حادث مخلوق مذکور آمد۔ و آن ہر دو امر و فعل حجابی واقع شدہ اند سوی معلومی کہ متعلق بفعل فاعل است کہ آن فعل و فاعل ہر دو قدیم اند چنانچہ او دانستہ شدہ و معلوم ہست۔ و این معلوم متعلق موجود خارج نیست بلکہ آفریدہ از عدم ہست کہ برای او مواد نیست۔ پس در ایجاد بصحت فعل از امر نظر بریدن خطا است۔ و بقطع نظر از صحت فعل در ایجاد بامر غطا است یعنی پردہ است یعنی این غطا است کہ در ایجاد بصحت فعل از امر نظر بریدہ شود۔ و ہمچنین چون در ایجاد بامر از صحت فعل قطع نظر کردہ شود غطا پیش آید۔ پس بدانکہ ہر آئینہ برای صفات حقیقیہ مادہ کشف ہست و او آن چیز است کہ او وصف صفات ہست چون در بصر بینائی کہ او عین او ست و برین قیاس کن ہمہ صفات حقیقیہ را۔ پس مادہ انکشاف در حد ہر واحد از صفات محدود است و با غیر او مشترک نیست از انکہ اشتراک حقیقتاً ممنوع است و مجازاً ہم باطل است بنا بر وصف جامع نبودن درین صفات حقیقیہ چنانچہ بصر نیست سمیع یعنی بینائی گویائی حاصل نمی شود ✽

ان للحقیقیۃ مادۃ الکشف معھا
فلا یجوز ان تقوم المادۃ

فمادةُ الكشفِ معه فلا يجوز تقدمُ المادةِ عن الوصفِ لعدمِ
انفكاكها عنه ولذلك اشتراكها بغيرها نقرضنا باطلاً ايضاً و
وحدتها ايضاً ش اى لذلك المعيةِ لا يجوز اشتراكها بغيرها
ووحدتها م فيارب كيف يمكن التقدمُ ش الحقيقيُّ والرتبيُّ
م والاشتراكُ والوحدةُ وان قيل كلها اعتبارٌ ليس الفراقُ
فى حدهم حقيقتاً يارب عجزت ان اكون مثلهما اعلم ان الجوابَ
على بنائهم نعم ان تغيرَ الفراقُ اعتباراً ففى الفرقِ ما قيل فى
الدعوى والحق ان تمايزَ الاعتبار فى شان الذى هو واسطٌ
بين مرتبةٍ زائدةٍ والذاتِ لقيامها بها وموصلها بها عينيةٌ
مجهولةٌ لا فى حد الزيادةِ هى موجودةٌ واقعةٌ ولا فى
الذاتِ البحتِ فما قيل فى الدعوى ثبت فى الزيادة

ترجمه: پس ماده کشف مع اوست یعنی با صفتی است که این ماده کشف وصف آن صفت است
و تقدم ماده از وصف جائز نباشد بسبب عدم انفکاک او یعنی جدا نبودن ماده از وصف و بنابرین
معیت که ماده را با وصف است در هر واحد اشتراک ماده با غیر خود از روی فرض باطل هم جائز نیست
و نه وحدت ماده هم جائز است یعنی ماده از وصف خود تنها باشد. پس ای رب من چگونه تقدم
حقیقی و رتبی و اشتراک و وحدت ممکن باشد. و اگر گفته شود که این همه صفات حقیقیه اعتبار اند
که در حد شان حقیقتاً هیچ فراق نیست ای رب من عاجزم که مثل شان شوم. بدانکه هر آئینه جواب آن
بر بنای شان که آری اگر تو فرق را بطور اعتبار تغییر کنی یا اگر فرق تغییر کرده شود بطور اعتبار پس در فرق
چیزی است که در دعوی گفته شد یعنی اشتراک حقیقتاً و مجازاً ممنوع و باطل است که درین صفات حقیقیه
وصف با ماده معیت است چون بصر بسمع نباید. و حق اینست که تمایز اعتبار در شانی است آنکه او واسطه است
در میان مرتبه زائده و ذات برائے قیام حقیقی او با او و موصل او با او از روی عینیت مجهوله نه تمایز
اعتبار در حد زیادت است که او موجود واقعی است و نه در ذات بحت. پس آنچه گفته شد پس ثابت گشته
ثابت آمد در زیادت که موجود واقعی است نه در واسطه که موصل مرتبه زائده با ذات است
بنا بر قیام حقیقی او با او اند وی عینیت مجهوله

والحق ان تمايز الاعتبار الخ

بحث آنکه حق آنست که تمایز اعتبار الخ

وَاِنْ تغَیَّرَ الاعتبارُ محضًا لا من حیث الوجودِ فالعلمُ بالعدمِ
وَاعلم اَنَّ الفرقَ فی الزیادةِ حسبہا وفی الاعتبار حسبہ فلیس
فرارٌ عن الفرقِ فلما سُلِّم سُلِّمَ الدعوی واعلم اَنَّ الذات
مستجمعةٌ المتغایرین عینیةٌ مجہولةٌ ولا تتعدَّدُ باستجماعہم
وَاِنْ قیل بتقدم المادةِ الواحدةِ علی ما قیل ای لم یکن یستجمع
المتغایرین فی وجہ التغایرِ وھو المانعُ فلما کان التغایرُ بماہیۃٍ
لا یمکن عینیتہا بوصف التغایرِ الآخر لانہا لیست عینیة المتغایرین
فی حدہم فتتعدَّدُ ❊ فیقال ش فی الجواب ان المتغایرَ متخالفٌ
معنًا والمتخالفُ یقتضی وجودًا بمقابلتہ فیجتمع المتخالفون فی محل
واحدٍ کما ھو بدیہیٌّ فی نفسِک لا اضداد اذ الضدُّ لا یقتضی
وجودًا بمقابلتہ ووحدتُ مادۃ الکثیف والاشتراک فیہا نظریان
لم یصحّا بمعارِضاتِ البداہۃ فباطلان ❊

ترجمہ واگر تو تغیر کنی این اعتبار را اعتبارِ محض یا اگر تغیر کرده شود این اعتبار از روی محض نہ از حیثیتِ وجود
پس این علم بعدم است دیگر حکم نیست۔ بدانکہ ہر آئینہ فرق در زیادت موافقِ زیادت ہست ودر اعتبار موافق
اوست پس از فرق فرار نیست۔ پس چون فرق تسلیم کرده شد دعوی تسلیم کرده شد۔ وبدانکہ ہر آئینہ ذات مستجمع
ہمہ صفاتِ متغایر است از روی عینیتِ مجہولہ وبا وجود اجتماع اینہمہ متغایر تعدد نمی پذیرد یعنی عدد عدد
نمیشود۔ واگر گفتہ شود بنا بر تقدم مادۂ واحده بر آنچہ گفتہ شد یعنی اینکہ در وجہ تغایر مستجمع متغایرین
ثابت نشد از انکہ اوصاف متغایره در وجہ تغایر مستجمع نمی شوند کہ این تغایر وصف مانع ہست پس
ہرگاه کہ تغایر بماہیت عین ماہیت باشد درین صورت عینیت او بوصف تغایر دیگر ممکن نشود
از انکہ آن عینیت نیست عینیت ہمہ متغایر در حد آن متغایر پس ذات متعدد شود۔ پس در جواب
گفتہ شود کہ ہر آئینہ متغایر در معنی متخالف است ومتخالف بمقابلۂ خود وجود را میخواہد پس می تواند
کہ ہمہ متخالف در محل واحد جمع آیند چنانچہ او در نفس تو بدیہی است۔ نہ اضداد کہ اینہمہ در یکجا
مجتمع نشوند از انکہ ضد بمقابلۂ خود وجود را نمی خواہد۔ ووحدت مادۂ کثیف واشتراک ہر دو
درینہا ای در صفاتِ حقیقیہ نظری اند کہ صحیح نیایند کہ آن ہر دو بداہت را معارض آیند پس ہر دو باطل باشند

ای الذات المستجمعة للمتغایرین

یعنی تعدد ذات بسبب جمع صفات متغایرین است

وقيل ش في الجواب مه منقوض باطل لقولهم لزم تعارض خلاف في القولين ش اى ان الذات مستجمعة المتغايرين الخ ولم يكن مستجمع المتغايرين الخ هـ او تعارض ضد ففي الخلاف كيفية الزيادة معروفة او العينية فالاهون ان نسلم معروفية كيفية الزيادة مع مجهولية كيفية العينية اذ الزيادة اظهر لا معروفية كيفية العينية مع مجهولية كيفية الزيادة اذ العينية اخفى وفي الضد كيفيتهما مجهولة لما اذا تعارض العلم والجهل في شيء فبقي الجهل لانه لو عرف فقطعي فرفع النزاع فالا سلم ان لا يخاض فيها لان المجهول لا يخاض وههنا العجز عن درك الكنه درك فان لا ينزغك التعصب وتفكرت فاصبت بالحق ان شاء الله تعالى فاعلم ان مفهوم الذات وجداني علما مع وجوده خارجا بضرورة بل دلالة عوارضه فلا يوجد بنفسه ولا يحاط +

ان مفهوم الذات وجداني الخ

ترجمه رد منقوض باطل بنا بر قول شان در جواب گفته شود که تعارض خلاف درین هر دو قول یعنی آنکه ذات مستجمع همه متغایر است الخ و در وجه تغایر مجمع متغایرین ثابت نیست الخ لازم آید یا تعارض ضد پس در صورت خلاف کیفیت زیادت معروف است یا عینیت و آسان تر آنکه تسلیم کرده شود معروفیت کیفیت زیادت مع مجهولیت کیفیت عینیت از آنکه زیادت ظاهر تر است نه آنکه تسلیم کرده شود معروفیت کیفیت عینیت مع مجهولیت کیفیت زیادت از آنکه عینیت اخفی است یعنی پوشیده تر است. و در صورت ضد کیفیت هر دو مجهول است بنا بر آنکه چون علم و جهل در چیزی باهم عارض آیند پس جهل باقی ماند از آنکه اگر شناخته شد پس قطعی است و نزاع برخاست پس مسلم نیز آنکه در مجهولیت خوض و فکر نکرده شود از آنکه مجهول خوض نکرده شود. و همین جاست که گفته شد العجز عن درك الكنه درك یعنی عاجز شدن از دریافت حقیقت همین دریافت است. و اگر نیز التعصب به وسوسه نه اندازد و فکر کنی پس بحق برسی اگر مرضی خدائی تعالی است بدانکه هر آئینه مفهوم ذات از روی علم وجدانی است یعنی گم شده یافتگی مع وجودا در خارج بضرورت بدلالت عوارضش پس بنفسه یافته نشود و نه احاطه کرده شود +

بیان آنکه مفهوم ذات وجدانی است الخ

وکنہ الشیٔ ماھیتہ لا یتقدم ولا یتاخر منہ شیٔ فان تقدم منہ لیس کنھہ او ان تاخر منہ لیس کنھہ لا کن یمکن ان یکون صفۃ قائمۃ بہ فلیس کنھہ ھم فقیل لا یدرک کنہ ذات اللہ تعالیٰ و صفاتہ وقیل یدرک لانہ سبحانہ لا یجھل عن کنھہ فجاز فی ظلہ فیمکن الاختلاف بحسب حال بہ فالعلم بہ سبحانہ کما ھو بالتنزیہ والتشبیہ لا یزیل التنزیہ ویمکن ان یأول الدرک بالجھل عن کیف التنزیہ والجھل عنہ بالدرک فالجھل درک والدرک جھل فتوافق القولان فقولہ صلعم ما عرفناک حق معرفتک ای عرف من حیث وجودہ لا من حیث کنھہ ای ما ھو و عرفناک حق معرفتک مع الجھل عن معرفۃ الکنہ او مع معرفۃ الکنہ علی حسب حال فتوافقا ویمکن ان یکون ھذا قول صلعم من المتشابھات اذ تعارض العلم والجھل فی شیٔ فبقی الجھل

ترجمہ وکنہ وحقیقت شیٔ ماہیت شے است کہ از وے پیش نمی شود ونہ پس می آید پس اگر از وے پیشی گرفت کنہ او نیست یا اگر از وے پس آمد کنہ او نیست لیکن ممکن است کہ وصف او باشد قائم باو پس نیست کنہ او۔ وگفتہ شد کنہ ذات خدای برتر وصفات او ادراک نہ شود یعنی دریافت نکردہ شود و گفتہ شد کہ ادراک شود از انکہ حق سبحانہ از کنہ خود نادانندہ نیست پس در ظل او جائز است پس بحسب حال اختلاف ممکن باشد۔ پس این علم کہ خاص است باو سبحانہ است چنانکہ او با تنزیہ است حالانکہ تشبیہ او تنزیہ را زائل ودور نمیکند۔ وممکن است کہ تاویل کردہ شود درک بجہل از کیفیت تنزیہ وجہل از وے بدرک۔ پس جہل درک است ودرک جہل۔ پس این ہر دو قول باہم موافق آمدند کہ قول او صلعم است ما عرفناک حق معرفتک یعنی نشناختیم ترا حق شناخت تو۔ مراد انکہ شناختہ شد از حیثیت بوجود او نہ از حیثیت کنہ او کہ ما ھو ای آنچہ واو است۔ و قول او صلعم عرفناک حق معرفتک یعنی شناختیم ترا حق شناخت تو۔ این قول یعنی شناختیم ترا الخ مع جہل است از معرفت کنہ یا مع معرفت کنہ است بر حسب حال۔ پس ہر دو قول باہم موافق آمدند۔ وممکن است کہ این قول او صلعم از متشابہات است از انکہ علم وجہل در چیزے باہم عارض آمدند پس جہل باقی ماند۔

ما عرفناک حق معرفتک

عرفناک حق معرفتک

ما عرفناک حق معرفتک

عرفناک حق معرفتک

وهو في حاله صلعم ممنوع واعلم انه سبحانه وراء الوراء
عن درك حادث لا في حد ذاته وصفاته والا ش اى
ان كان وراء الوراء في حد ذاته وصفاته فالثبوت من
نفي النفي المذكور لزم النفي عن الثابت على التسلسل فلا
يثبت القدم فما يدرك بالكيف هو بتشبيه حادث وما
يدرك بلا كيف هو اعدم سابق ولاحق اودلالة وربط
تتم حد الادراك وهو سبحانه وراء الوراء عن درك
حادث فهذا حق ولا نزاع ولا استقرار عليه اهون
والله بالغ امره قد جعل الله لكل شيء
قدرا ۞ اللهم صل وسلم على محمد نبي الرحمة
وعلى انواره كما نحبه و
نرضاه وشفعه فينا وترحمنا به

ترجمہ واین در حال او صلعم ممنوع ہست۔ وبدانکہ ہر آئینہ او سبحانہ از درک حادث وراء الوراء است یعنی بیش از بیش است نہ در حد ذات او ونہ در صفات او۔ ورنہ اگر در حد ذات وصفات خود وراء الوراء بودے پس از نفی نفی مذکور ثبوتے کہ متحقق است بدین طور کہ این نفی آخر کہ نفی سابق است گویا بنفی نفی میکند پس ثابت متحقق میشود ازین ثبوت ثابت بنا بر تسلسل نفی از ثابت لازم آمدے پس قدم ثابت نشدے پس آنچہ بکیف دریافت شود او ست بہ تشبیہ حادث وآنچہ بلا کیف ادراک شود او عدم سابق ولاحق است یا دلالت وربط است۔ پس حد ادراک تمام شد واو سبحانہ از درک حادث وراء الوراء ہست واین حق است ونیست نزاع یعنی خصومت وکشیدگی۔ وقرار گرفتن برو آسان تر است واللہ بالغ امرہ ط قد جعل اللہ لکل شیء قدرا کہ در سورۂ طلاق رکوع اول است۔ یعنی خدائے برتر رسانندۂ امر خود است۔ تحقیق خدائے برتر برائے ہر شئے اندازہ نہادہ است۔ اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمة وعلی انوارہ کما نحبہ ونرضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ۔ ترجمہ اش در بحث سابق گذشت ۞

ذکر کیفیة اثبات مرتبة الحجاب بین القدیم والحادث المخلوق

ذکر کیفیة اثبات مرتبة الحجاب بین القدیم والحادث المخلوق

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمد الله ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی اله واصحابه واتباعه اجمعین ۔ قال سبحانه انما امره اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون الایة **اصل** اذا موضوعة لزمان متضمنة لمعنی شرط فوجود شرط بوقوع فعل فاعل مقید زمان وجزائه متصل بزمان شرطه کما یوم یقول له کن فیکون الایة مصرح زمان فان کان فعل متعدیا فعل واقع بین فاعله ومفعوله تعلق خارجی لا ذهنی وخلاف الشرط والجزاء دلیل علی حدوث الشرط والجزاء ۔

درفعل متعدی تعلقی که درمیان فاعل ومفعول واقع است تعلق خارجی است نه ذهنی

ترجمه این ذکر بیان مرتبه حجابست درمیان قدیم وحادث ومرتبه الیست ثابت که از حجاب تعبیر کرده شود و بس درین ذکر بیان اوست

بیان کیفیت مرتبه حجاب که درمیان قدیم وحادث است

بسم الله الرحمن الرحیم نحمد الله ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی اله واصحابه واتباعه اجمعین فرمود سبحانه درسوره یس رکوع آخر انما امره اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون الایة یعنی جز این نیست که امر او چون اراده کند چیزی را آنکه گوید او را بشو پس بشود ۔ **اصل** ۔ لفظ اذا برای زمان موضوع است ومتضمن است معنی شرط را پس وجود شرط ثابت شود بواقع شدن فعل فاعل که مقید بزمان باشد وجزای شرط متصل بزمان شرط خود است لهذا اینجا جزای شرط اذا از زمان شرط متصل شود چنانچه این آیه کریمه که در سوره انعام رکوع نهم است یوم یقول له کن فیکون الایة تصریح کننده زمان است یعنی دران روز گوید او را بشو پس بشود ۔ واگر فعل متعدی باشد پس فعلی که درمیان فاعل او ومفعول او واقع است آن فعل تعلق خارجی است نه ذهنی وخلاف شرط وجزا دلیل است بر حدوث شرط وجزا

تفسیر کریمه انما امره اذا اراد شیئا الخ

قاعده حرف اذا وخواص او که متضمن معنی شرط وموضوع برای زمان است

فو کلٌّ متعلقٌ بين الامر والارادة والقول كلٌّ واحدٍ منهم
حادثٌ الذي ظاهرٌ من فعل فاعلٍ قديمٍ بقيامه الحقيقي به
إذ إذا يقتضي فعلاً وفاعلاً خارجين قبل ايقاع الفعل والّا
الايقاعُ من معدومٍ ممتنعٌ عقلاً لا حادثُ الذي كائنٌ اثراً
لامرٍ بقيامه المجازي به - فالظاهرُ الذي وصفُ فاعلٍ
زائدٌ على صفةٍ زائدةٍ على الذات حادثٌ غيرُ مخلوقٍ
إذ وصفُ الموصوف لقائمٍ به بقيامٍ حقيقيٍّ لا مخلوقٌ له
شيءٌ إذ المخلوقُ بقيامه المجازي مرءٍ والكائنُ الذي اثرُ
امرٍ وفعلِ فاعلٍ حادثٌ مخلوقٌ فالحادثُ الذي غيرُ
مخلوقٍ حجابٌ بين فعلِ فاعلٍ قديمٍ وحادثٌ الذي
مخلوقٌ بحفظ حدهما

ترجمه - پس به تعلقی که درمیان امر و ارادت و قول است ظاهر شد که هر واحد از انها حادث است ظاهر یعنی نمودار از فعل فاعل قدیم بقیام حقیقی خود بآن فاعل قدیم یعنی هر یک از انها که با فاعل قدیم قیام حقیقی دارد بواسطهٔ فعل فاعل قدیم بطور حادث نمودار آمده ظاهر شده - از انکه إذا فعل و فاعل هر دو را درخارج پیش از ایقاع یعنی واقع کردن فعل سنجیده هر دو ورنه ایقاع از معدوم عقلاً یعنی از روی عقل ممتنع است - نه هر واحد از انها حادثی است کائن بطور اثر برای امر بقیام مجازی خود بآن فاعل قدیم یعنی اینها حادث کائن نیند که امر را اثر باشند و با فاعل قدیم قیام مجازی دارند - بلکه هر سه از فعل فاعل قدیم حادث بظهور آمده بواسطهٔ این فعل با فاعل قدیم قیام حقیقی می دارند - پس ظاهری که از فعل فاعل قدیم بقیام حقیقی بآن بحدوث نمودار آمده آنکه او وصف فاعل قدیم است زائد بر صفتی که زائده است بر ذات این ظاهر حادث غیر مخلوق است از انکه وصف موصوف است که هر آئینه این وصف بآن موصوف قائم بقیام حقیقی است نه مخلوق آن موصوف است از انکه مخلوق بخالق خود قائم بقیام مجازی است - و کائنے که اثر امر و فعل فاعل است این کائن حادث مخلوق است - پس حادثی که غیر مخلوق است او حجاب است درمیان فعل و فاعل که هر دو قدیم اند و درمیان حادثی که مخلوق است - و همین حجاب است که حد هر دو محفوظ دارد یعنی فعل و فاعل هر دو قدیم و حادث مخلوق را بحد خود نگاه دارد ◦

وجزا دلیل است بر شرط و جزا هر یک از امر و ارادت و قول متعلق بقیام حادثی است که از فعل فاعل قدیم ظاهر است بقیام حقیقی بود

تعریف حادث ظاهر

تعریف حادث کائن که اثر او ست -

بیان حادث غیر مخلوق

بیان آنکه امر و ارادت و قول او تعالی از فعل قدیم او تعلقی که درمیان شان است و بقاعده اذا حادثی است ظاهر از فعل فاعل قدیم نه حادثی است کائن اثر امر الخ

تعریف حادث ظاهر که از فعل فاعل قدیم است -

تعریف حادث کائن که اثر امر است -

بیان حادث غیر مخلوق که حجاب است درمیان فعل و فاعل قدیم و حادث مخلوق

والحادثُ المخلوقُ دلیلٌ علی الحجابِ والقدیمِ وحفظ الحدین بتعلّق القدیم بلا واسطۃِ الحجابِ بحادثٍ مخلوقٍ ممتنعٌ عقلاً فلیحفظِ الفکر عن الزیغ ومن ورائہ اِن کان الامرُ قدیماً فکان الذی اثرہ معہٗ فی القدم تعاقباً رتبیاً فلیس الاثرُ قدیماً فلیس الامرُ قدیماً وقال صلعم کان اللّٰہُ ولم یکن معہ شیٔ الحدیث غیر قدیمٍ وان کان الامر حادثاً مخلوقاً لزم فوقہ امرٌ اٰخرُ فتسلسل فثبت انّ الامرَ حادثٌ غیرُ مخلوقٍ من حیثیۃٍ وصف امرٍ بزیادتہٖ علی صفتٍ زائدۃٍ علی الذات فھو حجابٌ کما ذکر والکونیۃ الحادثۃ التی ھی اثرٌ للامرِ ان لم تکن بایقاع فعلِ الذی حجابٌ من فاعلٍ

حادثِ مخلوق دلیل بر حجاب و قدیم است

امر و اثر قدیم نیست و دلائل

کونیۂ حادثہ اثر او ست

ترجمہ واین حادثِ مخلوق دلیل است برین مرتبۂ حجاب و قدیم از حدوثِ خود بر حجاب حادث و از خلقِ خود بر خالقِ قدیم و نگاہداشتِ ہر دو حدِ مذکورہ درین تعلق کہ قدیم را با حادثِ مخلوق است بلا واسطۂ حجاب عقلاً ممتنع است زیرا کہ ہمین کہ واسطۂ حجاب واسطۂ تعلق است درمیان قدیم و حادثِ مخلوق و ہمین حاجب و نگاہدارندہ ہست حدِ ہر دو۔ پس باید کہ فکر را از کجی نگاہ دارد۔ وعلاوہ ازین اگر امر قدیم باشد پس کائنی کہ اثرِ امر است با او باشد در قدم بطور تعاقبِ رتبی نہ از روے حقیقی ورنہ این امر ناقص و ضعیف است تا آنکہ آمر حالانکہ اثر متعاقبِ امر است یعنی از امر پس آیندہ است از روے تعاقبِ حقیقی نہ رتبی یعنی اثری کہ از امر است اولین امر در حقیقت می باشد نہ بطور رتبہ و با یہ پس این اثر شود ورنہ این اثر با امر بسبب اتصال و قربت در نفلکہ ثابت شود و آمر ناقص و ضعیف باشد تا آنکہ آمر۔ پس ظاہر شد کہ اثر نیست قدیم و اینکہ امر ہم قدیم نیست و فرمود صلعم کان اللّٰہُ ولم یکن معہٗ شیٔ الحدیث یعنی بود خدا برتر و با او چیزے نبود۔ مطلب آنکہ خداے برتر قدیم است ہیچ شی با او نبود یعنی با او نبود غیر قدیم تا چیزیکہ با او نبود حادث شد قدیم نیست۔ و اگر این امر حادثِ مخلوق باشد لا بد او امری دیگر لازم شود و پس تسلسل پیش آید پس ثابت شد کہ ہر آئینہ این امر حادث غیر مخلوق است از حیثیت وصفِ آمر کہ این وصف زیادۃ ہست بر صفتِ زائدہ کہ زائد بر ذات است و این حجاب است چنانچہ مذکور آمد۔ وکونیت حادثہ آنکہ او اثر است برای امر اگر بوقوع کردن فعلے کہ او از فاعل حجاب است حادث و واقع نہ شود۔

بیان آنکہ حادث مخلوق دلیل است بر حجاب قدیم

بیان آنکہ بے حجاب و واسطہ تعلق است میان قدیم و حادث و دیگرا و حفظ حدین عقلاً ممتنع است

بیان آنکہ امر و اثر قدیم نیست مع دلائل او

معنی حدیث کان اللّٰہُ ولم یکن معہٗ الخ

لزم استعداد الکونیة فی الکائن خارجاً قبل الامر والایقاع
فلزم قدم استعداد کونیة الکائن فلا شیٔ یلزم من
عدمهما شیٔ ای الکونیة والکائن منه فکیف امر الوجود
علی الموجود وکیف قدم استعداد الکونیة فی شیٔ الذی
موجود من العدم وقول الله سبحانه الا له الخلق — الا له الخلق والامر
والامر تبارک الله رب العالمین ۰ دلیل علی کونیة
الکائن بخلیقه فقط ـ والظروف منضمنة شرط
علی الاصل المذکور فالتجلی المذکور فی قوله سبحانه — تا التجلی المذکور فی قوله سبحانه حجاب حادث
فلما تجلی ربه للجبل الایة حجاب حادث وتفکر فیما لم
تذکر ظروف متضمنة شرط علیه فتجد علی الاصل المذکور

ترجمہ ـ استعداد کونیت در کائن پیش از امر و ایقاع از روی خارج لازم شود پس قدم استعداد
کونیت کائن لازم آید یعنی استعداد کونیت را قدم لازم شود ـ و عدم هر دو لازم نشود یعنی کونیت
و کائن هر دو را عدم لازم نیاید پس امر وجود برایں موجود چگونه شود ـ و قدم استعداد کونیت
در چیزی که او از عدم موجود آمده چگونه ثابت شود یعنی چیزی که او از عدم بوجود آمده درو قدم
استعداد کونیت چگونه ثابت آید ـ و قول خدای سبحانه که در سوره اعراف رکوع هفتم است الا
له الخلق والامر تبارک الله رب العالمین ۰ یعنی آگاه شو که برای اوست سبحانه خلق و امر — تفسیر آیت الا له الخلق والامر
صاحب برکت هست خدا که پرورندهٔ عالمیان است ـ ایں دلیل است بر کونیت کائن یعنی شدن شونده
به آفریدن او سبحانه فقط یعنی چون خلق و امر باو سبحانه منحصر شد پس هیچ آفریده آفریده نشود مگر بامر خالق
او سبحانه پس کونیت هیچ کائن نشود مگر بآفریدن او پس شدن شونده بآفریدن او سبحانه است فقط و ظروف
که متضمنهٔ شرط اند بر آں قاعدهٔ مذکوره اند ـ یعنی وجود شرط شاں بوقوع فعل فاعل است که مقید بزمان
باشد و جزای شرط شاں بزمان شرط خود متصل باشد ـ پس تجلی که مذکور است دریں قول حق سبحانه فلما
تجلی ربه للجبل الآیه در سوره اعراف رکوع هفدهم یعنی و هرگاه که پروردگار او برای کوه تجلی فرمود الخ ایں
تجلی حجاب حادث است ـ و تدبیر بیا فکر کن درانچه که از ظروف متضمنهٔ شرط مذکور نیامده پس بیابی بر قاعده مذکوره
یعنی آں ظروف متضمنهٔ شرط که مذکور نیامده برایں ظرف مذکوره در آنها فکر کنی پس بر اصل مذکوره بیابی ..

بیان آنکه تجلی مذکوره در قوله فلما تجلی ربه للجبل حجاب حادث است

فاعلم ان الحجاب معبّر بظلٍ کما قال سبحانه کیف مدّ الظلّ الاٰیۃ والظلّ بقیامہٖ الحقیقی بہٖ والمخلوق ظلّ الظلّ بقیامہٖ المجازی بہٖ فیمکن ان الظلّ المذکور فی الاٰیۃ الکریمۃ یعبّر باحدٍ منہما مع لحاظ تفاوت فیہما بین قیامًا حقیقیًا ومجازیًا کما فی ذکر کیفیۃ تفسیر الکریمۃ الم تر الٰی ربّک کیف مدّ الظلّ ؕ واللہ تعالٰی اعلم بالصواب ؕ اللّٰھم صلّ وسلّم علٰی محمّد نبیّ الرحمۃ وعلٰی جمالہٖ کما تحبّہ وترضاہ وتشفعہ فینا وترحمنا بہٖ

ترجمہ پس بدانکہ ہر آئینہ حجاب بہ ظلّ تعبیر کردہ شود چنانچہ فرمود سبحانہ در سورۂ فرقان در رکوع پنجم کیف مدّ الظلّ الاٰیۃ یعنی چگونہ دراز کرد این سایہ را وظلّ بذی ظلّ بقیام حقیقی خود داشت ۔ ومخلوق ظلّ ظلّ یعنی سایہ از سایہ است بقیام مجازی خود بذی ظلّ ۔ وممکن باشد کہ ہر آئینہ این ظلّ کہ در آیت کریمہ مذکور است بیکے از ہر دو تعبیر کردہ شود مع لحاظ تفاوت درین ہر دو یعنی از روئے قیام حقیقی ومجازی چنانچہ در ذکر کیفیت تفسیر این کریمہ کہ در سورۂ فرقان رکوع پنجم است الم تر الٰی ربّک کیف مدّ الظلّ یعنی آیا ندیدی سوئے پروردگار خود کہ چگونہ این سایہ را دراز فرمود واللہ تعالٰی اعلم بالصواب وخدائے برتر بدرستے داناتر است ؕ اللّٰھم صلّ وسلّم علٰی محمّد نبیّ الرحمۃ وعلٰی جمالہٖ کما تحبّہ وترضاہ وتشفعہ فینا وترحمنا بہٖ ؕ ترجمہ این درود شریف بالا نوشتہ آمد ؕ

ان الحجاب معبّر بظلٍ کما کیف مدّ الظلّ الاٰیۃ والمخلوق ظلّ الظلّ

فیمکن ان الظلّ المذکور یعبّر باحدٍ منہما مع لحاظ تفاوت فیہما ؕ

بیان اینکہ حجاب بہ ظلّ تعبیر کردہ شود چنانچہ کیف مدّ الظلّ الاٰیۃ

بیان امکان اینکہ ظلّ کہ در کریمہ است بہر دو ظلّ تعبیر کردہ شود بتفاوت لحاظ قیام حقیقی ومجازی ؕ

ذكر كيفية تحقيق حقيقة القرآن المجيد

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلي على رسوله محمد ونستشفعه وعلى اله واصحابه واتباعه اجمعين ۞ فاعلم ان في تحقيق حقيقة القرآن المجيد انواعاً منها انه قديم من حيث انه كلام الله تعالى هو وصف لنفسه الكريم القديم الزائد على الذات فلا يمكن ان يسمعه الحادث ويدرك حقيقته ولا ينقل ولا ينكثر ولا يتبعض ولا ينتفي وهو سبحانه مع صفاته وراء الوراء عن الدرك الحادث ومنها انه حادث غير مخلوق في مرتبة الحجاب من حيث انه ظهر متلبساً مع حروف وتركيب وصوت يليق بشانه تعالى من كلامه تعالى

ترجمه — این ذکر بیان تحقیق حقیقت قرآن مجید است

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمد الله ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی اله واصحابه واتباعه اجمعین ـ پس بدانکه هر آئینه در تحقیق حقیقت قرآن مجید انواع است ـ از انها یکی آنکه او قدیم است ازین حیثیت که او کلام خدائے برتر است که او وصف ست برائے نفس کریم که او قدیم است واین وصف زائد بر ذات هست ـ پس ممکن نباشد که حادث او را بشنود وحقیقت او را ادراک کند یا حقیقت او فهمیده شود ونه این قلت می پذیرد ونه کثرت یعنی کم وبیش نمیشود ونه تبعض تواند ونه نفی می شود بلکه او سبحانه مع صفات خود وراء الوراء است از درک حادث ـ واز انها یکی آنکه او حادث غیر مخلوق است در مرتبه حجاب ازین حیثیت که او ظاهر شد از کلام او تعالی مع حروف وترکیب وصوتے که زیبا تواند ولایق شود بشان او تعالی ۞

ذکر کیفیت تحقیق حقیقة القرآن المجید

منها انه قديم من حيث انه كلام الله تعالى وصفة ۞

ولا يمكن ان يسمعه الحادث ويدركه حقيقته ولا الانتقال ۞

ومنها انه حادث غير مخلوق في مرتبة الحجاب مع حروف وتركيب وصوت اليق

بیان آنکه یکی قرآن مجید کلام قدیم صفت نفس قدیم اوست تعالی زاید بر ذات

ونتوان که کلام قدیم او را ادراک حقیقت او کند حادث ونه او را بعض ونفی ونقل می شود

دیگر آنکه قرآن مجید حادث غیر مخلوق است در مرتبه حجاب مع حروف وترکیب وصوت انچه لایق اوست تعالی

والهام وصف نفس کریم قدیم است زاید بر صفت ذاتیه ۞

فهو وصفٌ قائمٌ بنفسه الكريم القديم بقيامٍ حقيقيٍّ زائدٌ
على الصفة الذاتية وإن لم يكن بحروفٍ وتركيبٍ وصوتٍ
فلا تمكن استفادةً وافادةً للمستفيد
هذا ما كان لبشرٍ أن يكلمه الله إلا وحيًا أو من وراء
حجابٍ الآية كما يكلم الروح بصفتها الذاتية بزيادتٍ حادثةٍ
عليها بقيامٍ حقيقيٍّ بها وفي أنفسكم أفلا تبصرون مع
تفاوتِ كيفيةِ القيامِ فيهما ش اى كلام الله تعالى
الذى هو حجابٌ وكلامِ الروح الذى هو حجابٌ هم قياماً
حقيقياً ومجازياً به سبحانه فانه يسمع من سمع عالم
المثال ويفهم حقيقته كما قال سبحانه لا يمسه إلا المطهرون

ترجمہ: واو وصف است قائم بقیام حقیقی بنفس کریم او کہ قدیم است واین وصف زائد بر صفت ذاتیہ
است. واگر این وصف حجابی حادث غیر مخلوق بحروف وترکیب وصوت نباشد پس استفادہ وافادہ
یعنی فائدہ گرفتن ودادن برای مستفید یعنی نفع گیرندہ ممکن نباشد۔ وہمین معنی یعنی مراد است
ازین آیت کریمہ کہ در سورۂ شوریٰ رکوع پنجم است ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا
او من وراء حجاب الآیہ یعنی برای ہیچ بشر نیست اینکہ او را خدای برتر کلام کند مگر از روی وحی یا از
روی حجاب ۔ چنانچہ روح کلام میکند بصفت ذاتیہ خود بواسطۂ زیادت حادثہ کہ بر صفت ذاتیہ
است بقیام حقیقی بآن صفت یعنی زیادتی کہ بر صفت ذاتیہ حادث ہست یعنی ظاہر شدہ بدو
قیام حقیقی دارد بواسطۂ این زیادت حادثہ روح بصفت ذاتیہ کلام میکند۔ واز این آیت
کریمہ کہ در سورۂ ذاریات رکوع اول است وفی انفسکم افلا تبصرون۔
یعنی در نفسہای شما آیا نمی بینید۔ مع تفاوت کیفیت قیام کہ در بین ہر دو ہست یعنی
کلام خدای برتر آنکہ او حجاب است۔ وکلام روح آنکہ او حجاب است از روی قیام حقیقی
ومجازی است باو سبحانہ۔ پس ہر آئینہ او شنیدہ می شود از شنوای عالم مثال وحقیقتش
فہم کردہ ودانستہ شود چنانچہ فرمود سبحانہ در سورۂ واقعہ رکوع سوم
لا یمسہ الا المطہرون الآیہ

معنی آیت ما کان لبشر ان یکلمہ الخ

تکلم روح بصفت ذاتیہ کما فی انفسکم الآیہ کہ ہمچو کلام حجابی است

وکلام حجابی بسمع عالم مثال شنیدہ شود وحقیقتش مفہوم شود کہ قول او سبحانہ است

تفسیر آیہ لا یمسہ الا المطہرون الآیہ

وجہی آنکہ قرآن مجید حادث غیر مخلوق است در مرتبۂ حجابیہ مع حروف وترکیب ہم آنچہ لائق اوست تعالیٰ واین ہم صفت نفس کریم قدیم است زائد بر صفت ذاتیہ

معنی آیۃ ما کان لبشر ان یکلمہ الخ

معنی فی انفسکم الآیہ کہ تکلم روح بصفت ذاتیہ است ہمچو کلام حجابی ہست

کلام حجابی بسمع عالم مثال شنیدہ میشود وحقیقتش فہم کردہ شود تفسیر لا یمسہ الا المطہرون

اى لا يسمعونه ولا يفهمون حقيقته الا المطهرون من رجس
الآثام الظاهرة والباطنة اذ هو يتعلق بعالم المثال ولا
يكون اهله الا المتقون فلا يمس مصاحف ويتقلل ويتكثر
ويتبعض وينتفى كما قال سبحانه لا يكلمهم الله يوم
القيامة الآية فكتب الله تعالى وكلامه تعالى بالانبياء و
الاولياء والملائكة على نبينا وعليهم الصلوة والسلام
من هذا شئ اى من انه حادث غير مخلوق فى مرتبة
الحجاب من حيث انه ظهر مع حروف وتركيب وصوت يليق
بشانه تعالى من كلامه تعالى وفى سنن ابى داود و
البيهقى فى كتاب الاسماء والصفات عن عبد الله ابن
مسعود رضى الله عنهما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

وكتب او تعالى وكلام با انبياء و
اولياء وغيره حادث غير مخلوق مع
حروف وتركيب [illegible]
در مرتبه حجاب است

حديث عبد الله ابن مسعود
اذا تكلم الله الخ

ترجمه اى لا يسمعونه ولا يفهمون حقيقته الا المطهرون من رجس
الآثام الظاهرة والباطنة يعنى او را مس ولمس نمى كنند مگر پاكيزگان مراد آنكه او را نمى شنوند
ونه حقيقتش مى فهمند مگر آنانكه طاهر و پاكيزه شده اند از نجاست گناهان ظاهره و پوشيده. از آنكه او
بعالم مثال تعلق دارد و او را اهل نمى باشند مگر پرهيزگاران. پس لا يمسه يعنى اينجا يمس مصاحف
است. ومى تواند كه اين نوع كلام قليل وكثير وكم وبيش شود وبعض ونفى شود چنانچه فرمود
حق سبحانه لا يكلمهم الله يوم القيامة الآية يعنى كلام نكند خداى برتر ايشان
را روز قيامت الخ پس كتابهاى خداى برتر وكلام او تعالى با انبياء و اولياء و ملائكه على نبينا
وعليهم الصلوة والسلام ازين نوع است يعنى آنكه او حادث است غير مخلوق در مرتبه
حجاب ازين حيثيت كه هر آئينه او ظاهر شد مع حروف وتركيب وصوتى كه زيبا شود بشان
او تعالى از كلام او تعالى. و در سنن ابو داود وبيهقى است در كتاب اسماء وصفات
از عبد الله ابن مسعود رضى الله تعالى عنهما قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم

كتابهاى او
تعالى وكلام او با انبياء و اولياء
وغيره حادث غير مخلوق مع حروف
وغيره [illegible] حيثيت وكه لائق
شان ذات تعالى از [illegible]

اذا تكلم الله بالوحي سمع اهل سماء الدنيا صلصلة كجر السلسلة على الصفا ولا يزالون كذلك حتى ياتيهم جبريل فاذا اتاهم جبريل فزع عن قلوبهم قالوا يا جبريل ماذا قال ربي فيقول الحق فينادون الحق الحق هـ والا فكيف يحيط الحادث قديما وكيف ينتفي وينبعض وينقلل ويتكثر قديم وما هو متكلم به على وصفه حدوثا وقدما ش هذا يوافق بقول صاحب المعتبر والرازي في المطالب العالية ان كلامه يرجع الى ما يحدثه من قدرته وارادته لقائه بذاته كما في شرح الفقه الاكبر لملا علي القاري انتهى اى ان كلام الله تعالى الذي يرجع الى ما

ترجمه اذا تكلم الله بالوحي سمع اهل سماء الدنياء صلصلة كجر السلسلة على الصفا ولا يزالون كذلك حتى ياتيهم جبريل فزع عن قلوبهم قالوا يا جبريل ماذا قال ربي فيقول الحق الحق یعنی فرمود رسول خدا صلی الله علیه وسلم چون کلام کند خدا وحی بشنوند اهل آسمان دنیا صلصلة یعنی آوازی مثل کشیدن زنجیر از کوه صفا و همچنین میباشند تا آنکه جبریل نزد شان بیاید پس هرگاه که جبریل بیاید نزد شان دفع کرده شود بیم از دل شان گویند ای جبریل چیست که این گفت پروردگار من پس گوید الحق یعنی حق است که میگوید پس همه ندا میکنند و میخوانند الحق الحق یعنی این حق است این حق است ۔ اینجا فزع عن قلوبهم بمعنی دفع الفزع عن قلوبهم هست از آنکه فزع از تفزیع بمعنی بی بیم گردانیدن آمده بصله عن که در صراح است پس حاصل آنکه بیم از دل شان دور کرده شود ۔ ده پس چگونه احاطه کند حادث قدیم را و چگونه میتواند که نفی شود و بعض بعض شود و قلیل و کثیر یعنی کم و بیش شود قدیم ۔ و آنچه او کلام کرده شد بدو بر وصف خود است از روی حدوث و قدم ۔ اینکه گفته شد موافق می شود بقول صاحب معتبر و رازی که در مطالب عالیه است که هر آئینه کلام او که باز گردد بسوی آنچه که او را حادث میکند از قدرت خود و ارادت خود البته قائم بذات او ست چنانچه در شرح فقه اکبر است که برای ملا علی قاری است ۔ انتهی ۔ یعنی هر آئینه کلام خدای برتر آنچنان که باز گردد بسوی چیزی

* ای دفع الفزع عن قلوبهم التفزیع بی بیم گردانیدن بصله عن صراح ۱۲ ۔

و این کلام ماخوذ از حدیث صحیح ... ابن مسعود است اذا تکلم الله الخ

توافق کلام حجابی از عبارت فقه بقول صاحب معتبر و رازی آنکه کلامه یرجع الی ما یحدثه من قدرته الخ ۔

ای مرتبة التی یحجب بها الله تعالی من قدرته وارادته لقائم بذاته
تعالی هـ وان کان الحجاب غیر ما ذکر بقیام مجازی ش ای
مخلوقا هـ فیرجع الکلام فی تحقیق ما وراء الحجاب وسمع الحادث
کلاما قدیما فیری ما یقال ومنها انه حادث مخلوق من حیثیة
الکتابة والقرءة من مخلوق والمعنی فی ذهنه مع نسبة الحادث
بکلام الله تعالی من الحجاب واصله فالآیة الکریمة لا یمسه
الا المطهرون علی معنی اخر ای لا یمسه الا المطهرون من
الحدث ش الکبیر والصغیر هـ فلا یمسّ نهی ح والله تعالی
بالصواب - اللهم صل علی محمد نبی الرحمة وعلی آله کما
ونرضاه وشفعه فینا ونرحمنا به

ترجمه یعنی سوئی مرتبهٔ که اندر احادث کند خدای برتر از قدرت خود و ارادت خود البته او قائم بذات او تعالی - و اگر این حجاب بقیام مجازی است یعنی مخلوق است غیر آنچه که مذکور آید پس این کلام باز گردد در تحقیق ما ورا حجاب و در شنیدن حادث کلام قدیم را پس دیده خواهد شد که چه گفته شود - و از انواع کلام یکی آن حادث مخلوق است از حیثیت کتابت و قرأت یعنی نوشتن و خواندن از مخلوق - و از حیثیت معنی که در ذهن است مع نسبت حادثهٔ خود بکلام خدای برتر از حجاب و اصل او یعنی این کلام که حادث مخلوق است از حیثیت فعل مخلوق مخلوق است بنابر نوشتن و خواندن که فعل مخلوق است - و از حیثیت معنی که ایهام صفت ذهنی مخلوق است از آن نسبتی که اصلش مرتبهٔ حجاب است که حادث غیر مخلوق آمده - پس این نسبت که در او بواسطهٔ حجاب بکلام خدای برتر است یعنی این بقیام مجازی بنابر فارقی که درمیان قدیم و حادث مخلوق است - و دو اسلهٔ قیام درین هر دو اندرونی مجازی مرتبهٔ حجاب است که حادث است اما غیر مخلوق است از انکه ز امر اسم د بالذیم او را باین واسطهٔ زیادت قیام حقیقی است پس بایں نسبت و واسطهٔ این کلام حادث مخلوق که منسوب بکلام خدا از حجاب است که اصل او است محترم آمده و لمس او به مطهران مقید کرده شد - پس اینجا این آیت کریمهٔ لا یمسّه الا المطهرون بمعنی دیگر است ای لا یمسّه الا المطهّرون من الحدث الکبیر و
٢٤ یعنی باید که او را مس نکنند مگر آنانکه طاهر و پاکیزه شدگان اند از حدث کبیر و صغیر یعنی از جنابت و حدث وضو - پس اینجا لا بمعنی نهی است والله تعالی اعلم بالصواب یعنی و خدای برتر بهتر داننده است براستی و درستی این کلام - اللهم صل وسلم علی محمد نبی الرحمة وعلی جماله کما تحبه وترضاه وشفعه فینا وترحمنا

یکی قرآن مجید کلام حادث مخلوق است از حیثیت کتابت نوشتن و خواندن نسبت حادثه بکلام او تعالی از حجاب و اصل حجاب

و دربن معنی لا یمسّه اینجا بمعنی نهی است +

یکی قرآن مجید کلام حادث مخلوق است از حیثیت کتابت و خواندن مخلوق و معنی او بذهن مع نسبت حادثه بکلام او تعالی از حجاب و اصل حجاب

اینجا برین مراد لا یمسّه بمعنی نهی است -

ذکر کیفیة معیة الله تعالی و قربته و احاطته بخلقه تعالی

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمد الله و نستعینه و نصلی علی رسوله محمد و نستشفعه و علی اٰله و اصحابه و اتباعه اجمعین ٭ اعلم انما الله اٰله واحد موجود خارج ش ای ما هو مصداق لما فی علم متقدما منه بوجوده القدیم کما هو باسمائه و صفاته بغیر عرضیته و جوهریته و تقییده بزمان و مکان و اتحاده و حلوله بغیره و لم یکن معه شیٔ غیره فخلق و لم یکن محل الخلق فبعضه محل لبعضه من حیثیة تشخصهما الزائد علی تشخص ماهیتهما ش لا من حیثیة تشخص ماهیتهما اذ هو سریع فنائهم

ترجمه — این ذکر بیان معیت و قربت و احاطت او تعالی است بخلق او تعالی یعنی همراهی و نزدیکی و فرا گرفتن او تعالی است بمخلوق خود ٭

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمد الله و نستعینه و نصلی علی رسوله محمد و نستشفعه و علی اٰله و اصحابه و اتباعه اجمعین ٭ بدانکه خبر این نسبت که الله که معبود واحد است که فرمود انما الله اٰله واحد الآیه در سورهٔ نساء در رکوع بست و سوم ـ او موجود خارج است یعنی آنکه او مصداق است یعنی آنچه که تصدیق بدو هست برای آنچه که در علم هست و آن مصداق متقدم است از آنچه که در علم است پس این ذات واحد که مصداق متقدم است پیش از آنکه او در علم اوست موجود و خارج بودن ضروری است ـ بوجود قدیم خود همچنانکه او باسمای خود است و صفات خود هست بغیر عرض بودن او و جوهر بودن او و قید شدن او بزمان و مکان و اتحاد او و حلول او بغیر او یعنی ذات او عرض شود و نه جوهر و نه بزمان و مکان قید شود و نه از غیر خود متحد باشد و نه در و حلول کند و فرمود نه با او چیزی غیر او باشد که وصف خلق است که خلق شود ـ و نه او برای خلق محل باشد چنانکه در خلق بعض او بعض را محل است از حیثیت تشخص هر دو ـ و این تشخص زائد است بر تشخص ماهیت هر دو یعنی نه این محل بعض است بعض را از آن خلق از حیثیت تشخص ماهیت هر دو از آنکه تشخص ماهیت سریع الفنا است یعنی فنای او یا ماهیت خود چندان سبک است که مهلت محل گرفتن و شدن نمی یابد ٭

فالله سبحانه معي بخلقه وقريبه ومحيطه في ان واحد
ولا منافات بينها اذ لكل واحد منها وجه خاص لا يعارض
غيره فالمعية مستفادة بموجودين بغير استيعاب اجزاء
المعي والقربة مستفادة بموجودين باستيعاب اجزاء القريب
والاحاطة مستفادة بموجودين بغير استيعاب اجزاء المحاط
فالفرق بين المعية والاحاطة بمعناهما فالمعية والقربة
والاحاطة كلها ذاتية مع ش اي الله سبحانه معي وقريب
ومحيط بذاته تعالت وتقدست هر فوصفية مع ش اي
معيته وقربه واحاطة صفاته ايضا هر معها ش
اي مع الذات هر وجوبا قد دلت نصوص القرآنية عليها صراحة

ترجمه — پس الله سبحانه بخلق خود معی است یعنی با او هست و قریب او هست و محیط او هست در آن واحد درمیان
اینها منافات نیست از انکه هر واحد از اینها وجهی خاص است که غیر خود را معارض نباشد. و آن اینکه معیت
مستفاد هست بموجودین بغیر استیعاب اجزای معی یعنی آنچه که او بطریق فائده بده و موجود حاصل شده هست
آن اجزای معی را یعنی او را که با او هست فرا نگیرد. و قربت مستفاد هست بموجودین باستیعاب اجزای قریب
یعنی آنچه که او بطریق فائده بده و موجود حاصل شده است آن اجزای قریب و نزدیک شونده را فرا گیرد. و احاطت
مستفاد هست بموجودین بغیر استیعاب اجزای محاط یعنی آنچه که او بطریق فائده بده و موجود حاصل آمده است
آن اجزای محاط یعنی فرا گرفته را فرا نگیرد.
پس فرق درمیان معیت و احاطت به معنای آن هر دو هست یعنی با او شدن و فرا گرفتن
بغیر استیعاب اجزای همراه شده و فرا گرفته تفارق هر دو ازین هر دو معنی نمایان است
پس معیت و قربت و احاطت همه ها ذاتیه اند یعنی خدای سبحانه معی و قریب و محیط خلق هست
بذات خود که برتر و پاک است. و اینها همه پس وصفیه اند مع ذات یعنی معیت و قربت
و احاطت همه بصفات او سبحانه هست با اینکه او سبحانه بدین صفات مع
ذات معی و قریب و محیط خلق است یعنی همراه و نزدیک و فرا گیرنده است.
اندر وی وجوب که تحقیق دلالت میکنند بر اینها نصوص قرآنیه یعنی آیات کلام
شریف بطور صراحت.

وخدای سبحانه بخلق خود معی و قربت و محیط است در آن واحد

تعریف معیت و قربت و احاطت

فرق درمیان معیت و احاطت

وبیان آنکه معیت و قربت و احاطت ذاتیه و وصفیه [illegible]

[illegible]

تعریف معیت و قربت و احاطت

فرق معیت و احاطت

بیان آنکه این هر سه اوصاف ذاتیه مع وصفیه اند نه فقط وصفیه کو قول مخالفین هست.

بیان نصوص قرآنیه [illegible]

کما قال سبحانہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ الآیۃ وَاللّٰہُ معکم اینما کنتم الآیہ وَاِنِّیْ قَرِیْبٌ الآیہ ونحن اقرب الیہ الآیہ وانّ اللّٰہ بکل شیء محیطٌ الآیہ وانّ اللّٰہ قد احاط بکل شیءٍ علماً الآیہ ومع ھذا استوائہ تعالٰی شانہ علی العرش بحالہ کما ھو عند اللّٰہ تعالٰی علٰی مذھب امامنا الاعظم رحمہ اللّٰہ تعالٰی وانّما فرقٌ مخالفةٌ لاھلِ سنةٍ وجماعةٍ قائلةٌ بمعیةٍ وقربةٍ واحاطةٍ کلّھا وصفیةٌ بنفي ذاتیةٍ بحججٍ عقلیةٍ بلزوم الجھتین فی الذاتیة ولیس قرارھا بمقابلةِ النصوصِ القرآنیةِ ویُرَدُّ علیھم فی الوصفیة ما یُجوّابہ شئ ای لزوم الجھتین م

ترجمہ چنانچہ فرمود سبحانہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ الآیہ در سورۂ بقر رکوع نوزدہم یعنی ہر آئینہ خدای برتر با صبر کنندگان ہست یعنی ہمراہ ایشان است و با ایشان معی ہست الخ۔ وَاللّٰہُ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ الآیہ یعنی و خدای برتر با شما ہست ہر جا کہ شما باشید الخ۔ وَاِنِّیْ قَرِیْبٌ الآیہ در سورۂ بقر رکوع بست و سوم یعنی و ہر آئینہ من نزدیکم الخ۔ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ الآیہ در سورۂ ق رکوع دوم یعنی ما نزدیک تریم بسوی او الخ۔ وَاِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ الآیہ یعنی ہر آئینہ خدای برتر ہر شی را فراگیرندہ است الخ۔ وَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا الآیہ در سورۂ طلاق رکوع دوم یعنی ہر آئینہ خدای برتر ہر شی را از روی علم فرا گرفتہ است الخ و با وصف این استوای او تعالٰی شانہ یعنی قرار گرفتن و ظاہر شدن او کہ برتر است شان او بر عرش بحال خود ہست ہمچنانکہ او نزد خدای برتر است بر مذہب امام اعظم است رحمت کند او را خدای برتر۔ و جز این نیست کہ فرقہ مخالف برای اہل سنت و جماعت قائل اند بمعیت و قربت و احاطت کہ اینہا ہمہ از روی وصفیہ اند بنفی ذاتیہ یعنی میگویند کہ خدای برتر بخلق معی و قریب و محیط با وصاف ہست نہ بذات بحجتہای عقلیہ بسبب لازم شدن جہتین در ذاتیہ یعنی گویند کہ در صورت معیت و قربت و احاطت بذات بر ذات دو جہت لازم شوند حالانکہ این دلائل عقلیہ را بمقابلہ نصوص قرآنیہ قرار نیست کہ رد کردہ شود بر آنان در وصفیہ آنچہ آنان با و حجت گرفتند بلزوم جہتین یعنی آنچہ آنان در صورت ذاتیہ برین صفات بلزوم جہتین حجت گرفتند پس این ہمہ حجتہای عقلیہ شان ہمچنان در صورت وصفیہ بر آنان رد کردہ شوند باینطور کہ در صورت وصفیہ ہم لزوم جہتین لازم آید و قاعدہ کہ آنان از و حجت گرفتند ہم بر آنان حجت شود پس ناچار بمعیت و قربت و احاطت ذاتیہ رجوع کنند یا قاعدہ شان باطل گردد

و استوای او تعالٰی بر عرش ثابت است مروزا است مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

استوای او تعالٰی بر عرش ثابت است مروزا است از مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

وبدلائل الاحادیثِ الشریفۃ وھی ماولۃٌ بمقابلۃِ النصوصِ القرانیۃ وباستدلال بانّ اللہ قد احاط بکلشیٍٔ علماً وھولا یعارض الاحاطۃَ الذاتیۃَ وکذا المعیۃُ والقربۃُ الذاتیۃ بل ثبتتِ الذاتیۃُ والوصفیۃُ بدلالۃِ النصوصِ القرانیۃِ + فقولُ بعضٍ من اھلِ سُنۃٍ وجماعۃٍ بمعیۃٍ وقربۃٍ واحاطۃٍ کلّھا وصفیۃً بنفیِ ذاتیۃٍ محمولٌ علی تشویشِ الفکرِ بمقابلۃِ النصوصِ القرانیۃِ الدّالّۃِ علی الذاتیۃ فالمعیۃُ من مرتبۃٍ فعلیۃٍ والقربۃُ من مرتبۃٍ حقیقیۃٍ والاحاطۃُ معھما فان لم تکن معیۃٌ وقربۃٌ واحاطۃٌ کلّھا ذاتیۃً لزم مکانٌ لمکوّنٍ قدیمٍ وکائنٍ مخلوقٍ

قول بعض اہل سنت وجماعت بمقابلہ نصوص قرآنیہ در بیں ہمہ اوصاف بوصفیہ بہ تشویش فکر محمول شود

فالمعیت از مرتبہ فعلیہ وقربت از حقیقیہ واحاطت با ہر دو است

ترجمہ وآنچہ آناں بدلائل احادیث شریفہ حجتہا آوردند آں ہمہ احادیث بمقابلہ نصوص قرآنیہ ماول شوند وآنچہ از ایں آیت کریمہ استدلال یعنی دلیل گرفتہ اند کہ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا یعنی بدرستیکہ خدای برتر ہر شئی را از روی علم احاطہ کردہ وفرا گرفتہ است ایں کریمہ احاطت ذاتیہ را معارض نباشد۔ وہمچنیں معیت وقربت ذاتیہ است بلکہ ایں ہمہ ثابت اند ذاتیہ ووصفیہ ہر دو بدلالتِ نصوصِ قرآنیہ +

وقول بعض از اہل سنت وجماعت لنسبتِ معیت وقربت واحاطت کہ ایں ہمہ وصفیہ اند بہ نفی ذاتیہ مثل قول فرقہ ہای مخالف ایں قول محمول است بر تشویش فکر شاں کہ بمقابلہ نصوصِ قرآنیہ است از آنکہ نصوص بر ذاتیہ دال اند چنانچہ از آیات مذکورہ بصراحت میشود کہ خدائے برتر معی وقریب ومحیط است بذاتِ خود بدلالت اسم ذات وضمائر کہ اطلاقش بر ذات شود۔ ومعیت از مرتبہ فعلیہ است۔ وقربت از مرتبہ حقیقیہ۔ واحاطت مع فعلیہ وحقیقیہ ہر دو است یعنی از ہر دو مرتبہ است۔ واگر معیت وقربت واحاطت ہمہ ہا ذاتیہ نباشند برائے کَون قدیم یعنی ہست آرندہ قدیم وکائن مخلوق یعنی بہ ہست شوندہ کہ مخلوق است مکان لازم شود +

قول بعض اہل سنت معیت وقربت بر اوصاف وصفیا محمول بہ تشویش فکر است بمقابلہ نصوص قرآنیہ +

بیان آنکہ معیت از مرتبہ فعلیہ وقربت از حقیقیہ واحاطت با ہر دو است۔

والظرفُ مقدمٌ علی المظروفِ فانظر ماذا ترٰی فی الطرفین
وکذا فیما یردُّ علی المخالفین الذی حجوا بہ تمّا من ضمنِ ھذا
فالمعیۃُ والقربۃُ والاحاطۃُ بتجاوز بین مرتبتین لاجھتین
لنفی المکانین وماتری من مکانٍ لکائنٍ وھو بنسبۃٍ بینھما
لا بنسبۃٍ بین المکوّنِ والکائنِ لا ینافی نفیَ المکانینِ
علی الاصلِ المذکور فھو سبحانہ لیس بداخلٍ فی
شئٍ غیرہٖ ولا بخارجٍ منہ ولا بحالٍ فیہ ولکنّہ
سبحانہ معیٌ وقریبٌ ومحیطٌ کما ھو مذکورٌ. فاعلم انّما
المعیۃُ والقربۃُ والاحاطۃُ علی نوعین من مرتبۃٍ قدیمۃٍ فکیف
کلّھا مجھولٌ وعامٌّ لکلشئٍ ومضبوطٌ فی عقائد اھل سنۃٍ وجماعۃٍ

ترجمہ ظرف مقدم است بر مظروف پس نظر کن چیست این کہ می بینی در طرفین. و لازم شود آنچہ کہ از ضمن این است و آنچہ کہ رد کردہ میشود بر مخالفین کہ آنہا بر وحجت گرفتند یعنی قول مخالفین کہ بلزوم جہتین حجت آوردہ از آنچہ کہ رد کردہ شود در و ہم از این ضمن لازم شود کہ مخالفین بر وحجت گرفتند. پس این معیت و قربت و احاطت بتجاوز است درمیان دو مرتبہ یعنی حقیقیہ و فعلیہ نہ در دو جہت بسبب نفی این ہر دو امکان. از آنکہ در جہتین برای مکون و کائن ہر دو امکان لازم آید و تقدم ظرف بر مظروف شود پس ببین کہ در طرفین چہ پیش آید پس تا چار بتجوز از لزوم جہتین نفی از ہر دو مکان تسلیم شود. و آنچہ تو می بینی از مکان کہ برای کائن است حال اینست کہ او بنسبت است درمیان ہر دو یعنی درمیان مکان و کائن نہ بنسبت است درمیان مکون و کائن کہ این بر اصل مذکور منافی نیست ہر دو مکان را. از آنکہ این ہمہ اوصاف بتجاوز اند بین مرتبتین لہٰذا این تجاوز رتبتی است نہ محلّی کہ محل و مکان فقط برای کائن است پس نسبت جہت در مکان و کائن است نہ در مکون و کائن لہٰذا این تجاوز رتبی بر اصل مذکور نفی ہر دو مکان را منافی نیامد کہ باہم یکی را دیگری نفی کند. پس او سبحانہ در چیزی غیر خود داخل نیست. و نہ از و خارج است. و نہ در و حال است یعنی حلول کنندہ. ولیکن او سبحانہ معی و قریب و محیط است چنانچہ او مذکور آمدہ.
پس بدانکہ جز این نیست کہ معیت و قربت و احاطت بر دو نوع است یکی از مرتبہ قدیمہ است کہ کیفیت تمام آن مرتبہ مجہول است و برای ہر شئی این نوع عام است و در عقائد اہل سنت و جماعت مضبوط است یعنی مسئلہ این مرتبہ در عقائد اہل سنت و جماعت ضبط کردہ شدہ است.

و مکان برای کائن است بہ نسبت کہ درمیان مکان و کائن است نہ درمیان مکون و کائن
و او سبحانہ نہ داخل در چیزی غیر او و نہ خارج از او و نہ در و حلول کنندہ است ولیکن معی و قریب و محیط است چنانکہ مذکور آمد

نسبت جہت در مکان و کائن است نہ در مکون و کائن

پس بدانکہ این ہمہ اوصاف مذکورہ نوع اول یکی از مرتبہ قدیم است کہ مجہول و این نوع برای ہر شئی است و در عقائد سنت و جماعت ضبط آمدہ

ذکر کیفیة منع تعبیر الهیولی من ذات الله سبحانه والصورت من خلقه

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمد الله ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی اله واصحابه واتباعه اجمعین * انما الماهیة التی یظهر منها عارض تعبر بهیولی والعارض بصورت فی محاورة قوم لا فی الشریعة الشریفة فانی اصرح ای ان کان العارض زائدا علی الماهیة بقیام حقیقی بها اصلا لمنشائیتها له وهو صفة ذاتیة فلیس بحادث منها وان کان زائدا علی الصفة الذاتیة بقیام حقیقی بها اصلا لمنشائیتها له فبالماهیة عرضا بواسطة الصفة الذاتیة

ترجمه

۱۳ این ذکر در بیان آنکه تعبیر هیولی از ذات خدای سبحانه منع است وتعبیر صورت از خلق او

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمد الله ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی اله واصحابه واتباعه اجمعین * جز این نیست که ماهیتی آنکه از وی عارض ظاهر می شود به هیولی تعبیر کرده شود وعارض بصورت در محاورهٔ قومی نه در شریعت شریفه ـ پس من تصریح میکنم یعنی اگر این عارض زائد است بر ماهیت بقیام حقیقی بآن ماهیت که اصل است برای عارض بسبب منشائیت خود یعنی ماهیت عارض را منشا واقع شده که از وی نشو یعنی بالیدگی عارض است ـ پس این عارض صفت ذاتیه است واین از ماهیت حادث نیست ـ واگر این عارض زائد است بر صفت ذاتیه بقیام حقیقی بآن صفت که اصل است برای این عارض بسبب منشائیت خود یعنی این عارض را صفت ذاتیه منشا آمده که از وی نشو یعنی بالیدگی این عارض است ـ پس این عارض بماهیت بطور عرض است بواسطهٔ صفت ذاتیه *

ذکر کیفیت منع تعبیر الهیولی من ذات الله سبحانه والصورت من خلقه *

تعبیر هیولی وصورت اصطلاح ... نه شریعت *

تصریح بر عارض آنچه زائد بر ماهیت است بقیام حقیقی صفت ذاتیه است وآنچه زائد است بر صفت ذاتیه بقیام حقیقی این عرض ماهیت است بواسطه صفت ذاتیه مع امثال *

بیان کیفیت منع تعبیر هیولی از ذات او سبحانه وصورت از خلق او *

ان تعبیر هیولی وصورت ... نه شریعت

بیان آنکه زائد بر ماهیت بقیام حقیقی صفت ذاتیه هست که از ماهیت حادث نیست *

بیان آنکه عارض زائده بر صفت ذاتیه بقیام حقیقی عرض ماهیت بواسطه صفت ذاتیه این هر دو حادث است مع امثال *

[illegible]

بایست آنکه قائم بنفس خود
باشد در معنای خود

ونورُ محمدٍ مخصوصٌ بذاته صلعم مخلوقٌ من عدمٍ منتزعٍ من
تضمن موجوداتٍ قديمةٍ شبهًا عنها بقيامٍ مجازيٍ بها وغيرهُ
صلعم مخلوقٌ من عدمٍ منتزعٍ من تضمن موجوداته صلعم
شبهًا عنها بقيامٍ مجازيٍ بها او من تضمن مسلوباته صلعم
بقيامٍ مجازيٍ ملتزمًا بموجوداته صلعم ش كما تعرفُ
في ذكر كيفية تخليق نور محمدٍ صلعم من نور الله سبحانه و
المخلوقُ كلُّه من نوره صلعم م فلا يوافقُ تعبير الهيولى
من موجوداتٍ قديمةٍ والصورة من نور محمدٍ صلعم ومن غيره صلعم
ش لقيامهما المجازي وانّ الصورة بقيامٍ حقيقيٍ م الا في حدّ ذاته
صلعم وعوارضها بقيامٍ حقيقيٍ بها وهكذا في غيره صلعم فالهيولى
مع صورتها حادثة مخلوقة فان لا يسلّم فانكارٌ من
مرتبة الخلق الثابتة بالنصيّة بقوله سبحانه

ترجمه ونور محمد صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم كه مخصوص است بذات او صلى الله عليه وسلم مخلوق از عدم است
كه منتزع از تضمن موجودات قديمه بطور شبيه است از آن موجودات ودرين انتزاع تضمني اورا بموجودات قديمه
قيام مجازی است . وغير او صلى الله عليه وسلم كه هم مخلوق است از عدم منتزع از تضمن موجودات او صلعم است
بطور شبه ازين موجودات ودرين انتزاع تضمني هم اورا باين موجودات او صلعم قيام مجازی است يا غير او
صلى الله عليه وسلم كه مخلوق از عدم است منتزع از تضمن مسلوبات او صلعم است بقيام مجازی كه بموجودات
او صلعم اين مسلوبات ملتزم آمده يعنی بدو التزام يافته بسبب خروج وخلق از عدم كه اورا سلب لازم است
چنانچه بشناسی اين را در ذكر كيفيت تخليق نور محمد صلى الله عليه وعلى آله وسلم كه از نور الله سبحانه است و
همه مخلوق خدای سبحانه از نور او است صلى الله عليه وسلم . پس موافق نشود تعبير هيولى از موجودات قديمه
وتعبير صورت از نور محمد صلى الله عليه وسلم واز غير او صلى الله عليه وسلم بسبب قيامی كه درين هر دو مجازی است وبآنكه
هر آئينه صورت را به هيولى قيام حقيقی است . مگر اين تعبير وافق شود در حدّ ذات او صلى الله عليه وسلم وعوارض آن
ذات بسبب قيام حقيقی عوارض بذات . وهمچنان در غير او صلعم . ودر نفس صورت هيولى مع صورت خود حادث مخلوق است
واگر آنچه گفته شد تسليم نكرده شود پس اين انكار است از مرتبه خلق كه ثابت است بدلائل نصيه بفرمودن او سبحانه در سوره ملك
ركوع اول

نور او صلعم مخصوص بذات او مخلوق است از عدم كه منتزع از تضمن موجودات قديمه بقيام مجازی بطور شبه است وغير او صلعم همچنين از و از تضمن موجودات يا از تضمن مسلوبات ملتزم بموجودات

تعبير هيولى از موجودات قديمه وصورت وغير او صلعم موافقت نكند مگر در ذات او وعوارض او صلعم بسبب قيام حقيقی در هر دو

در صورت مذكوره هيولى مع صورت حادث مخلوق است ورنه انكار آيد از مرتبه خلق كه بدلائل نقليه وعقليه ثابت است كه درين مذكور آمده يا لزوم مسلوبات آيد برای هيولى قديمه كه اين باطل است

نور او صلعم كه مخصوص بذات او است مخلوق است از عدم كه منتزع از موجودات قديمه بقيام مجازی بطور شبه است وغير او صلعم همچنين از عدم است صلعم كه از تضمن موجودات او صلعم يا از تضمن مسلوبات ملتزم بموجودات او انتزاع يافته مخلوق از عدم است

تعبير هيولى از موجودات قديمه وصورت از نور او صلعم وغير او موافق نيايد مگر در حد ذات او وعوارض او صلعم بسبب قيام حقيقی در هر دو در صورت مذكوره كه تعبير هيولى وصورت از ذات وعوارض او صلعم شود هر دو حادث مخلوق اند ورنه انكار آيد از مرتبه خلق كه او بدلائل نصيه وعقليه ثابت است كه مذكور آمده يا لزوم مسلوبات آيد برای هيولى قديمه كه اين باطل است

ماترى في خلق الرحمن من تفاوت الآيه ش عموما الخلق
م وبقوله صلعم اول ما خلق الله نوري وخلق المخلوق
كله من نوري الحديث ش خلق نوره صلعم وغيره صلعم
كما ذكر م والعقلية بدلالة متغير لانه م العدمين
ش السابق واللاحق م مقتضي موجده
ولزوم مسلوبات لهيولى قديمة بصورهن مسلوبات
بديهية عقلية ونقلية كما هي ظاهرة الآن فهم
ش كالتوالد والسنة والنوم وغيرهم م وهو
باطل ٭

ترجمه ماترى في خلق الرحمن من تفاوت الآيه یعنی نمی بینی در آفرینش رحمن از تفاوت الخ اینجا در خلق رحمن عموم خلق است - وہم بقول او صلعم اول ما خلق الله نوری وخلق المخلوق کله من نوری الحدیث یعنی اول چیزی که خدای برتر آفرید نور من است وہمه مخلوق خود را از نور من آفرید تا آخر حدیث - خلق نور او صلی الله علیه وسلم وغیر او صلعم ہمچنان است که مذکور شد - وہم این مرتبه خلق ثابت است بدلائل عقلیه بدلالت متغیر که تغیر شونده است باینکه متغیر را بسبب تغیرش دو عدم لازم اند یکی عدم سابق ودوم لاحق پس این متغیر در تغیر خود خواهنده موجد خود است از آنکه ایجاد او را تغیر دهنده موجد باید که وجود نو پیدا آرد - ونیز در صورت عدم تسلیم ہیولی وصورت از مرتبه حادث مخلوق برای ہیولی قدیمه لزوم مسلوبات شود بسبب صورها که از مسلوبات اند که بدیهیه عقلیه نقلیه اند یعنی ظاہر اند بعقل می آیند واز نقل ثابت اند چنانچه این ظاہر است آنها می دانسته شود - چون توالد یعنی با ہم زائیدن یکی بر دیگری - وسنة یعنی غنودگی - ونوم یعنی خواب وغیر اینها که مسلوب از ذات قدیم اند وموجود در مخلوق اند حالا که صورت با ہیولی قیام حقیقی دارد از آنکه بر ہیولی عارض زائد است پس ہمچنانکه عارض را با ماہیت قیام حقیقی است صورت را با ہیولی ہست - پس حاصل آنکه اگر ہیولی وصورت ہر دو از مرتبه حادث نباشند بلکه ہیولی از مرتبه قدیم وصورت از مرتبه حادث مخلوق پس تسلیم کرده شوند برای ہیولی قدیمه مسلوبات حادث مخلوق که بسبب حدوث صورها لازم آیند بنا بر قیام حقیقی در ہر دو باقی عده مذکوره - ووجود مسلوبات بصورتهای شان بالبداہت واز عقل ونقل ظاہر است چنانچه گفته شد -

پس این لزوم مسلوبات در خالق قدیم باطل است که از وی آنها مسلوب اند ترجمه

واجتماع نقیضین فی ہیولی بصور متضادۃ لمنشابئتہا لہا وہو غیر معقول وان قیل للتحذر ش ای لتحذر من انکار مرتبۃ الخلق الثابتۃ ولزوم مسلوبات لہیولی قدیمۃ بصور من مسلوبات واجتماع نقیضین فی ہیولی بصور متضادۃ ہو صورت بقیام مجازی بہیولی قدیمۃ مع خلاف باصلہما فلا لزوم المسلوبات لکن ادعاء وحدت وجود ہیولی قدیمۃ مع صورتہا بنفی وجود دونہما باطل اذ ماہیۃ التی بقیام مجازی قائمۃ بنفسہا فی معناہا مع عوارضہا فلیست بعارضۃ لہا بقیام حقیقی فلیست بصورۃ لہا واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ ۳۱ وہم درصورتیکہ عدم تسلیم ہر دو از مرتبہ حادث مخلوق اجتماع نقیضین شود در ہیولی بسبب صورتہای متضادہ بنابر منشابئت ہیولی برای صور یعنی ہیولی صور را درصورت قیام حقیقی منشاء واقع شود کہ از و نشو و بالبدیہیے صورتہا حاصل آید کہ اینہا عارض زائد اند برو قیام حقیقی پس بسبب صورتہای متضادہ در ہیولی بقیام حقیقی کہ ضدین در و گرد آیند اجتماع نقیضین پیش آید۔ واین ہم معقول نیست۔ اگر بنابر تحذر از انکار مرتبہ خلق ثابتہ۔ ولزوم مسلوبات برای ہیولی بصور از مسلوبات۔ واجتماع نقیضین در ہیولی بصور متضادہ۔ گفتہ شود کہ صورت حادث را با ہیولی قدیمہ قیام مجازی است، با وصف خلاف با اصل ہر دو کہ گفتہ آمد نسبت اصل ہر دو قیام ہر دو در ابتدای این ذکر۔ پس درینصورت لزوم مسلوبات نیست لیکن ادعای وحدت وجود یعنی این دعوی کردن کہ وحدت وجود ہیولی قدیمہ مع صورت او ست بانفی وجود سوائی این ہر دو یعنی سوائی ہر دو مذکورہ از وجود نفی کردہ شود این دعوی وحدت وجود باطل است از انکہ ماہیتی کہ آن بقیام مجازی است قائم بنفس خود ہست در معنای خود مع عوارض خود۔ نہ اینکہ این ماہیت بماہیتی بطور عرض عارض شود و ماہیت را عرض نام نہادہ بشود در عرض و ماہیت قیام مجازی باشد حالانکہ درین ہر دو قیام حقیقی باید۔ پس این ماہیت عارض نیست برای ماہیت بقیام حقیقی پس نیست صورت برای ہیولی واللہ یہدی من یشاء الی الصراط مستقیم یعنی خدای برتر رہنماید ہر کسی را کہ بخواہد سوی راہ راست و درست۔ اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

یا درصورت عدم تسلیم تغییر مذکورہ واقرار حدوث اجتماع نقیضین در ہیولی بصور متضادہ پیش آید کہ این ہم معقول نیست +

وادعای وحدت وجود ہیولی قدیمہ مع صورت او بقیام مجازی بانفی وجود غیر این باطل است

ماہیت بماہیتی بطور عرض عارض نہ شود پس او را صورۃ نشود +

یا درصورت عدم تسلیم تغییر مذکورہ واقرار حدوث اجتماع نقیضین در ہیولی بصور متضادہ پیش آید کہ این ہم معقول نیست +

ادعای وحدت وجود ہیولی قدیمہ مع صورت او بقیام مجازی بانفی وجود غیر این باطل است +

ماہیتہ بماہیتی بطور عرض عارض نشود ونہ ماہیتہ بعرض نام نہادہ شود ونہ ہر دو بقیام مجازی باشد پس ونہ ماہیتہ برای ماہیتہ بقیام حقیقی عارض است پس صورت برای ہیولی چگونہ است +

ذكر كيفية الرسالة والنبوة والولاية والاعجاز والاستدراج والاستعانة وما فيها مع مطالب اخرى

كيفية الرسالة والنبوة والولاية والاعجاز والاستدراج والاستعانة وما فيها مع مطالب اخرى

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلي على رسوله محمد ونستشفعه وعلى آله واصحابه واتباعه اجمعين ۔ اعلم انما الرسالة هي ارسال فرسول لغة منها بمعنى مفعول ففيها تعرض ذات بنفسها من جهة الى جهة ونبوة منقوصة بواو وهي رفعة او مهموزة لام هي انباء فنبي على الوجهين لغة منهما بمعنى فاعل او مفعول ففيهما تعرض ذات بوصفها من جهة الى جهة وقد تعبر الرسالة بالنبوة والنبوة بالرسالة لامتزاجهما بامتزاج الذات بالصفات

المطلب في الرسالة والنبوة والولاية وصفتهم ومنشئهم

ترجمه این ذکر بیان رسالت ونبوت وولایت واعجاز واستدراج واستعانت است وآنچه درو است مع مطالب دیگر ۔

بیان کیفیت رسالت ونبوت ولایت واعجاز واستدراج واستعانت وآنچه درو است مع دیگر مطالب

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله ونستعينه ونصلي على رسوله محمد ونستشفعه وعلى آله واصحابه واتباعه اجمعين

بدانکه خبر این نیست که رسالت مصدر بمعنی ارسال یعنی فرستادن است ۔ ورسول از روی لغت وصف است بمعنی مفعول یعنی فرستاده شده ۔ پس درین وصف تعرض ذات بنفس خود است یعنی ذات را بنفس خود پیش آمدن وپرداختن است از جهتی سوی جهتی ۔ ونبوت منقوصه بواو یعنی این مصدر در صورت ناقص واوی بمعنی رفعت یعنی بلندی آید یا این مصدر مهموز لام است بمعنی انبا یعنی آگهی وخبر دادن است پس لفظ نبی بر بنای هر دو وجه لغت ووصف است از هر دو مصدر ناقص واوی ومهموز لام که نبوة ونبأ است بمعنی فاعل ومفعول ای رافع ومرفوع یعنی بلند شونده وبلند کرده شده یا بمعنی مخبر ومخبر است یعنی خبر رسنده وخبر داده شده ۔ ودرین هر دو لفظ تعرض یعنی پیش آمدن وپرداختن ذات بوصف خود است از جهتی سوی جهتی ۔ وگاهی رسالت به نبوت ونبوت برسالت تعبیر کرده شود بسبب امتزاج هر دو بامتزاج ذات بصفات یعنی این تعبیر بنا بر بهم آمیختن هر دو وصف رسالت ونبوت است بسبب بهم آمیختن ذات بصفات ۔ چون در تعریف هر دو اوصاف فکر کنی تعبیر یکی بدیگری بنا بر امتزاج ذات بصفات دریابی ۔

بحث رسالت ونبوت وولایت وصفت ولغت آنها

معنی لغوی رسالت ونبوت مع حاصلش

فاصطلاحٌ في معناهما شرعًا ش اي هما من الله سبحانه الى خلقه ص على معناهما لغنًا فالرسالةُ والنبوةُ مركزيةُ تعيُّنٍ منشأ افادتٍ منتزعاته بقيامهما الحقيقي والمجازي به ففس عليهما ش اے على الرسالة والنبوة ص حقيقتهما دلالة بهما اليها بظليتهما منها۔

فهما عامتانِ بعمومهما لما تحتَ مركزيتهما من موجوداتٍ ومسلوباتٍ ومخصوصتانِ بخصوصيتهما بالانسِ والجنِ عما تحتَ مركزيتهما بحكمته تعالى وازليتان في تعينهما في علمه سبحانه ووجودهما في ازلٍ حادثٍ وان لم تكونا معلومتين فكان الرسولُ مجهولاً فكيف في الميثاقِ مسؤلا

ترجمه ـ پس اصطلاح در معنائی آں ہر دو از روئی شرع که ہر دو از خدائی سبحانه ہست سوئی خلق بر بنائے معنائی آں ہر دو ہست از روئی لغت یعنی معنی اصطلاحی آں ہر دو در شرع بنا بر معنی لغوی آں ہر دو ہست وآں در شرع بر بنائی معنی لغوی رسالت ونبوت تعرض یعنی پیش آمدن وپرداختن رسول ونبی ہست بنفس وصف خود از خدائی سبحانه سوئی خلق او پس ایں ارسال وفرستادن ذات رسول بنا بر اطلاع واخبار او صحابی بہست پس ایں رسالت ونبوت مرکز تعینی واقع شده که آں تعین منتزعات خود در انتشار افادت ہست بسبب قیام حقیقی ومجازی ایں منتزعات بآں تعین ـ پس حقیقت رسالت ونبوت برین ہر دو قیاس کن از روی دلالتے که ایں ہر دو سوئی حقیقت ہست بسبب ظلیت ہر دو از حقیقت یعنی حقیقت رسالت ونبوت بسبب ظل بودن ایں ہر دو از حقیقت قیاس باید کرد از روی دلالتے که ایں ہر دو را سوئی حقیقت ہست بنا برین دلالت حقیقت ہر دو برین ہر دو قیاس باید کرد ـ مطلب اینکه حقیقت ایں ہر دو برین ہر دو قیاس شود باینطور که بسبب ظل بودن ایں ہر دو از حقیقت دلالتے که ایں ہر دو را سوئی حقیقت ہست بنا برین دلالت حقیقت ایں ہر دو باید فہمید وایں ہر دو بسبب عموم خود عام اند برائی ما تحت مرکزیت ہر دو که از موجودات ومسلوبات اند یعنی انچه که زیر مرکزیت ہر دو اند از موجودات ومسلوبات ـ ومخصوص اند ایں ہر دو بسبب خصوصیت خود با انس وجن از انچه که زیر مرکزیت ہر دو ہست بحکمت او تعالی ـ ودر تعین خود در علم او تعالی ہر دو ازلی اند ودر وجود خود در ازل حادث ـ واگر ہر دو معلوم او تعالے نباشند پس ایں رسول مجہول شود پس چگونه در میثاق مسؤل یعنی پرسیده شود ـ

معنی اصطلاحی ہر دو حاصل شد +

بیان وقوع مرکز انتشار تعینات ایں ہر دو

مطلب فی التعینات الذات والصفات الحقیقیہ والثانیہ والفعلیہ والتنزیہیہ الخ

ومقدم التعينات تعين ذات كما عرفتها ش اى انها
معطوف على راس الة تحت اشارة
مفهوم وجداني علماً مع وجودها خارجاً بضرورة م
فصفات حقيقية كما عرفتها ش اى هي متضمنة ذات
بقيامها الحقيقي بها من حيث انها لا هي ولا غيرها و
تحدد ذات عليها فقرار تشخص نفس عليها م فثانية
كما عرفتها ش اى هي اضافات ذاتية متضمنة ذات
ولا تحتاج في وجودها الى حقيقية انتزاعا كفعلية الا
احتياجا بوجه لتحدد ذات عليها فمحتاجة اليها في
تضمن ذات لا حاجة خاصة لوجودها اليها فالاحتياج
اليها بوجه غير معتبر فتحققت اصالتها بمقابلة الحقيقية
متساوية بالحقيقية في استقرارها في تضمن ذات ولا تحدد
ذات عليها وهي لا عينها ولا غيرها م ففعلية كما عرفتها
ش اى هي اضافات ذاتية متضمنة حقيقية احتياجا لوجودها.

بحث تعینات کہ در شمہ مقدم تعین ذات است ۱

۲ بیان تعین صفات حقیقیہ

۳ بیان تعین صفات ثانیہ

ترجمہ و جزاین نیست کہ تعین ذات مقدم تعینات است چنانچہ او را دانستی کہ آن آئینہ ذات از روی علم
مفہوم وجدانی است مع وجود او کہ خارج است بضرورت۔ پس تعین صفات حقیقیہ است چنانچہ دانستی آنہا
را کہ بقیام حقیقی بذات متضمن ذات اند ازین حیثیت کہ آنہا نہ عین ذات اند و نہ غیر ذات۔ و ذات برآنہا
متحدد و مشود یعنی باز داشتہ شدہ۔ و قرار تشخص نفس برآنہا است۔ پس تعین صفات ثانیہ است
چنانچہ دانستی آنہا را کہ اضافات ذاتیہ اند متضمن ذات و در وجود خود سوی حقیقیہ ہمچو فعلیہ [illegible]
انتزاع محتاج نباشند مگر احتیاج بوجہی ہست کہ ذات را بر صفات حقیقیہ تحدد واقع شدہ۔ پس در
ضمن آمدن ذات سوی حقیقیہ محتاج اند نہ برای وجود خود سوی حقیقیہ حاجت خاصہ دارند
پس این احتیاج کہ سوی حقیقیہ ہست بوجہی است کہ اعتبار ندارد۔ پس اصالت ثانیہ بمقابلہ حقیقیہ
متحقق شد۔ پس در استقرار خود با حقیقیہ در تضمن ذات برابر اند۔ و ذات برآنہا ہمچو حقیقیہ متحدد نباشد۔ و
این صفات نیز ہمچو حقیقیہ نہ عین ذات اند و نہ غیر ذات۔ پس تعین صفات فعلیہ است چنانچہ دانستی آنہا را
کہ آنہا اضافات ذاتیہ اند متضمن حقیقیہ اند در احتیاج برای وجود خود کہ انتزاع وجود فعلیہ از حقیقیہ ہست

۴ بیان تعین صفات فعلیہ

مطلب فی تعین الرسالۃ والنبوۃ والولایت و منشاء اولی عزم ولغیرہ و مبدء حقیقیہ ابراھیمیہ وموسویہ وعیسویہ و آدمیہ ومحمدیہ علیہم الصلوۃ والسلام

انتزاعًا منها **م** فتنزیہ انتزاعًا وصفًا لموصوفہ لا احتیاجًا لوجودہ متساویًا بذاتٍ فی استقرارہ لا ستجماعہ کذاتٍ۔ ففی کلِ واحدٍ منها تعینٌ اولٌ لانشاءِ منشاءِ اولی عزمٍ وثانی لغیرہٖ **ش** ای تعینٍ ثانی لانشاءِ منشاءٍ لغیر اولی عزمٍ **م** علی تعددِ صفاتٍ الّا فی تعینِ ذاتٍ لعدم تعددِها **ش** ای لیس التعینُ الثانی فی تعینِ ذاتٍ لعدم تعددِ ذاتٍ **م** فحقیقۃ **ش** الحقیقۃ بمعنی علۃ معلول علی مبدئیتہا **م** ابراھیمیۃ التی تصطلح عن تعین صفاتٍ حقیقیۃٍ لمبدئیتہ تعینہ عم **ش** لمبدئیۃ تعینِ صفاتٍ حقیقیۃٍ تعین ابراھیم **م** فی اولیتہٖ منشاءُ نبوتٍ استقلالًا **ش** ای علی استقرارِ وجودِ صفاتٍ حقیقیۃٍ استقلالًا **م** اصلًا **ش**

بیان تعین صفات تنزیہ

بیان منشاء اولو العزمی وغیر اولو العزمی و تعین رسالت و نبوت و ولایت

بیان حقیقت ابراھیمی و اولیت منشاء نبوت و مبدء و منشاء او

ترجمہ پس تعین صفت تنزیہیہ است کہ انتزاعش از روی وصف است برای موصوف خود نہ این انتزاع بنا بر احتیاج است برای وجودِ خود بلکہ این وصف در استقرار خود بذات باہم مساوی شود بنا بر استجماع خود ہمچو ذات یعنی چونکہ در این وصف استجماع جمیع صفات ہمچو ذات است بنا بریں استجماع این وصف با ذاتِ خود باہم مساوات دارد اگرچہ این وصف ہم برای موصوف است این استجماع۔ پس در ہر یکی از ینہا تعینِ اول است برای انشاء او منشاء اولو العزمی است۔ و تعین ثانی برای غیر اولو العزم است کہ از و منشاء غیر اولو العزم انشا یابد بنا بر تعدد صفات مگر در تعینِ ذات بسبب عدم تعدد ذات یعنی در تعینِ ذات ہمچو تعین صفات تعین ثانی نیست از انکہ در ذات ہمچو صفات تعدد نباشد و حقیقت بنا بر مبدئیت خود یعنی بنا بر محل آغاز و آشکارہ شدن خود بمعنی علت معلول است۔ پس حقیقت ابراہیمی کہ از تعین صفاتِ حقیقیہ اصطلاح کردہ شود بنا بر مبدئیت تعین شان است تعین او علیہ السلام یعنی تعین صفاتِ حقیقیہ مبدء است تعین ابراہیم علیہ السلام را بنا بریں حقیقت ابراہیمی از تعین صفاتِ حقیقیہ اصطلاح کردہ می شود۔ پس حقیقت ابراہیمی در اولیت بطور استقلال و اصل منشاء نبوت است ہمبر انکہ استقرار وجود صفات حقیقیہ از روی استقلال است در اولیت یعنی وجود این صفات با ذات بسبب تحدد ذات بریں صفات بطور استقلال در اولیت قرار گرفتہ ہمچنین حقیقت ابراہیمی کہ مبدء انتزاع تعین او این صفات آمدہ در اولیت منشاء نبوت را بطور استقلال و اصل آمدہ برانچہ کہ او اصل نیست

لما هو ليس باصلٍ والاصلُ بمقابلةِ فرعٍ واصلًا اى لا يحتاجُ
الى غيرهٖ فى استقرارهٖ فالاصلُ بمقابلةِ تبعٍ فالاصلُ على
المعنيينِ فيشيرُ الى الفرعِ والتبعِ هما للاولياءِ م حقيقةٌ
موسويةِ التى هى مصطلحةٌ عن تعينِ شانيةٍ لمبدئيته
تعينه عم فى اوليةِ منشاءُ نبوتٍ استقلالًا اصلًا تساوى
منشاءُ نبوتٍ لحقيقةِ ابراهيميةٍ كما عرفته ش اى التساوى
م فتعينُ فعليةٍ مبدءٌ لتعينِ آدم عم فى اوليتٍ فيصطلحُ
حقيقةُ آدميةٍ وتعينُ تنزيهٍ مبدءٌ لتعينِ عيسى عم فى
اوليةٍ فيصطلحُ حقيقةُ عيسويةٍ فينكشفانِ باستقلالٍ لهما
بالانتزاعِ احتياجًا لوجودهما فعلًا ووصفًا

ترجمه و این اصل بمقابلهٔ فرع است ۔ و هم اصل آمده یعنی او در استقرار خود سوی غیر خود محتاج
نشود ۔ و این اصل بمقابلهٔ تبع است ۔ پس اینجا اصل بر این هر دو معنی است که اشاره میکند سوی فرع و
تبع هر دو ۔ و این فرع و تبع هر دو برای اولیاء الله است ۔ و حقیقت موسوی که از تعینِ صفات شانیه — بیانِ حقیقتِ موسوی و اولیت
اصطلاح کرده شده است بنا بر مبدئیتِ تعین این صفات است تعینِ موسیٰ علیه السلام یعنی تعینِ — منشاء نبوت او مع مبدء منشاء
صفاتِ شانیه مبدء تعینِ موسیٰ علیه السلام است بنا برین حقیقتِ موسویه بتعینِ صفاتِ شانیه — او
مصطلح آمد پس این حقیقتِ موسویه در اولیت بطور استقلال و اصل منشاء نبوت است همچنان که حقیقتِ
ابراهیمی منشاء نبوت واقع شده که درین منشاء هر دو باهم مساوی آمدند چنانکه این مساوات را در تعریف
صفاتِ حقیقیه و شانیه شناختی ۔ و تعینِ فعلیه مبدء است برای تعینِ آدم علیه
السلام در اولیت پس حقیقتِ آدمیه اصطلاح کرده شود از تعینِ صفاتِ فعلیه — بیانِ حقیقتِ آدمی در اولیت و مبدء او
و تعینِ تنزیهیه مبدء است برای تعینِ عیسیٰ علیه السلام در اولیت پس حقیقتِ — و بیانِ حقیقتِ عیسوی
عیسویه مصطلح است از تعینِ وصفِ تنزیهیه + — در اولیت و مبدء او +
و این هر دو تعینِ فعلیه و تنزیهیه باستقلال خود ها منکشف هستند یعنی واشوند بانتزاع
بنا بر احتیاج برای وجود خود ها از روی فعل و وصف +

وحقیقة محمدیة التی تصطلح عن تعین ذاتٍ لمبدئیة
تعینه صلعم فی اولیةٍ منشاء رسالةٍ استقلالاً اصلاً
تضمن منشئی نبوتٍ باعتباریها من حیث قیامهما به ❊
فاستکملت محبوبیة محمدیةٍ باستجماع الحقیقتین المستقلتین
والمنتزعتین المذکورتین بالاصالة ۔ ش متعلق استجماع
ومعناها ان لیس احتیاج فی استجماع الحقیقتین المستقلتین
والمنتزعتین المذکورتین الی الغیر ففی استقرار استکمال
المحبوبیة اصالتاً بل الغیر یحتاج فی استقراره الی الحقیقة
المحمدیة حقیقتاً من وجه قیامه بها ❊ فصدق قوله
صلعم انا اول الاولین وانا اخر الاخرین الحدیث
فالاولیة علی الوجود والاخریة علی الظهور

مطلب استکمال محبوبیۃ محمدیہ باستجماع بالاصالت ہر دو حقیقت مذکورہ مستقلہ و ہر دو منتزعات ❊

تفسیر حدیث شریف انا اول الاولین و انا آخر الآخرین

ترجمہ وحقیقت محمدیہ آنکہ مصطلح است از تعین ذات بنا بر مبدئیت او تعین او صلعم را در اولیت منشاء رسالت است بطور استقلال و اصل کہ ایں منشاء رسالت متضمن شدہ است ہر دو منشاء نبوت را کہ حقیقت ابراہیمی و موسوی ہست باعتبار ہر دو منشاء آں از حیثیت قیام ایں ہر دو کہ باآں ہست ۔ کہ کیفیتش در مبدء تعین حقیقت ہر دو منشاء کہ تعین صفات حقیقیہ و شانیہ اند در حقیقت ابراہیمی و موسوی مع تفارق باہمی و حیثیت قیام ہر دو با ذات مذکور آمد بفکر و تامل درانجا نظر کن بخواہش خدا ایں ہمہ مطالب دریابی ❊ پس محبوبیت محمدیہ بسبب استجماع ہر دو حقیقت مذکورہ کہ ہر دو مستقلہ و ہر دو منتزعہ ہستند کہ مستجمع بالاصالت آمدند استکمال یافت و تمام کردن خواست و مراد آنکہ در استجماع یعنی گرد آوردن ہر دو حقیقت مستقلہ و ہر دو منتزعات مذکورہ ہر آئینہ حقیقت محمدیہ را سوی غیری احتیاج نیست پس در استقرار استکمال محبوبیت ایں حقیقت محمدیہ از روی اصالت است بلکہ ایں غیر در استقرار خود سوی حقیقت محمدیہ حقیقتاً محتاج مشود از وجہ قیام خود بحقیقت محمدیہ ۔ پس صادق آمد قول او صلعم انا اول الاولین و انا اخر الاخرین الحدیث ۔ یعنی من اول ہمہ اولان ہستم و من آخر آخرام تا آخر حدیث ۔ و ایں اولیت بنا بر وجود است و ایں آخریت بنا بر ظہور ❊

تفسیر حدیث شریف انا الاولین و انا آخر

فالرسالة بمعنى مصدر ربط بين مرسلٍ ورسولٍ فهي نسبة
معروفة لا تشتبه ولا تشترك وموصلة الى مرسلٍ فلا تعرف
ولا توصل ش الضمير المستتر في الفعلين الى النسبة
م الا بتعريف رسولٍ وهكذا ظلية ظلٍ من ذي ظلٍ
ش اي كرسالة رسولٍ من مرسلٍ اي بينهما ربط الظلية
فهي نسبة معروفة ولا تشتبه ولا تشترك وموصلة الى
ذي ظلٍ فلا تعرف ولا توصل الا بتعريف ظلٍ م و
حقيقة ش الحقيقة بمعنى ماهية م نبوت ايضا في
حكم الرسالة والظلية فالرسالة افضل من النبوت بما وصفنا
والنبوت افضل من الولاية هي قربة مخصوصة حقيقية و
نظرية واستحالية بقطع نظرٍ عن المنشائية وعن غير الاتصاف
بصفات الله سبحانه فالاتصاف المحض مقصود في الولاية

ترجمہ پس رسالت بمعنی مصدر ربطی ہست درمیان فرستندہ و فرستادہ شدہ - پس این نسبتی است معروف
کہ نہ مشتبہ شود و نہ مشترک بلکہ سوئے فرستندہ موصل است یعنی رسانندہ - و این نسبت شناختہ نمیشود و کسی را
نمیکند یعنی فرستندہ نمی رساند مگر بتعریف یعنی شناسا کردن رسول - و ہمچنین ہست ظلیت ظل از ذی ظل
یعنی ہمچو رسالت رسول از مرسل مراد آنکہ درمیان ظل و ذی ظل ربط ظلیت ہست - و این نسبتی ہست
معروفہ یعنی شناختہ شدہ کہ مشتبہ و مشترک نمی شود بلکہ سوئی ظل موصل ہست و این شناختہ نمی
و بصاحب سایہ نمیرساند مگر بتعریف یعنی شناسا کردن و آگاہانیدن ظل - و حقیقت یعنی ماہیت
نبوت نیز در حکم رسالت و ظلیت است - پس رسالت افضل از نبوت ہست بنا بر آنچہ بیان
چیزے کہ وصف کردہ شدند ہر دو - و نبوت افضل است از ولایت - و این قربت
مخصوصہ ہست بطور حقیقیہ و نظریہ و استحالیہ - و این قربت بقطع نظر است
از منشائیت و بقطع نظر است از غیر اتصاف بصفات خدائے
سبحانہ - بلکہ در ولایت اتصاف محض
مقصود است

حد و تعریف رسالت و حقیقت

حقیقت نبوت

بیان افضلیت رسالت از نبوت و نبوت از ولایت و حد ولایت

تا آنکہ رسالت بمعنی مصدر ... بینہ درمیان مرسل و مرسل و ... ذی ظل ربط و نسبتی است ... کہ مشتبہ و مشترک نشود ... وصل بذی ظل و ہمچنین حقیقت ... است

بیان آنکہ رسالت افضل است از نبوت و نبوت از ولایت و حقیقت و حد و تعریف

فكلٌ من الرسالةِ والنبوةِ والولايةِ جامعٌ اتصافاً ومانعٌ
حدوداً ش اى تعريفاً بوصفه م فاصلاً ش اى لا
احتياجَ الى الغير بل غيرُه يحتاج اليه م لنبيٍّ ورسولٍ عم
وعرضاً ش اى هو قيامٌ مجازيٌّ مع مراديته في ضمن النبي عم
احتياجاً اليه عم م وتبعاً ش اي الاتصافُ بصفاتِ اللهِ
سبحانه في تبع صفاتِ النبيِ صلعم م لولي * وتفرّقَ نظرٌ
بأن لم يتعرّج الى اعتبارِ الرسالة والنبوة من اعتبار الولاية
وهو مستجمعٌ له لبعضٍ وبأن تعرّج فلم يتنزّل لبعضٍ فلم
يستجمعا بهما فالاولُ ناظرٌ بفضيلةِ الولايةِ من الرسالةِ والنبوةِ والثاني
بفضيلةِ الرسالةِ والنبوةِ وان تنزّلَ فاستجمعهما * فدليلٌ بذاته ش
اي ليس بمحتاجٍ الى غيرِه م على دعوى رسالةِ الرسولِ حسناتُه
الذاتيةُ ش اى ليست بعرضٍ فلا تحتاج الى غيرٍ م باصالتٍ

ترجمه پس هر یک ازین رسالت ونبوت وولایت از روی اتصاف جامع است بهمه گرد واز روی حدود مانع یعنی از روی تعریف بوصفه خود ـ پس هرچه ازینها بطور اصل است یعنی آنکه سوی غیر محتاج نباشد بلکه غیرش سوی او محتاج شود برای نبی ورسول علیهم الصلوة والسلام است ۔ وهرچه بطور عرض است یعنی او که قیام مجازی دارد مع مراد شدن خود در ضمن نبی علیه السلام است بغرض احتیاج سوی نبی علیه السلام ۔ وهرچه بطور تبع است یعنی موصوف شدنش بصفات خدای سبحانه در تبع صفات نبی صلی الله علیه وسلم این هر دو یعنی عرضاً وتبعاً برای ولی است رضوان الله علیهم اجمعین ۔ ومتفرق وجدا شده است نظر اینجا بآنکه سوی اعتبار رسالت ونبوت از اعتبار ولایت عروج نکرد وبلند نشد و او یعنی اعتبار رسالت اعتبار ولایت را مستجمع است برای بعض که آنها با گرد آرنده آمده ۔ وبآنکه نظر عروج کرد وبلند شد پس نزول نکرد وپست نشد برای بعض ـ پس هر دو بهر دو مستجمع نشدند یعنی اعتبار رسالت وولایت با خود ما گرد نیامدند ـ پس اول ناظر است بتفضیلت ولایت از رسالت ونبوت ۔ ودوم ناظر است بفضیلت رسالة ونبوة ۔ واگر نزول کرد پس آن گرد آرنده شد هر دو را ۔ پس دلیلی که بذات رسول است یعنی آن دلیلی که محتاج سوی غیر او نیست بر دعوی رسالت رسول حسنات ذاتیه رسول اند که باصالت اند یعنی آنکه به تبع نیند ۔ یعنی دلیل که بذات رسول است بر دعوی رسالت آن نیکوییها وخوبیهای ذاتیه رسول اند که بعرض نیستند پس سوی غیر خود محتاج نشوند ۔ وآنکه باصالت اند یعنی بر تبع نیستند

هر یک از رسالت ونبوت وولایت بطور اصل برای نبی ورسول است وبطور عرض وتبع برای ولی *

ش ای لیست بتبع م فی تبرءٍ عما وجب ش الضمیر
المستتر الی التبرء م فلما ثبت حسنهُ الذاتی باصالت
فضدهٗ مسلوبٌ عنه فحصل دلیلٌ الی الدعوی بقول رسول
لا الٰه الا الله ش لان هٰذه الحسنة حسنی الحسنات
وهذا التبرء خیر التبرات والبحث العظیم فی اثبات لا
الٰه الا الله م وانه رسول الله ش لان لا یعرف رسولا
الا رسولٌ دلیلا بذاته م وبعرضه احتیاج غیره الیه
ش ای احتیاج غیر رسول الی رسولٍ م فکشف حقائق
حسنات والهامٌ لخواصٍ وتواترُ اخبارٍ وشهرةُ آثارٍ لعوام
وموقوفُ المعرفة ش ای معرفة الرسول والرسالة والحسنات
ای موقوف علیه وصولٌ لعقلٍ وقد تشتبها ش الضمیر المتصل الی الحسنات
م متشابهاتٌ وما هی بحسنات

ش ترجمہ واین حسنات از انچه که بیزاری و بری شدن و تبرء واجب ست در تبرء باشند۔ مراد آنکه دلیل ذات رسول که در اثبات دعوی محتاج غیر نباشد بر دعوی رسالت رسول نکوئیهای ذاتیه رسول اند تا آن نکوئیها که عارض شده باشند و آنکه لا ملاقات باشند نه بالتبع و آنکه در تبرء باشند از انچه که بری شدن و بیزاری واجب است۔ و هرگاه که نکوئی ذاتی رسول باصالت ثابت شد پس ضدش ازو مسلوب است۔ پس دلیل سوی دعوی حاصل شد بقول رسول که گفت لا الٰه الا الله از انکه این نکوئی نیک ترین نکوئیها است۔ و این تبرء بهترین بیزاریها است۔ و بحث عظیم است در اثبات لا الٰه الا الله و نیز دلیل حاصل شد بقول رسول که گفت انه رسول الله یعنی آنکه او رسول خدا است۔ از آنکه رسول را بجز رسول دیگر نمی شناسد از روی دلیل بذاته یعنی ازین رو که این دلیل بذات رسول است پس غیرش بجز رسول او را نمی شناسد۔ و دلیلے که بعرض اوست از روی احتیاج غیرش سوی او یعنی بدلیلے بسبب عارض آمدن احتیاج غیر رسول سوی رسول غیر را بعرض او است معرفتش باحتیاج است که غیر رسول را سوی او باشد۔ پس آن کشف حقائق حسنات است یعنی وا شدن حقیقت نکوئیها و الهام است و این هر دو برای خواص است۔ و تواتر اخبار یعنی پے در پے اخبارش رسیدن۔ و شهرت آثار یعنی اثرهای او شهرت گرفتن۔ این هر دو برای عوام است۔ و موقوف المعرفت یعنی معرفتیکه رسول و رسالت و حسنات بر وی موقوف است آن وصول عقل است یعنی پیوستن و رسیدن است ایسا یہ رسول سو گاہے متشابہات بحسنات مشتبه شوند و حال آنکه آنها حسنات نباشند

بحث دلیل بذاته و بعرضه بر دعوی رسالت رسول الخ بحسنات ذاتیه او باصالت که حسن حسنات و خیر التبرات قول اوست بتوحید و رسالت بکلمه طیبه ؎

دلیل بعوارض رسول برای خواص و عوام و بیان عوارض ؎

بیان موقوف معرفت رسول در حسنات و بیان اشتباه حسنات

فیہدی اللہ سبحانہ من یشاء فاشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ وعلی ولایۃ تابعۃ تبعہا ش بالواو عطف علی دعوی رسالۃ الرسول والضمیر المضاف الیہ الی حسناتہ الذاتیۃ فخبر علی العطف م فالایمان بداہۃ النبوۃ والولایۃ لغیر النبی حم لا یتحقق الا بادراک صحبۃ من قامت بہ فی زمانہ والصحبۃ من التاثر فمن لم یدرکہا ففی الجاہلیۃ ولو کان عارفا بتوحید رب العالمین فما لکم فی اعتقاد الولایۃ الا تفکرون فاعلم انما النبوۃ صفۃ مانعۃ للنبی صلی اللہ تعالی وسلم علی نبینا واخوانہ من الانبیاء اضافیۃ ش من اللہ تعالی ای مخلوقۃ م مشترکۃ وصفیۃ من موجودات قدیمۃ

ترجمہ فیہدی اللہ سبحانہ من یشاء فاشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ پس خدای سبحانہ ہر کرا خواہد راہ راست عنایت کند پس گواہی میدہم آنکہ نیست ہیچ معبودی مگر اللہ یکتا است او نیست او را شریکی گواہی میدہم آنکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندہ او است و رسول او۔ و دلیل بر دعوی ولایت تابعہ تبع حسنات ذاتیہ رسول است یعنی حسنات ذاتیہ رسول بنا بر تبع آنہا دلیل از نیز بر دعوی ولایت تابعہ، ولایت ولی تحت و تبع رسالت رسول باشد و حسناتش تبع حسنات رسول پس حسنات ذاتیہ رسول بر بنا ولایت تابعہ دلیل دعوی ولی بر ولایت او آمد پس ایمان ببداہت نبوت و ولایت برای غیر نبی عم متحقق و ثابت نمی شود مگر بادراک صحبت کسی کہ نبوت و ولایت باو قائم است در زمانہ او و این صحبت از تاثر است یعنی از اثر پذیرفتن پس کسیکہ او را ادراک نکرد پس در جاہلیت است اگرچہ عارف بتوحید رب العالمین است پس چیست برای شما در اعتقاد ولایت آیا فکر نمی کنید +

و بدان کہ جز این نیست کہ نبوت صفت مانعہ ہست برای نبی درود و سلام خدای برتر بر نبی ما باد و بر برادران او کہ از انبیاء آندہ در حالیکہ این صفت اضافیہ ہست از خدای برتر یعنی مخلوق خدای برتر است و این صفت مشترکہ و صفیہ ہست کہ از موجودات قدیمہ او سبحانہ اشتراک وصفی دارد +

٣ بحثشد اینکہ نبوۃ صفۃ مانعہ ہست بر نبی و اعجاز او است صلعم و این مشترکہ بتخیری نیست

[illegible]

[illegible]

وکذا الولایة التابعة صفة مانعة باضافة ش من الله تعالی ای مخلوقة م مشترکة وصفیة لنفس الولي فهي کرامة له في مقابلة غیره فهذه الصفة فیه مادامت نفسه محفوظة والحفظ غیر منقطع منها ش اي الولایة التابعة م یقیناً علی انها ش اي الولایة التابعة م من حسنة قاطعة عن غیرها ش اي الحسنة م فظناً علی انها ش اي الولایة التابعة م مجهولة الحقیقة في انها ش اي الولایة التابعة م من حسنة او من متشابهة ـ فما من متشابهة لیست بولایة حقیقة والله تعالی اعلم بصوابها لکن الحکم علی الموجود والظاهر ش فالحکم علی المعدوم باطل وعلی الحقیقة مجهول م فالحفظ علی تعدیة ش بمقابلة لزوم م صفة له سبحانه لغیره تعالی فنفیه جائز عن غیره تعالی وفي الجواز جانب اولی قوي فما وجد من صفة حسناً في اي وقت کرامة له من الله العزیز الرحیم

ترجمه و همچنین ولایت تابعه برای نفس ولی صفت مانعه باضافت هست از خدای برتر یعنی مخلوق و آفریده شده اوست سبحانه که مشترکه و صفیه است یعنی از موجودات قدیمیه اشتراک وصفی دارد ـ پس این کرامة که برای ولی هست در مقابله غیر خود هست ـ پس این صفت ثابت است در ولی ما دامیکه نفس او محفوظ است و این صفت حفظ از ولایت تابعه یقیناً و ظناً غیر منقطع است ـ یقیناً بر بنای آنکه این ولایت تابعه از حسنه است که از غیر خود قاطع و بریده است ـ و ظناً بر بنای آنکه این ولایت تابعه مجهول الحقیقت هست یعنی حقیقت این ولایت تابعه مجهول هست در آنکه او از حسنه است یا از متشابه ـ پس آنچه که از متشابه هست آن در حقیقت ولایت نیست والله تعالی اعلم بصوابها یعنی و خدای برتر دانا تر است بصواب او ـ لیکن حکم بر موجود و ظاهر است و بر معدوم این حکم باطل و بنا بر حقیقت مجهول ـ لیکن این صفت حفظ بنا بر تعدیه بمقابله لزوم صفتی است برای حق سبحانه غیر او تعالی را پس نفیش جائز است از غیر او تعالی ؛ و در جواز جانب اولی قوی است ـ پس آنچه یافته شود از صفت او بطور حسن در هیچ وقت با نقاف جامع با رسول خدا بسبب متصف شدن ولی در صفت جامع با رسول خدا این کرامت هست برای ولی از خدای غالب و رحیم.

مطلب الولایة التابعة صفة مانعة الخ فهي کرامة

بحث ولایت که صفة مانعه هست دلی و کرامت است

حفظ ولی یقینی و ظنی هر دو هست بنا بر قاطعیت و اشتباه متشابه نیست حقیقت ولایت نیست حکم بر موجود و ظاهر است مجهول ـ و نفی حفظ از غیر بنای حقیقه مجهول ـ و در جانب اول قوی تعالی جائز ـ

باز هر آن از صفت بطور حسن با اتصاف با رسول خود در هیچ وقت با شود کرامت هست از خدای غالب و رحیم

بانصافٍ جامعٍ مع رسوله وكذلك الايمانُ ش هو في الشرع
الشريفِ محبةُ الحق فلانّ منها التصديقُ بنبيه م صفةٌ
مانعٌ ـ باضافةِ ش من اللهِ تعالى اي مخلوقٍ م مشتركٍ
وصفي لنفسِ المومنِ العامي فهو معونةٌ له في مقابلةِ غيره
فهذا الوصفُ فيه مادامت نفسه معانةٌ والمعونةُ غيرُ
منقطعةٍ منه ش اي الايمانَ م يقيناً على انه ش
اي الايمانَ م حسنٌ قاطعٌ عن غيره فظناً على انه ش اي
الايمانَ م مجهولُ الحقيقةِ في انه حسنٌ اومتشابهٌ فما هو
متشابهٌ ليس بايمانٍ حقيقةً والله تعالى اعلم بصوابه لكن الحكمَ
على الموجودِ والظاهرِ ش فالحكمُ على المعدومِ باطلٌ و
على الحقيقةِ مجهولٌ م فما وُجد من وصفه حسناً في
ايّ وقتٍ معونةٌ له من اللهِ العزيزِ الرحيمِ بانصافٍ جامعٍ مع رسوله

مطلب الايمان وصف مانع الخ
فهو معونة +

ترجمه و همچنین ایمان که او در شرع شریف محبت حق است ـ و محبت حق را تصدیق نبی
لازم و ملزوم است ـ وصف مانع باضافت است از خدای تعالی یعنی مخلوق خدای برتر است
که مشترک وصفی است بنفس مومن عامی را که از موجودات قدیمه اشتراک وصفی دارد +
پس این معونت است برای مومن در مقابله غیر خود + و این وصف معونت در مومن مادامی
است که نفس او باری داده شده است + و این معونت از ایمان غیر منقطع است از روی تقریر
بر این که هر آئینه ایمان حسن و نیکوئی است که از غیر خود برّنده و قاطع است + و از روی ظن ـ بر این
که هر آئینه ایمان مجهول حقیقت است یعنی حقیقتش مجهول است در این امر که او حسن
است یا متشابه + پس آنچه که او متشابه هست در حقیقت ایمان نیست والله تعالی
اعلم بصوابه و خدای برتر داناتر است براستی و درستی این حسن و متشابه +
لیکن حکم بر موجود و ظاهر است و بر معدوم باطل و بنا بر حقیقت مجهول + پس آنچه یافته شود از وصف
او بطور حسن در هیچ وقت بانصاف جامع با رسول خدا معونت هست امدا از خدای عزیز و رحیم +

بحث حقیقت ایمان و
تعریف شرعی و حقیقت
معونت یقیناً و ظناً.

والكفرُ ش هو في الشرعِ الشريفِ استتارُ الحقِّ وانكارُه م وصفٌ مانعٌ مشتركٌ اسميٌ بوجودِ مسلوباتٍ التزامًا فارغًا عن موجوداتٍ تضمنًا للكافرِ باضافةٍ ش من الله تعالى اى بخلقه م فهو استدراجٌ له في مقابلةِ غيرِه فهذا الوصفُ فيه مادامت نفسُه مستدرجةٌ ❊ والاستدراجُ غيرُ منقطعٍ منه ش اى من الكفرِ م يقينًا على انّه من مسلوبٍ قاطعٌ عن غيره ظنًا على انّه مجهولُ الحقيقةِ ممّا وقع في الازلِ ش من سجدةِ العبوديةِ م والله تعالى اعلم بها لكنّ الحكمَ على الموجودِ والظاهرِ ش فالحكمُ على المعدومِ باطلٌ وعلى الحقيقةِ مجهولٌ م فما وجد من وصفه في ايّ وقتٍ استدراجٌ له من اللهِ العزيزِ الحكيمِ فالفارقُ عن الاعجازِ والكرامةِ والمعونةِ والاستدراجِ بالوصفِ المانعِ

ترجمہ وکفر کہ او در شرعِ شریعت استتار یعنی پوشیدنِ حق است و انکار او وصف مانع مشترک اسمی است بسبب وجودِ مسلوبات کہ این وجود شان از روئے التزام است یعنی کفر ہم وصفی است مانع کہ بنا بر وجودِ مسلوبات اشتراک اسمی دارد بنا بر لازم شدنِ مسلوبات باین وجود و فارغ است از موجودات براہ تضمن - و این وصف ثابت است برائے کافر باضافت از خدائے برتر یعنی بآفریدنِ او تعالیٰ - پس این وصف استدراج است برائے او در مقابلۂ غیرِ او و این وصف در کافر دائمی است کہ نفسِ او مستدرج است یعنی گزاشتہ شدہ ❊ و استدراج از کفر غیر منقطع است یعنی جدا شوندہ نیست یقیناً بر بنائے آنکہ او کہ از مسلوب است از غیر خود قاطع و بریدہ است پس از روئے ظن بر بنائے آنکہ او مجہول الحقیقت است از آنچہ کہ در ازل سجدۂ عبودیت واقع شدہ و خدائے برتر باین سجدہ داناتر است لکن حکم بر موجود و ظاہر است - پس این حکم بر معدوم باطل و بر بنائے حقیقت مجہول - پس آنچہ یافتہ شد از وصف او در ہیچ وقت این استدراج است برکافر از خدائے عزیز و حکیم یعنی غالب و صاحب حکمت بسیار - پس این فرق کہ از اعجاز و کرامت و معونت و استدراج است درمیانِ اینہا بوصف مانع اینہا است ❊

مطلب الکفر وصف مانع الخ فهو استدراج

مطلب تعریف و حقیقت کفر و استدراج یقیناً و ظناً بسبب سجدۂ عبودیت در ازل ❊

استدراج از کفر غیر منقطع است یقیناً و ظناً

آنچہ از وصف کافر در ہیچ وقت یافتہ شود استدراج است از خدائے عزیز و حکیم و فارق در فعل اعجاز و کرامت و معونت و استدراج ہمیں وصف مانع است

مطلب ان الاستغاثۃ تقتضی الدعوۃ الخ لیست بشرک مخصوص

اِعلَمْ اَنَّ الاستغاثۃ تقتضی الدعوۃ حقیقتًا ش ای ھی
نفسُ النداء للاستغاثۃ م او مجازًا ش ای ما یُفھم بہ
الاستغاثۃُ م فمن غیر اللہ تعالٰی فیما یجوز فی المضافات
ش ھی مخلوقاتٌ م لیست بشرک مخصوص ممنوع کما
فی سورۃ الصّفّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰہِ کَمَا
قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ط فی
الآیۃ نکاتٌ باقتضاءٍ واشارتٍ اِعلم اَنَّ التشبیہ بالقول و
المقولۃ لوجوبھا لہ ش ای ثابتٌ بالقول والمقولۃ لوجوب
المقولۃ للقول م فیقتضی مشبھًا محذوفًا تعظیمًا لہ صلعم
بالاحتراز عن کالمشبّہ بہ المذکور علٰی مقصودٍ ش تعظیمًا
مفعولٌ لہ للمحذوف ای حذف المشبہ بعظمت شانہ صلعم

تفسیر کریمہ یا ایھا الذین آمنوا کونوا انصار اللہ +

ترجمہ بدانکہ ہر آئینہ استغاثت دعوت را میخواہد حقیقتًا کہ او نفس ندا یعنی آواز دادن و
خواندن است برائی یاری خواستن۔ یا مجازًا یعنی آنچہ بدو استغاثت مفہوم شود۔ پس این استغاثت از
غیر خدای برتر در آن چیزی کہ در مضافات یعنی در مخلوقات جائز است شرک مخصوص ممنوع نیست یعنی آن
شرک نیست کہ مخصوص ممنوع است یعنی خاص کردہ شدہ کہ منع کردہ شدہ است چنانچہ در سورہ صف است در
رکوع دوم یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰہِ کَمَا قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ
مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ط یعنی آنانکہ ایمان آوردند مددگاران خدا شوید چنانچہ گفت عیسی ابن مریم
حواریان را کیست مددگار من سوی خدا۔ در این آیت کریمہ نکتہائی است موافق اقتضا و اشارت
این آیت شریفہ۔ بدانکہ ہر آئینہ تشبیہ درین آیت کریمہ بقول و مقولہ ثابت آمدہ بسبب وجوب مقولہ
برائے قول یعنی اینجا قول برائے مقولہ واجب است بنا برامر پس این تشبیہ مشبہ را محذوف
میخواہد تعظیمًا یعنی بنا بر تعظیم برائی او صلعم بغرض نگاہداشت و احتراز ہمچو مشبہ بہ مذکور بر بنائی
مقصودے۔ اینجا تعظیمًا لفظ محذوف را مفعول لہ است یعنی مشبہ خلاف کردہ شد بنا بر
عظمت شان او صلعم +

بحث استغاثت کہ مقتضی دعوت است حقیقتًا یا مجازًا از غیر خدا مخصوص ممنوع شرک نیست +

تفسیر کریمہ یا ایھا الذین آمنوا کونوا انصار اللہ الخ +

لانه صلعم لا ینبغی له صلعم ان یقول من انصاری ویوهم به فامر بالمومنین بنفسه سبحانه لنفسه سبحانه فجاز له صلعم ان یقوله وبالاحتراز یتعلق تعظیما او محذوفا وعلی مقصود متعلق بیقتضی والمقصود تعظیم نبیه حبیبه صلعم وما فی علمه سبحانه ه وفی المشبه به المذکور اضافة الی یاء المتکلم وهی مفعول به خص للنصرت والی الله حال من فعل الناصرین وفیه اشارة بانباء ایمان بالواجب تعالی ورسالته علیه السلام فلا یجرد الفعل من نسبتین بل تضمنت الاولی الثانیة فقالوا نحن انصار الله بترک النسبة الیه عم اظهارا لاخلاص الله سبحانه فی ضمن نصرته علیه السلام لا اعراضا عنها

ترجمہ ازانکہ سزاوار نیست او صلعم را کہ گوید مَنْ اَنْصَارِیْ یعنی کیست مددگار من حکم کردہ شود بدوکہ اینچنین گوید پس امر فرمود بنفس او سبحانہ مومنین را برای نصرت نفس او سبحانہ پس جائز است برای او صلعم کہ گوید مَنْ اَنْصَارِیْ یعنی کیست مددگار من۔ ولفظ بالاحتراز اینجا بہ لفظ تعظیما یا با محذوفا متعلق میشود۔ وعلی المقصود متعلق است بلفظ یقتضی۔ مراد آنکہ حذف مشبہ بغرض احتراز از ہیچو مشبہ بہ مذکور است یا احتراز بنا بر تعظیم او صلعم است۔ حاصل آنکہ این حذف مشبہ بغرض نگاہداشت عظمت او صلعم است پس تشبیہ مشبہ محذوف را برنای مقصود میخواہد۔ وآن مقصود تعظیم نبی او وحبیب او صلعم است۔ وآنچہ در علم او سبحانہ مقصود دانست۔ و در مشبہ بہ مذکور اضافتی کہ سوئی یای متکلم است وآن مفعول بہ است برائی نصرت خاص کردہ شدہ است او۔ والی اللّٰہ حال است از فعل ناصرین۔ ودرین اشارت است باگاہانیدن ایمان بواجب تعالی و رسالت او علیہ السلام پس این فعل نصرت ناصرین از ہردو نسبت مجرد وخالی نخواہد شد بلکہ نسبت اولی دوم را متضمن آمدہ۔ فقالوا پس بنابرین ناصرین گفتند نحن انصار اللّٰہ یعنی ما مددگاران خدا ہستیم۔ وترک نسبت او علیہ السلام کردند ونگفتند نحن انصارک یعنی ما باشند مددگاران تو۔ پس این ترک نسبت کہ سوئی او علیہ السلام است بنا بر اظہار است برائی اخلاص خدائے سبحانہ درضمن نصرت او علیہ السلام نہ بنا بر اعراض است از نصرت او

[illegible]

تفسیر کریمہ انما ولیکم الله ورسوله والذین آمنوا الخ

وفی سورۃِ المائدۃِ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا
الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ۝ وَ
مَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ
فتحقّقتِ الوِلایۃُ العامّۃُ علی اختصاصِ اللغۃِ بالمعانی
ش هی قرابۃٌ وتکفّلٌ وخُلّۃٌ ومالکیّۃٌ وتصرّفٌ
ونصرۃٌ م بالتحصیرِ والتحقیقِ ش من اِنّما م حالٌ عامّۃً
للہ سبحانہ ورسولہ تعالٰی صلعم والمومنین الصالحین
لِلمخاطبِ العامِ المومن فی کُلِّ حالٍ وزمانٍ ومکانٍ
علی العطفِ ش یتعلق بفعلِ تحقّقتْ وفیہ اشارۃٌ
الی تحقّقِ اتّحادِ المقصودِ م لقدرۃِ اللہِ سبحانہ

[illegible]

ترجمہ در سورۂ مائدہ است در رکوع ہشتم اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا
الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ۝ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَ
رَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ یعنی جز این نیست که ولی ورفیق
شما الله ورسول او است وآنکه ایمان آوردند آنان نماز قائم وبرپا میدارند وزکوۃ میدهند وہمانا اندر رکوع
کنندگان ـ وہر که ولی ورفیق گیرد خدا ورسول او را وآنان را که ایمان آوردند پس ہر آئنه گروہ خدا است
که ہمانان غالب شوندگانند ⁂

بیان معنی لغوی ولایت بتحقیق وتحصیص واتحاد مقصود بتہ ثابت برای خدا ورسول وبرای صالحین از این آیت کریمہ بالارشاد واقتضا از تحصیص بیان سیع بنفی ولایت یہود ونصاری اسنا ثبتہ ⁂

پس درین آیتِ کریمہ ولایتِ عامہ برینای اختصاص لغت بامعانی که آنہا قربت وتکفّل وخلّت ومالکیت وتصرّف ونصرت اند تحقق یافته است بسبب تحصیر وتحقیق از لفظ اِنَّمَا حالانکه ہمیں
ولایت بطور عام برائے خدائی سبحانه ورسول او تعالی صلعم وبرای مومنین صالحین بربنائے
عطف ثابت شده بسبب مخاطب عام مومن ـ در ہر حال وزمان ومکان ـ اینجا علی العطف
متعلق است بفعل تحقّقت در عبارت اصل مصنفِ کتاب ⁂ ودرین اشارت است سوئے
تحقق اتحاد مقصود باین که این ولایت عام متحقق مے شود باتحاد مقصود بربنائے قدرتِ
خدائے سبحانه ⁂

ولا عجاز النبيّ وكرامة الوليّ ببقاء صفاتهم مع توسّعها
وتعلقهم بمن في ولايتهم معلومًا او مجهولًا بما شاء الله سبحانه
يثبت المدّعا اقتضاءً لانّ الولاية في كلّ حالٍ وزمانٍ
ومكانٍ لعموم المخاطب يقتضي الاعجاز والكرامة ببقاء
صفاتهم بحياتهم وتعلّقهم بمن في ولايتهم معلومًا او
مجهولًا بما شاء الله تعالى لا لغيرهم من الفاسق والكافر
والتخصيص بالركوع اشارةٌ الى خشوعهم واستثناءهم عن
اليهود والنصارى لانّ صلوتهما ليست بالركوع فلا تحقق
الولاية لهما كناية فاعلم انّ الصلوة تستجمع العبادات
البدنية كلّها والزكوة تستجمع العبادات المالية كلّها فالصلاح
يستجمع كليهما خشوعًا لله سبحانه

ترجمہ وبنا بر اعجاز نبی و کرامت ولی - که بباقی ماندن صفات شان مع
توسّع آنها است و متعلق شان است بکسی که در ولایت شان است خواه آنکس معلوم
شان باشد یا مجهول بآنچه که خواست خدای سبحانه - یعنی این مدعا ازین آیت کریمه اقتضاءً
ثابت می شود از آنکه هر آئینه ولایت در حال و زمان و مکان بنا بر عموم مخاطب اعجاز
و کرامت را مقتضی است می خواهد که این اعجاز و کرامت ببقائے صفات شان بسبب
حیات شان است و متعلق شان است بکسی که در ولایت شان است معلوم شان باشد
آنکس یا مجهول بآنچه که خواست خدائے تعالی نه برائ غیر شان است از فاسق و کافر
و تخصیص ایمان برکوع اشارت است سوئے خشوع شان و استثنائے شان
از یهود و نصاری از انکه نمازان هر دو به رکوع نیست - پس این ولایت برائے
این هر دو طور کنایت متحقق نه شود +
پس بدانکه هر آئنه نماز کل عبادات بدنیه را مستجمع می شود - و زکوة کل عبادات مالیه را مستجمع آمده
پس صلاح و نیکی این هر دو را مستجمع است بنا بر خشوع برائے الله سبحانه +

سبب بقاء صفات بحیات دوام مبلح است در هر حال

فاباح التولی لمن یتول ش یدل علی ان التولی مباح ط من
الله ورسوله والذین امنوا فی کل حالٍ وزمانٍ ومکانٍ
ش باستلزام من تعمیم الشخص صراحتًا فتعمیم الزمان
والمکان اقتضاءً ط علی العطف ش یتعلق بفصل اباح
فاشارة الی تحقق اتحاد المقصود ط لقدرت الله سبحانه
ولاعجاز النبی وکرامة الولی ببقاء صفاتهم مع توسعها
بدوام حیاتهم وتعلقهم بمستعین معلومًا او مجهولًا بما شاء
الله سبحانه ش تثبت المدعا باقتضاءٍ لان التولی
فی کل حالٍ وزمانٍ ومکانٍ لعموم المخاطب یقتضی الاعجاز
والکرامة ببقاء صفاتهم بحیاتهم وتعلقهم بمستعین
ط والتولی بمعنی تخویل تکفل المهمات علی التعدیة لا بمعنی
المحبة لانها واجبة الی جهة الله سبحانه مقصدًا۔

ترجمہ پس برای کسیکہ متولی گیرد خدا و رسول خدا و آنانرا کہ ایمان آوردند یعنی گردیدند بخدا این تولی مباح آمد
در ہر حال و زمان و مکان بر بنای عطف کہ تعلقش با اباحت میگرداند کہ مشیر تحقق اتحاد مقصود است
و این تولی را من یتول لہ مباح کردہ است بہ تعمیم شخص و حال و زمان و مکان از انکہ من تعمیم شخص را
بصراحت مستلزم است و تعمیم زمان و مکان را باقتضاء۔ و این اباحت تولی بالتعمیم کہ بر بنای عطف
مشیر اتحاد مقصود است بنا بر قدرت خدای سبحانست و بنا بر اعجاز نبی و کرامت ولی ہست بسبب باقی ماندن صفات
شان با توسع صفات بحیات دائمی شان و تعلق شان است بہ مستعین کہ او از ایشان مدد و استعانت میخواہد
خواہ او معلوم شان باشد یا مجہول بانچہ کہ خواست خدای سبحانہ یعنی این مدعا کہ باقتضاء ثابت می
شود ازین آیت کریمہ از ان است کہ تولی در حال و زمان و مکان بنا بر عموم مخاطب اعجاز و کرامة
را مقتضی است و میخواہد بسبب بقائے صفات شان بحیات ایشان و تعلق شان ہست بہ مستعین
یعنے بمدد و یاری خواہندہ۔ و تولی بمعنے سپردن بمعنی تکفل است یعنی سپردن
ضمان مہمات و این بر بنائے تعدیہ است۔ نہ بمعنی محبت از انکہ محبت واجب است سوئی جہت
خدائے سبحانہ بنا بر مقصد و مراد ۞

[illegible]

ولا من غير مالك للتولي ﴿ و يقتضي شعورا من جهة من يتولى وما به التولي ﴾ اذ لا تكفل من جاهل ممن يتولى وما به التولي ﴿ و قدرة على ما به التولي ﴾ اذ لا تكفل من عاجز لما به التولي فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ ۝ اعجازا وكرامة اختيارين على انتصار المستنصرين جزاء شرط مقدر ﴿ اي من يتول الله ورسوله والذين آمنوا ﴾ على ان اقيم سبب مقام مسبب فانه كمنصور (اي الجزاء) فصاحة في الكلام وبلاغة للمرام ﴿ وفيه اشارة الى استغاثة بهم ﴾ فالحاصل من يتول الله ورسوله والذين آمنوا فانه منصور (اي الجزاء) لان حزب الله هم الغالبون على انصاره ﴿ فان لله سبحانه

ترجمه ونه از کسی که مالک تولی نباشد یعنی تکفل است از غیر مالک که تولی را نشاید مراد آنکه تکفل است از کسیکه او استحقاق تولیت ندارد - و این تولی از جهتین شعور میخواهد برای کسیکه ولایت میگیرد و چیزی را که باو ولایت گرفته از آنکه تکفل نباید از جاهل از کسیکه متولی می شود و از انچه که بدو تولیت هست - و این تولی قدرت می خواهد بر انچه که بدو تولی است از آنکه از عاجز برائی انچه که او را بدو تولی است تکفل نباید - فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ پس هر آئینه گروه خدا همانان هستند که غالب شوندگان اند - از روی اعجاز و کرامت که هر دو اختیاری هستند بر نصرت دادن یاری خواهندگان - و این جملهٔ آیت کریمه مذکوره جزا است شرط مقدم را که آن مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا - است بر بنای آن که سبب بجای مسبب قائم کرده شد - پس این جزا سبب است که بجای مسبب که هر آئینه او همچو لفظ منصور میباید از روی فصاحت در کلام و بطور بلاغت برای مقصود نهاده شد - و درین اشارت هست سوی استغاثت بایشان یعنی بخدای تعالی و رسول او و مومنین صالحین - پس حاصل این شرط و جزا بصورت مقدرات این است وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْصُوْرٌ لِاَنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ عَلٰى اِنْتِصَارِهٖ یعنی هر که متولی کرد خدا و رسول او را و آنان را که ایمان آوردند پس هر آئینه او یعنی جزا منصور یعنی الجزا منصور است از آنکه بتحقیق لشکر خدا است که همانان غالب شوندگان اند بر داد شدن بیاری دادن او - پس هر آئینه برای خدائے سبحانه است ❊

بیان تمسک اسلامیان بآیت کریمه ...

مطلب فان لم یفصل الاستقلال والاضافۃ فی المستعان الخ

فَاِنْ لَمْ یُفَصَّلِ الْاِسْتِقْلَالُ وَالْاِضَافَۃُ فِی الْمُسْتَعَانِ فَاِنَّہٗ
اَلْاِسْتِقْلَالُ لَیْسَ بِشِرْکٍ اَوْ اَنَّہٗ اَجَازَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ شِرْکًا
وَھُمَا مَمْنُوْعَانِ نَقْلًا وَعَقْلًا مِنْہُ فَیَلْزَمُ التَّفْصِیْلُ لِیُمْتَازَ
ش ای الاستقلال والاضافۃ ھ وَاِلَّا ش ای اِنْ لَمْ
یُفَصَّلْ ھ فَحُکْمٌ بِغَیْرِ مُفَصَّلٍ فِیْ مَنْعٍ وَجَوَازِ الْوِلَایَۃِ وَ
التَّوَلِّیْ فِیْ نِسَبٍ مُخْتَلِفَۃٍ اِقْرَارٌ لِمَا مُنِعَ وَاِنْکَارٌ لِمَا جَازَ
فَفِی الْاَوَّلِ شِرْکٌ وَفِی الثَّانِیْ کُفْرٌ عَلَی الْحَاکِمِ فَالْاِنْتِصَارُ وَ
النُّصْرَتُ لِمَنْ یَتَوَلَّ اللّٰہَ تَعَالٰی وَرَسُوْلَہٗ تَعَالٰی صلعم وَالْمُؤْمِنِیْنَ
الصّٰلِحِیْنَ مُتَحَقِّقٌ فَخِلَافُ الثَّابِتِ مَأَوَّلٌ وَاِلَّا فَکَیْفَ اِبْطَالُہٗ
ش ای خلاف ما ھو الثابت من غلبۃ اللّٰہ تعالٰی
ورسولہ تعالٰی صلعم والمؤمنین الصالحین لانتصار
المستنصرین والنصرت مأول بما ھو برفع الخلاف

عطف علی الانتصار ۱۲

حکم شرکت بر مستعان باستقلال و اضافت
اگر فصل کردہ نشود در استقلال و عدم
پس حکم بجواز و امتناع شرک الخ

ترجمہ۔ و اگر فصل و فرق کردہ نشود باستقلال و اضافت در مستعان پس ہر آئینہ او استقلال است کہ شرک نیست یا آنکہ ہر آئینہ او است کہ خدای سبحانہ شرک را جائز داشتہ و این ہر دو ممنوع است از روی نقل و عقل از و پس تفصیل و جدا کردن لازم شود تا کہ ہر دو استقلال و اضافت تمیز کردہ شوند۔ ورنہ یعنی اگر فصل نکردہ شود۔ پس حکم بغیر مُفَصَّل کہ در و فصل نکردہ شدہ در منع و جواز ولایت و تولی در نسبہای مختلفہ اقرار لِمَا مُنِعَ ہست یعنی اقرار است بر آنچہ کہ منع کردہ شد یا انکار است لِمَا جَازَ یعنی برای آنچہ کہ او جائز است این حکم انکار شود۔ پس در اوّل یعنی در اقرار لِمَا مُنِعَ شرک است۔ و در ثانی یعنی در انکار لِمَا جَازَ کفر است بر حاکم۔ پس انتصار و نصرت یعنی یاری خواستن و یاری دادن برای کسی کہ متولی گیرد خدای تعالٰی و رسول او تعالٰی را صلعم و مؤمنین صالحین را متحقق و ثابت است و خلاف ثابت تاویل کردہ شود ورنہ ابطال ثابت پس چگونہ شود۔ یعنی تاویل کردہ شود خلاف آنچہ کہ او ثابت است از غلبۂ خدای تعالٰی و رسول او تعالٰی و مؤمنین صالحین برای یاری دادن مدد خواہندگان و خلاف نصرت تاویل کردہ شود بآنچہ کہ او خلاف را رفع و دور کند یا تاویل کردہ شود ؛

انتصار و نصرت بفصل استقلال و اضافت باختیار ثابت و متحقق آمد و خلاف آن تاویل ؛

وبالانتصار والنصرة حقيقتًا في علم الله تعالى وحكمته
وان لم يأوّل فيلزم ان الثابت باطل وانه لا يبطل
م ولا يمكن ان يقع خلاف هذا الثابت ش اي
خلاف ثبوت جواز الاستغاثة منع عموم جواز الاستغاثة
م في ثابت ويأوّل خلافه لان لا منع بخصوصيته على
تعميم مسلّم ش لان الممنوع من جزء التعميم المسلّم
فان منع فبطل التعميم المسلّم م والتولّي بالولي يلزم
تبعه فخلافه خلافه ش اي خلاف تبع الولي خلاف
التولّي م فكيف ترجى النصرة ش اي لما وقع خلاف
التولّي فكيف ترجى النصرة م ولمّا تحقق انتصار المستنصرين
لرسوله تعالى صلعم والمومنين الصالحين بالغلبة
من اضافة الله تعالى اختيارا فانه صلعم كاشف
الشدائد ودافع المكائد فالاولياء

مطلب التولّي بالولي يلزم تبعه

ترجمه بانتصار ونصرتي كه حقيقتًا در علم خدا تعالى است ودر حكمت او - واگر خلاف ثابت تاويل
نكرده شود پس لازم شود اينكه ثابت باطل است حالانكه ثابت باطل نشود - ومكن نباشد كه خلاف
اين ثابت واقع شود در ثابت يعني خلاف ثبوت جواز استغاثت - منع عموم جواز استغاثت
است ٭ وخلافش تاويل كرده شود از انكه هر آئينه بر تعميم مسلّم بخصوصيتش منع نيست زيرا كه ممنوع
از جزء تعميم مسلّم است - پس اگر منع كرده شود پس تعميم مسلّم باطل شود - وتولّي بولي لازم گيرد
تبع ولي را ٭ وخلاف تبع ولي خلاف تولّي است پس چگونه اميد كرده شود نصرت
يعني هرگاه كه خلاف تولّي واقع شود پس نصرت چگونه اميد كرده شود ٭ وهرگاه كه انتصار
مستنصرين يعني داد ستدن ومدد كردن مدد خواهندگان براي رسول او تعالى صلعم ومومنين
صالحين بسبب غلبه كه از اضافت يعني خلق خدا تعالى است از روي اختيار ثابت ومتحقق شد - پس آنكه
او صلعم كاشف الشدائد يعني كشاينده سختيها ودافع المكائد يعني دور كننده مكرها هستند پس از ان اوليا هستند

بحث آنكه تولّي بولي تبع ولي را لازم كند در ضمن بيان
موقوف كوشش تش باختصار آمده

استغانۃٌ هيَ في التولّي بجوزُ حتّى من الفاسقِ لشمولِ الايمانِ

ش ای حتّی یجوزُ من الفاسقِ م مع سلبِ الكرامۃِ ان لم یجرَّ الی الفسقِ بالكراهۃِ لعدمِ تحقّقِ ولایتہٖ الّا من الكافرِ ش ای لا یجوزُ من الكافرِ م بسلبِ الایمانِ و ان لم یجرَّ الی الكفرِ كما قال سبحانه یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ الْاٰیہ وهيَ مبدءُ الخيرِ والشرِّ في حدودِها في الخيرِ والشرِّ قالَ اللهُ تعالیٰ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ الْاٰیہ فالمفعولُ بہ هو المستعینُ الّا نظرُها في الممكناتِ لا بدّ منها فاستغانۃٌ من الانبیاءِ والاولیاءِ اوّلی لحسنہم وقربہم بالحسناتِ ولتعظیمہم كما یشیرُ

ترجمہ۔ پس استغاثتی کہ او در توّلی است جائز می شود تا آنکہ از فاسق جائز است بسبب شمول او ایمان را مع سلب کرامتہ اگر این استغاثت با این فاسق سوئی فسق نکشد پس این استغاثت بکراہت جائز است بسبب عدمِ تحقّق ولایت فاسق۔ مگر از کافر جائز نشود بسبب سلبِ ایمانِ او اگرچہ سوئے کفر نکشد این کافر با این استغاثت چنانچہ فرمود سبحانہ در سورۂ نسآء رکوع بست ویکم یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ الآیہ ای آنکہ ایمان آوردند کفار را اولیاء مگیرید بجز مومنین الخ۔ وآن استغاثت در حدود خود در خیر و شر مبدء خیر و شر است یعنی خیر و شر را محل آغاز است وجائی ظہور کہ فرمود خدائی برتر در سورۂ مائدہ رکوع اول تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ الآیہ یعنی با ہمدگر یاری کنید بر نکوئی و پرہیزگاری و با ہمدگر یاری مکنید بر گناہ و بزہ کاری و ستم آشکارا۔ پس درین آیت کریمہ مفعول بہ فعل تعاونوا ہمان مستعین است یعنی یاری و عون خواہندہ۔ آگاہ باش کہ این استغاثت را در ممکنات آیا مثل ہی کہ از و چارہ نیست۔ پس از انبیاء و اولیاء اللہ بسبب خوبی و نکوئی شان و قرب شان بنکوئیہا و بسبب تعظیم شان چنانچہ این آیت کریمہ ۞

استغانت از کافر جائز نیست اگرچہ سوئی کفر نکشد و از مومن فاسق تا آنکہ سوئی فسق نکشد بکراہت جائز است۔ و از انبیاء و اولیاء بعظمت و قرب و نکوئیہا شان اولیٰ تر بیان نصوص آیات و ترکیب شان ۞

فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ ه شؑ ای تُشِیْرُ الْاٰیةُ اِلٰی
اَوْلَوِیَّةِ الْاِسْتِعَانَةِ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ وَحُسْنِهِمْ
وَتَعْظِیْمِهِمْ م وَیُؤَیِّدُهٗ قوله تعالیٰ فی سورة النّسآء وَلَوْ
اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ
لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ه
اِعْلَمْ اِذْ تَدُلُّ عَلٰی تَعْمِیْمِ الزَّمَانِ فَالْاٰیَةُ عَلَی اسْتِعَانَةٍ
شؑ ای الاٰیة تدل علی استعانةٍ م منه صلعم دوامًا
واستواءٍ شؑ عطفٌ علی استعانةٍ م حالةِ موته وحیاته
صلعم وَاِنَّهٗ صلعم لَحَیٌّ باعلی الحیات کما سنذکره ان شاء
اللّٰه تعالیٰ واجابةٍ شؑ عطفٌ علی استواءٍ م استغفارهٗ
المتحقق شؑ من صیغةِ ماضٍ ای اِسْتَغْفَرَ م والتاکید
والتحقّق شؑ من لامٍ وماضٍ اے لَوَجَدُوْا م

ترجمه فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ ه سوی اولویتِ استغاثت از انبیاء واولیاء وسوی
خوبیهای وتعظیم شاں اشارت میکند استغاثت ویاری خواستن اولی هست - وبنابر تائید این مضمون
قول او تعالیٰ است که یاری میدهد اورا درسورهٔ نساء برکوع نهم آمده وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا
اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ
تَوَّابًا رَّحِیْمًا واگر هر آئینه ایشاں وقتیکه ظلم نمودند نفسهای خود را - آمدند نزد تو ومغفرت خواستند
بخدا - ومغفرت خواست این رسول برای شاں البته یافتند خدای را بسیار رجوع کننده وبسیار مهربان
بدانکه لفظ اِذْ دلالت میکند بر تعمیم زمان - پس این آیت دلالت میکند بر استغاثت از وصلعم از روی
دوام - وبر استواء یعنی برابر شدن حالت موت وحیات او صلعم وهر آئینه او صلعم البته حیّ و زنده است
باعلی الحیات یعنی برتر زیست چنانچه عنقریب او را ذکر خواهیم کرد اگر خواست خدا تعالیٰ است - واین
آیت دلالت میکند بر اجابت وقبولیت استغفار او صلعم که متحقق است از صیغهٔ ماضی اِسْتَغْفَرَ
وتاکید وتحقیق اجابت از لام وفعل ماضی لَوَجَدُوْا است

۱۲ بحث تفسیر کریمه وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ الخ -

لوجدھم اللّٰہ تعالیٰ توابًا رحیمًا فی حالِ استغفارِ الرسولِ
بتعمیمِ الشخصِ صراحتًا ش اے بتعمیم شخص الرسول
علی دلالۃِ اللفظِ صراحتًا علی الوصف العام م وتخصیصِ
سوقِ الکلام ومحلِ النزولِ ش ای تخصیص شخصِ
الرسولِ مِنْ سوقِ الکلام ومحلِ النزول م ھو صلعم
ش ای مَنْ ھو مُخصّصٌ بسوقِ الکلام ومحلِ النزولِ ھو
صلعم م لا باستغفارھم ش وھم کانوا منافقین
م مجردًا عن وساطۃِ الرسولِ کما فی السورۃِ وَمَن یَّعْمَلْ
سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا
بغیرِ التاکید والتحقُّق فما للمؤمنین لو انھم اِذ ظَّلَمُوْٓا
انفسھم جاءُوْہ مُسْتغفرًا واستغفرَ لھم وانہ صلعم
بالمؤمنین رؤفٌ رحیمٌ فجاز الحکمُ الی شیوخِ الطریقۃِ

ترجمہ بنا بر یافتن شان خدائی تعالیٰ را بسیار رجوع کنندہ وبسیار مہربان درحال مغفرت خواستن این رسول حالانکہ ازین لفظ رسول بتعمیم شخص رسول بربنائی دلالت لفظ بر وصف عام بطور صراحت است وتخصیص شخص رسول دلالت از سوق ورو انی کلام واز محل نزول است کہ آں رسول او صلعم است + یعنی آنکہ او کہ بسوق کلام ومحل نزول خاص کردہ شدہ ہمو است صلعم برائی استغفار مومنین نہ باستغفار منافقین کہ آناں از وساطت رسول مجرد اند چنانچہ درین سورہ بر کوع شانزدہم آمدہ وَمَن یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا یعنی ہر کہ کار کند بدی را یا ظلم کند نفس خود را باز مغفرت خواہد خدائی را۔ خواہد یافت او خدا را بسیار بخشندہ وبسیار مہربان۔ پس درین آیت کریمہ استغفار بیوساطت رسول آمدہ واجابتش بغیر تاکید وتحقق است۔ وآنچہ برائی مومنین است اینکہ اگر آئینہ ایشاں وقتیکہ ظلم کردند نفسہائی خویشتن را آمدند بنزد او صلعم مغفرت خواہاں ومغفرت خواست او صلعم برائی شاں حالانکہ ہر آئینہ او صلعم بمومنین بسیار رافت کنندہ وبخشندہ وبسیار مہربان است۔ پس این حکم طلب مغفرت سوئی شیوخ طریقت ہم جائز شد

بیان آنکہ تخصیص آیۃ کلیہ آنحضرت است باستغفار رسول است
واستغفار بالا واسطہ از اولیاء است وتخصیص بخصوص
و درد متابعت اعتبار طلب مغفرت از مشائخ طریقت

واعلم انّ التاكيد والتحقق يتعلق بفعل الواجد صريحا
وبفعل الله تعالى تلميحا بالمفعول الثاني لاستغنائه عن
النقص فهذا هو المعتقد فالتواب مبالغة لفعله تعالى
عليهم بخلاف الغفور فاعلم انّ في الاية الكريمة
تخصيص على تعميم ولا يزيله وهذا مذهب اهل سنة
وجماعة ولله كون القصص في مقصد الاية من اعجازه
صلعم وهو في البرزخ في كتبهم ان شئتم ش ذكر
الحافظ عبد الله في المصباح الظلام جاء البدوي على
قبر النبي صلى الله عليه وسلم بعد ثلثة ايام من وفات
النبي ص وقبض التراب من القبر وصبّ على راسه و
قال يارسول الله نعم ظلمت على نفسي وجئت في حضورك

ترجمه وبدانکه هر آئینه تاکید وتحقق متعلق می شود بفعل واجد صریحا - وتعلق او بفعل خدائی بطور تلمیح
واشارت است بسبب مفعول ثانی بنا بر استغنا وبی نیازی او تعالی از نقص وکمی - پس اینست که او
اعتقاد کرده شده یعنی تعلق تحقق وتاکید بفعل واجد بطور صراحت است وبفعل خدائی تعالی این تحقق و
تاکید بطور تلمیح واشاره بسبب مفعول ثانی تواب ورحیم معلوم میشود وآیس به تلمیح واشارت اظهار کردن و
سخن راندن او تعالی بنا برا استغنا رهست از انکه او تعالی از نقص وکمی مستغنی است وہمین است که او
اعتقاد کرده شده - و تواب مبالغه است برائی فعل او تعالی بر آنان بخلاف غفور - وبدانکه هر آئینه درین
آیت کریمه تخصیص است بر تعمیم واین تخصیص تعمیم را زایل نمیکند - وہمین مذہب اہل سنت وجماعه است وبخواہید
دریافت ودر رسید قصه ها را اگر بخواهید در کتب شان در مقصد این آیت کریمه از اعجاز او صلعم حالانکه
او در برزخ است یعنی اعجازش صلعم در برزخ آمده - که حافظ عبد الله در مصباح الظلام ذکر کرده که یک
بدوی یعنی روستائی بعد سه روز از وفات نبی صلعم - بر قبر نبی صلی الله علیه وسلم آمد واز قبر شریف
خاکی در مشت گرفت وبر سر خود ریخت وگفت ای رسول خدائی تعالی من بر نفس خود ظلم کرده ام ودر
پیش حضور تو آمده ام -

تفسير الحديث الشريف من له حاجة الخ

لتطلب الاستغفار لي فجاء النداء عن القبر قد غفر الله لك هـ ومن باعداه فهيهات هيهات وعليها ش اي على بناء مفهوم الآية هـ اذ اجاءه صلعم رجل متمنيا لعينه فقال صلعم من له حاجة فليحسن وضوئه وليصل ركعتين وليقل اللهم اني أسئلك وأتوجه اليك بنبيك محمد نبي الرحمة يا محمد اني توجهت بك الى ربي في حاجتي هذه لتقضى لي اللهم فشفعه في الحديث قال الترمذي هذا حديث حسن صحيح غريب وصححه البيهقي وزاد في آخر الحديث فقام وقد ابصر وفي رواية ففعل فبرء وفي معجم كبير طبراني عن عثمان رض بن حنيف انه في خلافة عثمان رض بن عفان علمه رجلا اي العمل فقضيت حاجته فقال رأيت رسول الله تعالى

ترجمه

بحث ١٣ تفسیر حدیث شریف من له حاجة هر کرا حاجتی باشد وطریق نماز و دعاء

که استغفار برائی من بخواهی پس از قبر شریف ندائی بیاید که تحقیق خدائی تعالی ترا بیامرزید وهر که دوری گرفت از وپس افسوس وافسوس است. ونیز بنائے مفهوم این آیت کریمه این حدیث است هرگاه که مردی آرزومند برائی چشم خود پیش وی صلعم آمد پس فرمود صلعم من له حاجة فليحسن وضوئه وليصل ركعتين وليقل یعنی هر که را حاجتی باشد پس باید که وضوی خود نیکو کند و دو رکعت نماز گزارد و باید که بخواند اللهم اني أسئلك وأتوجه اليك بنبيك محمد نبي الرحمة يا محمد اني توجهت بك الى ربي في حاجتي هذه لتقضى لي فشفعه في الحديث یعنی خدایا من از تو میخواهم و متوجه بتو می آرم بواسطه نبی تو محمد صلعم که نبی رحمت است ای محمد صلعم هر آئینه من بوسیله تو روآورده ام سوئی پروردگار خود درین حاجت من تا روا کرده شود برائی من خدایا پس شفیع گردان او را درمن تا آخر حدیث. گفت ترمذی این حدیث حسن است صحیح و غریب. و بیهقی او را صحیح شمرده و در آخر حدیث این زیاده کرد فقام وقد ابصر وفي رواية ففعل فبرء پس برخاست بتحقیق او بینا آمده بود در روایت است که او کرد و به شد. و در معجم کبیر طبرانی هست از عثمان بن حنیف رضی الله تعالی عنه که هر آئینه او در خلافت عثمان بن عفان رضی الله تعالی عنه این عمل را بمردی آموخت پس حاجتش روا شد پس گفت او دیدم رسول خدا تعالی را صلعم

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ قف عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ
وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِذَا انتقض الحصر
المدّعي المستفاد من تخصيص الذي في اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ
ش في سورة الفاتحة م لمنع استعانة بوجوه عامة
لغير الله سبحانه والحصر لا ينقض فيبطل الدعوى ان
ش الا استثناء من انتقض الحصر المستفاد من
اياك نستعين لمنع استعانة م بوجوه خاصة ش
كالوهية تامة وقدرة كاملة وهداية خاصة هي
توفيق مرضيات م لله سبحانه وهو المراد وان تدبّرنا
قولنا فيما يجوز في المضافات لقد اصبت خيرا وقال
سبحانه في سورة يونس ولا تدع من دون الله ما لا ينفعك
ولا يضرك ط فان فعلت فانك اذا من الظلمين ۝

مطلب انتقض الحصر في اياك نستعين في سورة الفاتحة وتفسيره +

ترجمه قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ قف عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ط وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ
وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ یعنی بگو که این راه من است که می خوانم سوی خدا - به بینائی هستم من و هر که
مرا پیروی کرده - و پاکی است خدای را و نیستم من از مشرکین - در بیان [14] هنگام حصر مدّعی که مستفاد از تخصیص
است آنکه در اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ یعنی خاص از تو یاری میخواهیم - که در سوره فاتحه است - برای منع
استعانت بوجوه عامه برای غیر خدای سبحانه بشکست بنا بر دعوی خود که مدّعی این تخصیص فائده گرفته
قائم کرده بود - حالانکه حصر نمی شکند - پس این دعوی حصر باطل شد - مگر بوجوه خاصه که برای خدای سبحانه
است این حصر مستفاد از تخصیص آیت کریمه مذکوره که برای منع استعانت است نشکست چون الوهیت تامه
و قدرت کامله و هدایت خاصه - و این هدایت توفیق مرضیات است برای خدای سبحانه یعنی موافقت کردن
است بانچه که پسندیهای خدا است - و همین مراد است - پس حصر درین وجوه خاصه موجود است و شکسته نشد - و اگر
قول ما در انچه که جائز میشود در مضافات ای مخلوقات بیاندیشی و تفکر کنی البته تحقیق خیر و نیکوئی را برسی - و فرمود
سبحانه در سوره یونس برکوع یازدهم [15] وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ط
فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ یعنی و مخوان بجز خدا چیزی را که ترا
نه فائده دهد و نه ترا ضرر کند - و اگر کردی پس هر آئینه تو در آنگاه از ستمگاران هستی +

[14] مطلب آنکه حصر در ایاک نستعین بوجوه خاص است نه بوجوه عام - و فرق وجوه خاص و عام و استعانت در وجوه خاص ممنوع و فیما یجوز فی المضافات جائز +

[15] بحث تفسیر کریمه لا تدع من دون الله الآیة

فنهی الدعوة الحقة لغیره تعالیٰ عبادةً کما لا تدع مع الله
الٰهاً اٰخر ش ای لا تعبد و یدل علی المعنی الٰهاً هو لانه
ش ای غیره تعالیٰ هو لا ینفع و لا یضر عموماً فی الدنیا و
الآخرة استقلالاً فهذا دلیل علیٰ نقصانه بوجود غیر
مستقل وبحث الالوهیة یقدم الی الکافر وما من غیرها
لاثباتها ش ای ما یقدم من غیر الالوهیة یقدم
لاثبات الالوهیة م وان یمسسک الله بضر فلا کاشف
له الا هو ه ای کشفاً مستقلاً او اضافیاً متعارضاً بارادته
سبحانه لا اضافیاً تابعاً بها وان یردک بخیر فلا راد لفضله ای
مستقلاً او اضافیاً متعارضاً بارادته سبحانه لا اضافیاً تابعاً بها وان لم
یشترط کشفاً و رداً استقلالاً او اضافیاً متعارضاً فتعارضاً مما یجوز فی المضافات
الثابت ش بثاء مثلثة صفة للموصولة مجرورة مع صلتها

ترجمه پس نهی و ممانعت کرده شد دعوت حقه برای غیر او تعالیٰ از روی عبادت - چنانکه آیت کریمه
است لا تدع مع الله الٰهاً اٰخر در سورهٔ شعرا در رکوع آخر یعنی مخوان با خدا معبود دیگر - اینجا لا
تدع بمعنی لا تعبد است یعنی مخوان بمعنی بندگی مکن - و بر همین معنی لفظ الٰهاً دلالت میکند - از آنکه او
آخر است یعنی غیر او تعالیٰ است که نه او نفع میدهد و نه ضرر رساند عموماً در دنیا و آخرت از روی استقلال
و این دلیل است بر نقصان او بوجود غیر مستقل یعنی این وجود غیر مستقل دلیل نقصان او ست - و بحث
الوهیت مقدم شود سوی کافر و آنچه از غیر او ست برای اثبات او ست یعنی آنچه مقدم شود از غیر الوهیت
مقدم شود برای اثبات الوهیت - که پیشکرده شود و ان یمسسک الله بضر فلا کاشف له
الا هو ه در سورهٔ یونس رکوع یازدهم - یعنی و اگر خدا تعالیٰ ترا تکلیفی برساند پس او را هیچ کشاینده نیست مگر
اینجا از کاشف کشف مستقل مراد است یا اضافی که بارادهٔ او سبحانه متعارض باشد نه آن اضافی که تابع
بارادت او سبحانه باشد و ان یردک بخیر فلا راد لفضله یعنی و اگر اراده کند ترا بخیر پس فضل او را
هیچ ردکننده و بازدارنده نیست - اینجا از م ادّ ره مستقل مراد باشد یا اضافی متعارض بارادهٔ او سبحانه نه اضافی
تابع باو - و اگر کشف و رد هر دو مستقل یا اضافی که متعارض است شرط نکند پس تعارض شود از آنچه که ثابت است

تفسیر کریمه و ان یمسسک الله بضر

بیان آنکه درین آیهٔ کریمه که لا تدع بمعنی لا تعبد است برای غیر او تعالیٰ بدلالت لفظیه ؎

بحث تفسیر آیهٔ کریمه و ان یمسسک الله الخ که در وی کشف و رد مستقل مراد است یا اضافی متعارض باراده او سبحانه نه اضافی تابع باو و نه آنچه که در مضافات جائز و ثابت است متعارض آمده

مر يُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ فهذا النهى والتنبيه والاطمينان مقصود لغيره صلعم كما يشير اليه يُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ولانه صلعم معصوم من كل ذنب فلا يصح النهى له صلعم لامتناع قصده صلعم للمنهى عنه الا لغيره صلعم ومحفوظ من كل ضر لقوله تعالى وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ فكيف اشرف الانسان كلهم بالايمان وعمل الصالحات ومراد بكل خير لقوله تعالى وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى فيما اراد الرسول صلعم وفيما اراد الله تعالى ولقوله تعالى قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ الاية فلا يصح التنبيه له صلعم الا لغيره صلعم

ترجمہ يُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ میرساند او خیر را ہر کرا میخواہد از بندگان خود۔ و او است بسیار بخشندہ و مہربان۔ پس این نہی و ممانعت عبادت غیر خدائی عز و جل۔ و تنبیہ ایصال ضرر او را و اغیار او کاشف نبودن۔ و اطمینان خیر رسانی و فضل او را پیچ مانع و مزاحم نبودن۔ این نہی و تنبیہ و اطمینان مقصود دیگر غیر او است صلعم چنانکہ يُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ سوی او ارشاد میکند واز انست کہ او صلعم از ہر ذنب و گناہ معصوم است۔ پس نہی برای او صلعم بنا بر امتناع و باز ماندن قصد او صلعم منہی عنہ را است نباید یعنی قصد منہی عنہ کہ از و ممانعت آمدہ از و صلعم بسبب عصمت او صلعم ممتنع است پس نہی برای او صلعم راست نباید مگر برای غیر او صلعم۔ و از انکہ او صلعم از ہر ضرر و گزند محفوظ است بسبب فرمودن او تعالی در سورۂ عصر پارۂ عم وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ یعنی قسم است این زمانہ کہ انسان البتہ در نقصان است مگر آنانکہ ایمان آوردند و نیکوئیہا کردند و با ہم بیکدیگر براستی و حق وصیت و نصیحت کردند و بصبر تاکید نمودند۔ پس بدلیل این آیۂ کریمہ چون ہر مومن صالح از ضرر و خسر یعنی نقصان و زیان محفوظ است پس چگونہ اشرف انسان کہ تمام خود شان با ایمان و نکوکاریہا است محفوظ نباشد۔ و از انکہ او صلعم مراد است بکل خیر کہ او اشرف انسان است و تمامش نیکوئیہا است (و صلعم این جملہ بر جملہ ہای معصوم و محفوظ است) بنا بر قول او تعالی کہ در سورۂ والضحی پارۂ عم است وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى یعنی و ہر آئینہ آخر بہتر است برای تو از اولی

بیان اینکہ در خطاب نہی غیرہ
مقصود غیر او ست صلعم
بنا بر مراد او صلعم تمام
خیر از منصوص قرآنیہ
کہ ثابت آمدہ در بہشت

وامّا الاستغاثة بالاولياء وندائهم فان قيل لا يسمعون
ولا يبصرون مطلقاً ش اي في الشهود والبرزخ م
فهذا انكار كما اشتهر وعجب لانّ السمع والقدرة من
صفات قائمة بالذات بالعينية وهي بسيطة فزوالهما
يستلزم زوالها ولا خصوصية بزوالهما عن دونهما فكيف وكيف
يثبت شعور نعمة وعذاب في قبر مخصوصاً ويسلب شعور
ما دونهما مخصوصاً ومن حالانه مع قوله تعالى حكاية عن صالح
على نبينا وعليه الصلوة والسلام بعد هلاك قومه فتولى
عنهم وقال يقوم لقد ابلغتكم رسالة ربي ونصحت لكم ولكن
لا تحبون النصحين ٥ وحكاية عن شعيب على نبينا وعليهم
الصلوة والسلام بعد هلاك قومه

مطلب واما الاستغاثة بالاولياء وندائهم الخ

اثبات سماعت موتى عقلاً و نقلاً من الآيات القرآنية والاحاديث النبوية صلعم

ترجمه ولیکن استغاثت با ولیاء وندا بایشان پس اگر گفته شود که آنان نمی شنوند ونمی بینند مطلقاً
یعنی در عالم شهود و عالم برزخ - پس این انکار کرانه شان است - وعجب است ازانکه هر آئینه سمع و
قدرت ازان صفات اند که قائم بذات اند بعینیت وذات بسیط است - پس زوال هر دو صفت مذکوره
لازم گیرد زوال ذات را بسبب قیام عینیت صفات بذات - و بزوال این هر دو صفات خصوصیت
نیست بغیر یا بدون این هر دو یعنی بجز این هر دو صفات زوال دیگر صفات نباشد خصوصیتی دریا
یافته نشود پس چگونه زوال این هر دو مخصوص باشد نه صفات دیگر - وشعور نعمت وعذاب در
قبر از راه مخصوص چگونه ثابت خواهد شد وچگونه شعور انچه سوائی این هر دو است بطور مخصوص سلب
خواهد شد - حالانکه از قول او تعالی است بطور حکایت از صالح علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام بعد
هلاک قوم او علیه السلام در سوره اعراف رکوع دهم فتولى عنهم وقال يا قوم لقد ابلغتكم
رسالة ربي ونصحت لكم ولكن لا تحبون النصحين ٥ یعنی پس رو گردانید ازایشان وگفت
ای قوم من البته بتحقیق رسانیدم شما را رسالت وپیغام پروردگار من ونصیحت کردم شما را ولیکن شما نصیحت کنندگان
را دوست نمیدارید - ونیز حکایت فرمود خدای برتر از شعیب علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام بعد هلاک قوم او
علیه السلام در سوره اعراف رکوع یازدهم

15 مطلب استغاثت با ولیا وندا بایشان الخ

19 بحث اثبات سماعت موتی عقلاً ونقلاً از آیات قرآنیه و از احادیث نبویه صلعم

المرادُ بالسّمع معناہ الموضوعُ لا المجازيُ ھو اجابة
ایمانٍ بالحقِّ اذ ھو معارضُ الثابتِ الشرعيِّ البدیہيِّ لقوله
تعالیٰ لا تُسمِعُ الموتیٰ وَمَا اَنتَ بِمُسمِعٍ مَن فِي القُبُورِ
وغایتُ البحثِ اَنَّ الفاءَ علی تَولّٰی لتعقیبٍ بعد الختم
لعدمِ صحةِ غیرہ بنظمٍ سابقٍ کما لا یخفی علی متاملٍ
وتلك اقوال الانبیاء علیٰ نبیّنا وعلیھم الصلوٰة والسّلام
کقوله سبحانه لِمَنِ المُلکُ الیومَ لِلّٰهِ الواحدِ القهّارِ
ومِن حدیثٍ في المشکوٰة ش في کتاب الجهادِ
في الفصلِ الثالث م عن ابنِ عائذٍ

ترجمه - دریں حدیث شریف از لفظ سمع معنی موضوع او مراد اند نه
معنی مجازی و او قبول کردن است ایمان بحق از انکه معنی مجازی معارض ثابت شرعی بدیہی آمده
بنابر فرمودن او تعالیٰ لا تُسمِعُ الموتیٰ در سورۂ نمل رکوع ششم یعنی نتوان شنایند
موتیٰ را و بگوش شان نرسانی - و در سورۂ فاطر رکوع سوم مَا اَنتَ بِمُسمِعٍ مَن فِي القُبُورِ
یعنی تو شنا سانندہ و بگوش رسانندہ نیست آں کس راکه در گورها هستند *
وانجام و غایت ایں بحث آنکه حرف فا که بر تولّیٰ آمده برای تعقیب است بعد ختم و ہلاکی که برو
افتاده بسبب عدم صحت غیر ایں معنی تعقیب باعتبار نظم سابق یعنی باعتبار نظم سابق که پیش ازیں
آیت مذکوره آمده که در و بیان ہلاکی قوم است ایں فا که بر لفظ تولّیٰ آمده برای تعقیب می شود
یعنی در پس یکدیگر کردن و بجز معنی تعقیب معنی دیگر درست نمی آیند که نظم سابق بر و حجت است که
بعد ہلاکی و ختم ایں چنیں واقع شده چنانچه بر متامل و فکر کننده پوشیده نماند *
و آں اقوال انبیاء علیٰ نبیّنا و علیهم الصلوٰة والسلام مثل قول او سبحانه است که در سورۂ مومن
رکوع دوم است لِمَنِ المُلکُ الیومَ لِلّٰهِ الواحدِ القهّارِ یعنی امروز برای کیست
ملک و بادشاہی - برای خدای واحد است که قہار یعنی بسیار غالب و چیره شونده است *
و چگونه ثبوت شعور و سلب شعور نعمت و عذاب در قبر بطور مخصوص خواہد شد حالانکه از حدیث است
که در مشکوٰة در کتاب جہاد در فصل ثالث از ابن عائذ رض روایت آمده که

فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ یَا قَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رِسَالَاتِ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَکُمْ فَکَیْفَ اٰسٰی عَلٰی قَوْمٍ کَافِرِیْنَ ۝ کما قوله صلعم فی المشکوٰۃ عن قتادۃ الی ان قال فجعل ینادیهم باسمائهم واسماء اٰبائهم یا فلان بن فلانٍ یا فلان بن فلانٍ أیسرّکم انّکم اطعتم الله ورسوله فانّا قد وجدنا ما وعدنا ربّنا حقًّا فهل وجدتم ما وعد ربّکم حقًّا فقال عمرُ یا رسول الله ما تکلّم من اجسادٍ لا ارواح لها قال النبیّ صلی الله علیه وسلم والّذی نفس محمّدٍ بیده ما انتم باسمع لما اقول منهم وفی روایةٍ ما انتم باسمع منهم لکن لا یجیبون متّفق علیه ✦

ترجمہ فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ یَا قَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَکُمْ فَکَیْفَ اٰسٰی عَلٰی قَوْمٍ کَافِرِیْنَ ۝ پس بگردید از انہا وگفت ای قوم من البتہ بتحقیق رسانیدم شمارا پیغامہائے پروردگار من ونصیحت دادم شمارا۔ پس چگونہ اندوہگین شوم بریں قوم کافرین۔ ہمچنانکہ قول او صلعم است در مشکوٰۃ از قتادہ رضی اللہ عنہ تا آنکہ گفت۔

پس ندا بایشاں کردن گرفت بنامہائے شاں ونامہائے پدران شاں اے فلان ابن فلان اے فلان ابن فلان آیا خوشنود می گردانند شمارا اینکہ شما اطاعت کردید خدا ورسول اورا۔ پس ہرآئینہ ما یافتیم آنچہ پروردگار ما از روئے حق بما وعدہ فرمود۔ پس آیا یافتید شما آنچہ وعدہ فرمود پروردگار شما از روئے حق۔ پس گفت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا رسول اللہ چیست اینکہ حرف مے زنید از اجساد کہ نیست انہارا ارواح یا آیا کلام مے کنی از اجساد بے روح فرمود نبی صلی اللہ علیہ وسلم قسم بآنکہ نفس محمد بدست اوست نیستید شما شنوندہ تر براے آنچہ کہ میگویم از ایشاں۔ ودر روایتے است نیستید شما شنوندہ تر از ایشاں لیکن ایشاں جواب نمی دہند۔ این حدیث در کتب صحاح متفق علیہ است یعنی بر صحت این حدیث اتفاق کردہ اند ✦ ✦

قَالَ خَرَجَ رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلم فِي جِنَازَةِ رَجُلٍ
فَلَمَّا وُضِعَ قالَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ لَا تُصَلِّ عليه يا رسولَ
اللهِ فَإِنَّهُ رَجُلٌ فَاجِرٌ فَالْتَفَتَ رَسُولُ اللهِ صلى اللهُ عليه
وسَلَّمَ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ رَآهُ أَحَدٌ مِنْكُمْ عَلَى عَمَلِ
الإِسْلَامِ فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يا رسولَ اللهِ حَرَسَ لَيْلَةً
فِي سَبِيلِ اللهِ فَصَلَّى عليه رسولُ اللهِ صلى اللهُ عليه وسلم
وَحَثَى عَلَيْهِ التُّرَابَ وَقَالَ أَصْحَابُكَ يَظُنُّونَ أَنَّكَ مِنْ
أَهْلِ النَّارِ وَأَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ الحديث
وَمِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا مَا مِنْ رَجُلٍ يَزُورُ
قَبْرَ أَبِيهِ فَيَجْلِسُ عِنْدَهُ إِلَّا اسْتَأْنَسَ بِهِ حَتَّى يَقُومَ ۝ وَمِنْ
قَوْلِهِ صلعم السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ يَغْفِرُ اللهُ لَنَا وَ
وَلَكُمْ وَأَنْتُمْ سَلَفٌ وَنَحْنُ بِالْأَثَرِ أَخْرَجَهُ الْإِمَامُ الْحَافِظُ
التِّرْمِذِيُّ فِي سُنَنِهِ دَلَالَةً إِلَى السَّمْعِ وَالشُّعُورِ وَأَهْلِيَّةِ الْخِطَابِ

ترجمه که گفت برآمد رسولِ خدا صلی الله علیه وسلم در جنازهٔ مردی پس هرگاه که نهاده شد گفت عمر ابن خطاب
ای رسولِ خدا بر وی نماز مخوان که هر آئینه او مردِ نافرمان است پس رسولِ خدا صلی الله علیه وسلم سوی آدمیان التفات
فرمود و گفت آیا از کسی از شما او را بر عملِ اسلام دیده است پس مردی گفت آری ای رسولِ خدا شبی در راهِ خدا او
پاسبانی کرده پس بر وی رسولِ خدا صلی الله علیه وسلم نماز خواند و بر وی یعنی بر قبرِ او خاک ریخت و فرمود
یارانِ تو گمان میکردند که تو از اهلِ نار هستی و من گواهی میدهم که هر آئینه تو از اهل جنت هستی تا آخر حدیث
و از حدیث عائشه است رضی الله تعالی عنها که نیست از مردی که گورِ پدرِ خود را زیارت کند و نزد او
می نشیند مگر آرام یابد با و صاحبِ گور تا آنکه بایستد
و از قولِ او صلعم است السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ الخ یعنی سلامتی باد بر شما ای اهل قبور بخشد
خدا برای ما و برای شما و شما پیشین هستید و ما پسین به نشانِ شما هستیم این حدیث را امام حافظ ترمذی
در سُنَنِ خود در آورده است بنا بر دلالت سوی شنیدن و آگاه بودن و اهل شدن خطاب با اهل گور

یان آنکه سمع و شعور و اهلیت
خطاب برای اهل قبور الرجاعی
است و خلافش اول و خطاب
با و صلعم مخصوص نیست

وَقَوْلُهُ صلعم السَّلَامُ عَلَيْكُمْ مَا خُصَّ لَهُ صلعم بَلْ وُجِدَ
مِنْ اَصْحَابِهِ صلعم حَتَّى الْاٰنَ مِمَّنْ تَبِعَهُمْ وَاِلَّا فَكَيْفَ مِنْهُمْ
ش اَيْ اِنْ لَمْ يَكُنْ غَيْرَ مَخْصُوْصٍ لَهُ صلعم فَكَيْفَ كَانَ
مِنْهُمْ اَيْ مِنْ اَصْحَابِهِ صلعم وَمِمَّنْ تَبِعَهُمْ فَالسَّمْعُ وَ
الشُّعُوْرُ وَاَهْلِيَّةُ الْخِطَابِ اَمْرٌ اِجْمَاعِيٌّ م فَخِلَافُ الثَّابِتِ
مُاَوَّلٌ بِمَا لَا يُعَارِضُ الثَّابِتَ ش الْخِلَافُ بِمَا اسْتَدَلَّ
بِهِ الْمُخَاصِمُوْنَ فِيْ عَدَمِ السَّمَاعِ وَالشُّعُوْرِ فَهُوَ مُاَوَّلٌ بِمَا لَا
يُعَارِضُ الثَّابِتَ م وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم اِنْ اَرَادَ
عَوْنًا فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ
يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ ط حِصْنِ حَصِيْن فَحَرْفُ النِّدَاءِ لِلْقَرِيْبِ
وَالْبَعِيْدِ فَلَا مَحْذُوْرَ لِلْبَعِيْدِ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ لِاِعْجَازِهِمْ وَالْاَوْلِيَاءِ
لِكَرَامَتِهِمْ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم اِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ

ترجمہ وقول او صلعم السلام علیکم برائی او صلعم خاص کردہ نشد بلکہ از اصحاب او
صلعم یافتہ شد تا این زمان از ہر کس کہ ایشان را پیروی کرد۔ ورنہ پس چگونہ است از ایشان یعنی اگر نہ
او صلعم غیر مخصوص بود بلکہ مخصوص بودے پس از آنان کہ از اصحاب او صلعم ہستند و از ہر کسی کہ ایشان را پیروی
کرد چگونہ آمدی۔ پس شنیدن و شعور و اہلیت خطاب برائی اہل قبور امر اجماعی است۔ بنابرین خلاف
این ثابت تاویل کردہ شود بانچہ کہ ثابت را معارض نشود یعنی خلاف بانچہ کہ مخاصمین بدو دلیل
گرفتہ اند در عدم سماع و شعور پس او تاویل کردہ شود بانچہ کہ معارض ثابت نشود +
و فرمود رسول خدا صلعم یعنی اگر ارادہ کند کسے مدد را و نجواہد پس باید کہ بگوید اے
بندگان خدا مرا یاری کنید ای بندگان خدا مرا یاری کنید ای بندگان خدا مرا مدد کنید سہ بار +
این حدیث شریف در حصن حصین آمدہ از معجم طبرانی + پس درین حدیث شریف کہ
حرف ندا است قریب و بعید ہر دو را است + پس حذر و باکی نیست برائی بعید کہ از انبیا اند بنا بر
اعجاز شان و از اولیا بنا بر کرامتہ شان۔ و فرمود رسول خدا صلعم یعنی ہر گاہ کہ سواری او واژگون شود

فليناد اعينوا عباد الله رحمكم الله موصل حصين والعباد عامة والاستغاثة والنداء بوجود قدرتهم وسمعهم فلا خصوصية الاستغاثة وا وجود القدرة والسمع لاحياءهم فلا منع لاموا فان الاستغاثة والنداء لثابتين ولو من عباد خا و احياء ❊ فقوله تعالى لا تسمع الموتى الآية يصرح شه صفة لقوله تعالى لا تسمع الموتى ❊ بقوله تعالى وما انت بمسمع من فى القبور الآية اى جسدا والمراد به الكفار وهم احياء ويسمعون باوّل بمعنى الذى يدل عليه نظم القرآن المجيد لتشبيها استعارة فى وجه مقصود تخصيصا شه اى فى وجه مقصود انتفاع

ترجمه پس باید که ندا کند ـ مدد کنید ای بندگان خدا ـ در روایتی است رحم کند خدای تعالی شمارا ـ این حدیث شریف در حصن حصین است از بزار و از ابی یعلی موصلی ـ و مصنف ابن ابی شیبه و اینجا لفظ عباد عام هست ـ و استغاثت و ندا بسبب وجود قدرت شان و سمع شان است پس این استغاثت و ندا و وجود قدرت و سمع را برای زندگان شان خصوصیت نیامد پس برا اموات شان هم منع نیامد ـ پس هر آینه استغاثت و ندا هر دو البته ثابت اند اگرچه از خاص باشد و از زندگان است ❊

پس قول او تعالی لا تسمع الموتى الآیه در سوره نمل رکوع ششم یعنی تو موتی و میت را شنانیده بگوش او نرسانی این قول تصریح کرده میشود بقول او تعالی وما انت بمسمع من فی القبور الآیه در سوره فاطر رکوع سوم یعنی تو شناننده و بگوش رساننده نیست هر کس هستند یعنی جسم مرده هستند و مراد باو کافران اند حالانکه آنها زندگان اند و می شنوند ـ پس این قول تاویل کرده شود بمعنی مجازی آنکه بر وی نظم قرآن مجید دلالت میکند که این بطور تشبیه و استعاره شده است بسبب اجمال تفهیم از راه خصوصیت نمودن در وجه مقصود که آن انتفاع بالاسماع است

بیان آنکه استغاثه و ندا و وجود قدرت و سمع برا احیا مخصوص نیست و موتی را ممنوع نیامد و هر دو از عباد خواه از عباد باشند ثابت

بیان تفسیر آیه لا تسمع الموتی الآیه و آیه وما انت بمسمع من فی القبور الآیه که درین هر دو از موتی و من فی القبور کافران مراد اند ـ و از اسماع معنی مجاز انتفاع بالاسماع در وجه مقصود ایمان بر بعث مراد اند تخصیصا که در تفهیم اجمال معنی موضوع است بدلائل نص قرآنی ❊

لمن یؤمن علی البعث م لا تعمیماً ش ای لا فی وجہ مقصود
اسماع من کل مسمع لکل مستمع بمعنی موضوع م لا اہمالہ
کقولہ تعالی صم بکم عمی فہم لا یعقلون ۰ وہم یسمعون
ویکلمون ویبصرون ویعقلون وقولہ تعالی وما انت
بہادی العمی عن ضلالتہم ۰ والاعمی یکون مہتدیا
لقولہ تعالی عبس وتولی ان جاءہ الاعمی وما یدریک
لعلہ یزکی او یذکر فتنفعہ الذکری الآیہ فکیف
علی ظاہر اللغۃ ش اے معنی موضوع م فالحاصل
ان الاسماع خاص بعثاً علی مقصود ش الذی
متعلق ببعث النبی عم م فیأول بمعنی مجاز ای انفاع
باجابۃ الحق لمن یؤمن بالا سماع

ترجمہ برائی کسیکہ ایمان بر بعث آرد یعنی مقصود ازین قول کہ بسبب اہمال تعمیم بطور تشبیہ واستعارہ آمدہ آنست کہ کسیکہ ایمان بر بعث نبی علیہ السلام می آرد بگوش او در افگندہ بالخصوص او را بہرہ مند گردانیدن است نہ این قول او را تعمیم بمعنی موضوع واقع شدہ است ازین روکہ ہر شنانندہ ہر شنوندہ را شنانیدن مقصود است ازانکہ دریں صورت اہمال تعمیم است کہ کلام بہ تعمیم مہمل میشود بلکہ نظم این آیت بطور تشبیہ و استعارہ بہ بیان آوردن ہمچو قول او تعالی است در سورہ بقر رکوع دوم صم بکم عمی فہم لا یعقلون ۰ یعنی کر و ناشنوا و گنگ و نابینا ہستند پس ایشان نمی فہمند۔ حالانکہ آنان می شنوند و کلام میکنند و می بینند و می فہمند + ہم ہمچو قول او تعالی در سورہ نمل رکوع ششم وما انت بہادی العمی عن ضلالتہم یعنی و نو راہ نماینست نابینایان را از گمرہی شان۔ حالانکہ اعمی یعنی نابینا مہتدی ای راہ یافتہ می شود بنا بر فرمودن او تعالی در سورہ عبس پارہ عم عبس وتولی ان جاءہ الاعمی وما یدریک لعلہ یزکی او یذکر فتنفعہ الذکری الآیہ یعنی ترشروئی کرد و رو گردانید۔ بانیکہ آمد پیش او نابینا و نہ در رسید ترا باشد کہ او تزکیہ و تہذیب یا بد یا بپذیرد پس این پند او را نفع دہد + پس چگونہ معنی این بر ظاہر لغت یعنی بر معنی موضوع محمول شوند۔ پس حاصل اینکہ اسماع یعنی شنانیدن دریں آیۃ مذکورہ خاص برائی بعث است بر بنائی مقصودی کہ متعلق بہ بعث نبی علیہ السلام است۔ پس مأول است بمعنی مجاز یعنی نفع دادن و بہرہ مند گردانیدن باجابت و قبولیت حق برائی کسیکہ ایمان آرد کہ این انفاع باسماع است یعنی بشنانیدن

على ما ذكر السببُ مقامَ المسبَّبِ صحةُ للنفي والبعث
بثبوتٍ منقدمٍ ش فليس عامًّا بلا خصوصِ بعثِ النبيِّ
عم على مقصودِ الذي يتعلق ببعث النبي عم
اذ هو غيرُ مقصودٍ هُنا والنفي مخالفٌ لثابتٍ اى اسماع
الموتى بمعنى موضوعٍ ولبداهةِ المقصودِ وهُمِل البعث
اى بعث النبي عم للاسماع و الاسماع على البعث
هم موتى ومَن في القبور هو جسدٌ منعطلٌ خصوص
العمل هُنا ش اذ الموتُ على مقصدٍ لتعطيلٍ
من آثار الدنيا فالتعطلُ خاصٌّ عملاً هُنا مَ فيُراد بها
الكفارُ استعارةً على المبالغةِ في وجه التشبيه
بمعنى مجازٍ لبطلانِ معنى موضوعٍ ش لموتى اذ
اسماع الموتى بمعنى موضوعٍ ثابت مَ فاصرح بتصريحٍ اخ

ترجمه بربنای آنکه سبب بجای مسبَّب ذکر کرده شده - تاویلش بنا بر صحت است برای نفی و بعث
به ثبوتِ منقدم - زیرا که اگر بعث ثبوت منقدم نباشد پس نفی از چه شود و صحتش بغیر ثبوتش نباید -
این اسماع عام نیست بمعنی موضوع با خصوصیتِ بعث نبی علیه السلام بربنای مقصودی که آن به بعث نبی
علیه السلام متعلق می شود از آنکه او یعنی اسماع عام اینجا غیر مقصود است - و این نفی مخالف
است ثابت را یعنی اسماع موتی را که بمعنی موضوع است و آن کفار بودند احیاء که می شنیدند و بجا
است برای بداهتِ مقصود که بعث است از آنکه بعث نبی عم برای اسماع حق است و اسماع حق موقوف
بر بعث پس نفی این اسماع مخالف است بداهتِ بعث را که مقصود است - و نیز مُهمل بعث است از
بعث ابطال حتی اسماع است و نفی اسماع اهمال بعث پس بربنای معنی موضوع نفی اسماع چگونه راست
آید - و موتی و هر که در قبور است او جسدی است که خصوص عمل را اینجا منتعطل است یعنی در این عالم
برزخ عمل برای او مخصوص نیست از آنکه موت بر مقصد مرادِ تعطیل است یعنی خالی گذاشتن جسد
از آثار دنیا پس اینجا تعطل از روی عمل خاص شده - پس از موتی کفار مراد شود بطور استعاره بربنای
مبالغه در وجه تشبیه بمعنی مجاز برای بطلان معنی موضوع که برای موتی است از آنکه اسماع موتی بمعنی موضوع
ثابت است و درین معنی تصریح میکنم بتصریح دیگر

بمعنی موتی از روی
موضوع و مجاز

قال سبحانہ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاۗءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ اِعلم اَنَّ الاسماعَ بمعنیً موضوعٍ عامٌّ مِنْ کُلِّ مُسْمِعٍ لِکُلِّ مُسْتَمِعٍ بمعنیً موضوعٍ ولا یختص بالمقصود الذی یتعلق ببعث النبی عم فما یختص ش بالمقصود الذی یتعلق ببعث النبی عم کما قال سبحانہ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ هم ماوّلٌ بمعنی مجازٍ هو انفاعٌ باجابۃ الحق لمن یؤمن ش ای مَنْ هو اهلٌ باجابۃ ایمانٍ بالحق هم بالاسماع علی ما ذُکِرَ السببُ مقامَ المسبّبِ ✽

ترجمہ فرمود سبحانہ در سورۂ روم رکوع پنجم فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاۗءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ یعنی پس ہر آئینہ تو مردہ را نمی توان شنا نید و نہ کر را توان شنا نید خواندن و دعوت خود را باوازیا باشارت ہرگاہ کہ ایشاں پشت دادہ باز گردیدند۔ و نہ تو نابینا را راہ نمائی از گمرہی شان۔ نہ توان شنانید تو مگر کسے را کہ بآیات ما ایمان می آرد پس ہمانان مسلمانان اند ✽

بدانکہ اسماع بمعنی موضوع یعنی بشنانیدن و در گوش انداختن عام است از ہر مُسْمِع یعنی شنانندہ و در گوش رسانندہ برای ہر مُسْتَمِع بمعنی موضوع یعنی ہر گوش دارندہ۔ و این اسماع بمعنی موضوع عام مختص نشود بمقصودے کہ آن تعلق می دارد بہ بعث نبی علیہ السلام۔ پس آنچہ کہ مختص شود بہ مقصودی کہ تعلق بہ بعث نبی عم دارد چنانچہ گفت سبحانہ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ یعنی تو نتوان شنانید مگر کسی را کہ بآیات ما ایمان می آرد و ہمانان اند اسلام آرندگان۔ پس بمعنی مختص ماوّل است بمعنی مجاز کہ او انتفاع است باجابت حق برای کسیکہ ایمان آرد باسماع یعنی بسیکہ او اہل است بقبولیت ایمان بحق۔ و این انتفاع یعنی بہرہ مند گردانیدن باسماع بر بنای محل است کہ آنچہ سبب بجای

تفسیر آیہ کریمہ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاۗءَ الخ

بیان معنی موضوع عام اسماع کہ بہ بعث مختص نہ شوند کہ او نہایت بجز و آخر آیہ اظہار است

بیان تاویل معنی مختص اسماع بمعنی مجاز کہ او انتفاع باجابت حق است بجای سبب بجای مسبب آمدہ ✽

فالانتفاع قد يكون بالاسماع وقد يكون بالذى يفيده ش
اي الانتفاع م فيشتمل معنًا بالاسماع على غلبة المحاورة
بالاسماع فسوف تعرف بحجة قاطعة وانّ الموت قد يكون
بمعنى مجاز اى تعطّل اذا الموت يعطّل كما قال سبحانه
كيف يحيي الارض بعد موتها اى تعطّلها عن الانبات
فيها فالموتى متعطّلون عن اجابة الحق لما فات عنهم
وقت اجابة الحق فلا يفيدهم الاسماع والذى يفيد الاجابة
فعلى هذا مفعول ثان للاسماع متوسّع بحذفه فالموتى
بمعني مجاز هم الكفّار استعارتًا فى وجه تعطّلهم التامّ
عن اجابة الحق والصّمّ بمعني مجاز اى متعطّلين عن استماع
ش اى استجابة م الحق والدعاء دعاء الرسول صلعم الى
الحق حقيقتًا او مجازًا اى ما يفهم به الدعوة كالاشارت ولكن
الصّمّ يفيدهم الاشارت فلذا قال اذا ولّوا مدبرين

ترجمه پس انتفاع يعني بهره مند گردانيدن گاهى به اسماع ميشود وگاهى بآن كه انتفاع را فائده دهد پس معنا باسماع
شامل شود بربنائى غلبه وكثرت محاوره باسماع وعنقريب در حجّت قاطعه مذكور شود خواهى شناخت - وهرآئنه موت
گاهى بمعنى مجاز شود يعنى تعطّل ازانكه موت معطّل ميكند چنانچه گفت سبحانه درسوره روم ركوع پنجم كيف يحيي الارض
بعد موتها يعنى زمين را چگونه زنده ميكند بعد موت او يعنى تعطّل او از انبات كه لازم است يعنى بعد معطّل شدن او
از روئيدگى در و پس موتى آنند كه از اجابت حق معطّل اند يعنى خالى گذاشته شونده اند از انكه انچه وقت اجابت حق بود از انها
فوت شد پس انهارا اسماع فائده اجابت ندهد مفيد نخواهد شد پس بربناء اين اجابت مفعول ثانى است براى اسماع يعنى از
لا تسمع كه بحذف خود متوسّع است پس موتى بمعنے مجاز همان كفّار اند بطور استعاره در وجه تعطّل تام شان از اجابت حق
وصمّ يعنى كرها بمعنى مجاز است يعنى متعطّلين از استماع حق يعنى از استجابت حق كه خواست پذيرائى حق است - ودعاء
خواندن رسول صلي الله عليه وسلم است بسوى حق از روى حقيقت يا از روى مجاز يعنى انچه باو خواندن مفهوم شود چون اشارت
ولكن صمّ كه اشارت آنهارا فائده ميدهد پس بنابرين گفت اذا ولّوا مدبرين يعنى هرگاه كه آنها پشت داده باز گرديدند

بيان معنى موت وموتى وصمّ ودعاء واد بار وتوكيب مجازًا وحقيقتًا الخ

فالادبار بیان التولیۃ علی نہایۃ فاذا لا یفیدہم الاشارۃ وہما بمعنی مجاز لشئ انکار الحق غایۃ الانکار فہم الکفار استعارۃ فی وجہ تعطلہم التام عن استماع الحق بالاسماع واستفادۃ الحق بالاشارۃ ٭ واعلم ان لا یتوقف الجزاء المقدم علی الشرط والموخر وہما بمعنی موضوع اذ لیس عدم اسماع الصم علی شرط التولیۃ والادبار بمعنی موضوع فالشرط بمعنی مجاز یشیر الی التعطل التام بسبب ما لا یستفیدون بالاشارت فی حالۃ الادبار یلزم ان الجزاء بمعنی مجاز استقامۃ المعنی بش ای الاستقامۃ للمعنی ھو الھادی والعمی بمعنی مجاز ای ھادی الی الحق للعمی ای متعطلین عن اھتدائھم علی صراط مستقیم للحق

ترجمہ پس این ادبار یعنی پشت دادن بیان تولیت است بمعنی روگردانیدن بر بنای نہایت او یعنی انتہائی روگردانی پشت دادن است کہ دریں ہنگام اشارت بایشان ہم سود ندہد حالانکہ ہر دو ادبار و تولیت بمعنی مجاز اند یعنی انکار حق غایت انکار پس از روئی استعارہ ہمان کفار اند بوجہ تعطل تام شان از استماع حق باسماع یعنی از گوش داشتن حق بیکار محض شدہ کہ دعوت رسول بگوش شان انداختن بوجہ تعطل تام شان باجابت سودمند نیاید وہم استفادہ حق باشارت یعنی باشارت ہم بوجہ تعطل تام خود از دعوت حق فائدہ اجابت حاصل نمی توانند ٭ وبدان اینکہ جزاء مقدم بر شرط موخر اینجا متوقف نمیشود درو قتیکہ ہر دو شرط و جزا بمعنی موضوع باشند زیرا کہ عدم اسماع صم بر شرط تولیت و ادبار کہ ہر دو بمعنی موضوع آیند نیست یعنی تولیت و ادبار ہر دو چون بمعنی موضوع آیند عدم اسماع صم درین صورت بر شرط ہر دو نیاید از انکہ ایشان خود بہ کری چون نمی شنوند در شنوا نشنانیدن شان شرط تولیت و ادبار نہادن یعنی قید پشت دادہ روگردانیدن چہ نفع دہد۔ پس جزای مقدم عدم اسماع صم بر شرط موخر تولیت و ادبار چگونہ متوقف گردد۔ پس این شرط بمعنی مجاز سوی تعطل تام اشارت میکند بسبب آنکہ آنہا در حالت ادبار باشارت مستفید نتوانند یعنی فائدہ نمی بردارند و ازین لازم شود اینکہ ہم آئینہ جزا بمعنی مجاز است بنابر استقامت برای معنی۔ وہادی وعمی ہم بمعنی مجاز است یعنی ہدایت کنندہ سوی حق برائی نابینایان کہ متعطل وبیکاران اند از ہدایت یابی خود شان بر صراط مستقیم حق ٭

ولا اعمى الضال لا يهتدى على صراط مستقيم بالاسماع
والاشارة والضلالة ضد الاهتداء فهم الكفار
استعارتا فى وجه تعطلهم التام عن اهتدائهم على الحق
بالاسماع والاشارة فاختلاف التشبيه على اختلاف
كيفية المشبه والمشبه به فان تدبرت اصبت ان شاء
الله تعالى ش اي الموتى ليستمعون ولا ينفعون بالاسماع
بخلاف الصم لا يستمعون فلا ينفعون بالاسماع ولكن
يمكن ان ينفعوا بالاشارة فاشدون من الموتى فى وجه
عدم الانفاع بخلاف العمي لا ينفعون بالاسماع والاشارة
فاشدون من الصم فى وجه عدم الانفاع

ترجمہ: واعمی گمراه بر صراط مستقیم باسماع و اشارت راه نمی یابد و ضلالت ضد اهتدا است پس آنها کفار اند بطور استعاره در وجه تعطل تام شان از اهتدا خود شان بر حق باسماع و اشارت یعنی آنها همان کفار اند که از رهنمونی خود بر حق باسماع و اشارت چون بالکلیه بیکار و معطل محض شدند در وجه تعطل تام خود بطور استعاره بموتی و صم و عمی نام نهاده شدند پس اختلاف تشبیه بر اختلاف کیفیت مشبه و مشبه به است اگر فکر کنی برسی اگر خواست خدا تعالی یعنی حاصل اختلاف آنکه موتی البته می شنوند باسماع نفع نمیگیرند بخلاف صم که آنها نه گوش دارند و نه از اسماع نفع گیرند ولیکن امکان دارد که از اشارت نفع حاصل کنند پس از موتی در وجه عدم اسماع سخت تر اند بخلاف عمی که آنها باسماع و اشارت هر دو نفع نمیگیرند پس از صم در وجه عدم انتفاع سخت تر اند. پس حاصل معنی آیت کریمه مذکوره فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ الآیه بعبارت معنی مختص مجاز بطور استعاره اند وی تحقیق با تعلق نسبت بمعنی موضوع همچنین بر آمدند میفرماید او تعالی که ای رسول من پس هر آینه تو نتوان شنانید به بهره مندی دعوت حق کفار مرده دلان را که گویا موتی اند و نه تو بهره مند گردانی بشنانیدن بخواندن سوی حق بآواز یا باشاره آن منکران سخت را که گویا کر هستند از پذیرائی و استجابت حق هرگاه انکار حق را بغایت انکار رسانیده اند که گویا پشت داده رو گردانیده اند و نه تو آن گمراهان را براه راست حق رهنمائی که از گمرهی خود بیکار محض و معطل تام شده گویا نابینا آمده اند پس خواندن خود را که دعوت سوی حق است بآواز یا باشاره تو نمی توان شنانید و بهره و نفع بدان دعوت نرسانی و در راه راست حق و انمائی که مبعوث نشده گوینده و رهنما نیز مگر کسی را که ایمان آرد بآیات ما یعنی اهلیت قبولیت ایمان بحق دارد پس همان اند اسلام آرندگان یعنی مسلمانان اند

بیان اختلاف کیفیت تشبیه موتی و صم و عمی بنابر اختلاف مشبه و مشبه به و بیان تو فرق فیما بینهم

حاصل ترجمه آیت کریمه فانک لا تسمع الموتی الخ

الحجۃ القاطعۃ
فی اسماع الموتیٰ

الحجۃ القاطعۃ

اعلم ان نفی اسماع الذی مذکور فی الآیۃ الشریفۃ ان تسمع الا من یؤمن بآیٰتنا فھم مسلمون ہ الآیہ لا یمکن ان یکون بمعنی موضوع اذ الذی عام من کل سمیع لکل مستمع الذی بمعنی موضوع ولا یختص لمن یؤمن بل ھو شامل العموم فلا یصح النفی بعدم ثبوت متقدم ولا یصح الاستثناء لاثبات من منفی ونفی من عموم ولا یصح البعث فلا یصح العموم مخصوص الذی فی نظم لاحق یعنی ای الا من یؤمن بآیٰتنا ھ یلزم ان نفی اسماع بمعنی مجازی الذی خاص

ترجمہ الحجۃ القاطعۃ

یعنی این حجت قاطعہ است کہ دلائل مخالفین قطع میکند ومی برد از بیطورکہ فیصلہ کلی از وحاصل شود۔ بداںکہ نفی اسماع کہ دریں آیت شریف ان تسمع الا من یؤمن بآیٰتنا فھم مسلمون الآیہ مذکور است ممکن نیست کہ بمعنی موضوع باشد ازانکہ معنی موضوع عام است از ہر شنانندہ برائی ہر گوش دارندہ آنکہ ہر دو بمعنی موضوع باشد۔ واین معنی موضوع برائی کسیکہ ایمان می آرد خاص نمی شود بلکہ او عام را شامل است۔ پس این نفی بسبب عدم ثبوت متقدم درست نیاید۔ ونہ این استثناء بنا بر اثبات از منفی ونفی از عموم راست شود۔ ونہ این بعث کہ با سماع حق است صحت پذیرد۔ پس عموم درست نباشد۔ ازانکہ نفی را ثبوت متقدم باید کہ ازو نفی کردہ آید ودر صورت نفی اسماع عام از ہر مسمع ومستمع ثبوت متقدم ثابت نہ شود کہ ازو این نفی کردہ شود پس این نفی چگونہ درست آید۔ واستثناء مفید حصر وتحقق است کہ در موجود باشد نہ در معدوم وموجود ثابت ہست پس استثناء حصر وتحقق کند برائی آنچہ کہ درو از اثبات ہست آنہ از نفی واین نفی از عموم است پس اثبات وتحقق او ازو چگونہ شود واستثناء چگونہ راست آید۔ وبعث برائی اسماع حق ہست واسماع برو متوقف ودر نفی عام او اہمال بعث پس چگونہ صحت پذیرد حالانکہ بعث برائی ایمان آرندگان ظاہر لہذا نفی عام مخالف ہدایت وظاہر پس مقابلہ ہدایت مقصود ہست این عموم نفی اسماع بمعنی موضوع درست نباشد۔ وخصوصیکہ آں در نظم لاحق است یعنی الا من یؤمن بآیٰتنا لازم میکند کہ ہر آئنہ نفی اسماع بمعنی مجاز ہست چنانکہ خاص است برا کسیکہ ایمان می آرد

بیان آنکہ نفی اسماع عام از زیر آیہ کریمہ ان تسمع الا من یؤمن الخ ممکن نیست کہ بمعنی موضوع باشد۔

لمـ من استقامة المعنى هو انقاع باجابة الحق لمن يؤمن
س اى من هو اهل باجابة ايمان بالحق م بالاسماع
و بالذى يفيده فهم مسلمون على التاثير و التاثر فحينئذ
يصح ش بالخصوص م مالا يصح ش بالعموم اى
النفى والاستثناء والبعث م ومفعول لا تسمع منوى
وهو الموتى والصم والعمى وهم الكفار على خصوص المحل
نظم سابق بمعنى مجاز فحاصل الكلام الشريف ان ما
بعثت مسمعا و هاديا الا لمن يؤمن اى من هو اهل باجابة
ايمان بالحق فقوله لا تسمع الموتى وما انت بمسمع من فى
القبور و لا تسمع الصم وما انت بهادى العمى كقوله تعالى
لست عليهم بمصيطر وما انت عليهم بوكيل والله تعالى اعلم بالصواب
وانه صلى الله تعالى عليه وسلم محيى الموتى و مسمع الصم و مبصر
العمى ولو بمعنى موضوع او مجاز باعجازه صلعم فكيف النفى

ترجمه و این اختیار معنی مجاز بنا بر استقامت معنی است و او انقاع است باجابت حق برای کسیکه ایمان
آرد یعنی کسیکه او اهل است باجابت ایمان بحق باسماع و آن که ادراک میفید باشد پس ایشان اسلام آرندگان
بر بنای تاثیر و تاثر یعنی اثر کردن و اثر گرفتن از قول و فعل مسمع بحق - پس درینحالت بخصوص درست
آید آنچه بعموم راست نشود یعنی نفی و استثنا و بعث - و مفعول لا تسمع بحذف خود متوسع است
آن موتی و صم و عمی است و آنها کفار اند بر بنای خصوص محل از نظم سابق بمعنی مجاز - پس حاصل کلام شریف
آنکه بتحقیق ما بعثت مسمعا و هادیا الا من یؤمن ای من هو اهل باجابة ایمان بالحق یعنی
برانگیخته نشده شنواننده و رهنما مگر کسی را که ایمان آرد یعنی کسیکه او اهل باشد لقبولیت ایمان بحق - پس قول او تعالی
لا تسمع الموتی - و ما انت بمسمع من فی القبور - و لا تسمع الصم - و ما انت بهادی العمی
اینهمه همچو قول او است تعالی که در سوره غاشیه رکوع اول پاره عم است لست علیهم بمصیطر یعنی نیستی
یعنی داروغه و برگماشته نیستی - و همچو در سوره انعام رکوع سیزدهم و ما انت علیهم بوکیل یعنی و نیست تو برایشان
نگهبان - والله تعالی اعلم بالصواب - حالانکه بر آنست او صلی الله علیه وسلم البته موتی را زنده کننده است - و کر را
شنواننده - و نابینا را بینا کننده اگرچه بمعنی موضوع یا مجاز باعجاز خود پس چگونه باشد نفی این

بیان آنکه اسماع بمعنی انقاع است باجابت حق کسی که اهل آنست

بیان حاصل معنی آیت ان تسمع الا من یؤمن الخ

[illegible]

اعلم ان کلامَ البعض فی نفیِ السمع والاسماع لموتیٰ بمعنی موضوع باستدلال الایۃ الکریمۃ و للموتیٰ حالۃٌ معروفۃٌ فی السمع والاسماع وتعلقُ الروح بالجسد بکیفیۃ اخریٰ عن اولیٰ کیف یشاء اللہ تعالیٰ فلمّا لم یثبتِ النفیُ فی الوجہِ المخصوص **ش** ای فی السمع والاسماع لموتیٰ بمعنیٰ موضوع لوجودِ حالۃٍ معروفۃٍ لموتیٰ وعدم دلالۃ الایۃ الکریمۃ علیہ ای النفی **م** بقی الثبوتُ العامُ **ش** فی السمع والاسماع ولوللحیّ ومیتۃٍ بمعنی موضوع **م** علیٰ حالہ وماذُکِرَ **ش** فی البعض **م** نفیُ اسماعٍ من مُسمِعٍ موصولۃ بمعنی مجاز الذی قد ثبت ای النفی لا اسماعٌ بمعنے موضوع الذی قد ثبت فکیف نفی سمعٍ من سامعٍ وتعذُّر اسماعٍ **ش** مُسمِعٍ **م** لایلزم تعذرسمعٍ **ش** سامعٍ **م**

ترجمہ بدانکہ ہرآئینہ کلام بعضِ در نفی سمع واسماع برائی موتیٰ بمعنی موضوع باستدلال این آیت کریمہ است حالانکہ برائی موتیٰ در سمع واسماع حالتِ معروف ہست ہمچنانکہ در احادیث آمدہ وتعلق روح بجسد برائی موتیٰ بکیفیتِ دیگر است از اولیٰ کہ ہمچنان ہست کہ خدا تعالیٰ میخواہد۔ و ہرگاہ کہ ثابت نشد این نفی درین وجہ مخصوص یعنی در سمع واسماع برائی موتیٰ بمعنی موضوع بنابر بودن حالت معروفہ برائی موتیٰ و بنابر نبودنِ دلالت آیتِ کریمہ برین نفی کہ وجوہش ذکر کردہ آمد۔ باقی ماند آن ثبوت کہ عام است در سمع واسماع اگرچہ ہست برائی زندہ ومردہ بمعنی موضوع بر حال خود۔ وآنچہ در بعض ذکر کردہ شد نفیِ اسماع است از مُسمِع بمعنی مجاز آن کہ بتحقیق ثابت آمدہ از نص بتخصیص اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ۔ نہ نفیِ اسماع است بمعنی موضوع از النص کہ آن ہم بتحقیق ثابت شدہ است بنص بنفیِ خاص از عموم ثابت بمعنی موضوع و بودہ نفی از کجا آمد بدون ثبوتِ متقدم۔ پس چگونہ است نفی سمع از سامع یعنی نفی شنیدن از شنوا بعض۔ وتعذر اسماعِ مُسمِع لازم نمی آرد تعذر سمعِ سامع یعنی معذوری شنوا نیدن شنانندہ شنیدنِ شنوا را معذوری لازم نمیکند۔

بیانش آنکہ [illegible] حالات
حالت معروفہ ہست [illegible]
کیفیت تعلق [illegible]

مطلب وان قيل يمكن ان لا يعينوا ولا يسمعوا فی وقت و

وَاِن قيل يمكن ان لا يعينوا ولا يسمعوا فی وقتٍ ش اى
بعض وقتٍ م لعدم العصمة والحفظ يحتمل سلبه فلا دليل
على نفى الاعانة والسماعة وسلب الحفظ فى الوقت ش
اى وقت الاستعانة والنداء م وهذا الاحتمال الى النهاية
يلزم نفيهما ش الضمير الى الاعانة والسماعة وهما
من الكرامة او الى الحفظ والكرامة م فى كل وقتٍ و
هذا خلاف الثابت والجزء ش اى ادعاء ان يمكن ان لا
يعينوا ولا يسمعوا فى وقتٍ م من الكل ش اى هذا الاحتمال
الى النهاية يلزم نفيهما فى كل وقتٍ م وان قيل يمكن
ان يعينوا ويسمعوا فى وقتٍ بوجود الحفظ والحفظ يحتمل ثبوته
لتقدمه من السلب فالثبوت اقوى ش لان الثبوت
مقدم على السلب وفى الجواز جانب اول قوى لوجوده وهو
الثبوت م فدليل امكان الاعانة والسماعة موجود فى الوقت

ترجمه ۔ واگر گفته شود اینکه مدد کردن وشنیدن شان در وقتی چند از اوقات
ممکن باشد بسبب عصمت نبودن در اولیاء ۔ وحفظ که احتمال دار و سلب خود پس نیست دلیلی
بر نفی اعانت وسماعت و بر سلب حفظ در ینوقت یعنی وقت استعانت وندا ۔ واین احتمال تا نهایت
وانتها نفی هر دو در هر وقت لازم آرد یعنی نفی اعانت وسماعت در هر وقت کند حالانکه این هر دو
از کرامت اند پس کرامت کجا ماند یا این احتمال نفی حفظ و کرامت کند که مراد از هر دو با این هر دو
باشند ۔ واین امر خلاف ثابت است وجزء است از کل یعنی دعوی کردن امکان نشنیدن ومدد نکردن
در وقتی چند این جزء است از کل یعنی از این احتمال تا نهایت که نفی هر دو لازم آرد در هر وقت ۔ واگر گفته
شود که مدد کردن وشنیدن در وقتی بوجود حفظ یعنی در وقت یافته شدن حفظ ممکن باشد نه هر وقت حال
اینکه حفظ محتمل ثبوت خود باشد بسبب تقدم او از سلب ۔ پس این ثبوت قوی تر است از انکه هر آینه ثبوت
مقدم است بر سلب ۔ و در جواز جانب اول قوی است بسبب وجود او و آن ثبوت است پس دلیل امکان اعانت وسماعت در وقت

بحث آنکه اگر گفته شود که مدد نکردن ونشنیدن در وقتی چند از اوقات ممکن است بعدم عصمت او با احتمال سلب حفظ با تفصیل جزء الکل +

بحث آنکه اگر گفته شود یاری کردن وشنیدن در وقتی ممکن است با احتمال حفظ مع جواز ثبوت حفظ بنقل و دلیل تفصیلاً ۔ الخ

ش ای وقت الاستعانۃ والنداء م وھذا الاحتمال الی النہایۃ یلزم ثبوتھما ش الضمیر الی الاعانۃ والسماعۃ وھما من الکرامۃ او الی الحفظ والکرامۃ م فی کل وقت وھذا ھو الثابت والجزء ش ای دعوی ان یمکن ان یعینوا ویسمعوا فی وقت م من الکل ش ای من ھذا الاحتمال الی النھایۃ یلزم ثبوتھما فی کل وقت م فالقول علی قولہ سبحانہ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ وَفِی الْاٰخِرَۃِ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ وَیُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ الایۃ فکیف یحتمل سلب الحفظ وفی زاد اللبیب وخزانۃ الجلالی قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اھل القبور الحدیث

ترجمہ یعنی وقت استعانت وندا موجود است۔ وایں احتمال تا غایت وانتہا ثبوت ہر دو لازم کند در ہر وقت یعنی ثبوت اعانت وسماعت کہ ہر دو از کرامت اند یا ثبوت حفظ وکرامت۔ وایں ہمو ثابت است وجزء است از کل یعنی دعوئی امکان اعانت وسماعت در وقتی۔ ایں جزء است از کل یعنی ازیں احتمال کہ تا نہایت لازم کند ثبوت ہر دو در ہر وقت۔ پس ایں قول بر بنائے قول او سبحانہ است در سورۂ یونس رکوع ہفتم اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ یعنی آگاہ باشید کہ ہر آئینہ اولیائے خدا اند کہ بر آنان نہ خوف است ونہ ایشاں اندوہگین شوند ہمانا گرویدند ومی ترسیدہ بودند۔ ایشاں را مژدہ است در زندگی دنیا ودر آخرت۔ کلمات خدا را تبدیلے نیست۔ ایں ہمو فوز عظیم یعنی رستگی بزرگ است۔ وانیکہ در سورۂ ابراھیم رکوع چہارم است وَیُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ الایۃ یعنی ثابت وبرجا دارد خدائے بزرگ آنانکہ ایمان بقول ثابت آوردند در حیات دنیا ودر آخرت۔ وہر آئینہ خدائی برتر خلاف نمیکند میعاد را یعنی وعدہ کردہ را الخ۔ پس چگونہ اکنون محتمل باشد سلب حفظ۔ ودر زاد اللبیب وخزانہ جلالی است کہ فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہرگاہ کہ در امور حیران وسرگشتہ شوید پس از اہل گورہا مدد خواہید تا آخر حدیث۔

ش و قال حجة الاسلام محمد الغزالي كل من يستمد في حياته يستمد بعد وفاته انتهى

وفي المختصر الطيبي واما الاستمداد باهل القبور فقد انكره بعض الفقهاء فان

كان الانكار بانه لا سماع لهم ولا علم لهم ولا شعور بالزائر واحواله فقد

ثبت بطلانه وان كان بانه لا قدرة لهم ولا تصرف لهم في ذلك الموطن

حتى يمدوا بل هم محبوسون عن ذلك ومشغولون بما عرض لانفسهم

من المحنة فليس ذلك كليا خصوصا في شان المتقين الذين هم اولياء الله +

فيمكن ان يحصل لارواحهم عند الرب من القرب في البرزخ والمنزلة والقدرة

على الشفاعة والدعاء وطلب الحاجت لزائرهم المتوسلين بهم كما يحصل

يوم القيمة انتهى م فيا ايها الغافلون الا تتنبهون على الحق واعلم ان

الاعجاز والكرامة محيطان من بدايته الى نهايته ففي الحادث الخارج خارجا

ش اي محيطان في الوجود الحادث الخارج من الذهن خارجا م وفي

الحادث الذي ذهنا ش اي ومحيطان في الوجود الحادث الذهني ذهنا م على مركزيتهما اصلا

مطلب ان الاعجاز والكرامة محيطان من بدايته الى نهايته

ترجمه که گفت حجة الاسلام محمد غزالی رح هر آنکه در حیات خود مدد خواسته شود بعد وفات خود مدد خواسته شود تا تمام شد. و در مختصر طیبی است - و لیکن یاری خواستن باهل گورها پس تحقیق انکار کرده اند او را بعض فقها - پس اگر این انکار بآن است که برای اهل قبور سماع نیست و نه علم است برای شان و نه شعور است بزائر و احوال او پس تحقیق ثابت میشود بطلان او - و اگر این انکار بآن است که برای شان قدرت نیست و نه تصرف است شان را درین موطن که مسکن شان است تا آنکه یاری دهند بلکه ایشان محبوس اند و باز داشته شده اند ازین و مشغول اند بآنچه که پیش کرده شد برای نفسهای شان از محنت - پس این از روی کلی نیست خصوصا در شان پرهیزگاران که آن همانند اولیای خدا که در آیات کریمه مسطوره بالا ذکر کرده آمدند + پس ممکن است اینکه حاصل باشد ارواح شان را نزد رب از قرب و نزدیکی در برزخ - و منزلت و قدرت بر شفاعت - و دعا و طلب حاجت برای زائر شان که توسل کنندگان و وسیله گیرندگان اند بایشان چنانچه حاصل خواهد شد روز قیامت انتهی - یعنی تمام شد قول مختصر طیبی + پس ای غفلت کنندگان آیا بیدار و هشیار نمی شوید بر حق و بدانکه هر آئینه اعجاز و کرامت هر دو از ابتدا تا انتها محیط و فراگیرنده اند پس محیط اند در وجود حادث که خارج از ذهن است از روی خارج - و محیط اند در وجود حادث آنکه ذهنی است از روی ذهن بر بنای مرکز بودن هر دو - بطور اصل

بیان ثبوت استمداد از ارواح و شعور ایشان بزائر و اقتدار شان بر امداد خصوصا از اولیا از مختصر طیبی +

یعنی محیط اند در وجود حادث خارجی و ذهنی ناگفته مرکز خود خارجا و ذهنا اصلا و دائما عرضا و سنفا و دونا ... قدیم قدیما الخ که اشارة بقدیمه الهیه اند با ثبوت خود برای ذات الخ +

ش ای المرکزیۃ لیست بتبع فللانبیاء عم م وذاتا ش ای المرکزیۃ لیست بعرض فللانبیاء عم م وعرضا وتبعا ش ای المرکزیۃ لیست باصل وذات فللاولیاء م وفی الذہنی القدیم من مصداق متقدم وہو من افعال اللہ تعالی قدیما یدل علیہا باثریتہما منہا فی العالم کما نبہ اللہ تعالی فی سورۃ ابراہیم الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء ۙ تؤتی اکلہا کل حین باذن ربہا ؕ ویضرب اللہ الامثال للناس لعلہم یتذکرون ۝ ومثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ ۨ اجتثت من فوق الارض ما لہا من قرار ۝ یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ۚ ویضل اللہ الظلمین قف ویفعل اللہ ما یشاء ۝

ترجمہ یعنی این مرکزیت بطور اصل است کہ نیست بتبع وازروئے ذات ہست نہ بعرض پس این مرکزیت اصلی وذاتی برائے انبیا علیہم السلام ہست۔ ومرکزیت بطور عرض وتبع کہ اصلی وذاتی نیست پس این برائے اولیاء ہست رضی اللہ عنہم۔ یعنی اعجاز وکرامتہ ہر دو بربنائے مرکزیت خود محیط اند از ابتدا تا انتہا بما تحت مرکز خود ہر وجود حادث خارجی را کہ خارج از ذہن ہست در خارج وہر وجود حادث ذہنی را در ذہن خواہ باعتبار اصل وتبع نباشد واین اعتبار اصلیت مرکز بوجہ اولو العزمی ونبوت ہست۔ وخواہ باعتبار ذات کہ عرض نباشد واین احاطت مرکزیت بوجہ نبوت جداہست بغیر اولو العزمی۔ وخواہ باعتبار عرض وتبع کہ ہمچو اولی اصلی وذاتی نیست بلکہ بعرض وتبع اوہست۔ پس مرکزیت اصلی وذاتی برائے انبیاء اولو العزم وغیر اولی عزم است۔ ومرکزیت عارضی وتبعی در تحت اصلی وذاتی بعرض وتبع ہر دو نوع انبیاء برائے اولیاء راہد است کہ ہر د جود حادث خارجی وذہنی ما تحت مرکز خود را محیط ہست از ابتدا تا انتہاء۔ ودر ذہنی قدیم این اعجاز وکرامت از مصداق متقدم اند کہ او از افعال خدائے تعالی ہست از رو قدیم کہ دلالت میکنند برین افعال ہر دو اعجاز وکرامت باثریت خود کہ از ان افعال است درین عالم۔ یعنی اعجاز وکرامت درین عالم اثر افعال قدیمہ الٰہیہ اند کہ باثریت خود از انہا برین افعال قدیمہ او تعالی دلالت می نمایند وبواسطہ مصداق متقدم کہ او ازین افعال است در ذہنی قدیم اند از روئے قدیم۔ چنانچہ آگہی داد خدائے برتر در سورۂ ابراہیم رکوع چہارم الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء الخ یعنی آیا ندیدی چگونہ خدائے برتر مثلے زدہ است یعنی بیان کردہ ست وآن ایست کہ کلمۂ طیبہ ہمچو درخت است طیبہ یعنی پاکیزہ کہ بیخ او ثابت ومضبوط ہست وشاخہائے او در آسمان اند۔ میدہد ثمرہائے خود بحکم پروردگار خود ہر وقت۔ وخدائے برتر برائے آدمیان این مثلہا میزند وخواہد زد شاید کہ ایشان یاد آرند وتامل کنند۔ ومثل کلمۂ خبیثہ یعنی سخن گندہ وپلید ہمچو درخت پلید وگندہ است کہ برکندہ شدہ ہست از روئے زمین کہ نیست ورا ہیچ قرار۔ ثابت ومضبوط میدارد خدائے برتر آنان را کہ ایمان آوردند بقول ثابت در حیات دنیا وآخرت۔ وگمراہ میکند خدائے برتر ظلم کنندگان را۔ ومیکند خدائے برتر آنچہ می خواہد +

تفسیر ترکیب ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ الخ
وما بعدہ من الآیات الشریفہ +

تفسیر ترکیب ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ الخ
وما بعدہ من الآیات الشریفہ

فی موجوداتٍ قدیمةٍ من حیثِ انتزاعِہا التضمنی منہا ففی ترکِ المستقرِ اشارۃٌ الی انّ لا مکانَ لہ وفرعہا فی السماءِ من حیثِ تمکنہا فی عالمِ الشہودِ اشارۃٌ الی توسعِہا وانّ کلاً من سفلیاتٍ یستفیضون من علویاتٍ وہما فی تضمنہ انتزاعًا منہ صلعم تؤتی اُکُلہا ای اثمارہا ہی ما یترتبُ من تضمنِہا من اضافاتِہا اختیاریۃٌ او اضطراریۃٌ بتوسع مفعولٍ ثانی کل حینٍ فی الدنیا والآخرۃ بِاذنِ ربِّہا تعالیٰ کما یشاء فمن الاذنِ جوازُ اختیارٍ مضافٍ

ش من اللہ تعالیٰ ای غیر مستقل ہو فی الایتاءِ وسلبِہ لتشریفِہا وتعظیمِہا وتوافقُ الاذن مقصودٌ فلا یظہر خلافُہ وورد فی الحدیثِ الصحیحِ انما انا مبلغٌ واللہ یہدی وانما انا قاسمٌ واللہ یعطی ذکرہ السیوطیُ فی الجامعِ الصغیرِ

ترجمہ در موجوداتِ قدیمہ از حیثیتِ انتزاعِ تضمنیِ آں شجر ازاں موجوداتِ قدیمہ۔ و در ترکِ مستقر و قرارگاہِ ایں شجر اشارت است سوئے آنکہ او را مکانے نیست یعنی ایں لامکانی است۔ وفرعہا فی السماءِ یعنی و شاخہائے او در آسمان اند از حیثیتِ تمکن یعنی جای گرفتن و قائم شدنِ او در عالمِ شہود کہ اشارت است سوئے توسیعِ او و آنکہ ہر یکے از سفلیات اند بتمامہ از علویات مستفیض اند و فیض میگیرند و ایں ہر دو در تضمنِ او بطورِ انتزاع از وے صلعم مستفیض از یں رو اشارت سوئے علویات آمد تؤتی اکلہا یعنی میدہد ثمرہای خود۔ و آں آنچہ کہ مترتب میشود از تضمنِ شجر از اضافاتِ او بطورِ اختیاری یا اضطراری ہر آں کس را کہ میخواہد۔ بتوسعِ مفعولِ دوم بحذف واو فصل در آں کہ متعدی بدو مفعول است۔ کل حینٍ یعنی ہر وقت در دنیا و آخرۃ۔ باذنِ ربہا۔ بحکمِ پروردگارِ خود کہ برتر است ہمچنانکہ او میخواہد۔ پس از اذن مضاف است سوئے رب۔ و ایں اختیار باجازت است از خدا تعالیٰ یعنی غیر مستقل است پس از یں اذن مقصود جواز اختیار مضاف است یعنی اختیار یکہ نسبت دادہ شدہ از خدائی برتر است کہ غیر مستقل است در ایتاء و سلب او یعنی دادن و باز گرفتن وے ش بنا بر تشریف و تعظیمِ شجرۂ مبارک کہ او است صلعم ومقصود توافقِ اذن است از آنکہ اذن جوازِ اختیار را میخواہد کہ از وے تعالیٰ اجازتِ اختیار است و جوازِ اختیارِ دادن و باز گرفتن ہر دو را شامل است۔ پس ہر دادن و باز گرفتن از اذن جواز اختیار مقصود است و ایں بنا بر تشریف و تعظیمِ شجرۂ مبارک است کہ او صلعم اند۔ و اذن بنا بر موافقت میباشد نہ در خلاف لہذا توافق او لازمی است و ہمیں توافقِ اذن است کہ مقصود است پس از آں پروردگار باذنِ او صلعم موافق آمد پس خلافش ظاہر نخواہد شد۔ و در حدیثِ صحیح وارد شدہ انما انا مبلغ الخ یعنی جز ایں نیست کہ من رسانندہ ام و خدائے برتر راہ نماید و جز ایں نیست کہ من قسمت کنندہ ام و خدائے کریم بخشش میکند۔ ایں حدیث را سیوطی در جامعِ صغیر ذکر آوردہ

بیان آنکہ اذن جوازِ اختیار است بدون باز گرفتن پس دادن او صلعم اختیاری و اضطراری ہر دو دریں زمان برائے ہر موجود است و ذکرش بنا بر تشریف تعظیم او صلعم است

اِعْلم اَنَّ التبليغَ والهداية والقسمتَ والاعطاءَ عامُ المفعول بما صدر عن الفاعل وبما صدر عليه لمركزيته صلعم لكلِّ موجودٍ دلالة النظم
ش قال ابن الحجر المكي فی شرحه علی الهمزية اِنَّ النبی صلعم هو الخليفة الاعظم عن الله تعالی فی جميع شيونانه لا سيما فی قسمة الارزاق والعلوم والمعارف والطاعات ومن ثَمَّ قال فی الحديث الصحيح اِنّما انا قاسم والله يُعطی + ولاجل هذا عدّوا من خصائصه انه اُعطی مفاتيح الخزائن انتهی + وفی اللؤلؤ المطهم بين جواهر المنظم انه خليفة الله الاعظم الذی جعل خزائن كرمه وموائد نعمه طوع يديه وارادته يعطی منها من يشاء ويمنع منها من يشاء والعالم بالصواب هو الله انتهی هر وقال سبحانه لسليمان عم هذا عطاؤنا فامنن او امسك بغير حساب الاية متوسعة لمعان +

ترجمه بدانکه هر آئنه درین حدیث تبلیغ یعنی رسانیدن وهدایت یعنی راه نمودن وقسمت یعنی بخش وبهره کردن واعطا یعنی بخشایش نمودن از روی دلالت نظم عام المفعول است یعنی هریک مفعول خود عام همی خواهد اینکه با آنچه که صادر شد از فاعل و با آنچه که آن برین صدور یافت بنا بر مرکزیت او صلعم برای هر موجود یعنی هرچه که از فاعل حقیقی صادر شد وهرچه که آن برین صادر شد این هر دو تبلیغ وهدایت وقسمت واعطا هریک را عام مفعول است بنا بر مرکز بودن او صلعم برای هر موجود مراد آنکه او صلعم رساننده وبهره بخش وهادی ومعطی است برای هر موجود بهرچه بود از خدای فاعل صادر شد وبهرچه که برین آن صدور یافت بنا بر مرکزیت او صلعم که برای هر موجود است. گفت ابن حجر مکی در شرح خود که بر همزیه است که هر آئینه نبی صلعم که او خلیفه اعظم از خدای برتر است در همه شیونات یعنی در همه مخلوقات بر همه حالات خصوصا در قسمت ارزاق وعلوم ومعارف وطاعات. واز اینجاست که گفت درین حدیث صحیح اِنَّما انا قاسمٌ والله مُعطی یعنی همین است که من بخش کننده ام وخدا می بخشد. واز این رو شمار کردند از خصائص او صلعم اینکه او صلعم کلیدهای گنجینها داده شد. آخر شد قول ابن حجر مکی. ودر کتاب لولو المطهم بین جواهر المنظم است که او صلعم خلیفه اعظم خدای برتر است آنچنان که گنجینهای کرم خود ونعمتهای خود او تعالی فرمانبردار دست او واراده او صلعم گردانید از انها هرکه را میخواهد بخشش میکند وهرکه را خواهد باز دارد از انها ودانندهٔ بصواب هم اوست خدای برتر انتهی + وفرمود سبحانه در سورهٔ ص رکوع سوم آخر برای سلیمان علیه السلام هذا عطاؤنا فامنن او امسك بغير حساب یعنی این بخشش ماست پس تو منت بنه با دادن یا باز دار بغیر حساب. این آیه متوسع معنیها است +

بیان تفسیر حدیث شریف انما انا مبلغ والله یهدی الخ وقاسم والله معطی
مرکزیت آنحضرت در تبلیغ وهدایت وقسمت واعطا بر همه رسالت وخلافت عظمی است در موجودات
ومفاتیح خزائن است خصوصا در قسمت ارزاق وعلوم ومعارف وطاعات الخ

بیان آنکه خزائن کرم ونعم او تعالی
بدست واراده آنحضرت صلعم داده شد
عام موجودات [illegible]

بیان تفسیر کریمه هذا
عطاؤنا فامنن او
امسك الخ +

منها قال ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما اعطِ من شئت او امنع من شئت بغیر حساب ای لیس علیک حرج فیما اعطیت وفیما امسکت تفسیر کبیر وهکذا فی الجلالین ولمّا کان الاختیار فی الاعطاء والامساک لسلیمان علیه السلام فکیف کان لسیّد الرسل حبیب الله تعالیٰ صلعم ویضرب الله الامثال فی المستقبل للنّاس کالمثل المذکور بوجود الاولیاء لعلّهم یتذکّرون ۝ ترجیًا بامکان اختیار مضاف شفقتًا ورحمةً لانّه لذو فضلٍ علی النّاس والمراد بمثل کلمةٍ خبیثةٍ کشجرةٍ خبیثةٍ اجتثّت من فوق الارض ای لا اصلها فی موجوداتٍ قدیمةٍ الّا فی مسلوباتٍ منبثةٍ علیها من موجوداتٍ ممکنةٍ التزامًا منها فما لها من قرارٍ فی مقصدٍ فعلم ان لیست الشجرة غیر ما ذکر فیدرک الاعجاز والکرامة کما قیل فیا ایّها العارفون احفظوا انظارکم عن الزّیغ۔

ترجمہ از آنست که گفت ابن عباس رضی الله عنهما اعطِ من شئت او امنع من شئت بغیر حساب ای لیس علیک حرج فیما اعطیت وفیما امسکت۔ از تفسیر کبیر است وهمچنین است در جلالین۔ یعنی بخش هر کرا خواهی یا منع کن هر کرا خواهی بے حساب یعنی بر تو حرج نیست در آنچه عطا کردی و در آنچه باز داشتی۔ و هرگاه که اختیار در اعطاء و امساک یعنی در دادن و باز داشتن برای سلیمان علیه السلام هست پس برای سید رسل حبیب خدای برتر صلی الله تعالیٰ علیه وسلم چگونه و چها باشد۔ ویضرب الله الامثال و بیان خواهد کرد خدای برتر مثلها در زمانهٔ آینده للنّاس برای آدمیان همچو مثل مذکور بوجود اولیاء لعلّهم یتذکّرون ۝ شاید ایشان یاد آرند و تفکر کنند از راه امید بامکان اختیار مضاف که بادنی ست از خدای برتر یعنی بنا بر امید دادن این اختیار که از راه شفقت و رحمت است از آنکه او تعالیٰ البته صاحب فضل و بخشش است بر آدمیان۔ ومثل کلمةٍ خبیثةٍ کشجرةٍ خبیثةٍ اجتثّت من فوق الارض و سخن گنده همچو درخت گنده است از بالای زمین۔ اینجا مراد بمثل از کلمهٔ خبیثه همچو شجرهٔ خبیثه که بیخش برکنده شده است از بالای زمین۔ از آن هست که اصل و بیخ او در موجودات قدیمه نیست۔ چنانکه ضدش شجرهٔ طیبه اصلش موجودات قدیمه است۔ مگر در مسلوبات هست که الٰهی داده شود بر آنها از موجودات ممکنه از روی التزام با آنها یعنی الٰهی بر مسلوبات ازین موجودات ممکنه است بسبب التزام تطابق که وجود ممکن از وی بر آمده و عدم که از موجود حقیقی سلب ست با وجود موجودات ممکنه لزوم یافته و از وی مسلوبات الٰهی آمد۔ فما لها من قرارٍ پس نیست او را هیچ قرار در مقصد و مراد پس دانسته شد که این درخت آنچه ذکر کرده شد غیر او نیست پس اعجاز و کرامت چنانچه گفته شد ادراک کرده و شناخته شود۔ پس ای اهل عرفان و شناسندگان نظرها خود را از کجی

بیان آنکه اختیار انبیاء و اولیاء از راه شفقت و رحمت است که صاحب فضل حقیقی او سبحانه است

بیان آنکه شجرهٔ خبیثه از مسلوبات آمده که اصلش در موجودات نیست و توقف مسلوبات

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْمَثَل اى لا اله الا الله محمد
رسول الله فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ اى بعد الحيوة الدنيا فى البرزخ
فلا يحتمل سلب الايمان الحقيقى كما قال سبحانه هم المومنون حقا الاية
وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ اى المعرضين بخذلان بحكمة وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ
من هدايت قوم وقيامهم عليها ومن اضلال قوم فنبه عن المضلين
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ وهى اكل الشجرة الطيبة كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا
قَوْمَهُمْ اى معهم قومهم دَارَ الْبَوَارِ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا اى هم وقومهم
تاكيد وتفسير على احلوا قومهم وَبِئْسَ الْقَرَارُ ظاهر فاعلم انما الروح
اثر من الامر فمنتزعة منه اتحادا فى ترتبها وتغايرا فى تعاقبها

ترجمه يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ثابت ومضبوط خواهد داشت خدای برتر آنان را که ایمان آوردند بقول
ثابت درین مثل یعنی لا اله الا الله محمد رسول الله - فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ در حیات دنیا ودر آخرة یعنی
بعد حیات دنیا در برزخ - وابتدار از وقت موت است پس احتمال سلب ایمان حقیقی نباشد چنانچه فرمود سبحانه هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا الاية یعنی ایمان
اندایمان آورندگان از روی حق - وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وگمراه میکند خدای برتر ظلم کنندگان را یعنی رو گردانندگان را از امدادان
یعنی بترک نصرت و بهره گی بحکمت ودانائی وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ومیکند خدای برتر آنچه میخواهد از هدایت قوم وقیام شان
بران هدایت - واز گمراه کردن قوم پس بیدار وهوشیار فرمود از گمراه شدگان که آنها از ضائع گردانندگان وهلاک کنندگان
اند که گمرهی خود بدین حالت رسیدند اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ آیا ندیدی سوی آنان که نعمت واحسان خدا را بدل کردند
وآن نعمت ثمرهای درخت پاکیزه اند یعنی حسنات او وعلم كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ بکفر وناشکری وفرود آوردند قوم خود را
یعنی قوم خود را با خودها - دَارَ الْبَوَارِ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا بدار هلاکی که جهنم است در رسند وبنشینند آنان وقوم
شان بجهنم - این تاکید وتفسیر است احلوا قومهم یعنی در آوردند قوم خود را با خود بدار هلاکی که جهنم است ودر رسند
ادرا - وَبِئْسَ الْقَرَارُ واین جایگاه خراب است که ظاهر است - وبدانکه جز این نیست که روح اثری است که از امر است
پس منتزع از امر است از روی اتحاد در ترتب خود وبنابر تغایر در تعاقب خود - یعنی ترتب وجود روح که از امر است انتزاع اتحادا
بسبب اتحاد است که مجازا درین هر دو است وبنابر مغایرتی است که حقیقتا درین هر دو است که از پس آمدنش پیدا است - پس
انتزاع واخذ یعنی اثر گرفتن بنابر اتحاد است در ترتب وجود وبسبب تاثرات در تعاقب روح که معتبر است با امر واین اتحاد
وتغایر در ترتب وتعاقب در صورت انتزاع است - پس بمفهوم حرف مِنْ درین آیت کریمه در سوره بنی اسرائیل رکوع دهم
قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ برای انتزاع است پس روح منتزع است ومِنْ منتزعه - یا این روح مبین از امر است ومن مبینه

مطلب انتها الروح اثر من الامر

بیان آنکه قول ثابت کلمه طیبه است - تا آخر برزخ وابتدائیش موت ودیدن ایمان حقیقی احتمال سلب نیست

بیان آنکه گمراه کردن خدا بحکمت است نه ظلمی بر رو گردانان

بیان آنکه گمراهان بهلاکت رسیده بودند

بیان آنکه روح اثر امر است

اَوْ مُبَيِّنَةٌ لِرَفْعِ جَهْلٍ عَنْ وَجْهٍ وَاجِبٍ لَهَا وَهُوَ حُدُوثٌ اَوْ قِدَمٌ لِدَلَالَةٍ
مِنَ الْجَوَابِ لَا لِرَفْعِ اِبْهَامٍ عَنْ وَجْهٍ جَائِزٍ لَهَا وَهُوَ اَيُّمَا كَانَ لِعَدَمِ دَلَالَةٍ
اِلَى الْحُدُوثِ اَوِ الْقِدَمِ فَمِنْ ذَالِكَ نَشَأَ اَيْ كَوْنُهَا مُبَيِّنَةً مَرْجِعُ الْاَمْرِ
اِلَى الْاِنْتِزَاعِ وَاِلَّا فَكَانَتْ عَيْنَ الْاَمْرِ عَلَى التَّبْيِيْنِ فَكَانَتْ مِنَ الْحِجَابِ فَلَيْسَتْ
مَخْلُوْقَةً وَهٰذَا بَاطِلٌ حَقِيْقَتًا فَتُضَافُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى تَضَمُّنًا وَالْتِزَامًا
بِالْمَوْجُوْدَاتِ لِتَوَقُّفِ تَرَتُّبِ وُجُوْدِهَا مِنْهُ سُبْحَانَهُ فَمِنَ الْمَوْجُوْدَاتِ
اِلٰهِيَّةٌ كَمَا قَالَ سُبْحَانَهُ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ الْاٰيَة بِاِضَافَةٍ مُغَايِرَةٍ وَ
مِنَ الْمَسْلُوْبَاتِ غَيْرُهَا وَالْاَمْرُ مِنْ حِجَابَاتٍ حَادِثَةٍ لَا مَخْلُوْقَةٍ وَاِنْ لَمْ يَكُ
حِجَابًا فَلَزِمَ التَّسَلْسُلُ بِالْخَلْقِ لِلْاَمْرِ وَاِنْ يَكُ بِمَعْنٰى لَا هُوَ عَيْنُ ذَاتٍ وَلَا هُوَ
غَيْرُهَا فَلَزِمَ قِدَمُ الْاَثَرِ وَهِيَ حَيَّةٌ بِحَيَاتٍ عَيْنِهَا فَلَا تَمُوْتُ فَتَعْبُدُ مَعْبُوْدَهَا

ترجمہ واین بیان بنا بر رفع جہل است از وجہ واجب برای او یعنی برای روح وآں وجہی است کہ روح را جہل بر داشتن از دی ضروری است از انکہ بیان بنا بر رفع جہل از وجہ واجب و جائز ہر دو می شود و واجب از جائز ضروری است پس رفع جہل از وجہ واجب و اینجا وجہ واجب کہ از وی رفع جہل است او حدوث است یا قدم بسبب دلالتی کہ از جواب است یعنی از جواب کریمہ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ بگو کہ این روح از امر رب است۔ این بیان روح از امر رب کہ وجہ واجب قدیم است دلالت می شود کہ رفع جہل از وجہ واجب است پس ازین دلالت جواب دانستہ می شود کہ در کریمہ یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ یعنی از تو می پرسند نسبت روح سوال از حقیقت روح است در وجہ حدوث یا قدم او۔ و رفع جہل از وی برای روح واجب و ضروری است۔ بنا برین رفع جہل نسبت روح از وجہ واجب ازین بیان جواب کردہ آمد کہ روح قدیم نیست بلکہ حادث از امر رب است۔ نہ این روح بیان است برای رفع ابہام و پوشیدگی از وجہ جائز کہ برای روح است ہر چہ کہ او باشد از انکہ سوی حدوث یا قدم دلالتی از وی یافتہ نشود۔ پس ازین نسبت کہ روح مبینہ است امر سوی انتزاع ہم باز میگردد۔ ورنہ پس روح بر بنای تبیین عین امر گشت واز مرتبہ حجاب شد پس مخلوق نیست واین باطل است از روی حقیقت و تحقیق۔ پس نسبت کردہ شود روح سوی خدای برتر از راہ تضمن والتزام بموجودات بنا بر توقف ترتب وجود خود از وی سبحانہ یعنی چونکہ وجود روح در ترتب یعنی راست و درست شدن خود باو سبحانہ متوقف و باز ماندہ است بسوی او بطور تضمن والتزام بموجودات او تعالی نسبت کردہ شود۔ پس از موجودات آں روح الٰہیہ است یعنی منسوب باللہ چنانچہ فرمود سبحانہ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ الآیہ در سورہ حجر رکوع سوم۔ و سورہ ص رکوع پنجم۔ یعنی دمیدم در وی از روح خود با ضافت مغایر از انکہ تغایر روح با ضافت یای متکلم ظاہر است۔ واز مسلوبات آں روح غیر الٰہیہ است یعنی بخدا برتر منسوب نیست وامر از حجابات حادثہ است مخلوق نیست۔ واگر امر حجاب نباشد پس تسلسل بخلق برای امر لازم آید۔ واگر امر بمعنی لا ہو عین ذات ولا ہو غیرہا باشد یعنی این امر ہمچو صفات وافعال او تعالی نہ عین ذات ونہ غیر ذات مراد باشد پس برای اثر او قدم لازم آید۔ و این روح زندہ است بحیات خود کہ عین اوست پس نمی میرد۔ وعبادت میکند معبود خود را +

تحقیقاً

بیان اقسام روح و آنکہ امر از حجابات حادثہ است غیر مخلوق ہمچو صفات لا عین ولا غیر
و بیان حیات و عبادت و تصرف روح از مثال و شہود و حقیقت کسب اولیاء +

وَتصرّف من وصفہا متضمنًا بموجودات اومسلوبات بما شاء اللہ تعالیٰ من عالم المثال وعالم الشہود فصحّت الاویسیۃ ھی عبارۃ عن کسب الذی فی المثال ففی الشہود من المثال ۔ ولا منع بخصوصیتہ علی التعمیم مسلّم ویسمّی ش ای الکسب المثالی م اویسیًّا تشبیہًا باحتیاج اویس قرنی رضی اللہ عنہ صلعم مثالیًا وقد تعطی جسدًا مثالیًا الذی لا یراہ غیر صاحب المثال وقد تعطی جسدًا شہودیًا ولا یدری اھو الاول او آخرہ فیتأثّر من آثار عالم الشہود ویُریٰ عمومًا وقد لبعض ولا یعرف ام ھو من المثال او لا ویعرف بالاول او مثلہ لا بخلافہ ش کما ذکر حضور حوّا و آسیہ و مریم وقت ولادت حضرۃ رحمۃ للعالمین صلعم وما فعلن فی عقد الجوھر من سیّد جعفر البرزنجی ومن غیرہ فی تالیفہ م

ترجمہ ۔ وبگرداند و تصرف میکند از وصف خود درحالیکہ متضمن میباشد بموجودات یا مسلوبات یعنی باآنچہ بقدر کہ خدائے برتر خواستہ است از عالم مثال و عالم شہود ۔ پس صحیح آمد اویسیت و آں عبارت است از کسب آنکہ در مثال است پس در شہود از مثال ۔ و منع نیست بخصوصیت بر تعمیم مسلم ۔ یعنی چوں عبادت و تصرف ایں روح از عالم مثال مسلّم آمد پس کسب واکتساب او در عالم مثال صحیح آمد ۔ و آیں صحت کسب مثالی کہ عام است بخاص شدنش باطل نمیشود از آنکہ تخصیص تعمیم اصل تعمیم کہ مسلّم است منع نگردد ۔ و ایں کسب مثالی بطور اویسیت نام نہادہ شود بنا بر تشبیہ باحتیاج حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ با و صلعم از روئے مثالی یعنی ایں کسب مثالی کہ با ویسیت نام نہادہ می شود بنا بر تشبیہ بحضرت اویس قرنی است رضی اللہ عنہ از آنکہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ باو صلعم در عالم مثال بکسب احتیاج داشتہ وگاہی ایں روح جسد مثالی بخشیدہ شود کہ آنرا بجز صاحب مثال غیر او نمی بیند ۔ وگاہی جسد شہودی عطا کردہ شود و نمی شناختہ شود آیا او اول است یا آخر یعنی دیگر او ۔ و ایں متاثر می شود از آثار عالم شہود ۔ و دیدہ می شود از او روئے عام وگاہے دیدہ می شود برائے بعض ۔ و نمی شناختہ شود آیا او از مثال است یا نیست بلکہ شناختہ شود باول یعنی ہمو اول است یا مثل او است و بخلاف او شناختہ نمی شود ۔ چنانچہ مذکور است حاضر شدن حضرت حوّا و آسیہ و مریم وقت ولادت حضرت رحمت عالمیان صلّی اللہ علیہ وسلّم ۔ وآنچہ ایشاں کردند ۔ در کتاب عقد الجوھر از سید جعفر برزنجی و از غیر او در تالیف خود ۔

بیان کیفیت جسد مثالی و حقیقت

[illegible]

وهذا ليس من لزوم ممنوع للتناسخ والموت هو موجود بوجوده فيحضر ويذبح وان لم ش اى ان لم يك موجودا بوجوده هر فكيف ش فكيف يحضر ويذبح هر لا هو محض نزع روح عن جسد بل هو يعرضه ش اى الموت يعرض الجسد هر فتنزع في الحال ولا يحتاج بعروضه الى سبب بل يعرض شئ في حال عروضه اولا ويبقى تعلق الروح بالجسد بكيفية اخرى عن اولى كيف يشاء الله سبحانه قال الله تعالى وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ فقتل نفس التى هي معنى من هو تعطيلها عن مرادها الذى من مسلوباته تعالى باتصافها بما من موجوداته تعالى فمن قتل جسد غايته التعطيل كما قال سبحانه فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ وان لم يرد هذا فكيف قتل النفس بعدم تجزيتها فكيف الخير ش اى الخير الموقوف على

ترجمہ و این نیست از لزوم کہ برائی تناسخ ممنوع است یعنی لزوم تناسخ ممنوع است نہ غیر او و این از لزوم نیست پس ممنوع نیست۔ و موت کہ او بوجود خود موجود است پس حاضر کردہ شود و ذبح کردہ شود ورنہ پس چگونہ است یعنی اگر موجود بوجود خود نباشد پس چگونہ حاضر کردہ شود و ذبح کردہ شود۔ نہ او محض کشیدن روح است از جسد بلکہ این موت جسد را عارض شود و درہمان حال نزع روح شود۔ و موت محتاج نباشد بعارض شدن خود سوئی سببے بلکہ در حال عارض شدن موت بجسد چیزے عارض می شود یا نہ شود۔ و بعد عارض شدن موت تعلق روح بجسد بکیفیت دیگر از اولی باقی ماند ہمچنانکہ خدائی سبحانہ خواہد۔ کہ فرمود خدائی برتر در سورہ بقرہ رکوع ۱۹ پ ۲ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ یعنی و مگوئید برائے ہر کس کہ کشتہ شود در راہ خدا مردگان۔ بلکہ زندگانند ولیکن شما نمی دانید۔ پس قتل نفس آنکہ او معنی و مراد است کسی او تعطیل است یعنی بیکار کردن نفس از مراد او کہ آن از مسلوبات او تعالی است بوجہ اتصاف نفس بانچہ کہ از موجودات او تعالی است۔ و مراد است قتل جسد کہ غایتہ تعطیل است چنانچہ گفت سبحانہ در سورہ بقر رکوع ششم فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ط یعنی بکشید نفسہا می خود را این کشتن نفسہائی شما برائی شما بہتر است نزد آفریننده شما و اگر این معنی کہ گفتہ شد برائی قتل نفس مراد نہ شوند و خواستہ نہ شوند پس چگونہ قتل نفس باشد بسبب عدم تجزیۂ نفس یعنی نفس چون جزء جزء و پارہ شدن نمی تواند کشتنش چگونہ حاصل آید و چون کشتنش حاصل نشود پس خیر کہ بر قتل نفس موقوف است چگونہ بر آید

بیان اثبات وجود موت و کیفیت و حقیقت آن و بعد موت تعلق روح بجسد

۲۶ بحث تفسیر کریمہ لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ

بیان معنی قتل نفس و قتل جسد

بیان عدم تجزیۂ نفس

م والموت كناية من تعطل النفس عما يتعلق بالجسد لانه يعطلها عنه
ش اى عما يتعلق بالجسد م فنهى ش الموت الذى هو تعطل
مقصود فى النهى حقيقتاً لا القول م نهياً ش مصدر مجهول و
مفعول مطلق م خاصاً بقتل فى سبيل الله تعالى لا عاماً بغيره بل
احياء خصوصاً باعلى من حيات التى بغير قتل فى سبيل الله تعالى
تشريفاً كما قال سبحانه بل احياء عند ربهم يرزقون فرحين بما اتهم
الله من فضله فعند ربهم يتعلق بما قبله فالحيوة خاصة التى
لا تشعرونها ولو لا ش اى لا يتعلق بما قبله م فعامة تشعر لا
ش اى لا يتعلق م بما بعده فيرزقون بعموم الرازق فكان الرزق
من الله تعالى ومن غيره تعالى بما شاء الله تعالى فالرزق مطلق وعام
من الدنيا والاخرة باطلاق وعموم رازق ومرزوق به وما اتاهم ش
كما يقال اللهم ارزقنى علماً نافعاً وعملاً صالحاً

ترجمه وموت کنایه از تعطل نفس است از آنچه که متعلق میشود بجسد از آنکه موت نفس را از آنچه که بجسد تعلق دارد معطل بیکار میکند - پس در آیت کریمهٔ بالا از حکم لا تقولوا الخ نهی ومانعتی که از مرده گفتن کرده شد آن همه تعطل مقصود است درین نهی حقیقتاً نه صرف قول یعنی مرده نگفتن - واین نهی که نهی کرده شده است بمرده گفتن بمعنی تعطل مقصود - خاص است بقتلی که در راه خدا حاصل آید نه عام است که بغیر قتل این راه نیست - بلکه مقتولان راه خدا زنده اند خصوصاً به برتر از حیاتی که بغیر قتل است در راه خدا از روی گردانیدن از حالی بحالی چنانچه فرمود سبحانه در سورهٔ آل عمران رکوع ۱۷ منهم بل احیاء عند ربهم یرزقون فرحین بما اتهم الله من فضله یعنی آن مقتولان راه خدا زنده اند نزد پروردگار شان رزق داده شوند - شادمان هستند بانچه که خدای برتر از فضل خود داده است شان را - پس درین آیت کریمه عند ربهم متعلق بما قبل خود می شود - پس این حیات که تعلق بما بعد دارد خاص است چنان که شما ادراک نمی دانید وآن زنده ماندن شان است نزد پروردگار شان - واگر عند ربهم بما قبل خود متعلق نباشد پس حیات عام است که دانسته میشود لهذا بما بعد خود متعلق شده پس رزق داده شوند بعموم رازق بنابر فعل مجهول که فاعلش مذکور نیست - پس این رزق از خدای تعالی واز غیر او تعالی باشد بانچه خدای برتر خواسته است - واین رزق مطلق است عام از دنیا وآخرة است بسبب اطلاق وعموم رازق یعنی رزق دهنده ومرزوق به یعنی آنچه بدو رزق داده شود وما اتاهم یعنی آنچه دادند شان را چنانچه گفته شود اللهم ارزقنی علماً نافعاً وعملاً صالحاً خدایا مرا علم نافع وعمل صالح رزق کن

بیان معنی موت

٢٨
بحث تفسیر کریمه بل احیاء عند ربهم الخ

فلا يكون مخصوصًا بالماكولاتِ والمشروباتِ والملبوساتِ ولا مانعًا هر فمثابون بالحسناتِ ومعصومونَ مِنَ السيئاتِ ومنهم المدبراتِ امرًا ش لم يذكرونَ لما يؤمرون هر ولولا ش كذا اى لا يتعلق بما بعده فيتعلق بما بعد هر فخاص لا يشعر ولا دليل عليه ش اى على انه خاص لا يشعر اذ ما قال الله تعالى ولكن لا تشعرون كما قال احياءٌ ولكن لا تشعرون هم ولا يراد حيات التى هى صفةٌ ذاتيةٌ لانها مما زالت هى بل ما هى صفة ذاتية مِنَ الروح عمومًا ش ما نافية وما موصولة لانها باقيةٌ بالروح فى البرزخ على السوية للمقتول وغيره عمومًا بخلافِ حيوة التى خصت للمقتولِ المخصوصِ هر وان يُرد قتل جسدٍ فيُرد قولنا ش اى قولنا انَّ قتل جسدٍ غايةُ التعطلِ وله الحيوة كما ذكر هر وان لم ش اى ان لم يُرد قولنا هر فما الخيرُ فيه فالحيوة لقوله تعالى ثابتةٌ والموتُ اشارة

ترجمہ پس این رزق بماکولات ومشروبات وملبوسات یعنی باشیائے خوردنی ونوشیدنی وپوشیدنی مخصوص نباشد ونه مانع غیراین باشد پس بحسنات ثواب داده شوند واز سیئات نگاہداشته شوند۔ واز ایشان فالمدبرات امرا اند یعنی تدبیر کنندگان امر مراد آنکه تدبیر میکنند برائے آنچه که حکم کرده شوند۔ واگر چنین است که با بعد خود متعلق نباشد پس متعلق بما بعد باشد پس خاص باشد آنچنان که ندانسته شود۔ وبرین دلیلی نیست یعنی بر آنکه او خاص است چنان که ندانسته شود از آنکه نفرموده خدائے برتر ولکن لا تشعرون همچنانکه گفت احیاءٌ ولکن لا تشعرون یعنی هر که در راه خدا کشته شود او را مرده مگوئید بلکه زنده اند ولیکن شما نمی شناسید۔ واز این حیات آن حیاتی مراد نباشد که او صفت ذاتیاست از آنکه متحقق است که این صفت از روح عموما زائل نشد بلکه هر آنچه که او صفت ذاتیه است از روح بالعموم زوال پذیر نیست۔ زیراکه صفات ذاتیه روح در برزخ بروح باقی هستند یعنی مقتول وغیر مقتول هر دو علی السویه عموما یعنی مقتول وغیر مقتول هر دو درین بقاء صفت ذاتیه روح خواه این حیات باشد یا غیر آن عموما برابر اند وخصوصیتی نیست برائی کسے ازین هر دو بخلاف حیاتے که برائے مقتول مخصوص خاص کرده شد۔ واگر اراده کرده شود قتل جسد پس قول ما مراد شود که بر آئینه قتل جسد غایت تعطل است وبرائے او حیات است چنانچه ذکر کرده شد۔

واگر قول ما مراد نه شود پس در وی خیر نیست که گفته شد ذلکم خیر لکم عند بارئکم۔ پس بنا بر فرمودن او تعالے این حیات ثابت است۔ وموت اشارتے است بسوئے تعطل۔

الى التعطّل فلا يلزم التعطّل للجسد وان لم ش اى ان لم يكن الموت
اشارة من التعطل م فكيف النهى عما ثبت ش اى عروض الموت م و
الا ثبات عما زال ش اى تعلق الروح بالجسد والحيوة كما فى الدنيا م
فما الاستبعاد فى التصريف من الجسد الشهودى والمثالى لانه لا يستبعد
ممن قتل نفسا فى الحيوة الدنيا وجسدا ش الواو حالية اى لبيان
حالة جسد اشارة الى ان لا استبعاد فى التصريف وجسدا تمييز بالعطف
على نفسا م منه ش اى بعض من قتل النفس م فالانبياء اعلى الاحياء
بالقتل الاول المذكور اصلا لا الثانى المشهور حصرا والاول يستجمعه
ش اى الثانى م فاكبر لا ش اى لا يستجمع م الثانى الاول فاصغر
قال رسول الله تعالى صلعم رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر
وقال صلعم الانبياء احياء فى قبورهم ويصلون الحديث ش وقال
الحافظ السيوطى فى التنوير ان النبى صلى الله عليه وسلم حى بجسده
وروحه وانه يتصرف ويسير فى اقطار الارض وفى الملكوت بهيئته التى

ترجمه سوى تعطل پس لازم نمیشود این تعطل برائے جسد۔ واگر موت اشارت از تعطل نمیشود پس نهی چگونه شود از انچه که ثابت شده است
از عارض شدن موت۔ وچگونه اثبات شود از انچه که زائل شده یعنی تعلق روح بجسد وحیات چنانچه در دنیا است پس چه استبعاد است در تصرف
ازین جسد شهودی ومثالی یعنی در برگشتن وگردانیدن جسد شهودی ومثالی چه دوری وبعد شمردن واقع شود از انکه این تصریف از کسیکه گشته شد
از روی نفس مستبعد نه شمرده شود در حیات دنیا حالانکه از روی قتل جسد که از قتل نفس بعض است یعنی در تصریف استبعاد باولویت
نیست از روی قتل جسد۔ پس انبیاء برترین زندگانند بقتل اول مذکور یعنی بقتل نفس در راه خدا بنا بر اصل بودن نه ثانی مشهور
یعنی بقتل جسد از روی حصر۔ واول مستجمع شود ثانی را پس اکبر است۔ نه ثانی اول را مستجمع باشد که بعض اوست پس اصغر است که فرمود
رسول خدائی تعالی صلی الله علیه وسلم رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر یعنی برگردیدیم از جهاد اصغر سوی
جهاد اکبر۔ وفرمود صلی الله علیه وسلم الانبیاء احیاء فی قبورهم ویصلون الحدیث یعنی انبیاء زندگانند در گورهای شان ونماز
میخوانند تا آخر حدیث۔ وگفت حافظ سیوطی در کتاب تنویر آنکه هر آئینه نبی صلعم زنده است بجسد خود وروح خود وهر آئینه او صلعم تصرف
میکند وسیر ورفتار میکند در کنارهائے زمین ودر ملکوت وبهیئتے که

بیان آنکه از موت تعطل
برائے جسد لازم نیاید۔

بیان آنکه قتل نفس کم از قتل جسد
اولی واتم است تصریف جسد
شهودی ومثالی مستبعد نیست و
انبیاء بنا بر اصل اعلی الحیات اند
بقتل نفس فی سبیل الله۔

قتل نفس جهاد اکبر است
از قتل جسد در راه خدا که
که جهاد اصغر است

بیان آنکه انبیاء در گورهای خود
زنده ونماز خوان اند بجسد و
روح وتصرف وسیر در ملکوت و
این عالم همیان میکنند بیشتر
از وقات۔ وزمین جسد شان
نمیخورد وبرین مسئله قطعی است بتواتر احادیث

كان قبل وفاته ولم يبدل منه شئ وايضا فيه واذن لهم اى الانبياء في الخروج من قبورهم والتصرف في الملكوت العلوي والسفلي وايضا قال الحافظ في انباه الاذكياء بحيوة الانبياء ان حيات النبي في قبره وحيوة سائر الانبياء معلومة عندنا علما قطعيا لما قام عندنا من الادلة القطعية في ذلك وتواترت بها الاخبار منها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الانبياء احياء في قبورهم ويصلون وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم حرم الله على الارض ان تاكل اجساد الانبياء واخرج ابو نعيم في اخبار المدينة عن سعيد بن المسيب قال لم ازل اسمع الاذان والاقامة في قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم ايام الحرة حتى عاد الناس هر وقال الله تعالى واعبد ربك حتى ياتيك اليقين ء اعلم ان اليقين مصدر كالنذير وهو تحقق علم البديه وحتى للتبيين والعبادة تتعلق بالجوارح والقلب ويدل عليه اليقين والاحسان وان قيل على الاختلاف هو الموت فليس لغنا بل يتحقق يقين بما هو حق بالموت عموما فيراد به موت في مقصد

ترجمہ كه پيش از وفات او را بود واز وے صلعم ہيچ تبديل كرده شد۔ ونيز درست است كه اذن داده شده است براى انبياء در برآمدن از گورہائے خود ها ودر تصرف در ملكوت علوى وسفلى۔ ونيز گفت حافظ در كتاب انباه الاذكيا بحيوة الانبياء كه حيات نبى صلى الله عليه وسلم در قبر او وحيات تمام انبياء نزد ما از روئے علم قطعى معلوم است از آنچه از دلائل قطعيه قائم شده اند نزد ما۔ واخبار بآن متواتر آمده۔ از آن است كه گفت رسول خدا صلى الله عليه وسلم كه انبياء عم زندگانند در گورہائے شان ونماز ميخوانند۔ وفرمود رسول خدا صلى الله عليه وسلم اينكه خدائے برتر بر زمين حرام كرده كه خورد جسدہائے انبياء را وبيرون آورده ابو نعيم در اخبار مدينه اين حديث از سعيد بن المسيب رضى الله عنه كه گفت مى شنيده باشم اذان واقامت از گور رسول الله صلى الله عليه وسلم در ايام حره يعنى در زمانه خرابيها ئے يزيد بن معاويه تا آنكه باز گرديدند آدميان۔ وفرمود خداى برتر واعبد ربك حتى ياتيك اليقين در سوره حجر ختم يعنى پرستش كن پروردگار خود را تا آنكه ترا يقين آيد۔ بدانكه هر آئينه يقين مصدر است همچو نذير واو است تحقق علم بديهيه۔ وحتى براے تبيين است۔ وعبادت تعلق دارد بجوارح وقلب كه يقين واحسان برو دلالت رہنمائى ميكند۔ واگر گفته شود بر بناى اختلاف كه او موت است پس نيست اين معنى از روئے لغت بلكه يقين متحقق ميشود بآنچه كه او حق است بموت عموما پس مراد شود موت باو در مقصدے

تفسير كبير ... واعبد ربك حتى ياتيك اليقين

تفسير كبير ... واعبد ربك حتى ياتيك اليقين

بيان آنكه از يقين موت مراد نيست ليكن بر مقصد كه مراد شود از موت عبادت مطلقه ساقط نشود بلكه سقوط فرض ووجوب عبادت وقتيه

فيسقط تقييد الفرض والوجوب على العبادة على تقييد الموت وقتا
ش اى وقتا مقيدا بتقييد الموت ه لا العبادة المطلقة على اطلاق
اليقين وقتا ش اى وقتا مطلقا باطلاق اليقين ه فلا فشارة فيه
فيعبد الله سبحانه فى عالم المثال - والامر اليه صلعم تشريفا بالخطاب
بمحبوبيته صلعم على اصل معروف ش هو عدم صحة الامر اليه صلعم
ه والى غيره صلعم مرادا ويتعلق بتحقق اليقين اى اعبد ربك حتى يتحقق
اليقين على حقيقة العبادة للمعبود وهو لا يزول وصفا للروح ولا منع
بخصوصية للاولياء ولتعميم بالانبياء والثانى لغير الانبياء من التبع
ش الواو حالية لبيان حال الثانى هو القتل جسدا ه فلا فضل
الشهداء على الانبياء ولكنهم مشتركون بالاولياء فى الولاية التابعة
على قدر نصيب بتشرف وجه خاص غاية تعطيل نفس عن مرادها الى
من مسلوبات تعالى باتصافها بما هو من موجوداته تعالى تضمنا بقتل جسد +

ترجمہ و دریں صورت تقیید فرض و وجوب آں کہ از اشارت امر است بر عبادت بر بنائی تقیید موت ساقط شود
از روی وقت یعنی فرض و وجوب عبادت دراں وقت کہ مقید بتقیید موت است ساقط شود نہ عبادت مطلقہ
شود بر بنای اطلاق یقین کہ مقید بوقتی نیست بلکہ باطلاق خود مطلق است بی قید بوقتی - پس درمیان ہر دو
معنیہای مختلفہ یعنی یقین و موت ہیچ مضادت یعنی نقصان و ضرر باہم نیست پس در عالم مثال خدای سبحانہ
عبادت کردہ شود - و امر سوی او صلعم بنا بر تشریف است بخطاب بسبب محبوبیت او صلعم بر اصل معروف کہ امر سوی
او صلعم صحت نیابد باعتبار عصمت او صلعم و باعتبار تعریف مر انا نکہ برای ممنوع الامکان فقد عصیاد لی باشد مگر برای
تشریف خطاب چنانچہ گذشت در اصل ذکر کیفیت امر - و سوی غیر او صلعم ایں امر بنا بر مراد است - و ایں امر عبادت
کہ دریں آیت است متعلق میشود بتحقق یقین یعنی پرستش کن پروردگار خود را تا آنکہ یقین متحقق شود بر حقیقت عبادت
برای معبود - و ایں یقین زائل نمی شود کہ روح را وصف آمدہ - و ایں منع نیست بخاص شدن او برای اولیاء امت
بسبب تبع شاں با نبیاء علیہم السلام - حالانکہ ثانی یعنی قتل جسد کہ برای غیر انبیاء است از تبع است با نبیاء
پس برای شہداء بر انبیاء فضل نیست و لیکن ایشاں با اولیاء در ولایت تابعہ مشترک اند بر قدر نصیب بسبب شرف یعنی حصول شرف
وجہ خاص کہ غایت تعطیل نفس است از مراد نفس و آں مسلوبات او تعالی اند بسبب اتصاف نفس با نچہ کہ او موجودات
او تعالی است تضمنا بقتل جسد +

وَفُضِّلَ بَعْضُہم علیٰ بعضِہم علیٰ قدرِ نصیبٍ فَیتصرّفُ تصرّفاً علیٰ حُسنِ یا قتلٍ فی سبیل اللہ تعالیٰ بفعلہ وھمتہ اختیاریّین و اضطراریین ودعائہ وشفاعتہ لکنکم ما اصبتم بہا شئ ای حیوۃ التی بقتل النفس فی سبیل اللہ تعالیٰ ھم فلا تشعرون فنفی الشعور دلیلٌ علیٰ انّ ما اصبتم بہا ومغایرتھا من حیوۃ التی لغیر مقتولٍ فی سبیل اللہ تعالیٰ لانّ ماحصل شئٌ۔ وفقنا اللہ بہا من یشاء بفضلہ وایاکم وصلّی وسلّم علیٰ محمدٍ نبی الرحمۃ وعلیٰ جمالہ کما یحبہ ویرضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ ۞

ترجمہ وفضیلت دادہ شد بعض شاں بر بعض شاں بر قدر نصیب پس بگرداند و تصرف میکند از روی گردانیدن بزرگان کسیکہ کشتہ شد در راہ خدا تعالیٰ بفعل خود و ہمت خود ہر دو اختیاری و اضطراری و دعای خود و شفاعت خود لیکن شما نیافتید یا نرسید حیاتی را کہ بقتل نفس در راہ خدای تعالیٰ است فلا تشعرون یعنی پس شما نمی فہمید۔ پس نفی شعور دلیل است بر آنکہ ہر آئینہ شما درنیافتید آں حیات را و مغایرت او را از حیاتی کہ برای غیر مقتول است در راہ خدا تعالیٰ زیرا کہ ہر آئینہ آنچہ حاصل شد و نشو و نما داده شد و توفیق دہد ما را خدای برتر کہ رساند کسی را کہ میخواہد بفضل خود خاص شما را وصلّی وسلّم علیٰ محمدٍ نبی الرحمۃ وعلیٰ جمالہ کما یحبہ ویرضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ و رحمت و سلامتی باد بر محمد صلعم کہ نبی رحمت است و بر جمال او چنانچہ دوست دارد او و خوشنود شود باد و او را شفیع کن در میان ما و رحمت کن ما را باد ۞

ذکر کیفیۃ غیبٍ وعلمہ وما فیہا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۞ اِعلم انّ غیباً امّا بمعنیٰ ضدِّ حضورٍ وشہودٍ فھو عدم مجہول

ترجمہ این ذکر بیانِ غیب و علم او است و ہرچہ در او است

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

اقسام غیب و تعریف او — بدانکہ ہر آئینہ غیب یا بمعنی ضد حضور و شہود است پس او عدم مجہول است۔ و یا بمعنی خلاف حضور و شہود است۔ و خلاف آنست کہ وجود غیر مثل او باشد یعنی این وجود خلاف ہمچو وجودی نباشد کہ از و خلاف کرده شده۔

یکمعنی ضد حضور و شہود

اقسام غیب عالم مع معنی ...

وَ اَمَّا بمعنى خلاف ش اسے وجود غير مثله هـ حضور و شهود فغيبُ
الذى بمعنى خلاف حضور ما ينبئ عليه مما جاز استحضاره وقد
غاب ش وهو غائب هـ فالغائب ما ينبئ عليه مما جاز عدم استحضاره
وقد حضر ش وهو حاضر هـ وقد يكونان ش اى الغيب والحضور هـ
بمعنى غائب وحاضر مجازا فيما حضر وا غاب وعكسه فالغيب لا يثبت الا
بانبائه من حضور جائز وان لم يشترط جواز الاستحضار وعدمه فلزم
وجوبهما فالغيب والغائب ممتنعان بامتناع انبائهما من الوجوب ش
اى ان لم يشترط جواز الاستحضار وعدمه فلزم وجوب الاستحضار او
وجوب عدم الاستحضار فانهما ممتنع من الوجوب فما ينبئ الغائب فما
ينبئ مخبر على الغيب وكيف علم انه لغائب فكيف انباء الغيب منه هـ هذا
تعريف الغيب والغائب بحقيقتهما - وان قيل غائب وغيب بمقابلة من لم
يحضر له ش فهي بمقابلة غير عالمهما لكن الحضور اعم من كل وجه
هـ فلا يتحققان حقيقة الا ش يتحققان هـ مجازا بسلب الحضور وثبوته

تعریف خلاف غیب کہ بمعنی خلاف حضور است

ترجمہ پس غیبت کہ بمعنی خلاف حضور است چیزی است کہ بر آگہی دادہ شود از آنچه کہ استحضارش یعنی حضور خواستنش جائز شد حالانکہ از نظر ایشان غائب
پس غائب چیزی است کہ برو آگہی دادہ شود از آنچه کہ عدم استحضارش یعنی حضور نخواستنش جائز شد حالانکہ او حاضر است۔ وگاہی ہر دو غیب و حضور

تعریف معنی غائب و حاضر و استعمال مجازی او

بمعنی غائب و حاضر مجازا میشود۔ پس آنچہ حاضر است غائب نیست و عکسش یعنی آنچہ غائب است حاضر نیست پس غیب ثابت نمیشود مگر بانباء او از حضور
جائز۔ واگرچہ استحضار و عدم او شرط کردہ شود پس وجوب ہر دو لازم شود۔ پس این غیب و غائب ہر دو ممتنع آید بسبب امتناع انباء ہر دو
از وجوب یعنی اگر جواز استحضار و عدم استحضار شرط کردہ شود پس وجوب استحضار یا وجوب عدم استحضار لازم شود پس بسبب حقیقت انباء غیر او
ہر دو ممتنع آید پس غائب خبر دادہ نشود۔ و چیست کہ بر غیب خبر دہد۔ و چگونہ دانستہ شود کہ بر آئینہ او از تہ غائب است۔ و چگونہ ہست خبر داد
غیب از وی یعنی از غائب۔ این تعریف غیب و غائب است بحقیقت آن ہر دو۔ واگر گفتہ شود کہ غیب و غائب بمقابلہ کسی است کہ ہر دو غیب

بیان جواز و عدم جواز استحضار و وجوبش و امتناع غیب غائب مع تعریف حقیقی شان +

و غائب او را حاضر نشدند۔ گفتہ شد این قول بمقابلہ غیر داننده ہر دو و آن کسی است کہ ہر دو را داننده نیست لیکن این حضور
کہ درینجا است از ہر وجہ عام کردہ شد۔ پس غیب و غائب ہر دو حقیقتا متحقق نخواہند شد مگر مجازا بسلب و ثبوت حضور یعنی
حضور غیب و غائب نام کردہ شود بسبب حاضر نبودن اگرچہ ثابت است یا ثبوت حضور غیب و غائب نام نہادہ شود بسبب دانستہ نشدن +

اقوال در تعریف غیب و غائب

ش: الضمير الى الحضور م: فالغيب والغائب ثبتا باِنباءٍ مما جاز
استحضاره وقد غاب ومما جاز عدم استحضاره وقد حضر لا يتحققان
في حضور الله سبحانه بوجوب الاستحضار الا ان الذاتي لسلب الحضور وثبوته
فهو بعرضه فان نفي السلب فلا يثبت الغيب في علم الله سبحانه لكن
النوعين ش: الغيب الحقيقي والمجازي م: يتحققان في حضور غيره تعالى
وبمعنى خلاف الشهود المثال والروح والقدم فعالم الاجسام شهود وعالم
المثال غيب وعالم الروح غيب الغيب والقدم غيب الغيوب وهكذا
للملائكة الشهود والمثال والروح مناسبا لهم فعالم الملكوت عندنا كالمثال
وعندهم الشهود اذ يدركونه بحواس ظاهرة فالغيب عندهم مثالهم وغيب الغيب
وراءه ولا تخرج الانسانية عن حدها باتصافها بصفات الملكية بل
تعرج من الملكية بافضليتها منها في اتصافها ظلا بموجودات قديمة و
لا تدرك مرتبة منها بنفسها الا بصفة في حدها فالشهود بانه انه بحواس ظاهرة

ترجمہ: پس غیب وغائب کہ ہر دو ثابت آمدند بجز داداں از انچہ کہ حضور خواستنش جائز شد درحالیکہ او غائب است واز انچہ
کہ حضور نخواستنش جائز شد درحالیکہ او حاضر است ایں ہر دو متحقق نشوند در حضور خدای سبحانہ بسبب وجوب استحضار گراں
ہر دو کہ بنا بر سلب حضور وثبوت حضور اند۔ پس او بعرض او ست یعنی ہر دو ذاتی است بحضور از انکہ سلب وثبوت از عوارض حضور اند
پس اگر نفی کردہ شود سلب پس غیب ثابت نماند در علم او سبحانہ۔ لیکن ایں ہر دو اقسام غیب حقیقی ومجازی متحقق می شوند در
حضور غیر او تعالی۔ وغیبی کہ بمعنی خلاف شہود است مثال و روح و قدم است۔ پس عالم اجسام شہود است۔ و
عالم مثال غیب۔ وعالم روح غیب الغیب۔ وقدم غیب الغیوب۔ وہمچنیں است ملائکہ را شہود و مثال و روح
کہ مناسب ایشاں۔ پس عالم ملکوت نزد ما ہمچو مثال است ونزد ایشاں شہود از انکہ ایشاں او را بحواس ظاہرہ ادراک
میکنند ومی شناسند پس نزد ایشاں غیب بمثال ایشاں است۔ وغیب الغیب وراء او یعنی پس وسوای او۔ و
انسانیت بسبب متصف شدنش بصفات ملکیہ از حد انسانیت خارج نشود بلکہ عروج میکند و بلند می شود از صفات
ملکیت بسبب افضلیت خود از ملکیت در متصف شدن خود بطور ظلی بموجودات قدیمہ۔ و مرتبہ از شہود
ومثال و روح بنفس مرتبہ شناختہ شود مگر بصفت در حد آں صفت۔ پس شہود شناختہ می شود بحواس
ظاہرہ۔

بیان فضیلت انسان از ملائکہ وتمائز مراتب شہود ومثال و روح وتمائز ظاہر و باطن ہا

ای ما یتعلق بالشهود والمثال بحواس باطنة ش بمقابلة حواس ظاهرة
ھ ای ما یتعلق بالمثال وهي مرتبة صفة ظاهرة له والروح بصفة باطنة
للمثال وهي صفة ظاهرة للروح لان الظاهر والباطن لا یمتازان الا
بانطباقهما علی ماهیة واحدة بتقابلهما ش المجرد ومتعلق یمتازان مجدی
بعد حرف الاستثناء ھ بینهما - والبتة ینزل الادراك من الروح الی المثال
ومنه الی الشهود ویعرج من عکس النزول وان لم یکونا منطبقین علی ماهیة
واحدة فکیف الامتیاز بتقابل بینهما فیهما بل بطلا والنزول والعروج
ش مطرفان علی الامتیاز ھ بتغایر ماهیتهما وعدم اتحاد الحقیقتین
حقیقتا ش عطف علی التغایر والجواب ان قیل اتحدتا ھ وعدم انقلاب
حقیقة الی حقیقة اخری ش عطف علی ما قبله والجواب ان قیل
انقلبتا ھ والقدیم لا یعلمه بنفسه الا هو فیدرك بآلة بغیره لان ما علم
احیط واحاطة غیره علیه ممتنعة فهو لا یمان بالغیب فی معرفة الله تعالی

ترجمه یعنی آنچه که متعلق میشود بشهود - ومثال بحواس باطنه بمقابله حواس ظاهره یعنی آنچه که متعلق می شود بمثال که
مثال مرتبه صفت ظاهره است - وروح شناخته میشود بصفت باطنه که برای مثال است حال آنکه آن صفت ظاهره است روح
از آنکه ظاهر وباطن هر دو ممتاز نه شوند مگر بمنطبق شدن هر دو - بر ماهیت واحده بتقابل هر دو ممیز کرده شوند درمیان هر دو - والبته
ادراک از روح سوی مثال نزول میکند واز مثال سوی شهود - وهمچنین عروج میکند بترتیب از عکس نزول - واگر هر دو بر ماهیت
واحده منطبق نشوند پس امتیاز ظاهر وباطن که درمیان هر دو متقابل است درین هر دو چگونه شود بلکه هر دو باطل شوند - ونیز
چگونه نزول وعروج شود بسبب تغایر ماهیت که برای هر دو هست - وبسبب متحد نشدن هر دو حقیقت از روی حقیقت از آنکه در دو حقیقت
اتحاد از روی حقیقت نمی شود مگر بطور مجاز ورنه دو حقیقت واحده است نه دو - واین نیز جواب است اگر گفته شود که هر دو متحد آمدند
بسبب منقلب نشدن حقیقت سوی حقیقت دیگر - از آنکه امتیاز هر دو متقابل است ودر انقلاب یکی بدیگری تقابل نمی ماند پس تمایز
از کجا آید حال آنکه هر دو در آنچه که امتیاز دارند اشتراک مثال در دو حقیقت ممتنع است - چنانچه بیانش واضح تر در ذکر
اصول در اصل سی ام ذکر کیفیت اشتراک ومنعش حقیقتاً مذکوره آمده اگر خواهی آنجا ببین - واین جواب است
نیز اگر گفته شود که هر دو منقلب آمدند یعنی از حالی بحالی مگر دیده ند - وقدیم که او را بنفس او نمیدانند مگر او - پس بآلة بغیر او شناخته شود
از آنکه آنچه دانسته شود احاطه کرده شود واحاطت غیر او بر او ممتنع است - پس همچون ایمان بغیب است در معرفت خدای تعالی

وهذا ش لے كل ما ذكرنا في الصدر من الغيب هر من بداهة الا ترى في نفسك ماذا رايت في الرؤيا هو عالم المثال وماذا تعلم لا تعلم من قبل وان قيل امتناع حضور غيب بان ما حضر ففي حضور وهو شهود فجوابه يتعلق بما جاز استحضاره وغيب الذي خلاف شهود آخر من غيب الذي خلاف حضور فهو بيّنه فلا نفي له من علمه سبحانه فالله عالم الغيب والشهادة ش اي جنس الغيب والشهادة من كل خلق هر بتمامها جزءً وكلاً بنفسهما فهو علام الغيوب نفي عالم الغيب نكتة بعلم اخفى الخفيات واشد غيب المغيبات واعلم ان حضور غائب بمعنى خلاف حاضر لا يحصل بنفسه والغيب منهي عنه مستلق ش اي من غائب فنفي الغائب ينفي الغيب هر الا ش يحصل حضور الغائب والغيب هر بانباء من حاضر بشرط جواز استحضاره وحضور غائب بمعنى خلاف شهود ونسبة الى من ام يحضر له يحصل بنفسه لان الغائب هر هنا يتحقق بنفسه ـ وينكشف المغيبات برفع الحجب الى ما شاء الله تعالى

ترجمہ واین از بداہت است بتمامہ آنچہ کہ از غیب در صدر مذکور آمد ـ آیا نمی بینی در نفس خود چیست آنچہ کہ دیدی در خواب کہ او عالم مثال است وچیست این کہ میدانی کہ ازین پیش نمی دانستی ـ واگر گفتہ شود امتناع حضور غیب باین طور کہ آنچہ حاضر آمد پس در حضور است واو شہود است پس غیب کجا ماند کہ حضور ش گفتہ شود لہذا ممتنع آمد ـ پس جوابش متعلق می شود بما جاز استحضارہ یعنی آنچہ کہ حاضر آمدنش وحضور خواستنش جائز شدہ ـ وغیبی کہ خلاف شہود است دیگر است از غیبی کہ خلاف حضور است پس بدیہیات خود است پس نفی نیست او را از علم او سبحانہ چنانچہ در رکوع آخر سورۂ حشر است فالله عالم الغیب والشہادۃ پس خدا دانندۂ غیب وشہادۃ است یعنی جنس غیب وشہادت از خلق تمام او بطور جزو وکل بنفس آن ہر دو فہو علام الغیوب پس او عیناً نیکو دانندہ است نمی در عالم الغیب یعنی در غیب دانندگی نکتہ ایست بالسنن اخفی الخفیات واشد غیب المغیبات یعنی پوشیدہ ترہا وپوشیدہ ترو سخت تر غیب علیہا ـ وبدانکہ ہر آئینہ حضور غائب کہ بمعنی خلاف حاضر است آن حضور بنفس غائب حاصل نمیشود حالانکہ غیب از و منہی علیہ است یعنی بر غیب از غائب آگہی دادہ شود پس نفی غائب نفی غیب باشد مگر حضور غائب وغیب حاصل میشود با آگاہ کردن حاضر بشرط جواز استحضار او کہ حضور آمدنش جائز باشد وحضور غائب کہ بمعنی خلاف شہود است وبنسبت بہمت سوی کسیکہ او با حاضر نشد آن حضور بنفس غائب حاصل شود لہٰذا آنکہ ہر آئینہ این غائب ہم اینجا است کہ متحقق وثابت میشود بنفس خود ـ ومغیبات منکشف میشوند بہر داشتن حجابہا تا آنکہ خواستہ است خدای برتر

بیان حضور غائب بمعنی خلاف شہود

اعجازاً او كرامةً ومعونةً بتصفيةٍ وتزكيةِ النفس بتقوى الله تعالى باتيان
ما اتى به الرسول من الايمانيات والاحكاميات فالرسول اولى بكشفها ورسولنا
صلعم اعلى ش لعلوه فى خلقته صلعم استجماعاً هر الخلق كله بانكشافها
كما هو بشواهد الخلقة على تفاوت درجاتها بديهى والله تعالى احق بعلمها
لكن احاطة علم بكلها فى ان وجوباً لغيره تعالى ممنوعة وفى اوان جواز الصلعم
جائزة ش كما ذكر فى ذكر كيفية احاطة علمه صلعم هر فاما انكشاف المغيبات مع خلاف ما اتى به الرسول
فهو استدراج ويحصل بانواع ويصل بالمسلوبات فمشترك الاسم بخلاف ما فى اتيان ما اتى به الرسول انه يصل بالموجودات فمشترك الصفة لان الله
يهدى من يشاء الى صراط مستقيم وليس تعارض فى المسئلة لان علم
الغيب بالاضافة وهو ثابت فخلافه ماول فرفع التعارض فى منعه
وجوازه من العقل ش اى بادراك العقل اصالتاً هر والنقل ش اى
لايدركه العقل اصالتاً لعلوه لطافته الا بنقل الناقل الذى ايده الله تعالى

ترجمه از روى اعجاز وكرامت ومعونت به تصفيه وتزكيه نفس بتقوى خدا تعالى به بجا آوردن آنچه كه آورد اين رسول از ايمانيات
واحكاميات آورده است پس رسول بكشف مغيبات اولى است . ورسول ما صلعم كه برتر خلق اند تمام او را بنابر علو او صلعم در خلق خود
از روى استجماع پس از همه برتر آمدند بانكشاف مغيبات چنانچه او بديهى است بشواهد يعنى بدينهاى خلقت بر تفاوت درجات آن كه بديهيات
خدائى برتر سزاوار تر است بعلم آن مغيبات ليكن احاطه علم بتمام آن از روى وجوب در آن واحد براى غير او تعالى ممنوع است واز روى جواز
در آوان براى او صلعم جائز است چنانچه در ذكر كيفيت احاطت علم او صلعم ذكر كرده شد . وليكن انكشاف مغيبات مع خلاف آنچه كه آورد رسول آن
پس او استدراج است آن بحاصل شود بانواع و بمسلوبات مى پيوندد پس مشترك اسم است بخلاف آنچه يعنى آن مكاشفات كه به بجا آوردن آنچه است كه آورد
رسول آورده كه هر آئينه او بموجودات مى پيوندد پس باو مشترك وصفست يعنى در كشف منزه راجى كه خلاف ما اتى به الرسول است و
يا داى ما اتى به الرسول كه از ايمانيات واحكاميات است بر بى هر دو و اطلاق اسم كشف غيب ميشود پس هر دو در اسم مشترك آمده اند در حقيقت
بخلاف آن غيب كه به بجا آوردن آنچه كه آورد رسول آورده كشف شده كه هر آئينه اين مكاشفات يعنى بموجودات مى پيوندد پس اين كشف كه باد آنچه
اتى به الرسول است بموجودات مشترك الوصف است زيرا كه الله يهدى من يشاء الى صراط مستقيم كه در سورة نور در ركوع ششم آمده يعنى خدا
رهنمائى ميكند هر كرا خواهد بسوى صراط مستقيم كه راه راست است . ودرين مسئله تعارض نيست از آنكه علم غيب ثابت است باضافت ونسبت يعنى بخلق خالق وحال
نيست كه او ثابت آمده پس خلاف او ماول است پس اين تعارض كه در منع غيب جواز او است از عقل ونقل برفع شد مع استتار آن غيب كه بكسب
است وعلم عادى است كه بدرس وتدريس وكسب حاصل شود و پيدا آيد . و انكار ثابت سفاهت است يعنى فرومايگى وبيخردى است از آنكه آنچه از عقل
است او بادراك يعنى در رسيدن است باصل عقل . وآنچه از نقل است او را عقل اصالتاً در نمى آيد بسبب علو و بلندى لطافتها وى مگر به نقل ناقلى

بيان انكشاف مغيبات كه برفع حجابست آنچه كه رسول آورد به وانكه بيختر كشف است اولى است او رسول ما صلعم على جدا برتر احق واحاطه آن بعلم آنى بوجوب غير او تعالى را ممنوع وبطور جواز بار صلعم در آوان جائز +

بيان انكشاف مغيبات در خلاف ...

باذراكه اصالتًا ھ باستثناءٍ بحسبِ الحالِ والعلمِ العادى والآثارُ الثابتة ساقطة
فاما من العقل كما هو لا يخفى على العاقل من المذكور واما من النقل فالآيات
فى الجواز ش اے جوازِ علمِ الغيبِ ھ فى اٰخر سورة البقرة يعلم ما بين ايديهم
اى فى زمانِ حالٍ وما خلفهم اى فى زمانِ مستقبلٍ فعلم ماضٍ الذى
لا يثبت باستقلاله من كيفِ الممكنِ ش متعلق لا يثبت ھ بالحال
ش متعلق ثابتٍ خبرُ مبتدءٍ هو علمُ ماضٍ ھ اذ هو بعرضِ عدمٍ لاحقٍ
بوجود الحالِ فيقتضى عدمًا فيحتاج الى الحالِ فى استقرارهِ فيعلمه ش
مصدرٌ مجهولٍ اذ علا العدمُ بالوجودِ ھ بخلافِ الحالِ والمستقبلِ اذ الحالُ
موجودٌ مستقلٌ والمستقبلُ بعدمٍ سابقٍ فيقتضى الوجود فلا يحتاج الى الحالِ فى استقراره
فيعلمه ش مصدرُ مجهولٍ ھ فالكلامُ فى الاستقلالِ من حيث عدم
احتياجه الى غيره وجودًا واستقرارًا وعلمًا ولا يحيطون بشئٍ من علمه
اى من علمه يتعلقُ بالمعلوماتِ فى الزمانين ففيه نكتةٌ بتنزهِ علمه
ومنعِ حصرهِ مع حدوثِ معلوماته وحصرها فان لم يسلم هذا فكيف تجزئة
علمهِ البسيطِ الا بما شاء اى بمعلومٍ من معلوماته وشاء يدلُّ على تحققِ الفعلِ

ترجمہ: او را با دراک وا صالتًا توانائی دادہ است ۔ ولیکن از عقل چنانچہ او بر عاقل پوشیدہ نیست از بیان مذکور ۔ لیکن از نقل پس آیات اند در جواز علم غیب
در آخر سورہ بقرہ یعلم ما بین ایدیهم یعنی میداند در زمان حال آنچہ پیش شان است وما خلفهم و داند در زمان مستقبل آنچہ پس شان است لیکن
علم ماضی آن کہ باستقلال خود از کیف ممکن ثابت نمیشود ثابت بحال است از انکہ او بعرض عدم است کہ لاحق بوجود حال شدہ و از سوئے عدم کشیدہ ماضی
گردانید پس ماضی بعرض عدم لاحق بوجود حال عدم را میخواہد و سوئے حال در استقرار خود باحتیاج دارد پس دانستہ شدن خود را محتاج شد از انکہ علم
است ایجاد وجود از در عدم مجہول ۔ بخلاف حال و مستقبل از انکہ حال موجود مستقل است و مستقبل بعدم سابق است و مقتضی وجود است پس سوئے
حال در استقرار خود احتیاج ندارد ۔ دانستہ شدن خود ہم بدو محتاج نباشد ۔ و این کلام در استقلال است از حیثیت عدم احتیاج او سوئے غیر او از
وجود و استقرار و علم ولا یحیطون بشئ من علمه و آنان در نمیگیرند احاطہ نمی توانند چیزے را از علم او یعنی از علم او کہ تعلق دارد بمعلومات
در ہر دو زمان حال و مستقبل و درین نکتہ است بتنزہ علم او و منع حصر او با وصف حدوث معلومات از علم و حصر آن معلومات ۔ اگر این پذیرفتہ
نشود و تسلیم نماید پس تجزیہ علم بسیط او چگونہ شود یعنی علم بسیط حق چگونہ تجزیہ یابد و جزء جزء شدن لازم آید الا بما شاء مگر بآنچہ کہ خواستہ
است یعنی در میگیرد معلوم را از معلومات او قدر کہ خدا خواستہ است اینجا لفظ شاء بر تحقق فعل دلالت میکند بنا بر صیغہ ماضی کہ بر تحقق است ۔

فخاصۃ العادیات وغیرها فی ای زمان لغیر الله سبحانه اضافتا بالاستثناء من المستثنی منه یدل علی منع الاستقلال عن غیر الله سبحانه تعمیما متحقق فلا دلیل علی منع علم الغیب لغیر الله سبحانه الا علی جوازه وفی سورة القصص واوحینا الی ام موسی ان ارضعیه فاذا خفت علیه فالقیه فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوه الیک وجاعلوه من المرسلین وفی ال عمران واذ قالت الملئکة یا مریم ان الله یبشرک بکلمة منه اسمه المسیح عیسی ابن مریم وجیها فی الدنیا والاخرة ومن المقربین ٥ من الایتین علم الغیب لغیر الرسول ثابت ش عند اهل سنة وجماعة خلافا للمعتزلین مر وفی سورة الجن عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول فانه یسلک من بین یدیه ومن خلفه رصدا اعلم ان الله تعالی عالم الغیب ش الذی بخلاف الشهود وبنسبة الی من یحضر له

ترجمہ پس علم عادیات وغیر عادیات در ہیچ زمان بغیر خدای سبحانہ را از روی اضافت بخلق فالوح ثابت ومتحقق است بسبب استثنا از مستثنی منہ کہ بر منع استقلال از غیر خدای سبحانہ دلالت میکند کہ بطور تعمیم است پس دلیلی نیست بر منع علم غیب برای غیر خدای سبحانہ مگر بر جواز او۔ ودر سورۂ قصص است رکوع اول وَاَوْحَیْنَا اِلٰی اُمِّ مُوْسٰی اَنْ اَرْضِعِیْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ٥ وامی کردیم وخبر دادیم مادر موسی را اینکہ شیر نوشانی او را یعنی از شیر خورانیدن او۔ چون بترسی بر او پس او را در دریا بیافگن و تر دمناک مشو۔ ما او را سوئے تو باز گردانندہ ایم و او را از رسولان آورندہ ایم۔ ودر سورۂ آل عمران بر کوع پنجم است وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ٥ وچون فرشتہا گفتند ای مریم ہر آئینہ خدا ترا بشارت ومژدہ میدہد بکلمہ از وکہ نام او مسیح عیسی ابن مریم است او با قدر وجاہ است در دنیا و آخرت واز مقربان خدا است۔ از ین ہر دو آیت علم غیب برای غیر رسول ثابت است نزد اہل سنت وجماعت ومعتزلہ را اختلاف است درین۔ ودر آخر سورۂ جن است عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا یعنی دانندہ غیب است پس یاری نمیدہد بر غیب خود کسی را مگر آنکس را کہ پسند فرمود از رسول پس ہر آئینہ او در کشد در گمارد از پیش او واز پس او نگاہبانان۔ بدانکہ ہر آئینہ او تعالی دانندہ غیب است آنکہ بخلاف شہود است وبہ نسبت الی من یحضر لہ ہست یعنی غیب است بہ نسبت کسی کہ او را حاضر نہ آمد۔

تفسیر الآیۃ الکریمۃ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول ۱۲

تفسیر کریمہ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول ۱۲

م العامِ له سبحانه وغيرُه ش عادتًا او بغيرِها ويدلّ على عمومِه عدم
اختصاصه لمختص م والاظهارُ بمعنى الامدادِ الذي يقع فيما وقع قبله
ش اي الاظهار م فلا يظهر على غيبه الخاص له سبحانه ش لا لغيره
سبحنه عادتًا ويدلّ على الغيب الخاص اضافتُ الغيب الى الضمير م الا من ارتضى من رسولٍ فلا نفي
من علم الغيب العامِ لعامٍ من الانبياء وغيرهم من المؤمنين ومن علم الغيب الخاصِ لخاصٍ من الانبياء
ولما الاستثناء عن نفي علمِ الغيبِ الخاصِ بجوزه لغيره سبحانه فالعام
ش فيجوز علمُ الغيبِ العام م بالاولوية ش عند اهلِ سنةٍ و
جماعةٍ خلافًا للمعتزلين اذ عندهم الرسول من ملكٍ وللمتوهّبين م
فيدلّ على جوازِ احاطةٍ كليةٍ علمًا بالغيب للرسولِ لعمومِ اللفظين ش
اي الغيب والرسول م فلسيدِ الرسل صلعم بخصوصيةِ قرينةِ الكلامِ بمقدار
ش متعلق بيدلّ وان وقع صفةً او حالًا للاحاطةِ الكليةِ علمًا فمتعلق
ثابتةٌ م احاطةٍ مركزيتهم في شرح الصدرِ ش

ترجمہ: ایں غیب عام است برائی او سبحانہ وغیر او بطور عادت باشد یا بغیر عادت۔ و دلالت میکند بر عموم ایں غیب عدم اختصاص او برائی مختص۔ و اظہار بمعنی امداد است آنکہ واقع شود در آنچہ کہ او پیش از اظہار و امداد وقوع یافت۔ پس او سبحانہ امداد نمی دہد بر غیب خاص خود کہ او سبحانہ راست نہ غیر او سبحانہ را از روئی عادت۔ و بریں غیب خاص دلالت میکند اضافت غیب بسوئی ضمیر است۔ مگر باری دہد کسی را کہ پسند آورد از رسول۔ پس نفی نیست از علم غیب عام از انبیاء و غیر شاں از مومنین و نہ نفی است از علم غیب خاص خاص را از انبیاء۔ و ہرگاہ ایں استثناء کہ از نفی علم غیب خاص است اورا یعنی علم غیب خاص را برائی غیر او سبحانہ جائز دارد پس ایں استثناء علم غیب عام باولویت جائز دارد نزد اہل سنۃ و جماعت درحالیکہ خلاف است برائی معتزلہ زیراکہ نزد شاں ایں رسول مراد است از فرشتہ۔ و خلاف است برائی وہابیہ ہم۔ و ایں استثناء دلالت میکند بر جواز احاطہ کلیہ بطور علم الغیب برائی رسول بنا بر عموم ہر دو لفظ غیب و رسول کہ در کریمہ آمدہ اند یعنی ایں استثناء بسبب عموم ہر دو لفظ غیب و رسول کہ دریں کریمہ آمدند دلالت میکند کہ رسول را از روئی علم احاطہ کلی بغیب جائز است۔ پس دلالت میکند برائی سید رسل صلعم بخصوصیت قرینہ کلام کہ دلالت بمقدار احاطہ مرکزیت شاں ہست حالانکہ ایں احاطہ مرکزیت شاں در شرح صدر ثابت آمدہ۔ یا پس دلالت میکند برائی سید رسل صلعم بخصوصیت قرینہ کلام بر جواز احاطہ کلی بغیب بطور علم کہ ثابت است بمقدار احاطہ مرکزیت شاں حالانکہ ایں ثابت است در شرح صدر ہمہ۔

متعلق ثابتةٌ حال لاحاطةِ مرکزیتهم م ولو فی اِن او اوانٍ ش کما
ذُکر فی ذکر کیفیةِ احاطةِ علمهِ صلعم کما هو عند اهل سنةٍ وجماعةٍ من
المتصوفین م وانّ مَن ش مفعول اعلم علی العطف م لفظ مَن معمّمٌ ولفظ مِن مخصّصٌ لان
لیس تبیینُ مِن الا لتخصیصٍ من تعمیمٍ وتخصیصٍ بعد تعمیمٍ لاینفی جواز امرٍ مخصّصٍ
لغیر مخصّصٍ له لاشتراکهما ش ای مخصّص له وغیر مخصّص له م فی العموم لم یکن ش الضمیر المستتر
الی الامر المخصوص م ممتنعًا فی وجه الجواز جانبُ اوّلٍ قویٌ ش الجملة
حالٌ من جواز الذی مضافٌ الی الامر فالواو حالیةٌ والا عطفٌ علی الجملة
م ولا ینفی نقصانُ فهمِ المستفهم هذه البلاغةَ الی المرام فی فصاحةِ
الکلام مع التوسّع للمقاصد وانّ الرسول غیر الملک ش عند اهل
سنةٍ وجماعةٍ خلافًا للمعتزلین فعندهم هو ملکٌ م وانّه انسانٌ بدلالة
یسلک من بین یدیه ومن خلفه رصدًا لان الملک غنیٌ من الملک فی امره
م فی سورة النحل ویوم نبعث فی کل امةٍ شهیدًا علیهم من انفسهم وجئنا بک

ترجمه اگرچه در آن واحد باشد یا در آوان چنانچه در ذکر کیفیت احاطهٔ علم او صلعم ذکر کرده شد همچنان که او است نزد اهل سنت وجماعت از
متصوفین یعنی از صوفیه رحمهم الله تعالی ۔ وبدانکه هر آئینه لفظ مَن بالفتح که در مَن ارتضی است معمّم یعنی عام دارنده است ۔ ولفظ مِن
بالکسر از من رسول مخصّص است یعنی خاص کننده ۔ اما آنکه اینجا بیان مِن تبیین نیست که از کسی بیان کرده باشد مگر برای تخصیص است از
تعمیم ۔ وتخصیص بعد تعمیم نفی نمیکند جواز امر مخصّص را برای غیر مخصّص له یعنی امر که خاص کرده شده است جواز ش نفی نمیکند جواز امری را
که برای او تخصیص نه کرده شده است بنا بر اشتراک هر دو مخصّص له وغیر مخصّص له در عموم اگر آن امر مخصوص ممتنع نباشد حالانکه در وجه جواز
جانب اول قوی است و نه نفی میکند نقصان فهم مستفهم این بلاغت را که سوی مرام است در فصاحت کلام مع توسع برای مقاصد یعنی اگر کلام
فصیح که برای مقاصد توسع دارد و بلاغت سوی مرام میرساند همچنین بلاغت و فصاحت متوسع بمقاصد موصل بمرام را از نقصان
فهم مستفهم نفی نتوان کرد ۔ وبدانکه رسول در کریمه مذکوره غیر ملک است یعنی فرشته نیست نزد اهل سنت وجماعت حالانکه خلاف است
معتزلین را که نزد شان او ملک وفرشته است ۔ وحال آنست که هر آئینه او انسان است بدلالت یسلک من بین یدیه ومن
خلفه رصدًا یعنی بطور نگاهداشت از پیش وپس او مقرر میکند ازانکه فرشته از فرشته در امر خود بی نیاز وغنی است ۔ ودر سورهٔ نحل آیت
رکوع دوازدهم ویوم نبعث فی کل امةٍ شهیدًا علیهم من انفسهم وجئنا بک شهیدًا علی هؤلاء
ودران روز در هر گروه شهید یعنی گواه خواهیم بر انگیخت برآنان از نفسهای شان یعنی از جنس های شان وبیاریم ترا

شہیدًا علی ھٰؤلاءِ ولیس الشہادۃ الا بعلمِ المشہود بہ فلما یشہد فکیف یجہل فہذہ تدل علی ان الرسول علم کثیر العلم بالمغیبات فی ای شئ لکثرۃ المعلومات فی ان فی جذرھم کرۃ واخرج البزار والطبرانی فی الاوسط وابو نعیم بسندٍ صحیحٍ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ان قال رأیتُ ما تعمل امتی بعدی فاخترتُ لھم الشفاعۃ الحدیث ھر وکم من ایۃٍ فی القران المجید تدل علی الدعوی فالایاتُ فی المنع شئ ای منع علم الغیب ھر فی سورۃِ النمل قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون ایان یبعثون ۝ وفی سورۃِ لقمان ان اللہ عندہٗ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفسٌ ماذا تکسب غدًا وما تدری نفسٌ بای ارضٍ تموت ان اللہ علیم خبیر ۝ وفی سورۃ الانعام وعندہٗ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو وغیرھا لیست معارضۃً للاولی لان الغیب باضافتہ اللہ سبحانہ ثابتٌ فتاول شئ الضمیر المستتر الی ایاتٍ فی المنع والاصل ان معارض الثابت ان کان خلافہ لا صنعۃ یاول بوجودِ غیرِ مثالہ لان ما ثبت لا ینفی الا الذھنی

بیان آیاتیکہ در منع علم غیب مدمع تاویلات شان

ترجمہ گواہ بریں ہمہ کسان۔ وشہادت نیست مگر بعلم مشہود بہ یعنی گواہی نباشد مگر بعلم چیزی کہ بدو گواہی دادہ شود کہ دیدہ است اورا پس ہرگاہ کہ شاہد باشد پس چگونہ جاہل باشد پس این آیت دلالت میکند برانیکہ این رسول علیہ السلام کثیر العلم است بمغیبات دریک آن بسبب کثرت معلومات دران و احدر در صدر مرکز خود۔ و بزار و طبرانی در اوسط برآوردہ است و ابو نعیم بسند صحیح کہ فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تا آنکہ فرمود دیدم آنچہ عمل خواہد کرد امت من پس من۔ برای شان شفاعت را پسندیدم تا آخر حدیث۔ وبسی ست آیات در قرآن مجید کہ بریں دعوی دلالت میکند۔ و آیاتیکہ در منع علم غیباند۔ در سورہ نمل رکوع پنجم است قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون ایان یبعثون یعنی بگوای حبیب من نمیداند کسیکہ در آسمانہا و زمین است غیب مگر اللہ۔ وایشان نمیدانند کہ کدام وقت برانگیختہ و بردا شتہ شوند۔ و در سورہ لقمان است رکوع چہارم ان اللہ عندہٗ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفسٌ ماذا تکسب غدًا وما تدری نفسٌ بای ارضٍ تموت ان اللہ علیم خبیر یعنی ہر آئینہ خدای برتر کہ نزد اوست علم قیامت و فرود آرد باران را۔ و داند آنچہ در رحمہای مادران است و نمیداند ہیچ نفس کہ فردا چہ حاصل خواہد کرد۔ و نمیداند ہیچ نفس کہ در کدام زمین است بچہ خاک خواہد مرد۔ ہر آئینہ خدا برتر بیدا دانندہ آگاہ ہندہ است۔ و در سورہ انعام ست رکوع ہفتم وعندہٗ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو و نزد اوست کلیدہای غیب نمیداند آنہا را مگر او۔ و ایں ہمہ آیات مذکورہ وغیر اینہا معارض نیستند آیات اولی را کہ در اثبات غیب اند۔ ازانکہ ہر آئینہ غیب باضافت و نسبت یعنی بتعلیم خدای سبحانہ ثابت است۔ پس ایں ہمہ آیات کہ در منع غیب اند تاویل کردہ شوند بوجہیکہ بخلاف آن قاعدہ است کہ ہر آئینہ معارض ثابت اگر او خلاف ثابت باشد نہ ضد او تاویل کردہ شود بوجود غیر مثل او ازانکہ آنچہ ثابت شدہ است نفی کردہ نشود مگر ذہنی

الذی لصلح لوجود خارج وھو غیر ثابت بنسبۃ اخری فاول النفی لا الثبوت لتقدمہ ھ وجہ بالخلاف فرفع التعارض باستثناء بحسب الحال او بحسب العادت المخصوصۃ فلا ش ای فلا یثبت ھ منعا مطلقا والا التعارض و مخالفۃ البداھۃ ھما فی نفس المعرض ومن الاعجاز والکرامۃ فی المغیبات ش الالف واللام للجنس ھ لانہم افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا ہ فالخمسۃ المشہورۃ من المغیبات افرادھا فاربعۃ منہا فی الاعجاز والکرامۃ الا الساعۃ ش فارجع لثبوتہا الی کتب السیر والاحادیث فی اعجاز النبی صلعم ومن غیرھا فی کرامۃ الاولیاء رض فتدرک ھ واللہ تعالی اعلم والموفق والحفیظ ٭

اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی آلہ

کما تحبہ وترضاہ وتشفعہ فینا

وتن حسنا بہ

ترجمہ آنکہ جو وجود خارج را صلاحیت دارد حالانکہ او غیر ثابت است بنسبت دیگر پس نفی تاویل کردہ شود نہ ثبوت بسبب تقدم او۔ پس رفع تعارض ثابت باستثنا است بحسب حال یا بحسب عادت مخصوصہ یعنی آنچہ حسب حال یا حسب عادت مخصوص است از استثنا آن ازال عیب تعارض رفع شود۔ پس منع مطلق ثابت نشود ورنہ تعارض است۔ ومخالفت بداہت از آنچہ کہ در نفس معترض است یعنی رو گردانندہ و از اعجاز و کرامت کہ در جنس مغیبات است لازم است یعنی از اعجاز و کرامت کہ در ہر جنس مغیبات ثابت بداہت است ازین بداہت آنچہ کہ در نفس معترض است مخالفت لازم آید و مخالفت از بداہت باطل پس اعتراض از رد چگونہ گردد۔ افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا کہ در سورۂ نساء رکوع یازدہم است۔ یعنی آیا پس فکر نمی کنند و نمی اندیشند در قرآن۔ واگر از نزد غیر خدا بودی البتہ دریافتندی درو اختلاف بسیار۔ پس آن پنج مشہورہ از مغیبات افراد ھا ند۔ و چہار از آن ثابت اند در اعجاز و کرامت مگر ساعت و قیامت پس برائی ثبوت اینہا رجوع کن سوی کتب سیر از احادیث در اعجاز نبی صلی اللہ علیہ وسلم و از غیر آن در کرامت اولیاء رضوان اللہ علیہم اجمعین پس بیابی۔ و خدای برتر داناست و توفیق دہندہ است و نیک نگاہ دارندہ ٭

اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی آلہ کما تحبہ وترضاہ

وتشفعہ فینا وتن حسنا بہ

ذکر کیفیة العلم والمعرفة والعارف والمعروف
والعارف والمعروف ومتعلقاتها

ذکر کیفیة العلم والمعرفة والعارف والمعروف ومتعلقاتها ومافیها مع المطالب الاُخرٰی

بسم الله الرحمٰن الرحیم

نحمد الله ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی اٰله واصحابه واتباعه اجمعین ٭ اعلم ان العلم صفة متوسعة لمعلومات جامعة ومانعة واختصاصه بمعین معرفة وهذا علی حکم التعدیة فیهما فلعالم علم حصولی هو صفة علم منسوب بحصوله العالم ش الضمیر المتصل الی علم مفعول المصدر م ای یحصله بغیریته به ش ای بعالم م بزیادته علی مرتبة ذاته فیحتاج لعلم معلوماته الی غیره وحضوری هو صفة علم منسوب بحضوره لعالم ای بحضوره فی نفسه بعینیته به فی مرتبة ذاته فلا یحتاج الی غیره ش هو الزیادة فالحاصل ان عالما بعلمه الحصولی

بیان علم حصولی وعلم حضوری

ترجمہ ذکر در بیان علم ومعرفت وعارف ومعروف ومتعلقات او وآنچہ در و است با مطالب دیگر

بسم الله الرحمٰن الرحیم

نحمد الله ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی اٰله واصحابه واتباعه اجمعین

بدانکہ ہر آئینہ علم صفتی است متوسعہ برای معلوماتی کہ جامعہ ومانعہ باشند واختصاص یعنی خاص شدن این علم بمعلوم معین معرفت است . واین علم بر بنای حکم لتعدیہ است در ہر دو یعنی علم مصدر متعدی است کہ بمعلوم متعدی شود خواہ صفت متوسعہ یا بمعلومات خواہ بمعلوم معین مختص . پس بنا برین حکم تعدیہ عالم را از دو علم چارہ نیست یکی علم حصولی است وصفت علم است کہ نسبت کردہ شدہ است بحصول بسبب حصول عالم اورا یعنی این علم را عالم حاصل میکند بغیریت این علم با عالم کہ زیادت آن بر مرتبہ ذات عالم نہ بعینیت این علم بعالم . پس عالم محتاج میشود علم معلومات خود را سوی غیر خود چرا کہ این علم لعالم بعینیت نیست بلکہ بغیریت است پس این غیریت بمقابلہ عینیت است لہذا احتیاج مرتبہ غیریت بنا بر واسطہ بعلم معلومات غیر ورینی است . وعالم را دیگر علم حضوری است وصفت علم است نسبت کردہ شدہ است بحضور بسبب حضور او عالم را یعنی بحضور علم در نفس عالم بعینیت آن علم لعالم در مرتبہ ذات عالم . پس عالم سوی غیر خود کہ زیادت است محتاج نمیشود برای علم معلومات خود ٭ پس حاصل آنکہ عالم بعلم خود کہ حصولی است

بیان علم حصولی وعلم حضوری

يحتاج لعلم معلومه الى غيره اى مرتبة غيرية علم بعالم لانها واسطة بين عالم
ومعلوم و بعلمه الحضورى لا يحتاج لعلم معلومه الى غيره اى مرتبة غيرية علم
بعالم بل يعلم بمرتبة عينية علم بعالم لانها واسطة بين عالم ومعلوم لا كقولهم
ان عالما يحتاج الى غيره اى معلوم الذى هو غير نفسه فى مرتبة علم حصولى
فيعلم غيره ولا يحتاج لعلم معلومه الى غيره اى معلوم الذى هو غير نفسه
فى مرتبة علم حضورى فيعلم نفسه م لعلم معلوماته فعلم نفسه وغيره ايضا
فى الوجهين ش اى ثابت فى وجه علم حصولى وعلم حضورى م لا يستغنى
احدهما عن قسيمه ولا يلزمه شئ غيرهما المعلومه فعلم عدم مطلق باصالته
ممتنع ش فلا اصل للسؤال المشهور اى ان علم العالم القديم عدما فى مرتبة
العلم الحضورى فلزم ان العدم عينه وان لم يعلم فلزم الجهل والسؤال مستبعد
لان العدم المطلق لا يحكم بمعلوميته الا ان يقال الحادث مفعول علم ولان لما
علم غير نفسه فهو حصولى ولما علم نفسه فهو حضورى على تعريف الحصولى والحضورى لهم

ترجمہ البتہ برائے علم معلوم خود محتاج شود سوئی غیر خود یعنی سوئی مرتبہ غیریت علم کہ بعالم است از انکہ این مرتبہ غیریت
واسطہ است درمیان عالم و معلوم ۔ و عالم بعلم خود کہ حضوری است برائی علم معلوم خود محتاج نمی شود سوئی غیر خود یعنی
سوئی مرتبہ غیریت علم کہ بعالم است بلکہ میداند بمرتبہ عینیت علم کہ بعالم است از انکہ این مرتبہ عینیت واسطہ است
درمیان عالم و معلوم ۔ مثل قول شان اینکہ عالم البتہ محتاج شود سوئی غیر خود یعنی سوئی معلومی کہ او غیر نفس اوست
مرتبہ علم حصولی پس میداند غیر خود را ۔ و نہ محتاج شود عالم برائے علم معلوم خود سوئے غیر خود یعنی سوئے معلومی کہ او غیر نفس او است در مرتبہ علم حضوری پس میداند
نفس خود را ۔ پس علم نفس عالم و علم غیر او نیز ۔ در ہر دو وجہ کہ ثابت است یعنی در وجہ علم حصولی و علم حضوری ہر یکی از ان ہر دو بی نیاز نمی شود
از قسیم یعنی شریک خود ۔ و نہ لازم شود عالم را چیزی غیر این ہر دو برائے معلوم خود ۔ پس علم عدم مطلق باصالت خود ممتنع است ۔ پس این سوال
اصلی نیست یعنی اگر دانستہ قدیم عدم را در مرتبہ علم حضوری اینست پس لازم شد اینکہ عدم عین او است و اگر ندانست پس جہل لازم آمد
و این سوال مستبعد آمد یعنی از مضمون ۔۔۔ بعید شمردہ شدہ از انکہ عدم مطلق بمعلومیت خود حکم
نکردہ شود مگر اینکہ در سوال مذکور بجائے عدم حادث گفتہ شود بنا بر مفعول از فعل بدانست کہ ترجمہ علم
آمد ۔ و از انکہ بر بنائے تعریف حصولی و حضوری ہمچو قول شان کہ اینست چون عالم غیر نفس خود بدانست پس
او علم حصولی است و چون نفس خود بدانست پس او علم حضوری است ۞

فلا يرد عليه شيء م وعلم نفسه وحادث مع علم عدم مبني عليه متبع المبني على عدم مطلق بتعلقه ش المجرور متعلق بعلم الحادث والضمير الى الحادث م بفعل عالم وشيئه صنعه عنه تضمنا والتزاما حصوليا و حضوريا ضروري معا وفي خلافه ش اي خلاف ما عرف لعلم حصولي و حضوري م كما هو المشهور يلزم عينيته غير العالم به في علم حضوري وغيرية عين العالم به في علم حصولي والا الجهل من جهة في حدهما +

ضميمة مناسبة المحل

اعلم ان ربط خلق الذي بين خالق ومخلوق باعث العلم والحكم منهما ش اي من مخلوق الى خالقه ومن خالق الى مخلوقه م والا بطل العلم والحكم اعلم ان الله تعالى علم نفسه وتقدس وتبارك مع صفاته حتى الفعل الحجابي مع اثره وهو مفعوله من حيثية حدوثه ش مجرور من مع مضاف اليه يتعلق بعلم او يتعلق بمفعوله والضمير في حدوثه راجع الى مفعوله او الى الفعل الحجابي وهما مرادان و لم يختلف معناهما باختلاف مرجع الضمير فليس الفعل الحجابي ومفعوله قديما م ولو في علمه تعالى ولو جود خارج من علمه تعالى

ترجمہ پس بر وے چیزے یعنی ہیچ سوال وارد نمی شود۔ و دانستن نفس خود و حادث مع علم عدم بطور حصولی و حضوری عالم را ضروری است تعلق حادث بجہت خود بفعل عالم و بسبب شی صنع حادث از عالم بطور تضمن و التزام۔ و با حادث علم عدم از انست کہ علم عدم کہ بر عدم مطلق الہی و بستہ است از حادثہ بر دا الہی است یعنی بنا بر تعلق حدوث حادث بفعل عالم و بسبب حصول شی صنع او از عالم اند و تضمن و التزام و اینہا خبر دادن حدوث حادث بر علم عدم داد و بر عدم مطلق بر دانستن نفس خود دانند بر دانستن حادث مع متعلقاتش بتعلق فعل و صنع خود بجہت قیام حقیقی صفات بذات بطور علم حصولی و حضوری معا ضروری است ورنہ بدون علم اینہا ہمہ فعل و صنع بیکار و معطل آید و مخلوق مصنوع ممتنع آمدہ خالق و صانع او چگونہ شود کہ خلاف بداہت است۔ و در خلاف آنچہ کہ برائی علم حصولی و حضوری تعریف کردہ شدہ چنانکہ او مشہور است عینیت غیر عالم بعالم در علم حضوری و غیریت عین عالم بعالم در علم حصولی لازم شود ورنہ جہل لازم شود از جہتی در حد ہر دو۔

ضمیمہ مناسب این محل۔ بدانکہ ہر آئینہ ربط خلق آنکہ درمیان خالق و مخلوق است ہمان باعث علم و حکم است از ہر دو یعنی از مخلوق بخالق و از خالق سوئے مخلوق خود ورنہ بدون ربط علم و حکم ہر دو باطل شدہ۔ بدانکہ ہر آئینہ خدا برتر بدانست نفس خود را کہ پاکیزہ و مبارک است مع صفات او تا فعل حجابی مع اثر او کہ مفعول او است از حیثیت حدوث او اگرچہ در علم او تعالی است و اگرچہ بوجود خارج است از علم او تعالی یعنی دانستن مفعول بحیثیت حدوث مفعول است کہ بفعل فاعل بوقوع آمدہ یا بجہت حدوث فعل حجابی است کہ بسبب تعلق اثر بفعل حجابی علم فاعل بمفعول بدو حجابی پدید آمدہ حاصل شدہ پس فعل حجابی و مفعولش ہر دو قدیم نیستند۔ و این فعل حجابی آن فعل نیست کہ وصف فاعل است بلکہ این فعل مرتبہ حجاب است کہ فاعل کہ وصف فاعل است حدوث یافتہ۔ و نیز این فعل حجابی ہمچو اثر مخلوق است مراد آنکہ حادث غیر مخلوق است و تفصیل او در ذکر کیفیت اشبار مرتبہ حجاب درمیان قدیم و حادث مخلوق مذکور آمدہ آنجا باید دید +

بداند کہ مشہور ... مع صفات خود ... از علم او تعالی است و اگرچہ در علم او تعالی است دانستہ است۔ و با اختلاف معانی تغییر نیابد

فعلمه تعالى متعلق بما هو قديم وبما هو حادث ولم يتغير باختلاف المعلومات
حتى ما بلغ العلم فاعلم ان المعرفة موقوفة فى نفس عارف فلا يعرف ما فى
غيرها فالمعرفة حقيقيًا بما قام بقيامه الحقيقي فى نفس عارف ومجازيًا
بما قام بقيامه المجازي فيها فالقيام المجازي لا يتحقق الا بما قام بقيامه
الحقيقي فى نفس عارف وهو شبه الذى هو وجه معرفة فاعلم ان الشبه
لتكيف علم فى مرتبة مثال بكيفية معلوم لا ما يقوم فيه وعليه كصورة فى
مرآت وعلى غيرها فيحتاج الى وجود متقدم منه فان حصول شئ صنعًا
ليحتاج الى شبه متقدم منه وعلمًا ش عطف على صنعًا اى حصول شئ
علمًا م على وجهين بنفسه من حيث ان الشبه ليحتاج الى نفس شئ وهو
مقصود وبشبهه ش عطف على بنفسه م من حيث ان معرفة شئ ليحتاج
الى شبه الذى هو وجه معرفة فلا نزاع والحق انهما معًا بتاخر رتبي فلا
يعرف عارف غير ما هو متقدم من شبه متقدم ش من مصنوع م لصنع
ومتقدم من شبه متاخر ش من معلوم م لعلم

بیان علم الاشیاء باشباهها وانفسها

ترجمه پس علم او تعالی متعلق است بانچه که او قدیم است وبانچه که او حادث است و باختلاف معلومات تا انچه که این علم در رسید تغیر نیافت
و بدانکه هر آئینه معرفت موقوف است بنفس عارف پس نشناخته شود انچه که در غیر او است پس معرفت از روی حقیقی بآن چیز است
که بقیام حقیقی خود در نفس عارف قائم است. و بطور مجازی بانچه که قائم بقیام مجازی است در وی یعنی در نفس عارف و قیام
مجازی ثابت و متحقق نه شود مگر بانچه که در نفس عارف بقیام حقیقی قائم است. و او شبه است آنکه او است وجه معرفت. و بدانکه هر آئینه شبه
البته تکیف علم است یعنی چگونگی علم در مرتبهٔ مثال بکیفیت معلوم نه انچه که قائم شود در وی و بر وی همچو صورت در آئینه و بر غیر او پس احتیاج
دارد بسوی وجودی که متقدم از وست پس هر آئینه حاصل شدن چیزی بطور صنع البته محتاج باشد بسوی شبه که از آن شئ متقدم است
و حصول شئ بطور علم بر دو وجه است یکی بنفس شئ ازین حیثیت که شبه البته احتیاج دارد بسوی نفس شئ که او مقصود است. دوم بشبه
ازین حیثیت که معرفت شئ البته احتیاج دارد بسوی شبه آنکه او وجه معرفت است پس نیست نزاعی. و حق همین است که
هر آئینه علم هر دو معًا است بتاخر رتبی یعنی این هر دو ماندن از روی رتبه است نه بطور حقیقت. پس عارف نمی شناسد
بجز آن چیز را که او متقدم است از شبه متقدم است او از مصنوع برای صنع این مصنوع. و متقدم از شبه متاخر که از معلوم است برای علم است

بیان آنکه معرفت موقوف در نفس عارف است و بطور حقیقت و مجاز است

بیان علم اشیاء بنفس وبشبه آنها معًا بتاخر رتبی است

توسیلۃ معرفۃ لهما ش ای لما هو متقدم من شبہ متقدم للصنع ومتقدم
من شبہ متاخر لعلم ه وصف جامع ومانع والجامع ظل ذی ظل والمانع
مسلوبہ وهو معرضہ وان نفی احدهما ش ای احد من وصف جامع و
مانع ه فالمعرفۃ ممنوعۃ فالتابعیۃ والمتبوعیۃ وهی العابدیۃ والمعبودیۃ بمعرفۃ
الوصف الجامع والمانع فهی مورثۃ التصدیق وهو حصول معرفۃ شئ کما هو هو
وهنا الاسم للمعنی ش ای حصول معرفۃ شئ کما هو هو لا لمعنی مصدری
ه ومحلہ القلب العنصری ومبدئہ من حد اعلی مرتبۃ حواس باطنۃ الی
حد اسفلها الی مرتبۃ مثال ش الی انتهائیۃ علی اصل غیر جنس ه ومن
تصدیق الی تصور ش ای الی انتهاء تصور علی اصل غیر جنس ه وهو
حصول شبہ شئ کما هو هو لقصد ش غیر معین ه وهنا الاسم للمعنی
ش ای حصول شبہ شئ کما هو هو لا لمعنی مصدری ه ومحلہ الدماغ و
مبدئہ من حد اعلی مرتبۃ مثال الی حد اسفلها الی مرتبۃ شهود ش الی
انتهائیۃ علی اصل غیر جنس ه فالتصدیق والتصور هما اعتباران زائدان علی المعرفۃ
بنسبتهما الی معروف

ترجمہ پس وسیلہ معرفت برائی ہر دو یعنی برائی آنچہ کہ او متقدم است از شبہ متقدم کہ برائی صنع ہست و ہم متقدم است از شبہ متاخر کہ برائی علم است۔ وصف جامع و مانع است۔ و وصف جامع ظل ذی ظل است یعنی عکس صاحب عکس۔ و وصف مانع مسلوب ذی ظل کہ او معرض او است یعنی این مسلوب جائی ظہور ظل است۔ و اگر یکے از ہر دو وصف جامع و مانع نیست ہم مورد نیست۔

بیان التصدیق والتصور

تصدیق ہست۔ مورثۃ بفتح را بمعنی برانگیختن و فروختن است یعنی از ینجا تصدیق برانگیزد و میفروزد۔ فهو یعنی تصدیق حصول معرفت چیزی است ہمچنان کہ او او ہست۔ و اینجا تصدیق اسم است برائی این معنی کہ او حصول معرفت شی است کما هو هو نہ برائی معنی مصدری۔ و محل تصدیق قلب عنصری است۔ و مبدء یعنی جائی آغاز او از حد اعلی مرتبہ حواس باطنہ تا حد اسفل مرتبہ او تا مرتبہ

بیان محل و مبدء تصدیق

مثال۔ آنچہ تا ای انتہائیہ بر قاعدہ غیر جنس است کہ در ہر دو دخول یکی بدیگری نباشد۔ و از تصدیق تا تصور کہ او حاصل شدن شبہ چیز است ہمچنان کہ او او ہست برائی قصد غیر معین۔ و حرف تا درین جملہ ہم بر قاعدہ غیر جنس است۔ و تصور باعتبار اسمی کہ او حصول شبہ شی است ہمچنانکہ او او ہست اینجا اسم است نہ برائی معنی مصدری۔ و محل او دماغ است۔ و مبدء او از حد اعلی مرتبہ مثال تا حد اسفل او تا مرتبہ

بیان محل و المبدء التصور

شہود۔ حرف تا اینجا ہم بر قاعدہ غیر جنس است پس تصدیق و تصور ہر دو اعتبار اند زائد بر معرفت بہ نسبت و باعتبار تعلق ہر دو بسوی معروف

والتصديق يتعلق بحسي وبغيره بدلالة اليه والتصور ش يتعلق م بحسي فقط فالمعقول غير حسي وكذا دلالة ونسبة وربط منه ش فمستنبط من الكلام ان الحسي مصدّق بتصوره ضرورةً والمعقول مصدّق بدلالة اليه بحثاً فلمّا اريد علم شيء فينبعث علمه من محل تصديق الى مراد من الحسيات ويتوجه من محل تصور اليه ويتعلق به فيحصل شبهه في محل تصور بقيام الحقيقي فيعلم في محل تصديق توسعاً او اختصاصاً او اثباتاً او نفياً والى مراد من المعقول بدلالة اليه بحثاً وكيفية الانبعاث والتعلق والحصول مجهولة على التحقيق فالتصديق مقدم مقصوداً وقريب باعلاه ومؤخر حصولاً ش اي حصول شيء م في حد اعتباره والتصور موخر سبباً ومقدم في حد اعتباره حصولاً سبباً ش اي حصول شبه شيء لسببه م فليس مقصوداً بذاته الا لسببية والقلب في الحال ش اي حال التصور م لاه وساه والتصديق من افعال اختيارية بخلاف المعرفة ش اي ليست باختيارية م فيشرف حواس ظاهرة في عالم الشهود باقراره والا فقراره ما هو في عالم الشهود من اثره هو في عالم

المثال تصديقاً

ترجمہ و تصدیق بحسی و بغیر حسی تعلق دارد بدلالت سوی او۔ و تصور فقط بحسی تعلق دارد۔ پس معقول غیر حسی آمد مجمل و نسبت و ربط از معقول آمده۔ پس ازین کلام مستنبط است یعنی بیرون آورده که حسی ضرورتاً بتصور خود مصدق است یعنی تصدیق کرده از انکه تعلق تصور فقط بحسی است پس حسی ضرورتاً بالضرورة مصدق آمده۔ و معقول مصدق است بدلالت سوی خود از روی بحث یعنی تصدیق معقول صرف بدلالت آمده خالص از بر چیز از انکه معقول غیر حسی است۔ و چون دانستن چیزی اراده کرده شود۔ پس علم از محل تصدیق که قلب عنصری است برانگیزد سوی مرادی که از حسیات است۔ و متوجه میشود از محل تصور که دماغ است سوی مراد شیء حسی و تعلق شود با او پس شبه او در محل تصور بقیام حقیقی خود حاصل شود پس دانسته شود آن چیز در محل تصدیق از روی توسع یا اختصاص یا از روی اثبات یا نفی و چون علم به نسبت چیزی از محل تصدیق سوی مرادی که از معقولات است برانگیزد صرف بدلالت است سوی آن شیء از روی بحث۔ و کیفیت انبعاث یعنی برانگیختگی علم۔ و تعلق۔ و حصول۔ بر بنای تحقیق مجهول است پس تصدیق مقدم است از روی مقصود و قریب است باعلاه یعنی برتر مرتبه مقصود است و از روی حصول شیء در حد اعتبار خود مؤخر است۔ و تصور از روی سبب مؤخر است۔ و در حد اعتبار خود از روی حصول سببیت یعنی حصول شبه شیء که بسبب او هست مقدم است۔ پس این تصور مقصود بذاته نیست مگر بنابر سببیت او۔ و در یحال یعنی در وقت تصور قلب لاهی و ساهی یعنی غافل و بیخبر است۔ و تصدیق از افعال اختیاریه است بخلاف معرفت که اختیاریه نیست پس حواس ظاهره در عالم شهود با قرار او مشرف شوند۔ و

بیان الاعتبار برای تصدیق تصور بر معرفت و تعلق اول بحسی و غیر حسی است و دوم فقط بحسی و تعلق معقول بدلالت سوی او

بیان یقینیت علم حسی و غیر حسی که چگونه برخیزد و از کجا و بچه رو آرد و از کجا بوسیله کدام و چگونه حاصل آید؛

کیفیت انبعاث علم و تعلق و حصول مجهول است؛

بیان آنکه بنابر مقصود تصدیق مقدم و بنابر حصول مؤخر و تصور بنابر سبب مؤخر است و از روی حصول مقدم پس بذاته مقصود نیست

تصدیق از افعال اختیاریه است

فتصدیقٌ الذی یفید للایمان الشرعی بقبولِ المصدّقِ وَاقرارٌ الذی یدلّ علیٰ علی صحۃِ التصدیقِ باتیانِ اثرِ التصدیقِ وھو مصدّقٌ حقیقۃً وان لم یکن فی التصدیقِ مصدّقًا لکنّہ دلیلہ ظنًّا و لایکذّب بہ وعالمُ الشہودِ لتکمیلِ المعرفۃِ والحکمۃِ فالاقرارُ فی حکمِہ کالتصدیقِ فی حکمِہ فرضًا و وجوبًا واستحبابًا شرعیًا وعقلیًا ولیس اقرارُ اللسانِ بدلیلٍ علی التصدیقِ الّا ظنًّا ومجازًا اولایکذّب بہ ولایزولُ التصدیقُ بزوالِ الاقرارِ الدلیلِ علیہِ ولایزولُ الاقرارُ الّا بضدِہٖ ش ای بانکارِ ماھو مقرٌّ بہٖ م والیقینُ تحقّقُ علمٍ المعلومِ من حیث ھو ھو فلا یصلہ الشکُّ الذی یمنع تحققہ فلا یزیدُ ولا ینقص فی حدہ لکنّہ اذا کان لمعلومٍ غیرِ الذی عُلِمَ من قبلُ فیزیدُ فی غیرِ حدِّ الذی حصل من قبل فھما متغایران باعتبارِ المعلومِ فالزیادۃ علیہ من غیرہٖ لا فی حدّہٖ واعلم انما الایمانُ بعد زوالِ الکفرِ فان زاد ونقص الایمانُ لزم الکفرُ فی الحالِ ولا یجتمعانِ ۔ واعلم انما المصدّقُ مغایرُ تصدیقہٖ ش ای لیس عینَ تصدیقہٖ م مع ربطہٖ بہٖ لا ینقطع ش

ترجمہ پس تصدیق آنکہ مفید میشود ایمان شرعی را بقبول مصدّق است یعنی آنچہ کہ تصدیق کردہ شد ۔ واقرار آنکہ دلالت میکند بر صحت تصدیق باتیان اثر تصدیق است واو در حقیقت مصدّق است اگرچہ در تصدیق مصدّق نباشد لیکن او یعنی اقرار از روئے ظن دلیل تصدیق ہست کہ باقرار کذب نہ کردہ شود ونہ دروغ گفتہ شود ۔ وعالم شہود برائے تکمیل معرفت وحکمت ثابت آمدہ پس اقرار در حکم خود ہمچو تصدیق ہست در حکم او از روئے فرض ووجوب واستحباب کہ از راہ شرعی وعقلی است ۔ واقرار زبانی دلیل بر تصدیق نیست مگر بطور ظن ومجاز یعنی اقرار زبانی دلیل ظنی ہست کہ مجازًا بر تصدیق محمول شود وباقرار دروغ وباطل گفتہ نشود ودر زوال اقرار تصدیق زائل نمیشود مگر زائل شود دلیل بر تصدیق ہست ۔ واقرار زائل نمیشود مگر بضد او یعنی بانکار آنچہ کہ او مقر ہست بدان یا انکار چیزی کہ او اقرار می کرد ۔ ویقین تحقق علم است برائے معلوم من حیث ھو ھو یعنی از انطور کہ او اوست پس نمیرسد او را شک آنکہ تحقق او را مانع باشد پس یقین در حد خود بیش وکم نمی شود ولکن او ہرگاہ برائے معلوم غیر آں باشد کہ از پیش دانستہ شد پس بیش میشود در غیر حدے کہ آں از قبل حاصل شد پس باعتبار معلوم آں ہر دو متغایر اند پس زیادت بر وے از غیر او نہ در حد او ۔ وبدانکہ جز این نیست کہ ایمان بعد زوال کفر است پس اگر ایمان بیش شد یا کم کفر در حال لازم شد ۔ وایمان وکفر ہر دو مجتمع نمی شوند ۔ وبدانکہ جز این نیست کہ مصدّق مغایر تصدیق خود ہست یعنی نیست عین تصدیق او با ربط تصدیق بمصدّق کہ منقطع نشود این ربط +

بیان الیقین وتعریفہ ولا یزید ولا ینقص +

تعریف دعلم اقرار واصل اگر بتصدیق ایمان منطقی ہست

بیان یقین ولا یزید ولا ینقص + کہ وی بیش وکم نمی شود

بیان آنکہ ایمان با کفر جمع نشود

ای ربط التصدیق بالمصدق لا ینقطع م فالمصدق لا یتحقق دون التصدیق والتصدیق لا یتحقق دون المصدق ش فهما لازم وملزوم بینهما م ومن هنا الایمان والاسلام لم ینفرقا فالتفرقة کلیة بینهما ش ومن هنا الالفاظ المترادفة کالایمان والعمل والتصدیق والاقرار کلها بمراد واحد م فوجود العلم والمعرفة والتصدیق والیقین علی وجودهم الحاصل باطل الا علی تجدده بمثله فتشخصهم ش اعلم ان العلم علی وجوده کالمعلوم وهو باطل وقس علیه المعرفة والتصدیق والیقین وان تشخص ماهیة مجردة متجدد لانه هو عین نفسها لا تشخص زائد علیها منها م علی تشخصهم الحاصل الزائد علی ماهیة منها باطل الا ش یبطل م تشخصهم علی تشخصهم الذی هو عین ماهیة اذ هو یتجدد معها الا علی العلم معرفة وعلیها التصدیق وعلیه توصیف وتکمیلهم علی بناء مفعولهم فی عالم الشهود فضلا عن حدهم ش

ای زیادة تمییز من التکمیل

(ای یتم الفعل علی المفعول ۱۲)

ترجمہ یعنی مصدق گو مغائر تصدیق خود است ولیکن درمیان ہشان ربط است چنانکہ یکی بدیگر جدائی نشود۔ پس مصدق بغیر تصدیق متحقق نشود ونہ تصدیق بغیر مصدق ثابت آید پس ہردو درمیان ہردو لازم وملزوم اند۔ وازینجا است کہ ایمان و اسلام ہردو جدا نبا شند چنانکہ درمیان ہردو تفرقہ کلیہ یعنی کامل جدائی باشد۔ وازینجا است کہ این الفاظ مترادف آمدند چو ایمان و عمل و تصدیق و اقرار کہ ہمہ آنہا براد واحد اند۔ پس وجود علم و معرفت و تصدیق و یقین بر وجود حاصل شان باطل است مگر بر بنا تجدد او بمثل او۔ بدانکہ ہر آئینہ علم بر وجود خود علم معلوم خود است کہ او باطل است۔ وقیاس کن برین معرفت و تصدیق و یقین را۔ و بدانکہ ہر آئینہ تشخص ماہیت مجردہ متجدد است یعنی نو آئیندہ از انکہ این تشخص او عین نفس است نہ تشخص زائد بر ماہیت کہ جدا از ماہیت است پس تشخص شان بر تشخص حاصل شان کہ این زائد بر ماہیت است از ماہیت باطل است۔ واز باطل نمی شود تشخص شان کہ بر تشخصی است کہ او عین ماہیت شان است از انکہ او با ماہیت متجدد میشود۔ پس معلوم شد کہ وجود علم و معرفت وغیرہ و تشخص شان بر وجود علم و بر تشخص زائد ہردو حاصل ہشان باطل است مگر آن علم وغیرہ بر بنا تجدد او کہ بمثل او است باطل نمی شود۔ ونہ باطل شود تشخص کہ زائد است بر تشخص ماہیت کہ این عین آن است کہ با ماہیت متجدد می آید۔ مگر بر وجود علم وجود معرفت صحیح و درست است و بر معرفت تصدیق و بر و توصیف و تکمیل شان بر بناء مفعول شان در عالم شہود است از انکہ فعل بر مفعول تمام شود و این تکمیل شان بطور فضل و زیادت است از حد تعین شان ؎

بیان الوجود علی الوجود باطل — بیان التشخص موزائد علی ماہیتہ باطل [illegible]

بیان آنکہ وجود بر وجود باطل است مع کیفیت ہردو تشخص کہ زائد بر ماہیتہ و تعین ماہیت است

بیان آنکہ بر وجود علم وجود معرفت و بنا تصدیق و بر و توصیف درست و صحیح است فضلا در حد تعین شان) ؎

اى هٰذا تكميلهم م اذ عن حد تعيينهم م لانتهاء معرفة المقصودات بدلائل التى فى عالم الشهود فللاقرار درجات على وفق ما فى عالم المثال ش اى من العلم والمعرفة والتصديق واليقين م وهٰذا الكلام فى وجه لطيف فان اصبته فاستكثرت فى الخير وان رغت فلك ما لك + فاعلم ان المؤمن من ش من تشير الى انتزاع وتبعيض م ظل موجودات قديمة متضمنا بها بقيامه المجازى عنها فالوجود ش اى وجود المؤمن م مشترك بها ش اى بموجودات قديمة م وصفا وهى منشاءه فتابعيته ومتبوع له وعابديته ومعبود له من هٰذه ش اى هٰذه الموجودات القديمة م فالتوفيق ش الذى مصطلح الشرع الشريف م ثابت ش بتوفيق المؤمن بموجودات قديمة م والتوفيق يتعلق بالفعل والموفق مفعول متعاقب لا متقدم اذ هو غير معقول ولا متاخر اذ هو متباعد ممنوع ولا معه اذ هو فى ثابتين ولا احتياج بينهما فانى لا ظن ان يراد معه بمعنى متعاقب والظل يقتضى قربة ودوية وفناء كلها نظرية

ترجمه واين تكميل در عالم شهود بدين سبب آمده كه انتهاء معرفت مقصودات بدلائل است كه آنها در عالم شهود اند پس براى اقرار درجها اند بر وفق آنچه كه در عالم مثال است يعنى درجهاى اقرار بر موافقت وساز وارى آنچيز است كه در عالم مثال است از علم ومعرفت وتصديق ويقين ـ واين كلام در وجه لطيف است پس اگر رسى او را بصواب پس در خير بيشى گرفتى واگر كجى كردى پس براى تست آنچه براى تو هست ـ پس بدانكه هر آئينه مومن از ظل موجودات قديمه است يعنى انتزاع شده از بعض عكس موجودات قديمه آمده كه بسبب قيام مجازى ازان موجودات اين ظل بموجودات تضمن دارد ـ پس وجود مومن از روى وصف بموجودات قديمه مشترك است كه منشاء اين وجود همو موجودات قديمه است ـ پس تابعيت او يعنى تابع شدن مومن ومتبوع بلكه او عابد شدن او ومعبود براى او ازين موجودات قديمه است ـ پس توفيق كه در لغت دو چيز را موافق كردن است آن در شرع شريف اصطلاح آمده بتوفيق مومن بموجودات قديمه ثابت است ـ وتوفيق متعلق بفعل باشد ـ وموفق يعنى توفيق يافته مفعول است متعاقب فعل نه متقدم ازانكه تقدم مفعول از و غير معقول است ـ ونه متاخر ازانكه تاخر او تباعد است وبعد باهم ممنوع ـ ونه مع او است ازانكه مفعول در ثابتين است يعنى ثابت در دو ثابت ـ ودرميان هر دو فعل ومفعول احتياجى نيست ـ پس هر آئينه من گمان ميكنم اينكه اراده كرده شود با و يعنى مع او بمعنى متعاقب ـ وظل قربت ودوريت وفناء را ميخواهد در دنيا كه همه ها نظريه اند

بيان المؤمن وعابديته ومعبوده والتوفيق

فی حدِ اعتبارِها مع قربةٍ حقیقیةٍ غیرِ مکیفاتٍ بحسب حقیقةٍ مقربٍ الیه
حال من القربة والرویة والفنا کلها نظریة ۱۲
ومرئی ومعنی به وهو ذوظلٍ فی الدُّنیا ش متعلق یقتضی م بجزاء
الی رویةٍ حقیقیةٍ مع قربةٍ حقیقیةٍ وفناءٍ نظریٍ فی حدِ اعتبارٍ فی الجنة
ش متعلق بجزاء م قال سبحانه وُجُوهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۙ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ
وکلّ ذٰلك ما ذکر فی الرویة بحسب ارادةِ المعبودِ لا ممتنعًا ش فجازت رویةٌ
حقیقیةٌ فی الدُّنیا لانه تعالٰی قادرٌ علی ان یخلق بصر الذی یراه تعالٰی فی
الدُّنیا کما یخلقه فی الجنة لرویةٍ حقیقیةٍ وقیل فی الکلام کیف سأل الرسول
علیه السلام
علی الممنوع ای رَبِّ اَرِنِی فقیل نعم کیف علی الممنوع ای لیست رویةٌ حقیقیةٌ
فی الدُّنیا ممنوعةً بل هی جائزةٌ بدلیل رَبِّ اَرِنِی م فیجوز بعدٌ نظریٌ بجواز
نفی قربةٍ نظریةٍ لا بعدٌ حقیقیٌ لوجوب قربةٍ حقیقیةٍ ولا فناءٌ حقیقیٌ لامتناع
فناءٍ فی غیرِه حقیقتًا وما من قربٍ فی طاعةٍ هو نظریٌ او اتصالیٌ یوصل
الی حقیقیٍ او مجازیٍ معلومٍ او مجهولٍ وقیل من متشابهاتٍ والبعدُ فی المعصیة

ترجمہ در حدِ اعتبارِ خود ہا مع قربتِ حقیقیہ حال آنکہ اینہمہ کہ نظریہ اند یا اعتبارِ حقیقتِ مقربٌ الیہ یعنی با آنکہ قربت نزدیکی
حاصل شدہ است و یا اعتبارِ حقیقتِ مرئی یعنی آنکہ دیدہ شدہ است و یا اعتبارِ حقیقتِ معنی بہ یعنی آنکہ بدو فنا حاصل کردہ
غیر مکیف اند یعنی کیفیتش معلوم نیست ۔ و او ذو ظل یعنی صاحبِ ظل است کہ از و عکس و سایہ حاصل آمدہ و مقرب الیہ است
و مرئی و معنی بہ در دنیا ۔ پس این ظل در جنت سوی رویتِ حقیقیہ میکشد مع قربتِ حقیقیہ و فنائے نظری در حدِ اعتبارِ این
ہمہ ۔ فرمود سبحانہ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۙ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۚ در سورہ قیامۃ رکوع اول ۔ یعنی رویہا باشند
دران روز تر و تازہ ۔ سوی پروردگارِ خود نگران ۔ و اینہمہ آنچہ کہ در رویت مذکور آمدہ بحسب ارادہ معبود است چنانکہ
او خواہد ۔ نہ از روی کہ ممتنع کہ ممتنع نیست ۔ پس در دنیا رویتِ حقیقیہ جائز شد از آنکہ او تعالٰی قادر است بر اینکہ پیدا فرماید بصر و
بینائی را کہ او تعالٰی را در دنیا ببیند چنانچہ خواہد آفرید بصر را در جنت برائی رویتِ حقیقیہ ۔ و درین کلام گفتہ شد کہ سوال
رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام چگونہ باشد بر ممنوع کہ گفت رَبِّ اَرِنِیْ یعنی ای رب مرا بنما پس گفتہ شد آری چگونہ بر ممنوع باشد
یعنی رویتِ حقیقیہ در دنیا ممنوع نیست بلکہ این رویت بدلیل رَبِّ اَرِنِیْ جائز است پس بعدِ نظری جائز باشد بسبب جواز نفی قربتِ نظریہ
نہ بعدِ حقیقی بسبب وجوب قربتِ حقیقیہ ۔ و نہ جائز باشد فنائے حقیقی از آنکہ فناء در غیر خود حقیقتاً ممتنع آمد ۔ و آنچہ از قرب کہ طاعت است نظری
است یا اتصالی کہ سوی حقیقی یا مجازی معلوم یا مجہول می پیوندد ۔ و گفتہ شد کہ این قرب از متشابہات است ۔ و بعد کہ در معصیت

بیان آنکہ رویتِ حقیقی در دنیا جائز باشد مع دلائل او +

بیان آنکہ بعدِ نظری جائز است نہ بعدِ حقیقی و نہ فنائی حقیقی ۔ و قرب عبادت نظری است یا اتصالی وغیرہ +

هو سلبُ المذكورِ فاعلم ان غايةَ التحقيقِ فى مسئلةِ رؤيةٍ فى الدنيا كما يتشرّفُ الرائى بها انها واقعةٌ فى عالمِ المثالِ لانه غايةُ شبهٍ ظلاً لا **ش** تقعُ **م** فى عالمِ الشهودِ ولو وقعت فى رؤيا او يقظةٍ وانما يكشفُ عالمُ المثالِ لبعضِ اولياءِ اللهِ تعالى فى يقظةٍ فلا منع لها فى اليقظةِ وهٰذه الرؤيةُ بحجابٍ منسوبٍ اليه تعالى من تنزيهِهٖ تعالى او تشبيهِهٖ تعالى ولا تحصرُ بصورةٍ معيّنةٍ حتّى تمنع فى غيرِها بحدث بحكمتِهٖ وقدرتِهٖ تعالى كما يشآءُ وهو الحكيمُ القديرُ كما ذكر فى تقريرِهٖ فى محلِهٖ **ش** اى ذكرِ كيفيةِ اثباتِ مرتبةِ الحجابِ بين القديمِ والحادثِ المخلوقِ **م** وقد تأوّل الصورةُ بما شآء اللهُ تعالى فهٰهنا مسئلةُ وحدةِ الوجودِ **ش** الاضافةُ بمعنى فى **م** مصطلحةُ متصوفين فى عروجِ نظرِهم الى موجوداتٍ قديمةٍ من غيرِ تمايزِ مسلوباتِها لانّ تمايزَ مسلوباتِها موقوفٌ على انبائِها من حادثٍ فهما **ش** اى الحادثُ والمسلوباتُ التى منبّئةٌ عليها من الحادثِ **م** يفنيان من علمِ الذى ظلٌّ من علمِ موجوداتٍ قديمةٍ بقطعِ نظرٍ عن غيرِها اعتبارًا من جهةٍ فلا يقابلهما غيرُها فى العلمِ **ش**

ترجمہ او سلبِ مذکور است۔ پس بدانکہ ہر آئینہ انتہائی تحقیق در مسئلہ رویت در دنیا چنانچہ بینندہ بدو مشرف میشود آنکہ او واقع است در عالمِ مثال از آنکہ این عالم بطورِ ظل شبہ را بغایت آمدہ۔ بنا این رویت در عالمِ شہود واقع نشود اگرچہ در خواب یا در بیداری واقع شد۔ وجز این نیست کہ عالمِ مثال برائے بعض اولیاء اللہ تعالیٰ در بیداری کشف می شود پس برائے شان در بیداری منع نیست۔ و این رویت بحجاب است کہ بسوئے او تعالیٰ نسبت کردہ شدہ است از تنزیہ او تعالیٰ یا تشبیہ او تعالیٰ۔ و این رویت حصر نمی یابد بصورتِ معین تا کہ منع شود در غیر صورت کہ آں صورت بحکمت و قدرت او تعالیٰ آنچنانکہ او میخواہد حادث می شود و او ہست حکیم و قدیر یعنی بسیار صاحبِ حکمت و صاحبِ قدرت چنانچہ ذکر کردہ شد در تقریرِ او یعنی در قرار دادنِ تعبیر حجاب در محلِ او۔ یعنی این بیان در ذکرِ کیفیتِ اثباتِ مرتبہ حجاب درمیان قدیم و حادث مخلوق است۔ و گاہی تاویل کردہ شود صورت باآنچہ کہ خدا تعالیٰ خواہد۔ پس ہمین جاست مسئلہ وحدة الوجود و این اضافت بمعنی فی یعنی وحدہ در وجود اصطلاح کردہ متصوفین است کہ در عروجِ نظرِ شان سوئے موجودات قدیمہ این وحدة وجود پیش آید بسبب نماندن تمایز مسلوبات موجودات قدیمہ از آنکہ تمایز مسلوبات آنہا موقوف است بر آگہی دادہ شدن شان از حادث۔ و ہر دو یعنی حادث و مسلوبات آنکہ از حادث برین آگہی دادہ شدہ است فانی میشوند از علم آنکہ ظل از علم

بیان وحدت الوجود و وحدت الشہود

بیان انتہائی تحقیق مسئلہ رویت

ای علم الذی ظلٌ من علمِ موجوداتٍ قدیمةٍ بقطعِ نظرٍ عن غیرِها اعتبارًا من جهةٍ ه لکنّ تامل فی ظلِ علمِ موجوداتٍ قدیمةٍ بقطعِ نظرٍ عن غیرِها ای لایعلم موجوداتٍ قدیمةٍ بنفسها لحدوثه فیحتاج الی دلالةٍ بنفسه لا بغیره لکن لایصل الی تمایزِ نفسِه فتعذّر فالصوفی بائنٌ عما فنی وکائنٌ فیما بقی وماهو مع تمایزِ مسلوباتٍ وحدةُ الشهودِ ش یعنی مقابلةٍ والاضافةِ یعنی فی ه لانّ مسلوباتٍ منبئةٌ علیها من حادثٍ فهما ش ای الحادثُ والمسلوباتُ التی منبئةٌ علیها من الحادثِ ه یبقیان فی علمِ الذی ظلٌ من علمِ موجوداتٍ قدیمةٍ وغیرِها مستجمعهما اعتبارًا من جهتین فیقابلها غیرها مع روابطِ التی بینهما ش ای موجوداتٍ قدیمةٍ وغیرِها من حادثٍ ه فههنا احوالٌ فیجدُ وحدةَ الوجودِ الواجبِ سبحانه دلالةً من غیرِه سبحانه الی ما نصیبه من الولایةِ الخمسةِ فیجد کلّه منه سبحانه فیجد انّه هو العارفُ والمعروفُ بنفسه سبحانه فینزلُ باستجماعِ العلمِ المذکورِ مع معیةٍ وقربٍ واحاطةٍ

ترجمه یعنی دریں علم آنکه از علم موجودات قدیمه ظل است که او از غیر آں موجودات قطع نظر دارد و ایں ظل از روئے اعتباری است که ازیں یکجهت است. لیکن در ظلِ علم موجودات قدیمه که بقطع نظر از غیر او است تامل است یا تامل و فکر کن آنکه ایں ظل موجودات قدیمه را بنفس اینها بسبب حدوث خود نمیداند پس محتاج باشد سوئے دلالت بنفس خود نه بغیر خود لیکن سوئے تمایزِ نفسِ خود مهلت نمی یابد بسبب سرعت فنائی خود. پس متعذر آمد که تمایزِ نفس خود کند و براگهی او مسلوبات را بمقابله موجودات بداند. پس صوفی بائنٌ عما فنی وکائنٌ فیما بقی است یعنی از آنچه که فانی شد بائن و جدا است و در آنچه که باقی آمد کائن و شونده است. و آنچه که او مع تمایز مسلوبات است وحدت شهود است. و اینجا شهود بمقابله وجود است. و اضافت منفی یعنی وحدت شهود که مقابل وجود است از آنکه مسلوبات آنکه بر او از حادث آگهی اوست پس هر دو حادث و مسلوبات که بریں از حادث آگهی است باقی مانند در علم آنکه از ظل است از علم موجودات قدیمه و غیر او که هر دو دراں علم جمع آمده است از روئے اعتبار که او از هر دو جهت است پس دریں علم غیرِ موجودات مقابل او می شود مع روابط و تعلقاتیکه درمیان ایں هر دو است یعنی موجودات قدیمه و غیر او از حادث. و اینجا احوال اند پس می یابد وحدت وجود واجب سبحانه را بدلالت از غیر او سبحانه تا آنچه که نصیب او است از ولایت خمسه. و می یابد که سر آئینه شان اینست که همه عارف و معروف بنفس او سبحانه است. پس نزول کند باستجماع علم که مذکور آمد مع معیت و قرب و احاطت

کیفیت شهود

احوال اسما و بات

بیان معنی الحدیث الشریف من عرف ربه فکل لسانه الحدیث والمومن مرآة المومن الحدیث فی ضمن الکلام

مع تجاوزِ رتبتي فی حدودهم بحق الیقینِ فلا یطیقُ النطقَ فی حالِه فقد صدق قولُه صلعم من عرف ربَّهٗ فکلَّ لسانُه، فقد حق قولُه صلعم المؤمنُ مرءآةُ المؤمنِ، فی الوجهین ش ای وجهِ وحدةِ الوجودِ ووجهِ وحدةِ الشهودِ م مع تفاوت وجهٍ فینشئ الاصلُ ش ای المؤمن مرءآة المؤمن م فی فروعِه حتی ماشاءَ اللهُ تعالیٰ سنذکره ان شاءَ اللهُ تعالیٰ فاعلم فی وحدةِ الوجودِ اختلافُ الحالِ فمنه المذکورُ ومنه انّ لولم تتمایز مساواتٌ کالمذکورِ لابد له ش ای لبعض الحالِ من غیرِ المذکورِ م من وجودٍ مطلقٍ متمایزٍ من تقییدِ اعتباراتٍ له وهما علیٰ ماهیةٍ واحدةٍ لا علیٰ ماهیتینِ ففیه ش ای وجود مطلق م انکشافُ بداهةِ وجودِ الذاتِ تعالت فی مرتبةِ حقِ الیقینِ حتی انمحی حادثٌ من علمِ حادثٍ فلا یمیّزُ حاسٌ ومحسوسٌ الّا الذاتُ تعالت وغیرُها معقولٌ علیٰ اعتبارِه والتحقیقُ انّ الذاتَ تعالت بحاسّةٍ ومحسوسةٍ بل هی موجودةٌ ببداهتِها مع صفاتِها تنزهًا وغیرُها

ترجمہ مع تجاوز رتبتی در حدود ایشاں بحق الیقین۔ پس گویائی طاقت ندارد در حال خود۔ پس البتہ راست آمد قولِ او صلعم من عرف ربّهٗ فکلّ لسانهٗ یعنی ہر کہ بشناخت ربِّ خود را پس سلب شد زبانِ او۔ والبتہ محقق شد قولِ او صلعم المؤمن مرءاۃ المؤمن یعنی مومن آئینہ مومن است۔ در ہر دو وجہ یعنی در وجہ وحدۃ الوجود و در وجہ وحدۃ شہود مع تفاوت وجہے کہ عنقریب ذکر آمدہ یعنی فانی شدن یا باقی ماندن حادث و مساوات از علم آنکہ ظل است از علم موجودات قدیمہ بقطعِ نظر از غیرِ ایں موجودات یا مع غیرِ ایں مع تمایزِ مسلوبات بابر و ابطی کہ در میانِ موجودات و غیرِ ایں از حادث است پس جاری شود ایں قاعدہ کہ مومن آئینہ مومن است در فروعِ او تا آنچہ کہ خواستہ است خدائے تعالیٰ۔ اگر خدائے تعالیٰ خواہد عنقریب ذکر بکنیم۔ پس بدانکہ در وحدتِ وجود اختلافِ حال است۔ پس بعض ازو مذکور است۔ و آنست آنکہ اگر مساوات مذکورہ متمایز نشدہ برائے بعض حال از غیر مذکور چارہ نیست کہ از وجودِ مطلق باشد کہ متمایز است ایں وجودِ مطلق از تقییدِ اعتبارات کہ برائے او ہست۔ و بیان تقیید اعتبارات در ذکرِ صفات مذکورہ آمد۔ و ہر دو یعنی وجود مطلق مع تقییدِ اعتبارات ثابت بر ماہیت واحدہ اند نہ بر ماہیتیں۔ پس در وجودِ مطلق انکشافِ بداہتِ وجودِ ذاتِ برتر است در مرتبۂ حق الیقین تا آنکہ حادث از علمِ حادث محو و پاک شود پس حاس و محسوس تمیز نہ کردہ شوند مگر ذاتِ تعالیٰ و غیرِ او معقول باشند بر اعتبارِ او۔ و تحقیق آنست کہ ذاتِ تعالیٰ حاسہ و محسوسہ نیست بلکہ او موجود است ببداہتِ خود مع صفاتِ خود بطور تنزہ۔ و غیرِ او

انکشاف وجود ذات او تعالیٰ بطور بداہت در مرتبۂ حق الیقین

حاسٌ ومحسوسٌ لكنّه انمحى من علمه فتعذّر وانتساب الحسّ اليها
فناء غيرها وهذه الحالة اللاحقة فى شهود قرب الذى يقرب من احوال
الولاية الثانية ولما تمّ الفناء لا يبقى فى علمه الّا الله تعالى بلا دلالة
اليه تعالى فلا يمتاز الحسّ ولكن فيها نظر اى اذ اقتنت دلالة لا يصل الى
الله تعالى تحقيقاً وممّا قيل اذا وصل اليه تعالى لا يحتاج الى دلالة ليس بحق
ش اذ حقّق انّ الله تعالى لا يعرف الا بدلالة اذ لا يحيطه تعالى علم حادث
فتعارض فيما قيل م فعلى العارف تعقّل حادث مخلوق مستشرع فنائه
لوجوب الدلالة ش الى المعروف الموجود بداهتنا م وفيه ش اى
وجود مطلق م انكشاف مرتبة حجاب الذى حدث من اسمائه وصفاته تعالى
بقدرته تعالى وهو غير مخلوق وللحجاب اضافة مجهولة الكيف فى حدوثه
تحقيقاً اليه سبحانه وتشابهه حادث مخلوق تختام لكونه جامعاً به
ش اى حجاب م ولا يميز حدّهما بالتعذّر فلا يفهم سرّ قوسين الذى
رقم فى ذكر كيفية السلوك المعنوى ش الذى فى معرفة النفس لمعرفة الله سبحانه م

ترجمه حاس ومحسوس است لکن این غیر از علم حادث محو شد پس متعذر آمد ومعذور شد - وانتساب حس سوی ذات بسبب کمی
نقصان فنای غیر اوست - واین حالت لاحق شود در شهود قرب که آن بقرب باشد این از احوال ولایت ثانیه است - وهر
که فنا تمام شود در علم او باقی نماند مگر خدای تعالی بلا دلالتی سوی او تعالی پس امتیاز حس نباشد ولیکن در نظر وتامل است یعنی چوا
فانی شد سوی خدا تعالی از روی تحقیق نه پیوندد - وآنچه گفته شد که چون واصل شد سوی او تعالی حاجت سوی دلیل نباشد
از آنکه محقق شده است که هر آئینه خدا برتر شناخته نشود مگر بدلالت زیرا که علم حادث احاطه او تعالی نکند پس معارضت افتاد
در آنچه گفته شد پس بر عارف لازم آمد تعقل حادث مخلوق که فنای او نیز دو شده است بسبب وجوب دلالت سوی معروف
که از او دیده است - ودر وجود مطلق انکشاف مرتبه حجاب است آن که از اسمای او وصفات او تعالی بقدرت او تعالی حادث شد انکشاف مرتبه حجاب
واین مرتبه وحجاب غیر مخلوق است - ومر این حجاب نسبت واضافت است سوی او تعالی سبحانه که در حدوث خود از وی
مجهول الکیف است یعنی کیفیت حدوث این حجاب مجهول است وآن را حادث مخلوق که ختام است مشتابه ماند مشتبه
شدن حادث مخلوق بحجاب. وبسبب تعذر صبر دو تمیز کرده شود پس سر قوسین آنکه نوشته شد در ذکر
که آن در معرفت نفس است برای معرفت خدای سبحانه مفهوم نمی شود

وبه ش ای وجود مطلق م انکشاف حقیقةٍ ش ای ماهیةٍ م الانسان الجامعةِ لحقیقتها ش ای علتها م تضمناً بوجوداتها والتزاماً بها ولانه ای ش حقیقة الانسانیة الجامعة لحقیقتها م فی حدها هی هی تعذراً فاعلم انما الوجود وصفٌ منطبقٌ بالعینیة بما قام به وهو موصوفٌ مضافٌ الیه فهو اما خاصٌ ش ای مانع الغیر کوجود زیدٍ م فلا کلام فیه واما عامٌ ش ای لا یمنع الغیر کوجود زیدٍ وعمروٍ م فمشترکٌ فمتحدٌ مجازیٌ فی الوصف ومتغایرٌ حقیقیٌ فی الماهیةِ لا عکسَ ش ای متحدٌ حقیقیٌ فی الوصفِ ومتغایرٌ مجازیٌ فی الماهیةِ م اذ الاتحادُ الحقیقیُ ممتنعٌ ش کما ذکر فی کیفیةِ الاصول الخ وفی ذکر کیفیةِ الاشتراکِ م والوصفُ قائمٌ بالموصوفِ المتقدم رتبةً وهو محققُ العموم بتغایرهِ الحقیقیِ ش اعلم انما اذا کان وصفٌ عاماً لزم له تغایرُ ماهیاتِ التی قام بها الوصفُ حقیقتاً اذ هو محققُ العموم الذی فی الوصفِ واذا کانت ماهیةٌ عامةً لزم لها تغایر اوصاف التی قامت بالماهیةِ حقیقتاً

ترجمه ودر وجود مطلق انکشاف حقیقت یعنی انکشاف ماهیت انسانیت جامعه است بسبب حقیقتِ او یعنی علت بودن او از روی تضمن بموجودات آن علت وحقیقت واز روی التزام بموجودات ـ واین حقیقت انسانیه جامعه بنا بر علت او در حد خود همی همی یعنی چنانکه با ید دانسته نمیشود از روی تعذر ـ پس بدانکه جز این نیست که وجود وصفی است منطبق بعینیت با چیزیکه او بدو قائم است واو موصوفست مضاف الیه که سوی او نسبت کرده شده ـ پس او یا خاص است یعنی غیر را مانع چون وجود زید پس در و کلامی نیست ـ و یا عام است یعنی غیر را مانع نمی شود چون وجود زید و عمرو پس این وجود مشترک است که در وصف متحد مجازی و در ماهیت متغایر حقیقی نه عکس یعنی در وصف متحد حقیقی و در ماهیت متغایر مجازی از آنکه اتحاد حقیقی ممتنع است چنانچه در ذکر کیفیت اصول الخ در اصل ذکر کیفیت اشتراک مذکور آمده ـ واز آنکه وصف قائم است بموصوف متقدم که از روی رتبه است ـ حال آنکه او یعنی موصوف محقق عموم است بتغایر حقیقی خود ـ نه عکس یعنی این نیست که موصوف قائم است بوصف متقدم از روی رتبه از آنکه این محال است ـ بدانکه جز این نیست که چون وصف عام باشد او را تغایر ماهیاتی که بدو این وصف حقیقتاً قائم شده است لازم شود از آنکه تغایر محقق است عموم را آنکه در وصف است وهرگاه که ماهیت عام باشد او را تغایر اوصافیکه بماهیت حقیقتاً قائم شده است لازم شود

انکشاف ماهیت بنا بر علت

بیان وجود خاص وعام

بیان الحقیقة الجامعة

اذ هو محقق العموم الذى فى الماهية م لاعكس ش اى الموصوف
تاخر بالوصف المتقدم رتبة م اذ هذا محال فاعلم ان الوصف قد يكون
مصدرا بانتزاع الاوصاف منه مع شئ اخر ش وان لم يكن مع شئ
اخر ولم ينتزع منه الاوصاف فلم يكن مصدرا ص والوصف لا يلاحظ بالانتزاع فمصدر
لا تصدق الا مع شئ اخر فلا تصدق فى القدم اذ لا يثبت فى القدم شئ اخر الا
ش يصدق م الوصف ش فى القدم م فاعلم ان تماير الاطلاق بالتقييد
ش الباء للمقابلة م والتقييد بالاطلاق ش الباء للمقابلة م وهما
على ماهية واحدة فنفس التقييد عليها بقيام حقيقى من جهة اخرى لا
من جهة واحدة ش لانهما لا يتحققان من جهة واحدة لعلة التنافى
م فالاطلاق ثمّ زاد على ماهية اذ لا ينتزع من ماهية لكن بحكم مقابلة
التقييد والتقييد زائد على ماهية اذ ينتزع منها من جهة اخرى فالتقييد
شئ اخر منها ش وان لم يكن شئ اخر منها لا يحصل م فنشيئة بانتزاع
الذى فى المصدر وهو ممنوع فى القدم فبطلا ش الاطلاق والتقييد م فالله
سبحنه فى ذاته وصفاته تعالت وتقدست منزه عن الاطلاق والتقييد فى مرتبة القدم
واعلم ان الاطلاق والتقييد يميزان على ماهية واحدة بتقابلهما الا على ماهيتين لعدم التقابل

ترجمه از آنکه این تغایر محقق است عمومی را که در ماهیت است. پس بدانکه هر آئینه وصف گاهی مصدر میباشد بسبب انتزاع
اوصاف از وی مع چیزی دیگر. و اگر چیزی دیگر نباشد پس اوصاف از وی انتزاع نیابد پس مصدر نشود. و وصف بانتزاع نگاه داشته
لحاظ نکرده شود پس مصدر بودن او صادق نیاید مگر با شئ دیگر. پس این مصدریت در قدم صادق نیاید از آنکه در قدم شئ دیگر
ثابت نمی شود دگر وصف در قدم صادق آید. پس بدانکه هر آئینه تغایر اطلاق بمقابله تقیید ثابت است و تغایر تقیید بمقابله
اطلاق حالانکه هر دو بر ماهیت واحده اند متحقق نباشند پس لام بر نسبت تأمل و فکر. پس اطلاق بر ماهیت زیادت نیست
از آنکه ماهیت منتزع نشود لیکن بمقابله تقیید حکم کرده شود. و تقیید زائد بر ماهیت است از آنکه از وی منتزع میباشد از
جهت دیگر پس تقیید از ماهیت چیزی دیگر است. و اگر تقیید از ماهیت چیزی دیگر نباشد تقیید حاصل نشود پس این
تقیید مثابه میشود با نتزاعی که او در مصدریت و او در قدم ممنوع است پس اطلاق و تقیید هر دو باطل آمدند. و خدای سبحانه در ذات و صفات
خود که برتر و پاک اند از اطلاق و تقیید در مرتبه قدم منزه است. و بدانکه هر آئینه اطلاق و تقیید متقابل هر دو بر ماهیت واحده متمیز گردند
[illegible]

بیان الاطلاق والتقیید والتنزل والتنزه … [illegible]

بیان اطلاق و تقیید و تنزه و صدور بر هیولی و باب قدم و حدوث او

اطلاق نیست زیادت بخلاف تقیید که زائد بر ماهیت است

خدای سبحانه از اطلاق و تقیید در ذات و صفات منزه است

والوصف مغایرٌ فی حدہ من ماهیۃٍ فی حدها فلا یصدق الاطلاقُ بالماهیۃ والتقییدُ بالوصف فلما کانا علی ماهیۃٍ واحدۃٍ فتغیرُ التقییدِ یلزم حدوث ماهیۃٍ یقوم بها وعدمه قدمها ش ای عدم تغیرِ التقییدِ یلزم قدمَ الماهیۃ م فحینئذٍ عدمُ الحدُوث او القدم او اجتماع النقیضین او وجودهما ش ای القدم والحدوث م علی حدهما فعلی ماهیتان والرابعُ ش ای وجودهما علی حدهما م حقٌّ اذ لا یتحقق غیرہٗ ش ای غیر الرابع هو القدمُ المحض و الحدوثُ المحض واجتماعُ النقیضینِ م واعلم انّ الجهۃ الاخریٰ کانت من الصفات الثبوتیۃ فثابتۃٌ فی القدم ش فلیست حادثۃً م وان کانت من الصفات السلبیۃ فمسلوبۃ فی القدم ش فلیست قدیمۃً م فکیف معلومۃٌ الّا منبئۃٌ علیها من حادثٍ فمعلومۃٌ فکیف الاطلاق قدمًا والتقییدُ حدوثًا وهما علی ماهیۃ واحدۃٍ ش فبطلا لعدم تحققهما علی ماهیۃٍ واحدۃٍ م وکالتقییدِ التنزلُ والصورۃُ علی الهیولیٰ کما تعارفه لجهلاءِ الحقائق لکن تقیدَ الذات باعتبار تقیید صفاتها هی لا غیرها وتنزل الذات باعتبار تنزلِ صفاتها هی لا عینها متعینان فی حدّهما قدمًا

ترجمہ و وصف مغایر است در حدِ خود از ماهیت در حدِ ماهیت پس صادق نشود اطلاق با ماهیت و تقیید بوصف - و هرگاه که هر دو بر ماهیت واحده باشند پس تغیر تقیید لازم بود حدوث ماهیت اگر بدو تقیید قائم باشد - و عدم تغیر تقیید لازم بود قدم ماهیت را پس در این حال عدم حدوث یا قدم یا اجتماع نقیضین یا وجود هر دو قدم و حدوث بر حد هر دو است پس بر دو ماهیت است - و این قسم چهارم در صور مذکوره یعنی وجود قدم و حدوث بر دو بر حد هر دو حق است از آنکه غیر او یعنی غیر این صورت چهارم که او قدم محض است و حدوث محض و اجتماع نقیضین این هر سه صورت متحقق و ثابت نمی شود - و بدانکه هر آئینه جهت دیگر اگر از صفات ثبوتیه باشد پس این ثابت است در قدم پس نیست حادث - و اگر صفات سلبیه باشد پس این در قدم مسلوب است پس نیست قدیم - پس این چگونه دانسته شد مگر آنکه بر وی از حادث آگهی داده شد پس دانسته شد - پس چگونه است اطلاق از روی قدم و تقیید از روی حدوث حالانکه هر دو بر ماهیت واحده آمده‌اند پس باطل شدند بسبب عدم تحقق هر دو بر ماهیت واحده - و مثل تقیید تنزل و صورت است بر هیولی چنانچه برای جهلای حقایق متعارف است شائع یعنی کلام روزمره ایشان است - لیکن تقیید ذات باعتبار تقیید صفات خود که این غیر او نیست - و تنزل ذات باعتبار تنزل صفات خود که این عین او نیست هر دو در حد خود از روی قدم متعین و مقرر اند

اطلاق و تقیید بر ماهیتی نیایند بلکه قدم و حدوث که هر دو درست آید

وتنزل الصفات هي لاعينها الى مرتبة الحجاب حدوثًا صحيح والصورة على الهيولى تصدق على مرتبة الحجاب مع اصله فلا التقييد والتنزل في ذات بحت ولا الى مرتبة سفلية التي تحت الامر كما هو تعارف جهلاء الحقائق فظن المتعصبون على الله ظن الجاهلية وسبحان الله عما يصفون نحو . واما الذين في قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاويله وما يعلم تاويله الا الله هو فيا ايها المستفهم افهم كلامنا على اصول نعصم مما يقدح في ايمان المحكمات فاعلم ان لو تعارضت المسئلتان فتساقطتا فما به الاعتقاد ولو تخالفتا فاعتقاد باحد منهما في تساويهما واجب لايهما ولا ترجيح للمختار فما يقال للاخرى وللمعتقد غيرها وجب او بقوي عن ضعيف منهما فيأول الضعيف بالقوي والقوة لتحقق وحدة الشهود محكمات منصوصات والضعف لتحقق وحدة الوجود التي بمتشابهات واردات والمتشابهات تأول بالمحكمات ولو ردت احدهما فرد ما من الشريعة

ترجمہ وتنزل صفات کہ او عین او نیست تا مرتبہ حجاب از روی حدوث درست صحیح است ۔ وصورت بر هیولی صادق آید بر مرتبہ حجاب مع اصل او ۔ پس نیست تقیید و تنزل در ذات بحت و نہ سوی مرتبہ سفلیہ آنکہ تحت امر است چنانچہ او تعارف جہلای حقایق است فَظَنَّ الْمُتَعَصِّبُونَ عَلَى اللّٰهِ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔ پس گمان کرد متعصبین یعنی یاری دہندگان و حمایت کنندگان بر صفای برترگمان جاہلیت و نادانی حالانکہ پاک است خدای برتر از آنچہ کہ ایشان وصف میکنند پس حق است این کلام پاک کہ در شروع سورۂ آل عمران چنانچہ میفرماید او تعالی وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ یعنی ولیکن آنانکہ در دلہای شان کجی است پس پیروی میکنند آن چیزرا کہ متشابہ شده است از او و بطلب فتنہ و بطلب تاویل او و نمیدانند تاویل او مگر خدای برتر پس ای مستفهم باندیش کلام ما بر اصولیکہ بازمانی از آن چیز کہ قادح دانش زننده باشد در ایمان محکمات ۔ پس بدانکہ هر آئینہ اگر دو مسئلہ باہم متعارض آیند پس هر دو باہم ساقط شوند پس چیست کہ بدو اعتقاد کرده شود ۔ و اگر هر دو باہم مخالف آیند پس اعتقاد بیکے از آن هر دو در صورت مساوی شدن هر دو واجب است نہ بهر دو و برای مختار ترجیح نیست پس برای دیگر چہ گفتہ شود ۔ و چہ گفتہ شود برای اعتقاد کننده غیر آنچہ کہ واجب شد ۔ یا اعتقاد واجب است بقوی از ضعیف از آن هر دو پس ضعیف بقوی تاویل کرده شود ۔ و قوت برای تحقق وحدت شہود است بمحکمات منصوصات قرآن مجید ۔ و ضعف ثابت است برای تحقق وحدت وجود آن کہ بمتشابہات واردات است ۔ و متشابہات بمحکمات تاویل کرده شوند و اگر رد کرده شود یکی هر دو پس رد کرده شود آنچہ از شریعت

بیان اعتقاد فی مسئلہ وحدت الوجود

او من الطريقة والطريقة فضلها فكيف تثبت أخريهما لانه ردّها بردّها وعكس هذا وثبوتها بثبوتها وعكس هذا فاعتقاد بما هو من علم الذى ظل من علم موجودات قديمة بقطع نظر عن غيرها اعتبارا من جهة لا يقدح فى ايمان بمحكمات وبما هو لا بد له من وجود مطلق على حكم المعذور لمن تعذر باستيلاء حاله لا المتعصب تعصبا فانه الحد وتزندق ومن ورائه ان الاختلاف فى المسئلتين فى كيفية ربط الحادث بالقديم بانه منتزع بقيامه الحقيقي به او بقيامه المجازي لا فى القديم كما هو باسمائه وصفاته الا بشئ كما فى الصفات فى كيف غيريتها وعينيتها بالذات واصل الايمان فى التوحيد بالقديم لا مع كيف الربط فلا نزاع فى اعتقاد التوحيد اجمالا وهو مقصود وان اخطا فى تفصيل الحق بطلت صحة صواب الاجمال، والاختلاف بانه هو بقيام حقيقي من متشابهات نظرية لصوفى صافى حقيقي فى عروج نظره الى موجودات قديمة فهو معذور وان شاء الله تعالى مغفور ومن تصنع وتعصب وتعقل الحد وتزندق بانكاره الحدوث وبقيامه المجازي بالقديم نعوذ بالله تعالى منه

ترجمه یا از طریقت است وطریقت فضل شریعت است پس چگونه خواهد شد دیگر آن هر دو از انکه هر آئینه شان نیست که رد او برد او است وعکس این - وثبوت او بر ثبوت او است وعکس این - پس اعتقاد بآنچه که او از علمی که ظل است از علم موجودات قدیمه بقطع نظر از غیر خود از روی اعتباری که از یکجهت است این اعتقاد در ایمان بمحکمات قادح نمیشود - واعتقاد بآنچه که او برای او ضروری است از وجود مطلق بر حکم معذور است برای کسیکه معذور آمد بسبب استیلای حال خود نه برای متعصب از روی تعصب پس هر آئینه او الحاد کرد و زندیق شده - واز ورای او هر آئینه اختلاف ثابت است درین دو مسئله که هر دو ثابت اند در کیفیت ربط حادث بقدیم بانطور که او منتزع بقیام حقیقی است بدو یا بقیام مجازی بدو نه اختلاف در قدیم است چنانچه او باسماء وصفات خود است مگر بچیزی چنانچه در صفات است در کیف غیریت او وعینیت او بذات - واصل ایمان در توحید بقدیم است نه مع کیفیت ربط پس در اعتقاد توحید از روی اجمال نزاعی نیست وهو مقصود است - واگر در تفصیل حق خطا کرد صحت صواب اجمال باطل شد - واختلاف باینکه او بقیام حقیقی است از متشابهات نظریه است برای صوفی صافی حقیقی در عروج نظر او بسوی موجودات قدیمه پس او معذور است وان شاء الله تعالی مغفور - وهر که تصنع وتعصب ورزید خود را اینچنین وانمود وکرد آورد بظاهر نه در اصل واعتقاد داشت باو او الحاد کرد وزندقه آورد یعنی از دین برگشت وبیدین شد بسبب انکار او حدوث را که بقیام مجازی خود است بقدیم نعوذ بالله تعالی منه یعنی پناه میخواهیم بخدای تعالی از وی

بیان آنکه اختلاف صوفیه در مسئله وجود وشهود در کیفیت ربط حادث بقدیم با منتزع حقیقی ومجازی از متشابهات نظریه است که معذور اند نه در قدیم باسماء وصفات او مگر بچیزی هیچ کیفیت صفات در عین وغیر بذات پس در اصل ایمان اجمالی توحید که بغیر کیفیت ربط است نزاعی نیست ولیکن از خطا در تفصیل بطلان صحت صواب اجمال است ۱۲

وتحقق الدعوی بقیامه المجازی بالقدیم بوجود المسلوبات فیه **ش** کما
فی تنبیه الذی فی ذکر کیفیة سلوك الذی فی معرفة النفس لمعرفة الله سبحنه
م فایاك وخطوات المتعصّبین والکافر من **ش** متعلق ثابت تشیر الی انتزاع
وتبعیض **م** ظل مسلوبات مبنیة علیها من موجودات حادثة تضمنًا **ش** تمییز
من مصدر خبر محذوف ای ثابت متعلق به من ظل **م** بها ملتزمًا **ش** حال
الکافر الی تضمنًا **م** عن موجودات قدیمة بقیامه المجازی عنها فالوجود مشترك
بها اسما وهی منشائه فتابعیته وملبوع له وعابدیته ومعبود له من هذه **ش**
المسلوبات **م** فالخذلان **ش** الذی مصطلح الشرع الشریف **م** ثابت
ش بخذلان الکافر عن تضمن موجودات قدیمة **م** والخذلان یتعلق
بالفعل والمخذول مفعول متعاقب لا متقدم **ش** اذ هو غیر معقول **م** ولا
متاخر **ش** اذ هو متباعد ممنوع **م** ولا معه **ش** اذ هو فی ثابتین و
احتیاج بینهما فانی لا اظن ان یراد معه بمعنی متعاقب

ترجمه وایں دعوی که حادث با قدیم بقیام مجازی خود است ثابت و متحقق میشود بوجود مسلوبات که در اوست چنانچه در تنبیه آمده که آں در ذکر کیفیة سلوک که آں در معرفت نفس برای معرفت خدای سبحانه است مذکور است پس نگهدار خود را خاص و قدمهای متعصبین را با خود. و کافر از ظل مسلوبات بطور تضمن بر وثلیت است یعنی انتزاعش از بلکه مسلوبات بطور تضمن بمسلوبات واقع آمده که از موجودات حادثه بر مسلوبات الٰهی داده می شود حالانکه این کافر موصوف ملتزم است بواسطهٔ وجود حادث از موجودات قدیمه لقیام مجازی خود از و یعنی از موجودات قدیمه پس این وجود کافر مشترک است در وجود بموجودات قدیمه از روی اسم و این مسلوبات منشاء اوست یعنی وجود کافر از مسلوبات که جای نشو اوست منتزع آمده وجود یافته است پس مسلوبات منشاء او است و بموجودات قدیمه در وجود بطور اسم مشترک است باطلاق اسم وجود نه در حقیقت. پس تابع شدن کافر و متبوع برای او و عابد شدن او و معبود برائے او ازین مسلوبات است. پس خذلان یعنی گذاشتن آنکه در شرع شریف اصطلاح آمده ثابت است بخذلان کافر از تضمن موجودات قدیمه و پیوستن بمسلوبات. متعلق بفعل باشد. و مخذول یعنی گذاشته شده مفعول متاقب است نه متقدم از آنکه او غیر معقول است و نه متاخر از آنکه او متباعد ممنوع و نه مع او از آنکه او در ثابتین است و احتیاجی در میان این هر دو نیست. پس هر آئینه من گمان نمیکنم که مع او یعنی با او بمعنی متعاقب مراد است یعنی ...

بیان الکافر عابد بر مسلوبات و معبود را الخذلان

بیان کافر و عابد بر مسلوبات و معبود

وجود کافر

خذلان

م فقد احتجب من الموجودات لتضمنه بالمسلوبات قال سبحانه كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ فما ش يقصد به التعميم م وصل وصل الى اصله تضمنه لقوته بالتضمن على الالتزام فان تغير فقد حق قوله تعالى يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ○ فهو يصل الى اصله فقد حق قوله صلعم كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ اِلٰى اَصْلِهٖ وقد حق قوله صلعم كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ وقد حق قوله صلعم من عرف نفسه ش من حيث حدوثها وظليتها من ذے ظل باضافة تحليلية فى نفسه م فقد عرف ربه ش من حيث قدمه باضافة مغايرت بين رب ومربوبه م فاقرب للموجود ربه فما ش من الموجود م علم ربه قبله ش من جهة عدمه السابق م و معه وقريبه ومحيطه ش من جهة وجوده م و بعده ش

ترجمہ پس تحقیق کافر از موجودات محجوب شد بسبب تضمن او بمساوبات فرمود سبحانہ در سورہ تطفیف رکوع اول پارہ عم كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ○ یعنی نہ اینچنین است ای تحقیق ہمیں ہست کہ ہر آئینہ ایشاں از پروردگار خود دراں روز البتہ محجوب شوند۔ پس ہر انچہ کہ (مقصود بدو تعمیم است) پیوست پیوست سوی اصل خود کہ متضمن شد او را بنا بر قوت خود بسبب تضمن کہ بر التزام است از آنکہ رابطہ تضمن بر رابطہ التزام قوی است و اگر متغیر شد پس تحقیق محقق آمد قول او تعالیٰ کہ در سورۂ رعد رکوع ششم است يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ○ یعنی محو کند خدائے برتر انچہ می خواہد و ثابت میکند و نزد او ست اصل کتاب۔ پس او می پیوندد سوی اصل خود۔ پس تحقیق حق آمد قول او صلعم كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ اِلٰى اَصْلِهٖ یعنی ہر چیز سوی اصل خود باز گردد۔ و تحقیق آمد قول او صلعم كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ یعنی ہر آسان کردہ شدہ انچیز راست کہ برائے او پیدا شد۔ و تحقیق حق آمد قول او صلعم مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ یعنی ہر کہ شناخت نفس خود را از حیثیت حدوث و ظلیت نفس از ذی ظل باضافت تحلیلیہ کہ در لفظ نَفْسَهٗ واقع است بمعنی نفس خود پس او شناخت پروردگار خود را از حیثیت قدم او باضافت مغایرت کہ در لفظ رَبَّهٗ واقع است یعنی درمیان رب و مربوب او۔ پس اقرب برائے موجود رب اوست پس انچہ از موجود دانستہ شد رب آں موجود کہ قبل موجود است از جہت عدم آں موجود کہ آں عدم سابق اوست۔ و دانستہ شد کہ رب آں موجود با موجود است و قریب موجود و محیط موجود و ایں از جہت وجود موجود است و دانستہ شد کہ رب آں موجود بعد موجود است ٭

بیان حجاب کافر از موجودات بنا بر وصل در رجوع با صل خود ٭

من جهة عدمه للاحق هر بربطه دائر بربه معًا توسعًا واختصاصًا ش اي توسع العلم بجميع القبلية والمعية والقربة والاحاطة والبعدية معًا واختصاصه باحدى منهن او توسع الرب بالقبلية والمعية والقربة والاحاطة والبعدية معًا واختصاصه باحدى منهن هر فلا يجمع القبلية بالمعية والبعدية ش للمنافات هر الا المعية بالقربة والاحاطة ش لعدم المنافات هر فعلم غيره بعلمه ش اي الرب هر حتى لا يعلم غيره لغيره والقصد يتبع العلم فالايمان والكفر والشرك متفرع من العبادة فالايمان المشروع برب الذي من موجودات قديمة والكفر المشروع بانكاره حجة على حقيقتهما والشرك متضمن بكفر فقد حق قوله تعالى فمن كان يرجو لقاء ربه فليعمل عملا صالحا ولا يشرك بعبادة ربه احدا فالمعنى ان الرب خاص لافراد من والعمل الصالح ما هو يصلح للرب ونسيان منهما لا يزيلهما ش لان النسيان بعد تحقق العلم لا يزيله هر بل في الحال كامر تقديري فاذا مؤبد

ترجمه از جهت عدمیکه لاحق موجود است بسبب ربطیکه دائر است برب او معًا بطور توسع واختصاص یعنی از روی توسع علمیکه بجمیع اینها است از قبلیت ومعیت وقربت واحاطت وبعدیت معًا - واز روی اختصاص علم بیکی یا از روی توسع رب به قبلیت ومعیت وقربت واحاطت وبعدیت معًا - ویا از اختصاص رب بیکی از اینها پس قبلیت با معیت وبعدیت بسبب منافات گرد نباید مگر معیت با قربت واحاطت بسبب عدم منافات گرد شود - پس علم غیر رب بسبب علم رب است تا آنکه غیر رب دانسته نه شود بسبب غیر رب - وقصد علم را تابع باشد - پس ایمان وکفر وشرک متفرع از عبادات است - پس ایمان مشروع که برب است که آن از موجودات قدیمه است حجت است بر حقیقت او وکفر مشروع که بانکار رب است حجت است بر حقیقت او پس ایمان وکفر مشروع هر دو حجت است بر حقیقت هر دو - وشرک متضمن بکفر است پس تحقیق حق آمد قول او تعالی که در آخر سوره کهف است من کان یرجو لقاء ربه فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادة ربه احدا یعنی پس هر که اینچنین است که لقای رب خود را آرزومندی شود پس باید که کار کند عمل نیک وشریک نه کند بعبادت رب خود کسی را - پس باین معنی هر آئینه رب خاص آمد برای افراد من که هر کس است - وعمل صالح آن چیز است که او برای رب صلاحیت دارد - ونسیان از ایمان وکفر هر دو زائل نمیکند هر دو را از آنکه نسیان بعد تحقیق علم است که او تحقق را زائل نمیکند بلکه در یحال همچو امر تقدیری است پس دران وقت مؤبد است یعنی ایمان وکفر دران وقت همچو امر تقدیری دائم است وهمیشگی داشته +

بیان ان الایمان والکفر والشرک تتفرع من العبادات فالایمان المشروع والکفر المشروع حجة علی حقیقتهما وتفسیر الآیة بالمعنی من کان یرجوا لقاء ربه ونسیان من الکفر والایمان لا یزیلهما -

بیان آنکه ایمان وکفر وشرک متفرع از عبادات است وایمان وکفر مشروع حجت است بر حقیقت هر دو است - وتفسیر کریمه من کان یرجوا لقاء ربه وآنکه نسیان ایمان وکفر را زائل نمیکند

ومنشاء فی موجوداتٍ حادثۃٍ ھو حادثٌ اولٌ فیھا منشاءُ انتزاعٍ لغیرہٖ کلّہ

تضمنًا والتزامًا منہ فقد حقّ قولہ تعالٰی قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اعلم انّ مقصودَ الیاءِ

المضافۃِ الیھا محمدٌ رسولُ اللّٰہ تعالٰی صلعم بدلالۃِ الاضافۃ فی رحمۃِ اللّٰہِ

وان لم یکن کذا فیجب اضافۃُ الرحمۃِ الی یاءٍ توافقًا للاولٰی کقولہ تعالٰی یا عبادِ

فاتقونِ ہ وقل لعبادیَ الّذین اٰمنوا یقیموا الصلوٰۃ وینفقوا ممّا رزقناھم الاٰیۃ

واعلم ان ربطَ خلقٍ بین خالقٍ ومخلوقٍ لا یقتضی وجھًا من عبودیۃٍ ھی متابعۃٌ

بل الربطُ محققھا فالبتۃ وجہ عبودیۃٍ ھی متابعۃ ربطٍ ظلیۃٍ بین ظلٍّ وذی

ظلٍّ ومحققھا ربطُ خلقٍ فان لم یکن فالظلُّ معدومٌ وغیرُ محکومٍ فانظر ان نورَ محمدٍ

صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم من نور اللّٰہ تعالٰی وغیرہ صلعم من نورہٖ صلعم

فعلی بناءِ ربطِ ظلیۃٍ محمدٌ صلعم عبدُ اللّٰہ تعالٰی وغیرہ صلعم عبدُ اللّٰہ تعالٰی وایضًا عبدُ

محمدٍ صلعم واللّٰہ تعالٰی اعلم بالصواب

ترجمہ منشائی کہ در موجوداتِ حادثہ ہست وحادث اول ہست در موجودات حادثہ کہ اول منشاء انتزاع ہست برائے غیر حادث تمام اورا

از روی تضمن والتزام از حادث پس تحقیق حق آمد قول او تعالٰی در سورۂ زمر رکوع ششم قل یا عبادیَ الّذین اسرفوا علی انفسھم لا

تقنطوا من رحمۃ اللّٰہ ان اللّٰہ یغفر الذنوب جمیعا ہ یعنی بگوای حبیب من کای بندگانِ من آنانکہ اسراف در نفسہای

کردند بر نفسہای خود نومید مشوید از رحمت خدا ہر آئینہ خدا ببخشد گناہان را تمامہ ۔ بدانکہ ہر آئینہ مقصود یای کہ مضاف الیہ عباد ہست محمد

رسولِ خدا تعالٰی ست بدلالت اضافت کہ در رحمۃ اللّٰہ است یعنی رحمتِ خدا است ۔ واگر ہمچنین نباشد پس اضافتِ رحمت سوئے یا واجب شود

بنا بر توافق برای اولی ہمچو قولِ او تعالٰی در سورۂ زمر رکوع دوم یا عبادِ فاتقونِ ہ یعنی ای بندگانِ من پس بترسید مرا ۔ پس اینجا ہر دو

یای ضمیر را مرجع یکی ہست واجب بحق بنا بر توافق ۔ وہمچو قولِ او تعالٰی در سورۂ ابراہیم رکوع پنجم قل یا عبادیَ الّذین اٰمنوا یقیموا

الصلوٰۃ وینفقوا مما رزقناھم الاٰیۃ یعنی بگوای حبیبِ من برائی بندگانِ من آنانرا کہ ایمان آوردند بر پا دارند نماز را وخرچ کنند

از آنچہ کہ بایشان روزی دادیم شان را الخ ۔ ودر ینجا ہم مرجع ضمیر واحد متکلم وجمع متکلم ہر دو یکی واجب شود بنا بر توافق ۔ وبدانکہ ہر آئینہ ربطِ خلق کہ درمیان خالق ومخلوق ہست

نمیخواہد وجہی را از عبودیت ہست کہ متابعت ہست بلکہ این ربط محقق عبودیت ہست ۔ والبتہ وجہ عبودیت کہ او متابعت ہست ربطِ ظلیت ہست درمیانِ ظل وذی ظل و

محقق عبودیت ربطِ خلقی ست ۔ واگر ربطِ خلق نباشد پس این ظل معدوم ہست پس غیر محکوم است ۔ پس ببین کہ نورِ محمد صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم از نورِ خدا تعالٰی ہست وغیر

صلعم از نورِ او صلعم ۔ پس بر بنائے ربطِ ظلیت محمد صلعم بندۂ خدا تعالٰی ہست وغیر او صلعم بندۂ خدا تعالٰی ہست ونیز بندۂ محمد صلعم واللّٰہ تعالٰی اعلم بالصواب

فالعباد عامٌ من التضمن والالتزام في الخلق مطلقاً ثم تخصيصٌ بالذين اسرفوا
على انفسهم انساناً كما قال سبحانه ان الانسان لفي خسرٍ ثم بلا تقنطوا من رحمة الله
مؤمناً كما قال سبحانه يُعذّبُ من يشاءُ و يغفر لمن يشاءُ ثم بان الله يغفر الذنوب
جميعاً ولياً قال سبحانه الا ان اولياءَ الله لاخوفٌ عليهم ولا هم يحزنون ٥ فالحكم
على تفاوت التخصيص مع تفاوت التضمن والالتزام فرفع تعارضُ يغفر
الذنوب جميعاً بمقابلة ما من وجهٍ في اسراف الذى لا يغفر **ش** هو شركٌ
وكفرٌ **ه** وخلافه **ش** عطفٌ على تعارض والضميرُ الى يغفر الذنوب جميعاً
ه بمقابلة ما من وجهٍ في اسراف الذى يغفر اَوْ لا على مشيئة تعالى **ش** هو
ذنبٌ مع وجود الايمان **ه** فالمؤيد بهما **ش** الضمير الى مالا يغفر والى ما يغفر
اولا على مشيئة تعالى **ه** قوله تعالى اِنَّ الله لا يغفرُ ان يُشرك به و يغفرُ ما
دون ذلك لمن يشاءُ ع

ترجمه - پس ایں عباد که در آیه مذکور قل یا عبادِ الخ آمده عام است از تضمن و التزام در خلق از روی مطلق - باز تخصیص
به الذین اسرفوا علی انفسهم از روی انسان است چنانچه فرمود سبحانه در سوره عصر پاره عم اِنَّ الانسان لفی خسرٍ
یعنی هر آئینه انسان البته در نقصان است - باز تخصیص بر عباد به لا تقنطوا من رحمة الله از روی مومن است چنانچه
فرمود سبحانه یُعذّبُ من یشاءُ و یغفر لمن یشاءُ در سوره مائده رکوع ششم یعنی عذاب میکند هر کرا میخواهد و بخشد برای
هر کسیکه میخواهد - باز تخصیص به اِنَّ الله یغفر الذنوب جمیعاً از روی ولی است که گفت سبحانه در سوره یونس رکوع ششم
اَلَا اِنَّ اولیاءَ الله لا خوفٌ علیهم و لا هم یحزنون ٥ یعنی آگاه باشید که هر آئینه اولیاء خدا اند که ترس نیست
بر ایشان و نه ایشان غم خواهند کرد - پس ایں حکم بر تفاوت تخصیص است مع تفاوت تضمن و التزام - پس برداشت تعارض
یغفر الذنوب جمیعاً که بمقابله ما من وجهٍ است در اسراف آں که لا یغفر است که او شرک و کفر است یعنی بسبب عموم
مغفرت ذنوب که در یغفر الذنوب جمیعاً است بمقابله عدم مغفرت کفر و شرک که از لا یغفر است در تفسیر اسراف
بسبب عموم انسان که بالا مذکور آمده دریں آیت مذکوره تعارض پیدا می شد - آں تعارض بمقابله آنچیزی که از یک وجه
اسراف است برداشت - و برداشت خلاف یغفر الذنوب جمیعاً بمقابله آنچه که من وجهٍ در اسراف است که آں که یغفر او لا یغفر
علی مشیئة تعالی است یعنی بخشد یا نه بخشد بر مشیت او تعالی است که آں ذنب است مع وجود ایمان - پس موید هر دو یعنی آنچه که لا یغفر
و آنچه که یغفر یا لا علی مشیئة تعالی قول او تعالی است در سوره نساء رکوع هفتم اِنَّ الله لا یغفرُ ان یُشرک به و یغفرُ ما
دون ذلك لمن یشاءُ یعنی هر آئینه خدا بر تر نمی بخشند آنکه با او شرک کرده شود و خواهد بخشید آنچه سوای این است هر که را که میخواهد -

ای من غیر توبۃٍ والّا یغفر بہما الشرک وغیرہ و جوابُ السائلِ ھل یغفر اللہ
قتل سید الشہداء حمزۃ رض بالایمان متضمنٌ فی تخصیص بلا تقنطوا
من رحمۃ اللہ ویمکن ان یقال فی جواب السائل یغفر بمعنی اسم صفۃ ش
ای غافر ھم وجمیعًا تمییزٌ من الذنوب لا تاکید ای ان اللہ تعالیٰ غافرُ
الذنوبِ من کلِ صنفٍ علی قرینۃِ السوالِ دون الشرک والکفر ومنشاءُ فی
مسلوباتٍ ھو حادثٌ اولٌ فیہا منشاءُ انتزاعٍ لغیرہٖ کلہ تضمنا ولا بد من
اولٍ فی کلِ واحدٍ من المراکز ولا یعجبک قولی اذ لا بد للخلق من اولٍ ان
یکون من موجوداتٍ او مسلوباتٍ فان کان المخلوق کلہ اوّلًا دفعۃً ولیس
تقدمٌ وتاخرٌ فی معیّنٍ فکان التشبہ من الصانع لکلِ واحدٍ من اولٍ فلزم
ان یساوی کلُّ مصنوعٍ فی کلِ وصفٍ وکان وجودُ مسلوباتٍ فیہم فی خارجٍ
ممنوعًا لعدمِ منشاءِ شبہۃٍ فی صانعہٖ وھو خلافُ بداھۃٍ او کان ثبوتُ متقدمٍ
لشبہ للمسلوباتِ فی الصانع وھو خلافُ حقیقۃٍ فاعلم ان الصانع یحتاج فی انتزاع
ای الاول والثانی
ثانٍ الی اولٍ انتزاعًا وارادتہ وعلمہ بہما معًا

ترجمہ یعنی آنکہ بجز شرک از غیر توبہ است بہ بخشد خواہ نہ بخشد ورنہ بتوبہ شرک وغیرہ ہم بخشیدہ شود۔ وجواب این سائل کہ آیا
خدا قتل سید الشہداء حضرت حمزۃ رض را خواہد بخشید بایمان متضمن است در تخصیص بہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ وممکن باشد کہ
گفتہ شود در جواب سائل کہ یغفر در آیۃ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا بمعنی اسم صفت یعنی غافر است
وجمیعًا تمییز است از ذنوب نہ تاکید۔ پس مضمون عبارت از آیت مذکور چنین آید کہ انّ اللہ تعالیٰ غافر الذنو
من کلِ صنفٍ علی قرینۃِ السوالِ دون الشرک والکفر ہر آئینہ خدا بخشندہ گناہان است از ہر قسم بقرینہ
سوال نہ شرک وکفر۔ ومنشا کہ در مسلوبات ہست او حادثِ اول است در و کہ منشا انتزاع است برای غیر خود تمامہ
او را از روی تضمن۔ وچارہ نیست از اول در ہر واحد از مراکز۔ ونہ ترا قولِ من در عجب بیفگند از آنکہ برای خلق از اول چارہ
نیست اگرچہ آن اول از موجودات باشد یا از مسلوبات + پس اگر این مخلوق تمامہ دفعتًا اول است ونیست تقدم وتاخر در
معین پس تشبہ از صانع برای ہر واحد از اول ہست پس لازم شد کہ ہر مصنوع در ہر وصف مساوی باشد ووجودِ مسلوبات در اینہا در خارج
ممنوع شود بسبب عدم منشا تشبہ او در صانع او۔ واو خلاف بداہت است۔ یا مسلوبات را برای تشبہ ثبوت متقدم در صانع باشد
واو خلاف حقیقت است پس بدان آنکہ ہر آئینہ صانع البتہ محتاج شود در انتزاع ثانی سوی اول بطور انتزاع در ارادت وعلم صانع باول وثانی ہر دو معًا است +

بیان منشا در مسلوبات ہو حادث اول فیہا منشا
انتزاع لغیرہ کلہ تضمنا +

ولا بد من اول فی کل
واحد من المراکز و
الاول الذی فی
موجودات حادثۃ
ہو محمد صلعم +

۱۹ بیان منشا در مسلوبات ہست او حادث اول است در و کہ منشا انتزاع است
برای غیر خود تمامہ او را از روی تضمن +

۲۰ بیان آنکہ از اول در ہر
از مراکز چارہ نیست
اول کہ در موجودات
است او محمد است صلعم

فتاخر رتبی لغیر اول فی ارادته وعلمه فی الوجه ش ای وجه احتیاج
الانتزاع ه لا زمانی وان لم فکیف ش ای ان لم یکن الاحتیاج الی اول
لثان فثان بذاته اول فکل واحد اول وهذا ابطال الاول خلاف عقل و
بداهة فکیف یمکن ه ابطال اول واحد وهو ظل من اول واحد قدیم
وانتزاع ش ای من جهة الاتحاد ه ثان ش یوجد ه باول حادث
لا من اول قدیم لان المسلوبات بمقابلة قدیم عدم مطلق وبمقابلة اول حادث
منبئة علیها منه ش من جهة التغائر ه ثم ممکنة فی محلها ش ای فی
محل امکانها ه فتمیز بانباتها ش المصدر مجهول والضمیر الی مسلوبات ه
منه فی علم واجب معًا فاعلم ان اول الذی فی موجودات حادثة هو محمد صلعم
رسولنا من الله الرحمن الرحیم ونعتصم فی معرفة الرسول بحسناته الذاتیة
ش ای ما هو لیس بعرض ه بالاصالة ش ای لیست بتبع ه فحینئذ ضدها
مسلوب عنه فهو دلیل منطبق فی حد مرکزیة علی حقیقة الرسالة هی منشاء تعینه
فی القدیم بوجوداته علی موجودات القدیم وبمسلوباته علی مسلوبات القدیم

ترجمه پس برای غیر اول در ارادت و علم او در وجه احتیاج انتزاع تاخر رتبی باشد نه زمانی - و اگر نیست پس چگونه است یعنی اگر احتیاج نباشد سوی اول برای ثانی پس ثانی بذاته اول است پس هر واحد اول است - و این ابطال اول است که خلاف عقل و بداهت است پس چگونه ممکن باشد ابطال اول واحد حالانکه او ظل است از اول واحد قدیم - و انتزاع ثانی که از جهت اتحاد است یافته شود باول حادث نه از اول قدیم یافته شود ازانکه هر آیینه مسلوبات بمقابلهٔ قدیم عدم مطلق است و بمقابلهٔ اول حادث از حادث برآنها آگهی داده شود از جهت تغایر - باز ممکن در محل امکان خود است - پس تمیز آگهی داده شدن مسلوبات است از اول حادث در علم واجب معًا - پس بدانکه هر آیینه اولیکه در موجودات حادث است او محمد است صلعم رسول ما از خدای رحمن رحیم - پس چنگ میزنیم بمعرفت رسول بحسنات ذاتیه او یعنی آنکه او عرض نیستند که آن حسنات باصالت اند یعنی به تبع نیستند - پس درین هنگام ضد حسنات از رسول مسلوب اند - و این رسول دلیل است که منطبق است در حد مرکزیت خود بر حقیقت رسالت که آن حقیقت منشار تعین رسول است در قدیم بموجوداتش رسول بر موجودات قدیم و بمسلوبات رسول بر مسلوبات قدیم +

بیان تعتصم فی معرفة الرسول بحسنات الذاتیة ولوازمه صلعم
وظهوره صلعم فی عالم الشهود فی الآخر علی ترتیب عزیزی
من آدم علیه السلام الی محمد صلعم +

بیان آنکه چنگ میزنیم بمعرفت رسول بحسنات ذاتیه و لوازم او صلعم
و ظهور او صلعم در عالم شهود در آخر بر ترتیب عزیزی از آدم علیه السلام
تا محمد صلعم +

فهو على دعويه لا اله الا الله انى رسول الله دليل بنفسه النفيسة سق
خبر مع المتعلق المقدم والمؤخر هـ وليس للمكذب الا الجهل ختم كلامنا
وفرضًا ان يأت المكذب على ما ادعا بدليل فنقول لا بد للخلق من
مصداق اول فمن سق اى من هو اول هـ فلا دليل بيده حقًا ويكذب
بما كذب حتى لا يبقى الا دعوى الاول فقوله صلعم اول ما خلق الله نوري
وظهوره صلعم فى عالم الشهود فى الاخر على ترتيب ضروري من ادم عليه السلام
ومنشاء تعينه تعين الفعل هو موثر لاثار حادثة الى محمد صلعم ومنشاء
تعينه تعين الذات دليل على الترتيب الضروري وجودًا منه صلعم الى ادم
عليه السلام فيمنع نظيره مطلقًا اى خارجًا فظاهر وذهنًا لان كل ما هو ذهني
يحصل من مصداق خارجي وفى الخارج ممتنعة فكيف فى الذهن فحقق كقوله
تعالى ليس كمثله شئ الاية اعلم انما فصاحة القران المجيد اعجاز فثابتة
وزيادة الكاف تمنعها فباطلة كما هو المشهور ش اى فصاحة القران المجيد
اعجاز وزيادة الكاف والزيادة تمنع الفصاحة هـ فان تدبرت فى الاية

ترجمہ و این رسول بر دعوی خود لا اله الا الله انی رسول الله دلیل است بنفس نفیسہ خود۔ و نیست برای مکذب مگر
جہل پس تمام شد کلام ما۔ و بالفرض اگر مکذب براچہ کہ دعوی کرد دلیلی بیارد پس بگوییم کہ برای خلق از مصداق اول چارہ
نیست پس کیست کہ او ہست اول۔ و دلیلی نیست از روی حق بدست او۔ و تکذیب کردہ و دروغ داشتہ شود بانچہ کہ تکذیب کرد
و دروغ داشت تا آنکہ باقی نماند مگر دعوی اول پس قول او صلعم اول ما خلق الله نوری یعنی اول چیزی کہ آفریدہ خدای تعالی
نور من است۔ و ظہور او صلعم در عالم شہود در آخر بر ترتیب ضروری از آدم علیہ السلام کہ منشار تعین او علیہ السلام تعین فعل است
کہ او موثر است برای آثار حادثہ تا محمد صلعم کہ منشار تعین او صلعم تعین ذات است۔ این قول و ظہور او صلعم دلیل است بر
ترتیب ضروری کہ از روی وجود است از او صلعم تا آدم علیہ السلام۔ پس منع کردہ شود نظیر او صلعم مطلقًا یعنی بطور خارج پس ظاہر است و ہم
از روی ذہن از آنکہ ہر چہ کہ او ذہنی است حاصل میشود از مصداق خارج و حال اینکہ در خارج منع نظیر او ست پس چگونہ در ذہن نظیر او باشد
پس تحقیق نما ہمچو قول او تعالی کہ در سورہ شوری رکوع دوم است لیس کمثله شئ الآیۃ یعنی نیست ہمچو مثل او چیزی الخ۔ بدانکہ
در این نیست کہ فصاحت قرآن مجید اعجاز است و این فصاحت ثابت است۔ و زیادت حرف کاف فصاحت ثابتہ را مانع میشود پس این زیادت باطل است
چنانچہ او مشہور است یعنی فصاحت قرآن مجید اعجاز است و زیادت حرف کاف و اینکہ زیادت مانع فصاحت شود۔ پس اگر تدبر در آیت سازی و فکر کنی

تفسیر الکریمہ لیس کمثلہ شیئ الآیۃ

۱۶

يظهر لك انما مثل ممثل وصفي والانطباق بمظهريته به سبحانه وهو محمد صلعم ممتنع
ذاتا هي تتخصص مانع فله سبحانه نفي اي مخصص له سبحانه اوفلزم لسبحانه
بالاولوية الا شي استثناء من ممتنع وصفا بدلالة لفظ المثل المضاف
على جامعيته بوصف المضاف اليه وشيء صنعه من موجودات قديمة واعلم
ان المعرفة والايمان والاخلاص والخلوص بالله تعالى تتوقف على محمد صلعم
لدلالة منه صلعم اليه سبحنه فهو سبحانه سميع بقول القائلين بصير
بحقيقة القلوب في التصديق والنفاق نعوذ بالله تعالى منه ونسئله التوفيق
وقيل ان يمكن ظهور الذات مكررا ثم وثم بعد فناء زعما فيمكن نظيره صلعم
نعم بل من ظهور الفعلية الى ظهور الذات على ترتيب ضروري لا من الذات
المجردة كما زعم لكنه ما اخبر به قران مجيد وخبر صادق ودينا بهما
فكلامنا معهما لا بزعم مجرد فلا دليل عليه فالتوقف على ما قيل احداث في
الدين على الزعم المجرد نعوذ بالله تعالى من شرور انفسنا ، ولا يجوز ظهور الانبياء
من مركز تعين الذات تحت الاول لعدم التعدد والتجزي في مرتبة الذات

ترجمه ترا ظاهر شود که جز این نیست که مثل مثل وصفی که از روی انطباق باشد بمظهریت خود باو سبحانه حالانکه او محمد صلعم
یعنی بمظهر بودن خود باو سبحانه در وصف منطبق آید پس مثل این مثل وصفی بطور انطباق از روی ذات ممتنع است که آن
ذات متخصص است مانع پس برای او سبحانه مخصوص است یا او سبحانه را لازم است این امتناع باولویت - مگر ممتنع نیست
از روی وصف بدلالت لفظ مثل که مضاف است بر جامعیت خود بوصف مضاف الیه و بدلالت شیء ممتنع مثل از
موجودات قدیمه - و بدانکه هر آئینه معرفت و ایمان و اخلاص و خلوص بخدا تعالی متوقف است بر محمد صلعم بنابر دلالت
پس او سبحانه شنونده است قول قائلین را و بیننده است حقیقت دلها را در تصدیق و نفاق نعوذ بالله تعالی منه
ونسئله التوفیق یعنی پناه میجوئیم بخدا تعالی از نفاق و میخواهیم از و توفیق - و گفته شد بطور زعم که ظهور ذات از روی
تکرار ثم و ثم یعنی باز و باز بعد فنا ممکن است پس نظیرش صلعم ممکن باشد - آری بلکه از ظهور فعلیه تا ظهور ذات است بر ترتیب ضروری
نه از ذات مجرده چنانچه گمان کرد لاکن شان نیست که قرآن مجید و خبر صادق باو خبر نداده - و دین ما با آن هر دو است پس کلام ما با
هر دو است نه بزعم مجرد پس نیست دلیلی برو - پس توقف بر آنچه که گفته شد احداث در دین است بر زعم مجرد و نعوذ بالله تعالی من
شرور انفسنا پناه میجوئیم بخدا تعالی از بدیهای نفسهای خویش - و جائز نباشد ظهور انبیا را از مرکز تعین
ذات تحت اول از آنکه تعدد و تجزی در مرتبه ذات معدوم است

بیان دلائل اخروی در نفی نظیره صلعم قبل
ان یمکن ظهور الذات مکررا الخ

بیان آنکه معرفت و ایمان و اخلاص و خلوص متوقف بآنحضرت صلعم و خدا سمیع و بصیر قول قائل بحقیقت دلها است در تصدیق و نفاق +

كما ظهر الانبياء من مركز تعين الصفات لوجود تعدد الصفات منشائهم وان يكن فظهور الانبياء من تعين الصفات على بناء استجماع المركز الاول الذاتي الصفات بعد ظهور النبي من مركز تعين الذات فتختلط المراكز ويبطل بناء الملل والترتيب الضروري واعلم ان الدلالات النظرية في البحث مضطربة على اختلاف النظر ولا يصل نظر كل ناظر الى حقيقة ثابتة فالاكتفاء بامتناع نص اولى كما قال الله تعالى ولكن رسول الله وخاتم النبيين ه نبوتا فرتبة بدلالة لفظ النبيين مستغرقا لا معهودا اذ لا تثبت النبوة بعده نقلا ولا عقلا مخالفا النقل والحقيقة المذكورة الا زعما مجردا محدثا في الدين فتثبت مستغرقا بالدليل وبجمع الكثرة وبوجه آخر اي ان كان معهودا فكان كلا فهو مستغرق او بعضا فلا دليل عليه صراحتا ومحلا واذ اخذ الله ميثاق النبيين لما اتيتكم من كتاب وحكمة ثم جاءكم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه نظم الآية الكريمة يقتضي خاتم النبوة ارفع الرتبة ش تفسيره في ذكر كيفية

ترجمه چنانچه انبیاء از مرکز تعین صفات ظاهر آمدند از آنکه منشاء صفات وجود تعدد صفات است۔ واگر ظهور انبیاء از تعین صفات برین بنا که استجماع مرکز اول ذاتی صفات را بعد ظهور این نبی باشد که مرکز تعین ذات است پس همه مرکزها مختلط و آمیخته شوند و بناء ملتها و ترتیب ضروری باطل شود۔ و بدانکه هر آیینه دلالتهای نظریه بنا بر اختلاف نظر درین بحث مضطرب آمدند و نظر هر ناظر سوی حقیقت ثابته واصل نمیشود و بمهر سد پس امتناع نصی اکتفا یعنی بسنده کردن اولی است چنانچه گفت خدای برتر در سوره احزاب رکوع پنجم ولكن رسول الله وخاتم النبيين ه یعنی ولیکن رسول خداست و ختم کننده انبیاء۔ و این ختم از روی نبوة است پس از روی رتبه بدلالت لفظ النبيين که بروی لام استغراق است نه معهود از آنکه نبوة بعد او ثابت نمی شود بطور نقل نه بطور عقل که مخالف نقل و حقیقت مذکوره شود مگر بطور زعم مجرد که محدث در دین است یعنی در دین چیز نو آورده شده و نو پیدا کرده شده است۔ پس بدین دلیل و بجمع کثرت لفظ نبی این لام استغراق ثابت می شود۔ و بوجه دیگر یعنی اگر لام معهود باشد پس یا بطور کل باشد و او مستغرق است یا بطور بعض پس بر او از روی صراحت و محل دلیلی نیست چنانچه فرمود او سبحانه در سوره آل عمران واذ اخذ الله ميثاق النبيين لما اتيتكم من كتاب وحكمة ثم جاءكم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه یعنی و هرگاه عهد گرفت خدای برتر از انبیاء بر آنچه که دادم شما را کتاب و حکمة باز عهد گرفت که شما را رسولی آید تصدیق کننده با آنچه که با شما است تا که بدو البته ایمان آورید و البته او را یاری کنید۔ پس نظم آیۀ کریمه میخواهد خاتم نبوة را که بلندترین رتبه است و تفسیرش

اخذ میثاق از انبیاء باثبات عظمة وفضل حضرة نبی الانبیاء بر غیرش علیهم الصلوة والسلام ۞ وکما عن جابر رضی الله تعالی عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین ولا فخر وانا اول شافع ومشفع ولا فخر رواه الدارمی وقال صلعم فضلت علی الانبیاء بست الی ان قال ختم بی النبیون رواه مسلم فی کتاب المساجد وفی المشکوة عن جبیر بن مطعم قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم الی ان یقول انا العاقب والعاقب الذی لیس بعده نبی متفق علیه وعن ثوبان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الی ان قال وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی فانه صلعم خاتم النبیین رتبة وزمانا علی اجماع اهل سنة وجماعة رضی الله تعالی عنهم وفا التفتازانی فی المقاصد قد دلت النصوص وانعقد الاجماع علی انه خاتم النبیین لا نبی بعده وانه افضل الانبیاء انتهی ولما علم ان نور محمد صلعم ما خذ انتزاع غیره تضمنا والتزاما منه بحصول شبه خلق غیره صلعم عن موجود انه صلعم او مساویا نه صلعم بقیام مجازی بموجوداته صلعم

ترجمه اخذ میثاق از انبیا نوشته شد مع اثبات عظمت وفضل حضرت نبی الانبیا بر غیرش بر ویرشان صلوة و سلام باد ـ وهمچنان از جابر رضی الله تعالی عنه است آنکه نبی صلی الله تعالی علیه وسلم فرمود منم قائد یعنی لشکر کش رسولان و هیچ فخر نیست یعنی برین رتبه فخری ندارم ومنم ختم کننده انبیا و هیچ فخر نیست ومنم اول شافع ومشفع یعنی شفاعت کننده وشفاعت کرده شده ومرا فخری نیست ـ این حدیث را دارمی روایت کرده ـ وفرمود صلعم فضیلت داده شدم بر انبیا بشش چیز تا آنکه فرمود ختم کرده شد بمن انبیا ـ این حدیث را مسلم در کتاب مساجد روایت نموده ـ ودر مشکوة است از جبیر بن مطعم که گفت شنیدم نبی صلی الله تعالی علیه وسلم را تا آنکه میفرمود منم عاقب وعاقب آنکه بعد او نبی نباشد ـ این حدیث متفق علیه است یعنی اصحاب صحاح بر وی اتفاق آورده در صحیحش ـ واز ثوبان است رضی الله تعالی عنه که گفت فرمود رسول خدا صلی الله علیه وسلم تا آنکه فرمود ومنم ختم کننده انبیا که بعد من نبی نیست ـ پس بر آئینه او صلعم خاتم انبیاء است از روی رتبه وزمانه بر اجماع اهل سنة وجماعة رضی الله تعالی عنهم گفت تفتازانی در مقاصد که تحقیق نصوص دال اند واجماع منعقد شده است بر اینکه او صلعم خاتم انبیاء است که بعد وی نیست و او صلعم افضل انبیا است انتهی ـ وهرگاه دانسته شد اینکه نور محمد صلعم ما خذ است انتزاع غیر او را صلعم از روی تضمن و التزام از جهت حصول شبه خلق غیر او صلعم را از موجودات او صلعم یا از مساویات او صلعم بقیام مجازی بموجودات او صلعم

فلزم احاطة المركز الخ

ومركزه فلزم احاطة المركز وقربته ومعيته لما فيه من الماخوذ مجهولة الكيف بالتنزه وهكذا كل واحد من الماخذ مركز لما فيه من الماخوذ فللاخذ تقدم رتبي وللماخذ تاخر رتبي في المعية والقربة والاحاطة بالماخوذ فكل واحدة منها ش اى من المعية والقربة والاحاطة هـ كانت حقيقة ونظرية وثبتت القربة بالنص القرانى انما وليكم الله ورسوله والذين امنوا الاية ومن يتول الله ورسوله والذين امنوا الاية ظنا على اختصاص الولاية بالمعانى ويحققها التزامها بالتولى ش كما ذكر تفسيره فى ذكر كيفية الرسالة والنبوة والولاية الخ هـ وليس علم غير الاخذ بالماخوذ ضروريا الا بما شاء الله تعالى لمن شرح صدره به ش اى بما شاء الله تعالى هـ فلما جاز علم الماخذ بالماخوذ فلا يمكن نفى علمه بكل ما منه بل هو الثابت ظنا والظن تابع الاذعان وان نفى ببعض ظنا فلا دليل عليه والى النهاية خلاف الثابت ش اى جواز علم الماخذ بالماخوذ وليس تقاطع وتداخل فى بسائط

ترجمہ: وایں نور شریف او صلعم مرکز غیر او است پس احاطت مرکز و قربت او و معیت او لازم آمد برای آنچہ کہ در وست از ماخوذ مجہولۃ الکیف بالتنزہ یعنی ایں احاطت و قربت وغیرہ بسبب تنزہ در کیف مجہول است ہمچنیں ہر یک از ماخذہا مرکز است برای آنچہ کہ در وی از ماخوذ ہست۔ پس برای آخذ تقدم رتبی ہست و برای ماخوذہا تاخر رتبی ہست در معیت و قربت و احاطت بماخوذ۔ پس ہر یک ازیں معیت و قربت و احاطت از روی حقیقی ہست و از روی نظری۔ و قربت ثابت ہست بنص قرآنی کہ در سورۂ مائدہ رکوع ہشتم آمدہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الآیہ و ایضا در سورۂ و رکوع مذکورہ ومن یتول اللہ ورسولہ والذین امنوا الآیہ از روی ظن بر اختصاص ولایت بسبب معانی ولایت و محقق میکند ایں معانی را التزام او بتولی۔ چنانچہ ذکر کردہ شد تفسیرش در ذکر کیفیت رسالت و نبوت و ولایت۔ و علم غیر آخذ بماخوذ ضروری نیست مگر بآنچہ کہ خواست خدای برتر برای کسی کہ شرح فرمود صدرش را باو یعنی بآنچہ کہ خدای برتر خواستہ است۔ پس ہرگاہ کہ علم یعنی دانستن ماخذ بماخوذ جائز آمد پس نفی علم او ممکن نباشد بتمام آنچہ کہ از وست بل او از روی ظن ثابت است و ظن تابع اذعان است۔ و اگر نفی کردہ شود بہ بعض از روی ظن پس دلیلی نیست بر او۔ و تا نہایت ایں خلاف ثابت است از اینکہ جواز علم ماخذ بماخوذ ثابت است۔ و تقاطع و تداخل نیست در بسائط۔

منزهة موسعة مشبهة الى ماشاء الله تعالى ش يتعلق بكل منها

من منزهة وموسعة ومشبهة هر وقد يفاض التشخص الزائد من

الماخذ فيستجمع فاعلم ان التوسع بتعدد المثال والجسم كما لبعض الاولياء كرامةً
من قدرته تعالى فللانبياء بالاولوية اعجازًا لا ينافي وحدة التشخص الزائد
فلا باس في قول الذي نسب الى ابن عباس رضي الله تعالى عنهما في تحت تفسير
الاية الكريمة الله الذي خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن الاية سبع
ارضين ش معنى مثلهن هر في كل ارض نبي كنبيكم وش كان هر
ادم كادمكم ونوح كنوحكم وابراهيم كابراهيمكم وعيسى كعيسكم كما رواه
الحاكم في مستدركه ورواه غيره بطريق مختلف وقال ابن عباس رض لو حدثتكم
بتفسير هذه الاية لكفرتم وكفركم بتكذيبكم بها انتهى وينبغي ان يذكر
موسى كموسكم لانه من اولي عزم فهذا التمثل مثالي او جسمي

ان التوسع بتعدد المثال الخ

فلا باس في قول الذي نسب الى ابن عباس رض

ترجمه منزهة وموسعة ومشبهة یعنی در اشیائی بسیطه که تنزیه داده شده و توسیع داده شده و تشبیه داده شده
باینمعنی که مرتبهٔ مثال بخشیده شده اند در یکدیگر درشدن و با هم قطع نمودن یکدیگر و رانیست الی ماشاء الله
تعالی یعنی تا آنچه که خواست خدا تعالی است بتمام از انها که منزهة وموسعة ومشبهة اند۔ وگاهی آن شکل را کرده شود تشخص زائد
ماخذ پس مستجمع میشود۔ پس بدانکه هر آینه توسع بتعدد مثال و جسم چنانچه لبعض اولیاء را بطور کرامت است از قدرت او تعالی پس
برای انبیاء را بطور اعجاز باولویت است که وحدت تشخص زائد را منافی نباشد۔ پس باکی نیست در قولی که نسبت کرده شده سوی
ابن عباس رضی الله تعالی عنهما در تحت تفسیر آیت کریمه که در سورهٔ طلاق رکوع دوم است الله الذی خلق سبع سموت
ومن الارض مثلهن الایه سبع ارضین ش معنی مثلهن هر فی کل ارض نبی کنبیکم و ش
کان هر ادم کادمکم ونوح کنوحکم وابراهیم کابراهیمکم وعیسی کعیسکم یعنی خدائی است
آنکه پیدا کرد هفت آسمان را و از زمین مثل آنها یعنی هفت زمین در هر زمینی نبی است همچو نبی شما و هست آدم همچو آدم شما و نوح همچو
نوح شما و ابراهیم همچو ابراهیم شما و عیسی همچو عیسی شما۔ چنانچه این حدیث را حاکم در مستدرک خود روایت کرد۔ و روایت کرد او را غیر او
وگفت ابن عباس رضی الله تعالی عنهما لو حدثتکم بتفسیر هذه الایة لکفرتم وکفرکم بتکذیبکم بها انتهی یعنی اگر
بیان کنم شما را تفسیر این آیت البته کافر شوید شما و کفر شما بتکذیب شما باشد باو۔ تمام شد قول حضرت ابن عباس رض در تفسیر آیت مذکوره۔ و سزاوار
باشد که ذکر کرده شده باشد موسی کموسکم یعنی موسی همچو موسی شما از انکه او علیه السلام از اولی عزم است۔ پس این تمثل مثالی یا جسمی است؟

بیان آنکه در قول ابن عباس رض در تحت تفسیر آیت الله الذی خلق سبع ...

ظهر كمال التوسيع للمتمثل فلا للمتمثل وجودٌ مستقلٌ في المماثلة بل هو قائمٌ
بالمتمثل حدث منه وينبغي ظهور المثال والجسم على ما تحت مركزيتهم باولى
عزميتهم مكلفًا وقع او غير مكلف لتعلقه بهم وجوبا والخمسةُ الممدوحةُ
من الانبياء اولى عزمهم محيطةُ ما تحت مركزها ومن سواها من الانبياء
من مركزٍ منها وفي السمٰوات ايضًا ش عطفٌ على في كل ارض هـ وان لم
تفهم وقوله رض على ما كشف عليهٗ ش كما يشير اليه قوله رض ولو حدثتكم الخ
فلو كان تفسيرها على حديث النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لوجب عليه رض
اظهارهٗ هـ فظنيٌّ فلا يحكم في العقائد وفي القول وجهٌ آخر ايضا فاعلم ان
التشبيه يصدق في بعض وجه الذي مقصودٌ لا في كل وجوهٍ ش فالمشبه
لا يشبه بالمشبه به في كل وجوهٍ الا في وجهٍ مقصودٍ هـ ولا يظهر وجه مقصودٍ
في القول بدلالة الصراحة ولا بدلالة القرينة فالتشبيه يحوّل على فهم
قائله وفي الزمان رجلٌ ش هو محمد قاسم النانوتوي هـ تكلم بوجودٍ مستقلٍ

ترجمہ کہ برائے متمثل بکمال توسع ظاہر شدہ است۔ پس برائے متمثل ای آنکہ مثال آورد یعنی صورت
مثالی را وجود مستقل نیست در مماثلت بلکہ او قائم بہ متمثل است یعنی بمثال گیرندہ کہ ازو حادث شدہ است۔ و سزاوار
باشد ظاہر شدن مثال و جسم برانچہ کہ تحت مرکزیت مثال است بسبب اولی عزمیت مثال خواہ آں ماتحت مکلف
واقع آمدہ یا غیر مکلف بنا بر تعلق آں ماتحت بایشان۔ کہ از روئے وجوب است۔ و ایں پنج ممدوحہ از انبیاء کہ
اولی عزم اند محیط بر ماتحت مرکز خود اند۔ و ہر کہ سوائے ایں خمسہ ممدوحہ از انبیا بند از مرکز ہاں پنج اند۔ و در آسمانہا
نیز ظہور مثالی و جسم است بنا بر عطف بمجود در ہر زمین اگرچہ نفہمیدی سو قول او رضی اللہ تعالیٰ عنہما برانچہ کہ برو
رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکشوف آمد پس ظنی است کہ در عقاید حکم کردہ نشود۔ چنانچہ سوئے او قول او رض اشارہ
میکند ولو حدثتکم۔ الخ۔ پس اگر تفسیرش بر حدیث نبوی صلعم بودے البتہ برو رض اظہارش
واجب آمدی۔ و دریں قول وجہ دیگر ہم است۔ پس بدانکہ ہر آئینہ تشبیہ صادق آید در بعض وجہ آنکہ
مقصود است نہ در ہر وجوہ۔ پس مشبہ بمشبہ بہ در ہر وجوہ مشابہ نشود مگر در وجہ مقصود۔ و دریں قول وجہ مقصود ظاہر
نمیشود بدلالت صراحت و نہ بدلالت قرینہ۔ پس تشبیہ محول باشد بر فہم قائل او۔ و دریں زمان مردے است کہ او محمد قاسم نانوتوی است او کلام کردہ است

المماثلين لاولى عزم + وغرضه اثبات المثل لمحمد نبى الله تعالى صلعم
على انه خاتم الانبياء رتبةً لا زماناً باستدلال الاٰية الكريمة ولٰكن
رسول الله وخاتم النبيين الاٰية والقول المذكور عن ابن عباس رض
فجاز وجود نبى بعده صلعم واتبعه قوم فانه كفر من علماء علامة
من مكة المعظمة والهند ورد قوله بدلائل شرعية شكر الله تعالى سعيهم
وجزاهم خير الجزاء فاعلم ان ضمير جمع المؤنث فى مثلهن يرجع الى
السمٰوات فوجه التشبيه طباق كما قال سبحانه سبع سمٰوات طباقاً
الاٰية لا وجه اٰخر من اوصاف عرضية كوجود النجوم وغيرها فيها
كما هو ظاهر وذاتية كخلقها من حديد وغيره كما ورد فى الحديث
الشريف اذ لا يصدق فى بداهة التشبيه صراحة نص ولا يثبت
فى طباق الارضين خلقة مكلفة وغير مكلفة من صراحة قراٰنية (اى وجه اٰخر)
الا غير مكلفة من صراحة حديثية

ترجمه مماثلين براى اولى عزم - وغرض او اثبات مثل است براى محمد نبى خدا تعالى صلعم بريں بنا كه او
خاتم انبياء هست از روى رتبه از روى زمان باستدلال آيت كريمه كه در سورهٔ احزاب ركوع پنجم است ولٰكن
رسول الله وخاتم النبيين الاٰية وبقول مذكور از ابن عباس رضى الله عنهما - پس جائز شد وجود نبى بعد
او صلعم - و پيروى كرد او را قومى - پس هر آئينه او تكفير كرده شد از علماى علامه از مكه معظمه وهند - ورد كرده شد قول
او بدلائل شرعيه كه خدا تعالى سعى شان را مشكور فرمايد و جزا دهد شان را جزائے بهتر - پس بدانكه هر آئينه ضمير جمع
مؤنث در مثلهن راجع مى شود سوى سماوات - پس وجه تشبيه طباق هست چنانچه فرمود سبحانه سبع سمٰوات
طباقاً الاٰيه يعنى هفت آسمانها طبق برطبق يعنى ته بته - نه وجه ديگر از اوصاف عرضيه چون وجود نجوم وغيره كه
در وى هست چنانچه او ظاهر است - ونه از اوصاف ذاتيه چون خلق او از حديد وغيره در حديث
شريف وارد آمده - از آنكه وجه آخر ببداهت تشبيه وصراحت نص صادق نيايد - ونه ثابت
مى شود وجه تشبيه در طباق زمينها خلقت مكلفه وغير مكلفه از صراحت قرآنيه مگر غير مكلفه از صراحت
حديثيه +

وَمَنِ ادَّعَا بِالْمِثْلِيَّةِ بَعْدَ اِثْبَاتِ خَتْمِ الرُّتْبَةِ فَكَيْفَ اِذِ الْخَتْمُ صِفَتٌ
مَانِعٌ فَالْخَاتِمُ لَا يَشْتَرِكُ فِي الصِّفَةِ غَيْرُهُ وَاِذَا اُثْبِتَ خَتْمُ الرُّتْبَةِ
وَالْكَلَامُ فِي الظُّهُورِ فِي عَالَمِ الشُّهُودِ فَعَلَى التَّرْتِيبِ الضَّرُورِيِّ
فَكَيْفَ لَا يَثْبُتُ زَمَانًا وَفِي مَعْنَى خَاتَمِ النَّبِيِّينَ بِكَسْرِ التَّاءِ اَوْ فَتْحِهَا اَجْمَعُوا
السَّلَفُ مِنْ اَهْلِ سُنَّةٍ وَجَمَاعَةٍ عَلَى اَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ تَوَافُقًا بِالْاَحَادِيثِ
الشَّرِيفَةِ وَادَّعَا بِمِثْلٍ اِضَافِي ش اے جامعیۃ المثل بمثله مجازًا
(ای الرجل المذکور)
م وافترق بمثل حقیقی وحوز نفسه عما ش ای کفر م یقول
مثل حقیقی بزعمه وما فهم ان المماثلة باضافةٍ لا
بحقیقةٍ اذ هی ش ای المماثلة بحقیقةٍ م ممتنعة
فکیف الخمر زو الله تعالیٰ اعلم بالصواب +
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ
وَعَلٰی اٰلِهٖ كَمَا تُحِبُّهُ وَتَرْضَاهُ وَشَفِّعْهُ
فِيْنَا وَتَرْحَمْنَا بِهٖ

ترجمہ وہرکہ دعوی کرد بمثلیت بعد اثبات ختم رتبہ پس چگونہ است۔ ازانکہ ختم وصف مانع است پس خاتم منفنی است کہ غیر او درین صفت مشترک نمی شود۔ وہرگاہ کہ ختم رتبہ ثابت کردہ شد حال آنکہ کلام در ظہور است در عالم شہود پس بہ ترتیب ضروری است پس چگونہ از روی زمان ثابت نہ شود۔ ودر معنی خاتم النبیین بکسر تا یا بفتح تا اجماع کردند سلف از اہل سنت وجماعت براینکہ ہر آئینہ شان اینست کہ بعد او نبی نیست از روی توافق بہ احادیث شریفہ۔ ودعوی کرد شخص مذکور بمثل اضافی یعنی جامع شدن مثل بمثل خود از روی مجاز وافتراق نمود یعنی جدا شدہ از دعوی بمثل حقیقی۔ ونگاہداشت نفس خود را از کفر بقول مثل حقیقی بزعم خود ونہ فہمید کہ مماثلت باضافت است نہ بحقیقت ازانکہ مماثلت بحقیقت ممتنع است پس چگونہ است تحرز یعنی نگاہداشتن خود از والله تعالیٰ اعلم بالصواب + یعنی خدائے برتر دانندہ تر است بصواب اللّٰھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمة وعلی اٰلہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ یعنی خدایا درود وسلام بفرست بر محمد کہ نبی رحمت است وبر آل او چنانچہ تو او را دوست داری واو را خوشنودی وشفیع کن او را درمیان ما ورحمت فرما با و بار الٰہ

ذکر کیفیت تعظیم و ادب و محبت حضرت حبیب الرحمٰن صلعم [16]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علیٰ رسولہ محمد و نستشفعہ و علیٰ آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین۔ تعظیم و ادب و حق و محبت بوصفہا ش وصف محبت آنست کہ نخواہد غیر محبوب را ہم آنحضرت صلعم بمعرفت صحیحہ نبوتش صلعم بوجہہ تعالیٰ واجب است و بجا آوردنش از امکان بیرون لیکن تا تواند بجا آوردہ مستغفر باشد قولہ تعالیٰ النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم ترجمہ این پیغمبر بہتر است بہر مومن از نفوس ایشان بدلالت الف و لام استغراق تو افقا یا ولویتہ مطلقہ ثابتہ در ہر وجہ مقصود تفصیل معانی ولایت عامۃ الاختصاص صراحتاً و اقتضاءً التزاماً

ترجمہ

ذکر حضرت حبیب الرحمٰن صلعم کی تعظیم و ادب اور محبت کے بیان میں [17]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علیٰ رسولہ محمد و نستشفعہ و علیٰ آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین۔ یعنی ہم تعریف کرتے ہیں خدا کی اور اسی سے مدد مانگتے ہیں۔ اور ہم درود پڑھتے ہیں اسکے رسول برحق کا نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور ان سے شفاعت کے طالب ہیں۔ اور ان کی آل اور ان کے اصحاب اور انکے سارے پیروؤں پر درود پڑھتے ہیں۔ آنحضرت صلعم کی تعظیم اور آپ کا ادب اور آپ کا حق اور آپ کی محبت جیسا محبت کا وصف ہے کہ غیر محبوب کو یعنی محبوب کے سوا غیر کو محبت نہیں چاہتی ہے۔ آپ کی نبوۃ کی صحیح معرفت کے ساتھ خالص اللہ کی وجہ میں واجب ہے۔ اور اسکا ادا کرنا امکان سے باہر لیکن جہاں تک ہوسکے بجا لاکر استغفار پڑھتا رہے۔ کہ فرمایا اللہ تعالیٰ کا سورہ احزاب بارھویں رکوع میں النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم یعنی یہ پیغمبر بہتر ہے ہر مومن کے لیے ان کے نفسوں سے۔ اس آیت سے مطلق اولویت ثابت ہے نبی صلعم کو ہر وجہ میں ہر مومن پر کسی قسم خاص اولویت و بہتری کی تعیین نہیں۔ اس دلیل سے کہ الف لام استغراق کا کل مومنین کے نفسوں کو بطور توافق و موافقت اس اولویت میں مستغرق کیے ہوئے ہے۔ پس ہر وجہ تفصیل میں کہ مقصود ہو لفظ ولایت کے عام معنوں کے اعتبار سے جو لغت میں قربت تکفل خلت مالکیت اور نصرت وغیرہ کے ساتھ مخصوص ہیں یا ان میں سے کوئی آیت در صراحت سے اور اقتضاء التزام یعنی لازم ہو جانے کے تقاضے سے ہر مومن کے لیے اسکے نفس سے بہتری حاصل ہے

16 ذکر کیفیت تعظیم و ادب و محبت حضرت حبیب الرحمٰن صلعم

تفسیر قولہ تعالیٰ النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم الآیۃ

17 ذکر بیان تعظیم و ادب و محبت حضرت حبیب الرحمٰن صلعم

تفسیر کریمہ النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم الآیۃ

[illegible]

متن چنانچہ در تفسیر کریمہ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ۝ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغَالِبُوْنَ ۝ در ذکر کیفیت الرسالۃ والنبوۃ والولایۃ والاعجاز والکرامۃ والاستدراج والاستعانۃ وما فیہا مع مطالبِ اُخریٰ مذکور است ھم این دعویٰ متضمن دلیل است ای چون این نبی از ما اولیٰ است پس او از ما اولیٰ است و از غیر ما بما اولیٰ تر است +

تنبیہ از بنجا رد آنست کہ گفتند در امورِ دنیویہ بمصلحتِ خود از رسول صلعم دانا تر اند العیاذ باللہ تعالیٰ منہ بدلیل حدیث شریف در صحیح مسلم در کتاب الفضائل باب وجوب امتثال ما قال شرعًا دون ما ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم من معایش الدنیا علی الرأی عن ھشام عن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ وعن ثابت عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرّ بقومٍ یلقحون فقال لو لم تفعلوا لصلح قال فخرج شیصًا فمرّ بھم فقال ما لنخلکم قالوا قلت کذا وکذا قال انتم اعلم بامر دنیاکم الحدیث

بالکسر الردی من التمر اذا یبس صار حشفا ۱۲

ترجمہ جیسا ذکر کیفیت رسالت ونبوت وولایت واعجاز وکرامت واستدراج میں اور جو کچھ اسمیں ہے مع اور مطالب کے اس آیت اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ۝ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغَالِبُوْنَ ۝ کی تفسیر میں مذکور ہے جو سورۂ مائدہ کے آٹھویں رکوع میں ہے۔ اور یہ دعوےٰ قول خدا تعالیٰ متضمن دلیل ہے کہ دلیل اسکے ضمن میں موجود ہے اس طرح کہ جب یہ نبی ہمسے اولیٰ ہے تو ہمسے ہمارے سے بھی اولیٰ ہے یعنی جیسے ہمکو اپنے نفس سے قربت وخلت وتعلق وغیرہ حاصل ہے اُن سب میں نبی کو ہماری نفس سے اولویت حاصل ہے۔ اور ہر ہمارے ساتھ کی شے سے جسکو ہم نسبت حاصل ہے اُس نسبت میں ہمسے ہمارے نبی کو اولویت ہے۔ پس ہمارے غیر سے ہماری نسبت اولیٰ تر ہے۔ یہاں سے اس بات کا رد بھی ہے جنھوں نے کہا کہ دنیوی کاموں میں اپنی مصلحت میں رسول اللہ صلعم سے زیادہ دانا ہیں۔ خدا کی پناہ ایسے خیال سے یا خدا بچائے اس سے اُنکی دلیل یہ حدیث شریف ہے جو صحیح مسلم میں کتاب الفضائل کے اُس باب میں ہے جسمیں اُن چیزوں کی بجا آوری واجب ہونے کا بیان ہے جسکو آپنے شرعی ہونا ارشاد کیا نہ اُن چیزوں کی جنکو دنیا کے معایش یعنی اسباب زندگی سے حضور صلعم نے علی الرأی ذکر کیا یعنی میری رائے ہے۔ کہ روایت ہے ہشام سے اُنکو عروہ سے اُنکو انکے باپ سے اُنکو حضرت عائشہؓ سے۔ اور روایت ہے اسی حدیث کی حضرت ثابت سے اُنکو حضرت انسؓ سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گذرے ایک قوم کے پاس کہ پیوند لگاتے تھے درخت خرما کے باہم نر وماده میں تو فرمایا آپنے اگر نکرو گے تم تو البتہ درست ہو جائینگے۔ کہا راوی نے پھر نکلی خراب یعنی چھوارے سوکھکر ردی ہو گئے۔ پھر گذرے حضور صلعم ان پاس اور کہا تمھارا خرما کا کیا حال ہے تو انھوں نے کہا آپنے ایسا ایسا فرمایا تھا۔ فرمایا آپنے تم تمھارے دنیا کے کاموں کو بہتر جانتے ہو یا آپ دنیا کے کاموں سے بہتر دانا ہو۔ اور اسی قسم کی ایک حدیث دوسرے طریقہ سے دوسرے الفاظ میں ذکر کیفیہ ۱۵ کے آخر میں مذکور آئی ملاحظہ ہوے

بیان رد اس بات کا کہ وے دنیوی امور میں اپنی مصلحت میں حضور صلعم سے زیادہ دانا ہیں

دلیل حدیث سے حالانکہ حدیث مقابلہ نص اُ بیتیں ماول ہوگی مع بیان تاویل +

پس آں امر اول باشد در وجہی بعد ایں ثبوت باید دانست در آنتم اعلم مفضل علیہ بعدم ذکرش عام است و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ کثیر العلم در ہر وجہ از ہمہ عالم است از انکہ تعلیم کردہ شد علم اولین و آخرین و ما کم یکن یعلم و دانا تر است بقرآن مجید آنکہ نیست رطب و یابس مگر دراں و اعجاز نبی غیر را در ہر وجہ متقابل است و فضل نبی بر غیرش در ہر وجہ متقابل مستثنی است ازیں عموم ورنہ اعتقاد بہتر در ہر وجہے از پیغمبر لازم فضل متقابل منافی فضل کلی و اعجاز پیغمبر است پس حاصلش اینکہ شما دانا تر اید یکی از دیگرے در امر دنیا لاحق بشما فضلاً من وجہ چنانکہ گفتہ شد ناداں بکار خود ہشیار و ہر شخص نتواں شد دراں کہ امر فرمود صلعم قال اللہ تعالی مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ط نظنون آنست کہ حضرت رحمۃ عالم صلعم تشدد بایشاں نفرمود از انکہ واقف نباشند از تفصیلات عقاید و تالیف فرمود رحمۃ از انکہ متشدد مبعوث نشدہ۔

ترجمہ پس ثابت ہونے اولویت و بہتری کے یہ حدیث تاویل کی جاوے گی کسی وجہ میں نہ معلوم ہو کہ لفظ حدیث أَنْتُمْ أَعْلَمُ جو اسم تفضیل ہے اس کا مفضل علیہ بسبب مذکور نہ ہونے کے عام ہے کیونکہ معلوم نہیں اس علم میں مخاطب کو کس پر فضیلت دی گئی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس عموم سے مستثنی ہیں کیونکہ آپ کا علم کثیر ہے ہر وجہ میں تمام عالم سے لہذا ہر وجہ میں آپ سب سے زیادہ عالم ہیں اسلیے کہ اگلوں اور پچھلوں کا علم اور مالم یکن یعلم یعنی جو نہ جانتے تھے۔ وہ سب سکھلائے گئے ہیں۔ اور قرآن مجید کے خوب جاننے والے ہیں کوئی تر و خشک ایسا نہیں ہے جو اسمیں نہ ہو یعنی ہر شے کا بیان اس میں ہے تو آپ سب کے عالم ہیں۔ اور نبی کا اپنے غیر کو عاجز کرنا ہر وجہ میں متقابل ہے۔ پس نبی کی فضیلت اسکے غیر پر ہر وجہ میں متقابل ہے ورنہ پیغمبر صلعم سے بہتر کا اعتقاد ہر وجہ میں متقابل کی فضیلت کا لازم کرنے والا ہے جو منافی ہے فضل کلی اور اعجاز پیغمبر کا۔ پس حاصل آخر فقرہ حدیث کا یہ ہے کہ تم دنیا کے کاموں میں جو تمکو لاحق ہیں آپسمیں ایک دوسرے سے کسی نہ کسی وجہ میں زیادہ دانا ہو جیسا کہا ہے ناداں بکار خود ہشیار یعنی ناداں بھی اپنے کام میں ہوشیار ہے۔ اور جسمیں کہ حضور صلعم نے حکم فرمایا بجز تعمیل حجت نہیں ہوسکتی کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ط یعنی نہیں ہے کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کے لیے جبکہ حکم جاری ہو جاوے اللہ اور اسکے رسول کا یہ کہ ان کو ان کے کام میں کچھ اختیار ہو یعنی بعد اجرائے حکم اللہ و رسول کے مومنین کو بجز تعمیل کوئی اختیار نہیں رہتا۔ گمان یہ ہے کہ حضرت رحمت عالم صلعم نے انپر تشدد نہ فرمایا کیونکہ وہ عقاید کی تفصیلات سے واقف نہ ہونگے بلکہ براہ رحمت تالیف فرمائے اسلیے کہ آپ سخت و شدید نہیں پیدا ہوئے *

بیان اسکا کہ حکم خدا و رسول کے بعد اختیار و رخصت باقی نہیں سوائے تعمیل کے حکم کرنیکے *

وتواند شد کہ ورودِ این حدیث قبل نزولِ کریمہ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ الخ باشد واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب پس در حقوقِ خودش صلعم غالب باشد از حقوقِ خود تا ل بہمہ گر در ہر وجہ آنجا است ہر قدر کہ در محبت اکمل است در محبوبیۃ افضل پس تا او صلعم در ہر وجہ از ہمہ محبوب تر نباشد حقِ محبتِ او صلعم موفیٰ نتواند شد فرمود صلعم وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ نَّفْسِهٖ وَمَالِهٖ وَوَلَدِهٖ وَوَالِدَيْهِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ صحیح بخاری است اینجا کہ عرض داشت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حُبِّبَ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا ثَلٰثٌ اَلنَّظَرُ اِلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّفَقَةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَنْ تَكُوْنَ بِنْتِيْ تَحْتَ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وقولہ تعالیٰ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ الآیہ ترجمہ نباید کہ میل کنند بنفسہا خود یعنی حقوقِ نفوسِ خود از نفسِ او صلعم یعنی تجاوز از حقِ نفسِ او صلعم ۔ و منجملہ مقاصدِ این کریمہ مناسب اینجا ہمین است ومنافع محبت با رسول مقبول صلعم از کریمہ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ

ترجمہ اور ممکن ہے کہ اس حدیث کا ورود اس آیت کریمہ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ الخ کے نازل ہونے سے پہلے ہو اور خدائے تعالیٰ درستی کو زیادہ جاننے والا ہے ۔ پس خود تمہارے آپس کے ہر وجہ کے حقوق سے خود اپنے حقوق میں حضور صلعم غالب ہوں گے ۔ پس یہیں سے یہ ہے کہ جسقدر جو محبت میں کامل تر ہے محبوبیت میں افضل ہے ۔ پس جب تک حضور صلعم ہر وجہ میں سب سے محبوب تر نہوں گے آپ کی محبت کا حق پورا ادا نہ ہو سکے گا جیسا صحیح بخاری میں ہے کہ فرمایا حضور صلعم نے قسم ہے اُس ذات کی کہ میری جان اُسکے ہاتھ میں ہے نہیں مومن ہوگا کوئی تمہارا جبتک کہ میں اُسکی جان اور اُسکے مال اور اسکی اولاد اور اُسکے والدین اور سب آدمیوں سے زیادہ اُسکو محبوب نہ ہو جاؤں ۔ اور یہی وجہ ہے کہ عرض کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۔ محبوب ہو گئیں مجھکو دنیا سے تین چیزیں ایک دیکھنا روئے مبارک رسول اللہ صلعم کا ۔ دوسری خرچ کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ۔ تیسری یہ کہ میری بیٹی ماتحت حکم رسول صلعم ہوئی ۔ اور فرمانا خدائے تعالیٰ کا سورۂ توبہ رکوع پندرہ میں وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ الآیہ اور نچاہیے کہ میل کریں اپنے نفسوں کی طرف یعنی اپنے نفسوں کے حقوق کی طرف حضور صلعم کے نفس سے تجاوز کر کے یعنی حضور صلعم کے نفس کے حق سے بڑھکر مطلب یہ کہ اپنی جانوں کو آپکی جان سے زیادہ نچاہیں ۔ اور اس آیت کریمہ کے منجملہ مقاصد میں سے یہاں کے مناسب یہی ہے ۔ اور رسول مقبول صلعم کے ساتھ محبت کے فائدے اس آیت کریمہ سے واضح ہیں جو سورۂ توبہ رکوع پندرہ میں ہے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ یعنی یہ اسواسطے کہ تحقیق وے ایسے ہیں نہ اُنکو پیاس پہنچتی ہے اور نہ محنت اور نہ بھوک خدا کی راہ میں اور نہ اپنے قدم گاہ کھوندیتے ہیں یعنی نہ کہیں پاؤں پھیرتے ہیں کہ غصہ ہوں کافر یعنی کافروں کو غصہ میں لاویں

قول حضرت صدیق رضی اللہ عنہ
حقوق حضرت صلعم بنا بر غلبہ محبت و ایمان بر ہمہ

تفسیر کریمہ ولا یرغبوا بانفسہم عن نفسہ الآیہ

مِنْ عَدُوٍّ نَّیْلًا اِلَّا کُتِبَ لَھُمْ بِہٖ عَمَلٌ صَالِحٌ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ واضح و قولہ تعالیٰ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ترجمہ تحقیق ما فرستادیم تراگواہ و مژدہ دہندہ برحمت و نعمت خدای منعم و شفاعۃ خود و ترسانندہ از عذاب خدای منتقم۔

تفسیر قولہ تعالیٰ انا ارسلناک شاہداً و مبشراً و نذیراً الخ

تنبیہ باید دانست مفعول ثانی ش اے مرسل الیہم ارسلناک کہ ہماں مفعول شاہد و مبشر و نذیر کہ صفت مفعول مخاطب است بحذفش متوسع عموم مفعول مفید عظمۃ وفضلش صلعم است وکیفیۃ این عموم اللہ تعالیٰ دانا است و ہر کہ دانشش بخشیدہ شود و باید دانست کہ لتؤمنوا متعلق ارسلنا بسبب مفعول مخاطب نتواند شد پس بضرورت اقتضاء لتؤمنوا متعلق بہ رابطی مناسب مقدر است کہ از فصاحت و بلاغت است آنجا است کہ فرستادیم محمد را صلعم شاہد و مبشر و نذیر بحال شما از بہر گرویدن شما بخدای یگانہ و یکتا و رسول او تعالیٰ ختم الانبیاء و قوت دادن شما مر او را صلعم چنانکہ طمانینت دہد باخلاص شما در حق اللہ تعالیٰ و ہم حق رسول صلعم تعظیماً لہ صلعم ش بدلالۃ توقروہ از اینجا رفع اشتباہ آنست کہ شاید آنحضرت صلعم

ترجمہ اونکے دشمن سے کوئی چیز چھینتے ہیں مگر لکھا جاتا ہے اسپر انکو نیک عمل بیشک نہیں کھوتا حق نیکی والوں کا۔ اور قولہ خدا تعالیٰ کا سورہ انا فتحنا رکوع اول میں اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا یعنی بیشک بھیجا ہمنے تجکو گواہ اور بشارت دینے والا رحمت اور خدای منعم کی نعمت کا اور اپنی شفاعت کا اور ڈرانیوالا خدای منتقم یعنی بدلا لینے والے کے عذاب سے۔ **تنبیہ** معلوم ہو کہ صیغہ ارسلنا کے جسکا مفعول ثانی مرسل الیہ یعنی جسکی طرف رسول بھیجا۔ اور شاہد اور مبشر اور نذیر کہ ضمیر مخاطب مفعول ہے کے صفات ہیں انکا بھی دہی مفعول ہے اپنی محذوف ہونیکے سبب مفعول کے عام ہونیکی وسعت دی رہا ہے۔ اور یہ توسع حضور صلعم کی عظمت و فضل کو مفید ہے۔ اور کیفیت اس عموم کی اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور جسکو اسنے اسکی سمجھ بخشی ہو۔ اور معلوم ہو کہ لتؤمنوا متعلق ارسلنا کا بسبب مفعول مخاطب کے نہیں ہو سکتا ناچار اسکے خاص متعلق ہے کے تقاضے کی ضرورت کے سبب متعلق بہ کیلیے کوئی نظم مناسب مقدر ہے جو فصاحت و بلاغت کا سبب ہے۔ پس یہاں یہ مطلب و معنی ہوے کہ ہمنے محمد صلعم کو گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا بھیجا تمہارے حال کے موافق تمہاری گرویدہ ہونیکے واسطے یگانا و یکتا خدا کے ساتھ اور اسکے رسول ختم الانبیاء کے ساتھ۔ اور تمہارا خاص حضور صلعم کو قوت دینا اسطرح کہ تمہارے اخلاص سے تسلی حاصل ہووے وہ اخلاص کہ اللہ تعالیٰ کے حق کی بابت ہو اور رسول صلعم کے حق کی بابت بھی آپ کی تعظیم کے لحاظ سے نہ آپ کی احتیاج کے۔ اسلیے کہ توقروہ کی دلالت تعظیم و ادب کی مقتضی ہے۔ پس یہاں سے یہ شبہ بھی کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

تفسیر انا ارسلناک شاہداً و مبشراً و نذیراً الخ
دو دلیل بر تعظیم و ادب حضور صلعم

احتیاج بخلق دارند چہ آنحضرت صلعم از احتیاجِ غیر خدای عز و جل مستغنی است شعر
تعلیل رفع احتیاج ۱۲

منّت منہ کہ خدمتِ سلطان ہمیکنم ✽ منّت بدار اینکہ بخدمت بداشتت ھ

و بزرگ داشتن شما مر او را صلعم بوقارِ رسالت و صفاتِ او صلعم در حق اللہ تعالی و ہم حقِ نفسِ او صلعم باید دانست رجوعِ ضمیرِ متصل در تعزروہ و توقروہ بحضرت صلعم است بدلالت وقفِ مطلق زالا وقف مہمل پس وصل باشد و حال آنکہ فصل ثابت است و این ابتلا تعزروہ و توقروہ غیر موقّت است فرضا بنا بر عدم توقیت لتومنوا باستمرار معنی مصدر و مضارع معطوف علیہ و باعث توقیر یعنی رسالت و در عدم توقیت لتومنوا و توقیت تعزروہ و توقروہ حجتی بالخصوص نتوان آورد و بجا نا وردن توقیر کفر است بلزوم استخفافِ رسول معظم بوقارِ رسالت و صفاتش صلعم بخلاف تعزیر کہ لازم استخفاف نیست و تائیدی برین بقولہ تعالی است فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ترجمہ پس لیکن آنانکہ گرویدند باو صلعم و قوت طمانیت دادند او را صلعم باخلاص خود ما و مدد کردند او را صلعم در حق اللہ تعالی و حقِ نفسِ او صلعم

ترجمہ خلق کی احتیاج سے دور ہوگیا کیونکہ آنحضرت صلعم غیر خدای عز و جل کی احتیاج سے مستغنی ہیں **شعر** چاکری کرنے کا احسان مت جتا ✽ شکر کر سلطان نے چاکر کر لیا ✽ اور تمہارا آنحضرت صلعم کو بزرگ رکھنا آپ کی رسالت اور آپ کی صفات کے وقار و عزت کے سبب حق اللہ کی وجہ سے ہے اور آپ کے بھی حق نفس کی وجہ میں صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہو کہ تعزروہ اور توقروہ کی ضمیر متصل کا رجوع حضرت صلعم کی طرف ہے کیونکہ آگے اسکے وقف مطلق ہے جو بالکل توقف پر دلالت کر رہا ہے۔ اور اگر ضمیر کا رجوع اللہ کی طرف کیا جائے تو وصل ہوگا وقف مہمل ٹھہریگا حالانکہ وقف مطلق فصل کو ثابت کر رہا ہے پس لامحالہ رجوع ضمیر کا رسالت کی طرف ہے تاکہ فصل ثابت ہو اور اسی لیے وقف مطلق ہے۔ اور یہ ابتلا اور آزمایش تعزروہ اور توقروہ یعنی مدد اخلاص و ادب کی جو بسبب حکم فرض ہے غیر موقت ہے کہ مقید وقت نہیں اسلیے کہ لتومنوا میں بسبب معنی مصدری کے استمرار ہے اور اسکا معطوف علیہ مضارع ہے کہ وہ بھی بذات خود اور باعتبار عطف مستمر ہے۔ اور سبب توقیر جو رسالت ہے اسمیں بھی استمرار ہے لہذا یہ بتاویل بوجہ استمرار مقید بوقت نہیں۔ اور لتومنوا کے موقت نہ کرنے اور تعزروہ اور توقروہ کے موقت کرنے کیلیے کوئی خاص دلیل و حجت نہیں لاسکتے اور حضور صلعم کی توقیر کا بجا نہ لانا کفر ہے کیونکہ رسول معظم کو وقار رسالت اور آپکے صفات کے مقابل انکی عدم توقیر میں استخفاف رسالت لازم ہوتا ہے بخلاف تعزیر کے کہ اسمیں استخفاف لازم نہیں۔ اور اسکی تائید اس قول اللہ تعالی سے ہوتی ہے فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ پس لیکن جو لوگ کہ آپکے ساتھ گرویدہ ہوگئے اور انھوں نے آپکو اپنے اخلاص سے تسلی دینے والی قوت دی یعنی اپنا اخلاص ظاہر کرکے آپ کے اطمینان کو قوی کردیا اور آپ کی امداد کی بہ سبب خدا تعالے کی حق کی وجہ میں اور آپ کی جان کی حق کی بابت

[illegible]

وتحقیقِ حکم نبوۃ باحتیاجِ نزولِ متقدم بنبی است وسخن درہمین است **ش** نہ در تحقیق استعدادِ نبوۃ کہ بجائی خود بنابر نزول ثابت است ودرینجا نامقصود **هم** پس بمعنیٔ منزّل محقّق حکم نبوۃ نتواند شد مگر محقّقِ غیرِ اُولو العزمی ودرینجا اولو العزمی مراد است انتہیٰ وازانجا کہ سرانجام امر بفعل موقوف اتباعِ رسول است اتباعِ کتاب دون الرسول صورت نہ بندد واتباعِ کتاب استقلالاً مخالفِ کتاب است قال سبحانہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ الآیہ وعمومِ مفعولینِ اُنزِلَ در ضمنِ اتباعِ رسول اللہ تعالیٰ صلعم مشیرِ اجتماعِ ملِ بملتِ متبوع معہ بافائدہ فضلِ اواست **ش** بے رسول اللہ تعالیٰ وملتش صلعم **هم** ولطیفہ تلمیحِ دوام از معہ بقولِ قائل بتعلقِ اُنزِلَ مشیرِ دوامِ نزول است وآن باطل وبتعلقِ اِتَّبِعُوا مشیرِ دوامِ تبع است وآن مشتملِ تقریر ولیکن تلمیحِ دوام از معہ صحت ندارد **ش** چہ معیت در ثابتین مقتضیِ دوامِ ثبوتِ معیت نیست **هم** فکیف **ش** اشارتِ دوام **هم** ازینجا پیدا است کہ صحتِ ایمان در تطوع وانقیادِ اوامر ونواہی ومرخصات در تبعِ اواست صلعم وفلاح معلّق بآن وقولہ تعالیٰ

ترجمہ اور تحقیق حکم نبوۃ کی اور اسکا اثبات نزولِ متقدم نبی کی احتیاج کی بنا پر ہے یعنی حکم نبوۃ کو اپنی تحقیق واثبات میں نزول متقدم نبی کی احتیاج ہے اور کلام اسی میں ہے نہ تحقیق استعدادِ نبوۃ میں کلام ہے اسلیے کہ تحقیق استعدادِ نبوۃ بجائی خود بسبب نزول ثابت ہے کیونکہ اگر استعدادِ نبوۃ نہ ہوتی تو نزولِ وحی کیسے ہوتا اور بے استعداد بار وحی کا متحمل کیونکر ہوسکتا اور یہاں پر یہ مقصود کلام نہیں ہے پس معیت منزّل محقّق حکم نبوۃ نہیں ہوسکتی یعنی کتاب خدا کا نبی کے ساتھ ہونا نبوۃ کا محقّق نہیں ہوسکتا بلکہ حکم نبوۃ کا محقّق نزول متقدم ہوگا البتہ منزّل کا نبی کے ساتھ ہونا نبی کے غیر اولوالعزم ہونیکو ثابت کردیگا حالانکہ یہاں نبی کا اولوالعزم ہونا مراد ہے پس معیت محقّقِ غیر اولوالعزمی ہے اور یہاں اولوالعزمی مراد ہے انتہیٰ۔ اور چونکہ حکم کا سرانجام فعل کے ساتھ رسول کی پیروی پر موقوف ہے اور پیروی کتاب کی بغیر رسول کے صورت نہیں حاصل کرسکتی۔ اور مستقل کتاب کی پیروی مخالفِ کتاب ہے کیونکہ فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ نساء رکوع آٹھ میں اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ الآیہ یعنی اطاعۃ کرو اللہ کی اور اطاعۃ کرو رسول کی اور صاحب امر کی تم میں اور اُنزِلَ کے ہر دو مفعولوں کا عام ہونا رسول اللہ تعالیٰ صلعم کے اتباع کے ضمن میں اشارہ کر رہا ہے کہ آپکی ملت متبوعہ کے ساتھ تمام ملتوں کا اجتماع آپ کے ہمراہ ہے اور اسمیں آپ کی اور آپکی ملت کی فضیلت کا فائدہ بھی ہے وہ یہ کہ آپکی اور آپکی ملت کے تحت میں علاوہ آپکی ملت متبوعہ کے تمام ملتیں مجتمع ہیں اور آپکی نبوۃ ورسالۃ جامع تمام انبیاء اور رسولوں کی نبوۃ ورسالۃ کی ہے۔ اور لطیفہ تلمیح دوام جو معہ سے اُنزِلَ کے تعلق کے سبب قائل کے قول کے موافق دوام نزول کا مشیر ہے وہ باطل ہے۔ اور اتبعوا کے تعلق کے سبب دوام تبع کا مشیر ہے اور مشتملِ تقریر ہے۔ ولیکن معہ سے تلمیح دوام کی صحت نہیں ہوتی کیونکہ معیت ثابتین میں ثبوت معیت کے دوام کی مقتضی نہیں ہے یعنی معیت کا دو ثابت میں ہونا معیت کے ہمیشہ ثابت ہونیکو نہیں چاہتا تو اشارہ دوام کا کیونکر صحت پذیر ہوگا پس یہاں سے ظاہر ہے کہ ایمان کی صحت اوامر اور نواہی اور رخصات کی بجا آوری میں خوشی کے ساتھ آپ کی پیروی میں ہے اور فلاح اسی کے ساتھ معلّق ہے۔ اور قول خدای تعالیٰ کا سورہ حجرات پہلے رکوع میں ہے۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ترجمه ای آنانکه ایمان گزیدید پیشی مکنید پیش خدای عزوجل و رسول او تعالی صلعم در قول و فعل در مامورات و عادیات و بترسید خدای عزوجل را تحقیق الله تعالی شنوا و دانا است بدانکه لَا تُقَدِّمُوْا متوسع لمفعول آن بحذف سهم از ینجاست که وقت ذکر خدای عزوجل و رسول مقبول صلعم کز ضمیمه این کریمه در حکم مذکور است که تغیر ناممتاز وقت بار دل بمقتضا معنی بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ بهیبت و محبت در گرفته باشد و این نهی بر دو غیر موقت است و لا بعطف رسوله در مامورات که غیر موقت است چه توان گفت ـ و قوله تعالی يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ ترجمه ای کسانیکه با یمان گرویدید با یچه می باید بلند مسازید آواز خود را بر آواز پیغمبر صلعم و آواز بلند مکنید برای او صلعم بگفتن سخن مقاصد یا خطاب همچو آواز بلند کردن بعض شما برای بعض بگفتن سخن مقاصد یا خطاب که مختار در مساوات و مماثلت است یعنی سخن نرم با ادب و تعظیم کنید و بصفت یا نبی الله یا رسول الله یا حبیب الله خطاب کنید برای آنکه باطل میشود اعمال شما بسوء ادب و شما نمیدانید ۝

ترجمه يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ یعنی اے وہ جنہوں نے ایمان اختیار کیا خدائی عزوجل اور اسکے رسول صلعم کے ساتھ قول و فعل میں جو امور اور عادات میں ہوں پیشی نکرو اور خدائے عزوجل سے ڈرو بیشک اللہ تعالیٰ سنتا اور جانتا ہے ـ معلوم ہو کہ لَا تُقَدِّمُوْا اپنے مفعول کے حذف ہونے کے سبب متوسع المفعول ہے ـ اور یہ بھی یہیں سے ثابت ہے کہ خدائے عزوجل اور رسول مقبول کے ذکر کے وقت جو اسی آیت کا ضمیمہ ہے اور مذکور کے حکم میں ہے کوئی قول و فعل جو وقت کے مناسب نہ ہو وہ اور نہ کرے بلکہ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ کے معنی کے مقتضی پر اللہ و رسول کے حضور کو مد نظر رکھکر ہیبت اور محبت کو لیے رہے اور یہی نہی بر غیر موقت ہے یعنی یہ ممانعت وقت کی مقید نہیں ورنہ عطف رَسُوْلِهٖ کی نسبت امورات میں جو غیر موقت ہیں کیا کہ سکو گے اور قول خدائی تعالیٰ کا سورہ حجرات پہلے رکوع میں ہے يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ یعنی اے ایسے لوگو جنہوں نے جس چیز کے ساتھ کہ چاہیے ایمان اختیار کیا ـ اپنی آوازوں کو پیغمبر صلعم کی آواز پر بلند مت کرو ـ اور مقصدوں یا خطاب کی باتوں کے کہنے میں حضور صلعم کے لیے آواز بلند مت کرو جیسا تمہارے بعض کا بعض کے واسطے مقصدوں یا خطابوں کی باتوں کے کہنے میں آواز کا بلند کرنا ہوتا ہے کہ مساوات و مماثلت میں اختیار کیا جاتا ہے یعنی کلام نرم ادب اور تعظیم کے ساتھ کرو اور آپ کو یا نبی اللہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ صفت سے پکارو ـ کیونکہ بے ادبی سے تمہارے اعمال باطل ہو جاتے ہیں اور تمہیں معلوم نہیں ہوتا ۝

تفسیر قوله تعالی یا ایها الذین امنوا لا تقدموا بین یدی الله
وبرسوله واتقوا الله ان الله سمیع علیم ۝

تفسیر قوله تعالی یا ایها الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجهروا له بالقول کجهر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ۝

تفسیر کریمہ یا ایها الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ۝

باید دانست بر قول الف و لام عہد است یا استغراق مدلل از ثبوت متقدم برائی نہی و از مشبہ بہ مقولہ
بحذف متوسع و وجہ تشبیہ جہر بالقول مع المقول است و لفظ بعضکم لبعض مفید معنی مساوات و مماثلت است
و حبط عمل بلزوم کفر بہ ترک تعظیم قبل نزول فرضیۃ تحرز از منہی عنہ پس بعد نزولش چہ پیش آید نعوذ باللہ
تعالیٰ منہ **متن تنبیہ** از ینجا رد آنست گفتند کہ تعظیم آنحضرت صلعم ہمچو تعظیم برادر کلاں
بس است و دلیلی آوردند از حدیث شریف پس آں ماول باشد در وجہے بعد ایں ثبوت چہ نیست
کہ بعد نزول ایں کریمہ کسے خطاب باسم محمد و کنیت ابو القاسم نمیکرد حضرت عباس رض باوجود قرابتے
خطاب بصفت یا نبی اللہ و یا رسول اللہ و یا حبیب اللہ میکرد پس چہ جائی آنست کہ گفتند
و باید دانست کہ اخوت حقیقی با آنحضرت صلعم باطل است مگر مجازی کہ مشیر معنی مماثلت و مساوات است
پس آں ماول باشد بوجہی ورنہ معارض شود مر نہی لا تجہروا الخ زالہم بدانکہ بعد نزول نہی لا
ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی کہ موقت است در مسجد نبی صلعم ہنوز منع صوت باخذ
صحابہ رض است بنا بر قرب نبی صلعم ہمانا کہ حضرت نبی صلعم زندہ و دانا و شنوا است در قبر مبارک

ترجمہ معلوم ہو کہ اس آیت میں قول پر الف لام عہد کا ہے یا استغراق کا کیونکہ نہی کے واسطے کوئی امر ثابت متقدم کا
ہونا ضروری ہے جیسے ممانعت وارد ہو لہذا اس ثبوت متقدم سے جو نہی کے لیے ہے قول معہود پر دلالت ہو رہی ہے۔ اور مشبہ بہ سے جس میں قول
معہود و مشخص نہیں بسبب توسع کلام استغراق پر دلالت پائی جاتی ہے۔ اور مقولہ بھی حذف ہونیکے سبب متوسع ہے۔ اور
وجہ تشبیہ جہر بالقول ہے مقولہ کے ساتھ ہے تو اسمیں بھی معیت مقولہ کے سبب توسع موجود ہے۔ اور لفظ بعضکم لبعض
مساوات اور مماثلت کے معنی کا فائدہ دے رہی ہے۔ اور حبط عمل یعنی عمل کا باطل ہونا ترک تعظیم سے کفر لازم ہونیکے سبب ہے تاکہ قبل
نزول فرضیت منہی عنہ سے تحرز کرے اور بچے ورنہ ممانعت کی چیز ونکی فرضیت کا نزول ہو جانیکے بعد کیا ہو سکتا ہے بجز کفر
داخل ہونیکے اللہ تعالیٰ اس سے پناہ دے + **تنبیہ** یہاں سے اسکا بھی رد ہو گیا جنھوں نے کہا کہ تعظیم آنحضرت صلعم مثل تعظیم
بڑے بھائی کے کافی ہے۔ اور حدیث شریف سے دلیل لائے ہیں وہ حدیث اس ثبوت کلام الٰہی کے بعد کسی وجہ میں تاویل کیجاویگی
کیا ایسا نہیں ہے کہ اس آیت کریمہ کے نازل ہونیکے بعد اسم محمد صلعم اور کنیت ابو القاسم کے ساتھ کوئی وہ خطاب کرتا تھا
نہ پکارتا تھا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود ایسی قرابت کے یا نبی اللہ اور یا رسول اللہ اور یا حبیب اللہ صفت کے ساتھ
خطاب کرتے تھے پس کیا موقع اور گنجایش ہے ایسی بات کی جو انھوں نے کہی۔ اور معلوم ہو کہ حقیقی اخوت آنحضرت صلعم کے ساتھ باطل ہے مگر مجازی جو مماثلت اور مساوات کے معنی کی
اشارت کرتی ہے پس وہ حدیث کسی وجہ کے ساتھ تاویل کیجاویگی ورنہ خاص نہی لا تجہروا کے معارض ہوگی۔ معلوم کرو کہ نہی لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی
کے نزول کے بعد کہ نہی موقت ہے مسجد نبی صلعم میں اب تک آواز بلند کرنیکی ممانعت ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے احتیاط کرنیکی وجہ سے قرب نبی صلعم کے سبب یہی بات ہے کہ حضرت
نبی صلعم قبر مبارک میں زندہ ہیں اور جانتے ہیں اور سنتے ہیں +

بیان رد کلام آنکہ تعظیم حضور صلعم ہمچو تعظیم برادر کلان است بدلیل
حدیث شریف کہ آں ماول باشد بوجہی ورنہ معارض نص قطعی شود +

ذکر ۱۷ کیفیت وجوب خسران دارین از ایذاء حضرت حبیب الرحمن صلعم با دیگر منافع

ذکر ۱۷ کیفیتِ وجوب خسرانِ دارین از ایذائے حضرت حبیبُ الرحمن صلعم با دیگر منافع

بِسمِ اللّٰہِ الرّحمٰنِ الرّحیم ہ

نحمدُ اللّٰہ ونستعینُہٗ ونصلّی علےٰ رسولہ محمّدٍ ونستشفعہ وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ہ بدانکہ ایذائی حضرت حبیبُ الرحمن صلی اللہ علیہ وسلم موجبِ خسرانِ دارین ہست قال اللہ تعالےٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ہ ترجمہ تحقیق کسانیکہ میرنجانند اللہ تعالیٰ ورسولِ او تعالیٰ صلعم دور افگند اللہ تعالےٰ ایشانرا از رحمت خود در دنیا وآخرت ومقرر کرد برائی شان عذاب خوار کنندہ چہ این دوری وعذاب بر قدر ایذا تواند شد نہ مطلق ش ای دوری وعذاب مطلق ہم چہ بعض آن کفر باشد وبعض آن نہ کریمہ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ہ ترجمہ کسانیکہ میرنجانند مومنین ومومنات را بانچہ بجا نکردہ اند پس تحقیق برداشتند بہتان وگناہ جدا کنندہ از نیک ہ

مطلب تفسیر قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہ ورسولہ لعنھم اللّٰہ فی الدنیا والاخرۃ واعدّ لھم عذابًا مھینًا والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانًا واثمًا مبینًا ہ

ترجمہ

ذکر ۱۸ بیان دونوں جہان کے نقصان وٹوٹا واجب ہونے کا حضرۃ حبیب الرحمن صلعم کی ایذا کی سبب مع اور فائدوں کے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ

نحمدُ اللّٰہ ونستعینہ ونُصلّی علےٰ رسولہ محمدٍ ونستشفعہ وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ معلوم کر کہ حضرت حبیب الرحمن صلعم کی ایذا دونوں جہان کے خسران یعنی ٹوٹے اور نقصان کا موجب ہے۔ فرمایا خدای تعالیٰ نے سورۂ احزاب رکوع سات میں اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ہ بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلعم کو رنج پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا وآخرت میں انکو اپنی رحمت سے دور پھینکدیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے عذاب خوار کرنیوالا مقرر کردیا ہے۔ یہ دوری اور عذاب مطلق نہیں ہے بلکہ ایذا کی مقدار پر ہوسکتا ہے کیونکہ بعض دوری وعذاب کفر تک ہوتا ہے اور بعض نہیں۔ اور یہ آیت کریمہ بھی جو آیت مذکورہ کے بعد ہیں ہے وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ہ اور جو لوگ مومنین اور مومنات کو ان چیزونکی بابت جو اُنہوں نے بجد وکوشش حاصل نہیں کی ہیں ستاتے ہیں پس یعنی انھوں نے بہتان باندھا اور گناہ ذمہ لیا جو نیکی سے دور کرنیوالا ہے

ذکر ۱۸ بیان ایذائی حضرت حبیب الرحمن صلعم کی موجب نقصان دونوں جہان ہے مع اور فائدوں کے ہ

بیان تفسیر کریمہ اِنَّ الذین یُؤذون اللّٰہ ورسولہ لعنھم اللّٰہ فی الدنیا والاخرۃ الخ والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات الخ

باید دانست ذات سبحانہ منزہ است از تاذی بنفسہ پس نسبت تاذی بسبحان بواسطہ غیرہ باتحاد مجازیش باو سبحانہ بالعرض است مربوط نسبت ایذائیت تاذی بسبحان بالعرض ہم باشد عموماً پس تفسیر نمود بہ تاذی رسول بعطف تفسیری فی العوارض یعنی تاذی تعظیماً لہ است مربوط تخصیص نمودم صلعم بفارق عصمۃ پس فرمود بہ تاذی مومنین بنا بر فرق الاحکام ایذا یعنی لعنہم اللہ واعد لہم وعیداً از اثماً مبیناً تنبیہاً پس ثانی تحت مشیئۃ تواند شد بخلاف اول بدلالۃ فرق حکم صیغۃ فاعل ماضی در تحقق و عدم تحقق و در مقابلہ عصمۃ از حفظ بعطف مذکور استینا فاً است مربوط است بہ تاذی مومنین یعنی بعطف تفسیر استینا فاً کہ عطف بر جملہ خواہد شد ہم تخصیصاً للاولیاء و تعمیماً لغیرہم بفارق حفظ از معونۃ و لفظ مومنین فارق است میان انبیاء و اولیاء علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام بفارق من وجہ ای از وجہ ایمان برسالۃ بنفس مبارک خودش نہ بتوحید حق سبحانہ و شامل است میان اولیاء و غیرہم بشمول عام رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین ٥

ترجمہ معلوم ہو کہ ذات اللہ سبحانہ بنفسہ ایذا پانے سے پاک ہے پس نسبت ایذا پانے کی اللہ سبحانہ کی طرف اسکو غیر کے واسطے میں سبب اسکے مجازی اتحاد کے اُسی سبحانہ کے ساتھ عام طور پر عارضی واقع ہوئی ہے کیونکہ اتحاد مجازی کے سبب واسطہ غیر اسمیں بالعموم عارض ہے لہذا یہ نسبت بالعرض ہوگی عموماً پھر بنا بر تفسیر عوارض عطف تفسیری لاکر تاذی رسول یعنی رسول کے ایذا پانے کی تخصیص فرمائی بغرض تعظیم حضور صلعم کیونکہ آپ کی عصمت آپ کی عظمت و شان کو علیحدہ بتلا رہی ہے اور عموم سے فارق ہے۔ اسکے بعد از سر نو عطف تفسیری لاکر تاذی مومنین کو مذکور فرمایا تاکہ فرق احکام ایذا معلوم ہو کیونکہ لعنہم اللہ اور اعد لہم میں وعید ہے کہ وہ وعید رحمت خدا سے دوری اور خواری عذاب ہے اور اثماً مبیناً میں تنبیہ ہے کیونکہ بھلائی و نیکی سے دور کرنے والا گناہ ہوتا ہے پس بخلاف اول کے امر ثانی جسمیں تنبیہ ہے خدا کے تحت مشیت ہونا چاہیے۔ کیونکہ فرق حکم صیغہ فاعل کا ماضی سے تحقق اور عدم تحقق پر دلالت کر رہا ہے اسلیے کہ صیغہ ماضی لعن اور اعد سے تحقق حکم ثابت ہوا کیونکہ ماضی تحقق فعل پر دلالت کرتا ہے۔ اور اثماً مبیناً صیغہ اسم فاعل سے عدم تحقق ظاہر ہے۔ اور عصمت کے مقابل میں جو از سر نو عطف تفسیری لاکر ایذائے مومنین کا بیان ہوا اسمیں از راہ تحفظ اولیاء اللہ کے لیے تخصیص ہے اور انکے غیر کے لیے تعمیم یعنی اس حکم عدم تحقق تحت مشیت میں جو ایذائے مومنین پر تنبیہا ہے بسبب حفاظت خدا جو اولیاء اللہ کے ساتھ ہے اولیاء اللہ کے لیے اس حکم میں خصوصیت ہے بمقابلہ عام مومنین کے کہ انکو خدا کی طرف سے معونت ہے کیونکہ یہ مسئلہ عقاید کا مسلم و متفق علیہ ہے کہ انبیا معصوم ہیں اور اولیاء اللہ محفوظ اور عام مومنین کو خدا کی طرف سے معونت۔ پس حفاظت جو اولیاء اللہ کے ساتھ ہے انکی شان کو اس حکم ثانی میں عام مومنین سے خصوصیت کے ساتھ علیحدہ بتلا رہی ہے اور معونۃ مومنین سے فارق و جدا کر رہی ہے۔ اور لفظ مومنین فرق پیدا کر رہا ہے درمیان انبیاء اور اولیاء علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ یہ فارق من وجہ ہے کیونکہ انبیاء کے لیے خود ان کے نفس مبارک کی رسالۃ کا ایمان ایک وجہ فارق ہے اور مومنین کے ایمان سے نہ ایمان توحید حق سبحانہ کہ سبکو شامل ہے۔ اور درمیان اولیاء اللہ اور انکے غیر میں یعنی عام مومنین میں یہ لفظ شامل ہے کیونکہ ایمان توحید و رسالۃ میں بسبب وجہ مساوات کے انکو مساوی طور پر شمول عام ہے لیکن مع الفارق ثابت ہے جیسا کہ عنقریب مذکور ہوگا رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ٥

ازوجہ مساوات ایمان در توحید ورسالت سش تنبیہ این جملہ معطوفہ دلیل دعوی است وہم جواب
سوال مقدر بروجہ تخصیص رسول از تعمیم اشتراک در ایمان ورد آنست کہ گفتند بارسول اللہ تعالی برابرند
در اخوت ایمانی بدلیل حدیث شریف پس آن ماول باشد بوجہی بعد ثبوت فارق **شعر**

نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را — بہتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

وہمچنین شمول اولیاء اللہ تعالی بفارق ثابت ھم پس ایذائیست قلبی لقولہ تعالی فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ
نَّفْسَکَ عَلٰی اٰثَارِھِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِھٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا ترجمہ پس شاید کہ کشندہ
نفس خودی بر حال ایشان اگر نگروند باین حدیث یعنی قرآن مجید از روی اندوہ ۔ ولقولہ تعالی
وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰی مَآ اٰذَیْتُمُوْنَا ترجمہ ہر آئینہ صبر کنیم برانچہ ایذا کردید مارا انتہی وآن ترک ادب است
درحق اللہ تعالی و ایذائیست نفسی کہ معلوم عام است وآن ترک ادب است درحق نفس واین ہر دو

ترجمہ پس یہ جملہ معطوفہ آیت دلیل دعوی ہے اور سوال مقدر کا جواب بھی کیونکہ تخصیص رسول تعمیم اشتراک ایمانی
میں ظاہر ہے اسلیے کہ رسول کو اپنے خاص نفس مبارک کی رسالت کا ایمان مخصوص کر رہا ہے بخلاف اولیاء اللہ وغیرہ مؤمنین
کے کہ انکو اپنے غیر یعنی رسول کی رسالت کے ایمان کی ضرورت ہے کیونکہ رسول کو ایمان رسالت میں اپنے نفس خاص پر ایمان
ہونا چاہیے اور غیر رسول کو رسول پر۔ پس اپنے نفس خاص پر ایمان ہونے اور غیر پر ایمان لانے میں فرق بیّن ہے اور اسی سے
تخصیص رسول بمقابلہ مؤمنین پیدا ہے۔ اب یہاں سے ان لوگوں کا بھی رد ہو گیا جنھوں نے رسول اللہ تعالی صلعم کو بدلیل
حدیث شریف اخوت ایمانی میں برابر مانا کیونکہ بعد اس ثبوت فارق کے جو آیت کریمہ سے مذکور ہوا وہ حدیث شریف جس پر
انکی دلیل کا مدار ہے کسی وجہ میں تاویل کی جاویگی اسلیے کہ بعد ثبوت حکم آیت حدیث سے امر ثابت کی نفی ہو سکتی بلکہ حدیث کی
کسی وجہ کے ساتھ تاویل کی جاوے گی۔ پس یہ امر حق ہے **شعر** بنی آدم سے کیا نسبت تمھاری ذات والا کو ٭
بہتر عالم و آدم سے ہو عالی نسب کیسے ٭ اور اسی طرح شمول عام اولیاء اللہ تعالی کا مؤمنین کے ساتھ ثابت بفارق ہی کیونکہ
حفظ خدا انکی شان میں تخصیص کو ثابت کر رہی ہے۔ پس ایذا یا قلبی ہے یا نفسی ہے۔ قلبی بسبب فرمانے اللہ تعالی کے فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ
نَّفْسَکَ عَلٰی اٰثَارِھِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِھٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا کہ سورہ کہف اول رکوع میں ہی یعنی پس شاید کہ آپ اپنے نفس کو
ہلاک کر ڈالنے ہیں ان کے حال پر اگر وہ گرویدہ نہ ہوئی اس حدیث یعنی کلام الہی پر از روئے غم و اندوہ کے۔ یعنی آپکو انکے ایمان نہ لانے پر
اسقدر غم ہوتا ہے کہ آپکے لیے اندیشہ ہلاکی ہے۔ اور بسبب فرمانے اللہ تعالی کے وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰی مَآ اٰذَیْتُمُوْنَا کہ سورہ ابراہیم
رکوع دوم میں ہے۔ اور البتہ ہم اس چیز پر صبر کرینگے جو تم نے ہمکو ایذا دی۔ اور ایذائی قلب بسبب ترک ادب کے ہے حق اللہ تعالی میں یعنی
ادب کا چھوڑ دینا ہے اللہ تعالی کے حق میں۔ دوسرے ایذائی نفس مبارک کہ معلوم عام ہے۔ اور یہ ترک ادب ہے آپکے حق نفس کی بابت یا اور یہ دونو

ش اے حق اللہ تعالیٰ و حقِ نفس **هم** مشترک اند بہر اختیار و ترکِ ادب پس آدابِ زیارت قبور کہ ترکش مستلزمِ ایذای مقبور باشد بنیز مرعی خواہد شد چنانکہ از رسول اللہ تعالیٰ و غیرش صلعم لنسبتہ بزائر و مزور در حدِ خود ما کہ بحالتِ حیات سزاوار او بود ثابت است قولاً و فعلاً چنانکہ در فتاوی عالمگیری است کیفیۃ الزیارۃ کزیارۃ ذالک المیت فی حیاتہ من القرب والبعد کذا فی خزانۃ الفتاوی و این اجمال را **ش** یعنی اجمال ہر اختیار و ترک را **هم** تفصیلے است مختلف فیہ کہ این مختصر نتابد مگر اصلی میگویم **ع** اگر عاقلی یک اشارت بس است ٭ در حق اللہ تعالیٰ اختیار استحباب است عبادتاً و عادتاً و در حقِ نفس آنچہ بر خود نہ پسندی بر دیگرے مپسند و طریقہ تمایز موافق نفس اینست کہ آنچہ از دیگری نہ پسندی از خود مپسند و این نتوانی مگر بمحبت آری محبت خود ادبی است کہ صد ادب می آموزد و بہترین آداب بجا آوردن امر است پس اطاعتِ امر رسول صلعم در مرضات فرض است مع مفید ادب مع حذر ایذا و خیر خود است

ترجمہ یعنی حق خدا اور حق نفس مبارک صلعم ہر اختیار اور ترک ادب میں مشترک ہیں کیونکہ جو ادب کہ رسول اللہ کی نسبت اختیار کیا جائیگا یا ترک ہوگا وہ باعتبار رسالت کے خدا کی نسبت کر ضرور ہوگا لہذا ترک و اختیار ادب رسول میں حق خدا اور حق رسول کا اشتراک لازمی ہوگا - پس آداب زیارت قبور بھی کہ انکا ترک معتبور کی ایذا کا مستلزم ہے رعایت کیے جاینگے کیونکہ کسی مزار مومن کے ترک ادب سے جس کا وہ حالت حیات میں مستحق تھا صاحب مزار کو ایذا ہوتی ہے جیسا کہ حضور صلعم اور آپکے سوا اوروں سے زائر کے لیے اور جسکی زیارت کی جاوے دونوں کی نسبت حسب حیثیت اپنی اپنی حد میں کہ حالت زندگی میں انکے لیے سزاوار تھا قول اور فعل سے کہنا اور کرنا ثابت ہے جیسا فتاوی عالمگیری میں کیفیۃ الزیارت میں خزانۃ الفتاوی کے حوالہ سے مذکور ہے کزیارۃ ذالک المیت فی حیاتہ من القرب والبعد یعنی جیسے اس میت کی زیارت اسکی زندگی میں نزدیک و دور سے - اور اس اجمال یعنی ہر اختیار و ترک کی بڑی تفصیل ہے جسمیں اختلاف ہے کہ اس مختصر میں اسکی گنجائش نہیں مگر ایک قاعدہ بیان کیے دیتے ہیں **ع** عاقل کے لیے اشارہ بس ہے ٭ چنانچہ وہ اصل یہ ہے - کہ حق اللہ میں اختیار استحباب ہے یعنی ایسی چیز اختیار کرنا عبادت اور عادت کے طور پر جو اچھی جانی گئی ہے - اور حق نفس میں یہ قاعدہ ہے کہ جو تو اپنے لیے نہ چاہے وہ دوسرے کے واسطے مت پسند کر - اور اسکے تمایز کا طریقہ نفس کے موافق یہ ہے کہ جو کچھ تجکو دوسرے سے پسند نہ ہو وہ اپنی ذات سے غیر کے لیے نہ پسند کر - اور یہ نہیں ممکن ہے مگر بذریعہ محبت - ہاں محبت خود ایسا ادیب ہے کہ سو ادب سکھلا دیتا ہے اور آداب میں سب سے بہتر بجا آوری حکم ہے - پھر اطاعت امر رسول اللہ صلعم فرض ہے مرضات میں یعنی وہ امر جنکی خصلت عادت میں ہے - اور یہ ادب اور ایذا سے بچنے اور اپنی بہتری اور خیر کے لیے مفید ہے

ترکِ ادب بمزارِ متبرک کی ایذا کا مستلزم ہے جالیں حدیث و فقہ

اجمالی قاعدہ ادب کے ترک و اختیار کا

تفسیر قولہ تعالیٰ ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبیناہ

قولہ تعالیٰ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ط وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًاؕ ترجمہ ہرگز نیست ہر مومن و مومنہ را ہرگاہ کہ جاری کرد اللہ تعالیٰ و رسول مقبول او تعالیٰ صلعم امری را اینکہ باشد برائے شاں رخصت از امر شاں و ہر کہ نافرمانی کند اللہ تعالیٰ و رسول مقبول او تعالیٰ را صلعم پس بتحقیق گمرہ شد گمرہی کہ دور کنندہ از نیک است ÷ **ش** ہر دو عطف نسق عطف نسق آنست کہ صحیح باشد دراں تردید **ھ** لفظ رسول بر لفظ اللہ بدلالت شان نزول ایں کریمہ و قد دال است بر تاکید تحقق فعل از ماضی **تنبیہ** ازینجا رد آنست کہ گفتہ شد در رخصات عادیہ مخالفت امر رسول اللہ تعالیٰ صلعم جائز است و دلیلے آوردند از حدیث شریف عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَدِمَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يَأْبُرُوْنَ النَّخْلَ فَقَالَ مَا تَصْنَعُوْنَ قَالُوْا نَصْنَعُهٗ قَالَ لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوْا كَانَ خَيْرًا

تفسیر کریمہ ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا۔ الخ

ترجمہ بسبب فرمانے خدائی تعالیٰ کے مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ط وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًاؕ سورۂ احزاب رکوع پانچ میں یعنی ہرگز نہیں ہے کسی مومن مرد یا مومنہ عورت کو جبکہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول مقبول صلعم نے کسی امر کو جاری کیا یہ کہ ان کے لیے اختیار و رخصت ہووے۔ اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلعم کی وہ گمراہ ہوگیا ایسی گمرہی میں جو نیکی سے جدا کرنیوالی ہے۔ اس آیت کریمہ میں لفظ اللہ پر رسول کا ہر دو جگہ شان نزول کی دلالت سے عطف نسق ہے یعنی وہ عطف جسمیں تردید صحیح ہوتی ہے۔ اور قد فعل ماضی کے متحقق ہونیکی تاکید پر دلالت کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعد اجرائی حکم خدا یا حکم رسول مومن کو کسی امر میں اختیار نہیں رہتا بجز تعمیل چارہ نہیں۔ پس جیسے حکم خدا میں اختیار باقی نہیں اور تعمیل بغیر چارہ نہیں ہوتا ایسے ہی حکم رسول میں عدم اختیار و تعمیل لابدیت سے اور حکم ہر دو یکساں اور فرض ہیں۔ اسی طرح اللہ یا رسول کی نافرمانی میں گمرہی یکساں ہے خواہ کسی ایک کی ہو عقاب نہی ہے اور اسکے تحقق میں تاکید یکساں ہے۔ اسجگہ اس قول کا بھی رد ہوگیا جو کہا گیا کہ رخصات عادیہ میں یعنی وہ امور عادیہ جنمیں رخصت و اختیار ہے۔ رسول اللہ صلعم کے حکم کی مخالفت جائز ہے اور یہ حدیث شریف دلیل میں لائے جو رافع ابن خدیج سے مروی ہے کہ کہا انھوں نے آئے نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو اور اہل مدینہ درخت خرما کے پیوند چڑھاتے تھے یعنی نر و مادہ کا جوڑ دے رہے تھے۔ پس فرمایا آپ نے تم کیا کرتے ہو انھوں نے کہا ہم اسکی اصلاح کرنے میں آپ نے فرمایا شاید اگر تم نہ کروگے تو بہتر ہو جاوینگے۔

تعریف عطف نسق

بیان یہ کہ مخالفت حضور صلعم در خصات عادیہ میں جائز نہیں ÷

فتركوه فنقصت قال فذكروا ذلك له فقال انما انا بشر اذا امرتكم بشيء من
امر دينكم فخذوا به واذا امرتكم بشيء من رأيي فانما انا بشر رواه مسلم
كذا في المشكوة پس تاویل باشد بوجہے بعد ایں ثبوت باید داشت کہ رخصت در مرخصات قبل
امر است نہ بعد پس از انکہ فرمود حق سبحانہ ما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله و
رسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم الخ واذا امرتكم بشيء من رأيي فانما
انا بشر ونہ فرمود لا تاخذوه مظنون بر آنست کہ حضرت رحمت عالم صلعم تشدد بایشان نفرمود
از انکہ واقف نباشند از تفصیلات عقاید وتالیف فرمود رحمۃ از انکہ مشدد ومبعوث نشد
وتواند شد کہ ورود ایں حدیث شریف قبل نزول کریمہ ما كان لمؤمن ولا مؤمنة الخ
باشد والله تعالى اعلم بالصواب ۔ اللهم صل وسلم على محمد نبي الرحمة
وعلى جماله كما تحبه وترضاه وشفعه فينا وترحمنا به

ترجمہ تو انھوں نے اسکو چھوڑ دیا پس ناقص ہوگئے درخت کہا راوی نے پھر انھوں نے یہ حضور سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا میں تو بشر ہی ہوں۔ جب میں تمکو کسی چیز کا تمھارے دین کے کام میں سے حکم کروں تو اسکو اختیار کرو اور لو۔ اور جب میں تم کو کسی چیز کا میری رائے سے حکم کروں تو میں تو بشر ہی ہوں۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا۔ اور اسی طرح مشکوۃ میں ہے۔ اور اسی مضمون کی حدیث اس سے پہلے ذکر کیفیۃ تعظیم وادب الخ کے شروع میں بسند والفاظ مختلفہ مذکور ہو چکی ہے ان شاء فلیرجع اگر خواہش ہو رجوع کرے۔ پس یہ حدیث شریف بعد ثبوت حکم آیت شریف مذکورہ کے کسی وجہ میں تاویل کی جاوے گی۔

حدیث مذکور بعد ثبوت آیت ماول ہوگی

یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ امور مرخصات عادیہ میں رخصت امر سے پہلے ہے نہ اسکے بعد کیونکہ فرمایا حق سبحانہ نے ما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم ط سورۂ احزاب کے پانچویں رکوع میں یعنی جب حکم خدا و رسول مومنین کے لیے جاری ہو جاوے تو انکو اپنے امر میں اختیار نہیں رہتا۔ اور فرمایا رسول مقبول صلعم نے جبکہ میں تمکو کسی چیز کا اپنی رائے سے حکم کر دوں تو میں تو بشر ہی ہوں۔ پس فانما انا بشر فرمایا لا تاخذوه نہ فرمایا یعنی مت لو اسکو یا نہ اختیار کرو گمان اسکا ہے کہ حضرت رحمت عالم صلعم نے انپر تشدد نہ فرمایا اس سبب سے کہ وہ عقاید کی تفصیلات سے واقف نہ ہونگے بلکہ از روئی رحمت تالیف فرمائی اسلیے کہ خدا نے آپ کو متشدد اور سخت نہیں پیدا کیا۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس حدیث شریف کا ورود آیت کریمہ ما كان لمؤمن ولا مؤمنة الخ کے نزول سے پہلے ہوا ہو۔ والله تعالى اعلم بالصواب خدا تعالی ہی صواب کو بہتر سمجھتا ہے۔ اللهم صل وسلم على محمد نبي الرحمة وعلى جماله كما تحبه وترضاه وشفعه فينا وترحمنا به

امور عادیہ میں رخصت امر سے پہلے ہے نہ بعد

ذکر کیفیت تعظیم و محبت ملائکہ و صحابہ و تابعین و غیرہم علی نبینا علیہم والسلام با دیگر منافع

کیفیت تعظیم و محبت ملائکہ و صحابہ و تابعین و غیرہم علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام با دیگر منافع

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ تعظیم و محبت ملائکہ کلہم اجمعین خصوصاً ملائکہ کرام علیٰ نبینا وعلیہم السلام بانچہ باید واجب ست و آں باعتقاد عصمت ایشانست لقولہ تعالیٰ لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَهُمْ ترجمہ نافرمانی نمیکنند اللہ تعالیٰ را آنرا کہ حکم فرمود شانرا ۔ و گفتن علیہ السلام برائے مخصوصان و رحمہ اللہ تعالیٰ برائے دیگران چنانچہ معروف ست و حذر از خطاب و انتساب ناسزا لقولہ تعالیٰ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ ترجمہ ہر کہ دشمن

۱۹ بیان ذکر تعظیم و محبت حضرات ملائکہ و صحابہ و تابعین و غیرہم کا علی نبینا الصلوٰۃ والسلام اور فائدوں کے

۱۹ بیان ذکر تعظیم و محبت حضرات ملائکہ اور صحابہ اور تابعین وغیرہم کا ہمارے نبی پر اور انپر صلوٰۃ وسلام ہو جو کہ مع بیان اور فائدوں کے ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

۱ تعظیم و محبۃ ملائکہ انکی عصمت کے سبب واجب ہے اور دشمنی انکی کفر ہے

تعظیم و محبت کل ملائکہ تمامہ کی خاصکر ملائکہ کرام کی جو فرشتوں میں بزرگ ہیں ہمارے نبی پر اور انپر سلام ہو جیسی اور جس چیز میں چاہیے واجب ہے ۔ اور یہ انکی عصمت کے اعتقاد کے سبب ہے کہ وہ معصوم ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے انکو گناہ سے پاک رکھا ہے اور جس کام کے مامور ہیں اسکی بجا آوری میں مشغول ہیں اللہ کی نافرمانی انکا کام نہیں کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو سورہ تحریم کے اول رکوع میں اٹھائیسویں پارہ میں ہے لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ یعنی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں اس کام میں جس کا انکو اللہ نے حکم فرمایا اور کرتے ہیں وہی جو حکم کیا جاتا ہے ۔ اور خواص ملائکہ کے واسطے سلامتی بھیجنا الفاظ علیہ السلام کہکر اور ان کے سوا باقی ملائکہ کے لیے خدا سے رحمت طلب کرنا الفاظ رحمہ اللہ تعالیٰ کہکر جیسا کہ معروف ہے ۔ اور پرہیز کرنا ایسی خطاب و نسبت کرنے سے جو کہ ان کے لائق نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کے اس فرمانے کے سبب سے مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝

خواص ملائکہ کے لیے علیہ السلام اور باقی کیلیے رحمہ اللہ تعالیٰ کہنا اور بُرے خطاب و نسبت کرنے سے اُن کے لیے بچنا چاہیئے

یعنی جو شخص دشمن ہے

برائی اللہ تعالی و فرشتگان او و پیغمبران او و جبریل و میکال علی نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام پس
تحقیق اللہ تعالی دشمن است مر کافران را۔ ازینجا است کہ دشمنی با ملائکہ و پیغمبران کفر است و تعظیم صحابہ
و اہل بیت کہ ہمہ از اصحاب ہستند بوجہ الرسول صلی اللہ تعالی علیہ و علیہم اجمعین و آل باعتقاد محفوظیت
و فضل ایشان است بہ برکت و حرمۃ صحبت حضرت افضل المرسلین صلعم و حفظ مراتب فضل ایشان
و محبتہ بہ نسب دائرہ ایشان بحضرت صلعم و اتصاف بصفات آن مظہر صفات اللہ الجلیل الاکبر و صفا
لقولہ علیہ السلام مَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي اَحَبَّهُمْ و بگفتن رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ
وقت ذکر اسم شریف شان لقولہ تعالی اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَ
الْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ الآیہ
استثنار بعض ازیں بشارت بوجہے نتواند کرد باید دانست بعد صحت صحابیتہ و زیادت دعائی خیر

ترجمہ اللہ کا اور اسکے فرشتوں کا اور اسکے رسولوں کا اور جبریل کا اور میکائیل کا پس بیشک اللہ تعالی دشمن ہے خاص کافروں کا
یہیں سے یہ ثابت ہے کہ فرشتوں اور پیغمبروں کے ساتھ دشمنی کفر ہے۔ اور تعظیم و محبت صحابہ اور اہل بیت کی کہ یہ بھی سب
صحابہ رسول اللہ صلعم کے ہیں جو خاص اسی رسول کی وجہ کے سبب سے ہے جو واجب ہے صلی اللہ تعالی علیہ و علیہم اجمعین۔
اور یہ تعظیم بسبب اعتقاد محفوظیت اور انکے فضل کے ہے جو حضرت افضل المرسلین صلعم کی صحبت کی برکت اور حرمت کے سبب انکو حاصل ہے
اور انکی فضیلت کا حفظ مراتب اور انکی محبت ان نسبتوں کے سبب سے ہے جو آنحضرت صلعم اور ان کے درمیان دائر ہیں۔ اور ان کا اوصاف کے
متصف ہو جانیکے سبب سے ہے ان صفات کے ساتھ وصف میں جو خدائی جلیل و اکبر کے صفات کی مظہر کی صفتیں ہیں یعنی صحابہ
اور اہل بیت کے فضل مراتب اور انکی محبت اس اعتبار سے نگاہ رکھنا چاہیے جو آنحضرت صلعم کے ساتھ انکی نسبتیں ہیں اور نیز
اور جسقدر رسول اللہ صلعم کے اوصاف کے ساتھ کہ آپ اللہ جل جلالہ کی ذات و صفات کے مظہر ہیں وہ اپنی صفات میں متصف
ہو کر مظہر ذات و صفات رسول صلعم قرار پائے ہیں ہو کیونکہ فرمایا حضور علیہ السلام نے جس نے انسے محبت کی پس میری محبت کے سبب سے ان سے محبت کی
اور انکی تعظیم وقت ذکر انکے اسم شریف کے رضی اللہ تعالی عنہ کے الفاظ کہکر ہو کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے سورۂ توبہ میں کہ سبقت کرنیوالے جو ہیں
اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ الآیہ
یعنی اگلے سبقت کرنیوالے جو مہاجرین اور انصار میں سے ہیں اور جنہوں نے احسان کے ساتھ انکی پیروی کی اللہ انسے راضی ہے اور وے اللہ سے راضی ہیں
آخر آیت تک۔ اس بشارت خدا سے بعض صحابہ کا استثنار کسی وجہ کے سبب نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ صحابہ مہاجرین و انصار بالعموم اس بشارت خدا میں شامل
ہیں بلکہ احسان کے ساتھ جو انکے پیرو ہیں وہ بھی بشارت میں شامل و ملحق ہیں پس بعض کیونکر اس بشارت سے علیحدہ کیے جا سکتے ہیں گو کوئی وجہ واقع
ہوئی ہو جبکہ خدا کیطرف سے انکا استثنار نہیں کیا گیا تو ہمکو سبھوں کی اطاعت واجب اور اسکا خلاف منع ہے معلوم ہو کہ بعد صحیح ہونے انکی
صحابیت کے اور ان کے حق میں دعائے خیر زیادہ ہونیکے

تعظیم و محبت صحابہ و اہل بیت لوجہ الرسول واجب ہے +

ذکر صحابہ کے وقت رضی اللہ عنہ کہنا بنص النص

بشارت خدا سے بعض صحابہ اور انکے تابعین کا استثنا نہیں ہو سکتا ہے جبکہ وہ بشارت میں شامل ہیں +

وبشارات از قرآن مجید و حدیث شریف بی استثنارِ بعض تقصیص مختلف متقصّصین احوالِ مشاجرات در تصحیح عقیدہ کہ از اصل قرآن مجید و حدیث شریف ہست نہ از غیرش دخلے ندارد قال اللہ تعالیٰ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ترجمہ بفرما ای حبیب من این راہِ من کہ می بینید این است کہ میخوانم سوئے خدائی معبودِ واحد بر حجۃ یا بینش باطن ہستم من و ہر کہ پیروی کردمرا + یعنی این خواندنم و پیروی کردنِ پیروان از سرحجۃ یا بینش باطن است کہ از خدای تعالیٰ است نہ از نادانی و خودرائی + وقال تعالیٰ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ترجمہ تالیف بخشید میان دلہائے شان + ازینجا است کہ تجویز کینہ و عناد میانِ شان نتوان شد + وقال تعالیٰ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ترجمہ بروزے کہ نہ رسوا کند اللہ تعالیٰ این نبی را صلعم و آنانکہ گرویدند باو بآنکہ بر سرحق ہستند و بعظمتش صلعم وقال تعالیٰ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ

ترجمہ اور قرآن مجید و حدیث شریف سے اُن کی نسبت بشارتیں ثابت ہونیکے کہ اُن بشارتوں میں کسی کی نسبت اُن میں سے کوئی استثنار نہ کیا گیا ہو - احوال مشاجرت کے قصے بیان کرنیوالوں کے بعض مختلف قصے عقیدہ کی تصحیح میں کچھ دخل نہیں رکھتے ہیں کیونکہ اصل تصحیح عقیدہ کی قرآن مجید اور حدیث شریف سے ہے نہ اُسکے سوا کسی اور مختلف بیانات سے جیسا فرمایا اللہ تعالیٰ نے قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ سورہ یوسف رکوع آخر میں - یعنی فرما دیجیے ای میرے حبیب یہ میری راہ کہ تم دیکھتے ہو یہ ہے کہ میں خدا معبود یکتا کی طرف بلاتا ہوں میں حجت پر یا باطن کی بینائی پر ہوں اور جسنے میری پیروی کی یعنی یہ میرا بُلانا اور پیرو لوگونکی پیروی کرنا از سرحجت ہے یا بینائی باطن کی راہ سے ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے نا سمجھی اور خود رائی سے نہیں ہے - اور فرمایا خدائے تعالیٰ نے سورۂ آل عمران رکوع گیارہ میں اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ یعنی خدائے تعالیٰ نے اُن کے دلوں کے درمیان تالیف بخشدی ہے یعنی اُلفت پیدا کردی ہے - یہیں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اُن کے درمیان کینہ اور عناد کا جائز کرنا نہیں جانا جا سکتا ہیں اُس کا جائز ماننا درست نہیں بلکہ انکار نص کے سبب خوف کفر ہے نعوذ باللہ منہ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ یعنی اللہ تعالیٰ اُس دن اس نبی کو رسوا نہ کریگا اور نہ اُن لوگونکو جو حضور صلعم کے ساتھ گرویدہ ہو گئے ہیں - اس وجہ سے کہ وہ برسرحق ہیں - اور حضور صلعم کی عظمت کے خیال سے اُنکی رسوائی اللہ کو منظور نہ ہوگی اس لیے کہ آپ مقبول خدا ہیں پس بخیال عظمت و مقبولیت آپکے گردیدہ اصحاب بھی مقبول معظم ہونگے اور یوم قیامت رسوائی سے محفوظ رہینگے اور فرمایا خدائے تعالیٰ نے سورۂ انا فتحنا رکوع آخر میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ یعنی محمد صلعم پیغمبر خدائے عزوجل ہیں اور وے لوگ کہ اُن کے ساتھ ہیں سخت تر ہیں۔

تفسیر کریمہ قل ہذہ سبیلی ادعوا الی اللہ الخ

تفسیر کریمہ الف بین قلوبہم +

تفسیر کریمہ یوم لا یخزی اللہ النبی الخ

تفسیر کریمہ محمد رسول اللہ والذین معہ الخ

عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ط ترجمه محمد پیغمبر خدای عزوجل است و آنانکه با او هستند سخت ترند بر کفار ای در غلبه بهر وجه و مهربانند با همدگر می بینی ایشانرا بسیار راکع و ساجد ظاهراً و باطناً میخواهند فضل از خدای عزوجل و خوشنودی۔ علامت شان در رو های شان است از اثر انوار سجده های مقبول ۔ ازینجا است هر که اصحاب را رضی الله عنهم مهربان بهمدگر و جویای فضل خدای عزوجل در اعمال ندانند منکر صفت رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ وَيَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا است پس حکم منکر نزد علما رحق است ۔ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ج صلے وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ ج كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط ترجمه اینکه مذکور شد مثل ایشان در توراة است و مثل ایشان در انجیل مثل کشتی است که بر آورد خوید خود را پس قوت داد او را پس سخت قوی شد پس استاد بر ساق خود

ترجمہ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ط کفار پر یعنی غلبہ میں ہر وجہ کے ساتھ۔ اور مہربان ہیں آپس میں۔ آپ انکو ظاہر و باطن بہت رکوع کرنے والا اور سجدہ کرنے والا دیکھتے ہو۔ وے خدای عزوجل سے فضل اور خوشنودی چاہتے ہیں انکی علامت انکے چہروں میں ہے مقبول سجدوں کے انوار کے اثر کی۔ یہیں سے ثابت ہے کہ جو شخص اصحاب رضی اللہ تعالی عنہم کو آپس میں مہربان۔ اور خدای عزوجل کے فضل کا اعمال میں جویا اور متلاشی نہ جانے وہ صفت رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ یعنی وے آپس میں رحیم و مہربان ہیں۔ اور يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا یعنی خدا عزوجل سے فضل و خوشنودی کے جویا ہیں۔ ان دونو صفتوں کا منکر ہے۔ پس منکر کا حکم ایسے شخص کی نسبت جو علماء کے نزدیک ہے حق ہے اور علمائی حق ایسے شخص کو منکر جانتے ہیں۔ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ج صلے وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ ج كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ

بقیہ آیت مذکورہ سورۂ فتح ۔ یعنی یہ کہ مذکور ہوا انکی مثل توریت میں ہے اور انکی مثل انجیل میں ۔ جیسے کوئی کھیتی ہے کہ اپنے کلّوں یا سوؤں کو نکال لائی ۔ پھر اس کو قوت دی ۔ تو سخت مضبوط ہو گئی ۔ پھر اپنی ساق پر کھڑی ہوئی ۔

ای بقوتِ بالغۂ خود کہ شاد میکند آں زرع از حسنِ ذاتی و عرضی خود زُرّاع را و آیں تمثیل در انجیل از بہرِ آنست تا بخشم آرد آں ممثّل بہ بسببِ ایشاں ای محمدٌ رسول اللہ والذین معہٗ کفار را کہ اشارت تخصیصی بہ یہود و نصاریٰ است و تعمیمی بغیر شاں + باید دانست دریں مثل زرع عبارت است از محمدٌ رسول اللہ تعالیٰ صلعم و شطئہٗ از صحابہ و آزرہٗ از تربیت ظاہری و باطنی شاں و استغلظ از رسیدنِ شاں بحدِ رسیدنی و استوٰی علیٰ سوقہٖ از صحت اجتہاد و زُرّاع از خدای مدبّر الامر چنانکہ فرمود ءَاَنتم تزرعونہٗ ام نحن الزارعون ٥ گفتند ازینجا است کہ احتیاط در آنست کہ زُرّاع جز حق سبحانہٗ را نباید گفت و حال آنکہ لفظ جمع ست زُرّاع ھم و تشبیہ جوازش کردہ الحاصل ایں شادیِ پروردگار و پیچ و تاب کفار بسر گرمیِ اختیار مرضیات حق تعالیٰ بذات خود صلعم و توابع رضی است پس شادمی شود سبحانہٗ بملاحظہ کمال ظہور اجتماعی مقصود آں اعرف در مقابلۂ اضداد + وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ٥

ترجمہ یعنی پیروں کے بل بسبب اپنی قوت بالغہ کے۔ کہ وہ کھیتی اپنے حسن ذاتی اور عرضی سے زُرّاع کو یعنی کھیتی کرنیوالوں کو خوش کرتی ہے اور یہ تمثیل انجیل میں اسواسطے ہے تاکہ وہ مثل مارنے والا یعنی اللہ سبحانہ انکے سبب یعنی محمد رسول اللہ اور اُن کے ساتھیوں کے۔ کفار کو غصہ میں لاوے بالخصوص انہیں یہود و نصاریٰ کو ہیں کیونکہ اشارت تخصیصی انہیں کیطرف ہے اور تعمیمی اشارہ میں اُنکے سوا سب کفار شامل ہیں معلوم ہو کہ اس مثل میں زرع یعنی کھیتی عبارت ہے محمد رسول اللہ تعالیٰ صلعم سے۔ اور شطئہٗ یعنی اس کھیتی کے کلّے یا سوئے عبارت ہے صحابہ سے۔ اور آزرہٗ یعنی اُسکی قوت دینے سے مراد ہے صحابہ کی تربیت ظاہری اور باطنی۔ اور استغلظ یعنی پوری مضبوطی پر ہو کر انکا پہنچنے کے لائق حد تک پہنچ جانا۔ اور استوٰی علیٰ سوقہٖ یعنی پنڈلیوں کے بل کھڑی ہو جانا مراد اُن کا صحت اجتہاد ہے۔ اور زُرّاع یعنی کاشتکار کہ وہ خدائے مدبّر الامر ہے جو ہر کام کی تدبیر کرتا ہے جیسا فرمایا سورۂ واقعہ رکوع دوّم میں ءَاَنتم تزرعونہٗ ام نحن الزارعون ٥ یعنی کیا تم اُسے اگاتے ہو یا ہم اگانیوالے ہیں۔ یہ قول انہیں کا ہے جنہوں نے کہا کہ احتیاط اسمیں ہے کہ لفظ زُرّاع بجز حق سبحانہ اور کیلیے نہ کہنا چاہیے حالانکہ یہ لفظ جمع ہے اور بمقام تشبیہ میں ہے۔ پس اسکے جمع ہونے اور تشبیہ میں کہنے کی اس لفظ کا جواز کر دیا۔ الحاصل یہ خوشی پروردگار کی اور کفار کا پیچ و تاب۔ خود حضور صلعم کی ذات پاک کا اور آپکے پیروان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا حقتعالیٰ کی رضامندیوں کو سرگرمی سے اختیار کرنے کے سبب ہے۔ پس اللہ سبحانہ اپنا کمال ظہور اجتماعی جو آن اعرف کا مقصود ہے اضداد کے مقابلہ میں ملاحظہ کر کے خوش ہوتا ہے یعنی خدای پاک اپنا پورا ظہور اجتماعی جس سے اُس کا پہچانا جانا مقصود ہے جب بمقابلۂ اضداد میں دیکھتا ہے تو اپنے مقصود معرفہ پر اپنا ظہور تام اور کمال جیسا چاہیے پورا جمعیت کی حالت میں ملاحظہ کرنے سے خوش ہوتا ہے۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ٥

ترجمہ وعدہ کرد اللہ تعالیٰ کسانی را کہ گرویدند بخدای عزوجل و رسول مقبول او تعالیٰ صلعم و عمل
شایستہ کردند یعنی حسن سر انجام ماموربہ کرد از ایشان اند یعنی صحابہ ش تبیین است از کسانیکہ
گرویدند ھم ستاری گناہا نزد او در تحت مشیئة و ثمر لازم العظمة + باید دانست لفظ منھم دلالت
میکند بر تخصیص صحابہ درین اشتراک تعمیم مومنین صالحین پس منع جواز نباشد غیر مخصص و لفظ
مغفرة مطلق است از تقیید بتوبہ موعود مغفرت پس این وعدہ در غیر متوب داخل تحت مشیئة باشد
ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + و لفظ اجرا عظیما بجزای لازم العظمة اعمال حسنہ
جان نثاری با مر رسول اللہ تعالیٰ صلعم لوجہ اللہ تعالیٰ در تقابل عمل خود و غیر خود وعن عمر بن
الخطاب قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سألت ربی عن
اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی اللہ الیّ یا محمد ان اصحابک عندی
بمنزلة النجوم فی السماء بعضها اقوی من بعض ولکل نور

ترجمہ یعنی وعدہ کرلیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے جو خدای عزوجل اور اسکے رسول مقبول صلعم کے ساتھ گرویدہ ہو گئے
اور جیسے کہ چاہییں انھوں نے عمل کیے کہ وہ ماموربہ کا یعنی حکم خدا و رسول کا اچھی طرح سر انجام کرنا ہے۔ اور یہ عاملین صالحین جو
صحابہ ہیں یعنی گرویدہ لوگوں ہی میں۔ انکے لیے اللہ نے ستاری گناہوں کا وعدہ کرلیا ہے وہ گناہ جو تحت مشیت ہیں۔ اور بسبب
عوض کا جسمیں انکی عظمة لازم ہوتی ہو۔ معلوم ہو کہ اس اشتراک تعمیم مومنین صالحین ہیں جو کل مومنین صالحین کو اپنے
عموم میں شریک کیے ہوئے ہے لفظ منھم یعنی انھیں سے صحابہ کی تخصیص پر دلالت کرتا ہے کہ انکو اس لفظ سے شرکت عام
مومنین صالحین میں ایک خصوصیت حاصل ہے۔ پس خصوصیت غیر مخصص کے لیے جنکو خصوصیت نہیں ہے جواز کی منع نہیں
کر سکتی لہذا جائز ہے کہ عام مومنین صالحین بھی اس وعدہ مغفرت اور اجر عظیم میں شامل و شریک ہوں۔ اور لفظ مغفرة
یہاں توبہ موعود مغفرت کی تقیید سے مطلق ہے یعنی یہ مغفرت اس قسم کی مغفرت نہیں ہے جو توبہ پر وعدہ
کی گئی ہے بلکہ بے قید مطلق واقع ہوئی ہے پس یہ وعدہ جو غیر متوب میں واقع ہوا یعنی بغیر توبہ وعدہ بخشش
ہے یہ خدا کے تحت مشیت داخل ہوگا ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + ترجمہ دیکھو فرق راہ کا
کہاں سے کہاں تک + اور لفظ اجرا عظیما اعمال حسنہ کی ایسی جزا پر دلالت کرتے ہیں جو لازم عظمة ہے۔ یہاں تو اور اپنے
غیر کے عمل کے مقابلہ میں اور رسول اللہ تعالیٰ صلعم پر لوجہ اللہ تعالیٰ جان نثاری ہے جسکے ثمرہ میں یہ اجر عظیم ہے اور یہی اعمال حسنہ ہیں۔ اور روایت ہے
حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا آپنے سنا میںنے رسول اللہ صلعم سے کہ فرماتے تھے پوچھا میںنے میرے رب سے میرے بعد میرے اصحاب کے خلاف کی
نسبت پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے میری لیے وحی فرمائی ای محمد صلعم یقینی تیرے اصحاب میرے نزدیک وہ منزلت رکھتے ہیں جو ستاروں کی
آسمان میں ہے کہ بعض انکے بعض سے قوی تر ہیں۔ اور ہر ایک کے واسطے نور ہے

تفسیر حدیث شریف ترجمہ اسکا کہ
بروایت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر بقول ایالت
سألت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی الخ

تمن اخذ بشیٔ مما ھم علیہ من اختلافھم فھو عندی علی ھدی قال وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم رواہ رزین فی المشکوٰۃ

ترجمہ پیغمبر مود صلعم پرسیدم از پروردگار خود از اختلاف اصحاب خود بعد خود پس وحی فرمود اللہ تعالیٰ طرف من ای محمد تحقیق اصحاب تو نزدم چناں منزلہ اند کہ نجوم در آسمان بعض شاں قوی تر است از بعض و برای ہر یک نور است پس ہر کہ اختیار کرد چیزے را از آنچہ کہ اوشاں بر انند از اختلاف با خودشاں پس آں نزدم بر ہدایت است ✢ ازینجا صحت اجتہاد شاں عیان است و اصحاب من مانند ستارگانند پس ہر کہ از ایشاں پیروی کرد دید راہ یافتید ✢ و در تشبیہ بہ نجوم توسع اسرار است مشتاق تواند دریافت و ازینجا مقتدی ہدایت یافتنِ مقتدی ثابت است ✢ وقال صلعم اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فیوشک ان یاخذہ رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب فی المشکوٰۃ **ترجمہ** لفظ مبارک اللہ مفعول بہ است برای فعل محذوف یعنی بترسید یا مفعول می ستایم یا استعجابا و تکرار لفظ مبارک تاکید است حاصل آنکہ بترسید خدای را عز وجل

ترجمہ پس جسنے کسی چیز کو اختیار کیا اُس چیز سے کہ وہ اُسپر ہیں اُن کے آپس کے اختلاف سے پس وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔ یہاں سے اُنکے اجتہاد کی صحت عیاں ہے۔ پھر فرمایا حضرت عمرؓ نے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب مانند ستاروں کے ہیں پس اُنمیں سے جس کسی کے ساتھ تمنے پیروی کی تو تمنے راہ پائی۔ اور اس تشبیہ میں جو نجوم کے ساتھ واقع ہوئی اسرار کا توسع ہے یعنی اس تمثیل میں بڑی وسعت سے بھید بھرے ہیں کہ مشتاق ہی دریافت کرسکتا ہے۔ اور یہیں سے مقتدی کا ہدایت پانا ثابت ہے۔ اور فرمایا حضور صلعم نے ڈرو تم اللہ سے۔ یا میں خدائے عز وجل کی ستایش و تعریف کرتا ہوں۔ یا تعجب ہے میرے اصحاب کے حال میں۔ ہرگز اُنکو میرے پیچھے سے نشانہ تیر ملامت نہ بناؤ یا نہ گرفت کرو۔ پس جسنے محبت کی اُن کے ساتھ تو میری محبت کے سبب اُنسے محبت کی اور جسنے بغض کیا اُنسے اُسنے میری کینہ کے سبب اُنسے کینہ کیا۔ اور جسنے اُنکو ایذا دی پس تحقیق مجھکو ایذا دی۔ اور جس نے مجھکو ایذا دی پس تحقیق خدا کو ایذا دی۔ اور جس نے خدائے عز وجل کو ایذا دی پس جلد ہے یہ بات کہ خدائے عز وجل اُسکو پکڑے گا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے چنانچہ مشکوٰۃ میں مذکور ہے۔ اس حدیث میں لفظ مبارک اللہ جو شروع میں مکرر آیا ہے مفعول ہے فعل محذوف ڈرو کا یعنی ڈرو تم اللہ سے۔ یا مفعول ہے احمد کا یعنی سراہتا ہوں میں اللہ کو۔ یا تعجب کی راہ سے واقع ہوا ہے یعنی تعجب ہے میرے اصحاب کے حال میں۔ اور تکرار اس لفظ مبارک کی بغرض تاکید ہے ✢

تفسیر حدیث شریف بعد ترجمہ اللہ اللہ فی اصحابی
تحفہ ۱۱ عمر مار من نیز کی الخ

یاے ستایم خدای را عز وجل یا التعجب است در حال اصحاب من ہرگز مگیرید ایشان را نشانہ تیر
اے تیر ملامت از پس من پس ہر کہ محبت کرد با ایشان پس بمحبت من محبت کرد با ایشان و ہر کہ کینہ آورد
با ایشان پس بکینہ من کینہ آورد با ایشان و ہر کہ ایذا کرد ایشان را پس تحقیق ایذا کرد مرا و ہر کہ ایذا کرد مرا پس تحقیق ایذا کرد خدای عز وجل
و ہر کہ ایذا کرد خدای را عز وجل پس زود است اینکہ بگیرد خدای عز وجل او را + بدانکہ اصل اخذ ممنوع
الجواز است پس مؤکد باشد بمقتضای اصل ش اے نگزرد از سر مواخذہ م از اینجاست کہ متعصب
یاوہ ہرزہ پس ثبوت و صحت اینچنیں سلامت احوال دنیوی و اخروی شان و منع ملامت و مطاعنۃ
مبعض را مواخذہ و خسارت بر قدر تفاوت مراتب بغض و مبغض الیہ است تا آنکہ بیم زیان ایمان است
مطلقا و ورود نہی در مطاعنۃ و نزول وعدۂ مغفرت بوقوع مابہ المطاعنۃ و مابہ المغفرت مشار بہما
ش اے ورود نہی و وعدۂ مغفرت م منقوض نگردد ـ و تواند شد کہ ظن برخلاف حقیقت باشد
پس اجتناب از آن باید و قال سبحانہ یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان

ترجمہ معلوم کر کہ آخر حدیث میں الفاظ فیوشک ان یاخذہ میں لفظ اخذ کی اصل ممنوع الجواز ہے یعنی اخذ میں
قاعدہ ہے کہ اسمیں جواز کی ممانعت ہے پس اصل کے مقتضا کے موافق یہ لفظ مؤکد ہوگا۔ یعنی اللہ مواخذہ ضرور کریگا اور اسکے
خیال مواخذہ نگذریگا یہیں سے ہے کہ متعصب بیہودہ بعد ثبوت اور صحت انکی دنیوی اور اخروی احوال کی ایسی سلامتی کے
اور بعد منع ملامت اور مطاعنت کے مواخذہ سے نچھوٹے گا کیونکہ کینہ کرنیوالے کے واسطے مواخذہ اور خسارہ بغض اور مبغض الیہ کے
تفاوت مراتب کے اندازہ پر ہے یعنی جس مرتبہ کا کینہ ہوگا اور جس سے کینہ کیا ہے اسکے مرتبہ کے اندازہ پر مواخذہ اور خسارہ کینہ
کرنیوالے کے واسطے ہے یہانتک کہ مطلق ایمان کے زیاں کا خوف ہے اللّٰھم احفظنا بحق حبیبہ سید المرسلین
صلعم و علی الہ واصحابہ اجمعین ـ اور ورود نہی کا مطاعنت میں اور نزول وعدۂ مغفرت یہ دونو مابہ المطاعنت
اور مابہ المغفرت کے واقع ہونیکے سبب کہ یہ دونو ان دونوں سے مشار ہیں منقوض نہ ہونگے ـ یعنی جبکہ باہم
ان میں طعن کرنیکی ممانعت وارد ہوچکی ہو اور ان کے لیے وعدۂ مغفرت کا نزول ہوچکا ہو اگر
ایسی چیز جس سے مطاعنت اور مغفرت کا واقع ہونا ثابت ہو جیسا کہ اس نہی اور وعدہ سے ان
دونو کے واقع ہونیکا اشارہ پایا جاتا ہے اس نہی اور وعدہ کا حکم اس وقوع سے نہ ٹوٹے گا +
اور ہو سکتا ہے کہ برخلاف حقیقت کے ظن ہووے پس اس سے پرہیز کرنا چاہیے کہ فرمایا اللہ
سبحانہ نے سورہ حجرات رکوع دو میں یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض
یعنی اے گروہ ایمان والو بہت سے گمان کی باتوں سے پرہیز کرو کہ تحقیق

بعض الظن اثم ترجمہ اے گروندگان بہ پرہیزید بسیارے را کہ از گمان است تحقیق کہ بعض گمان گناہ ہست. وبمقابلۂ ثبوت فضائل کہ از قرآن مجید وحدیث شریف است در صورت تحقق حق بجانبے بجانب دیگر بیش از خطائی اجتہادی کہ موعود بیک ثواب است مظنون نتواند شد پس اے بیخبر بکدام سودائے نافرجامی ستی تنبیہ ازینجا و تحذیر است ازانکہ در مشاجرات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وحضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ با حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بہ تقصیص مختلف مقصصین در تقابل حدیث شریف وقرآن مجید اعتقاد خلاف اہل سنۃ وجماعۃ گزیدند العیاذ باللہ تعالیٰ منہ ہم وافضل ایشان حضرت ابوبکر صدیق خلیفۂ اول است پس حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی پس حضرت عثمان ذی النورین خلیفۂ ثالث پس حضرت علی مرتضیٰ خلیفہ رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہم بنا بر اجماع بر تفضیل مذکور و ترتیب خلافت از روی اتباع نصوص پس آں اجماع قرن بعد قرن وایں بحث طویل منتہی میشود بر اجماع پس ہر کہ خواہد رجوع کند بکتب مطولہ متوسعہ مفصلہ اہل سنۃ وجماعۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اللہ تعالیٰ امی برد براہ راست ہر گرامی خواہد

ترجمہ بعض گمان گناہ ہے۔ اور مقابلہ میں ثبوت ان فضائل کے جو قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہیں اس صورت میں کہ ایک جانب حق کا تحقق ہو جاوے تو دوسری جانب میں خطائے اجتہادی سے بڑھ کر جس پر ایک ثواب ملنے کا وعدہ ہے گمان نہ ہو سکے گا یعنی جب انکے فضائل قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہو چکے ہیں تو اس ثبوت کے مقابلہ میں اگر کوئی ایک ان میں حق بجانب بھی متحقق اور ثابت ہو جاوے تو دوسرے کی نسبت خطائے اجتہادی سے بڑھ کر گمان نہ ہو سکے گا کہ اس خطا پر بھی ایک ثواب ملنے کا وعدہ ہے۔ پس اے بیخبر تو کس سودائے نافرجام میں پڑا ہے **تنبیہ** یہاں سے اسباب کا رد ہے اور اسباب سے تحذیر بھی ہے کہ مشاجرات میں جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پیش آئے مختلف قصہ گویوں کے قصص بیان کرنیکے سبب جنہوں نے بمقابلہ حدیث شریف اور قرآن مجید خلاف اہل سنۃ وجماعۃ اعتقاد اختیار کیا خدائے تعالیٰ اس سے پناہ دے۔ یعنی حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جو مشاجرات یعنی جھگڑے پیش آئے انمیں مختلف قصہ گو یونکے قصے بیان کرنیکے سبب جنھوں نے حدیث شریف اور قرآن مجید کے مقابلہ میں خلاف اہل سنۃ وجماعۃ جو اعتقاد اختیار کیا خدائے تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھے۔ ڈرنا چاہیے ایسے خراب اعتقاد سے کہ رد اس کا مذکورہ بالا نصوص سے بخوبی ظاہر ہے۔ اور صحابہ میں افضل حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول ہیں۔ پھر حضرت عمر فاروق خلیفہ دوم ہیں۔ پھر حضرت عثمان ذی النورین خلیفہ سوم ہیں۔ پھر حضرت علی مرتضیٰ خلیفہ چہارم ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیونکہ تفضیل مذکور اور ترتیب خلافت پر اتباع نصوص کے سبب کہ پیروی قرآن وحدیث سے

وتعظیم ومحبت تابعین وتبع تابعین لقوله علیه السلام عن عمر قال قال
صلی الله علیه وسلم اکرموا اصحابی فانهم خیارکم ثم الذین
یلونهم ثم الذین یلونهم فی المشکوٰة ۔ وعلمائے ربانی کہ درصفت ایشان
کریمه وھو یتولی الصالحین ہ ودرعلامت ایشان کریمه والذین اٰمنوا
وکانوا یتقون ہ است بملاحظہ نسبتہ دائرہ وصفات تضمنی بارسول الله تعالیٰ صلعم وتعظیم
ومحبت مومنین وعلمائے مجازی گو صفت این علما ، کقوله سبحانه انما یخشی الله
من عبادہ العلماء ط نباشد لاکن تعظیم ایشان بعلم دین حق کہ دارند واجب وسلطان عادل
بملاحظہ نسب دائرہ تاحضرت صلعم مع تفاوت درجات حکم نسبتہ منتسبان وصفات
تضمنی بارسول الله تعالیٰ صلعم قال صلعم لا یؤمن عبد حتی یحب لاخیه ما
یحب لنفسه صحیح بخاری اے از ہر آنچہ سزاوار است، وقال صلعم ان من اجلال الله

ترجمہ اور تعظیم ومحبت تابعین اور تبع تابعین واجب ہے کیونکہ فرمایا حضور علیہ السلام نے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہا آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب کی کرامت اور عزت کرو کیونکہ وہ تم میں بہتر لوگ ہیں پھر انکی
جو ان سے قریب ہیں پھر انکی جو انسے قریب ہیں یہ حدیث مشکوٰۃ میں ہے ۔ اور تعظیم ومحبت علمائے ربانی کی جنکی صفت میں یہ

بیان وجوب تعظیم ومحبۃ تابعین وتبع تابعین بنص حدیث ۔

کریمہ ہے جو سورۂ اعراف رکوع آخر میں وھو یتولی الصالحین ہ یعنی اور وہ متولی ہیں نیک بختوں کے اور انکی علامت
پہچان میں یہ آیت کریمہ جو سورۂ یونس رکوع سات میں ہے والذین اٰمنوا وکانوا یتقون ہ یعنی اور جو لوگ ایمان لائے
اور وہی متقی ہیں ۔ یہ علامت تقوی بملاحظہ اس نسبت دائرہ اور صفات تضمنی کے ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکو

بیان وجوب تعظیم ومحبۃ علمائے ربانی ووصف و علامت شان بنص قرآن ۶

حاصل ہیں یا بملاحظہ اس نسبت اور صفات کے ہے کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ دائر ومتضمن ہیں ۔ اور تعظیم ومحبۃ جملہ مومنین
اور علمائے مجازی اگرچہ ان علمائے مجازی کی صفت نہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو کہ رکوع چار میں سورۂ فاطر کے ہے انما یخشی
اللہ من عبادہ العلماء ط یعنی اللہ کے بندوں میں سے اللہ سے وہی ڈرتے ہیں جو علماء ہیں ۔ لیکن انکی تعظیم
دین حق کے جاننے کے سبب جو انکو حاصل ہے واجب ہے اور تعظیم ومحبت سلطان عادل کی ان نسبتوں کا لحاظ

بیان وجوب تعظیم ومحبت جملہ مومنین وعلمائے مجازی بسبب علم دین حق کے بنص حدیث وآیۃ

کرکے کہ حضرت صلعم تک دائر ہیں جتنی منتسب یعنی اس شخص کے حال کے اعتبار سے جسکو نسبت حاصل ہے حکم
نسبت میں متفاوت درجہ کا لحاظ ہوگا ۔ اور ان صفات کا لحاظ کرکے جو رسول اللہ تعالیٰ صلعم کے ساتھ متضمن
ہیں ۔ فرمایا حضور صلعم نے نہیں مومن ہوتا ہے کوئی بندہ یہانتک کہ محبت رکھتا ہے اپنے بھائی کے
واسطے وہی جو اپنے نفس کے واسطے محبوب رکھتا ہے ہر اس چیز سے کہ لائق ہے ۔ یہ حدیث صحیح بخاری
کی ہے ۔ اور فرمایا حضور صلعم نے کہ تحقیق اللہ کے اجلال اور بزرگی دینے سے

بیان وجوب تعظیم ومحبۃ سلطان عادل بلحاظ نسبتوں اور صفات کے حضور صلعم کے ساتھ بنص حدیث وآیت

تفسیر و اکرام... حافظ قرآن...

اِکْرَامُ ذِی الشَّیْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْاٰنِ غَیْرِ الْغَالِیْ فِیْهِ وَلَا الْجَافِیْ عَنْهُ وَاِکْرَامُ السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ ش غالی آنست کہ جہد کند در تجوید قرأت بفکر وتدبّر وعمل بآنچہ در آنست وجافی پہلو تہی کنندہ است یعنی معرض از تلاوت واز عمل بآں م وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ہ فرود آور بازوی خود را برائے مومنان ✤ یعنی تعظیم کن چنانکہ از بزرگاں بخورداں می زیبد نہ چنانکہ از خورداں بہ بزرگاں پس برائے رسول اللہ تعالیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ودیگر مومنان حسب حال است ✤ واین امر مخصوص الغیر است کہ اندر وے لطفِ محبت بحضرت حبیب اللہ تعالیٰ است چہ امر نسبت بآں موصوف بہ اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ہ صحت نہ پذیرد۔ بدانکہ اشنع خصائل مخاصمۂ در تفاضل از یک دیگر انبیاء اللہ تعالیٰ و اولیاء اللہ تعالیٰ خلافِ نص است علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام در مرتبۂ شریعت یا در مرتبۂ طریقت

مربوط المجالس ۱۲ متعلق اشنع ۱۲

بیان معنی غالی اور جافی کہ الفاظ حدیث ہیں ✤

تفسیر کریمۂ واخفض جناحک للمومنین ✤

نف خدا تعالیٰ

بیان اس کا کہ بدترین خصائل مرتبۂ شریعت یا مرتبۂ طریقت میں باہم اولیاء و انبیاء کے ایک دوسرے سے فضیلت دینے میں جھگڑنا ہے اور اسکا رد کرنا خلاف نص ہے

ترجمہ ایک مسلم ذی شیبہ یعنی بڈھے مسلمان کا اکرام اور بزرگی کرنا ہے اور حامل قرآن یعنی اچھا قرآن پڑھنے والے اور عمل کرنے والے کا جسکے پڑھنے میں غلو نہ ہو ایسے شخص کا جو تلاوت قرآن اور اُسکے عمل سے منہ پھیرتا ہو اور اکرام و بزرگی سلطان کی کرنا جو منصف ہو۔ غالی وہ ہے جو تجوید قرأت میں بفکر و سوچے اور عمل کرے اس چیز جو اسمیں ہے جہد کرتا ہے یعنی کوشاں ہے تجوید قرأت میں اسطرح کہ نہ فکر و تدبّر کو کام میں لاتا ہے نہ اُس چیز کا جو اُس میں ہے عمل کرتا ہے۔ اور جافی خالی پہلو کرنے والے کو کہتے ہیں یعنی تلاوت اور عمل کتاب سے اعراض کرنیوالا ہو۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ حجر کے آخر رکوع میں وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ہ یعنی اپنے بازو ونکو مومنین کے واسطے جھکا دیجیے یعنی تعظیم کیجیے جیسا کہ بزرگوں سے چھوٹوں کی نسبت زیب دیتا ہے نہ ایسا کہ چھوٹوں سے بڑوں کے واسطے۔ لیکن رسول اللہ تعالیٰ صلعم اور اور مومنین کے لیے حسب حال ہے یعنی جیسا جو جسکے لائق ہو اُسکے موافق حال اُسکی تعظیم ہے۔ اور یہ امر مخصوص الغیر ہے یعنی یہ حکم تعظیم مومنین حسب آیت مذکورہ غیر کے واسطے مخصوص ہوا ہے نہ آنحضرت صلعم کے لیے۔ البتہ خطاب بحکم حضرت حبیب الرحمٰن کے ساتھ لطف محبت کے طریق سے ہوا اسلیے کہ یہ امر ایسی کی نسبت جسکا وصف اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ہو صحت نہیں قبول کرتا۔ آیت مذکورہ سورۂ ن رکوع اول میں ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ بیشک آپ البتہ خلق عظیم پر ہیں یعنی آپ کی جمیع عادات یقینی بہت بزرگ ہیں۔ معلوم کرو کہ بدترین خصائل مرتبۂ شریعت یا مرتبۂ طریقت میں انبیاء اللہ تعالیٰ اور اولیاء اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک دوسرے کی نسبت فضیلت دینے میں باہم جھگڑنا ہے جو خلاف نص ہے عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

مگر آنچہ از قطعیات نصوص است از اعتقادیات است نہ برائے مخاصمت در تقابل و آنچہ از
ازظنیات است میلان آں گنجایش دارد نہ مخاصمت در تقابل بدانکہ فضل عند اللہ تعالیٰ
مقصود است وآں مجہول مگر آنچہ از قطعیات تواں دانست حکمش مذکور شد نہ در کثرت
اعمال چہ بسا است بسیار کنند و کم بردارند بسبب نقصان نیت یا برابر بسبب صحت وعدم
توسع نیت و بسا است کہ کم کنند و بسیار بردارند بسبب صحت و توسع نیت و آں از فضل رب
ذو الفضل العظیم است و زیادت ثواب ہر سو محمول و مجہول است ش تنبیہ
از ینجا ردّ آنست کہ مظنۃ و تفاضل انبیاء و اصحاب و اولیاء
علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام شعار دین خود ساختہ اند

اللّٰھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی
جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ مگر جس قدر آیات سے قطعی طور پر ثابت ہے وہ اعتقادیات سے ہے نہ مقابلہ میں باہم جھگڑنے
کے واسطے۔ اور جو کچھ ظنیات سے ہے انہیں میلان کو گنجایش ہے نہ مقابلہ میں جھگڑنے کے لیے۔
سمجھ لے کہ فضیلت وہی مقصود ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔ اور وہ مجہول ہے اسکی کیفیت کا علم
اللہ تعالیٰ کو ہے مگر جس قدر قطعیات سے جان سکیں سو اس کا حکم مذکور ہو گیا۔ نہ فضیلت کثرت اعمال میں
ہے کیونکہ بہت ہوتا ہے کہ بہت عمل کرتے ہیں اور نقصان نیت کے سبب فائدہ کم اٹھاتے ہیں یا برابر
نفع پاتے ہیں بسبب صحت عمل کے اور نیت متوسع نہ ہونے کے۔ اور بہت ہوتا ہے کہ کم عمل کرتے
ہیں اور بہت نفع پالیتے ہیں صحت عمل اور توسع نیت کے سبب۔ اور یہ فضل رب سے ہے جو بڑا
ہی صاحب فضل ہے۔ اور ثواب کی زیادتی ہر طرف کو محمول ہے یعنی اسکا احتمال ہر طرف میں ہے
حالانکہ مجہول ہے کہ علم اس کا خدا تعالیٰ کو ہے + تنبیہ یہاں سے اس بات کا رد ہے جنہوں نے کہ انبیاء
اور صحابہ اور اولیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی مظنت اور تفاضل یعنی انکی نسبت
بدگمانی اور ان میں باہم فضیلت دینا اپنے دین کا شعار بنا رکھا ہے العیاذ باللہ تعالیٰ منہ
اللّٰھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ
وشفعہ فینا وترحمنا بہ +

فضل کثرت عمل پر نہیں ہے بلکہ فضل عند اللہ مقصود ہے اور یہ مجہول مگر جو قطعیات سے معلوم ہو وہ اعتقادیات میں ہے نہ مقابلہ مخاصمت کے لیے

۱۹ ذکر کیفیۃ ایمان والدیہ المکرمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۹ ذکر کیفیتِ ایمانِ والدیہِ المکرمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدُ اللہَ ونستعینُہ ونصلّی علیٰ رسولہِ محمدٍ ونستشفعُہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ واتباعہٖ اجمعین۔ مستفہما دریں مجمل بتأمل درآ وبشوقِ مفصل بسوی دیگر مرآ بدانکہ بارروایاتِ متعارضہ ومتخالفہ کلامِ مطول مستبعد فیہ در نفی ایمانِ والدیہِ المکرمین صلعم است تا رفع تعارض وتخالف نشود مفسدۂ عظیم مترتب حکم است اللّٰھم انا نسئلک الحق حاصل قضیۂ متنازعہ موقوف بر اصلے چند است

حاصل قضیۂ متنازعہ موقوف بر اصلے چند است

قضیۂ متنازعہ حدیث قال رسول اللہ تعالیٰ صلعم ان القبر الذی رأیتمونی اناجی قبر آمنۃ بنت وھب وانی استأذنت ربی فی زیارتہا فاذن لی فاستأذنتہ فی الاستغفار فلم یاذن لی فیہ ونزل ما کان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین الآیۃ

۲۰ بیان ذکر ایمان الدیہ رسول اللہ صلعم

ترجمہ بیانِ ذکر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد ونستشفعہ وعلیٰ الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

اے سمجھنے والے اس مجمل تحریر میں غور کیسے نگاہ کر اور اگر تفصیل کا شوق ہے تو اوروں کی طرف متوجہ ہو۔ سمجھنا چاہیے کہ ایمانِ والدین کریمین حضور صلعم کی نفی میں متعارض اور متخالف روایتوں کے ساتھ کلام بہت طویل مستبعد فیہ ہے یعنی جو روایتیں حضرت صلعم کی والدین کے ایمان کی نفی میں مذکور ہوئی ہیں ان میں باہم مخالفت اور معارضت واقع ہے اسی وجہ سے گفتگو دراز ہوگئی ہے کہ دیکھنے والا متحیر ہو جاتا ہے اور اپنی مراد نہیں حاصل کر سکتا پس جب تک یہ تعارض اور تخالف نہ ہو گا حکم مترتب نہ ہوگا اور اس حکم کے حاصل نہ ہونے میں بڑا جھگڑا رہے گا۔ اے اللہ ہم تجھ سے حق کے طلبگار ہیں۔ قضیہ متنازعہ کا حاصل اور نتیجہ چند قواعد پر موقوف ہے قضیۂ متنازعہ حدیث یعنی وہ قضیہ حدیث کا جسمیں باہم جھگڑا ہے۔ فرمایا رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق وہ قبر کہ تم نے مجھے دیکھا کہ میں نجات مانگتا تھا آمنہ بنت وہب کی تھی کہ تحقیق میں نے میرے رب سے اسکی زیارت کی درخواست کی تھی تو مجھکو اجازت ملگئی۔ پھر میں نے مغفرت مانگنے کی درخواست کی تو مجھکو اسکی اجازت نہیں ہوئی اور یہ آیت اتری جو سورۂ توبہ کے چودھویں رکوع میں ہے ما کان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین الآیۃ یعنی نہیں ہے نبی کیواسطے اور ان کے لیے جو ایمان لائے یہ کہ مغفرت مانگیں مشرکین کے لیے آخر تک

بیان قضیۂ متنازعہ حدیث

قضیۂ متنازعہ کے حاصل اور نتیجہ ...

فَاَخَذَنِیْ مَا یَاخُذُ الْوَلَدَ لِلْوَالِدَۃِ مِنَ الرِّقَّۃِ فَذٰلِکَ الَّذِیْ اَبْکَانِیْ + وآیں ہم
جامع بمطالب دیگر روایات در جانب نفی ایمان حسب دعوی مخالفین است و امام المحدثین بخاری
رحمہ اللہ تعالیٰ نزول ایں کریمہ در منع استغفار نسبۃ بابی طالب روایۃ فرمودہ کہ اقرب بقبول است
بدلالۃ الفاظ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا زیرا کہ وقت استغفار حضرت صلعم برای ابوطالب از صحابہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہم نیز قصد استغفار برای سلف مشرکین شاں مذکور است نہ دریں محل - ونیز اجتماع امرین
در وقتی مستلزم اشتراک ہم گر نہ تواند شد مگر اشتباہے تواند آورد کہ بمقابلہ وجہ اتحاد و اختلاف رفع
تواند شد ش دریں کلیہ اشارت است باجتماع منع استغفار برای امہ مکرمہ آنحضرت صلعم و منع استغفا
برائے مشرکین ھم پس نزول ایں آیت شریفہ بمکہ معظمہ بعد افتاحہا مانع شرکت منع ضروری
ش اے استغفار برائے ابی طالب ھم تخصیصی نسبتہ بابی طالب دریں تعمیم منع ضروری
ش اے استغفار برای مشرکین ھم باتحاد حقیقۃ نتواند شد ش نزول ایں آیہ فاعل است

ترجمہ پس مجکو اس چیز نے آلیا کہ فرزند کو ماں کے لیے رقت کی قسم سے لیتی ہے - اور یہی وہ چیز تھی جس نے مجھے رلایا - اور
یہ روایت ان دوسری روایتوں کے مطالب کی بھی جامع ہے جو مخالفین کے دعوی کے موافق نفی ایمان کی جانب میں ہیں - اور امام
المحدثین بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا نزول ابی طالب کی نسبت مغفرت مانگنی کی ممانعت میں روایت فرمایا ہے جو وَالَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا کی دلالت الفاظ کے اعتبار سے قبول ہونے سے زیادہ قریب ہے - کیونکہ حضور صلعم کے ابوطالب کے لیے
مغفرت مانگنے کے وقت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی ان کے مشرکین سلف کے لیے مغفرت مانگنے کا ارادہ
مذکور ہے نہ اس محل میں جبکہ آپ نے اپنی والدہ مکرمہ کے لیے مغفرت طلب کی ہے - اور دو امر کا ایک وقت میں جمع ہونا بھی
آپس میں مستلزم اشتراک نہیں ہوسکتا یعنی اس بات کو لازم نہیں کرتا کہ جب دو امر ایک وقت میں جمع ہوں تو دونوں میں
شرکت لازمی ہوجاتی ہے البتہ ایک شبہ لاحق ہوسکتا ہے کہ وہ شبہ وجہ اتحاد اور وجہ اختلاف کے مقابلہ کرنے سے رفع
ہوسکتا ہے - تو ایسے دو امر جنکی طرف اس کلیہ میں اشارہ ہے ایک آنحضرت صلعم کی والدہ مکرمہ کے استغفار کی ممانعت
ہے - اور دوم مشرکین کے واسطے استغفار کی ممانعت - حالانکہ اس آیت شریفہ کا نزول مکہ معظمہ میں بعد
فتح مکہ معظمہ کے ہوا ہے - پس یہ نزول آیت شریف ابوطالب کی نسبت جو منع تخصیصی ضروری استغفا
کی ہے اس کا اس تعمیم منع ضروری میں جو مشرکین کے لیے استغفار کی ہے بسبب اتحاد حقیقت کے شرکت کا مانع
نہیں ہوسکتا -

بیان تحقیق نزول کریمہ ماکان للنبی
والذین امنوا لوحی ابی طالب کی نسبت
و حضور صلعم کی والدہ کی نسبت +

بیان امر پیدا دو امر کا ایک وقت میں جمع ہونا
کے اشتراک کا مستلزم نہیں ہوسکتا وشبہ
وجہ اتحاد و اختلاف کے مقابلہ کرنے
سے رفع ہوتا ہے +

منع ضروری تخصیصی
نسبتہ استغفار ابیطالب
تعمیم ضروری میں اتحاد
حقیقت کے سبب مانع
شرکت نہیں ہوسکتی +

م بل تواند شد کہ منعِ ضروری تخصیصی ش یعنی بنسبتہ بہ ابی طالب م بسببے درین تعمیم مندرج باشد چہ آں ش اے منع ضروری تخصیصی م تخصیصہ حسب فرمودنِ حضرت صلعم کہ استغفا کنم تا آنکہ منع کردہ شوم ثابت نمی شود ش تنبیہ واگر مندرج نباشد نشاید کہ ایں تعمیم متضمن شرکت ابویہ المکرمین صلعم بسبب تخالفِ حقیقت باشد م مگر مانعِ شرکت ابویہ المکرمین صلعم بمنع ضروری تخالفِ حقیقت ش استثنا ر باثبات از نتواند شد یعنی آں نزولِ آیہ مانعِ شرکت ابویہ المکرمین صلعم تواند شد م بلاحظہ حاصل قضیہ متنازعہ باصولے کہ مذکور خواہد شد اِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالٰی ودر عدم تسلیم روایت امام المحدثین م ح تعارضِ دیگر واقع شود از مفہوم اقتضائی ایمان از اذنِ زیارت ش بنابر آنکہ اذنِ زیارتِ مشرکین بحکمِ نہی لَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ نتواند شد مگر برائے مومن م وبنا برین روایت فَاخَذَنِیْ مَا يَاخُذُ الْوَلَدَ لِلْوَالِدَةِ الخ مربوط فلم یاذن لی فیہ خواہد شد

ترجمہ بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ منع ضروری تخصیصی جو ابوطالب کی نسبت ہے کسی سبب سے اس تعمیم میں مندرج ہو جو مشرکین کی نسبت منع ضروری استغفار کی ہے اسلیے کہ وہ منع ضروری تخصیصی جو ابوطالب کی نسبت ہے اپنی اس تخصیص کے سبب کہ موافق فرمانے حضور صلعم کے ہے کہ میں یہانتک استغفار کروں گا کہ منع کر دیا جاؤں ثابت نہیں ہوتی ہے۔ یعنی اس تعمیم ضروری میں کہ مشرکین کے استغفار کی ضروری ممانعت ہے نزول آیت شریفہ مذکورہ ابوطالب کی نسبت تخصیصی ضروری ممانعت استغفار کا بسبب حقیقت ایک ہونیکے دونوں استغفار میں ممانعت ضروری ہی شرکت کا مانع نہیں ہو سکتا بلکہ تعمیم ضروری میں تخصیص ضروری کا بسبب اتحادِ حقیقت اشتراک ہو سکتا ہے۔ لہذا ممکن ہے کہ خاص ابوطالب کی نسبت جو ضروری ممانعت ہے وہ اس عام ممانعت میں جو مشرکین کی نسبت ضروری ہے کسی سبب سے مندرج ہو جاوے اسلیے کہ نزول آیت مذکورہ اگر اس منع ضروری تخصیصی کا اس عام میں شرکت سے مانع ہوگا اور اسکا اندراج تعمیم ضروری میں ممکن نہ ہوگا تو یہ خصوصیت ضروری ممانعت کی جو ابوطالب کی نسبت ہے اس تعمیم ضروری کے مقابلہ میں ثابت ہو گی حالانکہ یہ خصوصیت استغفار بنسبت ابوطالب حضور صلعم کے اس فرمانے سے ثابت ہو رہی ہے کہ میں استغفار کیے جاؤں گا یہانتک کہ منع کیا جاؤں۔ چنانچہ سورہ توبہ رکوع دس میں آیت اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَهُمْ الخ کے مضمون سے ظاہر ہے۔ **تنبیہ** اور اگر تخصیص اس تعمیم میں مندرج نہ ہو گی تو یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ وہی تعمیم بسبب تخالف حقیقت کے حضور والدین مکرمین کے شرکت کی متضمن ہو کیونکہ ان دونوں کی حقیقت میں تخالف ہے تو شرکت ان دونوں میں ممکن نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ نزول آیت شریفہ حضور صلعم کی والدین مکرمین کی شرکت کا عام مشرکین کی منع ضروری ہیں کہ وہ استغفار کی ضروری ممانعت ہے بسبب اختلاف حقیقت مانع ہو سکتا ہے ان اصول و قواعد کے باعث جو انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہونگے ان کے حاصل قضیہ متنازعہ کو ملاحظہ کرنے سے۔ اور امام المحدثین کی روایت کے تسلیم نہ کرنے میں بسبب مفہوم اقتضائے ایمان کے کہ اذن زیارت سے حاصل ہو رہا ہے ایک اور تعارض واقع ہوتا ہے کیونکہ اذن زیارت ایمان کا

تفسیر قولہ تعالی الذی یراک حین تقوم ۵ وتقلبک فی الساجدین

سن تنبیہ اختیار کردہ شد در قضیہ متنازعہ استدلال از قرآن مجید و حدیث شریف متوافق
در جانب اثبات ایمان تا سخن در ضعف روایتہ نماند ہم کریمہ لقد جاءکم رسول من انفسکم
الآیہ بنا بر قرئتی حدیث انا انفسکم نسبا و صھرا و حسبا لیس فی آبائی من لدن
آدم سفاح کلہا نکاح + کریمہ الذی یراک حین تقوم ۵ وتقلبک فی الساجدین
ترجمہ آنکہ نگاہ می دارد ترا وقت قیام اے بودن تو بعالم شہود و نگاہ میداشت گردیدن ترا در
ساجدان اے از ساجدی بساجدی در عالم روح + بدانکہ دریں مراد یرٰی و تقوم بمعنی مجازی
است یعنی رویت بمعنی نگاہداشتن و قیام بمعنی بودن ای موجود شدن سن تفصیل و استدلال ما
در ذکر کیفیت تفسیر کریمہ الذی یراک الخ تواں دریافت ہم حدیث انی نقلت من صلب
آدم الی خیر الارض نمّو نما الی ان ولدت + بدانکہ خیر الارض پرہیزگارانند

١ بیان آیت و حدیث متوافق نسبت نفاست نسب اجداد نبوی صلعم +

٢ تفسیر قولہ تعالی الذی یراک حین تقوم ۵ وتقلبک فی الساجدین مع حدیث متوافق مضمون در باب نگاہداشت نبی صلعم بصلب ساجدین

ترجمہ - تنبیہ - قضیہ متنازعہ میں قرآن مجید اور حدیث شریف متوافق سے جو اثبات ایمان کی جانب میں
استدلال اختیار کیا گیا ہے تاکہ کلام ضعف روایت پر نہ رہے - کریمہ لقد جاءکم رسول من انفسکم الآیہ سورہ توبہ کی
آخر آیت ہے یعنی البتہ آیا تمہارا رسول تمہارے پاس تمہارے نفیس تر لوگوں سے - یہ اس قرئت کی بنا پر ہے جو حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ
سے مروی ہے بفتح فا صیغہ اسم تفضیل نفاست سے کہ متوافق حدیث ہے یعنی مطابق مضمون اس حدیث شریف کے ہے یعنی میں
تم میں نفیس تر ہوں از روئے نسب اور نکاح یعنی سسرال اور حسب کے میرے آبا یعنی بزرگوں میں آدم تک کوئی
خرابی نہیں ہے بلکہ کل ان کے نکاح والے ہیں + اور کریمہ الذی یراک حین تقوم ۵ و
تقلبک فی الساجدین ۵ کہ سورہ شعرا کے آخر رکوع میں ہے - یعنی وہ جو تجھے وقت قیام نگاہ
رکھتا ہے یعنی تیرے عالم شہود میں ہونے کے وقت - اور تیرا سجدہ کرنے والوں میں پھرنا اور گشت کرنا نگاہ رکھتا تھا
یعنی عالم روح میں ایک سجدہ کرنے والے سے دوسرے سجدہ کرنے والے کی طرف -
معلوم ہو کہ اس آیت میں یرٰی اور تقوم سے معنی مجازی مراد ہیں کیونکہ یرٰی رؤیت سے جس کے
حقیقی معنے دیکھنا ہیں - یہاں معنی مجازی اسکے نگاہ رکھنا مراد ہیں - اور تقوم قیام سے جس کے حقیقی معنے کھڑا ہونا
ہیں - یہاں مجازی معنی ہونا یعنی موجود ہونا مراد ہیں - اس مدعا کی تفصیل اور اس کا استدلال اسی آیت کریمہ الذی
یراک الخ کی تفسیر کے ذکر کیفیت میں معلوم کرنا چاہیے - جیسا یہ حدیث کہ متوافق ہے مضمون آیت کریمہ مذکورہ سے
حدیث یعنی میں پھیرا گیا اور منتقل ہوا ہوں آدم علیہ السلام کی پشت سے بہتر اہل زمین کی طرف پھر اور پھر یہاں تک
کہ پیدا کیا گیا ہوں - معلوم ہو کہ خیر الارض یعنی بہتر اہل زمین پرہیزگار لوگ ہیں -

كما قال سبحانه إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ الآیہ ازینجا است کہ ابوت آزر مسلم الکفر ممنوع المغفرت نسبتہ بحضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام حقیقتاً صحیح نباید شد ورنہ بدعوی حضرت سید الصادقین صلعم متضاد باشد پس تاویل کردہ شود بمجاز ھم مگر مجازاً وہو المحقق والمشہور شد گویند کہ پدر حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام تارخ است۔ ھم پس دعای حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ بے تاویل دور از حقیقت یعنی والدیت نسبتہ بحضرت آدم مستوجب المرحمۃ وحضرت حوا متحقق المغفرۃ علی نبینا وعلیہما الصلوۃ والسلام وآزر ممنوع المغفرت شد دوری تاویل از حقیقت بتحقیق معنی والدین واستیجاب رحمۃ نسبت بحضرت آدم وتحقق مغفرۃ بحضرت حوا رض ومنع مغفرۃ نسبتہ آزر واضح است ھم نسبتہ بوالدین حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بدلالت سوق کلام کہ در دعاء خیر سلف وخلف است تواند شد ہمچو دعاے حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ

بیان یہ کہ آزر مسلم الکفر ممنوع المغفرۃ کی ابوت نسبتہ ابراہیم ع حقیقت میں صحیح نہیں ہے مگر مجازاً کیونکہ حقیقی باپ تارخ ہیں اور آزر چچا کہ مشہور و محقق ہے۔

ترجمہ جیسا فرمایا حق سبحانہ نے إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ الآیہ سورہ حجرات دوسرے رکوع میں۔ یعنی بیشک تم میں زیادہ مکرم اور بزرگ اللہ کے نزدیک وہی جو زیادہ تم میں متقی ہے۔ آخر تک۔ یہیں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آزر مسلم الکفر ممنوع المغفرت کی ابوت حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت حقیقت میں صحیح نہیں آتی ہے یعنی آزر جسکا کفر مسلم ہے اور بخشا جانا ممنوع ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت اس کا باپ ہونا حقیقت میں صحیح نہیں آتا ہے۔ مگر بطور مجاز کے کیونکہ حقیقی حالت میں حضرت سید الصادقین صلعم کے دعوی سے متضاد ہوگا اور باہم ایک دوسرے کے ضد ہو جاوینگے۔ پس ناچار آزر کا باپ ہونا حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی نسبت معنی مجاز کی طرف تاویل کیا جاویگا۔ اور یہی محقق اور مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ تارخ ہیں۔ پس یہ دعا حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی جو سورہ ابراہیم رکوع چھ میں ہے رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ یعنی اے رب ہمارے مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے بدون تاویل کے حقیقت سے دور ہے۔ یعنی والد ہونا نسبت حضرت آدم کے کہ سزاوار رحمت ہیں اور نسبت حضرت حوا کے کہ انکی مغفرت متحقق ہے علی نبینا وعلیہما الصلوۃ والسلام۔ اور نسبت آزر کے جسکی مغفرت ممنوع ہے۔ اور یہ دور ہونا تاویل کا حقیقت سے معنی والدین کے تحقیق۔ اور حضرت آدم ع کی نسبت قبولیت رحمت کے وجوب یعنی رحمت کے ضروری ہونے۔ اور حضرت حوا رض کی نسبت تحقق مغفرت یعنی بخشش کے ثابت و متحقق ہونے سے۔ اور آزر کی نسبت بخشش کی ممانعت سے ظاہر ہے۔ پس یہ دعا مذکورہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والدین کی نسبت کہ سوق کلام کی دلالت سے ہے دعاء خیر میں اگلوں اور پچھلوں شامل ہیں چنانچہ الفاظ لاحق دعاے مذکورہ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ اسی کیطرف مشیر ہیں ویسی ہی ہو جاتی ہے جیسے حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی دعا جو سورہ نوح کے آخر رکوع میں ہے رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ یعنی اے میرے رب مجھکو اور میرے والدین کو بخش دے۔

متن ازیں کریمہ ایمان والدین حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت است پس از تشبیہ اشارت است بر خیریت سلف تا والدین حضرت نوح عم ونیز استغفار وتبرا از حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نسبت بہ تنہا آزر منسوب بہ ابوت مجازی است کما فی قولہ سبحانہ قال رب اغفر لابی الآیہ وتبرا منہ الآیہ نہ نسبت بوالدین پس جائے آنست کہ بفہمند ونیز لفظ ابوین عام است بحقیقت ومجاز بخلاف والدین کہ مخصوص است بحقیقت چنانکہ مستعمل است در محاورہ مشہورہ کقولہ تعالیٰ قالوا نعبد الٰہک والٰہ ابائک الآیہ وکما اخرج ابویکم من الجنۃ الآیہ

ترجمہ کہ اس آیت کریمہ سے ایمان والدین حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت ہے۔ پھر اس تشبیہ سے اشارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سلف کے خیر ہونے کا حضرت نوح علیہ السلام کے والدین تک ہو رہا ہے۔ اور حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مغفرت مانگنا اور اس سے تبری کرنا یعنی بیزار ہونا بھی تنہا آزر کی نسبت ہے مجازی باپ ہونیکے سبب منسوب ہے۔ جیسا حق سبحانہ کے قول سورہ شعراء کے پانچویں رکوع میں ہے کہ کہا ابراہیم علیہ السلام نے رب اغفر لابی ای میرے رب میرے باپ کو بخشدے آخر تک + اور سورہ توبہ کے رکوع چودہ میں تبرا منہ الآیہ یعنی تبری کی اس سے آخر تک کہ یہ سب مضمون سورہ توبہ کے رکوع چودہ میں کریمہ وما کان استغفار ابراہیم لابیہ الخ سے بخوبی لائح ہے۔ نہ نسبۃ والدین ہونیکے سبب کیونکہ مغفرۃ اب سے تبری واقع ہوئی ہے نہ مغفرت والدین سے لہذا حضرت ابراہیم عم کا والدین کی نسبت تبری کرنا ثابت نہیں پس چاہیے کہ یہاں سمجھیں۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مغفرت والدین کے لیے یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ربنا اغفر لی ولوالدی کہ اس دعائے خیر میں دلالۃ سوق کلام سے اگلے اور پچھلے مومنین تا قیامت شامل ہیں مثل دعا مغفرۃ والدین حضرت نوح علیہ السلام کہ رب اغفر لی ولوالدی ہے ہونی چاہیے کہ اس کریمہ سے ایمان والدین حضرت نوح علیہ السلام ثابت ہے۔ پھر تشبیہ میں سلف کی خیریت پر نوح علیہ السلام کے والدین تک اشارہ ہے۔ اور اس دعائے مغفرت حضرت ابراہیم علیہ السلام میں والدین ہونیکی نسبت کو حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کی طرف کرنا جو سزاوار رحمت اور مستحق مغفرت ہیں۔ اور نیز آزر کی طرف نسبت کرنا جسکی مغفرت ممنوع ہے بدون تاویل ہی حقیقت سے دور ہے۔ کیونکہ والدین کے معنی کی تحقیق اور حضرت آدم کی نسبت مستجاب رحمت۔ اور حضرت حوا کی نسبت تعلق مغفرۃ سے تاویل کا دور ہونا حقیقت سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اور سوائے اسکے مغفرۃ مانگنا اور اس سے بیزار ہونا اور تبری کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تنہا آزر کی نسبت ہے جسکو باپ ہونیکی نسبت مجازی حاصل ہے جیسا آیات رب اغفر لی الآیہ وتبرا منہ الآیہ ظاہر ہے نہ نسبت والدین ہونیکے سبب پس چاہیے کہ اس مقام میں سمجھیں۔ اور پھر لفظ ابوین معنی حقیقی اور مجازی دونو کے لیے عام ہے بخلاف والدین کے کہ حقیقی معنی کیلیے مخصوص ہے جیسا کہ استعمال محاورہ مشہورہ میں آیا ہے مثل فرمانے خدا تعالیٰ کے سورہ بقر رکوع سولہ میں قالوا نعبد الٰہک والٰہ ابائک الآیہ اور سورہ اعراف رکوع تین میں کما اخرج ابویکم من الجنۃ الآیہ یعنی انھوں نے کہا ہم تیرے خدا اور تیرے باپ دادا کے خدا کی پوجا کرتے ہیں الخ اور

والبتہ بمعنی مجاز رجوع بمعنی مصدر حقیقی دائر میان فاعل ومفعول نمیکند فکیف لتاویل المذکور یارب ترحم درینصورت این ہر دو کریمہ ربنا اغفر لی ولوالدی ورب اغفر لی ولوالدی وحدیث شریف انا انفسکم وانی نقلت من صلب آدم وکریمہ الذی یراک مؤید ہمدگر است حدیث سئل رسول اللہ تعالی صلعم عن ابویہ فقال سئلتہما ربی فیعطینی فیہما وانی لقائم یومئذ المقام المحمود الحدیث سوال کردن حضرت صلعم نسبت نفس ابویہ المکرمین را صلعم مشیر محبت ورافت اتم وعطاہای نامعین بالشان ویعطینی بحذف مفعول ثانی وبصلہ فی مشیر توسع واشتراک بمایہ العطا است حدیث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نزل الحجون حزینا فقام بہ ماشاء اللہ ثم رجع مسرورا قال سئلت ربی فاحیی لی امی فامنت بی ثم ردھا حدیث تد ہادی عن بعض الصحابۃ ان عبد اللہ بن عبد المطلب وامنۃ بنت وھب

ترجمہ اور البتہ معنی مجاز ایسے معنی مصدر حقیقی کی طرف جو فاعل ومفعول میں دائر ہیں رجوع نہیں کرتے ہیں تو پھر تاویل مذکور کیونکر جائز ہے۔ اے رب رحم کر۔ اس صورت میں دونوں آیت کریمہ ربنا اغفر لی ولوالدی اور رب اغفر لی ولوالدی۔ اور حدیث شریف انا انفسکم نسبا وصہرا الخ اور انی نقلت من صلب آدم الخ اور کریمہ الذی یراک الخ آپس میں ایکدوسرے کی تائید کررہے ہیں۔ حدیث یعنی پوچھے گئے رسول اللہ تعالی صلعم آپکے ماں باپ کی نسبت پس فرمایا آپ نے میں نے ان دونوں کے لیے میرے رب سے سوال کیا تو مجکو ان دونوں کی بابت میرا رب بخشش فرمادے گا اور حال یہ ہے کہ میں بیشک ضرور قیام کرنے والا ہوں اس دن مقام محمود میں۔

اس حدیث میں حضور صلعم کا اپنے خاص والدین مکرمین کے لیے سوال کرنا اللہ سے محبت اور پوری رافت کا اشارہ کرتا ہے اور ان کے ساتھ غیر معین بخششوں کا۔ اور لفظ یعطینی جسکا مفعول ثانی محذوف ہی بنا بر حذف توسع مفعول کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور اپنے صلہ فی سے مشیر ہے بابہ العطا کے اشتراک کا یعنی ایسی چیز کا جو بخشش کی ہے یا جسکے ساتھ بخشش ہے وہ آپکے والدین دونوں کے درمیان مشترک ہی حدیث یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقام حجون میں اترے غمگین ہوتے اور جب تک خدا نے چاہا اسکے پاس کھڑے رہے پھر خوش ہوتے لوٹے اور فرمایا میں نے میرے رب سے سوال کیا تو میرے لیے میری ماں کو زندہ کیا اور مجھپر ایمان لائیں پھر اسے انکو لوٹا دیا حدیث یعنی تحقیق بعض صحابہ سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن عبد المطلب اور آمنہ بنت وہب

تفسیر حدیث سوال رسول اللہ صلعم من اللہ تعالی بخشش لابوین الخ

تفسیر حدیث شریف ازجمعے اعتنی نبی بخشش والدین کی نسبت

سوال اپنے والدین کا اللہ سے بخشش عطا ہونے کی اور قیام مقام محمود

حدیث کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ زندہ

حدیث اسلام والدین رسول اللہ صلعم زندہ ہوکر دونوں کا بروایت بعض اصحاب رضی

وَالِدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْلَمَا لِاَنَّ اللّٰہَ اَحْیَاہُمَا لَہٗ فَاٰمَنَا

ایں روایات جامع مطالب دیگر روایات در مطالب اثبات ایمان و ایمان تجدد بر ثبوت حضرت صلعم است + **اصل** ۱ تقدم دخول جنت نتواند شد بمنع خروج مگر تقدم دخول نار بخروج لازم پس برفع تعارض مثبت ایمان است **اصل** ۲ بعد ثبوت اخبار نبوی صلعم و آثار قولی و فعلی و حالی والدین المکرمین صلعم چنانکہ معروف و مشہور است اخبار دخول نار بخروج لازم تواند شد پس ازیں دخول نار دلیلی بر لزوم خلود و نفی ایمان نتواند شد فتم الکلام فی اثبات المرام

اصل ۳ بی ثبوت عصیان امر مرسل عذاب نمی شاید بعدم حجت فرمود سبحانہ کریمہ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا + اگر رسولی دریں عالم نرسد بضرورت در آخرت خواہد رسید

ترجمہ والدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں اسلام لائے کیونکہ اللہ نے ان دونوں کو آپ کے لیے زندہ کر دیا اور وہ دونوں ایمان لائے۔ یہ روایتیں دوسری اور ایسی روایتوں کے مطالب کی جامع ہیں جو آپ کی والدین کے اثبات ایمان اور آپ کی نبوت پر ایمان تازہ لانیکے ثبوت کی جانب ہیں۔ **قاعدہ** ۱ دخول جنت کا تقدم منع خروج کے سبب نہیں ہوسکتا ہے مگر تقدم دخول دوزخ خروج کے ساتھ لازم ہے پس رفع تعارض ایمان کا مثبت ہے۔ یعنی جنت میں داخل ہوکر وہاں سے نکلنے کی منع ہونیکے سبب جنت میں داخل ہونیکی پیشگی نہیں ہوسکتی البتہ دوزخ میں داخل ہونیکی پیشگی وہاں سے نکلنے کے ساتھ لازم ہے۔ لیکن جب اس آیت شریف مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ الخ کا نزول حضور صلعم کے والدین کریمین کی نسبت بتحا (؟) حقیقت کے منع استغفار ضروری میں اشتراک دونوں کا باہم ہوسکتا ہے اور ایک کی تخصیص دوسرے کی تعمیم میں مندرج ہوسکتی ہے۔ اور آپ کی والدہ کی نسبت نازل ہونا اس آیت کا صحیح نہیں آیا پس برفع تعارض حضور کے والدین کے ایمان کا ثبوت دے رہا ہے اور اذن زیارت مزید براں + **قاعدہ** ۲ اخبار نبوی صلعم اور آپکے والدین کریمین کے قولی اور فعلی اور حالی آثار جیسا معروف و مشہور ہیں ثابت ہونیکے بعد دوزخ کے دخول کی خبر خروج کے ساتھ لازم ہونی چاہییں۔ پس اس دخول نار سے لزوم خلود پر مع نفی ایمان کے کوئی دلیل نہیں ہوسکتی یعنی یہ دوزخ میں داخل ہونا دوزخ میں ہمیشہ رہنے کو لازم نہیں کرتا اور نہ ایمان کی نفی کرتا ہے۔ پس کلام مقصود کا اثبات میں پورا ہوا اور حضور صلعم کے والدین کے ایمان کا ثبوت ہوگیا +

قاعدہ ۳ بغیر ثبوت حکم مرسل کی نافرمانی کے عذاب نہیں لائق ہوتا ہے کیونکہ حجت موجود نہیں بلکہ معدوم ہے فرمایا حق سبحانہ نے سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ میں کریمہ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا یعنی اور ہم نہیں عذاب کرنیوالے ہیں جبتک کہ ہم کسی رسول کو نہ بعث کرلیں گے یعنی نہ بھیج لیں گے۔ اگر اس عالم میں کوئی رسول نہ پہونچے گا تو لامحالہ ضرورت کے سبب آخرت میں پہونچے گا۔

۱ قاعدہ کا تقدم دخول جنت بمنع خروج نہیں ہوسکتا مگر تقدم دخول نار خروج لازم ہے در رفع تعارض مثبت ایمان +

۲ قاعدہ بعد ثبوت اخبار و آثار آپکے والدین کے اخبار دخول نار خروج کے ساتھ لازم ہونے چاہییں اور دخول نار لزوم خلود و نفی ایمان پر دلیل نہیں ہوسکتی

۳ قاعدہ غیر مدرک امر مرسل پر عذاب نہیں اور بیان کیفیت ارسال رسول آخرۃ میں اسکے لیے مع نصوص آیت و حدیث۔ اور بیہقی کی نسبت حالت با اسکا اعتبار نہیں +

زحضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی است فرمود صلی اللہ علیہ وسلم حدیث اِذَا کَانَ
یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ جَمَعَ اللّٰہُ اَھْلَ الْفَتْرَتِ وَالْمَعْتُوْہَ وَالْاَصَمَّ وَالْاَبْکَمَ وَالشُّیُوْخَ الَّذِیْنَ
لَمْ یُدْرِکُوا الْاِسْلَامَ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَیْھِمْ رَسُوْلًا اَنْ اُدْخُلُوا النَّارَ فَیَقُوْلُوْنَ کَیْفَ
نَدْخُلُھَا وَلَمْ یَاْتِنَا رَسُوْلٌ قَالَ وَاَیْمُ اللّٰہِ لَوْ دَخَلُوْھَا لَکَانَتْ عَلَیْھِمْ بَرْدًا وَّسَلَامًا ثُمَّ
یُرْسِلُ اِلَیْھِمْ اَنْ اَطِیْعُوْا فَیُطِیْعُہٗ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ اَنْ یُّطِیْعَہٗ قَالَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ
تَعَالٰی عَنْہُ فَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا پس غیر مدرک
امر مرسل وجوب عذاب و اعتبارِ حالتِ باس نباشد بخلاف مدرک پس حذری در احیاء و
ایمان بحکم اعجاز و عدم اعتبارِ حالتِ باس نتواند شد **اصل ۲۰**۔ اقل مدت تامل در زمان
فترت بست و پنج سال است و حال آنکہ حضرت عبداللہ ہژدہ سالہ و حضرت آمنہ بست سالہ
وفات فرمودند رضی اللہ تعالیٰ عنہما پس کجا است رفع عذر حالتِ فترت و این دو اصل
مزاحق است بدو اصل سابق

ترجمہ جیسا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث یعنی
جب قیامت کا دن ہوگا اہل فترت یعنی کم عقل اور دیوانہ نیم مجنون اور بہرہ اور گونگے اور ایسے بڈھوں کو جنھوں نے اسلام
نہیں پایا جمع کرے گا پھر انکی طرف قاصد بھیجے گا تاکہ وہ دوزخ میں داخل ہوں تو وے کہیں گے ہمارے پاس تو رسول آیا
ہی نہیں ہم دوزخ میں کیونکر داخل ہوسکتے ہیں فرمایا قسم خدا کی اگر وے دوزخ میں داخل ہو جاتے تو انپر
دوزخ سرد اور سلامت ہو جاتی پھر ان کی طرف رسول بھیجے گا کہ وے اطاعت کریں تو رسول کی وہی
اطاعت کرے گا جس کسی کا ارادہ اطاعت کرنے کا تھا۔ فرمایا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پس پڑھو
اگر تم چاہو تو یہ آیت وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا یعنی اور ہم عذاب کرنے والے نہیں ہیں
جب تک ہم کسی رسول کو نہ بھیج لیں گے۔ پس امر مرسل کے غیر مدرک پر یعنی جسنے امر مرسل نہ حاصل کیا ہو اسپر
عذاب واجب نہیں اور نہ اسکی حالت باس کا یعنی وقت موت کا اعتبار ہے بخلاف اسکے جسنے امر مرسل حاصل کر لیا ہو
پس بحکم اعجاز زندہ کرنے اور ایمان میں کوئی حذر نہیں اور عدم اعتبار حالت باس بھی نہیں ہوسکتا ہے۔
قاعدہ ۲۰ زمانہ فترت میں تامل کی اقل مدت پچیس سال ہیں۔ اور حال یہ ہے کہ حضرت عبداللہ نے اٹھارہ برس کی اور
حضرت آمنہ نے بیس برس کی عمر میں وفات پائی رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ پس حالت فترت کا بھی رفع عذر نہیں یعنی عذر فترت قائم رہا
اور یہ دونوں قاعدے اول کے دونوں قاعدوں کے ساتھ مزاحق ہیں۔ یعنی چلنے والے ہیں +

۱۲ [illegible]

اصل در اوائلِ اسلام حضرت سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام از استغفار مومن مقروض ممنوع بودند لما جاء فی الحدیث نفسُ المؤمنِ معلقۃٌ بدَینہٖ حتّی یقضی۔ پس منعِ استغفار دلالتی قطعی برکفر ندارد بل دریں جا جانب دیگر بمقابلِ اخبار اقرب است واین اصل جواب فاضل بر سوالِ فاضل است **حاصل** بملاحظۂ اصلین نا چار خبر نار وبکار حضرت صلعم و منعِ استغفار ماول بوجہ من الوجوہ غیرِ کفر است واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقتہٖ و بملاحظہ اصلین زاہقین اقرب تاویلات اخبارِ نار قبل از اطلاع حالِ اہلِ فترت است چنانکہ در حالِ اطفالِ مشرکین فرمودہ بودند کہ با در و پدرِ خود شان در آتش ہستند و بعد نزولِ کریمہ لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ فرمودند در جنت ہستند و اخبار ایمان پس از اں پس منعِ استغفار پس احیاء والّا ارتفاعِ تعارض و تاویلِ تخالف نتوانند شد و بعض روایات ابویہ بالکفر حوالت بقائلش توانند شد **حکم** در صورتِ اختلافِ روایات

ترجمہ قاعدہ ۔ ابتدائے اسلام میں حضرت سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مومن مقروض یعنی قرضدار کے استغفار کی ممانعت تھی کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ مومن کا نفس اپنے قرضہ میں معلق ہے یہاں تک کہ وہ ادا ہو۔ پس استغفار کی ممانعت کوئی دلالت قطعی کفر پر نہیں رکھتی ہے بلکہ یہاں اخبار ایمان وکفر کا بمقابلہ کرنے میں دوسری جانب یعنی ایمان کی اقرب ہے۔ اور یہ قاعدہ سوال فاضل پر جواب فاضل ہے۔
حاصل ۔ اول کے دونو قاعدوں کے ملاحظہ کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خبر دوزخ اور حضرت صلعم کا گریہ فرمانا اور استغفار کی ممانعت۔ ناچار کسی ایسی وجہ کے ساتھ وجوہ میں سے تاویل کیے جاویں کہ نسبت کفر نہ رکھتی ہو واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقتہٖ اور خدا ہی تعالیٰ اسکی حقیقت سے بہتر دانا ہے۔ اور پچھلے دونو زاہق یعنی چلتے قاعدوں کے ملاحظہ سے یہ حاصل ہوا کہ قریب تر تاویل اخبار نار کی یہ ہو سکتی ہے کہ یہ خبر اہل فترت کے حال کی اطلاع کے پہلے کی ہے۔ جیسا کہ اطفال مشرکین کے حال میں فرمایا تھا کہ وے اپنے اپنے ماباپوں کے ساتھ دوزخ میں ہیں۔ اور بعد نزول کریمہ کے جو سورۂ فاطر کے تیسرے رکوع میں ہے لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ یعنی نہیں بوجھ اٹھاویگا بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ۔ آپ نے فرمایا جنت میں ہیں۔ اور ایمان کی حدیثیں اسکے بعد کی۔ پھر ممانعت استغفار کی۔ پھر زندہ کرنا۔ نہیں تو تعارض رفع نہ ہو سکے گا اور نہ تخالف کی تاویل ہو سکے گی۔ اور بعضے ممات ابویہ بالکفر اسکے قائل کے حوالہ ہونے چاہئیں جس نے کہا کہ آپکے والدین کافر ہیں مرے
حکم ۔ خیال کرنیکا مقام ہے کہ اختلاف روایات کی صورت میں۔

قاعدہ ابتدائی اسلام میں مقروض پر منعِ استغفار تھا بنص حدیث پس منعِ استغفار سے دلالۃ قطعی کفر پر نہیں بلکہ جانب ایمان اقرب تقابل اخبار میں دوسری جانب ہے

حاصل قضیہ یہ کہ خبر دوزخ و گریہ آنحضرت صلعم و منع استغفار کسی وجہ غیر کفر میں تاویل کیے جائینگے بنا بر ملاحظہ ہر دو اصول اور بنا بر ہر دو اصول زاہق خبر نار قبل اطلاع حال اہل فترت ہے بنص حدیث اطفال مشرکین کے حال میں۔ پھر اخبار ایمان پھر منع استغفار پھر احیاء ہے

بیان حکم ایمان نسبت والدین حضرت صلعم موافق تحقیق حنفی رسول اللہ ...

باختیارِ جانبِ ایمان چہ جدل و اعتساف (درگذشتن از حد را) است و باختیارِ جانبِ کفر چہ عدل و
انصاف خود بفرمایند عدل و محبت و ادبِ عظمتِ حضرت حبیب الرحمٰن صلعم
ہمین اعتساف و انصاف را خواہد یا آنکہ حکم فقہ حنفی میداند قال فی الدر المختار
لا یفتی بتکفیر مسلم کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذلک روایۃ ضعیفۃ
و نیز عجب است کہ باوجود وقائع کثیرہ ارہاصات وقتِ تشرف صلبِ حضرت عبد اللہ
و بطنِ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما و وقتِ ولادت و بعدش و اخبارِ
منامیہ انبیاء و ملائکہ علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام و اخبارِ احجار
و اشجار و کاہنان و راہبان بظہور خاتم النبیین مسمیٰ بہ محمد و احمد صلی اللہ
تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم از صلب حضرت عبد اللہ رض و بطن حضرت آمنہ رض

ترجمہ جانب ایمان کے اختیار کرنے میں کیا جدل و اعتساف ہے یعنی کیا جھگڑا ہے اور کون سی حد سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اور کفر کی جانب اختیار کرنے میں کونسا عدل اور انصاف حاصل ہو جاتا ہے۔ خود ہی فرمائیں کہ انصاف اور محبت اور حضرت حبیب الرحمٰن صلعم کی عظمت کا ادب کیا اسی اعتساف اور انصاف کا خواہاں ہے۔ یا وجود اس بات کے کہ حکم فقہ حنفی جانتے ہیں کہ کہا ہے در مختار میں کہ مسلمان کی تکفیر پر فتویٰ نہیں دیا جاتا جبکہ اُس کے کفر میں خلاف ہو اگرچہ یہ خلاف ایک ضعیف روایت ہو۔
اور تعجب ہے کہ حضرت عبد اللہ رض کی پشت مبارک اور حضرت آمنہ رض کے بطن مبارک میں نور نبی صلعم کے تشریف لانے کے وقت۔ اور ان کی ولادت کے وقت اور اس کے بعد باوجود بہت سے واقعات ارہاصات کے یعنی وے معجزات جو قبل ولادت اور عین ولادت اور بعد ولادت آپ سے ظہور پاتے جو ارہاصات کہلاتے ہیں۔ اور انبیاء اور ملائکہ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے اخبار منامیہ یعنی باوجود انبیاء اور ملائکہ سے خواب میں آپ کے تولد کی اطلاعیں پہنچنے کے
اور پتھروں اور درختوں اور کاہنوں اور راہبوں کی اطلاعیں
حاصل ہونے کے کہ حضرت خاتم النبیین جنکا نام پاک محمد اور احمد
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ہو گا حضرت
عبد اللہ رض کی پشت اور حضرت بی بی آمنہ رض
کے بطن سے ظہور پائیں گے۔

کہ ش بیان وقائع ارہصات و اخبار ھم بر حضرت عبداللہ رض و حضرت آمنہ رض
رو نمودند ش چنانکہ در کتب حدیث شریف و رسائل میلاد از ابن جوزی و سید جعفر
برزنجی و غیرہما علماء متقدمین و متاخرین مذکور است ھم ایمان نیاوردند و خلقی
بہ شنیدن ایمان آورد نہ تو نمی ترسند از ایذاء حضرت حبیب الرحمن صلعم
قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا
وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ٥ بانکہ در قصہ حضرت سُبیعہ بنت ابی لہب
میخوانند کہ از ایذاء اقرباء ایذاء خود مبارک فرمود و ایذاء خود مبارک را ایذاء خدائے تبارک شعر

اے چنگ فرو بردہ بخون دل حافظ   فکرت مگر از غیرت قرآن خدا نیست

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی جَمَالِہٖ
کَمَا تُحِبُّہٗ وَتَرْضَاہُ وَشَفِّعْہُ
فِیْنَا وَتَرْحَمْنَا بِہٖ

ترجمہ جیسا حدیث شریف کی کتابوں اور میلاد کے رسالوں میں ابن جوزی اور سید جعفر برزنجی اور
ان دونوں کے سوائے علماء متقدمین اور متاخرین سے مذکور ہے۔ آپ کے حضرت عبداللہ رض اور آپ کی والدہ
حضرت آمنہ رض جن پر یہ تمام واقعات اور اخبارات ظہور پائے ایمان نہ لائیں۔ اور ایک مخلوق سنکر ایمان لے آئے
کیسے اچنبھے کی بات ہے۔ کیا تجھے حضرت حبیب الرحمن صلعم کی ایذا کا خوف نہیں اور کیا وے ایذائے محبوب خدا سے
نہیں ڈرتے ہیں کہ فرمایا خدائے تعالیٰ نے سورہ احزاب کے رکوع ستّرہ میں اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ
وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ٥ بیشک جو لوگ
اللہ اور اسکے رسول کو ایذا دیتے ہیں اسنے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی اور ان کے لیے عذاب
سخت مقرر فرمایا۔ یاد مت اسکے کہ حضرت سُبیعہ بنت ابی لہب کے قصہ میں پڑھتے ہیں کہ آپ صلعم نے
ایذائے اقربا کو ایذائے خود مبارک فرمایا۔ اور ایذائے ذات مبارک کو ایذائے خدائے تبارک شعر

خون دل حافظ سے تو ہاتھونکو رنگیں کرچکا   غیرت قرآن حق کا تجکو اندیشہ نہیں

اللھم صل و سلم علی محمد نبی الرحمۃ و علی جمالہ کما تحبہ و ترضاہ
وشفعہ فینا و ترحمنا بہ

ذکر کیفیت آثار مجمع علیہا اہل سنتہ وجماعۃ رض

ذکر کیفیت آثار مجمع علیہا اہل سنتہ وجماعۃ رض

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہم اجمعین + از آثار مجمع علیہا اہل سنتہ وجماعۃ رض این ہست نخالف این مخاصم است تعظیم اللہ تعالٰی ومحبتہ وتعظیم الرسول صلعم ومحبتہ وتعظیم الشیخین ومحبتہما وتعظیم الختنین ومحبتہما وتعظیم السبطین ومحبتہما والمسح علی الخفین والصلوٰۃ علی الجنازتین والصلوٰۃ عقب الامامین وحکم الایمان علی الاثمین ودخول الدارین الموجودتین بما ہو فیہما الآن قال سبحانہ وجنۃ عرضہا کعرض السماء والارض اعدت للذین اٰمنوا باللہ ورسلہ الآیہ وفیہ دلیل علی ان الجنۃ مخلوقۃ من انوار التنزیل + وفی بدء الخلق من ابن جریج عن ابی ہریرۃ رض قال قلت یا رسول اللہ مم خلق الجنۃ قال من الماء قلت ما بناؤہا قال لبنۃ من ذہب ولبنۃ من فضۃ الی آخر الحدیث

ذکر بیان مسائل اجماعیہ آثار اہل سنتہ وجماعت رض کہ مخالف اس کا مخاصم ہے۔

ترجمہ۔ بیان ذکر اہل سنتہ وجماعۃ کے اجماعی آثار کا یعنی اُن مسئلوں کا جن پر سب کا اجماع ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ اہل سنتہ وجماعۃ کے آثار جن پر سب کا اجماع ہے یہ ہیں کہ ان کا مخالف مخاصم ہے یعنی جو ان سے مخالفت کرے وہ خصومت کرنے والا جھگڑالو ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اُس کی محبت رسول اللہ صلعم کی تعظیم اور آپکی محبت۔ شیخین یعنی حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعظیم اور اُنکی محبت۔ ختنین یعنی حضرت عثمان ذی النورین اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعظیم اور اُنکی محبت۔ سبطین یعنی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعظیم اور اُنکی محبت۔ مسح خفین پر یعنی دو نو پیر کے موزوں پر مسح کرنا۔ صلوٰۃ جنازتین پر یعنی نیک اور فاسق دو نو کے جنازہ کی نماز پڑھنا۔ صلوٰۃ عقب الامامین یعنی نیک اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا۔ حکم الایمان علی الاثمین یعنی کبیرہ صغیرہ گناہ کرنے پر ایمان کا موجود رہنا۔ دخول الدارین الموجودتین بما ہو فیہما الآن یعنی جنت اور دوزخ میں داخل ہونا کہ وہ دونو مع اُن چیزوں کے کہ اُنمیں ہیں فی الحال موجود ہیں جیسا کہ فرمایا اللہ سبحانہ نے وجنۃ عرضہا کعرض السماء والارض اعدت للذین اٰمنوا باللہ ورسلہ الآیہ یعنی اور جنت جس کا عرض آسمان و زمین کی چوڑائی کی مانند ہے اُن لوگوں کیلئے جو اللہ اور اُسکے رسولوں پر ایمان لائے مقرر ہے۔ اور اسمیں اسبات کی دلیل ہے کہ جنت مخلوق ہے یہ کتاب انوار التنزیل میں ہے اور کتاب بدء الخلق میں ابن جریج سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ کہا اُنہوں نے کہ میں نے عرض کیا۔ ا رسول اللہ جنت کس چیز سے بنائی فرمایا پانی سے میں نے عرض کیا اسکی عمارت کس چیز کی ہے فرمایا ایک اینٹ سونیکی اور ایک اینٹ چاندی کی آخر حدیث تک +

بیان تعظیم ومحبت خدا و رسول وشیخین وختنین وسبطین رضی اللہ عنہم

مسح موزوں پر نماز صالح وفاسق کے پیچھے اور اُنکے جنازہ کی نماز صغیرہ و کبیرہ گنہگار پر مومن کا حکم۔

جنت و نار فی الحال مع تمام اشیاء کے جو اُنمیں ہیں موجود ہیں بدلیل قرآن وحدیث

جنت مخلوق ہے بدلیل نص قرآنی و آثار کے

وفی الصحیح البخاری فی باب ما جاء فی صفۃ الجنۃ وانھا مخلوقۃ وقال سبحانہ فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین ۝ قولہ اعدت للکافرین ۝ دلیل علی ان النار مخلوقۃ معدۃ لھم الآن ۝ من انوار التنزیل وفی الصحیح البخاری فی باب صفۃ النار وانھا مخلوقۃ ففی الجنۃ نعیم للمؤمنین بما ھو منھا لقولہ تعالیٰ جنتان ۝ ذواتا افنان ۝ فیھما عینان تجریان ۝ فیھما من کل فاکھۃ زوجان ۝ جزاء العمل لا بجرم العمل الذی یتشکل ولو کان کذا ایضا کما ھو ثبت والرویۃ بالعین لقولہ صلعم یراہ المؤمنون وھم فی الجنۃ باعین رؤسھم ولقولہ تعالیٰ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ ۝ والبقاء فیھا علی التشخص لقولہ تعالیٰ اولئک اصحاب الجنۃ ھم فیھا خالدون ۝ وفیھا ما تشتھیہ الانفس وتلذ الاعین وانتم فیھا خالدون ۝ ولیجزی اللہ احسن ما کانوا یعملون ۝

ترجمہ اور صحیح بخاری شریف کے اُس باب میں جو صفت جنت میں آیا ہے کہ وہ مخلوق ہے ان الفاظ سے وانھا مخلوقۃ اور فرمایا حق سبحانہ نے سورہ بقر کے تیسرے رکوع میں فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین ۝ یعنی بس بچو آگ سے جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہے۔ کافروں کے واسطے مقرر ہے۔ پس خدائے سبحانہ کا فرمانا اعدت للکافرین یعنی کافروں کے واسطے مقرر ہے اس بات کی دلیل ہے کہ آگ یعنی دوزخ کافروں کے لیے اسوقت طیار پیدا کی ہوئی۔ یہ کتاب انوار التنزیل میں ہے۔ اور صحیح بخاری شریف کے باب صفت نار میں ہے کہ وہ مخلوق ہے ان الفاظ سے وانھا مخلوقۃ۔ اور جنت میں مومنین کے لیے نعمتیں ہیں جو اُسی جنت کی ہیں۔ کیونکہ فرمایا خدا تعالیٰ نے جنتان ۝ ذواتا افنان ۝ فیھما عینان تجریان ۝ فیھما من کل فاکھۃ زوجان کہ یہ تمام آیات سورہ رحمٰن کے تیسرے رکوع میں ہیں اور معنی انکے یہ ہیں۔ یعنی وہ دو باغ ہیں۔ کہ دونو وہ گنجان شاخدار درختوں کے ہیں۔ جن دونوں میں نہریں دو دو بہ رہی ہیں۔ جن دونوں میں ہر میوہ دو دو طرح کے ہیں۔ یہ عمل کا بدلہ ہونا ایسا ہے کہ مجرد عمل متشکل نعمت ہو جائے اگرچہ ایسا بھی ہو جیسا کہ وہ ثابت ہے۔ اور جنت میں رویت بالعین یعنی دیدار خدا ان آنکھوں سے ہوگا۔ کیونکہ فرمایا حضور صلعم نے یعنی مومنین اُسوقت کہ جنت میں ہونگے خدا کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ اور اسلیے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ ۝ سورۂ قیامۃ کے اول رکوع میں یعنی بہت سے چہرے اُسدن اپنے رب کی طرف دیکھ کر تر و تازگی پانے والے ہونگے۔ اور جنت میں بقا یعنی موجود رہنا حیثیت تشخص کی بنا پر ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اولئک اصحاب الجنۃ ھم فیھا خالدون یعنی اور جنت میں وہ چیزیں ہیں جنکو نفس چاہتے ہیں اور آنکھیں لذت پاتی ہیں۔ اور تم اسمیں ہمیشہ رہو گے۔ اور سورہ توبہ کے رکوع ... لیجزیھم اللہ احسن ما کانوا یعملون ۝ یعنی البتہ خدا اُس چیز کا کہ وہ عمل کرتے تھے بہت اچھا بدلہ دیتا ہے +

12 دوزخ مخلوق ہے اور فی الحال مع ان تمام اشیاء کے جو اسمیں ہیں موجود ہے +

13 مومنین کے لیے جنت میں نعمتیں ہیں بدل عمل ہیں اور یہ کہ عمل نعمت کی شکل ہو جاوے ضروری نہیں خواہ ایسا بھی ہو +

14 جنت میں دیدار خدا ان آنکھوں سے ہونا

15 جنت میں باقی رہنا مع اُس تشخص کے بنص آیات

لفظ وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ وَ اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ وَ اُولٰئِکَ وَہُمْ وَ اَنْتُمْ دال است بر تشخص حاصل مشار الیہ ولفظ فِیْہَا بر ظرفیۃ ولفظ خَالِدُوْنَ بر دوام بقاء تشخص حاصل ظرف ومظروف ولفظ مَا تَشْتَہِیْہِ الْاَنْفُسُ بر خواہش اختیاری نفوس بنعماء عام از جنۃ ولفظ نَاظِرَۃٌ وتَلَذُّ الْاَعْیُنُ بر رویت ولفظ اَحْسَنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ بر عدم لزوم تشکل عمل فکیف لزوم تشکل الاعمال بنعماۂا الذی ثبت ظنی وہو خاص واضطراری ومحدود بالعمل بنفی ما دونہ وارتفاع اعتبار التشخص الحاصل معتقد من اتبع توحید الفلسفۃ وان جزاء العمل وبقاء التشخص الحاصل ثابتان بقطعی محکم وفی النار تعذیب بما ہو منہا لقولہ تعالیٰ اُولٰئِکَ اَعْتَدْنَا لَہُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا جزاء العمل لا بمجرد العمل الذی یتشکل ولو کان کذا ایضاً کما ہو ثبت والبقاء فیہا علی حیث التشخص للکافر +

بیان دلائل بقاء تشخص بحصول حظ نعمائے جنت و دیدار خدا بچشم سر در جنت

ترجمہ آیات مذکورہ میں الفاظ وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ - اور اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ - اور اولٰئک اور ہم اور انتم تشخص پر دلالت کر رہے ہیں جو حاصل مشار الیہ ہے کہ اسکی جانب اشارہ کیا گیا ہے - اور فِیْہَا ظرفیت مکانی پر - اور لفظ خَالِدُوْنَ بقائے دائمی تشخص پر جو ظرف ومظروف کا حاصل ہے - اور لفظ مَا تَشْتَہِیْہِ الْاَنْفُسُ نفسوں کی اختیاری خواہش پر جنت کی عام نعمتوں کی جانب - اور لفظ نَاظِرَۃٌ اور تَلَذُّ الْاَعْیُنُ چشم سر سے دیکھنے پر جسکو تشخص لازمی ہے - اور لفظ اَحْسَنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ عمل کے لازمی متشکل نہ ہونے پر یعنی یہ نہیں ہے کہ عمل کا نعمت کی صورت میں متشکل ہونا لازمی وضروری ہے تو کیسے ہوسکتا ہے کہ اعمال کا نعمتوں کی صورت میں متشکل ہونا جسکا ثبوت ظنی ہے اور وہ تشکل اعمال بھی خاص ہی صورت کا ہے بسبب خصوصیت اعمال اور اضطراری ہے کہ عمل ہی متشکل ہو - اور عمل پر محدود ہے حسب حیثیت مقدار عمل - کہ وہ اپنے ماسوا کی نفی کو لازم ہی کرتا ہو - اور یہ اعتبار تشخص حاصل کہ معتبر ہے کیسے مرتفع ہوسکتا ہے جبکہ ثبوت ظرف ومظروف اور ضمائر کا مشار الیہ ہونے سے حاصل ہے - اور انکا اعتقاد بھی کہ جو توحید فلسفہ کے متبع ہیں - حالانکہ جزائے عمل اور بقائے تشخص حاصل یہ دونوں ثابت ہیں قطعی محکم آیات سے اور دوزخ میں عذاب ہے اُس چیز کا جو دوزخ کی ہیں کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء کے تیسرے رکوع میں اُولٰئِکَ اَعْتَدْنَا لَہُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا یعنی یہی لوگ ہیں کہ ہم نے اُن کے لیے عذاب دردناک تیار کر رکھا ہے - یہ عمل کا بدلہ ہے نہ ایسا بدلہ کہ مجرد عمل متشکل بعذاب ہو جاتے ہیں اگرچہ ایسا بھی ہو جیسا کہ وہ ثابت ہے - اور بقا یعنی موجود رہنا دوزخ میں کافر کے واسطے تشخص کی حیثیت کی بنا پر ہے +

بیان یہ کہ عمل کا متشکل بنعمت ہونا لازمی وضروری نہیں اگرچہ یہ بھی ہو کہ ظنی ہے اور اول قطعی بہ نص کیونکہ تشکل عمل محدود ومخصوص واضطراری ہے بنا بر خصوصیت و مقدار عمل +

لقوله تعالیٰ اولٰئک اصحاب النار هم فیها خالدون ۵ و نادوا یا مالک
لیقض علینا ربک قال انکم ماکثون ۵ همچنان بقاء تشخص حاصل مشار الیه از لفظ اولٰئک
وهم و نادوا و علینا و انکم و از لفظ فیها خالدون و ماکثون دوام بقاء ظرف
و مظروف واضح و اگر مرتفع شود اعتبارات تشخص چنانکه گفتند چه فرق در رویت و حجاب
ثابت است فرمود سبحانه کلا انهم عن ربهم یومئذ لمحجوبون ۵ و فضل الانبیاء علی
الاولیاء و صلوٰة التراویح فی لیالی رمضان المبارک عشرین رکعات و هنوز در تقابل
بدعات مبتدعین آثار اهل سنت و جماعت محصور بر همه که گفته شد نتوانند شد

اللهم صل و سلم علی محمد نبی الرحمة و علی جماله
کما تحبه و ترضاه و شفعه فینا و ترحمنا به ،

ترجمہ کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ رکوع چار میں اولٰئک اصحاب النار هم فیها
خالدون ۵ یعنی یہی لوگ دوزخ والے ہیں وے اس میں ہمیشہ رہیں گے ۔ اور فرمایا سورۂ زخرف
کے رکوع سات میں نادوا یا مالک لیقض علینا ربک ۵ قال انکم ماکثون یعنی
وے پکاریں گے اے مالک کہیں فیصلہ کر چکے ہمپر تیرا رب ۔ کہے گا مالک بیشک ابھی تمہیں رہنا ہے
اسی طرح بقائے تشخص حاصل مشار الیہ جس کی طرف اشارہ ہے الفاظ آیات مذکورہ اولٰئک ۔ اور
هم ۔ اور نادوا ۔ اور علینا ۔ اور انکم سے ۔ اور لفظ فیها خالدون ۔ اور ماکثون
سے ظرف و مظروف کا بقائے دائمی واضح ہے ۔ اور اگر اعتبارات تشخص اٹھا دیے جاویں جیسا کہ
لوگوں نے کہا تو رویت اور حجاب میں کیا فرق ثابت رہے گا ۔ کیونکہ فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ تطفیف
پارہ عم میں کلا انهم عن ربهم یومئذ لمحجوبون ۵ یعنی ہرگز یہ بات نہیں بیشک وے
اپنے رب سے اس دن البتہ محجوب ہوں گے ۔ اور فضیلت انبیاء کی اولیاء پر ۔
اور نماز تراویح کی رمضان المبارک کی راتوں میں بیس رکعت ۔ اور ابھی تک
مبتدع لوگوں کی بدعتوں کے مقابلہ میں اہل سنت و جماعت کے آثار
جو ویسے مسائل ہیں کہ اُن پر سب کا اجماع ہے صرف انہیں پر محصور نہیں ہو سکے
جو بیان میں آئے ۔ اللهم صل و سلم علی محمد نبی الرحمة و علی جاله کما تحبه و رضاه
و شفعه فینا و ترحمنا به

بیان دلائل عذاب دوزخ مع بقائے تشخص اور یہ کچھ دوزخیوں پر ہم عذاب رہے ہے ۔

بیان یہ کہ اعتبارات تشخص نہ رہنے میں رویت و حجاب کا فرق نہ رہے گا ۔

بیان ۲ فضیلت انبیاء بر اولیاء

بیان ۳ نماز تراویح بیس رکعت

بیان یہ کہ مقابلہ ابتداع مبتدعین دیگر آثار اہل سنت و جماعت ایسے اور بھی ہیں جن پر سب کا اجماع ہے اور حصر صرف مذکورہ بالا پر نہیں ہو سکتا ۔

۲۱ ذکر کیفیت تعظیم و محبت شعائر اللہ تعالیٰ و شعائر الرسول صلعم وغیرہ

ذکر کیفیت تعظیم و محبت شعائر اللہ تعالیٰ و شعائر الرسول صلعم وغیرہ صلعم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین

تعظیم و محبت قبلتین کما قال سبحانہ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع و یذکر فیہا اسمہ الآیہ و ما یتعلق بہما و کتب منزلہ باتچہ شاید۔ و تعظیم و محبت دین اللہ و آں الضرام بالانتظام ش و حرمتش در دل است علی تفاوت الحال ش مربوط است بتعظیم و محبۃ حالاً ھم فرض است یا واجب یا سنت ش اینہمہ معطوف علیہ و معطوف خبر مبتدا است یعنی تعظیم و محبت ھم و تعظیم مسجد بما یتعلق بہ من حقہ لقولہ تعالیٰ من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب الآیہ

۲۲ ذکر بیان تعظیم و محبت کا شعائر خدا و رسول وغیرہ

ترجمہ بیان ذکر تعظیم و محبت ان چیزوں کا جو خدائے تعالیٰ اور رسول صلعم اور بزرگان دین سے منسوب ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین

۱ تعظیم و محبت قبلتین بدلیل کریمہ اور جو انہم متعلق ہیں۔

تعظیم و محبت قبلتین یعنی کعبہ معظمہ اور بیت المقدس کی جیسا فرمایا حق سبحانہ نے سورہ نور رکوع پانچ میں فی بیوت اذن اللہ ان ترفع و یذکر فیہا اسمہ الآیہ یعنی ان گھروں میں کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا انکو بلند کرنیکا اور وہاں اسکا نام پڑھنے کا آخر آیت تک۔ اور تعظیم و محبت ان چیزوں کی جو انکیں دونوں قبلتین سے متعلق ہیں۔ اور تعظیم و محبت خدا کی طرف سے اتری ہوئی کتابوں کی جیسی ہونی چاہیے۔ اور تعظیم و محبت اللہ کے دین کی اور یہ اسکا انتظام کے ساتھ التزام کرنا ہے اور اسکا ادب و حرمت دل میں ہے۔ اور یہ تعظیم و محبت حسب حال متفاوت ہوگی کیونکہ کیفیت تعظیم و محبت باعتبار مراتب احکام دین فرض ہوگی یا واجب یا سنت پس اسی ادب کے لحاظ سے جو اسکے دل میں باعتبار مراتب احکام دین ہی اسی مرتبت انتظامی کے ساتھ اسکا التزام کریگا لہذا یہ تعظیم و محبت دین حسب حال متفاوت ہوگی۔ اور تعظیم مسجد کی مع اس چیز کے کہ متعلق مسجد اس سے متعلق ہیں کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ حج کے چوتھے رکوع میں من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب الآیہ یعنی جو ادب کرے خدا کی نشانی چیزوں کا سو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے تا آخر آیت

۲ تعظیم و محبت کتب منزلہ حق

۳ تعظیم و محبت دین خدا التزام بتفاوت مراتب

۵ تعظیم مسجد بحقوق متعلقہ مسجد بنص کریمہ

بآن بملاحظۂ احوال اصحاب واولیاء خود اظہر است من الشمس چنانکہ داشتن حضرت خالد رضؓ موئے سر مبارک حضرت سید عالم صلعم در کلاہِ خود و مظفر و منصور شدن ببرکت آں وہمچنین بسیار است و داشتن آثار پیران طریقت و تبرک بآں تا ایندم در سلاسلِ طریقت موجود و محمود است کہ بملاحظۂ کتبِ سیرِ صحابہ واولیاء رضؓ معلوم تواند شد ھم وقصۂ تابوتِ سکینہ بر تعظیم و تبرک بشعائر دلیلی اشہر لقولہ تعالیٰ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وازاں است تعظیم و محبت مدینہ منورہ شرّفہا اللہ تعالیٰ شرفاً وعظیماً لقولہ علیہ السلام المدینۃ خیرٌ من مکۃ ولقولہ علیہ السلام اللّٰھم اِن اخرجتنی من احبّ البقاع الیّ فاسکنّی فی احب البقاع الیک

ترجمہ کہ احوال صحابہ اور اولیاء اللہ کے ملاحظہ سے خود ظاہر ترہے یعنی خوب اچھی طرح سے معلوم ہوتا ہے۔ جیسا حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی ٹوپی میں موئے سر مبارک حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم رکھنا اور اسکی برکت سے فتحمند اور منصور ہونا۔ اور اسی طرح بہت ہے۔ اور پیران طریقت کے آثار رکھنا اور انسے برکت لینا اسوقت تک طریقت کے سلسلوں میں موجود ہے اور محمود ہے کہ اسکو اچھا جانتے ہیں جو کتب سیر صحابہ اور اولیاء رضی اللہ عنہم کے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اور قصہ تابوت سکینہ کا شعائر کی تعظیم اور انسے برکت لینے پر ایک بہت مشہور دلیل ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقر کے رکوع بتیس میں وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ یعنی اور فرمایا ان سے ان کے نبی نے کہ بیشک نشانی اسکی سلطنت کی یہ ہے کہ تمھارے پاس تابوت آویگا جسمیں طمانیت رحمۃ کی ہے تمھارے رب سے اور کچھ بچی چیزیں اسمیں ہیں جو اولاد موسیٰ اور اولاد ہارون علیہما السلام چھوڑ گئی اسکو فرشتے اٹھاتے ہیں۔ بیشک اسمیں تمھارے لیے پوری نشانی ہے اگر تم مومن ہو۔ اور اسی قسام تعظیم شعائر میں تعظیم و محبۃ مدینہ منورہ کی ہے اللہ تعالیٰ اسے بہت ہی بڑھکر شرف و عزت سے مشرف کرے کیونکہ فرمایا حضور علیہ السلام نے مدینہ بہتر ہے مکہ سے اور اس سبب سے کہ فرمایا حضور علیہ السلام نے اے میرے خدا اگر تو نے مجھے ایسی جگہ سے نکالا جو سب جگہوں سے مجھے زیادہ محبوب ہے پس تو مجھے ایسی جگہ میں سکونت دیجیو جو تجھے تمام جگہوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے

وبسیار است اخبار فضائل مدینہ منورہ ولیکن اختصار گرفتم بر حسب مدعا و اختلاف فرمودند بعض
علماء بفضل مکہ معظمہ عظمہا اللہ تعالیٰ تعظیماً بدلیل آنکہ قال صلعم واللہ انک لخیر
ارض اللہ واحب ارض اللہ ولولا انی اخرجت منک ما خرجت و بفہم
دردمندی این فضل مدینۃ الرسول صلعم جزئی من وجہ است نہ کلی پس نسبت نزاعی در فضل
ہرگز برفع تعارض آں فضل مکہ معظمہ در حد او است و فضل مدینہ منورہ در حد او کرمہا اللہ
تعالیٰ تکریماً و تفاضل ہرگز بفضل کلی در تقابل نمیکند در باب آنچہ در و است
تعارض و امانت طرفی از طرفین ہم و آنکہ مکہ معظمہ محل نور تجلی مسجود الیہ محمد رسول اللہ
تعالیٰ است و حقیقت آں تعین ذاتی باعتبار فعالیۃ مبدء الربوبیۃ است کہ بیان
صفت تعین ذاتی ہم علۃ وجود باجود صلعم کہ بیان صفت وجود باجود صلعم ہم
مبدء و مواد عالم است و از مراتب الہیات شاملہ مسجودیۃ المسجود لہ محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ

ترجمہ اور فضائل مدینہ منورہ کے اخبار بہت ہیں لیکن ہمنے مدعا کے موافق اختصار کر لیا۔ اور بعض علماء نے
مکہ معظمہ کی فضیلت میں اختلاف فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسکی عظمت کو معظم کرے۔ اس دلیل سے کہ فرمایا حضور صلعم نے قسم ہے
کی بیشک تو البتہ بہتر ہے خدا کی زمین میں سے اور محبوب تر ہے خدا کی زمین میں سے اور اگر میں نہ نکالا جاتا تجھسے تو نکلتا میں
کسی دردمندی کی سمجھ میں مدینہ رسول صلعم کی یہ فضیلت جزئی من وجہ ہے نہ کلی کیونکہ ایک وجہ خاص کے سبب جزئی
فضیلت مدینہ رسول صلعم کو حاصل ہے نہ کلی طور پر لہذا اس فضیلت جزئی من وجہ سے تعارض فضیلت اٹھ جائیگی
سبب کہ دونوں میں ہوتا تھا کوئی نزاع باہمی فضیلت میں نہیں ہے۔ پس مکہ معظمہ کی فضیلت اپنی حد میں ہے اور مدینہ
منورہ کی فضیلت اپنی حد میں۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو بزرگی میں مکرم رکھے۔ اور مقابلہ میں کلی فضیلت کے ساتھ
ایک کو دوسرے پر برتری دردمند فضیلت نہیں دیتا ہے کیونکہ مقابلہ میں معارضہ طرفین ہے اور طرفین سے ایک طرف
کی امانت۔ معلوم کر اسمیں جو کچھ ہے۔ اور یہ کہ مکہ معظمہ محل نور تجلی ہے جو حضرت محمد رسول خدا تعالیٰ
صلعم کا مسجود الیہ ہے کہ اسی طرف سجدہ کیا گیا۔ اور حقیقت اس نور تجلی کی تعین ذاتی ہے جو باعتبار فعالیت کے
کہ مبالغہ فاعل ہے یعنی سب سے بڑھ کر کرنیوالا۔ مبدء ربوبیت ہے کہ جہاں سے رب ہونیکی ابتدا ہے۔ اور یہی تعین
ذاتی حقیقت وجود حضور صلعم کی جو عالم کا مبدء اور مواد ہے علت ہے جو سبب ظہور وجود مبارک ہے۔
اور یہی تعین ذاتی کہ علت وجود باجود حضور صلعم ہے خدا کے خدائی مرتبوں سے جو شامل مسجودیت
ہیں وہ مرتبہ ہے کہ محمد رسول خدائے تعالیٰ صلعم کا مسجود لہ ہے جسکے واسطے آپ نے سجدہ کیا ہے

اختلاف فضیلت درمیان مکہ و مدینہ کرمہ و معظمہ بفضل ... فیصلہ

متن این است مربوط است از علّۃ وجود باجود صلعم معطوف علیہ وانمراتب الٰہیات معطوف ھم اگرچہ حقیقۃ نور محمد صلعم کہ مبدء تعین اوست صلعم اعلیٰ وافضل است از حقیقۃ نور حجابی بسبب مبدء بتش برای حقائق الٰہیات ولیکن آں نور حجابی از منسوبات اللہ تعالیٰ است بقیام حقیقتش باللہ تعالیٰ واین نور حادثی از مخلوقات اللہ تعالیٰ است بقیام مجازیش باللہ تعالیٰ وکلام درنفس وجود این ہر دو است نہ در حقیقۃ این ہر دو۔

واستحالہ ذات مبارک ہصلعم بانوار حجابی کلی آدائی است پس جزئی آنی باشد وفضل نور حجابی کعبہ معظمہ بکلیتہ آنی است متن فضل کلی راست باحاطۃ جزئی واین تبیین حقیقۃ جواب سوال مقدر است کہ ازیں عبارت میتوان یافت ھم واحب البقاع بودن مکہ معظمہ بخاطر عاطر حضرت محبوب رب العالمین بوجہ نور حجاب الٰہ مقصود ومعبود است واحب البقاع بودن مدینہ مکرمہ بجناب رب العالمین بوجہ وجود باجود صلعم پس شرف المکان بشرف المکین خود فارق فی الفضل بیّن است ودر فضل مدینہ مکرمہ بر مکہ معظمہ تا دیل فضل جزئی تواند شد بخلاف فضل مکہ معظمہ بوصف خیر ارض اللہ واحبُ ارض اللہ کہ جز کلی نتواند شد۔

شرح ترجمہ اگرچہ حقیقت نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ کا مبدء تعین ہے کہ جہاں سے آپ کے تعین کی ابتدا ہوئی حقیقت نور حجابی سے اعلیٰ یا افضل ہے کیونکہ مبدء ہونا حقیقت نور محمدی کا حقائق الٰہیات کے لیے ہے۔ ولیکن وہ نور حجابی خدا تعالیٰ کے منسوبات سے ہے کیونکہ اسکو خدا تعالیٰ کے ساتھ قیام حقیقی ہے اور یہ نور محمدی حادثی مخلوقات خدا سے ہے کہ اسکو خدا تعالیٰ کے ساتھ قیام مجازی ہے۔ اور کلام ان دونوں کے نفس وجود میں ہے نہ ان دونوں کی حقیقت میں۔ اور استحالہ ذات مبارک حضور صلعم کا انوار حجابی کلی آدائی سے ہے پس یہ استحالہ شریف جزئی آنی ہوگا۔ اور فضیلت نور حجابی کعبہ معظمہ کی کلیتہ آنی کے سبب ہے۔ اور کلی کو فضل جزئی پر جزئی کا احاطہ کرنیکے سبب ہے۔ اور یہ بیان کرنا حقیقت میں جواب ہے سوال مقدر کا جو اسی عبارت سے نکلتا ہے۔ اور مکہ معظمہ کا سب جگہوں سے محبوب تر جگہ ہونا حضرت محبوب رب العلمین کی خاطر عاطر میں خدا مقصود ومعبود کا محل نور حجاب ہونیکے سبب سے۔ اور مدینہ مکرمہ کا جناب رب العالمین میں احب البقاع ہونا بسبب فرودگاہ وجود باجود حضور صلعم ہے۔ پس شرف مکان کا مکین کے شرف کے سبب خود فارق فضل ومنزلت میں ہے جس سے علانیہ منزلت میں فرق ظاہر ہے۔ اور مدینہ مکرمہ کے فضل میں جو مکہ معظمہ پر ہے جیسا کہ ظاہر ہے فضل جزئی کی تاویل ہو سکتی ہے بخلاف فضل مکہ معظمہ کے کہ بہتر خدا کی زمین اور محبوب تر خدا کی زمین اسکا وصف ہونیکے سبب سوائے کلی کے اور فضل اسکا نہیں ہو سکتا۔

کہ فضل مدینہ منورہ کا بوجہ نزول اجلال حضور صلعم جزئی ہے ... وجود باجود حضور صلعم ... کہ جناب الٰہی ... احب البقاع ہے

مدینہ مکرمہ کو مکہ معظمہ پر فضل جزئی ہے بالعکس مکہ معظمہ کو فضل کلی ہے

و بقطع نظر ازیں فضل مقصود بالانتساب اگر فضلی دیگر باشد غیر مقصود است و البتہ زمینکہ
مشرف باشد بمحل جسد طیب صلعم اشرف جملہ روی زمین و آسمان است سوای زمینکہ محل نور
حجابی است و عرش عظیم کہ محل نور مسجود لہ است اگر بری بمطالب اختلاف دعوی شان و
دلیل آن چنانکہ اختیار فرمودند و این دلیل در مند میری بہتری آن کہ اختیار کرد ان شاء
اللہ تعالی ۔ و البتہ عنصر قلب شریف حضرت صلعم افضل است از ماہیتہ عرش عظیم بحکم
عنصر بر روح در مسلوباتش و البتہ عنصر قلبی افضل است از عنصر غیر قلب بر تفاوت حد خود ما
در تبع روح بفارق موجودات از مسلوبات مخصوصہ محمدی صلعم ۔ و قلب بسیط شریف
حضرت صلعم افضل است فضلاً بعد فضل از عرش عظیم بانکہ تعین عرش عظیم جزئی ست
بیای مجہول مفید معنی تقلیل ہم است از نور محمد صلعم با محل انوار قدیم در آوان بلزوم تجدد
امکان خود و دران بلزوم قرار تشخص زائد خود

ترجمہ اور قطع نظر اس فضل کے کہ انتساب میں یہی فضل مقصود ہے اگر کوئی اور فضل ہوگا وہ غیر مقصود ہے
اور البتہ وہ زمین جو حضرت صلعم کے جسد طیب کے محل سے مشرف ہے یعنی وہ زمین جسنے جسد مبارک کو اٹھا
رکھا ہے تمام روئے زمین اور آسمان سے اشرف ہے سوائے اس زمین کے کہ محل نور حجابی ہے اور سوائے عرش عظیم کے
جو نور مسجود لہ کا محل ہے ۔ اگر تو ہمارے علماء کے اختلافی مطالب اور انکی دلیل جو کچھ انھوں نے اختیار فرمائی
ہیں معلوم کریگا اور اس درد مند کی دلیل کو تو جو بہتری کہ اختیار کی ہے اسکو انشاء اللہ تعالے صحیح جانیگا اور
بیشک عنصر قلب شریف حضرت صلعم عرش عظیم کی ماہیت سے افضل ہے کیونکہ عنصر مسلوبات روح میں تابع روح ہے
جیسے روح اعلی کو روح تابع سے فوقیت و فضل ہے اسلیے کہ عنصر تابع روح ہے ۔ اور البتہ عنصر قلبی افضل ہے عنصر
غیر قلب سے اپنا اپنے حد کے تفاوت پر جبکہ تبع و پیروی روح میں موجودات محمدی کا آپکے مخصوصہ مسلوبات سے فرق کا
لحاظ کریں یا اور قلب بسیط شریف حضرت صلعم عرش عظیم سے افضل ہے فضیلت کے بعد بڑھکر فضیلت ہے ۔ اسلیے کہ تعین عرش عظیم
نور محمد صلعم کا ایک جزء قلیل ہے باوجود محل انوار قدیم کے متعدد آنوں میں بسبب لزوم تجدد ذاتی امکان کے اور آن واحد میں
بسبب لزوم قرار اپنے تشخص زائد کے کیونکہ حدوث ماہیت امکانی کیلیے جدت لازمی ہے اور جدت بعد فنا تعدد امکان [illegible]
کی مستلزم ہے لہذا تعین عرش کو محل انوار قدیم کا متعدد آوان میں باعتبار تجدد خلق ماہیت ضروری ہے ۔ اور تشخص زائد کو جو
ماہیت پر ایک شے زائد علاوہ ماہیت ہے اپنے دوام بقا میں فنا نہونیکے سبب قرار لازمی ہے کہ آن
واحد کا مستلزم ہے لہذا تشخص عرش کو محل انوار قدیم کا بسبب لزوم قرار آن واحد میں ہوگا ۔

محل زمین جسد مبارک سوائے محل نور حجابی و عرش تمام روئے زمین و آسمان سے اشرف ہے

عنصر قلب شریف ماہیتہ عرش عظیم سے افضل ہے و عنصر تابع روح ہے اور اسکو مسلوبات سے ہے

قلب بسیط شریف حضرت صلعم فضل بعد فضل افضل ہے عرش عظیم سے

[illegible]

وتعین قلب بسیط شریف کلی سن بیائی مجہول مفید معنی تعظیم هم است باحل انوار قدیمہ درآوان بلزوم تجدد امکان خود و در آن بلزوم قرار تشخص زائد خود و تشرف اتصاف کلی در آوان فضلی دیگر است کہ بعرش عظیم نصیبی جزئی ہم ازاں نیست و دریں تبیین حقیقۃ جواب خطاہا فکریست فکر سلیم در قرار نسب مخصوصۃ الوجہ فی محلہ باید تا آنکہ آنچہ باید برآید سن انی از آنچہ باید برآمد برآید هم وہمچنین است تعظیم ومحبۃ دیگر آثار ش صلعم مختلف الحقایق متحد النسبۃ المختصر شعر

بر زمینیکہ نشانِ کف پای تو بود + سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

تا آنکہ اگر بشنود کہ اثری از وی است صلعم گو محقق نباشد تعظیم ومحبۃ لازم است چہ نفی آں ثابت نتواند شد وہمین است عادت سلف ما و الا سوء ادب در تعظیم ومحبت ظاہر سن در حالِ امام مالک رحمہ اللہ تعالی مذکور است در مدینہ منورہ ہر جا کہ عمارت قدیم میدید باادب تمام می بود نظر برآنکہ شاید آں رسول خدا حبیب کبریا صلعم وقتی دستے باں رسانیدہ باشد ازینجا ظاہر است کہ برای تعظیم آثار صحت روایت درکار نیست صرف احتمال کافی باشد

ترجمہ اور تعین قلب بسیط شریف ایک بڑا کل ہے انوار قدیم کا آوان متعددہ میں حامل ہونیکے سبب خود کے امکان کے تجدد لازم ہونے سے اور آن واحد میں اپنے تشخص زائد کے قرار کے لازم ہونے سے۔ اور اتصاف کلی کا تشرف جو آوان میں ہوتا ہے ایک دوسرا فضل ہے کہ عرش عظیم کو اس سے ایک جزئی حصہ بھی نہیں ہے۔ اور اس تبیین یعنی بیان کرنے میں حقیقت کے جواب ہی فکری خطاؤں کا پس نسبتیں کہ وجہ مخصوصہ رکھتی ہیں انکو اپنے اپنے محل میں ٹھہرانے میں فکر سلیم چاہیئے تاکہ جو جس چیز سے کہ حاصل ہونا چاہیئے حاصل ہووے۔ اور اسی طرح تعظیم ومحبت ہے حضور صلعم کے اور دوسرے آثار کی جنکی حقیقتیں مختلف ہیں اور نسبت متحد ہے۔ مختصر یہ ہے شعر

جس جا نشانِ پائے مبارک ہو آپ کا برسوں ہی سجدے اہل بصیرت کیا کریں

یہانتک کہ اگر سن لیوے کہ حضور صلعم کا کوئی اثر ہے گو محقق نہ ہووے تعظیم ومحبت لازم ہے کیونکہ اسکی نفی ثابت نہیں ہوسکتی۔ اور ہمارے سلف کی یہی عادت ہے۔ نہیں تو تعظیم ومحبت میں بے ادبی ظاہر ہے چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ تعالی کے حال میں مذکور ہے کہ مدینہ منورہ میں جہاں کہیں پرانی عمارت دیکھتے تھے پورے ادب کیساتھ رہتے تھے یہ خیال کرکے کہ شاید کبھی اس رسول خدا حبیب کبریا نے اسپر دست مبارک لگایا ہووے۔ یہاں سے ظاہر ہے کہ تعظیم آثار کے لیے صحت روایت درکار نہیں صرف احتمال کافی ہے +

تعظیم آثار کے لیے احتمال کافی ہے صحت روایت درکار نہیں بدلیل عمل حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالے +

[illegible]

ھم واز حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ روایت کردہ اند فرمود صلعم مَنْ زَارَ قَبْرِیْ
بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ وَمَنْ لَمْ یَزُرْ قَبْرِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ ۔ ازیں حدیث
شریف شرف بالانتساب وحضور مدینہ منورہ کہ موقوف علیہ تشرف بزیارت مرقد مبارک
صلعم وحذر از جفائی خاص است ش یعنی عدم حضور مدینہ منورہ وعدم تشرف بزیارت
بابرکت حضرت صلعم ھم موکد است وایں جفائی عدم حضور مشترک بہمہ تفاوت درجات
خود بمقابلہ شرائف حضور است پس محکوم باشد بر مرتبہ مستجمعہ قال سبحانہ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ
مَا عَنِتُّمْ الآیہ علی معنی القراء تین وازتشبیہ مراتب حکم مع قبر وآداب استنباطی توال
کرد ش تنبیہ ازینجا رد آنست کہ گفتہ شد تعظیم آثار وتبرک بآں شرک ست
وسخن ہای نازیبا نیز العیاذ باللہ تعالیٰ منہ ھم اللھم صل وسلم علی محمد
نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ
فینا وترحمنا بہ

شرح ترجمہ اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے لوگوں نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے میری موت
کے بعد میری قبر کی زیارت کی پس گویا میری زندگی میں میری زیارت کی اور جسنے میری قبر کی زیارت نہیں کی پس بیشک
اسنے مجھپر جفا کی ۔ اس حدیث شریف سے شرف بالانتساب کی تاکید ہے یعنی نسبت ہونیکی شرف کی تاکہ معلوم ہو کہ نسبت
میں کیونکر شرف حاصل ہوتا ہے ۔ اور ایسے ہی مدینہ منورہ کی حاضری کی جسپر شرف حاصل ہونا موقوف ہے کہ وہ
زیارت مرقد مبارک حضور صلعم ہے ۔ اور جفائی خاص سے بچنے کی تاکید ہے کہ وہ مدینہ منورہ میں حاضر نہ ہونا اور حضرت صلعم
کی زیارت بابرکت سے شرف حاصل نہ کرنا ہے ۔ اور یہ حاضر نہ ہونے کی جفا اپنے تمام متفاوت درجوں کے
ساتھ ان شرفوں کے مقابلہ میں ہے جو حاضر ہونے میں حاصل ہوتے ہیں ۔ پس اس جفا کا مرتبہ مستجمعہ
پر حکم ہوگا فرمایا حق سبحانہ نے سورہ توبہ کے آخر رکوع میں عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ الآیہ دو نو قراءتوں
کے معنے کی بنا پر ۔ یعنی بھاری ہے اس رسول پر جو تمھارے نفسوں سے ہے یا تمھارے نفیس تر لوگوں
سے یہ کہ تم تکلیف پاؤ ۔ اور حدیث مذکور میں جو تشبیہ ہے اس سے حکم قبر اور آداب قبر کے مرتبوں کا استنباط
کر سکتے ہیں ۔ تنبیہ یہیں سے اسبات کا رد ہو گیا جو کہا گیا کہ آثار کی تعظیم اور اس سے برکت حاصل کرنا
شرک ہے اور ایسے ہی اور نازیبا باتوں کا ۔ خدا تعالیٰ اس سے پناہ دے اللھم صل وسلم علی محمد
نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

تاکید شرف بالانتساب وحضور مدینہ بزیارت مرقد مبارک صلعم وحذر از جفا کہ عدم حضور مدینہ وعدم تشرف بزیارت بحسب حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ ومراتب حکم و آداب قبر ۔ ورد اقوال جاہلین بحکم تعظیم وتبرک آثار ورد سخنان نازیبا

۲۲

ذکر کیفیت صحت اشتراک وصفی یا اسمی با اللہ سبحانہ در وجہی از وجوہ باضافۃ اللہ تعالے

ذکر کیفیۃ صحۃ اشتراک صفی یا اسمی یا اللہ سبحانہ در وجہی از وجوہ باضافۃ اللہ تعالے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین. مخلوق را از اشتراک وصفی یا اسمی با اللہ سبحانہ در وجہی از وجوہ باضافۃ اللہ چارہ نبود واین بحث مطول از جاہائے خویش بیّن است در اشتراک وصفی بصفت رافت ورحمت ان اللہ بالناس لرؤف رحیم لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم در اشتراک وصفی بتخلیق فتبارک اللہ احسن الخالقین در اشتراک وصفی بترزیق واللہ خیر الرازقین در اشتراک وصفی بشکر

۲۳

بیان ذکر صحۃ اشتراک صفی یا اسمی کا اللہ سبحانہ کے ساتھ وجوہ مخلوق خدا تعالی کی کسی وجہ میں

ترجمہ - بیان ذکر وصفی یا اسمی اشتراک کی صحت کا اللہ سبحانہ کے ساتھ کسی وجہ میں وجہوں سے جو خدا تعالی کی اضافت یعنی خلق دینے میں ہیں یعنی یہ ذکر اس بیان میں ہے کہ مخلوق خدا تعالے کا اللہ سبحانہ کے ساتھ وصفی یا اسمی اشتراک صحیح ہے خواہ اشتراک کی کسی وجہ میں ہو اسکی وجہ یہی ہے باعتبار اس نسبت کے جو خلق کو اللہ تعالے کے ساتھ ہے خدا تعالے کے پیدا کرنے سے

مطلب بیان اشتراک وصفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین - مخلوق کو اللہ سبحانہ کے ساتھ وصفی یا اسمی اشتراک یعنی نام یا وصف کی شرکت ہو جانے کی کسی وجہ میں خلق خدا کی نسبت کے وجوہ سے چارہ نہیں ہے - اور یہ بحث مطول جو بہت دراز ہے اپنے مقاموں سے بخوبی ظاہر ہے جیسا وصفی اشتراک میں صفت رافت ورحمت کے ساتھ خدا تعالی کا یہ کلام ہے جو سورہ بقر رکوع سترہ میں ہے ان اللہ بالناس لرؤف رحیم یعنی بیشک اللہ آدمیوں پر بڑا ہی شفیق اور مہربان ہے - اور یہ کلام جو سورہ توبہ کے آخر رکوع میں ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم یعنی یقینی آچکا ہے تمھارے پاس رسول تمھاری جنسوں سے یا تمھارے نفسوں سے لوگو ایسا کہ بہت گراں ہے اسپر کہ تم مشقت میں پڑو حریص ہے تم پر یعنی تمھاری تلاش رکھتا ہے ایمان لانیکو - مومنین کے ساتھ بڑا ہی شفیق اور مہربان ہے - اور وصفی اشتراک میں صفت تخلیق یعنی پیدا کرنے یا بنانے کی نسبت یہ کلام الہی جل جلالہ سورہ مومنون کے اول رکوع میں ہے فتبارک اللہ احسن الخالقین یعنی سب سے عمدہ پیدا کرنیوالوں میں اللہ ہی برکت والا - اور وصفی اشتراک میں صفت ترزیق یعنی روزی دینے کی بابت یہ کلام حق سبحانہ سورہ جمعہ کی آخر آیت میں ہے واللہ خیر الرازقین یعنی اور اللہ روزی دینے والوں میں سب سے بہتر ہے - اور وصفی اشتراک میں صفت شکر کی نسبت خدا تعالی کا فرمانا ان اشکر لی ولوالدیک الآیہ سورہ لقمان کے دوسرے رکوع میں یعنی یہ کہ میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر کر

اشتراک صفۃ رافۃ ورحمت

اشتراک صفۃ تخلیق

اشتراک صفۃ ترزیق

اشتراک صفت شکر

بعطف نسق پس از واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون ہ تخصیص عبادت مخصوصۃ اللہ
المعبود موقوفۃ النیۃ لہ عزوجل مانع شکر غیر مخصوص بہ سبحانہ نبود مگر شکر مخصوص بہ سبحانہ مراگر
نشود در اشتراک شکر کہ از عبادت است شرک فی العبادۃ حقیقتاً یکریمہ ان اشکرلی ولوالدیک
ثابت خواہد شد بل تساقط۔ وازینجا البتہ از نظم واعبدوا اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون ہ نیز
تخصیص عبادت مطلقہ علی انواعہا مخصوصۃ اللہ المعبود موقوفۃ النیۃ لہ عزوجل مانع عبادت غیر
مخصوص بہ سبحانہ لغیرہ سبحانہ نشود ورنہ شکر ہم ممنوع در اشتراک وصفی باطاعۃ اطیعوا اللہ ورسولہ الآیہ

ترجمہ اس آیت میں عطف نسق ہی جسمیں تردید صحیح ہے جو عطف مذکور کا منشا ہی پھر یہ آیت واشکروا للہ ان
کنتم ایاہ تعبدون ہ جو سورہ بقر کے اکیسویں رکوع میں ہی یعنی اور خاص اللہ کا ہی شکر کرو جبکہ تم خاص اسی کی عبادت
کرتے ہو۔ اس سے ایسی عبادت کی تخصیص ہے جو اللہ معبود کی مخصوصہ ہو کہ وہ اللہ عزوجل کے لیے ہی موقوفۃ النیۃ ہو۔ یہ تخصیص
ایسے شکر کی مانع نہیں ہو سکتی جو اللہ سبحانہ کے ساتھ مخصوص نہ ہو مگر اس شکر کی جو مخصوص اللہ سبحانہ کے ساتھ ہو کہ وہ شکر مخصوص
غیر کے لیے ممنوع ہے۔ اسلیے کہ اگر شکر مخصوص اللہ سبحانہ کے ساتھ مراد نہ ہوگا تو اشتراک شکر میں کہ یہ بھی عبادت ہے اس آیت کریمہ
ان اشکرلی ولوالدیک سے شرک فی العبادت حقیقتاً ثابت ہو جائیگا بلکہ تساقط ثابت ہوگا کہ ایک کا دونوں میں سے
ساقط کرینگا یہ حکم دیا جائیگا یا دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے لیے حکم سقوط پیدا کریگا جس سے دونوں کا سقوط ثابت ہوگا مطلب یہ ہے کہ
جو اللہ اور والدین کی نسبت ہی اگر اس میں عطف نسق مراد لیکر تردید کا صحیح ہونا تسلیم نہ کیا جائے گا تو دوسری
آیت شکر سے جو خاص اللہ کے لیے ہے عبادت میں حقیقتاً اور واقعی شرک ثابت ہو جائے گا بلکہ انجام شکر
مخصوص کا تساقط ثابت ہوگا کیونکہ شکر بھی منجملہ عبادت ہے پس یہ اشتراک شکر عبادت میں حقیقی شرک پیدا کرکے
تخصیص شکر و عبادت کا مانع ہوگا اور یہ منع تخصیص شکر و عبادت شرک حقیقی کے سبب تخصیص شکر جو آیت سے
ظاہر ہے ساقط کریگا اور تخصیص کا سقوط عبادت و شکر مخصوصہ کو کہ ثابت ہے ساقط کرکے آپس میں تساقط ثابت کریگا۔ لہذا معلوم ہوا کہ
آیہ واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون ہ سے عبادت مخصوصہ خدائے معبود کی کہ خاص اسی کے لیے نیت موقوف کرنیکی ہو یہ تخصیص
عبادت اسی شکر کو غیر کے واسطے منع کرتی ہی جو اللہ سبحانہ کے ساتھ مخصوص ہو نہ ایسی شکر کو جو اللہ سبحانہ کے ساتھ مخصوص نہ ہو کیونکہ اگر اللہ
سبحانہ کے ساتھ مخصوص شکر مراد نہ ہوگا تو شکر خود عبادت ہے آیہ ان اشکرلی ولوالدیک الآیہ سے اشتراک شکر میں شرک فی العبادت
حقیقتاً ثابت ہوگا اور یہ شرک حقیقی فیما بین عبادت مخصوصہ کو ساقط کریگا جیسا بیان ہوا۔ پس یہاں سے الگ نظم جملہ واعبدوا اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون ہ
سے بھی یعنی اور خاص اللہ کی ہی عبادت بندگی کرو جبکہ تم خاص اسکی بندگی کرتے ہو۔ کہ یہ نظم جملہ موافق مضمون آیہ واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون ہ
کے ہی تخصیص عبادت مطلقہ کی بنا پر اسکی اقسام کے جو خاص خدائے معبود کی اسکے لیے خاص نیت موقوف کرکے کیگئی ہیں۔ یہ ایسی عبادت کی مانع ہوگی جو غیر
مخصوص اللہ سبحانہ ہو بغیر اللہ سبحانہ کے واسطے ورنہ شکر بھی ممنوع ہوگا۔ اور وصفی اشتراک میں صفۃ الطاعۃ کے بارہ میں اللہ کا یہ حکم سورہ احزاب رکوع چار میں ہے اطیعوا اللہ
ورسولہ الآیہ یعنی اطاعت کرو تم نے عہد لو اللہ اور اسکے رسول کی

عطفِ نسق
شکر مخصوص موقوف نیۃ شکر
النیت لہ سبحانہ الخ
غیر مخصوص بہ سبحانہ نہیں
ہوتا مگر مانع شکر مخصوص
بہ سبحانہ +
شکر بھی از قسم عبادت ہے

[illegible] عطف نسق و تفسیر +

بعطفِ نسق فی حق اللہ تعالیٰ و حق الرسول صلعم بدلالۃ شانِ نزول وَاطیعوا اللہ و رسولہ
الآیہ بعطفِ تفسیری بدلالۃ شانِ نزول در اشتراک وصفی بقنوت مَن یقنت منکن
للہ و رسولہ الآیہ بعطفِ نسق بدلالۃ شانِ نزول در اشتراکِ وصفی بایمان فآمنوا
باللہ و رسولہ والنور الذی انزلناہ الآیہ در اشتراکِ وصفی بربوبیۃ فرمود سبحانہ
حکایتاً از حضرت یوسف علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام یا صاحبی السجن اما احدکما
فیسقی ربہ خمراً الآیہ در اشتراکِ وصفی بہ برائت اذانٌ من اللہ و رسولہ الی الناس
یوم الحج الاکبر ان اللہ بریٌ من المشرکین لا و رسولہ ط باید دانست وقف مطلق بے
بی تقیدی با اختلافِ مقتضی ثبوتِ متقدم میانِ لفظ مشرکین و رسولہ لازم جواز ہر قیدی از قیود
بحکم وصل و فصل مفید اشارتِ عطفِ تفسیر و ہم عطفِ نسق افادت

ترجمہ یہاں اللہ تعالیٰ کے حق اور رسول صلعم کے حق کی بابت شان نزول کی دلالت سے عطف نسق ثابت
ہوتا ہے۔ اور آیت سورۂ انفال رکوع چھ کی اَطیعوا اللہ و رسولہ الآیہ میں۔ یعنی اے مردو اللہ اور اسکے
رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرو۔ شان نزول کی دلالت سے عطف تفسیری ہے۔ اور وصفی اشتراک صفت قنوت
یعنی بجا آوری حکم کی نسبت یہ آیت کریمہ سورۂ احزاب رکوع چار میں ہے ومَن یقنت منکن للہ و رسولہ
الآیہ یعنی اور جو تم میں سے اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کریگی الخ۔ اسمیں بھی دلالت شان نزول کے اعتبار سے عطف
نسق ہے۔ اور اشتراک وصفی میں ایمان کے باب میں یہ آیہ سورۂ تغابن رکوع اول میں ہے فآمنوا باللہ و رسولہ
والنور الذی انزلناہ الآیہ یعنی پس ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسول اور اس نور کا جسکو ہم نے اتارا الخ۔ اور اشتراک
وصفی ربوبیت کے بارہ میں کہ حضرت حق سبحانہ نے حضرت یوسف علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت حکایت کرکے
فرمایا سورۂ یوسف رکوع پنجم میں یا صاحبی السجن اما احدکما فیسقی ربہ خمراً الآیہ یعنی اے میرے قیدخانہ کے ساتھیو
تم دونوں میں سے ایک جو ہے وہ تو اپنے رب کو شراب پلائیگا الخ۔ اور اشتراک وصفی برات یعنی بری ہونیکے بارہ میں اللہ کا قول
سورۂ توبہ رکوع اول میں اسطرح ہے اذانٌ من اللہ و رسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بریٌ من المشرکین
و رسولہ ط یعنی اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن لوگونکو خبر سنا دینا ہے اسبات کی کہ اللہ بری اور الگ ہے مشرکین سے
اور اسکا رسول۔ یہاں سمجھنا چاہیے کہ اس آیت میں لفظ رسولہ کے بعد وقف مطلق یعنی بغیر کسی قید کے وقف کا آنا اور
اسکے ساتھ ہی بعد لفظ مشرکین وقف لا کا اختلاف بعض لوگوں کے نزدیک بیان آتا ہے۔ اور یہ وقف لا درمیان لفظ مشرکین اور رسولہ کے ثبوت
متقدم کا مقتضی ہے۔ یہ وقف مطلق مع اختلاف لا بحکم وصل و فصل کہ عطف تفسیر اور عطف نسق دونوں کی اشارت کو مقید ہو کر
قیود دونوں سے ہر ایک قید کے جائز ہونیکو لازم کرتا ہے۔

اشتراک صفت قنوت

اشتراک صفت ایمان

اشتراک صفت ربوبیۃ

اشتراک صفت برات

وقف مطلق مع وقف لا مختلف فیہ کو اس آیہ براءۃ ثابت اکرہ مستقلہ بین بحکم وصل و فصل متضمن بعطف تفسیری و عطف نسق الخ

برارت تابعہ و مستقلہ صق بمقابلہ تابعہ ہم مسیکند و عدم قبول مستقلہ انفائی عصمت

ست در اشتراک وصفی بخشیدن و لو انھم رضوا ما اتاھم اللہ و رسولہ وقالوا حسبنا

(در سورۂ توبہ)

اللہ من فضلہ و رسولہ انا الی اللہ راغبون ہ واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ

والعمت علیہ الآیہ در اشتراک وصفی رضا ، واللہ و رسولہ احق ان یرضوہ ان

کانوا مومنین ہ در اشتراک وصفی باغنا ، و فضل وما نقموا الا ان اغناھم اللہ

و رسولہ من فضلہ ج در اشتراک وصفی بانتساب قل الانفال للہ والرسول ج

ترجمہ برارت تابعہ اور مستقلہ جو مقابلہ تابعہ میں ہے دونوں کا فائدہ دیتا ہے۔ اور مستقلہ برارت کا نہ ماننا عصمت کی نفی کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ اس وقف مطلق میں مع اختلاف لانے برارت و علیحدگی اللہ اور اسکے رسول کی مشرکین سے خواہ برارت تابعہ ہو یا مستقلہ ہر دو قسم کی برارت کا فائدہ حاصل ہے کیونکہ لفظ رسولہ کے بعد جو وقف مطلق ہے وہ بیقید ہے۔ اور لفظ مشرکین کے بعد جو وقف لا ہے اسکے ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہے حالانکہ نفی ثبوت متقدم کی مقتضی ہے۔ پس بحکم وصل و فصل بہ عطف تفسیری اور عطف نسق دونوں کی جانب اشارت کا فائدہ دے رہا ہے۔ لہذا وقف مطلق اسی حکم و صل و فصل مذکورہ کے موافق قیود میں سے ہر قید کے جائز ہونے کو لازم کرتا ہے۔ چنانچہ درصورت وصل یعنی تسلیم وقف لا کہ مقتضی ثبوت متقدم ہے یہ تبع برارت خدا باعتبار عطف تفسیر اسکے رسول کی برارت بھی مشرکین سے حاصل ہے اور یہ برارت تابعہ ہے۔ اور درصورت فصل یعنی عدم تسلیم وقف لا باعتبار عطف نسق برارت خدا اور رسول کی ہر ایک بالاستقلال مشرکین سے ثابت ہے والاِ مستقلہ برارت نہ ماننے میں عصمت رسول کی نفی کرتا ہے۔ اور اشتراک[۱۰] وصفی بخشش کرنے میں یہ کلام الٰہی جل جلالہ سورۂ توبہ کے رکوع ہفتم میں ہے ولو انھم رضوا ما اتاھم اللہ و رسولہ لا وقالوا حسبنا اللہ سیؤتینا اللہ من فضلہ و رسولہ انا الی اللہ راغبون یعنی اور کیا خوب ہوتا اگر وے راضی ہوتے جو دیا انکو اللہ نے اور اسکے رسول نے۔ اور کہتے بس ہے ہمکو اللہ وہ دے رہیگا ہمکو اللہ اپنے فضل سے اور اسکا رسول ہمکو اللہ ہی چاہیئے۔ اور سورۂ احزاب رکوع پنجم میں واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ الآیہ یعنی اور یاد کیجیے جبکہ تم اسکو جسپر اللہ نے احسان کیا اور تمنے بھی اسپر احسان کیا یعنی بخشش کی یہ کہہ رہے تھے آخر تک۔ اور اشتراک[۱۱] وصفی رضا یعنی خوشنودی کے بیان میں یہ آیت کریمہ سورۂ توبہ کے رکوع ہشتم میں ہے واللہ و رسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مومنین ہ یعنی وے اگر مومن ہیں انکو اللہ اور اسکے رسول کو راضی کرنا بہت ضرور ہے۔ اور اشتراک[۱۲] وصفی اغنا یعنی غنی کرنے اور فضل کے باب میں یہ کلام حق سورۂ توبہ رکوع نہم میں ہے وما نقموا الا ان اغناھم اللہ و رسولہ من فضلہ ج یعنی اور یہ سب عیب کرتے ہیں وے اسکے بدلے میں کہ اللہ اور اسکے رسول نے اپنے فضل سے انکو دولتمند کر دیا۔ اور اشتراک[۱۳] وصفی انتساب کے بارہ میں یہ کلام الٰہی ہے جو سورۂ انفال کے ابتدا میں ہے قل الانفال للہ والرسول ج یعنی کہہ دیجیے کہ مال غنیمت اللہ کا اور رسول کا ہے ۔

۱۰ اشتراک صفت بخشش +

۱۱ اشتراک صفۃ رضاد

۱۲ اشتراک صفۃ اغنا

۱۳ اشتراک صفۃ انتساب

در اشتراک وصفی بکفایت یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین ہ

در اشتراک وصفی بتولیت وامداد و اعانت فان اللہ ھو مولٰہ وجبریل وصالح

المؤمنین ج والملائکۃ بعد ذالک ظہیر ہ ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین

الآیہ در اشتراک وصفی بقضاء امر وعصیان از امر ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی

اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ط ومن یعص اللہ ورسولہ فقد

ضل ضلالا مبینا ہ بہر دو عطف نسق میان لفظ اللہ ورسولہ بدلالۃ شان نزول این

اشتراک وصفی از ایمانیات است بتفاوت مراتب فرضیۃ و وجوب و اباحۃ پس شرک در بیں

اشتراک مفروض است یا واجب یا مباح واعراض از حقیقت آں کفر است العیاذ باللہ

تعالیٰ منہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم فیا ایہا الموحدون کیف

کفرتم عن الشرک

ترجمہ اور اشتراکِ وصفی کفایت کی بابت یہ آیت ہے سورۂ انفال کے رکوع ہشتم میں یا ایہا النبی حسبک اللہ و من اتبعک من المؤمنین ہ یعنی اے نبی تجکو اللہ کافی ہے اور ایمان والو نہیں ہیں جسنے تیری پیروی کی۔ اور اشتراک صفتی در بارۂ تولیت و امداد و اعانت یہ کلام حق سبحانہ ہے سورۂ تحریم رکوع اول میں فان اللہ ھو مولٰہ وجبریل وصالح المؤمنین ج والملائکۃ بعد ذالک ظہیر ہ یعنی پس بیشک خدا وہی اُسکا مولیٰ یعنی رفیق ہے اور جبرئیل اور نیکوکار مومن۔ اور فرشتے بعد اسکے بڑی حمایتی ہیں۔ اور سورۂ انفال کے رکوع ہشتم میں یہ آیت ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین الآیہ یعنی وہی ہے جسنے تجکو اپنی مدد اور مومنین سے قوی کیا۔ اور اشتراک وصفی بقضاء امر یعنی اجرائے حکم اور عصیان از امر یعنی حکم سے نافرمانی کی نسبت میں یہ آیت ہے سورۂ احزاب کے رکوع پنجم میں ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ط ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا ہ یعنی نہیں ہے کسی ایماندار مرد کو کسی ایماندار عورت کو یہ لائق کہ جب اللہ اور اسکا رسول کسی کام کا حکم دیں تو انکو اپنے کام میں اختیار یا رخصت باقی رہے۔ اور جسنے اللہ اور اُسکے رسول کی نافرمانی کی تو بیشک وہ صریح گمراہ ہو گیا۔ اس آیت میں دو نو جگہ بمقام اجرائے حکم اور نافرمانی حکم لفظ اللہ اور رسول کے درمیان شان نزول آیت کی دلالت کے اعتبار عطف نسق ہے۔ پس یہ اشتراک وصفی جسکا آیات سے مذکور ہوا ایمانیات سے ہے جسمیں مراتب کے تفاوت پر نظر کرنے سے کہیں اس اشتراک وصفی کا ایمان فرض ہے اور کہیں واجب اور کہیں مباح۔ پس شرک بھی اس اشتراک کے مقابلہ ایمان یا مفروض ہوگا یا واجب ہوگا یا مباح۔ اور اسکی حقیقت سے اعراض کفر ہے اللہ تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم حالانکہ بجز امداد اللہ کے جو نہایت برتر اور بزرگ ہے توانائی اور قوت نہیں حاصل ہے۔ فیا ایہا الموحدون کیف کفرتم عن الشرک پس اے موحدو تم خدا ہی کے ماننے والے ہو شرک سے کیسے منکر ہو گئے +

اشتراک صفۃ کفایت ۲

اشتراک صفۃ تولیت و امداد و اعانت ۲

اشتراک صفۃ قضاء امر و عصیان از امر ۲

بیان یہ کہ اشتراک صفتی ایمانیات سے ہے اور اعراض اُس سے کفر ہے

ش تنبیہ ازینجا رد آنست کہ گفتہ شد اشتراک تعظیمی شرک است چنانکہ سجدہ تعظیمی
ولفظ بندگی و منتسبات مالی و متشابہات محضہ نیز چنانکہ خمیدن وقت سلام تعظیماً
باید دانست اشتراک وصفی یا اسمی لابد منہ شرک نیست البتہ اشتراک حادث بقدیم در
وصف قدم و وجہ مخصوص شرک است العیاذ باللہ تعالیٰ منہ و اگرچہ درین بحث اشتراک مقاصد
اجمالاً بپایان رسید لا تفصیلی در تحقیق عبودیت و معبودیت و عبادت و شرک مناسب نمود۔ باید دانست
تحقق عبودیت خود نبودن است و تحقق معبودیت خود بودن چنانکہ نزد اولوا الالباب از قول الست بربکم
بحذف خبر متوسع مقاصد ش ورنہ ربکم فصیح بود و زیادۃ خلاف فصاحت ہم ہمین معرفت مقصودہ
عیان است ش از ربط و ظلیت مربوب برب ہم

ترجمہ۔ تنبیہ یہاں سے اسکا بھی رد ہو گیا ہے جو کہا گیا کہ اشتراک تعظیمی شرک ہے جیسا سجدہ تعظیمی اور طواف تعظیمی اور لفظ بندگی اور
مالی منتسبات یعنی جو مالی منسوب چیزیں ہیں کہ انکو نسبت دی ہے۔ اور متشابہات محضہ بھی یعنی وہ جنہیں صرف مشابہت ہی ہو جیسے سلام
کے وقت تعظیم کیلیے جھکنا۔ سمجھنا چاہیے کہ اشتراک وصفی یا اسمی ایسا کہ اس سے چارہ نہ ہو شرک نہیں ہے۔ البتہ اشتراک حادث کا قدیم سے صفت
قدم اور وجہ مخصوص میں شرک ہی ہے ایسے شرک سے اللہ تعالیٰ پناہ دیوے۔ اور اگرچہ اس بحث اشتراک میں جو مقاصد تھے انکا مجمل طور پر بیان تمام ہو گیا لیکن
عبودیت اور معبودیت اور عبادت اور شرک کی تحقیق میں کچھ تفصیل مناسب معلوم ہوئی۔ پس معلوم ہو کہ تحقق ذات عبودیت میں خود نبودن یعنی خود
نہ ہونا ہے اور معبودیت کا تحقق خود بودن یعنی خود ہونا ہے جیسا کہ اولوا الالباب یعنی حضرات عقلا کے نزدیک قول الست بربکم سے یعنی کیا
میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ یہی مقصودہ معرفت بسبب اس ربط و علاقہ کے جو مربوب کا رب کے ساتھ ہے اور بسبب ظل و سایہ ہونے پروردہ کا اسکو
اپنے پالنیوالے سے ہے ظاہر اور عیاں ہے کیونکہ اسمیں خبر کے حذف ہونیکے سبب مقاصد کا توسع پایا جاتا ہے ورنہ ربکم فصیح تھا اور زیادتی حرف کی
فصاحت کے خلاف ہے۔ مطلب یہ کہ عبودیت میں محقق و اصلی یہ ہے خود نہ ہونا ہے۔ اور معبودیت میں تحقق خود ہونا جیسا قول الست بربکم
سے بڑی عقلمندوں کے نزدیک چونکہ اس میں حذف خبر کے سبب مقاصد کو ترجیح ہے یعنی مقصودات وسیع واقع ہوئی ہیں اسی مقصودہ
معرفت بودن اور خود نبودن کا اظہار ہے جو رب معبود کی خود ہونے اور مربوب کی حالت عبودیت میں خود نہ ہونے پر دال ہے ورنہ
بجائے بربکم کے ربکم فصیح تھا اور زیادتی ایک حرف کی بھی فصاحت کے خلاف ہے۔ پس حرف با قول الست بربکم میں رب موجود کا مربوب
محذوف کے ساتھ یعنی پالنیوالے کے خود ہونیکا پروردہ کے خود ہونے کے یعنی مقدر ہونیکے ساتھ ربط و علاقہ بتلا رہا ہے تاکہ معلوم ہو کہ پروردہ اپنے پالنے
کا ظل و سایہ موجود اپنے آپ نہیں ہے بلکہ ذی ظل کے خود ہونے پر اسکا ہونا منحصر ہے لہذا عبودیت میں خود نہ ہونا ظاہر ہے۔ یا یوں سمجھو کہ الست
بربکم میں حذف خبر مقاصد متوسع خود نبودن کے جسپر مقصود معرفت کا ہی ربط و ظلیت کے اعتبار سے بواسطہ حرف با اپنے رب معبود کے ساتھ کہ خود
موجود ہونا اسکا ظاہر ہے عیاں کر رہا ہے پس رب موجود کے ساتھ کہ موجود مستقل بخود ہے اسکے مربوب غیر مستقل موجود کو جو ربط بودن حاصل
کا بواسطہ با کی موجود حاصل ہے یعنی تحت ظل خود بودن کے اسکو ربط خود نبودن کی نگاہداشت توسع مقاصد کے لیے مقصودہ معرفت ہے واللہ اعلم

اشتراک حادث کا قدیم سے وصف قدم میں یا وجہ مخصوص میں شرک ہے

تحقیق عبودیت اور معبودیت کی قول الست بربکم سے

ومراد از خود تبودن نفی خود بودن است نہ نفی بودن کہ مہمل است وکفر نعوذ باللہ تعالیٰ منہ
عبادت بجا آوردن فعلی است بجہتہ عبودیت ودراں جہتہ امر شرط نیست اگرچہ باشد ونیت دراں شرط است
اطاعۃ بجا آوردن فعلی است بجہتہ امر ودراں جہتہ عبودیتہ ونیت شرط نیست اگرچہ باشد
پس اشتراک عبادت واطاعت در جہت امر تواند شد قربت بجا آوردن فعلی است
بجہت قربت بمقرب الیہ ودراں جہت امر وعبودیت واطاعت شرط نیست اگرچہ
باشد ودراں نیت شرط است پس اشتراک عبادت واطاعت وقربت در جہتہ قربت
تواند شد پس عبادت واطاعت وقربت جہتی عام بربط جامع مش کہ بجز خدائے پاک و
غیرش ہم یافتہ شود دارد وجہتی خاص بربط مانع مش کہ بجز خدائے پاک بغیرش یافتہ
نشود دارد شرک بر چند قسم است شرک فی الذات وشرک فی الصفات وشرک فی
الافعال آنست کہ واقع شود در نفس معبود از جہت خود بودن در ذات وصفات وافعال
وشرک فی العبادت آنست کہ واقع شود در عبادت بغیر معبود یا آنکہ مشترک شود در نسبتین

ترجمہ اور مراد خود نہونے سے خود ہونیکی نفی ہے نہ نفی ہونیکی کہ مہمل ہے اور کفر ہے نعوذ باللہ تعالیٰ منہ۔ اور عبادت۔ تعریف عبادت کی
کسی فعل کا عبودیت کی غرض سے ادا کرنا ہے۔ اور اسمیں جہت امر شرط نہیں ہے گو جہت امر بھی پائی جاوی لیکن شرط نہیں البتہ
اسمیں نیت شرط ہے بخلاف اطاعت کے کہ بسبب امر کسی فعل کا ادا کرنا ہے۔ اور اسمیں جہت عبودیت اور نیت شرط نہیں ہے گو یہ بھی تعریف اطاعۃ کی
پائی جاویں لیکن شرط نہیں البتہ جہت امر شرط ہے۔ پس جہت امر میں عبادت اور اطاعت مشترک ہو سکتے ہیں۔ اور قربت کسی فعل تعریف قربت کی
کا ادا کرنا قربت کی غرض سے ہے مقرب الیہ کے ساتھ یعنی جسکی قربت حاصل کرنی ہو۔ اور اسمیں نہ جہت امر شرط ہے نہ جہت عبودیت
اور اطاعت گو یہ بھی ہوں لیکن شرط نہیں البتہ اسمیں نیت شرط ہے۔ پس عبادت اور اطاعت اور قربت جہت قربت
میں مشترک ہو سکتے ہیں۔ لہذا عبادت اور اطاعت اور قربت ایک جہت عام رکھتی ہے جو خدائے پاک اور اسکے
غیر میں ربط کی جامع ہو۔ اور ایک جہت خاص رکھتی ہے جو طرفین میں ربط کی مانع ہو کہ خدائے پاک کے
سوا اُس کے غیر میں وہ جہت نہ پائی جاتی ہو۔
شرک کی کئی قسمیں ہیں ایک شرک فی الذات جب ذات میں شرکت ہو دوسری شرک فی الصفات جب بیان اقسام شرک
صفات میں شرکت ہو تیسری شرک فی الافعال جب افعال میں شرکت ہو۔ یہ تینوں قسم کا شرک ایسا شرک
ہے کہ نفس معبود میں واقع ہوتا ہے کیونکہ خود بودن یعنی اپنے آپ ہونا ذات وصفات اور افعال میں موجود ہے چہارم
شرک فی العبادت وہ یہ ہے کہ عبادت میں غیر معبود کے ساتھ واقع ہو وے یا یہ عبادت دو نسبتوں میں مشترک ہو وے

پس اگر فرق نکردہ شود بہ کیفیت نیت در نسبتین وقوع شرک شود در نفس معبود و ہم
و ہم در نفس عبادت بمقابلہ ایمان ورنہ نہ چنانکہ عبادت بریا فرمود صلعم الریاءُ شرکٌ
و این شرک بمقابلہ ایمان نیست نہ مزیل ایمان و شرک فی العلامۃ باختیار زنار و قشقہ
و صلیب وغیرہ کہ علامت خاص بصاحب مذہب است و این از امارات کفر است اگرچہ
باستہزا باشد بمقابلہ ایمان و شرک فی المراسم باختیار ہمچو ریسمان رنگین در حلقہ آہنی بستہ
کہ وقت مصافحت بر ساعد بہ بندند و در ہندی کنگنہ گویند شاید کہ رسم مجوس است حرام است
نہ شرک بمقابلہ ایمان و شرک فی العادت باختیار عادت مخالف مذہب است عادۃً دال
ظاہر است مکروہ است بمقابلہ عادت اہل اسلام و بہ نیت مشابہت حرام و مومن ایان
مشابہت تکفیر نکنند بنا بر مذہب اہل سنۃ و جماعۃ و اگر تخصیص نکردہ شود فعل بہ نیت حکمتی فعل مہمل گردد
من بعد باید دانست سجدہ کہ از سر عبودیت خاص برای غیر حق تعالی باشد شرک فی العبادت

مطلب فرق سجدہ عبودیت و سجدہ تحیت +

ترجمہ: پس اگر دونوں نسبتوں میں کیفیت نیت پر فرق نہ کیا جائیگا تو نفس معبود میں شرک کا وقوع ہوگا اور نفس عبادت میں بھی
جبکہ مقابلہ ایمان میں ہو - اور اگر نسبتوں میں کیفیت نیت کا لحاظ رکھا جاوے گا تو شرک نہ واقع ہوگا کیونکہ عبادت میں نیت
شرط ہے نہ جہت - مثلاً جیسا عبادت بریا فرمایا حضور صلعم نے الریاءُ شرکٌ یعنی ریا شرک ہے - اور یہ شرک ایمان کے
مقابلہ میں نہیں ہے اور نہ ایمان کو زائل کرنیوالا ہے - پانچویں شرک فی العلامت جیسے زنار اور قشقہ اور صلیب وغیرہ اختیار
کرنے سے کہ یہ علامتیں خاص صاحب مذہب کی ہیں - اور کفر کے نشانات سے ہیں اگرچہ استہزا اور ٹھٹھول کی راہ سے ہوں جبکہ
مقابلہ میں ایمان کے ہوں - چھٹی شرک فی المراسم یہ ایسی رسمیں اختیار کرنے سے ہوتا ہے جیسے رنگین کلاوہ میں لوہے کا چھلا باندھکر
وقت نکاح کلائی میں باندھتے ہیں جسکو اہل ہند کنگنا کہتے ہیں - شاید یہ مجوسیوں یعنی آتش پرستوں کی رسم
ہے - یہ رسم حرام ہے نہ شرک ایسا جو ایمان کے مقابلہ میں ہے - ساتویں شرک فی العادت اور یہ کہ
مذہب عادت کو عادت بنا کر اختیار کرنا ہے - اور یہ ظاہر ہے کہ مکروہ ہے جبکہ عادت اہل اسلام کے
مقابلہ میں ہو - اور جب کہ بہ نیت مشابہت کفار ہو حرام ہے - اور مومن کی اس مشابہت کے سبب
اہل سنت وجماعت کے مذہب کی بنا پر تکفیر نہ کریں گے - اور اگر فعل نیت کے ساتھ تخصیص نہ پاویگا
تو وہ فعل بسبب اہمال نیت یعنی حکمت میں مہمل ہو جاوے گا کیونکہ نہ معلوم ہوگا کہ اس فعل کی بنا کس
حکمت پر ہوئی ہے پس بسبب عدم صحت حکمت و بنائے فعل وہ مہمل و عبث ہوگا - اب اسکے بعد معلوم کرنا
کہ سجدہ جو عبودیت کے خیال سے خاص غیر خدا کے واسطے ہووے یہ شرک فی العبادت ہے +

+ [illegible]

ثبوت شرک فی العبادت سجدہ عبودیت میں قرآن مجید سے +

فرمود سبحانہ و من آیاتہ اللیل والنہار والشمس والقمر لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقہن ان کنتم ایاہ تعبدون ۰ از لفظ للہ الذی خلقہن ان کنتم ایاہ تعبدون ۰ ظاہر است کہ مقصود فی النہی سجدہ عبودیۃ برائی غیر او تعالی است و تخصیص ایاہ تعبدون در وجہ مخصوص للہ تعالی است ورنہ مشکلے لاینحل است در تعارض واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون ۰ وان اشکر لی ولوالدیک - واسجدوا لآدم و واسجدوا للہ الذی خلقہن ان کنتم ایاہ تعبدون ۰ وآنہمیں کریمہ بر تفرقہ نیت دلیل میتوان گرفت و سجدہ کہ از بندگی خاص نباشد شرک فی العبادت نیست چنانکہ فرمود سبحانہ و اذ قال ربک للملائکۃ انی خالق بشرا من طین ۰ فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین ۰ فسجد الملائکۃ کلہم اجمعون الا ابلیس ط استکبر وکان من الکافرین ۰ قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی ط استکبرت ام کنت من العالین -

(از غلو ۱۲)

ثبوت شرک فی العبادت سجدہ عبودیت میں قرآن مجید سے

سجدہ تعظیمی چنانچہ فرمایا حق سبحانہ نے سورہ حم سجدہ رکوع پنجم میں وَمِنْ اٰیٰتِہِ الَّیْلُ وَالنَّہَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَہُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ۰ یعنی (رات) اور دن اور سورج اور چاند خدا کی بعض نشانیاں ہیں - تم سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو اور اللہ کے لیے ہی سجدہ کرو جس نے انھیں بنایا جبکہ تم اسکی ہی یعنی خاص خدا کی ہی پوجا کرتے ہو - یہاں الفاظ للہ الذی خلقہن ان کنتم ایاہ تعبدون ۰ سے ظاہر ہے کہ ممانعت میں سجدہ عبودیت غیر خدا کے واسطے اسجگہ مقصود ہے - اور ایاہ تعبدون کی تخصیص خاص اللہ تعالے کے لیے وجہ مخصوص ہی ہے ورنہ تعارض میں ان آیات ذیل کے وہ مشکل پیدا ہو گی جو حل نہ ہو سکے گی چنانچہ وہ آیات یہ ہیں واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون ۰ وان اشکر لی ولوالدیک کہ انکے مطالب کی مع معنے تشریح ہو چکی ہے اور اسجدوا لآدم یعنی سجدہ کرو آدم کا - اور اسجدوا للہ الذی خلقہن ان کنتم ایاہ تعبدون ۰ یعنی اور سجدہ کرو تم خاص اللہ کا جسنے انکو بنایا اگر تم خاص خدا کی ہی عبادت کرتے ہو - اور اسی آیت کریمہ یعنی آیۂ ومن آیاتہ اللیل والنہار والشمس الخ سے تفرقہ نیت پر بھی دلیل خاص ہو سکتی ہے اور جو سجدہ بندگی کے خیال سے خاص نہو گا وہ شرک فی العبادت نہیں ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے سورہ صٓ رکوع پنجم میں اذ قال ربک للملائکۃ انی خالق بشرا من طین ۰ فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین ۰ فسجد الملائکۃ کلہم اجمعون ۰ الا ابلیس ط استکبر وکان من الکافرین ۰ قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی ط استکبرت ام کنت من العالین یعنی جب کہا تیرے رب نے ملائکہ کو تحقیق میں بشر کو مٹی سے بنانیوالا ہوں پھر جب میں اسکو ٹھیک کر لوں اور اسمیں اپنی روح پھونک دوں تو اسکے لیے ساجدین بنکر گر پڑو - تو سب سارے کے سارے فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کہ اسکو تکبر نے لے لیا اور منکروں میں ملگیا - فرمایا اے ابلیس کس چیز نے تجکو سجدہ کرنے سے روکا اسکے لیے جسکو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا - کیا تو نے غرور کیا - کیا تو بڑے رتبہ والوں میں ہو گیا

ثبوت سجدہ عبودیت و سجدہ تعظیمی از قرآن مجید

وفرمود حکایتاً وخرّوا له سجّدًا وقال یا ابتِ هذا تاویل رءیای من قبل قد جعلها ربی حقًّا

الایۃ **مش** قال قتادة رض فی قوله وخرّوا له سجّدًا کانت تحیۃ الناس یومئذٍ سجود بعضهم

لبعضٍ تفسیر کبیر **هم** باید دانست اختلاف کیفیۃ سجدہ از آنکہ سجدہ بمعنی سر بر زمین نہادن و خمیدن

است از لفظ فقعوا کہ بمعنی درافتید و از لفظ خرّوا کہ بمعنی بروی افتادند است مرتفع شد و قوله تعالی

خرّ راکعًا و اناب بیان کیفیۃ اضطراب است یا اشارت بصلوٰۃ انابت و استغفار پس معنیش

چنین باشد بروی افتاد حال یا عجز کنان و ظاہر است کہ مقصود فی الکلام خرّ است و غایۃ عجز در سجدہ

است ورنہ اجتماع متخالفین یعنی خرور و رکوع صورت نہ بندد و از لفظ له بتایید لما خلقت بیدی

وقال یا ابتِ هذا تاویل رءیای من قبل قد جعلها ربی حقًّا تخصیص سجدہ برای حضرت

آدم و حضرت یوسف علی نبینا وعلیهما الصلوٰۃ والسلام واضح شد۔

ترجمہ اور فرمایا حکایتاً وخرّوا له سجّدًا اس آیت میں ورفع ابویه علی العرش وخرّوا له سجّدًا وقال یا ابتِ هذا تاویل رءیای من قبل قد جعلها ربی حقًّا الآیہ کہ سورہ یوسف رکوع یازدہم میں ہے یعنی اور اونچا بٹھایا اپنے ماباپ کو تخت پر اور وے سب حضرت یوسفؑ کے آگے سجدہ میں گر پڑے تو حضرت یوسفؑ نے کہا ای میرے باپ یہ میرے اس پہلے خواب کی تعبیر ہے کہ تحقیق اسکو میرے رب نے سچ کر دیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس قول وخرّوا له سجّدًا کی تفسیر میں یہ فرمایا کانت تحیۃ الناس یومئذٍ سجود بعضهم لبعضٍ یعنی وے اسکے لیے منہ کے بل سجدہ کو گر پڑے۔ کیونکہ اسوقت لوگونکی یہی تحیۃ تھی کہ بعض بعض کو سجدہ کرتے تھے۔ جیسا تفسیر کبیر میں ہے۔ اب معلوم ہو چونکہ سجدہ کے معنی سر زمین پر رکھنا اور جھکنا ہیں تو لفظ فقعوا سے جسکے معنی گر پڑو اور لفظ خرّوا سے جسکے معنی منہ کے بل پڑ گئے کے ہیں کیفیت سجدہ کا اختلاف اٹھ گیا۔ رہا کلام الٰہی جل جلاله خرّ راکعًا و اناب سو یہ بیان ہے کیفیۃ اضطراب کا یا یہ اشارہ ہے نماز انابت و استغفار کا۔ پس اسکے معنے یہ ہونگے کہ منہ کے بل گر پڑا جھکتا یا عاجزی کرتا۔ اور یہاں مقصود کلام میں جو کچھ ہے وہ خرّ یعنی منہ کے بل گر پڑنا ہے حالانکہ انتہا عجز کی سجدہ ہی میں ہے ورنہ خرور اور رکوع یعنی منہ کے بل گر پڑنا اور جھکنا ان دو متخالف کا اجتماع نہیں ہو سکتا اور اس اجتماع کی صورت کیسی حاصل ہو سکتی ہے۔ اور لفظ له یعنی اسکے لیے یا اسکے آگے جو آیات مذکورہ میں فقرہ فقعوا له ساجدین اور خرّوا له سجّدًا میں ہی اسکی تایید میں یہ فقرہ لما خلقت بیدیّ یعنی اسکے لیے جسکو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا۔ اور قال یا ابتِ هذا تاویل رءیای من قبل قد جعلها ربی حقًّا الآیہ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے باپ سے یہ کہنا کہ یہ میرے اسی پہلے خواب کی تعبیر ہے جسمیں میں نے چاند سورج اور ستاروں کو میرے سجدہ کرتے دیکھا تھا اب میرے رب نے اسکو سچ کر دکھایا کہ تم سب نے سجدہ کیا۔ انھیں آیات میں موجود ہیں جو حضرت آدم اور حضرت یوسف

و نیز باید دانست کہ از ما اشارت بعموم منسوبات باللہ سبحانہ است چہ ما مستعمل است در غیر ذوی العقول نیز غالبًا و صراحت بخصوص حضرت آدم علیہ السلام بقرینہ محلی و تخصیص خلقت بیدیّ است واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقة الصواب و ازینجا است کہ حکم شرک فی العبادت بریں سجدہ تحیة لحوق کفر کند بر حاکم و در صورت عدم ثبوت نسخ قیاس ہمین است کہ استکبار و انکار ازیں سجدہ بما یستحق کشند و اگر فرق نکردہ شود بہ نیت تخصیص سجدہ ہمین است کہ امر فرمود اللہ سبحانہ بشرک و شرک آورد حضرت یعقوب علیہ السلام و ایں متعارض خواہد شد از نہی سجدہ عبودیة و عصمة نبی نہ موافق و نہ منسوخ از ینکہ شرک باتفاق جملہ ملل منہی عنہ است و اگر فرق کردہ شود خود ظاہر است کہ سجدہ عبودیت شرک است نہ غیر او و لیکن بعد ثبوت قطعی نسخ غیرہ سجدۂ عبودیت از قرآن مجید چنانکہ معمول علم اصول است وقوعش کبیرہ باشد

ورنہ مباح باشد بقاعدۂ علم اصول

ترجمہ اور یہ بھی معلوم رہے کہ حرف ما جو فقرہ لما خلقت بیدیّ میں ہے گو اس سے اللہ سبحانہ کے عام منسوبات کی طرف اشارہ ہو رہا ہے یعنی وہ عام اشیاء جو خدا کی طرف نسبت کی گئی ہیں۔ کیونکہ عربی میں حرف ما اکثر غیر ذوی العقول میں استعمال کیا جاتا ہے لیکن قرینہ محلی اور تخصیص خلقت بیدیّ پر نظر کر کے حضرت آدم علیہ السلام کے خاص ہونے پر اسکی صراحت ہے یعنی حرف ما کا استعمال اکثر غیر عقل اشیاء کے لیے زبان عرب میں ہوتا ہے لہذا اس سے اشارہ اگرچہ ان تمام اشیاء کی جانب ہے جو خدا کی منسوبات میں ہیں لیکن قرینہ محل اور خاص خدا کے ہاتھ کی بنی ہوئی مخلوق کی خصوصیت پر نظر کر کے حضرت آدم علیہ السلام کے خاص ہونے پر صاف و صریح اشارہ کر رہا ہے کیونکہ حرف ما کا استعمال کبھی صاحب عقل کے لیے بھی ہوتا ہے گو اکثر اور غالب نہیں بخلاف مَن موصولہ کے کہ اسکا استعمال اسمیں اکثر اور غالب ہے۔ اور حقیقت صواب کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اور یہیں سے معلوم ہو گیا کہ اس سجدہ تحیة پر حکم شرک فی العبادت اسکے حاکم پر کفر کو لاحق کریگا بلکہ اسکے منسوخ ثابت ہونیکی صورت میں قیاس یہ ہے کہ اس سجدہ سے استکبار اور انکار بما یستحق کو کھینچ لیگا یعنی جو کلام الٰہی پر انکار و استکبار کا حکم ہے اسی کا وہ مستحق ٹھہرے گا۔ اور اگر تخصیص سجدہ کے ساتھ نیت میں فرق نہ کیا جاویگا تو یہ ہوگا کہ اللہ سبحانہ نے شرک کا حکم فرمایا اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے شرک ظاہر ہوا اور یہ شرک نہی و ممانعت سجدۂ عبودیت سے جو غیر کے لیے منہی عنہ ہے اور عصمت نبی سے کیونکہ نبی معصوم شرک وغیرہ سے خدا کی پناہ میں ہے متعارض ہوگا نہ موافق ہوگا اور نہ منسوخ کیونکہ نہ آیات موافق سے رفع تعارض ہو کر توافق ہو سکے گا نہ منسوخ سے اسلیے کہ شرک بالاتفاق تمام ملتوں میں منہی عنہ ہے اور اسکی ممانعت ہر ایک نبی کی ملت میں ثابت ہے۔ اور اگر تخصیص سجدہ کی کر کے نیت کے ساتھ فرق کیا جاویگا تو خود ظاہر ہے کہ سجدۂ عبودیت غیر کیلیے شرک ہے نہ اسکے سوا اور سجدہ۔ ولیکن قرآن مجید سے سجدۂ عبودیت کے سوا غیر سجدہ کا منسوخ قطعی ثابت نہ ہونیکے بعد بھی جیسا کہ علم اصول کا معمول ہے سجدہ غیر کا واقع ہونا کبیرہ ہوگا ورنہ علم اصول کا قاعدہ پر مباح ہوگا جبکہ غیر سجدہ عبودیت کا کلام مجید سے منسوخ قطعی ثابت نہ ہوگا۔

وازکریمه وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۞ نسخ و نهی سجدهٔ تحیة ثابت نمی شود
بسبب وقوع اختلاف در تحقیق لفظ و معنی مساجد چنانکه گفته شد که مساجد جمع مسجد بکسر جیم
اسم ظرف بمعنی موضع سجده است واین کریمه نازل شد تنبیهاً در منع مشابهت با یهود و نصاری
که عبادت میکنند حضرت عزیر و حضرت عیسی علی نبینا و علیهما الصلوٰة والسلام را با لوهیت
در صوامع خود ها و در منع مشابهت با مشرکین که گرد بیت الحرام میگفتند لبیک لا شریک
لک الا شریک هو لک و گفته شد که نازل گردید برای کسانیکه عرض کردند یا رسول الله صلعم
درین مسجد حضور نتوانیم بسبب دوری فرمان رسید که همه مسجد برای خدای دانا و بینا است هر جا
که توانید عبادت با خلاص نمائید. و گفته شد که نازل گشت در اباحة آنکه تمام روی زمین مسجد
است برای امة آنحضرت صلعم پس عبادت با خلاص کنید و گفته شد که مراد از مواضع سجود
سجده است ای سجده مخصوص برای خدای عزوجل است

ترجمہ اور آیت کریمہ وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۞ جو سورۂ جن کے اول رکوع میں ہے یعنی اور
بے شک مسجدیں خدا کے ہی لیے ہیں سو تم نہ پکارو اللہ کے ساتھ کسیکو۔ اس کریمہ سے مساجد کے لفظ اور معنی کی تحقیق میں اختلاف
واقع ہونیکے سبب سجدہ تحیۃ کا نسخ اور نہی یعنی منسوخ اور منع ہونا نہیں ثابت ہوتا ہے چنانچہ کہا گیا ہے کہ مساجد جمع
مسجد بکسر جیم صیغہ اسم ظرف کا ہے جسکے معنی موضع سجدہ کے ہیں۔ حالانکہ یہ آیت کریمہ یہود اور نصاری کے ساتھ مشابہت
میں ممانعت کیلیے تنبیہاً نازل ہوئی ہے کہ وہ حضرت عزیر اور حضرت عیسی علے نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام کی اپنے اپنے
عبادت خانوں میں خدا مانکر عبادت کرتے تھے۔ اور ان مشرکین کی مشابہت میں منع کیلیے بھی جو بیت الحرام کے گرد لبیک
لا شریک لک الا شریک ہو لک کہتے تھے نعوذ باللہ منہا۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ آیت ان لوگونکے لیے نازل ہوئی
جنھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اس مسجد میں دوری کے سبب نہیں حاضر ہو سکتے حکم ملا کہ
سب مسجدیں خدائے دانا اور بینا کے واسطے ہیں جہاں ہو سکے تم اخلاص سے عبادت کرو۔
اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ آیت اس بات کی اباحت میں نازل ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی امت کے واسطے تمام روئے زمین مسجد ہے پس عبادت اخلاص سے کرو کہ خدا نے تمام روئے
زمین کو تمھارے لیے مسجد بنا دیا اور عبادت کو ہر جگہ مباح کر دیا جہاں چاہو اخلاص سے عبادت کرو
اور مساجد کی نسبت یہ بھی قول ہے کہ مواضع سجود سے مراد سجدہ ہے یعنی مراد ظرف سے مظروف ہے اس
صورت میں مطلب آیت یہ کہ سجدہ خدائے عزوجل کے لیے مخصوص ہے۔

تحقیق لفظ و معنی مساجد مع اختلاف نزول آیت
اور یہ کہ سجدہ تحیہ منسوخ و ممنوع نہیں ہے

وگفتہ شد کہ مساجد جمع مسجد بفتح جیم مصدر میمی بمعنی سجدہ است جنسا پس تنبیہ بر خصوصیۃ اجناس سجدہ برای خدا عزوجل است و درین دو صورت آخرہ بقرینہ فلا تدعو مع اللہ احدًا خصوصیۃ سجدۂ عبودیت مفہوم میشود نہ سجدۂ تحیۃ و اگر گرفتہ شود از مساجد اجناس سجدہ این مدلول قطعی الثبوت نیست بسبب اختلاف و قرینہ مذکور تا ناسخ بود مر سجدۂ تحیۃ را و این اختلاف بمطالعہ تفاسیر میتوان یافت اکنون سخن است بتحقیق معانی احادیث طیبہ چنانکہ ذکر کرد صاحب مشکوۃ از شرح امام محی السنہ عن ابی خزیمۃ انہ رای فیما یری النائم انہ سجد علی جبھۃ النبی صلعم فاخبرہ فاضطجع لہ النبی صلعم وقال صدق رؤیاک فسجد علی جبھۃ النبی صلعم از لفظ صدق رؤیاک دلالۃ بر اشارت بجا آوردن این سجدہ است ظاہر است کہ درین حدیث شریف صراحۃ سجدۂ عبودیت و تحیۃ نیست پس ظن آنست کہ این سجدہ تحیۃ باشد اگر سجدۂ عبودیت بودی حضرت صلعم خصنش بر پیشانی نورانی و تاویل در کلام نفرمودے واللہ تعالی اعلم بالصواب۔

بمطلب تفسیر حدیث شریف عن ابی خزیمۃ انہ روی فیما یری النائم الخ ✣

ترجمہ اور یہ بھی قول ہے کہ مساجد جمع مسجد بفتح جیم مصدر میمی ہے جس کے معنے جنس سجدہ ہیں پس اجناس سجدہ کی خدائے عزوجل کے لیے خاص ہونیکی تنبیہ ہے۔ اور ان دو آخری صورتوں میں فلا تدعوا مع اللہ احدًا کے قرینہ سے سجدہ عبودیت کی خصوصیت سمجھی جاتی ہے نہ سجدۂ تحیۃ کی۔ اور اگر مساجد سے اجناس سجدہ ہی مان لی جاویں تب بھی یہ مدلول اختلاف اور قرینہ مذکور کے سبب قطعی الثبوت نہیں ہے کہ اسکا ثابت ہونا قطعی مانا جاسکے تاکہ خاص سجدہ تحیۃ کے لیے ناسخ ہوجاوے۔ اور یہ اختلاف تفاسیر کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے اب احادیث طیبہ کے معانی کی تحقیق میں گفتگو ہے جیسا صاحب مشکوۃ نے ذکر کیا ہے شرح امام محی السنہ سے کہ حضرت ابی خزیمہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے روایت کی اس بارہ میں جو سوتا ہوا آدمی خواب میں دیکھتا ہے وہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر انھوں نے سجدہ کیا خواب میں پھر آپ سے آکر بیان کیا تو ان کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چت لیٹ گئے اور فرمایا اپنے خواب کو سچ کرلے پس حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالی عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی نورانی پر سجدہ کرلیا۔ اس حدیث شریف میں لفظ صدق رؤیاک نے اس سجدہ کی بجا آوری کی اشارت پر دلالت ہے۔ ظاہر ہے کہ اس حدیث شریف میں سجدۂ عبودیت اور تحیۃ کی صراحت نہیں ہے۔ پس گمان یہی ہے کہ یہ سجدہ سجدۂ تحیت ہووے اگر سجدہ عبودیت ہوتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رخصت سجدہ کی پیشانی نورانی پر اور کلام میں تاویل نہ فرماتے واللہ تعالی اعلم بالصواب ✣

بیان تحقیق معانی احادیث طیبہ اور ان کی تفسیر ✣

تفسیر حدیث شریف اول حضرت ابی خزیمہ کی سجدہ جبین مبارک پر کرنیکا اسی بنا پر تعبیر رؤیا ✣

[illegible]

واخرج الامام احمد بن حنبل رضی عن عائشة رضی الله عنها ان رسول الله صلعم کان فی نفر من المهاجرین والانصار فجاء بعیر فسجد له فقال اصحابه یا رسول الله صلعم تسجد لک البهائم والشجر فنحن احق ان نسجد لک فقال رسول الله صلعم اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم ولو کنت آمر احدا لامرت المرأة ان تسجد لزوجها

بدانکه تعلق جواب با سوال ضرورتا جواب از سوال خاص مجمل [illegible] عبادت [illegible] معبود و عموم اکرام و کرم مساوی المنزلت تفصیلاً بفصاحت کلام و بلاغت مرام است حاصل آنست که هرچه از جنس عبادت بدنی و مالی برای معبود است برای اکرام مساوی جائز نیست

ترجمہ اور نکالا امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ حدیث کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گروہ میں مہاجرین اور انصار کے کہ ایک اونٹ آیا اور سامنے آپکو سجدہ کیا اور اصحاب نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپکو چوپائے اور درخت سجدہ کرتے ہیں پس ہم آپکو سجدہ کرنیکے زیادہ لائق ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے رب کی بندگی کرو اور اپنے بھائی کی تکریم اور عزت کرو۔ اور اگر میں کسی کو کسی کے واسطے سجدہ کرنیکا حکم کرتا تو البتہ عورتوں کو ان کے شوہروں کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا۔ [illegible] سمجھنا چاہیے کہ جواب کو سوال کے ساتھ جو تعلق ہے اسپر نظر کرنے سے یہ بات ضرور معلوم ہوگی کہ سوال خاص مجمل [illegible] عبادت [illegible] معبود اور عموم اکرام اور تکریم مساوی المنزلت بطور تفصیل ہے پوری فصاحت کلام اور بلاغت مرام [illegible] سوال و جواب کے تعلق میں جو ان کے درمیان ہے غور کرو کہ مفہوم مطلب [illegible] تعلق میں غور و نظر کرنا ضرور [illegible] معلوم ہونگے۔ ایک یہ کہ سوال رخصت سجدہ کی بابت ہے۔ دوسرے اسکا جواب مجمل ہے۔ تیسرے اس مجمل جواب کے ضمن میں عموم عبادت کا بیان ہے۔ چوتھے خصوص معبود کا اظہار ہے۔ پانچویں عموم اکرام کا حکم ہے۔ چھٹے [illegible] لوگ بھی جو عموم اکرام میں شامل ہوکر مکرم سمجھے جاتے ہیں انکا بھی عموم ہے۔ ساتویں [illegible] حکم اکرام کی تفصیل مراتب ہے۔ آٹھویں باوجود [illegible] کلام کے اسقدر مطالب مع التفصیل [illegible] باہر میں اس کلام کا اپنے مقاصد میں فصیح و بلیغ ہونا بخوبی ظاہر ہے اور فصاحت یہ کہ بیان عام فہم [illegible] ہو۔ اور بلاغت یہ کہ قلیل الفاظ میں کثیر معانی ہوں۔ حاصل یہ کہ جو کچھ بدنی اور مالی عبادت کی جنس سے بعنوان عبودیت معبود کے واسطے ہو وہی بصورت اکرام [illegible] کے اکرام کے لیے جائز ہے پس [illegible] زیادہ مناسب [illegible] سجدہ بھی ایک قسم اسی کی ہے مطلب یہ کہ سوال خاص عبادت سجدہ کا جواب [illegible] خصوص معبود کا اظہار کرکے پھر اکرام مساوی کا حکم اسی پر [illegible] ذکر کیے ہیں [illegible] جو کچھ عبادت بدنی و مالی کہ معبود کیلیے [illegible] مساوی کے اکرام کے لیے جائز [illegible] اکرام کے [illegible] حالانکہ سجدہ بھی [illegible] عبادت [illegible] عموم عبادت کے لیے [illegible] ہوگا۔

پس برائے اعلیٰ اولیٰ است و سجدہ ہم نوعی از انست از ینجا است کہ سجدہ و قیام بربطِ یدین و
وانحنا و نذرانہ از ہرچہ باشد و ذبیحہ اکراماً رواست و بقطعِ تعلق مذکور جواب از سوال خاص
نشد و نیز اصلی دیگر برائی استدلال بر جوازِ قیام بربطِ یدین و انحناء و ذبیحہ اکراماً ثابت شد
چنانکہ فقہاء جواز آنہمہ فرمودہ اند ہم و ظاہر است کہ امر ثابت است نہ نہی مگر اشارۃً از عموم
عبادت بغیر معبود کہ آں مراد است بجائی خود و مانع نشود سجدۂ تحیۃ ثابت مذکور را و اگر
مزعوم شود سجدۂ تحیۃ معارض نشود ثابت مذکور را فکیف الزعم + و خصوص اکرام با خوت حقیقی
معارض شود عموم ثابت قرآنی و حدیثی را کہ با کرام غیر عام واقع است قال سبحانہ و اخفض
جناحک للمؤمنین الایۃ و قال صلعم ان من اجلال اللہ اکرام ذی شیبۃ المسلم
پس عموم اکرام با خوت مجازی است ای بمعنی مساوی و اخوت حقیقی با حضرت سرور انبیاء صلعم ثابت نیست

ترجمہ پس یہاں سے یہ مسئلہ حاصل ہو گیا کہ سجدہ۔ اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا۔ اور سلام کیلیے جھکنا۔ اور نذر کا کرنا جس
چیز کی ہو۔ اور قربانی اکرام مکرم کے لیے جائز ہے۔ اور اگر اس تعلق سے جو سوال و جواب کی نسبت مذکور ہے قطع نظر کیجاوے
تو یہ جواب سوال خاص کا کیسے ہو گا بلکہ نہیں ہو سکتا ہے کہ قطع تعلق مذکور کرنے پر سوال خاص سجدہ کا یہ جواب ہو سکے یہ سوائے
اسکے ایک اصل اور قاعدہ اور بھی اکرام و تعظیم کے لیے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے۔ اور جھکنے۔ اور قربانی کرنیکے جواز پر
دلیل اختیار کرنے کے واسطے ثابت ہے جیسا کہ فقہاء نے ان سب کو جائز فرمایا ہے۔ اور وہ ظاہر ہے اسطرح کہ حدیث مذکورہ
میں جواب سوال میں جو امر ہے وہ ثابت ہے نہی یعنی کرنیکا حکم ہے ممانعت نہیں ہے مگر عموم عبادت سے اشارۃً غیر معبود
کے لیے بھی ثبوت ہے کہ وہ بجائی خود مراد ہے اور سجدۂ تحیۃ امر ثابت مذکور کا مانع نہیں ہوتا ہے کیونکہ سوال ثابت کا
جواب ثابت ہیں بغیر نفی و نہی واقع ہوا ہے۔ پس اثبات عبادت معبود مخصوص میں تعمیم عبادت غیر مخصوص کا نافی و مانع
نہیں۔ اور حکم ثبوت اکرام ہر قسم کی تعظیم و تکریم کو شامل ہے اور سجدۂ تحیۃ بھی تعظیمی اور اکرامی ہے تو بطور تکریم
مکرم کے لیے جائز ہے اور امر ثابت مذکور کا کسی طرح مانع نہیں کیونکہ عموم عبادت میں تحت اکرام داخل ہے پس
خصوص عبادت کو کسی طرح مانع اور اسکا معارض نہیں ہے۔ اب یہ زعم کہ سجدۂ تحیۃ امر ثابت مذکور کا معارض ہوتا
ہے کیسا زعم ہے حالانکہ خصوص اکرام بھی حقیقی اخوت کے ساتھ اس حدیث کے الفاظ اکرموا اخاکم سے ثابت نہیں ہے
اسلیے کہ وہ معارض ہوتا ہے عموم اکرام کا جسکا ثبوت قرآن اور حدیث سے اکرام غیر کے لیے عام واقع ہوا ہی جیسا فرمایا
حق سبحانہ نے واخفض جناحک للمؤمنین الایۃ سورۂ حجر کے رکوع ششم میں ہے یعنی اور جھکا دیجیے اپنی بازو کو
مومنین کیواسطے یعنی انکا اکرام کیجیے جیسا بزرگ چھوٹوں کے لیے زیبا ہے۔ اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ

ان جوابوں کی تشریح کر سکتی ہیں کہ سجدہ و قیام و تعظیم و سلام بلا شرط ثابت ہیں۔ اور ایک اور بحث کے لیے ہے

بڑے جواب میں بلکہ صرف یہی بات ہے کہ اس لفظ پر کوئی بحث نہیں + اور وہ ثابت ہو چکا

مصنف کی ذاتی لفظ پر غور کیجیے جو اس حدیث کے مطلب میں آیا ہے اس میں اکرام کا عموم پایا جاتا ہے اور اکرام سے مراد اخوت مجازی یعنی اسلامی بھائی چارہ ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اخوت حقیقی نہیں ہے

وحجازی منہی عنہ بکفر است. لقولہ تعالیٰ ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم الآیۃ وفقرہ لو کنت امر الخ لنفی امریۃ مخصوصہ باین سجدہ با استمرارش باقتضار ربط باحدہم ثابت است نہ نفی سجدہ بلکہ ثبوت باستحسان این سجدہ داد کہ بتش برائی والدین واستاد دین و رسول اللہ صلعم بمقابلہ زن و شوہر است چہ ماموربہ نتوانند شد مگر سجدہ تحیۃ و نہ نفی امریۃ عامہ مستمرہ چہ آنحضرت صلعم آمر و ناہی است عموماً و استمراراً پس دلالۃ عموم لفظ امر و ربط باحدہم و فی المواہب اللدنیۃ عن انس بن مالک رض قال دخل رسول اللہ صلعم ومعہ ابوبکر وعمر ورجل

ترجمہ اور مجازی اخوت منہی عنہ بکفر ہے یعنی بسبب کفر کے قرآن مجید سے اسکی نہی وممانعت ثابت لہذا ممنوع ہے اسلیے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ حجرات کے پہلے رکوع میں ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم الآیۃ یعنی اور نہ پکارو زور سے آپکو وقت گفتگو جیسا بعض تمہارے بعض کو زور سے پکارتے ہیں کہ تمہارے عمل ایسی صورت میں اکارت ہوجائینگے آخر آیۃ تک۔ اور فقرۂ حدیث لو کنت امر الخ سے اسی سجدہ کی امریت مخصوصہ کی نفی ثابت ہے جسمیں ربط احد کے اقتضار سے فائدہ استمرار ہی نہ نفی ہر سجدہ کی بلکہ اس سجدہ تحیۃ کے مستحسن ہونیکا ثبوت ہے اور جو زوجہ خاوند کے مقابلہ میں والدین اور استاد دینی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اسکی اولویت ثابت ہے کیونکہ ماموربہ نہیں ہوسکتا ہے سوائے سجدہ تحیۃ کے۔ اور نہ امریت عامہ مستمرہ کی نفی ہے کیونکہ آنحضرت صلعم عموماً اور استمراراً آمر و ناہی ہیں جسپر امر کے لفظ کا عموم اور اسکا احد کے ساتھ ربط دلالۃ کرتا ہے۔ یعنی فقرۂ حدیث لو کنت امر الخ میں خاوند کے لیے بیوی کو سجدہ کرنیکے ساتھ ہر ایک کو ہر ایک کے لیے سجدہ کی امریت کی یعنی حکم کرنیکی شرط لگانے جسمیں استمرار کا فائدہ ہے اسی مخصوص امریت کی نفی کا ثبوت ہے یعنی اس خاص وجہ میں سجدہ کیلیے خاص حکم کرنیکی نفی ہے کہ نفی سجدہ کی اور نہ ہمیشہ کے عام امر ہونیکی بلکہ اس سجدہ کے مستحسن ہونیکی نسبت ثبوت ہے اسلیے کہ نفی ترتب اثر ثبوت ذہنی ثابت کی ہوتی ہے پس ثابت کا نفی سے متقدم ہونا ضروری ہے۔ اور خاوند بی بی کے مقابلہ میں ماں باپ اور دینی استاد اور رسول اللہ صلعم کے لیے اسکی اولویت ہے کیونکہ ثبوت متقدم میں ماموربہ نہیں ہوسکتا ہے مگر سجدہ تحیۃ پس اسی کا حکم کیا جاسکتا ہے اور یہی مراد ہوسکتا ہے اور اسی ثبوت کے عوارض میں سے کسی عارض کی نفی ہوسکتی ہے نہ نفس ثابت کی لہذا نفی سجدہ تحیہ کی ہے نہ عام سجدہ کی اور نہ ہمیشہ کے عام امر ہونیکی نفی ہے کیونکہ آنحضرت صلعم ہمیشہ کے لیے عام طور پر حکم کرنیوالے اور ممانعت فرمانیوالے ہیں جسپر لفظ امر کا عام ہونا اور پھر اسکے ساتھ لفظ احد کا ربط دلالت کرتا ہے۔ اور کتاب مواہب لدنیہ میں حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا انھوں نے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے احاطہ میں داخل ہوئے اور آپکے ساتھ حضرت ابوبکر و

من الانصار وفی الحائط غنم فسجدت له صلعم فقال ابوبکر یا رسول الله صلعم نحن احق بالسجود لك من هذه الغنم فقال رسول الله صلعم لا ینبغی لاحد ان یسجد لاحد الا لله تعالی - باید دانست که بر لفظ سجود الف ولام عہد ذہنی تواند شد اعنی سجدہ کہ غنم بجا آوردہ و آں جز تعظیمی نتواند شد ازینجا است از صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نحن احق بالسجود لك من هذه الغنم نہ الف ولام استغراق کہ مشتمل سجدہ عبودیت تواند شد و آں برائی غیر اللہ تعالیٰ جائز نیست و لفظ ینبغی در محل جواز مستعمل است نہ وجوب پس حاصل ایں است کہ ایں سجدہ **ش** کہ سخن در آنست ہم سزاوار نیست کسی را برائی کسے لکن سزاوار است برائی اللہ جل شانہ بجواز نفی **ش** در مستدرک منہ ہم و اثبات **ش** در مستدرک ہم و در یں صورت الا بنا بر استدراک است نہ تخصیص **ش** چہ جواز مانع تخصیص است

ترجمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اور اُس احاطہ میں ایک بکری تھی پس اُسنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ اسپر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم آپ کو اس سجدہ کرنیکے اس بکری سے زیادہ حقدار ہیں اسوقت رسول اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کسیکو کسی کا سجدہ کرنا نہیں زیبا ہے لیکن خدای برتر کے لیے یہاں یہ سمجھنے کی بات ہے کہ لفظ سجود پر فقرہ نحن احق بالسجود الخ میں الف ولام عہد ذہنی کا ہوسکتا ہے کہ مراد اس سے وہی سجدہ ہے جو بکری نے ادا کیا اور وہ سوائے تعظیمی کے اور نہیں ہوسکتا۔ اسی بنا پر قول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے نحن احق بالسجود لك من هذه الغنم یعنی بکری کی بنسبت دیگر خود کو زیادہ حقدار سجدہ بیان کرنا تاکہ معلوم ہو کہ مراد وہی سجدہ ہے جو بکری نے کیا جسمیں غایت تعظیم مقصود تھی۔ نہ الف ولام استغراق کا لفظ مذکور پر ہے جو سجدہ عبودیت کو مشتمل ہوسکتا ہے کیونکہ غیر خدا کے لیے ایسا سجدہ جائز نہیں ہے۔ اور لفظ ینبغی اور لا ینبغی کا استعمال محل جواز میں ہوتا ہے نہ وجوب میں پس فقرہ لا ینبغی لاحد ان یسجد لاحد الا الله تعالیٰ کا حاصل یہ ہوا کہ یہ سجدہ جس میں کلام ہے کسیکو کسی کے واسطے زیبا نہیں ہے لیکن زیبا ہے اللہ جل شانہ کے واسطے مستدرک منہ میں جواز نفی کے ساتھ اور مستدرک میں اثبات کے ساتھ۔ کیونکہ جملہ مستدرک منہ میں جواز نفی سے مفہوم اثبات مستدرک حاصل ہوا ہے اُسکے لفظ لا ینبغی میں نفی جواز کے اعتبار سے کسیکو کسی کے لیے سجدہ سزاوار نہوا جائز ہے اور جملہ مستدرک الا لله تعالیٰ اس میں اسی اعتبار سے اُسی کا اثبات بوجہ استدراک واجب ہے پس جملہ سابق کا یہ مفہوم حاصل ہے اور اس صورت میں حرف الا استدراک کے لیے ہے نہ تخصیص کے لیے کیونکہ جواز اثبات و نفی جس کا لا ینبغی مقتضی ہے وہ مانع تخصیص ہے لہذا حرف الا بمعنے حصر و استثناء یہاں نہیں مراد ہوسکتا بجز جواز اور استدراک کے

بیان لفظ ینبغی و لا ینبغی کا استعمال محل جواز میں ہے نہ وجوب میں

م ونیز باید دانست که آن یسجد ہم عام نتواند شد که خصوص سجدۂ عبودیت از ہم مستثنیٰ تواند شد آن در تحت لا ینبغی نتواند شد که منفی بہ ش برائے غیر اللہ تعالیٰ م و مثبت بہ ش برائے اللہ تعالیٰ م بوجوب است پس سخن در سجدہ جائز تواند شد که سجدۂ تعظیم است در ش حق تعالیٰ م واجب که سجدۂ عبودیت است پس ازین حدیث شریف اولویۃ سجدۂ تعظیم ہم برای حق تعالیٰ عز و جل که شامل عبارت است تواں فہمید نہ نفی سجدۂ تحیۃ که معارض شود مرثابت را و نیز ازین حدیث شریف ای ما رواہ ابو داؤد عن قیس ابن سعد رض قال اتیت الحیرۃ فرأیتہم یسجدون لمرزبان لہم فقلت لرسول اللہ صلعم کان احق ان یسجد لہ فاتیت رسول اللہ صلعم فقلت انی اتیت الحیرۃ فرأیتہم یسجدون لمرزبان لہم فانت احق ان نسجد لک فقال لی ارأیت لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ فقلت لا

فقال لا تفعلوا

ترجمہ اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ آن یسجد کے سجدہ بھی تمام مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ خصوصاً سجدۂ عبودیت کو بھی شامل ہو سکے گا۔ اور سجدۂ عبودیت لا ینبغی کے تحت میں نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ منفی بہ غیر خدا تعالیٰ کے واسطے ہے اور مثبت بہ خدا تعالیٰ کے لیے مرتبہ وجوب میں ہے یعنی سجدۂ عبودیت کی نفی غیر خدا کے واسطے اور اسکا اثبات خدا کے لیے واجب ضروری ہے۔ لہذا گفتگو سجدۂ جائز میں ہو سکتی ہے جو سجدۂ تعظیمی ہے نہ سجدۂ واجب میں جو سجدۂ عبودیت ہے کہ اسمیں کلام کی گنجائش نہیں پس اس حدیث شریف سے اولویت سجدۂ تعظیمی کی خدائے عز و جل کے لیے بھی کہ شامل عبارت ہے سمجھی جا سکتی ہے نہ نفی سجدۂ تحیۃ کی جس سے معلوم ہوتی ہے کیونکہ نفی میں خاص ثابت کے ساتھ معارضت پیدا ہو جاوے گی۔

اور اس حدیث شریف میں یعنی جسکو ابو داؤد نے حضرت قیس ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ کہا حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ میں مقام حیرہ میں آیا تو میں نے وہاں کے حاکم کے لیے اُسکے لوگوں کو سجدہ کرتے دیکھا اُس وقت میں نے اپنے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا کہ آپ کے لیے سجدہ کرنے کے زیادہ حق دار ہیں پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے عرض کیا کہ میں مقام حیرہ میں آیا تو میں نے وہاں کے مرزبان کے لیے اُس کے لوگوں کو سجدہ کرتے دیکھا پس آپ زیادہ مستحق ہیں کہ ہم آپ کو سجدہ کریں تو آپ نے مجھے فرمایا کیا تجھے معلوم ... جبکہ تو میری قبر پر گذر کیا ہے تو اُس کو سجدہ کرے گا میں نے عرض کیا نہیں تو آپ نے فرمایا مت کرو۔

ایں شرط وجزا آں مبنی بر جوازش است ورنہ درصورت تخالفِ شرط وجزا ﷺ ای قبل بلی بمقابلہ لا و قیل افعلوا بمقابلہ لا تفعلوا ﷺ مبنی بر عدم جوازِ ثابت خواہد شد و درصورت صحۃ منع از شرط ﷺ بحملِ استفہام بمراد منع و باید دانست کہ حمل استفہام بمراد جواز ہم تواند شد ﷺ صحۃ منع از جزاء معارض با ثابت اعنی صدّق رؤیاك وغیر آں است و ایں منع عام ﷺ بجمع مخاطب ﷺ سجدۂ تحیۃ مخصوص بتوقفش بر شرط و بتقابلش با ثابت ﷺ ای صدّق رؤیاك وغیر آں ﷺ ضعفاً لعموم مفعول نہی بسجدۂ ﷺ متعلق بعموم ﷺ مشروط ﷺ یعنی تواند شد کہ ایں نہی از سجدہ مشروط باشد پس حاصل چنین است کہ اگر ہستی کہ سجدہ کنی قبر مرا بمعرفت سویت عظمتم در حیات و ممات سجدہ کنی تو وہر کہ عارف باشد و اگر نہی کن تو وہر کہ نباشد ﷺ

ترجمہ یہ شرط و جزا اُسکے جواز پر مبنی یعنی خبر دی رہی ہیں ورنہ شرط و جزا کے مخالف ہونیکی صورت میں جبکہ مقابلہ لا میں بلی کہا جاوے۔ اور لا تفعلوا کے مقابلہ میں افعلوا کہا جاوے۔ تو اس شرط و جزا کا انبا یعنی آگہی عدم جواز پر ثابت ہوگی۔ یعنی بطور استفہام حاضری مزار کی شرط پر اسمیں سجدہ کی قید لگانا اُسکے جواز کی خبر دی رہا ہے۔ ورنہ جملہ شرطیہ میں درصورت خلاف بجائے نا کے ہاں اور بجائے مت کرو کے کرو کہا جائے تو یہ شرط و جزا ر نہ جائز ہونے پر خبر دینے والے ثابت ہونگے۔ مطلب یہ کہ اسطرح کہنا کہ کیا تو دیکھتا ہے اگر میرے مزار پر گذرے کیا ہے تو کہ اسکا سجدہ کرے مع اس جواب کے کہ نہیں تو حکم ہو امت کرو۔ اسمیں اگر حاضر مزار ہوتے پر سجدہ کرنیکا جواز نہ مانا جائیگا تو اسکے خلاف میں یہ عبارت کہ کیا تو دیکھتا ہے اگر تو میرے مزار پر گذرے کیا ہے تو اسکا سجدہ کرے مع اس جواب کے کہ ہاں تو حکم ہو کہ کرو تو یہ شرط و جزا دونوں نہ جائز ہونے پر آگہی دینے والے ثابت ہونگے۔ حالانکہ یہ سمجھنے کی بات ہے کہ حمل استفہام یعنی کلام کا استعمال استفہام پر جو بطور سوال ہو محمول کرنا مراد کے جائز ہونے پر بھی ہو سکتا ہے۔ اور شرط سے ممانعت کے صحیح ہونیکی صورت میں جبکہ شرط ممانعت کی مراد پر استفہام کے ساتھ محمول ہو حالانکہ حمل استفہام مراد جواز پر بھی ہو سکتا ہے۔ جزا سے صحیح ہونا ممانعت کا ثابت کے ساتھ معارض ہوگا یعنی جبکہ حاضری مزار کے جواز کے منع کو لا تفعلوا فرما کر صحیح مان لیا جاوے تو سجدہ کے جواز کی ممانعت کا صحیح ہونا اقوال ثابت کے معارض ہوگا جیسے صدّق رؤیاك وغیرہ مذکور ہوئے۔ اور یہ منع عام کا لا تفعلوا جمع مخاطب کے ساتھ سجدۂ تحیۃ کا کہ اُسکا توقف شرط پر ہونیکے سبب منع مخصوص ہے اور اسکا مقابلہ ثابت کے ساتھ ہونیکے سبب یعنی صدّق رؤیاك وغیرہ کے کہ مذکور ہو چکے ہیں مع توقف شرط ضعیف کی صورت میں ہے تو یہ منع عام مخصوص ضعیف مفعول نہی کے عام ہونیکے سبب یا نہی سجدۂ مشروط سے ہے یعنی ہو سکتا ہے کہ یہ نہی سجدۂ مشروط کی ہو تو پس حاصل اسطرح ہے کہ اگر تو ایسا ہے کہ میری مساوی عظمت کی معرفت کے ساتھ حالت زندگی اور موت میں میری قبر کا سجدہ کرے تو تو اور جو عارف ہو کرے اور جبکہ تجھے یہ معرفت نہیں ہے تو تو نہ کر اور جو شخص کہ اسکو یہ معرفت نہ ہو۔

یا نہی مفید اثبات ست ای تو اند شد کہ نہی نفی مفید اثبات باشد پس حاصلش چنین است آنکہ گفتی کہ سجدہ نکنم قبر را چنین مکن تو و ہر کہ با تفرقہ است در عظمتم بحالت حیات و ممات هم بحذف ست متعلق عموم هم و جواز لکن عام ست بجمع مخاطب هم در تخالف شرط و جزا ست ای قبل بلی بمقابلہ لا و قبل افعلوا بمقابلہ لا تفعلوا هم و توافقش بثابت ست اے صدق رؤیاک و غیر آن هم قوتاً ثابت است پس این منع مخصوص بعرض دیگر ست یعنی شرط هم نہ بذاتش ضعیف معارض نشود مر عموم ثابت قوی را بلکہ از اشارت شرط و مفعول نہی در جانب نفی سجدہ قبر مبارک ہم ثابت پس برائے حضرت اکرم و مکرم صلعم در حالت حیات بالاولویۃ ثابت

ترجمہ یا یہ منع عام مخصوص بصورت منعقد ایسی نہی ہی جو مفید اثبات کی ہی بسبب حذف کے مفعول نہی کے عام ہونے کے سبب یعنی ہو سکتا ہی کہ یہ نہی نفی کی ہو وہی جو اثبات کو مفید ہو پس اسکا حاصل یہ ہی کہ وہ جو تو نے کہا کہ میں سجدہ قبر کا نہ کروں ایسا مت کر تو اور جو کوئی ہو وہ کیونکہ میری عظمت بحالت حیات و ممات میں تفرقہ ہوتا ہے۔ اور اس سجدہ تحیۃ کا جواز عام جمع مخاطب کے سبب شرط و جزا کے خلاف ہونیکی صورت میں جبکہ لا کے مقابلہ میں بلی اور لا تفعلوا کے مقابلہ میں افعلوا کہا جاوے۔ اور اسکے متوافق ہونے میں امر ثابت کے یعنی صدق رؤیاک وغیرہ کے ساتھ از روئے قوت ثابت ہے۔ پس یہ منع مخصوص جو غیر کے یعنی شرط کی عارض ہونیکے سبب ضعیف ہے نہ اپنی ذات میں خاص عموم ثابت قوی کا معارض نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بسبب اشارت شرط اور مفعول نہی کے جو نفی کی جانب میں ہی سجدہ قبر مبارک کا بھی ثابت ہے۔ پس حالت حیات میں حضرت اکرم مکرم صلعم کیلیے اولویت کے ساتھ ثابت ہے۔ حاصل مطلب تقریر مذکور کا جو اس حدیث شریف میں اُسکے آخر شرطیہ فقرہ سجدہ قبر مبارک کی نسبت ہے یہ ہی کہ اسمیں شرط و جزا سجدہ تحیۃ کے جواز پر آگاہی دے رہی ہی کیونکہ حضور صلعم کا یہ فرمانا کہ کیا تو نے معلوم کر لیا کہ اگر تو میری قبر پر گذر کرے کیا تو ایسا ہی کہ اُسکا سجدہ کرے جسکے جواب میں کہا گیا نہیں تو فرمایا مت کرو۔ ابتدا میں شرط سے بصورت استفہام محمول ہوا ہی۔ اور اس قسم کے سوال سے مراد کا جائز ہونا بھی مقصود ہوتا ہے پس یہاں جواز مقصود میں کلام ہوا ہی۔ اسلیے اگر محل استفہام مراد منع پر شرط صحت منع سجدہ تحیۃ کے لیے مان لیا جاوے یعنی شرط زیارت قبر کی صورت میں سجدہ قبر کی ممانعت سوال مذکور سے صحیح سمجھی جاوے تو اسکی طرح اسی سجدہ مذکور کی ممانعت کا صحیح ہونا امر ثابت صدق رؤیاک وغیرہ کے معارض نافع ہوگا۔ اور یہ منع جو لا تفعلوا یعنی مت کرو جمع مخاطب کے اپنی ذات میں عام ہے شرط زیارت قبر پر جو غیر چیز ہے متوقف ہونیکی سبب مخصوص ہو گیا ہی مگر بحالت منعقدہ اور پھر امر ثابت مذکور سے مقابل ہونیکی سبب ضعیف مخصوص ہے پس ممکن ہی کہ یہ منع مخصوص مفعول نہی لا تفعلوا کے عام ہونیکی سبب نہی سجدہ مشروط سے ہو جسکا ماحصل اسطرح ہی کہ اگر تو ایسا ہی کہ میری مساوی عظمۃ کی معرفت کے ساتھ حالت حیات و ممات میں میری قبر کا سجدہ کرے تو تو اور جو عارف ہو کر یگا اور تجھے یہ معرفت نہیں ہی تو تو نہ کر اور جو شخص کہ اسکو یہ معرفت ہو یا ہو سکتا ہی کہ یہ نہی اس نہی سے ہی جو مفید اثبات ہے یعنی نفی کی نہی ہی جسکا حاصل اثبات ہی جو حذف سے مفعول کے عام ہونیکے سبب ہے یعنی اُسی عموم میں شامل ہے پس حاصل اسکا اسطرح ہی کہ وہ جو تو نے کہا کہ میں سجدہ قبر کا نہ کروں ایسا مت کر تو اور جو کوئی ہو وہ کیونکہ میری عظمت حالت حیات و ممات میں تفرقہ ہے اور اگر یہ تسلیم کیا جاوے تو شرط و جزا کے خلاف ہونیکی صورت میں جبکہ بلی بمعنے ہاں بمقابلہ لا بمعنے نہیں۔ اور افعلوا بمعنے کرو بمقابلہ لا تفعلوا بمعنے مت کرو کہا جائیگا۔ تو اسوقت شرط و جزا سجدہ تحیۃ کے عدم جواز پر آگاہی دینے والے ہونگے جسکا حکم امر ثابت سے متوافق ہو جائیگا کیونکہ افعلوا امر ثابت کا مقتضی ہی حالانکہ حکم ثابت صدق رؤیاک وغیرہ میں سجدہ تحیۃ کا حضرت نبی کریم صلعم کی حالت حیات کیلیے ہے۔ اور اس صورت میں جبکہ جمع مخاطب افعلوا سے بذاتہ اسکا جواز عام ثابت ہے اور امر ثابت سے اسکا توافق ہی تو اس عموم قوی ثابت خاص کا وہ منع مخصوص

بیان منع جو غیر کے عارض ہونے سے مخصوص ہو، اپنی ذات میں وہ عموم ثابت قوی کا بسبب ضعیف معارض نہیں ہو سکتا ہے

وعن صہیب اَنَّ معاذاً لما قدم من الیمن سجد للنبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا معاذ ما ھذا قال الیہود تسجد لعظمائہا وعلمائہا ورایت النصاریٰ تسجد لقسیسیہا وبطارقتہا قلت ما ھذا قالوا تحیۃ الانبیاء فقال علیہ السلام کذبوا علی انبیائہم مخلص ملخص تفسیر کبیر۔ ظاہر است کہ سجدہ حضرت معاذ رض تحیۃ بودہ وسکوت حضرت صلعم براں وفرمود کہ دروغ گفتند برانبیائی خود چہ از کریمہ ما کان لبشر الخ ظاہر است وحکم شرک نفرمود۔ از انجا کہ آنحضرت صلعم مبعوث بہ اوتیت جوامع الکلم است این کلام بلاغت نظام کہ دریں بحث مذکور شد بحکمۃ است بنا بر موافقت مفہوم کریمہ ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون ہ

ترجمہ اور یہ حدیث منجملہ کی روایت ہی حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یمن سی آئے خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انھوں نے سجدہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا ای معاذ یہ کیا ہے عرض کیا یہود اپنے بزرگوں اور عالموں کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور میں نے نصاریٰ کو دیکھا ہے کہ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں میں نے کہا یہ کیا ہی انھوں نے کہا سنت تحیۃ انبیاء ہے تو آپ نے فرمایا انھوں نے اپنے انبیاء پر جھوٹ کہا۔ یہ حدیث تفسیر کبیر سے نقل کیگئی۔ ظاہر ہے کہ سجدہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا تحیۃ کا تھا کہ خود انھوں نے قول یہود و نصاریٰ نقل کرکے حضور سرور عالم صلعم میں عرض کیا۔ اور حضرت صلعم کا اُسپر سکوت بھی ظاہر ہے کہ بعد وقوع فعل سوال فرمایا کہ یہ کیا ہے وقت وقوع فعل کچھ نہ فرمایا۔ اور یہ فرمایا کہ اپنے انبیاء پر انھوں نے جھوٹ کہا اسلیے کہ آیت کریمہ ما کان لبشر الخ سے ظاہر ہے۔ کہ عنقریب معنی اُسکے مذکور ہونگے۔ اور اس سجدہ کے لیے حکم شرک نہ فرمایا۔ چونکہ آنحضرت صلعم کہ آپ کی نعت وتعریف خود آپ کے زبانیکے مطابق اوتیت بجوامع الکلم ہے یعنی مجکو کلامہائے جوامع جو جامع سے بھی بڑھ کر ہیں دیے گئے ہیں یہ کلام بلاغت نظام کہ اس بحث سجدہ میں اوپر کی حدیث مر مذکور ہوا حکمت پر مبنی ہے اس آیت کریمہ کے مفہوم کی موافقت پر کہ سورۂ ال عمران کے آٹھویں رکوع میں ہے مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ یعنی بشر کو نہیں زیبا ہے جبکہ اللہ اُسکو کتاب اور حکم اور نبوۃ عطا کرے پھر وہ لوگوں کو کہے کہ میری بندگی کرنے لگو و لیکن کتاب الٰہی کی تعلیم اور اُسکی تلاوت کرنے کے ربانی اور خدا پرست تھا ہ +

مع اشارت اباحت سجدۂ تحیۃ و اولیتہ عمن تفاوت الدرجات بموافقت کریمہ فقعوا لہٗ ساجدین ہ و باید دانست در صورت تفرض باطل ثبوت دعوی منحالفین رفع تعارض با کریمہ و حدیث شریف مشکل تر خواہد بود تم الکلام فی اثبات المرام ۔ بعد ازین احد سخن است در انچہ فقہا رح فرمودند کما فی فتاوی الھندیۃ من سجد السلطان علی وجہ التحیۃ وقبل الارض بین یدیہ لا یکفر ولکن یاثم لارتکابہ الکبیرۃ ھو المختار ۔ قال ابو جعفر رح فان سجد السلطان بنیۃ العبادۃ او لم تحضر النیۃ فقد کفر کذا فی جواھر الاخلاطی ولو قال للمسلم اسجد الملک والا قتلناک قالوا ان امرہ بذلک للعبادۃ فالافضل لہ ان لا یسجد کمن اکرہ علی ان یکفر وکان الصبر افضل وان امرہ بالسجود للتحیۃ والتعظیم لا للعبادۃ فالافضل لہ ان یسجد کذا فی فتاوی قاضی خان ۔

مطلب در انچہ فقہا رحم فرمودہ اند ۔

ترجمہ ساتھ ہی اس کے حدیث مذکور میں آپ کا کلام بلاغت نظام سجدۂ تحیۃ کے مباح ہونے کا اشارہ کر رہا ہے اور تفاوت درجوں کی بنا پر اُس کی اولویت کو اس آیت کریمہ کے موافق بتلا رہا ہے کہ فقعوا لہٗ ساجدین ہ جس کے معنے ابھی ذکر میں بیان فرق سجدہ عبودیت اور سجدۂ تحیۃ کے تحت میں بڑی آیت کے ساتھ مرقوم ہو چکے ہیں ۔ اور یہ بھی معلوم ہو کہ منحالفین کے ثبوت دعوے باطل کر ان لینے کی صورت میں جو تعارض آیات کریمہ اور حدیث شریف کے ساتھ ہوگا اُس کا رفع کرنا اور دور کرنا بہت دشوار ہوگا یہاں اثبات مقصود میں کلام تمام ہو گیا ۔

بیان کافر ہونا سجدۂ تحیۃ و عبودیت میں فقہا رحمہ کے اقوال

اب اس کے بعد گفتگو اس میں ہے جو فقہاء رحمہ اللہ نے فرمایا چنانچہ فتاوے ہندیہ میں ہے جس نے سلطان کو تحیۃ کی وجہ میں سجدہ کیا یا اُس کے سامنے زمین بوسی کی کافر نہ ہوگا ولیکن گناہ کبیرہ کرنیکے سبب گنہگار ہوگا ۔ اور یہی مختار ہے ۔ ابو جعفر رحمہ اللہ نے کہا ۔ اور اگر کسی نے سلطان کو سجدہ عبادت کی نیت سے کیا یا اُس کو نیت یاد نہ آئی تو تحقیق اُس نے کفر کیا ۔ جیسا کتاب جواہر اخلاطی میں ہے ۔ اور اگر کہا کسی مسلمان کو کہ بادشاہ کو سجدہ کرو ۔ ورنہ ہم تجھکو قتل کرینگے کہا فقہا نے کہ اگر اُس کو اس سجدہ سے عبادت کے لیے حکم کیا ہے تو اسکو افضل یہ ہے کہ سجدہ نہ کرے جیسے کوئی کفر کرنے پر مجبور کیا جاوے اُس حال میں صبر افضل ہے ۔ اور اگر تحیۃ و تعظیم کے لیے سجدہ کرنیکا حکم کیا ہے نہ عبادت کے لیے تو اسکو سجدہ کرنا افضل ہے جیسا فتاوے قاضی خان میں ہے ۔

وتقبیل الارض بین یدی العلماء والزهاد فعل الجهال والفاعل والراضی اثمان کذا فی الغرائب تجوز الخدمة لغیر اللہ تعالی بالقیام واخذ الیدین والانحناء ولا یجوز السجود الا للہ تعالی کذا فی الغرائب باید دانست مختار ہمین است کہ سجدۂ تحیۃ کفر نیست فلا نزاع فیہ ولکن کبیرہ پس انتظار صحت وثبوت اصلی بر آنست و بر قول ابو جعفر رح البتہ سجدہ بہ نیت عبادت کفر است نہ بنیت تحیۃ ورنہ معارض شود امر مختار را ولیکن بدون نیت مخالف انما الاعمال بالنیات است پس دلیلی بر کفر بودنش می باید و قرحتنا بوسیدن زمین پیش علماء و زہاد از افعال جہال است ولیکن بر گنہگاری فاعل و راضی دلیلے باید چہ بسا است از افعال جہال کہ معصیۃ نباشد و استادن و خمیدن و دست بر دست گرفتن کہ اینہم از ارکان عبادت است جائز است باشد کہ بفارق نیت باشد ورنہ بنیت عبادت کفر است ولیکن بر استثناء سجدہ از جواز دلیلی باید آورد اکنون منکر سجدۂ تحیۃ را مجال تکفیر فاعلش نماند

ترجمہ اور زمین بوسی عالموں اور زاہدوں کے روبرو جاہلوں کا فعل ہے۔ اور اسکا کرنے والا اور پسند کرنیوالا گنہگار ہے چنانچہ کتاب غرائب میں ہے۔ جائز ہے غیر خدا تعالیٰ کی خدمت کھڑے رہکر اور دو نو ہاتھ باندہ کر اور جھک کر۔ اور سجدہ بجز خدائے برتر کے نہیں جائز ہے جیسا غرائب میں ہے۔

اب سمجھنا چاہیے کہ مختار یہی ہے کہ سجدۂ تحیۃ کفر نہیں ہے پس اسمیں تو جھگڑا نہ رہا ولیکن اسکا گناہ کبیرہ ہونا سو اسکے صحیح ہونے کا اور اسپر کوئی قاعدہ کے ثابت ہونے کا انتظار ہے یعنی صحت گناہ کبیرہ کی اور اسکے کبیرہ ہونے پر کوئی اصل کا ثبوت کہ اسکا انتظار ہے۔ اور ابو جعفر رحمہ اللہ کے قول کی بنا پر البتہ سجدہ عبادت کی نیت سے کفر ہے نہ تحیۃ کی نیت سے۔ ورنہ امر مختار کا معارض ہوگا۔ ولیکن بغیر نیت یہ انما الاعمال بالنیات کے مخالف ہے کیونکہ اعمال نیت پر مبنی ہیں پس احکام اعمال بھی نیت پر مترتب ہونگے۔ لہذا اسکے کفر ہونے پر کوئی دلیل چاہیے اور ہمنے مانا کہ عالموں اور زاہدوں کے آگے زمین بوسی جاہلوں کا فعل ہے ولیکن اسکے کرنیوالے اور اس سے خوش ہونیوالے کی گنہگاری پر کوئی دلیل چاہیے کیونکہ جاہلوں کے بہت سے افعال ایسے ہیں جو معصیت نہیں ہوتے ہیں اور کھڑا ہونا اور جھکنا اور ہاتھ پر ہاتھ باندھنا کہ یہ بھی ارکان عبادت میں سے ہیں جائز ہیں لیکن لائق ہے کہ فارق نیت کے ساتھ ہو ورنہ عبادت کی نیت سے کفر ہیں ولیکن جواز میں سے سجدہ کے استثناء پر کوئی دلیل لانی چاہیے۔ اب سجدۂ تحیۃ کے منکر کو اسکے فاعل کی تکفیر کی مجال نہ رہی۔

زمین بوسی کا جاہلوں کا فعل ہونا اور اسکے فاعل کا گنہگار ہونا محتاج دلیل ہے

شوائے سجدہ ہر قسم کی تعظیم بطور خدمت غیر کیلئے جائز ہے عبارت غرائب۔

حاصل و مختار یہ کہ سجدۂ تحیۃ کفر نہیں ہے اور اسکے گناہ کبیرہ ثابت و صحیح ہونے پر کوئی اصل سے دلیل ہونا چاہیے۔

حکم کفر سجدہ پر بغیر نیت کے مقتضی دلیل ہے اور مخالف حدیث انما الاعمال الخ

چوں ارکان عبادت فارق نیت سے غیر کے لیے جائز اور بہ نیت عبادت کفر۔

وجانب کبیرہ منظور فیہ ہست تا دلیلی واجب التسلیم موافق اصول فقہ بیارد وبیافتن
مباحات در افعال صحابہ رضی دلیلی بر حرمت نایافتہ نتواند شد بلکہ بسا از مباحات بوقتی
واجب الاداء گردد وبسا واجب الترک پس سخن در نفس امر است نہ در اداء ترک وہرچہ
آوردہ شد بر اثبات کافی است حاصل اینہمہ کہ گفتہ شد این است کہ امر بسجدہ تحیہ نباید
ونہ بر ساجد تکفیر وتفسیق از انکہ امر ونہی صریحی دران یافتہ نشد بل جواز بالاشارت یافتہ
شد پس مباح باشد ونیز باید دانست کہ ابو رافع قرظی وسید نجرانی گفتند ای محمد میخواہید
کہ بپرستیم شما را واختیار سازیم شما را رب خود پس فرمود معاذ اللہ آنکہ پرستم غیر خدای
خدای تعالی را وآنکہ امر کنم بغیر عبادت اللہ سبحانہ پس نہ مبعوث کرد مرا اللہ تعالی باین
ونہ امر فرمود باین پس نازل شد این کریمہ ما کان لبشر الخ کذا فی التفسیر کبیر مذکور است
ہم می تواند شد کہ صحابہ کرام وغیرہم رض سجدہ تحیہ اعلانا نیاوردہ باشند تا نگویند کہ حضرت صلعم
می پرستانند خود را باخفاء وآن معلوم نیست

ترجمہ یعنی جانب کبیرہ وہ منظور فیہ ہے کہ ہنوز انہیں عذر وحجت باقی ہے جبتک کوئی دلیل واجب التسلیم اصول فقہ
کے مطابق نہ لاویں۔ اور مباحات کا افعال صحابہ رضی اللہ عنہم میں نہ ملنا نایافتہ چیز کے حرام ہونے پر کچھ دلیل
نہیں ہوسکتی ہے بلکہ بہت سی مباحات کسی وقت میں واجب الادا ہو جاتے ہیں یعنی ادا کرنا انکا واجب
سمجھا جاتا ہے اور بہت سی واجب الترک کہ ان مباحات کا ترک واجب سمجھا جاتا ہے پس کلام نفس امر میں
ہے نہ ادا وترک میں۔ اور جسقدر کہ اثبات پر بیان کیا گیا کافی ہے۔ حاصل اس سب کا جو کچھ کہا گیا ہے یہ ہے کہ سجدۂ تحیہ کا حکم
نہ دینا چاہیے نہ ایسا سجدہ کرنیوالے پر تکفیر وتفسیق کا حکم جاری کرنا چاہیے یہ کہ اسکو کافر وفاسق بنایا جاوے کیونکہ
صریحی اور صاف صاف نہ انہیں حکم ہے اور نہ ممانعت پائی جاتی ہے بلکہ اشارتاً جواز پایا جاتا ہے پس مباح ہوگا۔
اور بھی سمجھنے کی بات ہے کہ تفسیر کبیر میں مذکور ہے جو ابو رافع قرظی اور سید نجرانی نے شان نزول آیت ما کان لبشر الخ
کی نسبت کہا یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپکی پرستش کریں اور آپ کو ہم اپنا رب مان لیں
تو فرمایا آپ نے معاذ اللہ یہ کہ میں غیر خدائے تعالی کی پرستش کروں اور یہ کہ خدائے سبحانہ کی عبادت
کا غیر کے لیے حکم کروں پس مجھکو اللہ تعالی نے اسکے لیے پیدا نہیں کیا اور نہ ایسی بات کا حکم کیا پس
یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ما کان لبشر الخ ہوسکتا ہے کہ صحابہ کرام وغیرہم رضوان اللہ تعالی
علیہم اجمعین اعلان کے طور پر سجدۂ تحیہ نہ ادا کرتے ہوں تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خود کو پجواتے ہیں۔ مگر پوشیدہ طور پر اور یہ نہیں معلوم ہے کہ ایسا ہو +

مباحات کا ثبوت اثر سے
نہ ہونا دلیل حرام نہیں بلکہ کبھی وقت
پر کبھی واجب الادا ہو جاتی ہیں
اور کبھی واجب الترک

واگر در اسرار درآئی یابی کہ سجدۂ تحیۃ در ضمنِ خود موصل بسجدۂ عبادت للہ تعالیٰ است مرعارف
باللہ تعالیٰ را چنانکہ سجدۂ تحیۃ ملائکہ برائے حضرت آدم علیہ السلام بنا بر مقصدیست کہ از لِمَا خلقتُ
بِیَدَیَّ و نفختُ فیہ من رُّوحی و اِنّی جاعلٌ فی الارضِ خلیفۃً ط ظاہر است
کہ موصل الی اللہ تعالیٰ است ہم و ابلیس لعین از خودی در استکبار ماندہ محروم از معرفت
وسعادت شد نعوذُ باللہ تعالیٰ من شرور انفسنا ۔ و سجدۂ تحیۃ حضرت یعقوب برائے
حضرت یوسف علیٰ نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام ہم بنا بر مقصدیست کہ در کریمہ اِنَّمَا
اَشکُو بَثِّی وَحُزنِی اِلَی اللّٰہِ وَاَعلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعلَمُونَ ۰ ای مالی فی حبِّ
یوسف ہم مستتر است کہ موصل الی اللہ تعالیٰ است ہم چنانکہ در ضمن سجدہ طرف قبلہ
سجدہ طرف نور حجابی است و در ضمنش سجدہ برائے اللہ سبحانہ است و در ضمن مسح و تقبیل
حجر اسود و مصافحہ و تقبیل ید اللہ تعالیٰ پس باید دانست اگر سجدۂ تحیۃ موصل الی اللہ تعالیٰ

ترجمہ ۔ اگر تو اسرار میں درآئے یعنی انہیں غور و فکر کرے تو پائیگا کہ سجدۂ تحیۃ اپنے ضمن میں خاص عارف باللہ تعالیٰ
کو معرفت خدا میں وہ مخصوص ہو سجدۂ عبادت کی طرف جو خالص خدائے برتر کے لیے ہے موصل یعنی ملانیوالا ہے جیسا
کہ حضرت آدم علیہ السلام کیواسطے سجدۂ تحیۃ ملائکہ کا ۔ اُس مقصد کی بنا پر جو لما خلقت بیدیّ ۔ اور نفخت فیہ من روحی
اور انی جاعل فی الارض خلیفۃ سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف موصل ہے ۔ یعنی آیات مذکورہ میں یعنی
جسکو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا سجدہ کا کون مانع ہوا ۔ پس نے اسمیں میری کچھ روح پھونکدی ہے میں تحقیق زمین
میں خلیفہ بنانے والا ہوں ۔ اور ابلیس لعین خودی سے غرور و استکبار میں رہگیا معرفت اور سعادت سے محروم ہوگیا
نعوذ باللہ تعالیٰ من شرور انفسنا یعنی ہمارے نفسوں کی شرارتوں سے ہم خدائے برتر کی پناہ مانگتے ہیں ۔
اور سجدۂ تحیۃ حضرت یعقوب کا حضرت یوسف علیٰ نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام کے واسطے اسی مراد کی بنا پر ہے
کہ اس آیت کریمہ انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ ط واعلم من اللہ ما لا تعلمون ۰ میں کہ سورہ
یوسف کے دسویں رکوع میں ہے ۔ پوشیدہ ہے ای مالی فی حبّ یوسف ہم یہ موصل اللہ کیطرف ہے
جیسا ترجمہ کریمہ میں ملاحظہ ہو ۔ یعنی میں تو اپنے احوال اور غم کا شکوہ اللہ ہی سے کرتا ہوں نہ غیر سے ۔ مراد یہ
جو کچھ حب یوسف میں مجھپر اللہ سے غم و حال وارد ہے اور جس بتا میں گرفتار ہوں میں ہی جانتا ہوں تمھیں کیا معلوم
تم جانتے ہی نہیں ۔ اور یہ موصل اللہ کیطرف اسی طرح ہے جیسا کہ سمت قبلہ سجدہ کرنیکے ضمن میں سجدہ نور حجابی کی طرف ہے
اور اسکے ضمن میں سجدہ اللہ سبحانہ کیواسطے ہے ۔ اور حجر اسود کے چھونے اور چومنے کے ضمن میں خدا تعالیٰ کے ید مبارک کے
مصافحہ اور چومنا ہے ۔ پس سمجھنا چاہیے کہ اگر سجدۂ تحیۃ موصل خدائے تعالیٰ کی طرف

بیان یہ کہ سجدۂ تحیۃ موصل بسجدۂ عبادت ہے اہلِ معرفت کے نزدیک بدلائل نقلیہ آیات +

مقصد سجدۂ تحیۃ حضرت یعقوبؑ کا حضرت یوسف علیہما السلام کے لیے کہ موصل الی اللہ ہے +

سمت قبلہ و نور حجابی میں خدا کا سجدہ اور ضمن حجر اسود میں خدا کا مصافحہ و تقبیل +

نباشد اثم است چنانکہ قیام لقولہ صلعم لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضهم

بعضا **ش** شرح این حدیث شریف در ذکر کیفیۃ زیارت القبور در ذکر قیام مرقوم است

م و تواند شد کہ قول فقہا رح در حرمۃ سجدۂ تحیۃ برین مراد باشد زین پس اینکہ با اعتقاد

جوازش ترک عملش بوجہ خیر کہ جواز سجدۂ تحیۃ نداند و بر ساجد حکم کفر کند یا گمان سجدۂ عبودیۃ

برده ربا فہمید و نیز اختلاف اشتہر است کہ ہو معمول العلماء و حکم کفر و شرک بر عامل

ہیم کفر بر حاکم بسبب اختلاف مدعا دارد و آنچہ از قول فقہا رح یافتہ می شود شاید

کہ برائے حفظ نادان باشد اکنون سخن است در کیفیۃ طواف قال سبحانہ و لیطوفوا

بالبیت العتیق و قال سبحانہ ان الصفا و المروۃ من شعائر اللہ فمن حج

البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بهما و من تطوع خیرا فان اللہ شاکر

مطلب در کیفیۃ طواف و تفسیر کریمہ و لیطوفوا الخ و ان الصفا و المروۃ الخ

علیم الآیۃ

ترجمہ نہ ہوگا گناہ ہے جیسا کہ قیام بنا بر فرمانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حرمت کھڑے

ہو جیسا کہ عجمی لوگ کہ بعض انکے بعض کی تعظیم کرتے ہیں۔ اس حدیث شریف کی شرح ذکر کیفیۃ قبور

کے ذکر قیام میں مرقوم ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ فقہاء رحمہم اللہ کا قول سجدۂ تحیۃ کے حرام ہونے میں اسی امر

پر ہو۔ اس کے بعد یہ بات ہے کہ باوجود اعتقاد سجدۂ تحیۃ کے جائز ہونے کے اسکا ترک عمل اولیٰ

تر ہے یعنی بہت مناسب اس وجہ سے کہ خیر جو سجدۂ تحیۃ کا جواز نہیں جانتا ہو ایسا نہ ہو کہ اس سجدہ کرنے

والے پر نہ حکم کفر لگا دیوے یا وہ اس سجدۂ عبودیت کا گمان لیجا کر اسکو غیر کے لیے روا سمجھے۔ اور

پھر اس مسئلہ میں اختلاف ہونیکے سبب بھی باوجود اس کے اعتقاد جواز کے اس عمل کا ترک بہت مناسب

ہے چنانچہ یہی معمول علماء کا ہے۔ اور اس سجدۂ تحیۃ کے کرنیوالے پر کفر و شرک کا حکم دینا اسکے حکم کرنیوالے

پر مدرک کے اختلاف کے سبب کفر کا اندیشہ رکھتا ہے۔ اور وہ جو کچھ فقہاء رحمہ اللہ کے قول سے معلوم ہوتا

ہے شاید وہ نادان کی حفاظت کے لیے ہو۔ اب گفتگو ہے کیفیۃ طواف میں فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ

حج کے رکوع چار میں ولیطوفوا بالبیت العتیق یعنی چاہیے کہ وہ اللہ کا طواف اس قدیم بیت کا

کریں۔ اور فرمایا خدائے سبحانہ نے سورۂ بقرہ کے انیسویں رکوع میں ان الصفا و المروۃ من شعائر

اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بهما و من تطوع خیرا فان اللہ

شاکر علیم یعنی یہ تحقیق صفا اور مروہ اللہ کے شعائر یعنی نشانیوں میں سے ہیں پس جس نے بیت اللہ کا حج کیا یا عمرہ کیا

تو اس پر گناہ نہیں ہے یہ ان دونوں کے بیچ میں اللہ کا طواف کرے اور جس نے شوق سے کچھ نیکی کی تو بیشک اللہ شاکر یعنی قدردان ہے

مجدۂ تحیۃ کا ہونا بوجہ ہیں خطا اور بسبب اختلاف کے ترک کرنا اولیٰ ہے اور اس پر حکم کفر کرنا اندیشۂ کفر ہے

بیان کیفیۃ طواف اور تفسیر آیۃ کریمہ ولیطوفوا الخ و ان الصفا و المروۃ الخ

اَلطَّوْفُ بروزن اِفَّعُّلٌ گرد گردیدن بخاصیتہ باب مفید تاکید فعل است و بہما شامل مفعولیتہ است نہ مفعول فیہ بمعنی بینہما بدلالۃ شمول بالبیت العتیق بمفعولیتہ نہ مفعول باید دانست لغۃ طواف در محل خبر بمعنی موضوع **ش** اے گرد گردیدن **ھ** نتواند شد پس این طواف اگر از تعبد بہ تعالیٰ است برای غیر اللہ تعالیٰ شرک فی العبادت است پس طواف بیت عتیق **ش** کہ غیر اللہ تعالیٰ است **ھ** ہم شرک فی العبادت است وحال اینکہ اللہ تعالیٰ امر بشرک نمیفرماید و اگر از تعبد بہ تعالیٰ نیست برای غیر اللہ تعالیٰ شرک فی العبادت نہ ولیکن امر طواف عبث است وحال آنکہ اللہ تعالیٰ امر بعبث نمیفرماید پس باید دانست **اصل** باء تعدیہ برائے حصول مفعول است **ش** چنانکہ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُورِهِمْ **ھ** و باء تخصیص برای تخصیص مفعولی از مفعولین **ش** چنانکہ عطیتُ زیدًا بدراھمٍ **ھ** پس فعل متعدی بمفعولی بنا بر تعدیہ و تخصیص اصلی باء تعدیہ و تخصیص را نخواہد از این اصل است کہ لغت طواف **ش** کہ متعدی بمفعولی است

ترجمہ اس آیت شریف میں لفظ یَطَّوَّفَ جسکا مصدر اطَّوُّفٌ بروزن اِفَّعُّلٌ کا اسکے معنی گرد پھرنے کے ہیں بسبب خاصیت باب تاکید فعل کو مفید ہے اور لفظ بھما مفعول فیہ بمعنی بینہما یعنی درمیان دونوں کے نہیں ہے۔ بلکہ شامل مفعولیت ہی جبپر حرف باء کہ سبب بیت العتیق کے ساتھ اسکا مفعولیت کو شامل ہونا دلالت کر رہا ہے نہ خاص مفعول بنجانے کو۔ اور سمجھنا چاہیے کہ لغت طواف کے اس محل میں سوائے معنی موضوع یعنی گرد پھرنے کے اور نہیں ہو سکتے۔ پس اگر یہ طواف خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہی بندگی اور عبادت ہونے میں ہی ہے تو غیر اللہ تعالیٰ کے واسطے اسکا ہونا شرک فی العبادت ہی یعنی یہ طواف اگر خالص خدا کی ہی بندگی ہے تو غیر کے لیے شرک فی العبادت ہی خدا کا ہی طواف ہونا چاہیے نہ غیر کا۔ پس طواف خانہ کعبہ بھی کہ بظاہر غیر اللہ کا ہے شرک فی العبادت ہی۔ وحالانکہ اللہ تعالیٰ شرک کا حکم نہیں فرماتا ہی۔ اور اگر یہ طواف خالص خدا کی ہی عبادت نہیں ہے تو غیر خدا کے لیے یہ طواف شرک فی العبادت نہیں ہی۔ ولیکن طواف کا حکم عبث ہی۔ اور حال یہ ہی کہ خدائے برتر عبث کا حکم نہیں فرماتا ہی۔ لپ ایک قاعدہ سمجھنا چاہیے۔ اصل حرف باء تعدیہ کا مفعول کے حاصل ہونیکے لیے ہی جیسا ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُورِهِمْ خدا انکا نور لے گیا۔ اور حرف باء تخصیص کا دو میں سے ایک مفعول کے خاص کرنیکے لیے آتا ہی جیسا کہ عَطَيْتُ زَيْدًا بِدِرْهَمٍ میں نے زید کو درہم دیے۔ یعنی دینے میں تخصیص درہم کی تھی۔ پس فعل متعدی بیک مفعول چونکہ اصل میں متعدی اور مخصص ہوتا ہی اپنے اصلی تعدیہ اور تخصیص کی بنا پر باء تعدیہ اور تخصیص کی غرض نہیں رکھتا اور نہ اسکی اسے خواہش ہوتی ہی۔ اسی قاعدہ مذکورہ کی بنا پر لغت طواف جو متعدی بیک مفعول ہے

قاعدہ باء تعدیہ و تخصیص کا۔ متعدی بدو مفعول
تعدیہ و تخصیص اصلی کے سبب باء مذکور کا مقتضی نہیں +

م باز تقدیر فعل و تخصیص مفعول را نخواہد اصلاً پس صلۂ علیٰ در یطوفون علیہم وصلۂ
با در لیطوفوا بالبیت العتیق معنی متفاوت دارد۔ مدخول صلۂ علیٰ بصحۃ مفعول مقتضی
مفعول غیرش نخواہد و صلۂ با بعدم ضرورت تقدیر فعل و تخصیص مفعول و عدم صحت تبعیض
مفعول مقتضی اخراج مدخول از مفعولیۃ و مفعول غیرش بضرورت است پس مفعول مقتضی
بدلالۃ قرینۃ اللہ سبحانہ است وصلۂ با مفید معنی سبب ایقاع فعل بواسطۂ مدخول کہ شامل
است مر مفعولیۃ را نہ فاعلیۃ را سن تنبیہ است ازینکہ در بعضی مدخولش شامل
فاعلیۃ ہم تواند شد چنانکہ کتبتُ بالقلم ہم نسبتہ بمفعول مقتضی است سن
برین تقدیر نظم شریف ولیطوفوا اللہ بالبیت العتیق خواہد شد

ترجمہ یہ بار تقدیر فعل اور بار تخصیص مفعول کو ہرگز نہیں چاہتا ہے کیونکہ اسکے متعدی و مخصص اصلی
ہونیکے سبب بار تقدیر و تخصیص سے بے نیاز ہے۔ پس یطوفون علیہم میں صلہ حرف علیٰ کا اور
لیطوفوا بالبیت العتیق میں صلہ حرف با کا معنی متفاوت رکھتا ہے۔ کیونکہ صلہ حرف علیٰ کا جسپر
داخل ہوتا ہے جبکہ اس مدخول کا مفعول ہونا صحیح ہو تو وہ اپنا غیر مفعول نہیں چاہتا ہے۔ اور صلہ حرف با کا
جبکہ فعل کے متعدی کرنے اور مفعول کے خاص کرنیکی اسکو ضرورت نہو۔ اور نہ اسکو صحت تبعیض مفعول کی
ضرورت واقع ہو تو وہ اپنے مدخول کو مفعولیت سے خارج کرنے کا اور اپنے غیر مفعول کا بالضرور تقاضا کرتا
ہے۔ یعنی جبکہ صلہ حرف با کو نہ فعل کے متعدی کرنے کی ضرورت ہے اور نہ مفعول کے خاص کرنیکی نہ اسکو
کسی بعض مفعول کے صحت کی تو وہ اپنے مدخول کا مفعول ہونے سے خارج ہونا پسند کرتا ہے اور
بضرورت اپنے غیر مفعول کی خواہش کرتا ہے۔ پس باعتبار دلالت قرینۂ حال شعائر اللہ مفعول
مقتضی یعنی وہ مفعول جس کی خواہش اور تقاضا ہے۔ وہ اللہ سبحانہ ہے۔ اور صلہ با اسی معنی
کو مفید ہے جو فعل کو مفعول کی نسبت واقع کرنے کے سبب کا بواسطۂ مدخول مقتضی ہو وہ مدخول
کہ خاص مفعولیت کو شامل ہو نہ فاعلیت کو۔ یہ تنبیہ ہے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ اس معنی میں
صلہ با کا مدخول شامل فاعلیت بھی ہو سکتا ہے جیسا کتبتُ بالقلم لکھا میں نے قلم سے۔
یعنی حرف با بواسطہ مدخول کہ جو مفعولیت کو ہی شامل ہے اپنے فعل کو جسکا یہ صلہ ہے مفعول کی
نسبت واقع کرنے کے لیے سبب کا خواستگار ہے نہ وہ مدخول جو فاعلیت کو شامل ہو جیسا کتبتُ
بالقلم کہ اس میں حرف با کا مدخول قلم ہے جو خاص فاعل متکلم ہی کو شامل ہے +

صلہ بار متعدی کا بدو مفعول
کا مقتضی غیر مفعول
بضرورت ہے اور مدخول کو
مفعولیت سے خارج کرتا ہے

[illegible]

[illegible]

ھم پس این طواف تعبدا للہ سبحانہ ماموربہ است و ہمچنین سعی ش بہ تقدیر اَنْ یَطَّوَّفَ
اللہ بِھِمَا ھم طواف صفا و مروہ تعبدًا للہ سبحانہ غیر ماموربہ از مباحات و طواف
متغایر سعی است ش کما قیل فی الدلائل الشافعیۃ انہ رُفِعَ الجناح عن الطّواف
بھما لا عن الطواف بینھما فعندنا الاول غیر واجب و اَمّا الثانی ھو
الواجبُ انتہی تفسیر کبیر و این بتقدیر اَنْ لَا یطَّوَّفَ بِھِمَا است ھم پس این کریمہ
دلالت نمیکند بر سعی میانِ صفا و مروہ لاکن این سعی رسول اللہ تعالیٰ صلعم کما ثبت
انہ علیہ السلام سعٰی لمّا دَنَا من الصّفا فی حجتہ وقال اِنّ الصَّفَا والمروۃ
من شعائر اللّٰہِ اِبْدَءُوْ بِمَا بَدَءَ اللّٰہُ بِہٖ فبدء بالصّفا فرقٰی علیہ حتّٰی رأ
البیت الحدیث امرًا من اللہ تعالیٰ باشدکما روی عن النبی صلعم انہ قال
اِنّ اللّٰہ کتب السّعی فاسعوا الحدیث

ترجمہ پس یہ طواف اللہ سبحانہ کی عبادت کے لیے ہی جسکا حکم کیا گیا ہے۔ اسی طرح موافق تقدیر مذکور کے
اس نظم شریف اَنْ یَّطَّوَّفَ اللّٰہِ بِھِمَا کی تقدیر کی بنا پر یعنی اللہ کا طواف کرنا اُن دونوں کے واسطے ہے
ہے۔ طواف صفا اور مروہ کا اللہ سبحانہ کی عبادت کے لیے غیر ماموربہ جس کا حکم نہیں کیا گیا مباحات
سے ہے۔ اور طواف متغایر ہوتا ہے سعی سے۔ جیسا کہ دلائل شافعیہ میں کہا گیا کہ گناہ اُٹھا دیے جاتے
ہیں یعنی دور ہوتے ہیں طواف سے بواسطہ اُن دونوں کے نہ طواف سے درمیان اُن دونوں کے۔ اور
ہمارے نزدیک اول غیر واجب ہے۔ اور دوسرا تو واجب ہی ہے۔ تمام ہوئی عبارت تفسیر کبیر کی +
اور یہ مضمون تقدیر اَنْ لَا یطوف اللہ بِھِمَا کی صورت میں ہے۔ پس یہ آیت کریمہ درمیان صفا و
مروہ سعی کرنے پر دلالت نہیں کرتی ہے۔ لیکن یہ سعی رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کی جواب سے ثابت ہے موافق اس حدیث کے کہ بیشک حضور علیہ السلام نے سعی فرمائی جب
قریب ہوئے صفا سے اپنے حج میں اور فرمائی یہ آیت کہ اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرِ
اللّٰہِ الخ یعنی صفا اور مروہ اللہ کے شعائر سے ہیں۔ شروع کرو تم اُس سے جس سے اللہ نے ابتدا کی
یعنی کلام الٰہی کی ابتدا لفظ صفا سے ہے۔ پھر اپنی سعی کو شروع کیا مقام صفا سے اور چڑھے
اُس پر یہاں تک کہ خانۂ کعبہ دیکھ لیا۔ آخر حدیث تک۔ پس یہ سعی آپ کی اللہ کے
حکم سے ہوگی جیسا یہ حدیث نبی صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے
فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ نے سعی کو فرض کردیا پس تم سعی کرو تا آخر حدیث

طواف متغایر ہے سعی سے بدلائل شافعیہ

سعی صفا و مروہ بنص کریمہ
نہیں ہے لیکن بنص حدیث ثابت ہے

ت پہلا فقیر کا براے امتہ بنا بر فعل حضرت ہاجرہ کما ھو المشہور **متن** الحکمۃ فی شرع ھذا السعی الحکایۃ المشہورۃ وھی انّ ھاجر ام اسمعیل ع حین ضاق بھا الامر فی عطشہا وعطش ابنہا اسمعیل علیہ السلام اغاثھما اللہ تعالی الی ان قال ثم جعل افعالھما طاعۃ لجمیع المکلفین الی یوم القیامۃ وآثارھما قدوۃ للخلائق اجمعین انتہی تفسیر کبیر۔ و از ینجا تبرک فعل و آثار صلحا درست و نیز اختیار سنتہ صلحا از تطوع اولی هم باید دانست مدخول علیہ لاجناح در حکم وجوب وغیرہ ہمچنان تواند شد کہ پیش از دخولش بود و اگر ثابت نشود حکمی از پیش مباح باشد پس دخولش تامل فیہ **شش** ازین اصل اشارت ہست باینکہ حکم طواف صفا و مروہ پیش از دخول لاجناح ثابت نیست مگر پس دخول کہ مباح باشد هم وازمن تطوع خیرا زیادت در عمل ثابت نشود بسبب عدم ثبوت حکم عمل پیش از دخول لا

جناح برائے استدلال باثبات

ترجمہ پس یہ حکم امت کی آسانی کے لیے ہے اور برکت حاصل کرنے کو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے فعل کی بنا پر جیسا کہ مشہور ہے کہ صاحب تفسیر کبیر نے اسطرح نقل کیا۔ یعنی جو کچھ حکمت اس سعی کے اجرا میں ہے وہ حکایت مشہورہ ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا ماحضرت اسمعیل علیہ السلام کی حیب انکا اپنے اور اپنے صاحبزادہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کی پیاس سے حال تنگ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی فریادرسی کی۔ یہانتک کہ کہا۔ پھر ان دونوں کے افعال تمام مکلفین کے واسطے قیامت تک طاعت بنا دیئے گئے۔ اور ان کے آثار مخلوق کے لیے پیشوا ہو گئے۔ انتہی۔ اور یہیں سے صلحا یعنی نیکوں کے فعل و آثار سے برکت لینا روا ہے۔ اور نیکوں کی سنت کا اختیار کرنا بھی شوق و تطوع کی راہ سے بہ نسبت نوافل اولی ہے۔ سمجھنا چاہیے کہ لاجناح کا مدخول علیہ یعنی جسپر لاجناح کا لفظ داخل ہو کر گناہ کی قید سے اسکو تخفیف ہوئی ہے حکم واجب وغیر واجب ہونیں ویسا ہی اسکو ہونا چاہیے جو قبل دخول اس قید کے اسپر حکم تھا۔ اور اگر کوئی حکم پہلے سے ثابت نہ ہوگا تو اسکے دخول کے بعد مباح رہے گا اسمیں تامل و غور کرو۔ اس قاعدہ سے اثبات کا اشارہ کہ حکم طواف صفا و مروہ کا لاجناح داخل ہونے سے پہلے ثابت نہیں ہے مگر بعد لاجناح داخل ہونیکے لہذا یہ طواف مباح ہوگا۔ اور کریمہ مذکورہ کے فقرہ من تطوع خیرا سے یعنی جس نے شوق سے کچھ نیکی کی۔ زیادت عمل میں ثابت نہیں ہوتی ہے بسبب عدم ثبوت عمل کے لاجناح اسپر داخل ہونے سے پہلے۔ کیونکہ جبتک لاجناح کی قید عمل پر عائد نہ ہوگی عمل جبتک ثابت نہ ہوگا پس زیادت عمل میں کیسے ثابت ہوگی جبکہ حکم عمل اسپر صادق نہ ہو۔

فعل و آثار صلحا سے تبرک جائز ہے اور اختیار انکی سنت کا تطوع سے اولیٰ ہے

سعی باین کریمہ بنا بر فعل و قول رسول اللہ تعالیٰ صلعم باشد چہ بنا فتہ شد طواف گر سعی بجایش و اگر باء تبعیض گرفتہ شود سعی دربہما بصحۃ مفعولیتش ہم طواف ہم بشمول سعی مودی تواند شد واللہ تعالیٰ اعلم باید دانست شعائر مراد است از چیزیکہ آگہی دہد از مقصود کما قال سبحانہ والبُدْنَ جعلناها لکم من شعائر اللہ الآیہ پس انبیاء اللہ تعالیٰ و اولیاءہ تعالیٰ خیر الشعائر اند لما قال صلعم اِذَا رُؤُا ذُکِرَ اللہ الحدیث وقال سبحانہ مَن یُعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب الآیہ وقال سبحانہ من یعظم حرمات اللہ فھو خیر لہ عند ربہ الآیۃ + پس تعظیم شان علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام خیر التقوی و خیر است پس تعظیم شعائر غیر اللہ تعالیٰ روا ست چنانچہ تعظیم تابوت سکینہ کہ می برد بتعظیم اللہ سبحانہ بہ نیت ثانی

ترجمہ اور سعی کے ثابت کرنے میں اس آیۃ کریمہ سے دلیل اختیار کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کی بنا پر ہوتا ہے کیونکہ آپ کے قول و فعل سے طواف بنایا گیا مگر بجائے طواف سعی کا اثبات ہوا۔ لہذا سعی کا ثبوت اس آیۃ کریمہ سے حضور صلعم کے قول و فعل کی بنا پر ہوا کہ آپ نے بجائے طواف سعی فرمائی نہ اصل آیت سے کیونکہ بجز طواف اسمیں لفظ سعی مذکور نہیں۔ اور اگر بہما میں اسکے مفعول ہونیکی صحت پر حرف با تبعیض کا مانا جاوے تو طواف بھی بشمول سعی میں ادا کیا جا سکتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم + معلوم ہو کہ شعائر مراد اُن چیزوں سے ہے جو مقصود کی آگہی یا اطلاع دیتے ہیں چنانچہ فرمایا حق سبحانہ نے وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللہِ الآیہ یعنی اور مکہ کی قربانی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں میں بنا دیا۔ پس انبیاء اللہ تعالیٰ اور اولیاء اللہ تعالیٰ خیر الشعائر یعنی بہتر و عمدہ نشانیاں ہیں۔ کیونکہ فرمایا حضور صلعم نے یعنی جب وہ دیکھے جاویں یا نظر آویں خدا یاد آجاوے تا آخر حدیث۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے مَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللہِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ الآیہ یعنی جو کوئی اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے تو یہ تعظیم شعائر تقوی القلوب سے ہے یعنی دلوں کی پرہیزگاری میں ہے یا یہ کہ پرہیزگار دل کہ متقی لوگ ہیں شعائر اللہ میں یعنی داخل بیان شعائر اللہ ہیں۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے مَنْ يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللہِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ عِندَ رَبِّهِ الآیہ یعنی جو کوئی خدا کی محترم اور حرمت دی ہوئی چیزوں کی تعظیم کریگا تو وہ اسکے لیے اسکے رب کے نزدیک اچھی چیز ہے یا وہ اسکے واسطے بھلائی ہے اسکے رب کے نزدیک + پس انبیاء اللہ تعالیٰ اور اولیاء اللہ تعالیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کہ محترم اور حرمات خدا اور خیر الشعائر ہیں خیر التقوی اور خیر ہے یعنی اچھی پرہیزگاری اور بھلائی ہے۔ پس جو شعائر غیر خدا کے ہیں انکی تعظیم غیر خدا تعالیٰ کے واسطے ہے جیسا تعظیم تابوت سکینہ کہ نیت کرنیوالیکی نیت سے خدا سبحانہ کی تعظیم کو پہنچا دیتی ہے یہ نیت کرنیوالے کی نیت پر ہے +

مطلب بیان شعائر

بیان شعائر و سعی شعائر

انبیاء اولیاء خیر الشعائر ہیں

تعظیم شعائر متقی لوگونکا کام ہے +

تعظیم انبیاء و اولیاء اللہ بہتر ہے جو حرمات خدا و خیر الشعائر ہیں

تعظیم غیر خدا اور اسکے شعائر کی شرک نہیں ہے بلکہ اسکا اثر ثانی کی نیت پر ہے جیسے تعظیم تابوت سکینہ کہ موصل تعظیم خدا کو ہے

ورنہ **سخن** اے اگر نباشد تعظیم غیراللہ تعالی بہ نیت تعظیم اللہ تعالی هم تعظیم غیراللہ تعالی غیر تعظیم مخصوص اللہ تعالی شرک نتواند شد باید دانست کہ بیت عتیق مطوف است بآنکہ از شعائر اللہ تعالی است بنور تجلی ربوبیۃ اللہ تعالی کہ دراوست و صفا ومروہ مطوف است بآنکہ از شعائر اللہ تعالی است بقدوم حضرت ہاجرہ رض کہ بر و بود و ظاہر است کہ شعائر اللہ تعالی غیر اللہ تعالی ہستند پس طواف غیر اللہ تعالی تعظیما برای تعظیم اللہ تعالی از عبادت اللہ تعالی است مامور بہ باشد ہمچو طواف بیت عتیق یا غیر مامور ہمچو طواف صفا ومروہ از آنجا کہ جسد انبیاء اللہ تعالی وبعض اولیاء اللہ تعالی علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کہ محل قلب محل نور تجلی ربوبیۃ اللہ تعالی است اشرف از صفا ومروہ است طوافش ہمچو طواف بیت عتیق است اجرا و طواف قبر شان کہ محل جسد شان است ہمچو طواف صفا ومروہ تطوعا خیرا +

ترجمہ ورنہ تعظیم غیر خدا کی جبکہ خدا کی تعظیم کی نیت سے نہ ہو۔ غیر خدائے تعالی کی تعظیم ایسی جو تعظیم مخصوص خدا کے غیر ہو شرک نہ ہونی چاہیے۔ معلوم ہو کہ آیت کریمہ مرقومہ میں بیت عتیق مطوف ہے یعنی طواف کیا جاتا ہے اس سبب سے کہ نور تجلی ربوبیت خدائے تعالی کے سبب جو اس میں ہے شعائر خدا میں شامل ہے یعنی بیت عتیق چونکہ اسمیں خدائے تعالی کی ربوبیت کا نور تجلی ہے اس سبب سے خدا کے شعائر میں داخل ہو کر طواف کیا جاتا ہے لہذا بیت عتیق مطوف ٹھہرا۔ اور صفا اور مروہ مطوف ہیں اس سبب سے کہ خدائے تعالی کے شعائر میں سے ہے اسلیے کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے قدوم اسپر تھے یعنی صفا ومروہ کا شعائر اللہ میں سے ہونا ببرکت قدوم حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے ہے جو اسپر تھے لہذا انکا مطوف ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ شعائر خدا تعالی جو کچھ ہیں وہ غیر خدائے تعالی ہیں۔ پس غیر خدائے تعالی کا طواف تعظیم کے طور پر خدائے تعالی کی تعظیم کی غرض سے خدائے تعالی کی عبادت میں داخل ہے وہ یا مامور بہ ہوگا جسکے کرنیکا حکم ہے جیسے طواف بیت عتیق یا غیر مامور بہ ہوگا جسکے کرنیکا حکم نہیں ہے جیسے صفا ومروہ کا طواف۔ چونکہ جسم شریف انبیاء خدا اور بعض اولیاء اللہ تعالی علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کا کہ محل قلب ہے اور قلب محل ہے نور تجلی ربوبیت خدا تعالی کا پس صفا اور مروہ سے اشرف ہے لہذا طواف جسد شریف مثل طواف بیت عتیق کے اجر میں ہے تاہم انکا طواف قبر شریف جو انکا محل جسد ہے مثل طواف صفا ومروہ کے ہے تطوع خیر میں کہ حصول خیر کی غرض سے از راہ شوق ہو مانند بیت عتیق کے اجر میں +

بیت عتیق مطوف ہے بسبب محل نور تجلی ربوبیت اور صفا ومروہ برکت قدوم حضرت ہاجرہ سے مطوف ہوا اور دونوں شعائر اللہ ہیں

جسم شریف انبیاء و بعض اولیاء اللہ اشرف صفا و مروہ سے ہے کیونکہ محل قلب ہے اور قلب محل نور تجلی ربوبیت

اصل بایدؔ دانست ثبوت شی ءبشی ءلزوم نفی ما ورایش نکند تا نفی صریحش نباشد ورنہ قیاس کہ از اصول اربعہ اہل سنت وجماعت مجمع علیہ است باطل باشد ھق و آن باطل نتواند شد باجماع ھم پس اگر نہی صریح واجب التسلیم برین مدعا آوردہ شود ازان گزیر نیست ورنہ قیاس اجواز انچنین طواف بر مشروعیۃ طواف بیت عتیق است چنانکہ جواز بوسہ ہر معظم از مشروعیۃ بوسہ حجر اسود است ھق کما فی الدر المنظم فی ذکر کیفیۃ زیارت القبور الخ قال الحافظ ابن حجر استنبط بعضھم من مشروعیۃ تقبیل الحجر الاسود جواز تقبیل کل من یستحق التعظیم من ادمی وغیرہ ھ و ازینجا است کہ بعض فقہا این طواف را در آداب زیارت قبور نہادہ اند چنانکہ در فتاوی مجمع البرکات نقلاً از مطالب المؤمنین آوردہ است ویقوم عند وجہ المیت ویضع یدہ الیمنی علی تربتہ ویقول اللھم اغفر لہ فانہ قد افتقر الیک و ان کان قبر عبد صالح ویمکنہ ان یطوف حولہ فعل ذلک ثلث مرات فقط انتہی

ترجمہ **قاعدہ** معلوم ہو کہ ایک شے کا ایک شے سے ثابت ہونا اسکے ماورا کی یعنی جو اسکے سوا ہیں نفی نہیں کرتا ہے جب تک صاف طور پر اسکی نفی نہ ہوچکی ہو۔ ورنہ قیاس کہ اہل سنۃ وجماعۃ کے اصول اربعہ میں سے ہے اور سب کا اسپر اجماع ہے باطل ہو جائیگا۔ حالانکہ قیاس بسبب اجماع باطل نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر ممانعت صریحہ جس کا ماننا واجب ہے اس مدعا پر لائی جائے تو اُس سے چارہ نہ ہوگا ورنہ ایسے طواف کے جائز ہونیکا قیاس بیت عتیق کے طواف کی مشروعیت پر ہے جیسا ہر معظم کے بوسہ کا جائز ہونا حجر اسود کا بوسہ مشروع ہونیکے قیاس پر ہے۔ چنانچہ کتاب دُرِ منظم کی کیفیت زیارت قبور الخ کے بیان میں مذکور ہے۔ کہا ہے حافظ ابن حجر نے کہ بعض علماء نے ہر ایک آدمی اور غیر آدمی کے بوسہ کا جواز جو مستحق تعظیم ہے حجر اسود کا بوسہ مشروع ہونے سے لیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بعض فقہا نے اس طواف کو زیارت قبور کے آداب میں رکھا ہے جیسا فتاوی مجمع البرکات میں مطالب المؤمنین سے نقل کرکے بیان کیا ہے یعنی اور میت کے چہرہ کے پاس کھڑا ہووے اور اپنا دہنا ہاتھ اسکی تربت پر رکھے اور کہے۔ اے میرے اللہ اسکو بخش دے کیونکہ وہ یقینی اب تیری طرف محتاج ہوگیا۔ اور اگر بندۂ نیک بخت کی قبر ہو اور اسکو اسکے گرد طواف کرنا ممکن ہے یہ تین بار کرے بس ہوگیا +

[illegible]

[illegible]

بیان جواز طواف قبر مومن صالح اللہ اولویت مومن صالح حاکی +

ازینجا است کہ طواف برائے احیاء صالحین اولیٰ بود پس فی الدر المنظم

فی ذکر کیفیۃ زیارۃ القبور الخ وبین الافراط والتفریط امور
مشتبہات تعارضت فیہا الادلۃ واختلفت فیہا الاقوال کالطواف
حول القبر الشریف وتقبیل عتبتہ العلیۃ ووضع الخد علیہ ومس
جدرانہ والتمرغ علی اعتابہ ونحوہا فالمشددون من العلماء
حرموہا وکرہوہا سدا لباب الذرائع لئلا تفضی الی المحرمات
والمخففون منہم اباحوہا او استحبوہا تبرکا بجناب المعظم
انتہی النقل الی اخر ما فیہ فی البحث ثم اللہم صل وسلم علی
محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما
تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا
وترحمنا بہ

ترجمہ یہیں سے ظاہر ہے کہ زندہ نیک بختوں کے لیے طواف اولیٰ ہوگا۔ اور درمنظم میں کیفیت زیارت قبور الخ کے بیان میں لکھا ہوا ہے۔ یعنی اور افراط اور تفریط میں بہت امور مشتبہ ہیں جس میں دلیلیں متعارض ہیں اور باہم پیش آتی ہیں اور اقوال اس میں مختلف ہیں جیسے طواف قبر شریف کے گرد۔ اور آپ کے آستانہ عالی کا چومنا اور اس پر رخسارہ رکھنا یا ملنا۔ اور آپ کی دیواروں کا مس کرنا۔ اور آپ کی چوکھٹ یا آستانہ پر لوٹنا اور ایسے اور امور۔ پس جو سخت علما ہیں انھوں نے تو اسکو حرام کیا اور مکروہ بتلایا تاکہ ان ذرائع کا سدباب ہوجائے جو محرمات کو پہنچاتے ہیں۔ اور جو نرم علما ہیں انھوں نے اسکو مباح کیا اور مستحب ٹھہرایا ہے برکت حاصل کرنے کی بنا پر آپ کی جناب معظم سے۔ بس تمام ہوا۔ اب اس بحث کی بابت جو کچھ اس کتاب یعنی درمنظم کے آخر میں ہے تو خود دیکھ لے۔ اللہم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

بیان اختلاف علماء از متشددون ومحققون کا تحریم وکراہت میں اور اباحت واستحباب میں طواف قبر شریف۔ و تقبیل آستانہ علیہ۔ اور اس پر رخسارہ ملنا۔ دیوار کا مس کرنا۔ آستانہ پر لوٹنا وغیرہ اور حکم تحریم وکراہت بغرض احتیاط سدباب حرمت وکراہت ہے

۲۳

ذکر کیفیت جواز انتساب لغیرہ تعالیٰ لوجہہ تعالیٰ و فضل تخصیص موہوب بہ و موہوب لہ و تخصیص زمانی و اصابت نفع عمل لغیر عامل یا دیگر منافع

ذکر کیفیت جواز انتساب لغیرہ تعالیٰ لوجہہ تعالیٰ و فضل تخصیص موہوب بہ و موہوب لہ و تخصیص زمانی و اصابت نفع عمل لغیر عامل یا دیگر منافع +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین - انتساب لغیرہ تعالیٰ لوجہہ تعالیٰ و تخصیص منتسب بہ جائز است برین نیت کہ این حیوان یا غیر حیوان برای فلان است انتسابًا یا نذرًا یا این نماز و روزہ برای فلان است

۲۴

ترجمہ

ذکر بیان جواز انتساب کا غیر خدا کے لیے لوجہ اللہ اور فضیلت تخصیص موہوب بہ اور موہوب لہ کی اور تخصیص وقت کی اور نفع عمل غیر عامل کو پہنچانا مع اور فائدوں کے +

بیان اس بات کا کہ جائز ہے خدا کی وجہ میں غیر خدا کے واسطے کسی چیز کا منسوب کرنا اور موہوب بہ کی یعنی جو بخشش کریں یا بخشیں اور موہوب لہ کی یعنی جسکو وہ بخشیں تخصیص کی فضیلت اور وقت کی تخصیص اور غیر عامل کو عمل کا نفع پہنچانا مع دیگر فوائد کے +

مطلب یہ کہ نذر و نیاز یعنی کسی چیز کا کسی کے واسطے لوجہ اللہ نسبت کرنا جائز ہے - اور یہ کہ نذر و نیاز خاص چیز کی کرنا اور وہ خاص شخص کو دینا - اور اسکے خاص وقت میں کرنا بھی جائز ہے - اور اس قسم کی نذر و نیاز کی فضیلت بھی ثابت ہے - اور اسی طرح کوئی عمل کر کے کسی غیر کو کہ وہ اسکا عامل نہ ہو نفع پہنچانا اور بخشنا بھی جائز ہے - اور سوا اس کے اور بھی کئی فائدے اسکے اسی کے متعلق ہیں کہ تحت میں ذکور ہیں +

بیان جواز انتساب کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ محمد و نستشفعہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین لوجہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کا غیر خدا کے واسطے نسبت کرنا - اور منتسب بہ کو بھی یعنی جو چیز نسبت کی - اس طرح نیت کر کے خاص کرنا کہ یہ حیوان یا غیر حیوان یعنی کھانا کپڑا وغیرہ کوئی چیز ہو فلاں کی نذر کا ہے یا فلاں کے واسطے

انتساباً ہمچنیں گفتن پس در صورت نبودن ہیچ انتساب و نذر مختص باللہ سبحانہ شرک نیست و نہ منتسب بہ و منذور بہ حرام بقول سعد بن عبادہؓ فانہ قال یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماء فحفر بئراً وقال ہذہ لام سعد رواہ ابوداؤد والنسائی رح فی المشکوٰۃ ازینجاست کہ آب ہم با چیزے داشتن بہتر است وروی الطبرانی والدارقطنی ان رجلاً سال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال کان لی ابوان ابرہما حال حیاتہما فکیف لی ببرہما بعد موتہما فقال لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان من البر ان تصلی لہما مع صلوٰتک وان تصوم لہما مع صومک الحدیث فای الصدقۃ افضل قال الماء مفید فضل مطلق است وان تصلی لہما وان تصوم لہما مفید فضل تخصیص منتسب بہ بحسب حال منتسب الیہ است

ترجمہ منسوب ہی یا یہ نماز و روزہ فلاں کیواسطے منسوب ہے اور اسی قسم کا اور کہنا جائز ہی۔ پس یہ نذر اور نسبت چونکہ اس نذر و نسبت کی جیسی نہیں ہوتی جو مختص اللہ سبحانہ کی ہوتی ہی لہذا اس صورت میں شرک نہیں ہی۔ اور نہ منتسب بہ اور منذور بہ یعنی جو چیز نسبت پائی اور نذر کیگئی حرام ہی۔ بنا بر قول حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ کہا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ای اللہ کے رسول سعد کی ما بیشک مرگئی پس کونسا صدقہ افضل ہے۔ فرمایا آپ نے پانی۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھدوا اور کہا یہ سعد کی ما کیواسطے ہی۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہی جو مشکوٰۃ میں ہی۔ اور یہیں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نیاز کی چیز کے ساتھ پانی رکھنا بھی اسی کی فضیلت کے بہتر ہی۔ اور طبرانی اور دارقطنی نے روایت کیا ہے کہ تحقیق ایک مرد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا پس کہا میرے ماں باپ تھے کہ انکی زندگی میں دونوں کے ساتھ نیکی کیا کرتا تھا انکی موت کے بعد میں اُن دونوں کے ساتھ نیکی کیونکر ہی یعنی میں انکے ساتھ نیکی کیونکر کروں۔ تو فرمایا اسکو حضور نے آپ پر صلوٰۃ و سلام ہو جیسے کہ اب نیکی انکے ساتھ یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ان دونوں کیلئے بھی نماز پڑھے اور اپنے روزہ کے ساتھ اُن دونوں کیواسطے بھی روزہ رکھے۔ آخر تک حدیث کے۔ پس حدیث اول کے الفاظ فای الصدقۃ افضل قال الماء یعنی کونسا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی۔ پانی کی مطلق فضیلت کو مفید ہیں۔ کیونکہ انسے پانی کی فضیلت بلا قید مطلق ثابت ہوئی لہذا ہر قسم کی نیاز کے ساتھ پانی کا رکھنا بہتر ہوگا۔ اسلیے کہ سب صدقات و ہدیہ میں فرمان رسول کریم سے اسکی افضلیت حاصل ہی پس ہر قسم کے صدقات کے ساتھ افضل شے کا ہونا اولیٰ ہوگا۔ اور دوسری حدیث کے الفاظ ان تصلی لہما و ان تصوم لہما سے یعنی ان دونوں کے واسطے تیرا نماز پڑھنا اور تیرا دونوں کیلیے روزہ رکھنا منتسب الیہ کے حال کے موافق منتسب بہ کے خاص کرنیکی فضیلت کا فائدہ حاصل ہے۔ مطلب یہ کہ دوسری حدیث کے الفاظ مذکورہ سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جو چیز جس کے حال کے مناسب و مرغوب ہو ایسی شخص کے واسطے اُس چیز کا نذر و نیاز و صدقات و ہدایہ میں خاص کرنا فضیلت رکھتا ہے ۞

پانی کے ساتھ نماز روزہ کی فضیلت

نماز روزہ کا ثواب مردوں کو بخشنا

واین نیت وکلام در انتساب لغیر الله تعالی که غیر انتساب مختص باﷲ تعالی است بر
محاوره است باختصار مستعمل کلام بنا بر شهرت نسبت مختص باﷲ تعالی و اظهار نسبة مجهوله
لغیر الله تعالی بهجو انتساب فی قوله تعالی من عمل صالحاً فلنفسه ٭ و برای که انتساب
نذر بغیر الله تعالی بر مقصدی لابد سنه مشروع ومروج است قال الله تعالی یا ایها الذین
آمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجویکم صدقة ذلک خیر لکم
واطهر فان لم تجدوا فان الله غفور رحیم الآیه وقال سبحانه خذ
من اموالهم صدقة الآیه اینجا صدقه بمعنی هدیه خاص از بهر تعظیم وتکریم رسول الله
تعالی است صلعم چه غیر آن برای حضرت نبی معظم ومکرم صلعم ممنوع است لعظمته صلعم

ترجمہ اور اس طرح نیت وکلام کرکے غیر خدا کی طرف اُسکو نسبت کرنا جو بغیر نسبت کے خدا کے ساتھ خاص
ہو جاتا ہے محاورہ کلام ہے کہ اسطرح کے استعمال سے کلام مختصر ہو جاتا ہے کیونکہ خدا کے ساتھ جو نسبت خاص ہے وہ محاورہ
کلام میں اختصار کلام کی غرض سے بسبب شہرت اظہار نہیں پاتی ہے نہ اُسکے ظاہر کرنیکی ضرورت ہوتی ہے بخلاف نسبت
غیر خدا کے کہ وہ نسبت مجہولہ ہے اُسکے اظہار کی ضرورت ہوتی ہے جیسا خود کلام الٰہی میں کہ نہایت فصیح اور ابلغ الکلام
ہے اس قسم کی نسبت کا بخوبی اظہار ہے دیکھو قول اللہ تعالیٰ کا سورہ حٰمٓ سجدہ رکوع چھ میں مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ
یعنی جسنے عمل کیا نیک تو اُسی کے نفس کے واسطے ہے۔ حالانکہ عمل نیک وہی ہے جو اللہ کے واسطے ہو نہ اپنے نفس کے واسطے لیکن اللہ
سبحانہ کا عامل کیواسطے عمل کا تخصیص فرمانا اور اپنی نسبت خاصہ کا اظہار نفرمانا بسبب شہرت اور اختصار کلام کے ہے اور یہی کمال
فصاحت وبلاغت ہے۔ اور یہ بھی تحقیق کی بات ہے کہ حسب الحکم مضمون آیات ذیل یہ نذر ونسبت کرنا غیر خدا کے واسطے ناچار مراد خاص پر
مشروع ہوا ہے اور شرعاً جائز رکھا گیا اور رواج پایا ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ مجادلہ کے رکوع دوسرے میں یَا اَیُّهَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ذٰلِكَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ الآیہ یعنی اے ایسے لوگو کہ ایمان لائے ہو تم جب سرگوشی یا عرض حاجت ومناجات کرو تم رسول سے تو
پہلے تمہارا عرض کرنیکے صدقہ یعنی ہدیہ پیش کش کرو۔ یہی تمہارے لیے بہتر ہے اور بہت پاکیزہ طریق ہے۔ پھر اگر نہ پاؤ ایسی چیز کہ لائق ہدیہ
ہو تو بیشک اللہ غفور رحیم ہے۔ اور فرمایا حق سبحانہ نے سورہ توبہ رکوع تیرہ میں خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّیْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَیْهِمْ
اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ یعنی لیجیے یا قبول کیجیے اے حبیب انکے مال میں سے آپکے لیے بطور ہدیہ خاص کے تو جہہ اسکے اور اپنی عالی
ہمتی اور بزرگی رتبہ کے خیال سے انکی منت ہدیہ کے شرم کے سبب اعراض نہ کیجیے کیونکہ ممکن ہے کہ بعوض انکے ہدیہ کے انکو ظاہر کو آپ جیسا چاہیے خوب پاک کردو گے اور جیسا
چاہیے انکے باطن کو بھی بخوبی پاک کردو گے اور آپکا احسان انپر بڑا جیسا سر پر سایہ ہوگا اور انپر رحمت کیجیے۔ بیشک آپکی رحمت انکے لیے آرام ہے بسبب آپکی رافت اور
نزول رحمت کے ہر اضطرار سے۔ اور خیال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شنوا اور دانا ہے۔ یہاں مراد صدقہ سے خاص ہدیہ ہے بسبب تعظیم وتکریم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی کہ بوجہ عظمت وبزرگی حضور صلعم کے سوائے ہدیہ کے اور قسم کا صدقہ نبی معظم اور مکرم کے لیے ممنوع ہے ۱۲

واستدامۃ ہدیہ باستدامۃ مناجات بجناب رسول اللہ تعالی صلعم ببقای حیات و تصرف
دائمش صلعم است ش اثبات حیات و تصرف دائمی حضرت حیات النبی صلعم با فضیلت
حیات در ہمیں مکتوب از جا ہا واضح است اگر ببینی وفہمی میتوانی واللہ یہدی من یشاء
الی صراط مستقیم ھ ازینجا است کہ ہدیہ مخصوص برای معظم و مکرم تعظیماً و تکریماً اولی
است پس ہر کہ حکم کرد ایں انتساب و نذر را بشرک چنان است کہ تقدیم کرد بنفس خود در ترتب کفر
و شرک در مقابلہ ہر وجہ ثابت ش کفر در مقابلہ وجہ ثابت یعنی نصوص قرآن مجید و حدیث
شریف چنانکہ مذکور شد بوجہ الکارش و انتسابش بشرک و شرک در مقابلہ صحۃ انتساب
لغیر اللہ تعالی بر مقصدی لا بد منہ با آنکہ خود عامل او است ازینجا رد آنست گفتند کہ گفتن
اینکہ نماز و روزہ برای فلان است و ایں چیز برای فلاں شرک است ھ و نیز فضل تخصیص موہوب لہ و موہوب بہ

مطلب فضل تخصیص موہوب لہ و موہوب بہ

ترجمہ اور آپ کی بقائی حیات اور تصرف دائمی کے سبب ہدیہ اور عرض حاجت و مناجات کی ہمیشگی بھی اسی آیت سے
ثابت ہے۔ پس بسبب تعظیم مومن اور تعظیم ذات کے ہر مومن ہر وقت و زمانہ میں آپ کی حضور میں ہدیہ پیش کر کے یا حالت
میں بغیر ہدیہ مناجات عرض کر سکتا ہے۔ اور آپ بسبب بقائے حیات اور تصرف دائمی اس کے حاجات میں توجہ اللہ
فرما کے اسکے لیے موجب رحمت اور باعث تسکین ہو سکتے ہیں۔ حضرت حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا ثبوت مع
فضیلت حیات اور آپ کا دائمی تصرف اسی کتاب میں کئی جگہ واضح طور پر ہے اگر دیکھو گے اور سمجھو گے تو ممکن ہے واللہ
یہدی من یشاء الی صراط مستقیم یعنی اللہ ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے سیدھی راہ پر یہ آیت سورہ نور کے
رکوع چھٹے میں ہے۔ اور اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ معظم و مکرم کی تعظیم و تکریم کیلئے وہ ہدیہ جو انکے لیے خاص ہو اولی ہے۔
پھر جس نے اس نذر اور نسبت کرنے کو شرک کا حکم دیا تو ہر وجہ ثابت کے مقابلہ میں گویا اس نے اپنی ہی نفس پر کفر و شرک
کے مترتب ہونے میں یعنی ثابت کرنے میں تقدیم کی۔ اور کفر مقابلہ وجہ ثابت سے یہ مطلب ہے کہ جس نے ان آیات قرآن
مجید اور حدیث شریف کے مقابلہ میں جو نذر و انتساب کے ثبوت میں مذکور ہو چکی ہیں نذر و نسبت کرنے سے انکار کیا اور
اسکو شرک کہا تو بوجہ انکار آیات و حدیث اور ان کے احکام کو شرک کہنے کے سبب۔ کفر پہلے اسکی ذات خاص پر
مترتب و ثابت ہوگا۔ کیونکہ غیر خدا کی طرف نسبت کرنا جب مقصد خاص شرعیہ پر آیات وغیرہ مذکور ہ سے صحیح
ثابت ہوا تو اس صحت کے مقابلہ کرنے میں شرک لازمی ہوگا کہ اس سے چارہ نہیں۔ اور طرفہ یہ کہ خود بھی اسکا
عامل ہوگا سابقے جنھوں نے کہا کہ اسطرح کہنا کہ یہ نماز و روزہ فلاں کے لیے ہے اور یہ چیز فلاں کیلیے ہے شرک ہے
انکے اقوال کا رد بھی ہو گیا۔ اور موہوب لہ اور موہوب بہ کو یعنی جسکے نام بخشا اور جس چیز کو بخشا۔ خاص کرنیکی فضیلت بھی

عرض حاجت و مناجات بحضور صلعم بالدوام و تصرف و حضرت دائمی صلعم ثابت ہے

ہدیہ خاص معظم و مکرم کی تعظیم و تکریم کیلئے اولی ہے

بیان فضل تخصیص موہوب لہ و موہوب بہ کا یعنی جسکے نام دیں اور جو دیں

ازینجا است کہ ذبح میکرد صلعم گوسپند برائی اصابت ثواب بحضرت خدیجہ رضہ و بزنان احباء خدیجہ رضہ می بخشید اخرج البخاری ومسلم وترمذی عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا الی ان قالت ربما ذبح الشاۃ ثم یقطعہا اعضاءً ثم یبعثہا فی صدائق خدیجۃ الحدیث چہ دریں ورائی ثواب سرور روح حضرت خدیجہ رضہ ہم ملحوظ بود کہ در حالت حیاتِ خود ہم بایشان می بخشید و روزی نان باریک گندم از آتش سخت شدہ بر سفرہ حضرت سیّد عالم صلعم بود فرمودند برائی خدیجہ بخشند کہ او می پسندید و ایتاءِ ذی القربیٰ مقدم و مفید تر باستحقاق رحم دلیلی دیگر بر فضل تخصیص موہوب لہ است قال سبحانہ اٰتِ ذا القربیٰ حقہ والمسکین وابن السبیل الآیہ سش **تنبیہ** ازینجا ردّ آنست کہ گفتہ شد تخصیص موہوب بہ و موہوب لہ بدعت است و تعیین زمانی سنت مستحبہ است

كما في التفسير الكبير

ترجمہ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاص حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ثواب پہنچانے کو بکری ذبح فرماتے تھے اور بی بی صاحبہ کی سہیلیوں کو خاص بخشش فرمایا کرتے تھے۔ اس حدیث کو بخاری ومسلم اور ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے جسکے بعض الفاظ یہ ہیں یہانتک کہ فرمایا بی بی صدیقہ رضہ نے ربما ذبح الشاۃ ثم یقطعہا اعضاءً ثم یبعثہا فی صدائق خدیجۃ الحدیث یعنی اکثر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکری ذبح فرماتے تھے پھر جوڑ جوڑ اسکے جدا کرتے اور دے بی بی خدیجہ رضہ کی چاہنے والیوں کے لیے بھیجتے تا آخر حدیث۔ اسلیئے کہ اسمیں علاوہ خوشنودی روح حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے آپ کو اسکا بھی لحاظ رہتا کہ حضرت بی بی صاحبہ اپنی حالت حیات میں بھی انھیں بخشش کیا کرتی تھیں۔ اور ایک روز گیہوں کی باریک روٹی آگ میں خوب سکی ہوئی حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر تھی آپ نے فرمایا کہ خدیجہ کیلیے اسے بخشدیں۔ کیونکہ وہ اس قسم کی روٹی پسند کیا کرتی تھیں۔ اور ذوی القربیٰ کو دینا باعتبار انکے استحقاق رحم کے زیادہ مقدم اور مفید ہے۔ پس موہوب لہ کے خاص کرنے کی فضیلت پر یہ ایک اور دلیل ہے جیسے فرمایا حق سبحانہ نے سورہ بنی اسرائیل کے رکوع تیسرے میں اٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَ الْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ الآیہ یعنی آپ اول قرابتی کو اسکا حق دیجیے پھر مسکین کو اور مسافر کو آخر تک **تنبیہ** یہاں پر اب اس کا بھی رد ہو گیا جو کہا گیا موہوب بہ اور موہوب لہ کا خاص کرنا بدعت ہے اور تعیین زمانی یعنی نذر و نیاز اور زیارت اور ایصال ثواب مقرر وقت پر کرنا سنت مستحبہ ہے جیسا تفسیر کبیر میں ہے۔

انہ صلعم کان یاتی قبور الشہداء براس کل حول فیقول سلام علیکم بما
صبرتم فنعم عقبی الدار و الخلفاء الاربعۃ ہکذا یفعلون انتہی ازینجا ایصال
ثواب سالانہ ہم ظاہر است پس قریب را زیارت قبر اولی است و متعذر زیارت را ایصال
ثواب و حاضری سال بسال بر مقابر کہ عرس عبارت ازانست ہم ازینجا است و در مشکوۃ
شریف است از محمد بن النعمان برفع حدیث قال صلی اللہ علیہ وسلم من زار قبر
ابویہ او احدہما فی کل جمعۃ غفر لہ وکتب برا الحدیث وقال اللہ تعالی
واذکروا اللہ فی ایام معدودات الآیہ و روز سوم بخانہ اہل عزا رفتن و دعای خیر کردن
و طعام فرستادن سنت است ازانکہ حضرت رحمۃ عالم صلعم بروز سوم بخانۂ آل جعفر رضی
ابن ابی طالب تشریف فرمود و فرزندان جعفر را دلداری نمود و دعای خیر کرد مر ایشان را
و طعام فرستاد در مدارج النبوت و در کتاب فتاوی اوزجندی مؤلف ملا علی قاری روایت است

ترجمہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہیدوں کے مزارات پر ہر برس کے شروع میں تشریف لے جاتے تھے اور
اسطرح انکو مخاطب کرکے فرماتے کہ سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار یعنی تم پر سلامتی ہو جو بسبب اسکے
کہ تمنے صبر کیا اور اچھا ہوا آخر ٹھکانا۔ اور چاروں خلیفے بھی بعد آپ کے ایسا ہی کرتے رہے انتہی یعنی تمام ہوئی عبارت
تفسیر کبیر۔ یہیں سے سالانہ ثواب پہنچانا بھی ظاہر ہے۔ پس قریب کیلیے زیارت قبر کی اولی ہے۔ اور جو زیارت کو
عذر کے سبب نہ جا سکے اسکو ثواب پہنچانا۔ اور سال بسال مقابر پر حاضر ہونا کہ یہی مراد عرس سے ہے یہیں سے
ثابت ہوتا ہے۔ اور مشکوۃ شریف میں حضرت محمد بن نعمان رضی سے ایک حدیث مرفوع ہے۔ کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے جس نے اپنے والدین کی قبر کی یا دونوں میں سے ایک کی ہر جمعہ کے دن زیارت کی اسکے
گناہ بخشدیے جاوینگے اور وہ نیکو کار لکھدیا جاویگا آخر حدیث تک۔ اور فرمایا اللہ تعالی نے
واذکروا اللہ فی ایام معدودات الآیہ اور یاد کرو اللہ کو گنتی دنوں میں گنتی
کے آخر آیت تک۔ اور تیجہ کے روز اہل میت کے گھر جانا اور دعائے خیر کرنا۔ اور کھانا بھیجنا سنت
ہے۔ اسلیے کہ مدارج النبوۃ میں ہے کہ حضرت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تیجہ کے دن آل جعفر
بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لیگئے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو صاحب
زادوں کی دلداری کی اور دعائے خیر خاص انکے لیے فرمائی اور کھانا بھیجا۔ اور کتاب فتاوی اوزجندی
میں جو ملا علی قاری صاحب کی تالیف کی ہوئی روایت ہے ؛

بیان اس مسئلہ کا کہ وقت مقرر کرنا بغرض سہولت زیادہ نہ زیارت اور ثواب پہنچانے کے جائز ہیں ؛

جواز زیارت قبر و ایصال ثواب و شرکت اعراس

و اولویت قریب کیلیے

متعذر کو

تیجہ کو میت کے گھر جانا اور کھانا بھیجنا سنت ہے ؛

کان الیوم الثالث عن وفات ابراھیم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم جاء ابو ذر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم معہ لبن الناقۃ وخبز الشعیر فوضعہا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقرء النبی علیہ السلام الفاتحۃ مرۃ و سورۃ الاخلاص ثلاث مرات وقرء اللھم صل علی محمد انت لہا اھل وھو لہا اھل فرفع یدیہ ومسح وجہہ فامر بابی ذر ان یقسمہا وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثواب ھذہ الاطعمۃ لابنی ابراھیم الحدیث

سنن با اختلاف بعض الفاظ در ہدیۃ الحرمین ودریں روایت از اوز جندی بست و شش مہر از اکابر علماء حرم شریف یعنی مکہ معظمہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً وتعظیماً ثبت ہم از ینجا است کہ روز سوم و فاتحہ خواندن بطعام پیش از خوردن و رفع یدین ومسح برو وتقسیم و اطعام و ایصال ثواب از عبادت مالی و بدنی ہمہ سنت است وقال اللہ تعالیٰ وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون ہ الآیہ

مطلب تفسیر وافعلوا الخیر الخ

ترجمہ کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام صاحبزادہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تیسرا دن یعنی تیجہ تھا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اُنکے ساتھ اونٹنی کا دودھ اور جَو کی روٹی تھی پس اُسکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھدیا۔ تو نبی علیہ السلام نے سورۂ فاتحہ ایکبار۔ اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھا اور یہ درود شریف اللھم صل علی محمد انت لہا اھل وھو لہا اھل پڑھی۔ یعنی اے اللہ درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی کہ توجس کے لائق ہے اور وہ جس کے لائق ہے۔ پھر آپ نے اپنے دونو ہاتھ اُٹھائے اور اپنے منہ پر پھیرے اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ اسکو تقسیم کردے۔ اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کھانے کا ثواب میرے بیٹے ابراھیم کے لیے ہے تا آخر حدیث۔ اور یہی حدیث ہدیۃ الحرمین میں بعض الفاظ کے اختلاف کے ساتھ مذکور ہے۔ اور اسی روایت اوزجندی پر (حضرت مصنف کتاب ہذا فرماتے ہیں) کہ چھبیس مہریں بڑے بڑے علمائے حرم شریف یعنی مکہ معظمہ کی اللہ تعالیٰ اُسکی شرافت اور عظمت کو زیادہ کرے۔ شمار کی ہیں۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ تیجہ کرنا اور کھلانے سے پہلے کھانے پر فاتحہ دینا۔ اور دونو ہاتھ اُٹھانا۔ اور اُن کا منہ پر پھیرنا۔ اور کھانے کا تقسیم کرنا۔ اور کھلانا۔ اور ہر قسم کی عبادت مالی وبدنی کا ثواب پہنچانا سب سنت ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ حج رکوع دہم میں وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون الآیہ یعنی اور خیر کرو شاید تمکو فلاح ملے

مطلب تفسیر وافعلوا الخیر الخ

بعموم زمان و مخیر و مخیر لہ و خیر و فلاح مخیر و مخیر لہ حق باید دانست کہ عموم خیر شامل است
عبادت مالی و بدنی و روحی را و عموم مفعول شامل است نفس خود و غیر خود را از احیاء و اموات
چرا اصابت خیر بہر دو ثابت ہم پس تعیین روز دہم و بستم و غیرہ برای خیر کہ شامل عموم است
حسن است و اخرج انس بن مالک رض قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللیلۃ الاولی
عسیرۃ علی المیۃ فتصدقوا لہ وینبغی ان یواظب علی الصدقۃ للمیت سبعۃ ایام
وقیل اربعین فان المیت یتشوق الی بیتہ الحدیث باید دانست تصدقوا عام است
از روی مخاطب و صدقہ و متصدق لہ و زمان بدلالۃ عموم میت و اربعین اولی است از
و زیادت برین ممنوع نیست کہ از تطوع است

ترجمہ اس آیت شریف سے عموم زمان اور عموم مخیر و مخیر لہ اور عموم خیر و فلاح مخیر و مخیر لہ یعنی جو کچھ خیرات کریں اور جس کے لیے خیرات کریں اور خیرات کرنیوالے کا عام ہونا ہر وقت میں ثابت ہے - اور معلوم ہوا کہ عموم خیر عبادت مالی و بدنی اور روحی کو شامل ہے . اور مفعول کا عموم شامل ہے اپنے نفس کو اور اپنے غیر کو خواہ زندے ہوں یا خواہ مُردے کیونکہ خیر کا پہنچانا دونوں کے واسطے ثابت ہے - مطلب یہ کہ اس آیت شریف میں خیر کیلیے قید نہ ہونے سے بسبب عام ہونے وقت کے ہر وقت و زمانہ میں خیرات کرنا درست ہوا - اسی طرح جو چیز خیرات کی جاوے اور خیرات کرنے والا جسکے لیے خیرات کی جاوے انکی بھی بغیر قید بالعموم ثابت ہونے سے یہ بھی سب عام ہوئی لہذا ہر قسم کی خیرات خواہ وہ مالی ہو یا جسم سے یا روح سے ہر شخص کیواسطے خواہ کوئی ہو آپ ہو یا غیر زندہ ہو یا موتی ہر وقت میں سبکو شامل ہے کیونکہ عموم زمان و مخیر و مخیر لہ اور عموم خیر و فلاح اس آیت کی نص سے ظاہر ہے - اور اس خیر کے ثمرہ اسد فلاح میں [?] یہی عموم موجود ہے پس میت کیواسطے دسویں بیسویں وغیرہ کی تعیین یعنی ان تاریخوں کو مقرر کرکے انمیں خیر کرنا بسبب اسکے اسی عموم میں داخل بھی شامل ہیں حسن ہے اور اچھا فعل ہے اور حدیث کے موافق ہے جیسا حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی رات میت پر سخت دشوار ہے پس اسکے لیے صدقہ دو اور لائق ہے کہ میت کے لیے صدقہ کی مواظبت کرو یعنی صدقہ برابر جاری رکھو سات دن اور کہا گیا چالیس دن کیونکہ اپنے گھر کیطرف مشتاق ہوتی ہے تا آخر حدیث - معلوم ہوا کہ اس حدیث شریف میں لفظ تصدقوا یعنی صدقہ دو عام ہے اس راہ سے کہ مخاطب عام ہے کیونکہ مفعول اول اسکا بوجہ توسع ذکر نہیں ہوا - اور مفعول ثانی یعنی جسکے [?] سب صدقہ اور جسکے لیے صدقہ دیں اور اسکا وقت بھی عام ہے کیونکہ فعل تصدقوا کہ متعدی بمفاعیل ہے انکا ذکر نہ ہونا ہر ایک کے عموم پر دلیل ہے - پس معلوم ہوا کہ ہر شخص کو ہر میت کے لیے ہر قسم کا صدقہ ہر وقت دینا درست ہے - اور نسبت سات کے چالیس دن تک صدقہ جاری رکھنا اولی ہے - اور اس سے زیادہ کرنا ممنوع نہیں ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا تطوع ہے یعنی شوق عبادت [?]

ہر قسم کی خیرات ہر وقت کرنا درست ہے

دسواں بیسواں چہلم وغیرہ اچھا فعل ہے

ش یعنی بینی کہ زیادت عبادت نافلہ بر فرض و واجب از تطوع است وقال سبحانہ فمن تطوع خیرا فھو خیر لہ **ھ** ازینجا است کہ چہل روز متصل تصدق کردہ باشد از ہرچہ تواند **ش** از عبادت مالی وبدنی وروحی ہمانا کہ موافق کریمہ وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون است **ھ** ومواظبت ترک روزی از اربعین نخواہد پس بروز سوم ودہم وبستم وچہلم بازیادت صدقہ نیز کہ درضمن اربعین است وششماہی وسالانہ نیز کہ درضمن عموم تصدق است ونیست درینہا مگر زیادت صدقہ ثواب کہ مراد است وزیادت ممنوع نیست کہ در معنی تطوع خیر است ودرین تبیین حکمتی است کہ بمقتضای من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا چلہ دیگر حاصل میشود ونیز حکمتی دیگر ہم باشد واللہ تعالی اعلم **ش** در ریاض المقاصد است کہ در جامع الفقہ از مجموع الروایات است اما اگر کسی از ملک خود طعام مسکین وخلق رامی خوراند بی شبہ حلال است زیرا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بروح حمزہ رضی اللہ عنہ سوم روز ودہم روز وبستم روز وچہلم روز وششماہی وسالانہ طعام دادہ وصحابہ نیز

ترجمہ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ سوائے فرض اور واجب کے نفل عبادت کی زیادتی تطوع میں شامل ہے کیونکہ فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ بقرکے تیئسویں رکوع میں فمن تطوع خیرا فھو خیر لہ یعنی پھر جو شوق سے نیکی کرے تو وہ نیکی اسکے لیے بہتر ہے۔ پھر شوق خیر کا زیادتی کے ساتھ اولی ہوگا خیر کے کم ہونے سے کہ انہیں کرنیوالیکا نفع ہے لہذا صدقہ چالیس دن کا بہ نسبت سات دن کے بہتر اور اولی ہوگا۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ برابر چالیس روز تک مالی وبدنی وروحی عبادتیں جس چیز سے ہوسکے میت کے لیے تصدق اور خیرات کرتا رہے کہ بعینہ یہ آیت کریمہ وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون کے حکم کے موافق ہے۔ اور لگاتار چالیس میں سے ایکدن بھی ترک نہ کرے۔ پس تیجہ اور دسواں وبیسواں وچہلم بھی اسی چالیس دن کے ضمن میں ہیں کہ انمیں اور زیادہ صدقہ ہوتا ہے۔ اور ششماہی اور سالانہ کہ یہ بھی عموم تصدق فوا کے ضمن میں آگیا پس ان سب میں بجز ثواب زیادہ ہونیکے کہ اصل مراد یہی ہے اور کیا ہے۔ اور ایسی زیادتی جس کا مطلب تطوع خیر یعنی شوق خیر ہو ممنوع نہیں۔ اور اس تعیین وتخصیص میں ایک حکمت ہے کہ موافق حکم اس آیت کریمہ کے کہ سورۂ انعام کے رکوع بیس میں ہے من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا یعنی جو ایک نیکی کی تو اسکے لیے اس جیسی دس اور ہونگی۔ ایک چلہ اور حاصل ہوجاتا ہے۔ اور سوائے اسکے اور بھی کوئی حکمت ہو واللہ تعالی اعلم بالصواب۔ اور ریاض المقاصد میں مذکور ہے کہ جامع الفقہ میں مجموع الروایات سے نقل کرکے اسطرح لکھا ہے لیکن اگر کوئی اپنی ملک سے کھانا فقیر اور مخلوق کو کھلائے بے شبہ حلال ہے کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کی روح پر تیجہ اور دسویں اور بیسویں اور چہلم کے روز اور چھ ماہی اور برسی کا کھانا دیا۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی

[illegible]

والا فیرجعون منهم باکیا حزینا ثم ینادی کل واحد منهم بصوت حزین اللهم اقنطهم من الرحمة کما اقنطوا من الدعاء والصدقة ❊ وعن ابن عباس رضی الله عنهما یقول اذا کان یوم عید او یوم جمعة او یوم عاشوراء ولیلة نصف من شعبان یاتی ارواح الاموات ویقومون علی ابواب بیوتهم فیقولون هکذا ام ۔ واز شرح امالی حدیثاً عنہ صلعم کہ ارواح مسلمان دہ سال ہر روز و دہ سال در شبہائے جمعہ و دہ سال در شبہائے عیدین می آیند و بروایتے بعد سی سال تا قیامت در شب برأت و ہر شب جمعہ می آیند وهو الصحیح و باید دانست تخصیص امری است کہ اگر گذاشتہ شود تخصیص دیگر ناگزیر است تا آنکہ عدم تخصیص ہم تخصیص است و در تحرز از تخصیص امر وافعلوا الخیر متروک مطلق شود والبتہ توقف اصابت ثواب در تخصیص و عدم اصابتش در غیرش باطل است و ہمچنین جائز است مصافحہ و معانقہ بروز جمعہ و عیدین کہ دریں زمان مروج است

ترجمہ نہیں تو ان کے پاس سے غمگین روتے ہوئے لوٹ جاتے ہیں۔ پھر ہر ایک انہیں سے غمگین آواز سے پکارتی ہے ای اللہ انکو رحمت سے نا اُمید کر جیسا انھوں نے مجھے دعاء اور صدقہ سے نا اُمید کیا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرماتے تھے جب عید کا دن یا جمعہ کا دن یا عاشورہ کا دن ہوتا ہے یا نصف شعبان کی رات یعنی شب برات ہوتی ہے تو مردوں کی روحیں آتی ہیں اور اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑی ہوتی ہیں اور کہتی ہیں ایسا ایسا یعنی جیسا اوپر کی حدیث میں بیان ہوا۔ اور جامع الروایات میں ایک اور حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جو شرح امالی سے نقل کی ہے کہ مسلمان روحیں دس برس تک ہر روز اور دس برس جمعہ کی راتوں میں اور دس برس عیدین کی راتوں میں آتی ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ تیس برس کے بعد قیامت تک شب برات میں اور ہر جمعہ کی رات میں آتی رہتی ہیں اور یہ حدیث صحیح ہے۔ اور سمجھنا چاہیے کہ تخصیص ایسی بات ہے کہ اگر چھوڑ دی جاوے تو ایک دوسری تخصیص سے چارہ نہ ہوگا یہاں تک کہ عدم تخصیص بھی تخصیص ہے۔ اور تخصیص سے بچنے میں وَافْعَلُوا الْخَيْرَ یعنی خیر کرنے کا حکم بالکل چھوٹ جاتا ہے۔ اور یہ بات کہ ثواب کا پہنچنا صرف تخصیص میں موقوف ہو اور غیر تخصیص میں ثواب نہ پہنچا سکتے ہوں البتہ باطل ہے اور ایسی ہی مصافحہ اور معانقہ یعنی ہاتھ ملانا اور گلے ملنا جمعہ اور عیدین کے دن جیسا اسوقت میں رواج ہے جائز ہے ❊

تخصیص ارواح کے آنے کی تخصیص بعض روایت میں ہے جو شرح امالی سے منقول ہیں۔ تخصیص امر مباح کا جواز، مصافحہ اور معانقہ کا جواز ❊

نہ توقف نیل ثواب بہ تخصیص جمعہ و عیدین بہ نفی جوازش بر وزِ دیگر و نیز آمدن اقربا و احبّا بخانہ اہل ماتم بنا بر ادائی حقّ العبد لازم اجتماع ناگزیر است و سبب زیادت اسباب مغفرت بکلمہ و کلام شریف و اطعام و اطعمۂ لطیفہ خصوصًا بر وز سوم کہ روز اتمام ماتم است و نفس اجتماع غیر ممنوع و لوجہہ تعالٰی عین مشروع و نفی این ثابت نتواند شد پس اجتماع موجب خیر در حقِ زندہ و مُردہ تواند شد **تنبیہ** از ینجا رد آنست کہ گفتہ شد تخصیص زمانی و اجتماع بدعت است ہم پس تخصیص تاریخ رحلت صلحا برای ایصال ثواب بایشان اولی است چہ آن روز رحمۃ در حقِ ایشان است و ہم در حقِ متعلقاتِ شان چنانکہ وقت ولادتِ سعید سعد است لنفسہ و ہم لغیرہ چہ نمیدانی کہ وقت ولادتِ باسعادت و کرامۃ و رحمۃ حضرت رحمۃ للعالمین مکرم ترین اوقات بکرامۃ کلی بوجہ سببیت وجود خیرات کلہا است و ہمچنین وقت مواصلت بحکم آنکہ فرمود صلعم

ترجمہ نہ یہ کہ اُسکا ثواب پانا جمعہ اور عیدین کی تخصیص پر موقوف ہو اور دوسرے دنوں میں اُسکے جواز کی نفی ہو یعنی اُن دنوں میں مصافحہ اور معانقہ کرنے سے ثواب نہ ملتا ہو سو ایسا نہیں ہے۔ اور قرابتیوں اور دوستوں کا پُرسا کے لیے اہل ماتم اور میت والوں کے گھر حق العبد کے ادا کرنیکی غرض سے آنا بھی ناچار لازمی جمع ہونا ہے۔ اور اس جمع ہونے سے اور بھی اسباب مغفرت کے پیدا ہو جاتے ہیں بسبب ذکر کلمہ اور کلام شریف کے اور لطیف کھانوں کے کھلانے سے خصوصًا تیجہ کے دن کہ اتمام ماتم یعنی ماتم کے ختم کرنیکا دن ہے۔ اور نفس اجتماع یعنی جس کا نام جمع ہونا ہو کوئی منع نہیں کہ اُسکو ممنوع قرار دیں بلکہ غیر ممنوع ہے جب نفس اجتماع غیر ممنوع ہے تو لوجہ اللہ یعنی خدا کی وجہ میں عین مشروع ہو یعنی بالکل موافق شرع کے کہا جائیگا۔ اور اس ثابت کی نفی نہیں ہو سکتی۔ پس اجتماع زندہ و مُردہ دونوں کے حق میں خیر کا سبب ہو سکتا ہے **تنبیہ** یہیں سے اسکا بھی رد ہو گیا جو کہا گیا کہ وقت کی تخصیص اور اجتماع بدعت ہے۔ پس صلحاء کی تاریخ رحلت کو اُن کے ایصال ثواب کے واسطے خاص کرنا اولی ہے کیونکہ وہ روز اُنکے حق میں رحمت ہے اور اُن کے متعلقات کے حق میں بھی جیسا نیکبخت کے پیدا ہونے کا دن خاص اُسکے نفس کے لیے بھی اچھا ہے اور اسکے غیر کے لیے بھی اچھا اسلیے کہ ولادت سعید سعد ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کا وقت سعادت اور کرامت اور رحمت میں کلی کرامۃ کے سبب تمام وقتوں سے مکرم ترین ہے کیونکہ وجود مبارک صلی اللہ علیہ وسلم سراسر سبب خیرات ہے اسی طرح وقت وصال شریف بھی بہمہ وجوہ خیر و بہتر ہے موافق حکم اس حدیث شریف کے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

تخصیص تاریخ رحلت صلحاء ثواب کے لیے اولی ہے اور وہ دن انکی اور انکے متعلقین کے لیے رحمت ہے

حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم ۔ و الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب
پس نسبت بخواص منفی از عموم سی اے منع عام هم یا نسبت بعوام منفی از خصوص سی
ای منع مخصوص برائے عوام هم در یں تخصیص اگر پیش آرند فهو المقبول و الا لا محذور
فی المراد ش در مجموع الروایات است اذا اراد ان یتخذ الولیمة یتجهد بادراک
یوم موته و یحتاط فی الساعة التی نقل روحه فیها لان الارواح الاموات
یاتون فی کل عام فی ذلک الموضع فی تلک الساعة ینبغی ان یطعم الطعام
و یشرب الشراب فی تلک الساعة فانه بذلک یفرح روحه و ان فیه
تاثیرا بلیغا هکذا فی خزانة الجلالی و جمع الجوامع عن جلال الدین السیوطی
و قد ذکر بعض المتاخرین من المشائخ المغرب الیوم الذی وصلوا فیه الی جناب
العزة و حظائر القدس یرجی فیه من الخیر و البرکة و الکرامة و النورانیة
اکثر و اوفر من سائر الایام

ترجمہ حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم یعنی جیسی میری حیات تمہارے لیے خیر ہے ایسی میری موت بھی تمہارے حق میں بہتر ہے
اور فرمایا الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب یعنی موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب کی طرف پہنچا دیتا ہے
پس اسی تخصیص میں خواص کی نسبت کوئی خاص منع کہ منع عام سے ہو۔ یا عوام کی نسبت کہ اسی خصوص سے کوئی منع ایسا ہو
کہ وہ عوام کے لیے مخصوص ہو اگر پیش کریں جس سے معلوم ہو کہ فلاں وجہ میں خواص کے لیے تو منع نہیں آیا بلکہ عام کے لیے منع
آیا ہے تاکہ منع عموم سے منع خاص خواص کے لیے ثابت ہو۔ یا یہ کہ عوام کے لیے تو اسی خصوص سے منع مخصوص ہے اور خواص
کے لیے نہیں ہے تاکہ خصوص سے منع مخصوص عوام کے لیے ثابت ہو۔ تو وہی مقبول ہے حالانکہ یہ ہے نہ وہ ہے بلکہ جیسا خواص کے
لیے منع تخصیص خاص نہیں عوام کے لیے بھی کوئی منع مخصوص نہیں اگر بیان کریں گے تو وہ مان لیا جائیگا نہیں تو اصل مراد کو اقبال
میں کیا اندیشہ ہے۔ جیسا مجموع الروایات میں ہے کہ۔ جب کوئی آدمی موتی کے ولیمہ مہیا کرنیکا ارادہ کرے تو اسکی موت کا دن
پانیکی کوشش کرے اور جس وقت میں اسکی روح نے نقل کی ہے اس گھڑی کے لیے احتیاط کی جاوے کیونکہ اموات کی روحیں ہر برس
اسی ساعت میں اسی جگہ آتی ہیں۔ چاہیے کہ اسی ساعت میں کھانا کھلائے اور اسی ساعت میں پانی پلائے اسلیے کہ اس سے میت کی روح
کو فرحت ہوتی ہے اور بیشک اسمیں میت کے حسب حال پوری پوری تاثیر ہوتی ہے۔ اسی طرح کتاب خزانہ جلالی میں ہے اور کتاب جمع الجوامع
میں جو حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ سے ہے۔ اور تحقیق ملک مغرب کے بعض متاخرین مشائخ سے مذکور ہے
کہ وہ دن جس میں اولیاء اللہ اور صالحین کی روحیں جناب عزت اور حظائر قدس کی طرف واصل ہوئی ہیں اور پہنچگئی ہیں اسی
خاص دن میں اور تمام دنوں سے زیادہ کثرت اور بہت ہی بہتایت سے خیر و برکت اور نورانیت کی امید کی جاتی ہے ۔

تخصیص میں عموم و خصوص کی بحث جو تکلیف مالایطاق ہے

عرس کے دن کی تعیین کا بیان

یوم وصال اولیاء اللہ و صلحاء خیر و برکت و نورانیت کثیر کا دن ہے

وھکذا فی سراج الھدایۃ لمولٰنا سید جلال الدین البخاری وفی حاشیۃ المظہری من ھدیۃ الحرمین ہم پس سفر برائے حضور مجالس اعراس حضرات اولیاء اللہ تعالیٰ بنا بر منافع زیارت قبر و تبرک تاریخ رحلت ولقاء دیگر صلحاء احسن خواہد شد بجواز عموم وقت ثابت شد پس منع وقت مخصوص مستلزم جواز وقت مخصوص است فکیف المنع - ونہی فی قولہ صلعم لا تشدوا الرحال الا الی ثلثۃ مساجد ترجمہ نہ بندید کجاوہائے شتران مگر سوئے سہ مسجد یعنی مسجد حرام ومسجد نبی صلعم ومسجد اقصیٰ مفید تاکید وتخصیص سفر دراز بہ نیل ثواب مخصوص ایں سہ باستثناء انہی از مساجد غیر ایں سہ است زیرا کہ دریں استثناء مفرغ دلالت بر قطع منوا نہ شد مگر بر متصل از نفس مستثنیٰ ا ہ

ترجمہ اور اسی طرح کتاب سراج الہدایہ میں ہے جو حضرت مولانا سید جلال الدین بخاری رحمہ اللہ کی ہے۔ اور حاشیہ مظہری میں بھی ہدیۃ الحرمین سے اسی طرح مذکور ہے۔ پس حضرات اولیاء اللہ تعالیٰ کی مجالس عرس میں حاضر ہونے کے واسطے سفر کرنا اس غرض سے کہ انکی قبر کی زیارت اور تاریخ رحلت کی برکت حاصل ہو اور وہاں اور صلحاء اور نیک بخت لوگوں کی ملاقات اور زیارت کی منافع اور فائدے حاصل ہوں بسبب جواز عموم وقت کے کہ یہ جواز ثابت ہے اچھا اور نیک فعل ہوگا کیونکہ عموم وقت کا جواز ثابت ہے اور اس جواز کا ثبوت مذکور ہو چکا ہے کہ ہر وقت امر خیر کرنا اور خیر سے فائدہ اٹھانا جائز اور درست ہے تو اس عموم وقت کا جواز ثابت ہوتے ہوئے منع وقت مخصوص مستلزم جواز وقت مخصوص ہوتا ہے یعنی جب وقت مخصوص کی ممانعت کی جائیگی بسبب جواز عموم وقت کے وہی وقت مخصوص جواز کو لازم ہوگا پس ایک ہی خاص وقت میں منع و جواز دونو مجتمع ہوں یہ اجتماع ضدین کیسے ہو سکتا ہے لہذا عموم وقت کے جواز کے ساتھ جو ثابت ہو چکا ہے منع وقت مخصوص کا کیسے ممکن ہے پس منع کیونکر ہے۔ اب ممانعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور کے اس قول میں لا تشدوا الرحال الا الی ثلثۃ مساجد یعنی نہ باندھو تم کجاوے مگر تین مسجدوں کی طرف یعنی مسجد حرام مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجد اقصیٰ۔ یہ ممانعت خاص ان تین مساجد کے سوا غیر مساجد کی طرف کو ثواب پانیکی غرض سے سفر دراز کرنیکی ہے۔ کیونکہ یہ ممانعت بطور استثناء کے تاکید وحصر کا فائدہ دیتی ہے جو استثناء کا اصلی مقصود ہے اسلیے کہ اس استثناء میں بسبب مذکور نہ ہونے مستثنیٰ منہ کے کہ مفرغ ہے یعنی ذکر سے فارغ ہے کوئی دلالت کے منقطع ہونے پر نہیں ہو سکتی تا ہر قسم کے سفر کی نہی واقع ہو بجز متصل ہونیکے نفس مستثنیٰ سے کہ موجود ہے اسلیے کہ حصر کا تحقق موجود و اثبات میں ہوتا ہے نہ معدوم میں جو ثابت سے بالکل منقطع و غیر موجود ہو پس مساجد کہ مستثنیٰ متصل و موجود ہیں انہی کا تین میں حصر ہو کر انہی تین کے سفر کی بغرض حصول ثواب تاکید اور باقی مساجد کے سفر کی ان تین کے سوا بسبب حصر نہی و ممانعت ہوئی اور یہی اتصال کی شرط ہے کہ طرفین یعنی مستثنیٰ و مستثنیٰ منہ ایک جنس کے ہوں پس معلوم ہوا کہ اس حدیث شریف میں سوائے تین مساجد مذکورہ کے اور مسجدوں کے لیے بغرض نیل ثواب سفر دراز کرنیکی ممانعت ہے نہ ہر سفر کی۔

مطلب تفسیر حدیث شریف لا تشدوا الرحال الا الخ

جواز زیارت قبور اولیاء کا وما فی عرس اس کی ادر لغت تفسیر موجب خیر و برکت

ثبوت جواز عموم مانع منع مخصوص وقت اجتماع ضدین لا حق

بیان تفسیر حدیث شریف لا تشدوا الرحال الا الی ثلثۃ مساجد

از آنجا کہ سفر بضرورت حج و زیارت نبی صلعم و تحصیل علم دین ظاہر و باطن و جہاد و زیارت استاد و مرشد طریقت و والدین گو در عالم برزخ باشند و دیگر مصالح عادیہ بتفاوت مراتب ثابت و محمود ہست کما قال سبحانہ اَلسَّآئِحُوْنَ الآیہ یعنی بعموم السیاحۃ بالخیر سن نفس تفسیر معنی سائحون (ای السائرون) و اطمینان از مشوشات اختلاف از تفسیر کبیر تواں یافت ھم پس نہی با ستثناء منقطع راست نیاید فیا ربّ مالھٰؤلاءِ القوم لا یکادون ان یفقھون حدیثا سن فی العینی من احسن محامل ھذا الحدیث بان یکون المراد منہ حکم المساجد فقط وانہ لا تشدّ الرحال الی مسجد من المساجد غیر ھذہ الثلثۃ واما قصد غیر المساجد من الرحلۃ فی طلب العلم و فی التجارۃ و زیارۃ الصالحین والمشاھد (ای القبور ۱۲) و زیارت الاخوان و نحو ذلک فلیس فی النہی انتھی من ھدیۃ الحرمین ھم و نیز ایصال نفع اعمال از فرض و واجب و سنت مالی و بدنی و دعاہی برائی غیر عامل اگرچہ از گذشتہ باشد

منقلق ایصال ۱۲

ترجمہ کیونکہ ضرورت حج اور زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تحصیل علم دین ظاہر و باطن اور جہاد اور زیارت استاد اور مرشد طریقت اور والدین اگرچہ عالم برزخ یعنی قبروں میں ہوں اور اور مصالح عادیہ یعنی ضروری کاموں کی غرض سے سفر کرنا حسب ترتیب تفاوت مراتب ثابت اور محمود ہے جیسا فرمایا حق سبحانہ نے سورۂ توبہ کے رکوع چودہ میں اَلسَّآئِحُوْنَ الآیہ اَیِ السَّآئِرُوْنَ یعنی سیاحت کرنیوالے مراد یہ کہ عام طور پر سیر و سفر کرنیوالے کہ خیر کے لیے ہوں کیونکہ یہاں سیاحت عام ہے جبکہ خیر کی وجہ میں ہو۔ اور معنی سائحون کی تفسیر اور اسکے اختلافی جھگڑوں سے اطمینان حاصل کرنا ہو تو تفسیر کبیر دیکھیے۔ پس حدیث مذکورہ میں استثناء منقطع سے نہی و ممانعت صحیح نہیں آتی فیا ربّ مالھٰؤلاءِ القوم لا یکادون ان یفقھون حدیثا یعنی پس ای میرے رب اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ حدیث سمجھنے کی بھی فہم نہیں رکھتے۔ چنانچہ شرح عینی میں اس حدیث کو بہت عمدہ معنی پر محمول کیا ہے کہ ہدیۃ الحرمین سے منقول ہے یہ کہ مراد حدیث سے فقط حکم مساجد ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اونٹوں کو کجاوے مسجدوں میں سے کسی مسجد کی طرف نہ باندھو سوائے ان تین کے۔ ولیکن مسجدوں کے علاوہ دوسرے مقاصد کیلیے کجاوے اونٹوں کے کس کر سفر کرنا طلب علم میں اور تجارت میں اور زیارت صالحین اور مشاہد یعنی زیارت قبور کے لیے اور زیارت برادران دین اور ایسے ہی اور کاموں کی غرض سے پس یہ مقاصد اس نہی میں نہیں ہیں جسکی حدیث میں ممانعت ہے۔ اور ایسے ہی نفع اعمال کا کہ فرض و واجب اور سنت و نفل مالی و بدنی کسی قسم کے ہوں اپنے غیر عامل کو پہنچانا کہ چاہے وہ گذر گیا ہو

مطلب ایصال نفع اعمال ... اموات ... ثابت ...

بیان اثبات ایصال ثواب و نفع اعمال ... بعنوان ...

یا موجود یا آیندہ می شود کما فی قولہ تعالیٰ حکایتاً عن نوح علی نبینا وعلیہ
السلام رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَن دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَ
الْمُؤْمِنَاتِ ط از مومنین و مومنات امتہ مرحومہ مراد است وامرا الی حبیبہ
محمد رسولہ صلعم مع اشتراک مع غیرہ صلعم واستغفر لذنبک و
للمؤمنین والمؤمنات ثابت است وبفعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عن جابر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال صلیت مع رسول اللہ صلعم عید الاضحی فلما
انصرف اُتی بکبش فذبحہ فقال بسم اللہ اللہ اکبر اللھم ھذا عنی
وعمن لم یضح من امتی رواہ احمد وابوداؤد والترمذی ش من امتی
عام است از گزشتہ و موجود و آیندہ کہ از امتش ہستند صلعم

ترجمہ یا موجود ہو یا ہنوز موجود نہ ہوا ہو بلکہ آیندہ آنیوالا ہو پہنچتا ہے اور ایصال دعا بھی کہ وہ غیر عامل کے لیے غیر
عامل کو پہنچتی ہے یعنی ہر قسم کی عبادات مشروعہ کا ثواب کسی ایسے کو کہ اُس نے نہ کی ہو مردہ زندہ آیندہ ہر
ایک کے لیے پہنچانے سے پہنچتا ہے۔ اور دعا بھی کہ ایسے شخص کے متعلق ہو پہنچتی ہے۔ جیسا خدا تعالیٰ
نے اپنے کلام پاک میں حضرت نوح علی نبینا وعلیہ السلام کی نسبت سورہ نوح کے آخر میں حکایت کرکے
کہا رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَن دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ط یعنی
اے رب مجھکو اور میرے ماں باپ کو اور جو کوئی مومن میرے گھر میں داخل ہوا اسکو اور سب مومن مرد اور مومنہ عورتوں کو
بخشدے۔ مومنین اور مومنات سے یہاں امتہ مرحومہ محمدیہ کے مومن مرد اور عورتیں مراد ہیں۔ اور سورہ محمد کے
دوسرے رکوع میں اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت حکم کرکے اور آپکی ہمراہ آپ کے سوا اوروں
کو شریک کرکے اس قسم کی دعا کرنیکو ایصال غیر عامل کے لیے حکماً ثابت کردیا خواہ وہ مردہ ہو یا زندہ یا
آیندہ چنانچہ فرمایا وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ یعنی اے حبیب ہمارے آپ
مغفرت طلب کیجیے خاص اپنے ذنب کیواسطے اور مومنین اور مومنات کے گناہ کے لیے۔ اور خود آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے فعل سے بھی ثابت ہے کہ روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا حضرت جابر رضہ نے میں نے
نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید الضحیٰ کی پھر جب لوٹے نماز سے رسول کریمؐ۔ ایک مینڈھا لایا گیا تو آپ نے
اسکو ذبح کیا اور کہا بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ الٰہی اے میرے اللہ یہ میری طرف سے اور اس شخص کی طرف سے ہے جسنے
میری اُمت میں سے قربانی نہیں کی۔ اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور اس حدیث میں
مِن اُمتی کا لفظ تمام اُمت کو شامل ہے اسلیے کہ عام ہے یعنی میری اُمۃ سے آپکی اُمۃ گذشتہ اور موجود اور آیندہ سب مراد ہے

ایصال نفع اعمال از احیاء و از اموات و از اموات باحیاء بہمدگر +

وآز احیاء باموات بہ نماز جنازہ کہ فرض کفایہ است وآز اموات باحیاء بہمدگر لقولہ علیہ السلام من دخل المقابر ثم قرءَ فاتحۃ الکتاب وقل ھو اللہ احدٌ والھٰکم التکاثر ثم قال انی جعلتُ ثواب ما قرءتُ من کلامك لاھل المقابر من المؤمنین والمؤمنات کانوا شفعآء الی اللہ تعالیٰ + لفظ کانوا دلالت میکند بر تحقق فعل در زمانِ حال و مستقبل از شفعاء والا شفاعت در زمان ماضی لا معنی لہا است وآیں اشفاع عام الوجوہ مخصّص بالوجہ دلالۃ لفظی از ایں حدیث شریف نتواند شد بل نظر بتائیداتِ مثبتِ مدعا اشفاع عام الوجوہ را توسع از اہل عالم روح و شہود و برزخ و آخرت بہمدگر باخلاف عالم تواند شد +

بیان نفع اعمال کا زندوں اور مردوں میں
زندوں سے مردوں کو اور مردوں سے زندوں کو

ترجمہ اور زندوں سے مُردوں کو اعمال کا نفع حاصل کرنا جیسا نماز جنازہ میں کہ فرض کفایہ ہے جس میں عامل کا عمل غیر عامل کے لیے کفایت کرتا ہے ظاہر ہے اور مُردوں سے زندوں کو اُن کے آپس میں حضور علیہ السلام کے فرمانے کے سبب سے یعنی جو کوئی گورستان میں داخل ہوا پھر اُسنے سورۂ فاتحہ پڑھی اور قل ہو اللہ احد اور سورۂ الھٰکم التکاثر پھر کہا تحقیق میں نے جو کچھ تیرے کلام سے پڑھا اسکا ثواب میں نے اس گورستان کے تمام مومنین اور مومنات کے لیے کر دیا تو وہ سب اہل مقابر اللہ تعالیٰ کی طرف اس پڑھنے والے کے لیے شفیع ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث شریف میں لفظ کانوا جو ماضی ہے تحقق فعل پر دلالت کرتا ہے اور لفظ شفعاء سے وقوع اس فعل کا زمانۂ حال و استقبال دونو کے لیے دلیل ہے ورنہ شفاعت زمانہ ماضی میں ایسی بات ہے جسکے لیے کچھ معنی نہیں یعنی ایک بے معنی بات ہے اور یہ شفاعت کرنا کہ ہر وجہ میں عام ہے اس حدیث شریف کے کسی لفظ کی دلالت سے کسی وجہ میں خاص نہیں کیا جا سکتا بلکہ اُن تائیدوں پر نظر کرکے جو مدعا ثابت کر رہی ہیں اس اشفاع عام الوجوہ کو توسع ہو سکتا ہے ہر ایک کے لیے آپس میں عالم روح اور عالم شہود اور عالم برزخ اور عالم آخرت کے رہنے والوں سے باوصف ان کے خلاف عالم ہونے کے۔ خلاصہ یہ کہ اس حدیث شریف کے الفاظ کانوا شُفَعَاء سے یعنی شفیع ہوں گے ایک تو تحقق شفاعت پر زمانہ موجود کے لوگوں اور آنے والوں کے لیے دلالت ہوتی ہے۔ دوسرے جبکہ اس سے ہر طرح کی عام شفاعت کرنا پایا جا رہا ہے تو اس کا کسی خاص وجہ کی شفاعت کے لیے بغیر دلیل مخصوص کرنا نہیں ہو سکتا کیونکہ حدیث کا کوئی لفظ اسپر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ جب ہم ہماری مدعا کی ثابت کرنیوالی تائیدات کو دیکھتے ہیں تو ہمکو ہر عالم والوں کے لیے کہ عالم روح ہو یا شہود عالم برزخ ہو یا آخرۃ انہیں سے ہر ایک کو ہر ایک کیلیے آپس میں باوصف خلاف ہونے عالم کے شفاعۃ کا توسع ثابت ہو سکتا ہے

بیان تحقق و توسع شفاعت زمانِ حال و مستقبل میں ہر اہل عالم کا باہمدگر +

تنبیہ از ینجا است جواز خواندن قرآن مجید بر قبور و شعور مقبور بزائر و باید دانست
کہ انتفاع و استنفاع ہمدگر از عالم شہود و آخرت و برزخ کہ مشترک بعالم شہود و آخرت
است مصرح مذکور است و استنفاع عالم شہود از عالم روح از روح مبارک صلعم و
بعض اولیاء اللہ تعالیٰ رض بملاحظہ کتب سیر انبیاء و اولیاء خیال خواہد شد چنانکہ
استغاثت و توسل انبیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام بروح مبارک صلعم و
توسل حضرت آدم عم بروح مبارک صلعم و دلیلی بر نفی افادت اختیاری حاصل
نتواند شد مگر بر اثبات افادت اختیاری و اضطراری و اگر باشد فلا عذر فیہ
واللہ تعالیٰ اعلم و از اموات باموات لقولہ علیہ السلام اذا مات احدکم
المیت فاحسنوا کفنہ و عجلوا انجاز وصیتہ واعمقوا لہ فی قبرہ وجنبوہ جار السوء
قیل یا رسول اللہ ہل ینفع الجار الصالح فی الآخرۃ قال ہل ینفع فی الدنیا

از اموات باموات

ترجمہ تنبیہ بیان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قبروں پر قرآن مجید پڑھنا جائز ہے - اور صاحب
قبر کا اسکی زیارت کرنے والے سے آگاہ ہونے کا جواز بھی ثابت ہے - اور سمجھنا چاہیے کہ نفع پہنچانا اور نفع
اٹھانا آپس میں عالم شہود و آخرت سے اور عالم برزخ سے جو عالم شہود و آخرت دونوں سے مشترک
ہے یہ تو صراحۃً سے مذکور ہے - رہا نفع پانا عالم شہود کا عالم روح سے خاصکر روح مبارک حضور
صلے اللہ علیہ وسلم سے اور بعض اولیاء اللہ تعالیٰ رضی اللہ عنہم سے یہ کتب سیر انبیا اور اولیاء
اللہ کے ملاحظہ کرنے سے ظاہر ہوگا - جیسا کہ مدد لینا اور وسیلہ کرنا انبیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ و
والسلام کا روح مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے - اور وسیلہ اختیار کرنا آدم علیہ السلام کا روح
مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپس اختیاری فائدہ پہنچانے کی نفی پر کوئی دلیل نہیں حاصل
ہو سکتی یعنی یہ کہ کوئی کسیکو اپنے اختیار سے فائدہ نہیں پہنچا سکتا ہو اسپر کوئی دلیل نہیں بجائے
اسکے اختیاری اور اضطراری فائدہ پہنچانے کے اثبات پر دلائل مل سکتی ہیں - اور اگر کوئی دلیل
ہو تو اس میں عذر نہیں ہے واللہ تعالیٰ اعلم اور خدائے برتر ہی بہتر دانا ہے - اور اعمال کا نفع
مردوں سے مردوں کو پہنچنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ثابت ہے کہ فرمایا جب تم میں سے
کوئی جاوے تو اسکو کفن اچھا دو اور اسکی وصیت پوری کرنے میں جلدی کرو اور اسکی قبر گہری کھودو اور برے
پڑوسی سے اسکو بچاؤ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا پڑوسی نیک بخت آخرت میں نفع دیتا ہے فرمایا کیا دنیا میں نفع دیتا ہے

بیان ایصال ثواب اموات کا اموات

تفسیر کریمہ کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَہِیْنَۃٌ وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی +

قالوا نعم قال کذلک ینفع فی الاٰخرۃ + ومفہوم کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَہِیْنَۃٌ وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی + وامثال ہذا در حالتِ تعمیم نسبتہ بمومن وکافر معارضہ باین سخن ای آنچہ مذکور شد از اصابۃ ثواب بعملِ غیر ہم نمیکند چہ این سخن در وجہ استحقاقِ جزاء العمل سیئہ است عدلا کہ نفی عفو و مغفرت و جزائی بہتر از عملِ حسنہ مثبت بہ فضل اللہ یغفر لمن یشاء ومن جاء بالحسنۃ فلہ خیر منہا نتواند کرد نہ بعملِ غیر سخن ای سخن نہ بعملِ غیر است ہم ونفی بعض مانع ثبوتِ بعض نمیکند ہمچو عکس این سخن اے چنانکہ اثباتِ بعض نفی بعض نمیکند وعطفِ این جملہ بر جملہ است بطور دلیل دعوی ہم ہم علتہ دلیل اول یعنی کہ نفی عفو و مغفرت مثبت بہ الخ ہم

ترجمہ صحابہ نے عرض کیا ہاں فرمایا ایسا ہی آخرۃ میں نفع دیتا ہے + اور مفہوم آیات کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَہِیْنَۃٌ جو سورۂ مدثر کے رکوع دوسرے میں ہی۔ یعنی ہر نفس بسبب اُس چیز کے جو اُسنے کسب کیا گرو ہی۔ اور کریمہ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی جو سورۂ نجم کے آخر رکوع میں ہے۔ یعنی۔ یہ کہ نہیں ہر انسان کے واسطے مگر وہی جو اُس نے سعی کی۔ اور ایسی ہی اور آیتیں جنکا مفہوم حالت تعمیم میں مومن اور کافر کی نسبت ہوتا ہو وہ اُن ثبوتوں کی معارضت نہیں کرتا ہے جو غیر کے عمل سے ثواب پہنچانیکے بارہ میں مذکور ہو چکے ہیں پس یہ اور اسی قسم کی آیات اُن ثبوتوں کی عارض اور مانع اور خارج نہیں۔ اسلیے کہ یہ کلام یعنی مفہوم آیات مذکورہ اس استحقاق جزا کی وجہ میں ہے جو بُرے عمل کی نسبت براہ عدل ہے پس یہ وجہ استحقاق کہ عامل کے عمل بد کی جزا بنا پر عدل ہے یہ اُس عفو و مغفرت اور جزائے بہتر نیک عمل کی جو مثبت بہ بنا بر فضل ہے نفی نہیں کر سکتی ہے کیونکہ عمل بد کا بدلہ جیسا عدل پر ہے اسی طرح عفو و مغفرت اور بدلہ نیک عمل کا بہتر ملنا یہ خدا کے فضل ہی سے ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے اور اسپر یہ آیتیں دلالت کر رہی ہیں یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ کہ سورۂ فتح کے آخر میں ہے یعنی جسے چاہتا ہے وہ بخشتا ہے۔ اور سورۂ قصص کے آخر رکوع میں یہ کریمہ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ خَیْرٌ مِّنْہَا یعنی جو کوئی نیکی لایا پس اُس نیکی کا عوض اسکے لیے اُس سے بہتر ہے۔ اور یہ کلام یعنی مفہوم آیات کسب و سعی عمل غیر کی وجہ میں نہیں ہے جو اصابت ثواب کی نسبت مانع و معارض ہو حالانکہ مفہوم آیات مذکورہ بنا بر عدل ہی عمل بد کی استحقاق جزا میں: اور ثواب کا ملنا اور عفو و مغفرت وغیرہ از راہ فضل ہے پس جو کلام بنا بر عدل استحقاق جزائے بد میں ہو وہ عمل غیر کے اصابت ثواب وغیرہ کے جو فضل حق کی وجہ میں ہے کیسے نفی کر سکتا ہی۔ اور نفی بعض کی بعض کے ثبوت کا مانع نہیں کرتی اسی طرح اسکا عکس یعنی اثبات بعض کا بعض کی نفی نہیں کرتا ہی۔ حاصل یہ کہ وجہ استحقاق سزا کہ عمل بد کے سبب براہ عدل آیات مذکورہ کسب و سعی سے ثابت ہی ہمیں اسی بعض وجہ استحقاق سزا کا ثبوت ہی۔ یہ ثبوت بعض اُس عفو و مغفرت وغیرہ ثابت شدہ کی نفی نہیں کر سکتا کہ اسکا اثبات براہ فضل دوسری آیات ما بعد سے ہو رہا ہی جیسا مصنف کتاب رحمہ اللہ کا اسکے دلیل دعوی کو بطور عطف جملہ پر جملہ کرکے بیان کرنا ظاہر کر رہا ہی اور نیز یہ کلام

بیان تفسیر کریمہ کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَہِیْنَۃٌ وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی +

بدانکہ مَا سَعٰی وَمَا کَسَبَتْ بمعنی مَا عَمِلَ مع نیت صحیحہ نفس عمل است وسخن
در نیت صحتی است کہ موقوف جزای اُخروی باشد والٰی مقصود بما موصولہ است
بیان نیت صحیحہ ۱۲
کہ متغایر ومتاخر نیت صحیحہ نفس عمل است بدلالت مفعولیۃ ما موصولہ مرفعل بعد ش را یعنی
بیان نیت صحیحہ مع متعلقاتہ ۱۲
لوجہ اللہ تعالیٰ یا لغیرہ تعالیٰ پس ہر عمل رجوع میکند بنفس عامل در وجہ استحقاق جزاے
اُخروی نہ استحقاق مایراد غیر جزای مذکور کہ خارج از بحث مقصود است + اکنون کریمہ
مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ را در تفسیر کریمہ کُلُّ امْرِءٍ بِمَا کَسَبَ رَہِیْنٌ الآیۃ
مخصوص مومنین بسوق کلام سابق ولاحق وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْہَا را در تفسیر کریمہ اَنْ
لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَکُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَہِیْنَۃٌ

ترجمہ اور معلوم ہو کہ آیات مذکورہ میں لفظ ماسعیٰ اور ماکسبت بمعنی ماعمل مع نیت صحت نفس
عمل ہے یعنی مراد سعی وکسب سے وہ عمل ہے جو نفس عمل کی صحت کی نیت کے ساتھ ہو یعنی ایسی نیت سے عمل
کیا ہو کہ اُس سے عمل کی صحت ہوتی ہو۔ اور کلام جس نیت میں واقع ہوا ہے اُس سے نفس عمل کی صحت مراد
نہیں ہے بلکہ وہ صحت مراد ہے جس پر آخرت کا بدلہ موقوف ہو۔ اور یہی ما موصولہ کا مقصود ہے جو ماکسبت
اور ماسعیٰ میں آیا ہے۔ اور یہ نیت صحت جزائے اُخروی اُس نیت سے متغایر اور متاخر ہے جو نیت
صحت عمل کی ہے اس دلیل سے کہ ما موصولہ خاص اپنے ما بعد فعل کا مفعول ہوتا ہے خواہ وہ فعل
خدا کی وجہ میں ہو یا غیر خدا کی وجہ میں۔ پس ہر عمل عامل کے نفس ہی کی طرف رجوع کرتا ہے اُسی وجہ
میں استحقاق جزائے اُخروی ہے نہ اُس استحقاق میں جو جزائے مذکور کے غیر مراد ہو کیونکہ یہ امر بحث
مقصود سے خارج ہے کیونکہ آیات کسب وسعی میں عامل کے اُسی عمل کا بیان ہے جس میں استحقاق جزاے
اُخروی ہے پس یہی عمل عامل کے نفس کی طرف رجوع کرے گا نہ وہ جو اس جزائے مذکور کے علاوہ
کہ غیر ارادہ کیا جاتا ہے حالانکہ باعتبار شان نزول یہ آیات مخصوص کفار کے لیے ہیں جیسا عنقریب
بیان ہوگا۔ اب آیت کریمہ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ جو سورہ حم سجدہ کے دوسرے رکوع
میں ہے۔ آیت کریمہ کُلُّ امْرِءٍ بِمَا کَسَبَ رَہِیْنٌ الآیہ کی تفسیر میں جو سورہ طور کے اول
رکوع میں ہے کہنا چاہیے کہ باعتبار سوق کلام سابق ولاحق مخصوص مومنین کے لیے ہے اور آیہ
کریمہ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْہَا کو جو سورہ حم سجدہ کے دوسرے رکوع میں ہے آیۃ کریمہ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا
مَا سَعٰی کہ سورہ نجم کے دوم رکوع میں ہے اور کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَہِیْنَۃٌ کہ سورہ مدثر کے دوم رکوع میں ہے

مخصوص کا فرین بنظم عبارت سابق ولاحق تواں گفت نہ اینکہ سعی این نفی در مقابلہ ثبوت معنی ما عمل است ھم جزائی عملی بغیر عامل نہ تواند رسید کہ دلالۃ لفظی ازینہا ندارد وحالانکہ جزاء امری متاخر از عمل بفعل معطی ذو القوۃ المتین است کہ اورا مانعی حقیقی تخصیصًا بانتقال جزاءے اعمال مطلق از حسنات وسیئات در صورت حقوق عباد کہ بقولہ علیہ السلام مصرح است فی المشکوۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ان قال ان کان لہ عمل صالح اُخذ منہ بقدر مظلمتہ وان لم تکن لہ حسنات اُخذ من سیأت صاحبہ فحمل علیہ رواہ البخاری یا سعی تزویداست بر حقوق عباد ھم بقصد عامل بغیر سعی از غیر خود یعنی غیر عامل ھم در حسنات اگرچہ از فرض عین باشد تا مستحب از مالی باشد تا بدنی تواند شد سعی فاعلش مانعی حقیقی ھم

ترجمہ ان دونوں کی تفسیر میں کہ مخصوص کافروں کے لیے باعتبار اُسکی نظم عبارت سابق ولاحق کے یہ کہنا چاہیے نہ یہ کہ مَا سَعٰی ومَا کَسَبَتْ فقط بمعنی مَا عَمِلَ ہے یعنی جو کچھ مَا عَمِلَ کے معنی سے ثابت ہو اُسپر خیال کرکے بدلا کسی عمل کا غیر عامل کو پہنچتا ہی نہیں سو ایسا نہیں ہے کیونکہ ان آیات کے کسی لفظ سے اس پر دلالت نہیں حاصل ہوتی۔ اور حال آنکہ ہر کام کا بدلہ کہ عمل سے متاخر ہوتا ہے یہ خدائے معطی ذو القوۃ المتین کے فعل سے ہے کہ عامل سے غیر عامل کی طرف جزائے اعمال پہنچانے میں اُسکے لیے کوئی حقیقی مانع نہیں ہوسکتا جسپر بطور تخصیص جزائے اعمال مطلق کے منتقل ہونے سے دلالت ہورہی ہے کہ حقوق عباد کی صورت میں وہ اعمال روز جزا خواہ نیکیوں سے ہوں یا بدیوں سے باہم منتقل ہونگے کہ حضور علیہ السلام کے اس قول سے بصراحت معلوم ہورہا ہے چنانچہ مشکوۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ کہا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ فرمایا۔ اگر اُسکے لیے عمل نیک ہونگے تو لے لیے جاوینگے اُس سے اُسکے مظلمہ یعنی ظلم کے بدلہ کی مقدار پر۔ اور اگر نہیں ہیں اُسکی نیکیاں تو اُسکے ساتھی کی بدیوں سے لیکر وہ اُسپر لادہ دیجاوینگی۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔ یا عامل کے قصد کی صورت میں اپنے غیر کے ساتھ جو عامل نہ ہو فقط حسنات میں جزائے اعمال کے منتقل ہونے سے اگرچہ وہ عمل فرض عین سے لیکر مستحب تک ہو کہ وہی مالی سے لیکر بدنی تک ہو بطور تخصیص دلالت ہورہی ہے۔ پس اس تخصیصی انتقال جزائے اعمال کے لیے کوئی مانع حقیقی نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ جزا ہر کام کی متاخر عمل سے بفعل خدائے معطی صاحب قوت متین ہے

وازان تصلی لہما وان تصوم لہما دلالۃ بر تعمیم از فرض ونفل است نہ بر تخصیص
وقیاس باید کرد دیگر عبادات را بر نماز کہ مستجمع عبادات است واگر تفصیلی زیادہ تر
باید رجوع بکتب مفصلہ اہل سنت وجماعت لازم است فی ذخیرۃ العقبیٰ الانسان
لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ عند اہل السنۃ والجماعۃ من الصلوۃ
والصوم والحج والصدقۃ والتلاوۃ وغیرہا من جمیع انواع البر وتصل
الی المیت وینفعہ وقالت المعتزلۃ لیس لہ شیء من ذلک انتہی وکذا
فی البحر الرائق وغیرہ ہم والبتہ سقوط عمل از ذمہ غیر عامل در واجب لنفسہ بجزای
عمل غیر نتواند شد پس نفعیکہ از عمل غیر رسد این واستحقاقش باستحقاق عمل عامل است
کہ می بخشد او را کہ معلق بتقدیر وقضا است نہ بتبدیل تقدیر وقضا

ترجمہ اور ان تصلی لہما اور ان تصوم لہما سے فرض ونفل کی تعمیم پر دلالت ہے نہ
تخصیص پر۔ باقی اور عبادات کو نماز پر قیاس کر لینا چاہیے کہ یہ سب عبادات کی جامع ہے۔ اور اگر اس
سے کچھ تفصیل زیادہ چاہیے تو اہل سنت وجماعت کی مفصلہ کتابوں کی طرف رجوع کرنا لازم ہے جیسا
ذخیرۃ العقبیٰ میں مذکور ہے کہ ہر انسان کو اپنے عمل کا ثواب اپنے غیر کے واسطے کر دینا اہل سنت وجماعت
کے نزدیک ثابت ہے نماز اور روزہ اور حج اور صدقہ اور تلاوۃ وغیرہ سے تمام اقسام کی نیکی کا
اور یہ ثواب میت کی طرف پہنچتا ہے اور اسکو نفع دیتا ہے۔ بخلاف معتزلہ کے کہ وہ کہتے ہیں میت
کے لیے اس سے کوئی چیز نہیں ہے یعنی ایصال ثواب ونفع میت کو کچھ نہیں ہوتا۔ تمام ہوا قول صاحب
ذخیرۂ عقبیٰ کا۔ اور اسی طرح بحر الرائق وغیرہ کتابوں میں ہے۔
والبتہ وہ عمل جو اس کے نفس پر واجب ہے غیر کے عمل کے بدلے سے وہ عمل غیر عامل کے ذمہ سے چھوٹ نہیں سکتا
اور نہ ساقط ہو سکتا ہے۔ پس جو نفع کہ عمل غیر سے پہنچتا ہے یہ استحقاق اسکو عمل عامل کے استحقاق کے
سبب اس کے بخشدینے کے حاصل ہوا ہے اسلیے کہ یہ فعل تقدیر وقضا سے معلق ہے نہ تقدیر وقضا کا اسکے سبب
بدل جانا ہے۔ کیونکہ تقدیر وقضا کا بدلنا فاعل حقیقی حضرت حق کا کام ہے نہ کہ فاعل حقیقی کے
فضل تقدیر وقضا پر بندہ اپنے فعل کو معلق کر سکتا ہے پس محل اشتباہ اس مسئلہ میں یہی
ہے اور فہم کی کجی کا یہی موقع ہے فہیم کو چاہیے کہ یہاں نظر کو زیغ سے بچائے اور اپنے اور
خالق کے فعل کو بجائے خود نگاہ رکھے اللہم احفظنی من سوء الفہم

وجوب عمل کا غیر عامل سے غیر کے عوض عمل کے
سبب بدل کر ساقط نہیں ہو سکتا

از آنجا کہ نزول کریمہ کُلُّ نَفْسٍ الخ مخصوص در شان کفار است بدلالتِ نظم
ما قبل نہ مومنین بدلالہ استثنار ما بعد ای اِلَّآ اَصْحٰبَ الْیَمِیْنِ ۰ فائدہ نفی اصابۃ
نفع عملِ غیر مخصوصِ سَلْ صفتِ اصابۃ مع متعلقاتش ہم مومنین ازیں کریمہ نتواند
شد ونہ تعارض و ہمچنین کریمہ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ الخ بدلالہ دیگر از نظم وشان نزول
وضرورت رفع تعارض وازملائکہ بانسان لقولہ تعالیٰ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوْنَ
بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ ط اَلَآ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۰
وازانسان بملائکہ شرکت بصلوٰۃ مع النبی صلعم اشہر است بلکہ ایں انفاع وانتفاع
بعمل غیر در دیگر اشیار نیز تواند شد چنانکہ از تسبیح سبزہ بر گور بصاحب گور عن ابن
عباس اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی قَبْرَیْنِ فَقَالَ اِنَّھُمَا یُعَذَّبَانِ
وَمَا یُعَذَّبَانِ اِلَّا فِیْ کَبِیْرٍ اَمَّا اَحَدُھُمَا فَکَانَ لَا یَنْزِہُ مِنْ بَوْلِہٖ وَاَمَّا الْاٰخَرُ
فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ

ازملائکہ بانسان

ازانسان بملائکہ

آز تسبیح سبزہ بر گور بصاحب گور
وتفسیر حدیث شریف اَنَّ
رسول اللہ صلعم مر علی قبرین الخ
سے اَمَّا امر کان ان یشق وکبیر
علیہما الاحتراز عنہ وقیل
فی التعلیل ۱۲

ترجمہ اور چونکہ آیت کریمہ کل نفس بما کسبت رھینۃ کا شان نزول کفار کے حق میں مخصوص ہے کہ نظم
ما قبل کی دلالت سے معلوم ہوتا ہے نہ مومنین کے حق میں کیونکہ استثنار ما بعد یعنی اِلَّآ اَصْحٰبَ الْیَمِیْنِ اس پر دلالت
کرتا ہے۔ لہذا اس آیت کریمہ سے یہ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا کہ یہ خاص مومنین کے حق میں غیر کے عمل کا نفع پہنچانے
کی نفی کرتی ہے اور نہ ان آیات کی جنسے مومنین کے حق میں عمل غیر کے نفع پہنچانے کا ثبوت ہوتا ہے معارض ہوتی ہے
اسی طرح کریمہ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی کو اسکے نظم اور شان نزول وغیرہ کی دلالت اور اس کے
رفع تعارض کی ضرورت پر نظر کرکے خیال کرلینا چاہیے۔ اور ملائکہ سے انسان کو نفع اعمال اللہ تعالیٰ کے
قول سے ثابت ہے جیسا وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ ط اَلَآ
اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۰ کہ سورہ شوریٰ کے اول رکوع میں ہے یعنی اور فرشتے اپنے رب کی حمد کے
ساتھ پاکی بیان کرتے ہیں اور ان کے لیے جو زمین میں ہیں مغفرت مانگتے ہیں۔ آگاہ ہو کہ بیشک اللہ وہی غفور رحیم
ہے۔ اور انسان سے ملائکہ کو نفع اعمال یہ شرکت درود میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشہور تر ہے۔ بلکہ عمل غیر سے یہ نفع
دینا اور لینا اور چیزوں میں بھی ہو سکتا ہے جیسا سبزہ گور کی تسبیح سے صاحب گور کو نفع کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر گذرے اور فرمایا کہ یہ دونوں صاحب قبر البتہ عذاب میں ہیں اور
یہ دونوں معذب نہیں ہیں مگر کبیرہ میں یعنی ایسے امر میں جس سے بچنا انپر شاق اور دشوار ہوتا تھا اور بڑا معلوم ہوتا تھا اور
یہی کہا گیا کہ سبب امر کبیر معذب ہیں جو علت عذاب ہے اس صورت میں حرف فی تعلیلی ہے۔ لیکن ایک انہیں اپنے پیشاب سے پاک رہی گی

ثم اخذ جريدة رطبة فشقها باثنين فجعل على قبر واحدة فقالوا يا رسول الله لم فعلت هذا فقال لعله يخفف عنهما ما لم ييبسا (في المشكوة باختلاف اللفظ متفق عليه) این فعل حضرت صلعم مخصوص بایشان نتواند شد بدلالت تحویل تخفیف به ما لم ییبسا نه بفعل حضرت صلعم و در فتاوی هندیه است وضع الورد و الرياحين على القبور حسن و نیز این انفاع و انتفاع اختیاری وہم اضطراری تواند شد که حقیقتش اہل ادراک حقائق خفیه تواند دریافت

ش تنبیه از اینجا رد آنست که گفته شد نفع اعمال بغیر عامل نمیرسد پس از احیاء نفعی باموات نتواند شد هم

اللهم صل وسلم على محمد نبي الرحمة وعلى جماله كما تحبه وترضاه وشفعه فينا وترحمنا به

ترجمہ پھر آپ نے ایک سبز شاخ لی اور اسکو چیر کر دو حصہ کیا اور ہر ایک کی قبر پر رکھدیا۔ یہ دیکھ کر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ایسا کیوں کیا تو آپ نے فرمایا امید ہے کہ دونوں کے عذاب میں تخفیف ہو جاوے جب تک یہ دونوں شاخیں خشک نہ ہوویں۔ اور یہی حدیث باختلاف لفظ مشکوٰۃ میں ہے۔ اور متفق علیہ ہے۔ اور فتاوی ہندیہ میں ہے کہ گلاب اور خوشبودار پھول قبروں پر رکھنا اچھا ہے۔ اور اس قسم کا نفع دینا اور لینا اختیاری اور اضطراری بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی حقیقت پوشیدہ حقیقتوں کے ادراک کرنیوالے ہی جان سکتے ہیں۔

تنبیہ یہاں اس بات کا رد بھی ہو گیا جو کہا گیا کہ اعمال کا نفع غیر عامل کو نہیں پہنچتا ہے پس زندوں سے اموات کو کچھ نفع نہیں پہنچ سکتا ہے اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

اے خدا درود وسلام بھیج محمد صلعم پر کہ نبی رحمت ہیں اور ان کے جمال پر جیسا تو ان کو چاہتا ہے اور ان کو پسند کرتا ہے اور ان کو ہم میں سفارشی کر دے اور انکے وسیلہ سے ہم پر رحم کر۔

مطلب تحقیق معنی کریمہ مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامداً ومصلیاً ومسلماً در تحقیق معنے کریمہ مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ مقدمہ بدانکہ اہلال بمعنی بروشن آواز مطلق است بذاتہ کہ اصلش رفع صوت است صراح و مقید است بعوارضہ با عموم تقیید بعوارض زائدہ بر مدلول و متعدی بمفعولین است وگاہی مقتصر شود بمفعولی بر مقصود سے وگاہی مفعول مخصص شود بباء۔ وہمان تقیید بعوارض مہلہ است چنانکہ ہمان تقیید قول بعوارض خویش مقولہ ہمچو اُھِلَّ بالتسمیۃ علی الذبیحۃ واَھَلَّ المعتمر صراح بالتلبیۃ علی قرینۃ المحل تلبیہ وتسمیہ مہلہ است وذبیحہ احد المفعولین بصلہ علی واَھَلَّ المولود اذا بکی واھل الرجل اذا رأی الھلال س

معنی لغوی اہلال اور اسکا اطلاق وتقیید وتعدیہ وغیرہ۔ و معنی مہلہ و مقید وغیرہ مع امثال ؕ

ترجمہ

تحقیق معنی کریمہ مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ آیت کریمہ مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ جو سورہ بقر کے اکیسویں رکوع میں ہے اور سورہ مائدہ کے اول رکوع میں جو یہ آیت کریمہ مَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ ہے۔ ان دونوں کے معنی کی تحقیق میں یہ بحث ہے۔ مقدمہ معلوم ہو کہ اہلال کے ذاتی معنی مطلق آواز بلند کرنیکے ہیں کیونکہ اہلال اسکی رفع صوت یعنی آواز بلند کرنا ہے جیسا لغت صراح میں ہے۔ پس اہلال اس معنی کے اعتبار سے اپنی ذات میں مطلق یعنی بے قید ہے۔ اور اپنے عوارض کے سبب مقید ہے مگر یہ تقیید بسبب عوارض کے کہ سب مدلول کی طرف زائد یعنی زیادہ ہیں عام ہے۔ اور مصدر اہلال متعدی بدو مفعول ہے۔ مگر کبھی خاص مقصود پر ایک مفعول کے ساتھ کوتاہ ہو جاتا ہے یعنی ایک ہی مفعول پر بس کرجاتا ہے۔ اور کبھی مفعول حرف باکے ساتھ خاص کیا جاتا ہے۔ اور یہی عوارض کے ساتھ مقید ہو جانا مہلہ ہے اسی طرح جیسا قول کا اپنے عوارض کے ساتھ مقید ہونے کا نام مقولہ ہے۔ پس مہلہ ہم الفاظ کو کہتے ہیں جنکی ساتھ آواز بلند کیجاوے جیسے اُھِلَّ بالتسمیۃ علی الذبیحۃ یعنی قربانی پر بسم اللہ کے ساتھ آواز بلند کی گئی اور اَھَلَّ المعتمر کہ صراح میں ہے یعنی عمرہ حاصل کرنیوالے نے لبیک کہکر پکارا۔ یہاں قرینۂ محل کے سبب بالتلبیۃ امر مقدر ہے۔ پس ہر دو مثال میں تسمیہ اور تلبیہ مہلہ ہیں کہ بصلہ با خاص ہو کر رفع صوت انہیں ہی ہوا ہے اور مثال اول میں ذبیحہ بصلہ علی حسب رفع صوت بالتسمیہ واقع ہوا ہے اُھِلَّ کا مفعول ثانی ہو۔ اور اسی طرح

اَھَلَّ المولود اذا بکی یعنی جب بچہ روئے اور اھل الرجل اذا رأی الھلال یعنی جب آدمی چاند دیکھ کر آواز بلند کرے

وتوان گفت اَهَلَّ التسمیۃَ بالذبیحۃِ والذبیحۃَ بالتسمیۃِ واَهَلَّ المعتمرُ بالتلبیۃِ لِلّٰہِ والتلبیۃَ لِلّٰہِ وقال عمروٌ ابان یضرب بکرًا او بعمرٍو ان یضرب بکرًا هم پس ازیں مقدمہ آسانی در فہم معنی هر دو آیت کریمہ مذکورہ خواهد شد ان شاء اللّٰہ تعالیٰ **تصریح** باید دانست مفسرین وفقہاء اهل سنت وجماعت ذبح اهلال را بخصوص محل مقید بذبح فرمودہ اند کہ از مطالعہ کتب تفسیر وفقہ توان دریافت

ش فی مدارک التنزیل ای ذُبِحَ للاصنام فذکر علیہ غیر اسم اللّٰہ واصل الاهلال رفع الصوت ای رُفِعَ بہ الصوت للصنم وذلک قول اهل الجاهلیۃ باسم اللات والعزّیٰ وفی انوار التنزیل ای رُفِعَ بہ الصوت عند ذبحہ للصنم وفی حاشیتہ معنی برفع الصوت للصنم ان یذکر اسمہ عند الذبح علی ما فی الکواشی وتاج البیہقی وغیرهما +

ترجمہ اور امثال مذکورہ کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں اَهَلَّ التسمیۃَ بالذبیحۃِ اور اَهَلَّ الذبیحۃَ بالتسمیۃِ اور اَهَلَّ المعتمر بالتلبیۃِ لِلّٰہِ اور اهل المعتمر التلبیۃ للّٰہ۔ اور ایسے ہی یہ مثال کہ قال عمروٌ ابان یضرب بکرًا یا۔ قال بعمرٍو ان یضرب بکرًا نصب وجر دونوں حالتوں میں۔ یعنی عمرو سے یا عمرو کو بکر کے مارنیکو کہا۔ پس جیسے مثال آخر سے مقولہ کا حال معلوم ہوا کہ ان یضرب بکرًا ہے اسی طرح اول کی مثالوں سے معلوم ہوا کہ جملہ تسمیہ اور تلبیہ ہے بحالت نصب وجر۔ اور نیز یہ کہ اہلال حرف با کے ساتھ کبھی مخصوص ہوتا ہے اور کبھی نہیں۔ پس اس مقدمہ سے دونوں آیہ کریمہ مذکورہ کے معنے سمجھنے میں آسانی ہوگی ان شاء اللّٰہ تعالیٰ **تصریح** سمجھنا چاہیے کہ مفسرین اور فقہاء اہل سنت وجماعت نے خصوص محل کی دلالت سے اہلال کو ذبح کے ساتھ تقیید فرمایا ہے یعنی محل خاص ہونیکی مناسبت سے اہلال کو ذبح کے معنے کے ساتھ مقید کر دیا ہے کہ تفسیر وفقہ کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے چنانچہ مدارک التنزیل میں ہے ای ذُبِحَ للاصنام فذکر علیہ غیر اسم اللّٰہ واصل الاهلال رفع الصوت ای رُفِعَ بہ الصوت للصنم وذلک قول اهل الجاهلیۃ باسم اللات والعزّیٰ یعنی ذبح کیا جاوے بتوں کے واسطے پس ذکر کیا جاوے ذبیحہ پر غیر نام خدا کا۔ اور اصل اہلال آواز بلند کرنا ہے یعنی بت کیواسطے آواز ساتھ اسی کے بلند کی جاوے۔ اور یہ جاہلیت کا قول ہے کہ لات وعزی بتوں کا نام لیکر ذبح کیا کرتے تھے۔ اور تفسیر انوار التنزیل میں ہے ای رُفِعَ بہ الصوت عند ذبحہ للصنم وفی حاشیتہ معنی برفع الصوت للصنم ان یذکر اسمہ عند الذبح علی ما فی الکواشی وتاج البیہقی وغیرهما یعنی بلند کی جاوے ساتھ اسکے آواز وقت ذبح اس کی بت کے واسطے۔ اور حاشیہ میں بت کیواسطے آواز بلند کیے جانیکے یہ معنی ہیں کہ بت کا نام

بیان تقیید اہلال بذبح باقوال مفسرین

ومعنی ما اُھِلَّ بہ لغیر اللہ نُودی علیہ بغیر اسم اللہ واقام للصنم مقام لغیر اللہ بدلیل قولہ تعالیٰ ما ذُبح علی النصب تنبیہا علی ان المقصود بالخطاب ھم المشرکون لانھم کانوا یستحلون ھذہ الامور ولیس المراد ح شاید کہ المراد خبر مقدم باضمار قبل الذکر باشد وتخصیص الغیر بہ اسم موخر و علی ما ذھب الیہ الخ متعلق تخصیص والا استقامۃ معنی عبارت بفہم نمی آید واللہ تعالیٰ اعلم بما قصد المحشی من تخصیص الغیر بہ علی ما ذھب الیہ عطاء ومکحول والحسن والشعبی وسعید ابن المسیب حیث اباحوا ذبیحۃ النصرانی اذا سُمّی علیہا باسم المسیح لانہ خلاف مذھب الائمۃ الثلث مالک وابی حنیفۃ والشافعی رح فانھم اتفقوا علی حرمتہا عملاً بظاہر النص + ازیں عبارت ظاہر است کہ دریجا تقیید اہلال بذبح است تا آنکہ نزد آئمہ ثلاثہ رح و آنچہ بر شرح وحاشیہ در تخصیص صنم بمقابلہ عموم غیر اللہ ومقصودیت خطاب بمشرکین۔

ترجمہ اور معنی مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہِ کے یہ ہوئے کہ پکارا جاوے ذبیحہ پر غیر نام اللہ کا یعنی بت کا کیونکہ لغیر اللہ کی جگہ للصنم قائم کیا تا کہ غیر اللہ سے بت مراد ہو موافق دلیل قول خدا تعالیٰ کے کہ سورہ مائدہ کے اول رکوع میں ہے مَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ یعنی جو ذبح کیا جاوے بت پر۔ اس آگہی کی غرض سے کہ مقصود خطاب سے وہی مشرکین ہیں کیونکہ وہ ان امور کو حلال جانتے تھے کہ بجائے نام خدا کے بتوں کے نام لیکر ذبح کیا کرتے تھے۔ اور اس آیت میں غیر کا خاص کرنا ذبیحہ غیر خدا کے واسطے اس بنا پر مراد نہیں ہے جسکی طرف عطا اور مکحول اور حسن اور شعبی اور سعید بن مسیب گئے ہیں اس طرح کہ انھوں نے ذبیحہ نصرانی کا جبکہ اسپر مسیح کا نام لیا جاوے مباح کیا ہے۔ اسلیے کہ یہ تینوں اماموں کے مذہب کے خلاف ہے یعنی حضرت امام مالک اور حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ کے کیونکہ انھوں نے ظاہر آیت پر عمل کر کے اسکے حرام ہونے پر اتفاق کیا ہے۔ چاہیے کہ شرح کے اس فقرہ ولیس المراد تخصیص الغیر بہ علی ما ذھب الیہ الخ میں لفظ مراد خبر مقدم ہو جسمیں ضمیر قبل ذکر ہو اور اسکا اسم تخصیص الغیر بہ مؤخر ہو اور علی ما ذھب الیہ آخر تک متعلق تخصیص ہو۔ ورنہ عبارت کے معنی کا استقامت پانا اور ٹھیک ہونا سمجھ میں نہیں آتا اور خدا ئے برتر ہی خوب جاننے والا ہے اس چیز کو جو محشی کا مقصود ہے۔ ان عبارات سے ظاہر ہے کہ یہاں اہلال کا تقیید ذبح کے ساتھ ہے۔ یہاں تک کہ ان تینوں اماموں کے نزدیک بھی اور جو کچھ شرح اور حاشیہ پر تخصیص صنم کے باب میں کہ بمقابلہ عموم غیر اللہ ہے۔ اور مشرکین کے ساتھ خطاب کی مقصودیت میں ہے

ولیس المراد الخ وارد تواند شد سخن کردہ نمی شود کہ بر لبیب ظاہر تواند شد وشاید
کہ عبارت محشی مضطرب شد یا متغیر از ناسخ ہم لیس تجرد بہ ترک تقیید اہلال بذبح
بی دلالۃ راجحہ تزیید چہ اعتزال از جماعۃ است لیس اہلال بتقیید ذبح بتقیید مہلہ
است بر چہار وجہ تواند شد اہلال برای اللہ سبحانہ یا برای غیراو سبحانہ و باسم اللہ
سبحانہ یا باسم غیراو سبحانہ و ازیں چہار پنج وجہ دیگر برآید اہلال برائے اللہ سبحانہ
باسم او سبحانہ یا باسم غیراو سبحانہ یا برائے غیراو سبحانہ باسم او سبحانہ یا باسم غیراو
سبحانہ یا باسمہ تعالی مع اسم غیرہ تعالی پس اہلال للہ تعالی باسم اللہ تعالی
بہ نیت صحت ذکوۃ در حکم حلۃ است و اہلال للہ تعالی باسم غیرہ تعالی و اہلال
لغیرہ تعالی باسمہ تعالی یا باسم غیرہ تعالی و یا باسمہ تعالی مع اسم غیرہ تعالی
بروجہ عطف باشد یا شرکت بہ نیت صحۃ ذکوۃ در حکم حرمت است موافق مقصود ہر دو کریمہ

ترجمہ۔ اور فقرہ لیس المراد الخ کی نسبت اعتراض وارد ہو سکتے ہیں انہیں کلام کرنیکی ضرورت نہیں کہ
لبیب وعقلمند پر ظاہر ہو سکتا ہے۔ اور شاید کہ عبارت محشی کی مضطرب ہو گئی ہو یا ناسخ یعنی کاتب سے تغیر
واقع ہو گیا ہو۔ پس اہلال کا تقیید جو ذبح کے ساتھ ہے اسکو چھوڑ کر تنہا ہونا بغیر کسی دلالت راجحہ کے نہیں
لائق ہے کیونکہ ایک جماعۃ سے علحدگی ہوتی ہے۔ پس اہلال ذبح کے تقیید کے ساتھ کہ انہیں مہلہ کا بھی تقید
ہو چار وجہ پر ہو سکتا ہے ایک اہلال اللہ سبحانہ کے واسطے۔ دوسرا غیر حق سبحانہ کے واسطے۔ تیسرا
اللہ سبحانہ کے نام سے چوتھا غیر حق سبحانہ کے نام سے۔ اور ان چار سے پانچ وجہیں اور نکلتی ہیں۔
ایک اہلال اللہ سبحانہ کے واسطے اسی کے نام سے دوسرے اللہ سبحانہ کے واسطے اسکے غیر کے نام
سے تیسرے غیر حق سبحانہ کے واسطے اللہ کے نام سے چوتھے غیر حق سبحانہ کے واسطے اسی غیر
کے نام سے پانچویں اللہ تعالی کے نام سے اس کے غیر کے نام کے ساتھ۔ پس اہلال اللہ تعالی
کے واسطے جو اسی کے نام سے ہو صحت ذبح کی نیت سے وہ حلال کے حکم میں ہے۔ اور اہلال اللہ
تعالی کے واسطے کہ اسکے غیر کے نام سے ہو۔ اور اہلال غیر خدا کے واسطے کہ خدا کے نام سے ہو
یا غیر خدا کے نام سے ہو۔ اور خدا کے نام سے غیر خدا کے نام کے ساتھ ہو عطف کی وجہ پر ہو یا
شرکت کی وجہ پر ذبح کے صحیح ہونے کی نیت سے۔ ان چاروں صورتوں میں
حکم حرام میں ہے موافق مقصود دو آیت کریمہ کے +

بیان وجوہ و اقسام اہلال بہ نیت خدا و غیر خدا بنام خدا و بنام غیر خدا و تفصیل حکم حلت و حرمت کی اُس پر

متن فی الهدایة والثانیة ان یذکر موصولاً علی وجه العطف والشرکة بان یقول بسم الله واسم فلان او یقول بسم الله وفلان او بسم الله ومحمدٍ رسول الله بکسر الدال فتحرم الذبیحة لانه اهل به لغیر الله قا هکذا فی الدر المختار باختلاف اللفظ ازیں عبارت ظاہر است کہ اہلال درین محل مراد بوقت ذبح است ہم چنین در کریمہ ما اهل به لغیر الله عموم مہلہ است باسم الله سبحانہ یا باسم غیر او سبحانہ از فاعل عام از مومن و کافر بتوسع فعل مجہول برائی فاعل عام یا افادہ نسبۃ از صلہ لام پس حاصل آنست ہر جانوریکہ آواز برداشتہ شود بہ یا بر او بوقت ذبح از مومن یا کافر باسم الله سبحانہ یا باسم غیر او سبحانہ بنا بر تقرب غیر خدای عزوجل ہمچو تقرب مخصوص باللہ سبحانہ و در کریمہ ما اهل لغیر الله به خصوص مہلہ است بجہت رجوع ضمیر مجرور باسم الله سبحانہ بقربش از فاعل عام از مومن و کافر بتوسع مذکور یا افادہ مسطور پس حاصل آنست ہر جانوریکہ آواز برداشتہ شود وقت ذبح از مومن یا کافر بنا بر تقرب غیر خدای ہمچو تقرب مخصوص الله سبحانہ باسم الله سبحانہ و تواند شد کہ ضمیر راجع بما موصولہ باشد ولیکن خلاف فصاحۃ باشد بعدش بی تحقیق فائدہ بلاغت م

ترجمہ کہ ہدایہ میں ہے۔ اور دوسرے یہ کہ ذکر کیا جاوے ملا کر عطف کی وجہ پر ہو خواہ شرکت کی اسطرح کہ کہے بسم الله واسم فلان یہ صورت عطف ہے یا کہے بسم الله وفلان یا بسم الله ومحمدٍ رسول الله کہ اسمیں لفظ محمد کی دال کی زیر ہو۔ اور یہ دونو مثالیں صورت شرکت کی ہیں۔ پس ذبیحہ حرام ہوگا کیونکہ وہ ذبح ہوا ہے ان الفاظ مذکورہ سے غیر اللہ کے لیے۔ اور ایسے ہی درمختار میں ہے اختلاف لفظ کے ساتھ۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اہلال اس محل میں مراد بوقت ذبح ہے یعنی وہ اہلال مراد ہے جو ذبح کے وقت ہو۔ پس آیت کریمہ ما اهل به لغیر الله میں مہلہ کا عموم ہے کہ اللہ کے نام سے ہو یا اسکے غیر کے نام سے۔ اور وہ مہلہ جس فاعل سے ہو وہ بھی عام ہے مومن ہو خواہ کافر کیونکہ فعل مجہول بسبب فاعل غیر معلوم کے فاعل کے عام ہونیکے لیے متوسع ہے مع فائدہ دینے نسبت کے صلہ لام سے یعنی صلہ لام سے فائدہ نسبت بھی اسی عموم فاعل کو حاصل ہو رہا ہے۔ پس حاصل یہ ہوا کہ جو کوئی جانور کہ اسکے ساتھ یا اسپر ذبح کیوقت مومن یا کافر سے اللہ سبحانہ کے نام سے یا غیر حق سبحانہ کے نام سے آواز بلند کی جاوے اللہ سبحانہ کی مخصوص قربت حاصل کرنیکی طرح اسکے غیر کی قربت حاصل کرنیکے لیے + اور آیۃ کریمہ ما اهل لغیر الله به کہ سورۂ مائدہ کے اول رکوع میں ہے۔ اسمیں مہلہ کا خصوص ہے۔ کیونکہ ضمیر مجرور بہ کی بسبب قریب ہونے اسم اللہ کی طرف اسکی جانب راجع ہے۔ اور یہی مہلہ مخصوص جس فاعل سے ہو وہ بسبب توسع مذکور کے مع افادہ مسطور کے اسی طرح عام ہے مومن ہو خواہ کافر۔ پس حاصل یہ ہوا کہ ہر کوئی جانور کہ ذبح کے وقت آواز بلند کیا جاوے یعنی پکارا جاوے مومن سے خواہ کافر سے خدا کی مخصوص قربت حاصل کرنیکی طرح اسکے غیر کی قربت حاصل کرنیکے لیے خدا کے نام سے + اور ہو سکتا ہے کہ ضمیر بہ کی ما موصولہ کیطرف

پس در ینصورت هم صلهٔ با، با شارت تخصیص مذکور بمعنی علی است باقتضای مفعول صلهٔ علی را بین معنیش نزدی علیه باشد و درین تحقیق زیادتی در تقریر در منه با ستفادهٔ معنی لنسبة از صلهٔ لام است و بس والله تعالی اعلم بالصواب. وآں مضر دعوی متفق علیه نیست بل بجاے خود ثابت است ش یعنی انتساب لغیر الله تعالی بنا بر تقربش ہمچو تقرب مخصوص الله تعالی از مومن حرام است نعوذ بالله سبحانه منه هم فتما الکلام ببلاغة المرام ولیکن نظر بامحار خطرات مالایعنی فضولی کرده می شود بدانکه اهمال ضمیر متصل نتواند شد بفائدهٔ تخصیص مفعول از ضمیر متصل بصلهٔ با، ش ازینجا پیدا می شود که اگر فائده تخصیص مفعول از ضمیر متصل بصلهٔ با، مراد نه شود اهمال ضمیر متصل لازم گردد هم و نیز بدانکه بر حرمت موقوف انتساب که ش بیان انتساب هم امری منوی است و دلالتی از لفظ اُهِلَّ نداشته شد چه شگفته شد اُهِلَّ به بمعنی نُسب مگر بمعنی مذکور والله تعالی اعلم

ترجمہ: پس اس صورت میں صلۂ با بھی بسبب اشارہ تخصیص مذکور کے بمعنی علی ہے کیونکہ مفعول صلۂ علی کو چاہتا ہے پس معنی اسکے نودی علیہ ہونے میں یعنی پکارا جاوے اسپر۔ اور اس تحقیق میں زیادتی در منہ کی تقریر میں صلۂ لام سے معنی نسبت کا فائدہ اٹھانے میں ہے اور بس واللہ تعالی اعلم بالصواب یہ امر دعوے متفق علیہ کو مضر نہیں ہے لیکن بجاے خود ثابت ہے کیونکہ شئ کو تقرب مخصوص خدا کے غیر خدا کی طرف اسکی قربت حاصل کرنے کی بنا پر مومن سے نسبت ہونا حرام ہے نعوذ باللہ سبحانہ منہ یہیں پر کلام اپنی بلاغت مقصود کے ساتھ پورا ہوگیا ولیکن مالایعنی خطروں کے مٹانے کا خیال کرکے فضولی کی جاتی ہے معلوم ہو کہ ضمیر متصل سے مفعول کو تخصیص کا فائدہ حاصل ہے اسلیے کہ بذریعہ صلۂ با مفعول ضمیر متصل ہے لہذا ضمیر متصل مہمل نہیں ہوسکتی اور اہمال ضمیر متصل لازم نہیں آتا۔ اسیجگہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ فائدہ تخصیص مفعول کا جو ضمیر متصل سے بذریعہ صلۂ با حاصل ہے مراد نہ ہوگا تو ضمیر متصل کا اہمال لازم آئے گا + اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ انتساب جسپر حرام ہونا منحصر رکھا ہے وہ ایک امر منوی ہے جو نیت سے متعلق ہے اسپر لفظ اُهِلَّ سے کوئی دلالت نہیں پائی جاتی کیونکہ اُهِلَّ بہ نسب یعنی نسبت کیا گیا کے معنے میں نہیں کہا گیا مگر معنے مذکور یعنی ذبح میں واللہ تعالی اعلم

اسکے انتساب پر کہ امر منوی ہے کوئی دلالت نہیں … بنا بر النسبة اٰل … ثابت ہے +

اتصال ضمیر … تخصیص … لزوم اہمال ضمیر … +

ادہ النسبة کا صلہ لام ہے

بس پس مرتفع شد زعم حرمت بمعنی نسبت از لفظ اُهِلَّ بِهٖ بنفی تقیید اہلال بوقتِ
ذبح هم و استفادہ معنی تعمیم از صراحتِ ما موصولہ مبطل تخصیص ذبیحہ است وحال
آنکہ سخن در تعلیم حلت و حرمتِ حیوانات مخصوص بذبح بس باشارۂ تخصیص مفعول
بضمیر متصل بصلۂ یا روصراحۃ استثنار لاحق هم است بخصوص نظم صراحتاً پس
تعمیم لغت بمقابلہ خصوص نظم نتواں گرفت نمی بینی کہ در ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ عموم
مَا موصولہ را در مقابلہ خصوص نظم مصرح گنجایش نیست بس پس مرتفع شد
زعم تعمیم کہ از صراحت مَا موصولہ تواند شد هم و تسمیہ باسد شرط ذبح و مزیلے
نجس بغیر نجس العین است تا آنکہ غیر ماکول اللحم هم مزکّٰی شود در حدِ خود نہ بہر خوردن
بس چنانکہ در فقہ مذکور است پس مرتفع شد زعم آنکہ منتسب لغیر اللہ تعالیٰ اگرچہ
از ماکول اللحم باشد در حکم نجس العین است کہ پاک نمیگردد بہ تسمیہ و تکبیر هم معنی مَا
ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ ترجمہ جانوری کہ ذبح کردہ شود از ذابح عام از مومن و کافر برائے اصنام

نزد اصنام

ترجمہ پس اب جو زعم حرمۃ کا نسبت کے معنی کے سبب لفظ اُهِلَّ بِهٖ سے بغیر تقیید اہلال کے ذبح کے وقت کے تھا
وہ بھی نہ رہا یعنی جن لوگوں نے اہلال کو ذبح کے وقت کے ساتھ مقید ہونیکی نفی کرکے یا مقید ہونے سے انکار کرکے اور
اُهِلَّ بِهٖ کو نسبت کے معنی میں لیکر حرمت کا زعم کیا تھا وہ بھی اُٹھا دیا گیا۔ اور معنی تعمیم کا استفادہ جو مَا موصولہ
سے صاف صاف ظاہر ہو رہا ہے۔ ذبیحہ کی تخصیص کو باطل کر رہا ہے حالانکہ کلام باعتبار خصوص نظم یا نظم کی خصوصیت
کے سبب اُن حیوانات کے حلال و حرام ہونیکی تعلیم میں ہے جو ذبح کے لیے مخصوص ہیں جسپر مفعول کی تخصیص سے اشارہ
ہو رہا ہے کہ صلہ بآء کے سبب ضمیر کے متصل ہونے سے یہ تخصیص ثابت ہے۔ اور پھر استثنار لاحق کی صراحۃ سے اسپر
صراحت ہے۔ لیکن تعمیم لغت خصوص نظم کے مقابلہ میں نہیں اختیار کیجا سکتی۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ کریمہ مَا ذُبِحَ
عَلَى النُّصُبِ میں مَا موصولہ کے عموم کو نظم مصرح کے خصوص کے مقابلہ میں جو خاص ہونے پر صراحۃ کر رہی ہے
اس عموم کی گنجایش نہیں ہے پس تو زعم تعمیم کا جو مَا موصولہ کی صراحۃ سے ہو سکتا تھا جاتا رہا۔ اور اللہ کا
نام لینا ذبح کی شرط ہے اور غیر نجس العین ذبیحہ کے پاک کرنیکی یہانتک کہ غیر ماکول اللحم بھی یعنی جس گوشت کا کھانا
ممنوع ہے اپنی حد میں پاک ہو جاتا ہے نہ کھانیکے لیے جیسا کہ فقہ میں مذکور ہے۔ پس یہ زعم بھی اٹھ گیا کہ غیر خدا کی
طرف نسبت کیا گیا اگرچہ ماکول اللحم ہو نجس العین کے حکم میں ہے کہ تسمیہ اور تکبیر سے بھی پاک نہیں ہوتا معنی کریمہ
مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ کے کہ سورۂ مائدہ کے اول رکوع میں ہے یہ ہیں۔ کہ وہ جانور جو عام ذبح کرنیوالے مومن اور

عموم ذابح از مومن و کافر بنا بر اشارت فعل مجہول بتوسع فاعل است ش
فی حاشیۃ انوار التنزیل قولہ وما ذبح علی النصب لعدم ذبحہ ذبحا شرعیا
ان کان الذابح کافرا او لموافقۃ الکفار ان کان مسلما م و ترک صلہ لام
بر بنائی شہرت انتساب لغیر اللہ تعالیٰ است ش فی انوار التنزیل وعلی
بمعنی اللام او علی اصلہا بتقدیر انتہی ولم یذکر التقدیر م واختیار صلہ
علی بر اشارت کراہت تعیین مکان ذبح پیش اصنام بدلالۃ علی بر ظرفیۃ استعلائی
مجازی بنا بر رفع مشابہت کفار سوائی حرمت انتسابی کہ مستفاد از صلہ لام متروک
است نہ ش بر اشارت کراہت م مکان عام سوائی نزد اصنام نمی بینی
ذبح بہ منا از شعار اسلام است و غیر آں چنانکہ در صحیح نسائی است ان رسول اللہ
صلعم کان یذبح وینحر بالمصلی + وغیر آں ناگزیر است ش پس مرتفع شد
زعم آنکہ تعیین مکان ذبح سبب حرمت و کراہت است م وباید دانست کہ مذبوح
علی النصب وما اہل بہ لغیر اللہ وما اہل لغیر اللہ بدو وجہ انتسابی

ترجمہ اسمیں ذابح کا عموم مومن ہو خواہ کافر فعل مجہول کے اشارہ کی بنا پر ہے جسمیں فاعل کا توسع ہے۔ چنانچہ حاشیۂ انوار
التنزیل میں ہے یعنی فرمانا اللہ تعالیٰ کا۔ جو چیز بتوں پر ذبح کی جاوے۔ یہ بسبب اسکے ذبح ذبح شرعی نہ ہونیکے ہے جبکہ
ذابح کافر ہو اور اگر مسلمان ہو کفار کی موافقت کے سبب ہے۔ پس وہ ذبح خواہ کسی سے ہو ذبح شرعی نہیں لہذا حرام
ہے۔ اور اس آیت میں ترک صلۂ لام غیر خدا کے انتساب کے شہرت کی بنا پر ہے۔ جیسا انوار التنزیل میں ہے۔ اور
علی بمعنی لام ہے یا اپنی اصل پر ہے کسی تقدیر کے ساتھ۔ آخر ہوا کلام صاحب تفسیر کا۔ حال یہ ہے کہ مفسر نے تقدیر
کو ذکر نہیں کیا۔ اور صلہ علی کا اختیار کرنا تعیین مکان ذبح کی کراہت پر کہ بتوں کے سامنے ہو اشارہ کر رہا ہے
یعنی یہ کہ بتوں کے سامنے ذبح کی جگہ مقرر کرنا کراہت میں ہے اسپر صلۂ علی کے اختیار کرنے سے اشارہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ
علی ظرفیت پر دلالت کرتا ہے جسمیں استعلائی مجازی ہے اور یہ اس بنا پر کہ کفار کی مشابہت نہ ہو نہ بسبب حرمت
انتسابی کے جو صلۂ لام سے مستفاد ہے کہ وہ متروک ہے۔ نہ اشارہ کراہت عام مکان کا ہے سوائے بتوں کی نزدیکی کے
کیا تمھیں نہیں معلوم کہ ذبح کی تعیین مقام میں شعار اسلام سے ہے اور سوائے اسکے اور مکان۔ جیسا صحیح نسائی میں ہے
کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذبح یا نحر یعنی اونٹ قربانی عیدگاہ میں کرتے تھے۔ اور اسکے سوا اکثر دیگر
چارہ نہیں ہے۔ پس یہ زعم بھی اٹھا دیا گیا کہ تعیین مکان ذبح یعنی ذبح کیلیے جگہ مقرر کرنا حرمت و کراہت کا سبب ہے۔ اور معلوم ہو کہ
کے اعتبار سے مذبوح علی النصب۔ اور ما اہل بہ لغیر اللہ۔ اور ما اہل لغیر اللہ دو وجہ

توافق و تغایر فی آیۃ کریمہ
ما ذبح علی النصب و ما اہل
بہ لغیر اللہ و ما اہل لغیر اللہ بہ

متحد است معنا پس اگر ذبح دون التسمیہ مراد نباشد فائدہ تخصیص ما ذبح علی النصب از ما اھل بہ لغیر اللہ وما اھل لغیر اللہ بہ نتواند شد و با تحاد تکرار بے فائدہ خواہد شد یا اہمال عطف و خود ظاہر است کہ از لفظ ذبح دلالتی بر معنی تسمیہ نیست چنانکہ از اُھِلَّ است ش فی حاشیۃ انوار التنزیل والاولی ان یفرق بان ھذا یشتمل ما لم یسم احد عند ذبحہ ھم و بتقریر در دسند زیادت اشارت مکانی از صلہ علی است وبس واللہ تعالی اعلم و کیفیۃ اشارت مکانی مخالف مذہب اہل سنۃ وجماعۃ نباشد و از انجا کہ سخن در حرمۃ حالۃ بر علت موت است الا ما ذکیتم متعلق از ما بعد ما اُھِلَّ لغیر اللہ بہ است ش فی حاشیۃ انوار التنزیل قولہ من ذلک اشارۃ الی ما ذکرہ فی قولہ والمنخنقۃ وما بعدھا فیکون الاستثناء راجعا الی الجمیع ھم ومعنی ذلکم فسق ط ترجمہ خوردن اینہمہ حرمات کبائر است

ترجمہ انتساب کی وجہ میں متحد ہیں یعنی بتوں پر ذبح کیا ہوا۔ اور غیر خدا کے لیے بغیر تسمیہ ذبح کیا ہوا۔ یہ سب ذبیحے باعتبار معنی نسبت ہونے کی وجہ میں ایک سے ہیں۔ پس اگر بدون تسمیہ کے ذبح ہونا مراد نہ ہوگا تو ما ذبح علی النصب سے بتوں پر ذبح ہونے کی تخصیص کا جو فائدہ حاصل ہے وہ ما اُھِلَّ بہ لغیر اللہ اور ما اھل لغیر اللہ بہ سے کہ یہ بھی غیر خدا کے واسطے بت کی طرح ذبح ہونا ہے حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور بسبب اتحاد معنی کے تکرار بے فائدہ ہوگی اور عطف مہمل ہو جائیگا۔ اور آیت اول میں خود ظاہر ہے کہ لفظ ذبح سے تسمیہ کے معنی پر کوئی دلالت ایسی نہیں ہے جیسا کہ اُھِلَّ سے ہے۔ چنانچہ حاشیہ انوار التنزیل میں ہے کہ مناسب تریہ ہے کہ یوں فرق کیا جاوے کہ یہ شامل ہے اس چیز کو کہ کوئی تسمیہ نہیں کیا گیا اسکے ذبح کے وقت اور در دسند کی تقریر میں بھی صلہ علی سے یہی اشارت مکانی کی زیادتی ہے اور بس واللہ تعالی اعلم اور کیفیت اشارت مکانی اہل سنت وجماعت رحمہم اللہ کے مخالف مذہب نہیں ہوتی ہے۔ اور چونکہ کلام حرمت وحلت میں علت موت پر ہے تو الا ما ذکیتم یعنی مگر جو تمنے ذبح کیا۔ کہ جزو آیت مذکورہ ہے۔ یہ استثنا متعلق ہے مابعد ما اھل لغیر اللہ بہ سے۔ جیسا حاشیہ انوار التنزیل میں ہے کہ ذلک سے (جو قول صاحب تفسیر ہے) اس چیز کی طرف اشارہ ہے جسکو خدا تعالی نے اپنے قول میں ذکر کیا ہے اور وہ والمنخنقۃ اور اسکا مابعد ہے۔ پس اس صورت میں استثنا سب کی طرف راجع ہوگا۔ اور معنی ذلکم فسق کرکے کہ یہ بھی جزو آیت مذکورہ کا۔ یہ ہیں کہ ان سب حرام کی ہوئی چیزوں کا کھانا بڑا گناہ ہے +

معنی تسمیہ

تعلق الا ما ذکیتم بمابعد ما اھل

معنی ذلکم فسق بلحاظ خطاب موضع مع افادہ حرمت واشارت معنی ذلک

و این حکم بر تخصیص مصرح عنہ مشار الیہ حسی قریب است کہ میتۃ تا اَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْاَزْلَامِ
است و فسق بمعنی کار بد است بدلیل خطاب بمومنان چہ مومن بعمل حرام کافر نمی شود و
خطاب و اشعار بمومنین از حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ واضح شد چہ حلت و حرمت شرعی بمومنان است
نہ بکافران هم بخلاف کافران کہ منسوب بکافر در ضمن کفر اوست پس مرتفع شد
زعم آنکہ عامل و آکلش کافر گفتہ شود هم بدانکہ در کریمہ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا
سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ
وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ٥ ترجمہ مشروع نکردانید اللہ تعالیٰ از بحیرہ و سائبہ و وصیلہ و
حام حلت یا حرمت را ولکن آنانکہ کفر کردند افترا میکنند بر اللہ تعالیٰ دروغ را بانچہ اختیار کردہ اند
حرمتہ و اکثر آنان نمی فہمند + ای افترا را کہ از سابقین شان آمدہ یا عذاب و عقاب افترا +

ترجمہ - اور یہ حکم مصرح عنہ مشار الیہ حسی قریب کی تخصیص پر ہے یعنی ایسی چیزوں کی تخصیص پر ہے جنکی
تصریح ہو چکی ہے اور انکی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور وہ ازروئے حس کے قریب ہیں کیونکہ لفظ ذٰلِکَ اسم اشارہ حسی قریب کا ہے۔ کہ یہ
میتۃ سے لیکر اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ تک آیۃ کریمہ مذکورہ میں بالتصریح مذکور ہیں۔ اور فسق کے معنی اسجگہ بری کام کے ہیں۔ بدلیل
کہ خطاب آیۃ کریمہ میں مومنین کی طرف ہے کیونکہ مومن عمل حرام سے کافر نہیں ہوتا ہے۔ اور یہ خطاب اور آگہی مومنین کی طرف حُرِّمَتْ
عَلَيْكُمْ سے ظاہر ہے۔ کیونکہ شرعی حلت و حرمت مومنوں کے واسطے ہے نہ کافروں کے لیے بخلاف کافروں کے کہ فسق
جو کافر کے ساتھ منسوب ہے وہ اسکے کفر کے ضمن میں ہے۔ پس یہ زعم اٹھا دیا گیا کہ اسکا کرنیوالا اور کھانیوالا کافر کہا جاوے +
معلوم ہو کہ آیت کریمہ جو سورہ مائدہ کے چودھویں رکوع میں ہے مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا
وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ترجمہ
یعنی اللہ تعالیٰ نے بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام میں سے کسیکو حلال یا حرام ہونیکے لیے مشروع نہیں کیا یعنی اللہ
کی طرف سے انکی شرع کے موافق حلال یا حرام ہونیکی قید ان چیزوں کے ساتھ نہیں لگی ہے۔ ولیکن جنھوں نے کفر کیا وہی اللہ پر
جھوٹ کا بہتان لگاتے ہیں ایسی چیز سے کہ حرام ہونا انھوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ اور ان میں اکثر نہیں سمجھتے ہیں اس بہتان کو
کہ اسی قسم کے بہتان انکے اگلوں سے بھی ہو چکے ہیں۔ یا اس بہتان کے عذاب و عقاب سے ناسمجھ ہیں۔ وصیلۃ بروزن فعیلۃ وصل سے نکلا ہے جسکے
معنے جوڑ بنانے والا ہیں۔ یہ اصطلاح میں اس بکری کو کہتے ہیں جو سات بار بچہ مادہ جنکر آٹھویں بار نر و مادہ دو بچے توام جنے۔ اور حام کہ در اصل
حامی تھا مصدر حمایت سے جسکے معنی بچانا ہیں اصطلاح میں۔ یہ وہ اونٹنی ہے جو دس بچے لائق سواری کے جنکر آیندہ سواری سے آزاد کردی گئی ہو
زمانہ جاہلیت میں ان دونوں کو آزاد کرکے انکا ذبیحہ اور گوشت حرام جانتے تھے کہ اسلام میں حسب الحکم کریمہ مذکورہ یہ حرمت ممنوع ہوگئی کہ کفار کا اللہ پر
بہ افتراء کذب تھا۔ اور بحیرہ بروزن فعیلہ بحر سے نکلا ہے معنی کان پھاڑنا یعنی وہ اونٹنی جو کان پھاڑ کر آزاد کر دیجاے کہ زمانہ جاہلیت میں اسکو حرام جانتے تھے

باید دانست کہ سائبہ ماخوذ است از سَیب بفتح اول و سکون ثانی بمعنی رفتن پس
سائبہ رونده است و در اصطلاح ناقہ است کہ گذاشتہ شود مرفوعۃ الانتفاع بہا بر
مراد نص مجید پس حیوان رونده غیر ناقہ را ہم بریں قیاس سائبہ میتواں گفت چنانکہ
دریں دیار ہند کافران بزعم خیر نفس خود یا غیر خود گاواں را مرفوع الانتفاع میگزارند
و حرمتش افترائے صریح کافران ہست **ش** تخصیص سخن در سائبہ ازانست کہ سخن
در حرمتش رفتہ **م** ازینجا کہ سخن حرمت در ما اهل به لغير الله وما اهل لغير الله به ہست سائبہ شامل
فكلوا مما ذكر اسم الله عليه تواند شد **ش** ازینجا ردّ آنست کہ سائبہ را حرام
گفتند و حیوانی را کہ بنام بزرگان مخصوص گردد در حکم سائبہ گرفتند **م** **تنبیہ** اگر
نیکو بنگری غالباً بجز ایمان و صوم و صلوٰۃ و ما یتعلق بہم ہمہ افعال ظاہر و باطن لوجہ
اللہ تعالیٰ معلّق لغیرہ تعالیٰ است چنانکہ دادن چیزی بکسی لوجہ تعالیٰ و اضحیہ
حضرت نبی الرحمۃ صلعم از برای امت و اضحیہ حضرت مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

ترجمہ اور سمجھنا چاہیے کہ لفظ سائبہ سیب سے نکلا ہے جس میں سین پر زبر اور یا کا جزم ہے بمعنے اسکے چلنے کے
ہیں تو سائبہ کے معنی چلنے والا ہوے۔ اور اصطلاح میں اُس اونٹنی کو کہتے ہیں جو مرفوعۃ الانتفاع بہا چھوڑ دی
جاتی ہے یعنی اس غرض سے کہ اُس سے کسی قسم کا نفع نہ لیا جاوے بلکہ اُس سے نفع حاصل کرنا موقوف اور ا
مرفوع سمجھا جاوے کہ آیت مجید میں یہی مراد ہے۔ پس ہر جانور چلنے والے کو بھی جو اونٹنی کے علاوہ ہیں
اسی قیاس پر سائبہ کہہ سکتے ہیں جیسا کہ اس ملک ہندوستان میں کافر لوگ اپنے نفس کی یا غیر کی طرف
خیر و خیرات کا گمان کرکے گائے بیلوں کو مرفوع الانتفاع چھوڑ دیتے ہیں اور وہ سانڈ کہلاتے ہیں۔ اور
اسکا حرام ہونا صریح کافروں کا بہتان و افترا ہے۔ اور سائبہ میں خاص کلام کرنا اس وجہ سے ہے کہ کلام اسی کی
حرمت میں واقع ہوا ہے حالانکہ اسکی حرمت کافروں کی طرف سے محض افترا ہے۔ اور چونکہ کریمہ ما اهل به
لغير الله اور بما اهل لغير الله به میں حرمت کی گفتگو ہے پس سائبہ کا کریمہ فكلوا مما ذكر اسم
الله عليه کے شامل ہونا چاہیے جو سورۂ انعام کے چودھویں رکوع میں ہے جسکے معنے یہ ہیں کہ کھاؤ اس چیز
کو جس پر اللہ کا نام لیا جاوے۔ پس سائبہ ماکولات میں ہو سکتا ہے۔ اب یہاں پر انکا رد بھی ہو گیا جنھوں نے سائبہ
کو حرام کہا۔ اور اس جانور کو جو بزرگوں کے نام سے مخصوص ہوتا ہے حکم سائبہ میں لیلیا **تنبیہ** اگر غور سے دیکھے
تو تمام افعال ظاہر و باطن کے جو خدا تعالیٰ کی رضا میں ہوں سوائے ایمان اور روزہ اور نماز کے اور جو کچھ انکے متعلق ہے

سائبہ اور نذر وہ جانور کہ
مرفوع الانتفاع بغرض خیر
چھوڑے جاتے ہیں مثل
سائبہ حرام نہیں ہیں کہ
انکی حرمت افترائے صریح
کفار ہے اور ایسے ہی وہ جانور
کہ مخصوص بنام بزرگان ہوں
حرام نہیں وہ حکم سائبہ میں ہیں

وامتہ از بہر حضرت نبی الرحمۃ صلعم وغیرہ صلعم کہ تا این دم است فی المشکوٰۃ عن حنش
قال رایت علیا یضحی بکبشین فقلت لہ ما ھذا فقال ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اوصانی ان اضحی عنہ فانا اضحی عنہ ش این مسئلہ در
اہل سنت وجماعۃ مکتوب ومعروف است ودرین تنبیہ اہتمام آنست کہ انتساب لغیرہ تعالی
لوجہ تعالی از حسنات است با ابطال ادعاء آنکہ انتساب لغیر اللہ تعالی مطلقاً حرام است
وجزائی عمل لغیر عامل نمی رسد ھم وگفتہ شد کہ حرمت سائبہ بسبب عدم خروج از ملک مسیّب
است بسبب عدم مقبوضیتش از جانبی دیگر انتہی وحال آنکہ خارج میشود بمجرد اخراج
بدانکہ خروج بذاتہ شی از ملک مخرج مشروط بقبض قابض غیرش نیست مگر
بعرض قصد شرط پس خروج مشروط بقبض بالحال یا بالمستقبل صوری یا معنوی

ترجمہ اور اُمت کا حضرت نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور آپ کے غیر کے واسطے اس وقت تک جاری ہے۔ کہ مشکوٰۃ میں حضرت حنش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ دو مینڈھوں کو ذبح کرتے تھے تو میں نے آپ سے کہا یہ کیا ہے پس فرمایا حضرت نے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کیا کروں پس میں آپ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔ یہ مسئلہ اہل سنت وجماعۃ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے اور مشہور ہے۔ اور اس تنبیہ میں اثبات کا اہتمام ہے کہ غیر خدا کے واسطے خدا کی وجہ میں منسوب ہونا حسنات سے ہے جس میں اس دعوی کرنے کا ابطال ہے کہ غیر خدا کی طرف منسوب ہونا مطلق حرام ہے یعنی مطلق غیر خدا کی طرف نسبت ہونے سے حرام ہونے کا دعویٰ باطل ہے۔ اور نیز یہ دعویٰ بھی باطل ہے کہ عمل کا بدلہ غیر عامل کو نہیں پہنچتا ہے۔ اور یہ جو کہا گیا کہ سائبہ حرام ہونا سائبہ چھوڑنے والے کی ملک سے خارج نہ ہونے کے سبب ہے کیونکہ کسی دوسرے کی طرف سے اس پر قبضہ کیا جانا نہیں پایا جاتا لہذا ملک غیر پر تصرف حرام ہے حالانکہ مسیّب یعنی سائبہ چھوڑنے والے کی ملک سے اسکو خارج کرتے ہی سائبہ اسکی ملک سے خارج ہو جاتا ہے۔ معلوم ہو کہ کسی چیز کا خارج کرنے والے کی ملک سے بذاتہ نکل جانا اسکے غیر قابض کے قبضہ کرنے پر مشروط نہیں ہے مگر قصدِ شرط عارض ہونے سے مطلب یہ کہ مالک کو اپنی ملک سے کسی چیز کے خارج کرنے پر اس چیز کے بذاتہ اسکی ملک سے نکل جانے کیلئے یہ شرط نہیں ہے کہ جب تک غیر اس کا قابض نہ ہو تب تک اصل وہ چیز مالک کی ملک سے خارج نہیں ہوتی ہے بلکہ مالک کے خارج کرتے ہی خروج شی ثابت ہو جاتا ہے مگر جبکہ مالک نے اپنے ارادہ میں دوسرے کے قبضہ کی شرط پر اسکو اپنی ملک سے خارج کیا ہو اس وقت اس شی کے خروج کیلئے شرط قبضہ ثابت ہو جائیگی اور وہ شی مالک کی ملک سے نکلنے کیلئے کسی غیر قابض کے قبضہ کرنے پر مشروط ہوگی۔ پس ایسا خروج شرط بقبض بالحال یا بالمستقبل صوری یا معنوی

خروج شی کا ملک سے غیر قابض کے قبضہ پر مشروط نہیں ہے مگر قصد کرنے سے مشروط ہو۔ وبیان حقیقت قبضہ کہ امر معنوی ہے بعض وقت

حب الشرط صحیح است ازانجا کہ حقیقتِ قبض از روح مصرف بتعریف مصرف حقیقی است بر قبض معنوی مانعی حقیقتاً نتواند شد و ازینجا کہ جزای اضحیہ نفسہا است لقولہ علیہ السلام سمنوا ضحایا کم فانہا علی الصراط مطایاکم + نہ بغیرہا در صورت عدم خروج از ملک فعل اختیار اضحیہ حضرت نبی الرحمۃ صلعم از بہر امت بر خلاف حقیقت خواہد بود العیاذ باللہ تعالیٰ من سوء الفہم والاعتقاد +

وازینجا است کہ نذر بنفس منذور بہ برائے منذور لہ غیر اللہ تعالیٰ و تصرف بمصارف لوجہ تعالیٰ نیابتاً از طرف منذور لہ بضرورت صحیح است و حساب بر ذمہ نائب پس ہوشیاری در کار لازم او باشد و نیز بدانکہ انتساب لغیرہ تعالیٰ ہمچو انتساب مخصوص اللہ تعالیٰ از مومن نتواند شد بدلالت ایمان

ترجمہ حب الشرط صحیح ہے یعنی جس کا خارج ہونا قبض کے ساتھ مشروط ہو خواہ وہ قبضہ کی شرط اُسی وقت کے لیے ہو یا آیندہ کے لیے اور وہ خروج ظاہر کا ہو یا باطن کا جیسی شرط ہو اُسی کے موافق وہ خروج مشروط صحیح ہے۔ کیونکہ حقیقت قبض کی مصرف کی روح سے مصرف حقیقی کی تعریف کے سبب کہ اس قبض معنوی پر کوئی مانع حقیقتاً نہیں ہو سکتا ہے یعنی اصل میں قبض مصرف کی روح کا ہے اور یہ تعریف مصرف حقیقی کی یعنی کسی حق حقیقی پھیرنے والے کو اپنے ارادہ کا پھیر لینا ہے اور یہی حقیقت قبضہ کی ہے جو ایک امر معنوی ہے اس معنوی قبضہ پر کوئی منع کرنے والا حقیقت میں نہیں ہو سکتا ہے۔ اور چونکہ قربانی کا بدلہ نفس قربانی سے ہے نہ اُسکے غیر سے اسلیے کہ فرمایا ہے حضور علیہ السلام نے کہ اپنی قربانیوں کو تم موٹا کرو کیونکہ وے پل صراط پر تمہاری سواریاں ہیں۔ پس درصورت ملک کے خارج نہ ہونیکے حضرت نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمت کیواسطے قربانی کرنیکا اختیاری فعل حقیقت کے خلاف ہوگا خدا کی پناہ بری سمجھ اور اعتقاد سے + اور یہیں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نفس منذور بہ کا منذور لہ غیر اللہ کے واسطے نذر کرنا۔ اور مصارف لوجہ اللہ تعالیٰ میں منذور لہ کی طرف سے بضرورت نائب بنکر تصرف کرنا صحیح ہے۔ اور حساب نائب کے ذمہ۔ پس کام میں ہوشیار رہنا اسکو لازم ہے۔ یعنی خاص کسی چیز نذر مانی ہوئی کو خدا کے سوا جسکے لیے نذر مانی ہو نذر کرنا۔ اور اس نذر کو ایسے کاموں میں کہ خدا کی وجہ میں ہوں کسی دوسرے شخص کا اُس شخص کی طرف سے جسکی نذر مانی ہو نائب بنکر خرچ کرنا یا تصرف مصارف لوجہ اللہ بضرورت صحیح ہے یعنی ضرورت کی صورتیں۔ نائب کو حساب صحیح رکھنا اور کام میں ہوشیار رہنا لازم ہے اور اسکی بھگتان نائب کے ذمہ ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ انتساب غیر خدا کی طرف مثل انتساب مخصوص خدا کے مومن سے بوجہ دلالت اسکی ایمان کے نہیں ہو سکتا یعنی جیسا خاص خدا کے لیے نذر وغیرہ میں چیزیں منسوب ہوتی ہیں بعینہ اسیطرح اُسی اعتقاد سے غیر خدا کی طرف کسی چیز کا منسوب کرنا مومن سے نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ ایمان مومن کو ایسے اعتقادات کیطرف جس سے شرک پیدا ہو رہنمائی نہیں کرتا اور نہ ایسے امر کا مقتضی ہوتا ہے کیونکہ ثبوت ایمان مومن کا اسکی نفی پر دلالت کر رہا ہے +

[illegible]

پس حق تقوی اللہ تعالیٰ آنست کہ از منتسبات لغیرہ تعالیٰ کہ لوجہہ تعالیٰ نباشد پرہیزد تا آنکہ از آب پاک از دست غافل **سخن** پرہیزدھم کہ فعلش لغیر اللہ تعالیٰ بود از ینجا است کہ فعل خود ہم وقت غفلت لغیر اللہ تعالیٰ است و بی شبہ ظلمت منتسبات بغیر اللہ تعالیٰ را جز صاحب دل نتواند دریافت و ہمچنین است ظلمۃ حرمۃ کسبی اشیاء مکسوبۃ **سخن تنبیہ** از ینجا ردِّ قولی است کہ منتسب لغیر اللہ تعالیٰ عموماً از حیوان و غیر آن حرام است بدلیل کریمہ مَا اُهِلَّ الخ و منتسب مشرک است بدلیل کریمہ ذٰلِکُمْ فِسْقٌ ھم واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال والیہ المرجع والمآل۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا + اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی آلہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ پس حق تقویٰ خدائے تعالیٰ کا یہ ہے کہ جو چیزیں غیر خدا کی طرف منسوب ہوں اور خدا کی وجہ میں نہ ہوں خدا سے ڈر کر ان سے پرہیز کرے یہاں تک کہ پاک پانی سے بھی اگر غافل کے ہاتھ کا ہو پرہیز کرے کیونکہ اس کا فعل غیر خدا کے واسطے ہے۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنا فعل بھی غفلت کے وقت غیر خدا کے لیے ہے۔ اور اسمیں شک نہیں کہ غیر خدا کی طرف نسبت کی ہوئی چیز دل میں ظلمت ہوتی ہے لیکن بجز صاحب دل دوسرا اسکو نہیں جان سکتا۔ اور اسی طرح جو چیزیں کسب کردہ ہیں یعنی اپنی محنت و سعی پر بھروسہ کرکے حاصل کی ہیں اور خالص تحفہ خدا کی نہیں ہیں انکی ظلمت حرمت کسبی کو بھی ایسا ہی خیال کرنا چاہیے یعنی انکی ظلمت حرمت کسبی صاحب دل کے سوا اور نہیں معلوم کرسکتا **تنبیہ** اب یہاں پر ان لوگوں کا قول بھی رد ہوگیا جنکے نزدیک غیر خدا کی طرف منسوب کی ہوئی چیز عام ایسی کہ وہ جاندار سے ہو خواہ بیجان سے آیت کریمہ مَا اُهِلَّ الخ کی دلیل سے حرام ہے۔ اور یہ مذکور ہوچکا ہے کہ اس آیت میں کلام صراحتاً جاندار اشیاء کی حرمت میں واقع ہوا ہے بالخصوص مومن کی نسبت ایمان کی دلالۃ سے اسکا حرام ہونا بھی نہیں ثابت ہوتا بلکہ افترا ہوسکتا ہے۔ دوم انکا یہ کہنا بھی رد ہوگیا کہ نسبت کرنیوالا کریمہ ذٰلِکُمْ فِسْقٌ کی دلیل سے مشرک ہے حالانکہ فسق برا کام ہے۔ پھر مومن حرام فسق سے بھی کافر نہیں ہوتا انتہا یہ کہ گنہگار کہا جاوے۔ پس مشرک کریمہ مذکورہ سے کیسے ہوسکتا ہے۔ اور حقیقت حال کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ اور اسکی طرف رجوع و انجام کار ہے۔ اے رب ہمارے اگر ہمسے بھول ہوئی ہو یا ہم سے خطا کی ہو تو ہمسے مواخذہ نفرما یو۔ اے اللہ درود و سلام بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ نبی رحمۃ ہیں اور آپکے آل و اصحاب پر جیسے تجھے انسے محبت ہے اللہ تو انکو پسند کرتا ہے اور انکو ہمارا حقیقی شفیع کر اور انکے طفیل ہم پر رحمت نازل کر برحمتک یا ارحم الراحمین آمین والحمد للہ رب العالمین۔

منتسب لغیر اللہ کو بکریمہ ما اھل الخ عموماً حرام نہیں
اور منتسب مشرک بکریمہ ذٰلکم فسق الخ مطلقاً

ذکر کیفیۃ فضل ذکر میلاد حضرت سید العالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [۲۴]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ و اصحابہ واتباعہ اجمعین + اعلم ان وقت الولادۃ مع السعادۃ والکرامۃ والرحمۃ لحضرۃ رحمۃ للعالمین اکرم الاوقات بکرامۃ کلیۃ لانہ مظہر زمانی لمظہر الحسنات کلہا وسبب حصولہا فیومہا ولیالیہا ش نقل عن بعض الشافعیۃ ان افضل اللیالی لیلۃ مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم رد المختار باب الاحرام ہر وشہرہا وعامہا کذا واعلموا ان ہذا وقت ینتظر الیہ الانبیاء والملائکۃ وما ہو اہل بالانتظار فسروا بظہورہ صلعم

ترجمہ ذکر بیان فضیلت ذکر میلاد حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [۲۵]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین می ستائیم خدائے را و یاری می خواہیم ازو و درود می فرستیم بر رسول او کہ نام پاکش محمد است صلعم۔ و او را شفیع میگردانیم۔ و درود می فرستیم بر آل او و اصحاب او و بر پیروان او تمامہ۔ بدانکہ ہر آئینہ وقت ولادت حضرت رحمت عالمیاں کہ با سعادت و کرامت و رحمت است بکرامت کلیہ مکرم ترین ہمہ اوقات است۔ ازانکہ وقت ولادت شریف مظہر ہمہ حسنات است مظہر زمانی است یعنی آں زمان محل ظہور مظہر جمیع حسنات است۔ و سبب حصول حسنات است پس روز ولادت و شب ولادت و ماہ ولادت و سال ولادت شریف ہمچنان است کہ وقت ولادت شریف یعنی از ہمہ روزہا و شبہا و ماہہا و سالہا گرامی تر است چنانچہ منقول است۔ کہ از بعض شافعیہ کہ افضل شبہا شب پیدایش او صلی اللہ علیہ وسلم است۔ از رد المختار باب الاحرام۔ و بدانید کہ ہر آئینہ این وقت است کہ انبیاء و ملائکہ او را انتظار میکشیدند و آنچہ او اہل است با انتظار۔ پس شادی نمودند بظہورش صلعم

ذکر کیفیت فضل ذکر میلاد حضرت سید العالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وقت ولادت اکرم الاوقات بکرامت کلیہ مظہر زمانی و لیالیہا

۲۵ ذکر بیان فضیلت ذکر میلاد حضرت سید عالم صلعم

وقت ولادت و روز و ماہ و سال ولادت صلعم

علی ما انعم اللہ تعالیٰ رحمته التی توقفت علیٰ شهوده صلعم کما قال اللہ
تعالیٰ وما ارسلناك الا رحمة للعالمین خصوصاً بظهوره وعموماً بوجوده
صلعم وقوله صلعم للسائل عن صوم یوم الاثنین ذلك یوم ولدت فیه
اشارة الی شرف الیوم وتعظیمه بالتعبد فیه والسرور فیه بولادته صلعم
شکر اللہ الرحمٰن باظهاره ایاه رحمة للعالمین واوصی النبی صلعم بلالاً
بصوم یوم الاثنین وقال فیه ولدت وفیه انزل علیّ (ای الوحی) وفیه هاجرت و
فیه اموت الحدیث فالتعیین لما ینبغی فیه ظاهر فمن یعظمه باتیان
الحسنات ویفرح بولادته صلعم فیه فیشکر بنعمائه سبحانه ومن لا فلا
وقد تقرر من یفرح بنعمة المنعم لیفرح به ومن یفرح بشخص لیفرح به
فلیس الامر ممنوعاً الی الیوم الاخر فقال علمائنا شکر اللہ سعیهم ذکر
ولادته صلعم باجتماع الناس فی یوم معین بدعة حسنة بالاجماع

ترجمہ – بر آنکہ خدائے برتر رحمت خود را تمام کرد کہ متوقف بر شہود او صلعم بود چنانچہ فرمود خدائے برتر در آخر سورۂ انبیاء وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ۰ و نفرستادیم ترا مگر رحمت برائے عالمیان ۔ و این فرستادن رحمت خصوصاً بظہور اوست صلعم و عموماً بوجود او صلعم ۔ و فرمودن او صلعم برائے پرسندۂ از روزۂ روز دوشنبہ ۔ این روزے است کہ درو آفریدہ شدم ۔ اشارت ہست سوئے شرف این روز و تعظیمش بہ پرستیدن و عبادت کردن است درو و بشاد شدن درو بولادتش صلعم منت پذیری خدائے رحمٰن بظاہر نمودنش مر او را رحمت برائے ہمہ عالمیان ۔ و وصیت فرمود نبی صلعم حضرت بلال را رضی اللہ عنہ بروزہ داشتن یوم دوشنبہ فرمود آفریدہ شدم درو ۔ و نزول وحی شد برمن درو ۔ و ہجرت کردم درو ۔ و بمیرم درو الحدیث ۔ پس تعیین برائے آنچہ کہ زیبا است درو ظاہر است پس ہر کہ گرامی و بزرگ دارد آن روز را بآوردن حسنات ۔ و شاد شود بہ پیدایش او صلعم درو پس او شکر بجا آرد بہ نعمتہائے او سبحانہ ۔ و ہر کہ چنان نکند پس او شکری بجا نیاورد ۔ و مقرر شدہ است ہر کہ شاد شود بہ نعمت منعم البتہ شاد شود او بآنکس ۔ و ہر کہ شاد شود بشخصی ہر آئینہ شاد شود از آن شخص و پس این امر تا روز آخر ممنوع نیست ۔ و گفت علمائے ما خدائے برتر سعی شان را مشکور دارد ۔ کہ ذکر ولادت او صلی اللہ علیہ وسلم باجتماع آدمیان در روز معین بدعت حسنہ است ۔

ولا اصل له في الشرع الشريف للحيثية المجموعية وفي القرون الثلثة المنيفة
وبعضهم استخرجوه قياسا كما ذكر المتاخرون واخذوا به فقد انتصرت عبارات
المعتبر من كتاب سبيل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد قال انما احدثه ملك
عادل عالم وقصد به التقرب الى الله تعالى وحضر عنده فيه العلماء والصلحاء
من غير نكير منه وارتضاه ابن دحية وصنف له من اجله كتابا فهؤلاء
علماء متدينون رضوه واقروه ولم ينكروه انتهى وفي الباعث على انكار
البدع والحوادث وقال مثل هذا الحسن يندب اليه ويشكر فاعله ويثنى
عليه وفي الدر المنظم وقد عمل المحبون للنبي صلعم فرحا بمولده الولائم
فمن عمل ذلك الشيخ ابو الحسن المعروف بابن فضل قدس الله سره ويوسف
الحجازي وقال رايت النبي صلعم ودرالي وقال لاضربنك وكان بيده قضيب
فقلت لاي شيء يا رسول الله فقال حتى لا تبطل المولد ولا السنن

ترجمہ وہ در شرع شریف برائے او باین حیثیت مجموعیہ اصلی نیست و نہ در قرون ثلاثہ منیفہ یعنی در زمان
صحابہ و تابعین وغیرہ کہ عہد بزرگ است یافتہ شد۔ و بعض شان از روی قیاس او را برآوردہ اند
چنانچہ متاخرین ذکر کردند و باو برگرفتند۔ پس ہر آئینہ من برچیدم عباراتی کہ درین مسئلہ تغیر کردہ شدند کہ
از کتاب سبیل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد است۔ گفت جز این نیست کہ او را پادشاہے عادل و عالم کہ
ملک اربل بود پیدا نمودہ و بدو ارادہ نزدیکی سوی خدای برتر کردہ۔ و درین امر پیش او علماء و صلحا بی انکار
او حاضر آمدند۔ و او را ابو الخطاب ابن دحیہ کلبی پسندیدہ۔ و ازین رو برای شاہ کتابی تصنیف کردہ کہ نامش
التنویر فی مولد البشیر والنذیر است۔ پس این ہمہ علمای با دیانت بآن راضی شدند و او را اقرار نمودند و او را انکار
نکردند۔ انتہی۔ و در کتاب الباعث علی انکار البدع والحوادث است کہ گفت ہمچنین ہر آئینہ کار نیک است
کہ از محاسن فکویہا برشمردہ شود۔ و فاعلش شکر کردہ شود۔ و برا و ستایش و ثنا کردہ آید۔ و در کتاب در منظم
کہ تحقیق محبان و دوستداران نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنا بر شادی مولدش صلعم دعوتہا ترتیب دادن معمول نمودہ
پس کسیکہ این کار کرد و عمل نمود شیخ ابو الحسن المعروف بابن فضل است قدس اللہ سرہ و یوسف حجازی کہ گفت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم را دیدم و او بمن متوجہ شد و فرمود البتہ ضرور خواہم زد ترا و در دست مبارکش صلعم شاخ
درخت بود پس گفتم یا رسول اللہ بچہ سبب پس فرمود تا آنکہ مولد را باطل نکنی یعنی فرو نگذاری و نہ سنتہا را فروگذاری۔

بیان کیفیت بنائے میلاد شریف

میلاد شریف [illegible] فاعلش [illegible]

بیان معمول [illegible] میلاد [illegible]

ویقول الشیخ ابو یوسف موسیٰ الزرهونی رأیتُ النبیّ صلعم فی النوم فذکرتُ له ما یقوله الفقهاءُ فی عمل الولائم فی المولدِ فقال صلعم من فرح بنا فرحنا به، انتهیٰ وفی قولٍ زید والمحبُّ مع احبابه ویقول المنصورُ الشار رأیتُ النبیّ صلعم فی المنامِ یقول لی قل له لا یبطله یعنی المولد وما علیک ممن اکل وممن یاکل انتهیٰ وقال الحافظ وقد ظهر لی تخریجه علیٰ اصل ثابتٍ فی الصحیحین من انّ رسولَ الله صلی الله علیه وسلم قَدِمَ المدینةَ فوجدَ الیهودَ یصومون یوم عاشوراء فسألهم فقالوا هذا یومٌ اغرق الله فیه فرعون ونجیٰ موسیٰ فنحن نصوم شکراً لله تعالیٰ فقال انا احقُّ بموسیٰ منکم فصامه وامر بصیامه فیستفاد منه فعلُ ذٰلک شکراً لله تعالیٰ علیٰ مامنَّ بهٖ فی یومٍ معینٍ من ایداع نعمةٍ ودفع نقمةٍ ویعاد ذٰلک فی نظیرِ ذٰلک الیوم فی کل سنةٍ والشکر لله تعالیٰ یحصل بانواع العباداتِ والسجودِ والقیامِ والصدقةِ والتلاوة

ترجمہ ومیگوید شیخ ابو یوسف موسیٰ زرهونی که نبی صلی الله علیه وسلم را در خواب دیدم و با و صلعم ذکر کردم آنچه او را فقهاء میگویند در عمل دعوتها در بیانِ مولدِ مبارک ۔ پس فرمود صلعم هر که شاد شد بما شاد شدیم باد انتهیٰ ۔ و در قولے زیاده کرده شد این که دوست دارنده با دوستانِ خود است ۔ و منصور بشار میگوید که نبی صلی الله علیه وسلم را در خواب دیدم که میفرماید مرا ۔۔۔ بگو او را که باطل نه کند او را یعنی مولد را فرد نه گزارد و کرده باشد ۔ و نیست بر تو از کسیکه خورد و از کسیکه نه خورد انتهیٰ ۔ وگفت حافظ که این تخریج برائی من ظاهر شده است تخریج او یعنی برآوردنِ او بر اصلے که ثابت است که در صحیحین است از بینکه تحقیق رسولِ خدا صلی الله علیه وسلم بمدینه در آمد پس یهود را یافت که روزه روزِ عاشوره میداراند ۔ پس پرسید آنها را پس گفتند این روزیست که خدای برتر درین روز فرعون را غرق کرده و موسیٰ علیه السلام را نجات داده ۔ پس ما روزه میداریم بنا بر شکر برائی خدائے برتر ۔ پس فرمود صلعم سزاوارتریم از شما بموسیٰ پس روزه داشت صلعم آنروز را و امر فرمود بروزه های او ۔ پس از و مستفاد میشود و فائده حاصل آید که اینچنین فعل بنا بر شکر برائی خدائی برتر است بر آنچه که منت نهاد باو درین روزِ معین از ایجادِ نعمت و دفع نقمت یعنی عذاب ۔ و باز گردیده شود این فعل در نظیرِ همین روز از هر سال تا آنکه عادت گیر و معتاد شود + و شکر برائے خدائی برتر حاصل آید بر اقسامِ عبادات و سجدها و قیام و صدقه و تلاوت

وای نعمة اعظم من النعمة ببروز هذا النبی الکریم نبی الرحمة
وقال شیخنا رحمه الله تعالی فی فتاواه عندی ان اصل عمل المولد
هو اجتماع الناس وقرأة ما تیسر من القرآن وروایة الاخبار الوارد
مبدء امر النبی صلعم وما وقع فی مولده من الآیات ثم یمد لهم سماط
ویأکلون من غیر زیادة علی ذلک من البدع الحسنة التی یثاب
صاحبها لما فیه من تعظیم قدر النبی صلعم واظهار الفرح والا
بمولده الشریف قال وقد ظهر لی تخریجه علی اصل آخر غیر الا
وهو ما رواه البیهقی عن انس ان النبی صلعم عق عن نفسه بع
انه ورد ان جده عبد المطلب عق عنه فی سابع ولادته صلعم وا
لا تعاد مرة ثانیة فیحمل ذلک علی ان هذا فعله صلعم اظها
ایجاد الله تعالی ایاه رحمة للعالمین وتشریفا منه صلعم کما کان

ترجمہ۔ وکدام نعمت گرامی تر است ازیں نعمتی کہ ایں نبی کریم نبی رحمت است دریں روز آشکا
وگفت شیخ ما رحمہ اللہ تعالی در فتاوای خود کہ نزد من است آنکہ اصل عمل مولد کہ از اجتماع وگرد
است وخواندن از قرآن آنچہ آسان باشد وخواندن روایت اخبار کہ در مبدء امر نبی صلی اللہ علیہ
وارد شدہ یعنی در امر مبدء خلقت نور نبی صلعم مذکور آمدہ وآنچہ در جاہای پیدایش او صلعم از آیات
واقع شدہ ۔ باز گسترانیدہ شود و دراز گردد برائے شان سفرہ کہ بخورند از آن و باز گردند
بر آن ایں ہمہ از بدعت حسنہ است کہ صاحب وعامل آنہا بر ایں ہمہ ثواب و مزد دادہ شود از
از تعظیم قدر نبی صلعم واظہار شادی است وشادشدن است بمولد شریف نبی صلعم
وتحقیق ظاہر شد برائے من تخریج او یعنی بر آوردن ایں عمل بر اصلے دیگر غیر آنکہ اول
بیان کردہ ۔ وآن آنچہ بیہقی اورا از انس رضی اللہ عنہ روایت کردہ کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم از نفس مبارک خود بعد نبوت قربانی کرد وعقیقہ فرمود با آنکہ تحقیق وا
کہ جدش عبد المطلب در روز ہفتم ولادت شریف او صلعم قربانی عقیقہ کردہ ۔ وعقیقہ
باز نہ گردد ۔ پس حمل شود ایں بر آنکہ ایں فعل او صلعم اظہار است برای شکر بر ایجاد خدا
پیدا کردن اورا رحمت عالمیان واز روئے تشریف است از و صلعم چنانکہ بر

بیان عمل مولد کہ در دہلی می شود •

تخریج دیگر عمل مولد از حدیث عقیقہ اظہار شکر کردن
ولادت است ومنع منکرات شرعی در این عمل +

كذلك فيستحب لنا ايضاً اظهار الشكر بمولده واطعام الطعام ونحو
ذلك من وجوه القربات والمبرات انتهى وفي شرح سنن ابن ماجة الصواب
انه من البدع الحسنة المندوبة اذا خلا عن المنكرات شرعاً انتهى ومن
المواهب اللدنية قد رؤي ابولهب بعد موته في النوم فقيل له ما حالك
قال في النار الا انه خفف عني كل ليلة اثنين وامص من بين اصبعي
هاتين ماء واشار براس اصبعيه وان ذلك باعتاقي لثويبة عند ما
بشرتني بولادة النبي صلعم وبارضاعها له وفي معراج المسلمين عن ابن عباس
بن عبد المطلب قال كنت مواخياً لابي لهب ومصاحباً له فلما مات وقد
اخبر الله تعالى عنه ما اخبر فحزنت عليه وهمني امره فسألت الله عز وجل
ان يريني اياه في المنام قال فرأيت ناراً تلهب فسألته من حاله فقال الى
النار في العذاب فلا يخفف عني العذاب الا ليلة الاثنين من كل الليالي و
الايام فانه يرفع العذاب عني قلت وكيف ذلك فقال ولد في تلك الليلة محمد صلعم

ترجمہ نفس مبارک خود درود وصلوٰۃ میخوانند ہمچناں پس مستحب است برای ما نیز اظہار شکر بمولد او صلعم و طعام
خورانیدن ومثل این کہ از وجوہ قربات ومبرات است یعنی از اسباب نزدیکیہا ونکوییہا است بحضرت حق انتہی
ودر شرح سنن ابن ماجہ است کہ صواب آنست کہ او از بدعت حسنہ مندوبہ است یعنی کار نو است نیک از محاسن
وخوبیہای شمار کردہ شدہ ہرگاہ کہ از منکرات کہ شرع از و باز داشتہ خالی باشد واز مواہب لدنیہ است کہ تحقیق
ابولہب بعد موت خود در خواب دیدہ شد پس گفتہ شد او را چہ حال است ترا پس گفت او در آتش است مگر آنکہ
تحقیق ہر شب دوشنبہ از من عذاب سبک کردہ شود یعنی تخفیف عذاب شود۔ ومی مکم از میان این ہر دو انگشتان
من آب را۔ وایما کرد بسر ہر دو انگشتان خود۔ وہر آینہ این تخفیف باز آزاد کردن من است ثویبہ را وقتیکہ مرا خوشخبری
داد او بولادت نبی صلعم وبشیر دادن او نبی صلعم را۔ ودر معراج المسلمین است از ابن عباس بن عبد المطلب
گفت من مواخی ومصاحب ابولہب بودم یعنی با او برادری وصحبت میداشتم پس ہرگاہ کہ او مرد وتحقیق خدائی برتر او
آگہی داد بآن خبری کہ بود پس حزن کردم براو وامر او مرا اندوہ آورد۔ پس خواستم از خدا تعالی کہ مرا بنماید بر خواب مر او را۔ گفت پس دیدم آتش را
کہ زبانہ میزند وشعلہای انگیزد پس پرسیدم او را از حال او پس گفت کہ سوی آتش است در عذاب یعنی حال آتش وعذاب کہ در و مبتلا بود بیان کرد وگفت کہ
این عذاب از من سبک نمیشود مگر شب دوشنبہ از ہر شبہا وروزہا پس ہر آئینہ آن عذاب آن شب از من دور کردہ گردد۔ گفتم چگونہ است پس گفت زائیدہ شدہ درین شب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

تخفیف عذاب ابولہب در ولادت صلعم
ابولہب از حدیث ابن عباس رض

فجاءتني امة فبشرتني بولادته ففرحت بمولده واعتقتها فرحا فاثابني الله
بان رفع عني العذاب في كل ليلة اثنين لذلك انتهى قال ابن الجوزي
فاذا كان هذا ابولهب الكافر الذي نزل القران بذمه جوزي في النار بفرحه
ليلة مولد النبي صلعم فما حال المسلم الموحد من امته عليه السلام يسر بمولده
ويبذل ما تصل اليه قدرته في محبته صلعم لعمري انما يكون جزاؤه من الله
الكريم ان يدخله بفضله العميم جنات النعيم ولا زال اهل الاسلام يحتفلون
بشهر مولده عليه السلام ويعملون الولائم ويتصدقون في لياليه بانواع الصدقات
ويظهرون السرور ويزيدون في المبرات ويعتنون بقراءة مولده الكريم ويظهر
عليهم من بركاته كل فضل عميم ومما جرب من خواصه انه امان في ذلك
العام وبشرى عاجلة بنيل البغية والمرام فرحم الله امرءا اتخذ ليالي شهر
مولده المبارك اعيادا ليكون اشد علة على من في قلبه عناد ولقد اطنب
ابن الحاج في المدخل في انكار ما احدث الناس من البدع والاهواء والتغني

ترجمہ وکنیزکی پیش من آمدہ مرا مژدہ داد بولادت او صلعم پس شاد شدم بہ پیدایش او صلعم و آزاد کردم او را
پس مرا مزد داد خدای برتر آنکہ دور کرد از من عذاب در ہر شب دوشنبہ بسبب این انتہی - گفت ابن جوزی پس ہرگاہ — بانی میلاد را بشارت بدخول
کہ این ابولہب کافر بود آنکہ قرآن بذم او بہ بد گفتن او فرود آمدہ در آتش ثواب دادہ شد بشادی شب پیدایش او — جنت وعموم فضل +
صلعم پس چہ حال مسلم موحد است از امت او صلعم کہ بہ پیدایش او صلعم شادی کند و آنچہ کہ برسد سوی او قدرتش
یعنی ہر چہ بتواند در محبتش صلعم صرف نماید - بجان من جزای نیست کہ باشد جزای او از خدای کریم آنکہ داخل کند
او را بفضل عمیم خود در جنات نعیم - وہنوز زائل نشدہ دائم وقائم است کہ اہل اسلام بماہ پیدایش حضور علیہ السلام — بیان اینکہ تا ایندم اجماع
محافل ومجالس ترتیب میدہند - ودعوتہا می آرند - ودر شبہای او اقسام صدقات قسمت میکنند - وشادیہا — است بر میلاد +
وانمایند - ودر نکوئیہا زیادت کنند - ونیز بخواندن مولد نبی کریم اہتمام واشتغال میدارند کہ از برکات او بر ایشان ہر
فضل عام ظاہر آید - واز آنچہ آزمایش کردہ شدہ از خواص او آنکہ ہر آئینہ او امان است در این سال ومژدہ زود — خواص میلاد در رفع
یا نزدیک است بہ بر آمدن ہر حاجت ومراد - پس رحم کرد خدای بر مردی را کہ او شبہای ماہ مولد مبارک او صلعم — حاجات +
عیدہا گرفتہ بر کسیکہ در دل او عناد است این سخن تر وگران تر باعث وعلت بود - والبتہ تحقیق ابن الحاج در مدخل زبان — بیان منہیات کہ در
دراز کردہ در انکار آنچہ کہ آدمیان او را احداث کردہ وپیدا نمودہ از انواع بدعت وخواہشات نفسانی وسرائیدن — میلاد نباید +

بالآلات المحرمۃ عند عمل المولد الشریف فاللہ تعالی یثیبہ علی قصدہ الجمیل ویسلک بنا سبیل السنۃ فانہ حسبنا ونعم الوکیل انتہی وھکذا من العلماء الصلحاء فیقول الحزین واللہ ولی التوفیق البدعۃ کلھا سیئۃ لقولہ صلعم کل بدعۃ ضلالۃ فالکلام یمنع تخصیص ش ھو وجہ زائد علی وجہ متحد الذی بہ العموم م البعض من العام ش ھو مشترک فی وجہ متحد م بما ش متعلق بالتخصیص ای بوجہ الذی م یعارض بالضد ما ش ای وجہا الذی م بہ العموم فلا یسع التاویل فلزم التساقط ولافادات الکل التاکید والحصر وھو یمنعان الاستدراک والاستثناء والتخصیص وقد لا یفید ش الکل التاکید والحصر م فھو ثابت الاستثناء والاستدراک والتخصیص فالفرق ش ذاھر م بینہما ش ای کل للتاکید والحصر وکل لغیرھما بالاستثناء وغیرہ المذکور م فان التخصیص لا یزیل اشتراک ش

ای وجہ متحد م الذی بہ العموم

ترجمہ بآلات ومزامیر محرمہ کہ شرع اور احرام داشتہ وقت عمل مولد شریف۔ پس خدای برتر او را ثواب دہد بر قصد او کہ جمیل نیک ہست۔ و ببرد ما را براہ سنت۔ پس ہر آئینہ او بس است ما را و نیکو است وکیل انتہی۔ و ہمچنان است از علما کہ ہمچنان اند و صاحب صلاح اند و اکنوں میگوید ایں اندوہگیں۔ وخدای برتر صاحب توفیق است۔ کہ بدعۃ تمام خود است بنا بر قول او صلعم کل بدعۃ ضلالۃ یعنی ہر بدعۃ گمراہی است۔ پس ایں کلام شریف باز دارد تخصیص بعض را از عام یعنی از عام تخصیص بعض را منع میکند۔ و تخصیص وجہی است زائد بر وجہ متحد آنکہ با و عموم است۔ و عام آنکہ او مشترک است در وجہ متحد۔ و ایں منع تخصیص بعض از عام در کلام حدیث ازیں وجہ است کہ او یعنی وجہ تخصیص معارض بضد گردد آنوجہ را کہ باو عموم است۔ پس ایں معارضت کہ بضد است تاویل را گنجایش ندارد پس تساقط لازم شد۔ و از آنکہ لفظ کل تاکید و حصر را نفع می دہد۔ و ہر دو یعنی تاکید و حصر استدراک و استثناء و تخصیص را منع میکنند۔ وگاہے لفظ کل حصر و تاکید را مفید نشود پس او با استثناء و استدراک و تخصیص ثابت است۔ پس فرق میان ہر دو ظاہر است یعنی کل برائے تاکید و حصر۔ و کل برای غیر ایں ہر دو یعنی با استثناء و استدراک و تخصیص مذکورہ۔ پس ہر آئنہ تخصیص اشتراک را کہ وجہ متحد است آنکہ باو عموم است زائل نمی کند۔

الحاشیہ: اہل سنت و اخص الخواص اہل حق ہیں۔

بیان کل ایضاً… حدیث شریف کل بدعۃ ضلالۃ

تعریف عام و تخصیص

لفظ کل چوں مفید حصر و تاکید است مانع استدراک استثناء و تخصیص است و ہرگاہ نہ باشد مفید این است و بیان فرق کل دریں

والعموم والخصوص لا يعتبران الا في العوارض فلا يجتمعان في التعارض
ش الكلام المحقق تفسير و دليل على دعوى منع التخصيص بوجه الذي
يعارض بالضد وجه الذي به العموم م فكيف تخصيصها ش اي البدعة
من العام م وتحسينها ش استدلوا على صحة بدعة حسنة بقول عمر رض
فيما قيل في اثبات التراويح ان رسول الله تعالى صلعم صلى التراويح بجماعة
فترك جماعتها من خوف نزول فرضيتها على امته صلعم فيصلونها في بيوتهم
منفردين فلما زال سبب تركها هو خوف نزول فرضيتها اعاد جماعتها عمر رض
فقيل هذه بدعة فقال عمر رض نعمت البدعة م فقوله اي عمر نعمت البدعة
جوابا فيما قيل بدعة لا يدل على انها بدعة عنده رض اذ كانت صلاها رسول
الله تعالى صلعم بجماعة بل اعادة ش والاعادة ليست ببدعة م فهي
ش اي البدعة م احداث مفسدة في الدين وما ليس بمفسدة ليس ببدعة
فتسميته ما ليس بمفسدة بالبدعة الحسنة مسامحة اللفظ مجازا على ما لم يوجد عنده م في الكتاب

بيان المقصد لقول عمر رض نعمت البدعة

ترجمه عموم و خصوص تعبیر کرده شوند مگر در عوارض پس در تعارض مجتمع نه شوند. زیرا این کلام محقق
حدیث شریف تفسیر و دلیل است برین دعوی که تخصیص بدعت ممنوع است که آن وجه وجهی را که با عموم سنت
معارض بضد باشد. پس چگونه تخصیص بدعت بوده از عام و چگونه تحسین بدعت باشد از مثلا التسن تا آنکه بدعت
حسنه گفته آید. و حال اینکه بر صحت بدعت حسنه دلیل آورده اند از قول حضرت عمر رضی الله تعالی عنه در آنچه
که گفته شده است در اثبات تراویح و آن نیست که رسول خدای تعالی صلی الله علیه وسلم هر آئینه نماز تراویح بجماعت
خواند. پس جماعتش ترک فرمود از خوف نزول فرضیتش بر امتش صلعم. پس مردمان در خانهای خود تنها تنها
میخواندند. و هرگاه سبب ترک جماعت که آن خوف نزول فرضیت تراویح بود دور شد عمر رضی الله عنه جماعتش باز گردانید
پس گفته شد این بدعت است. پس فرمود عمر رضی الله عنه نیکو است این بدعت. پس قول عمر رضی الله عنه نعمت البدعة
یعنی نیکو است این بدعت. بطور جواب با آنچه گفته شد بدعت است دلیل نشود برآنکه او بدعت باشد نزد وی رضی الله عنه
زیرا که رسول خدای تعالی صلی الله علیه وسلم ادا با جماعت خوانده است پس بدعت نیست بلکه اعاده است. و اعاده بدعت
نبود. پس او یعنی بدعت احداث است که چیزی نو آوردن است در دین بطور فساد کننده تا ازان در دین رخنه و فساد ظهور
و آنچه مفسد نیست بدعت نیست پس چیزی را که مفسد نیست بدعت حسنه نام نهادن مسامحت لفظ است از آنکه بطور مجاز

عموم و خصوص در عوارض عارض شوند و در تعارض مجتمع نه شوند +

بیان مراد قول عمر رض نعمت البدعة فیما قیل بجماعة تراویح اعاده است نه بدعت +

تعریف بدعت و مسامحت به تسمیه حسنه +

فی اثبات ان ذکر ولادتہ صلعم احسن الذکر و تفسیر کریمہ واذکروا نعمۃ اللہ الخ

والسنۃ صراحتًا واقتضاءً افاعلم قال اللہ تعالٰی وَاذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَ
اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِّنَ الْکِتٰبِ وَالْحِکْمَۃِ یَعِظُکُمْ بِہٖ ط وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ
بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ہ فذکرہ صلعم فرض موبد علی انہ صلعم نعمت اللہ تعالٰی
برسالتہ تعالٰی قرینۃ ما الحق وتوقف النزول وتخصیل ذکر الکتاب والحکمۃ
علی الرسول وکیف استثناءہ صلعم من نعمۃ اللہ تعالٰی وقد قال اللہ تعالٰی
لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْہِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِہِمْ یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِہٖ
وَیُزَکِّیْہِمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ہ
والتحذیر علی محا الخیر الاقرہ التنبیہ علی النفاق بالحق یوکدہ ممن فی انوار التنزیل
نعمت اللہ التی من جملتہا الہدایۃ وبعثۃ محمد علیہ السلام وفی مدارک التنزیل
نعمت اللہ بالاسلام وبنبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم وقال اللہ تعالٰی ورفعنا لک ذکرک الآیۃ

ترجمہ و سنت از روے صراحت و اقتضا تر و شان ثبات شد یعنی استعمال این لفظ صحیح تر اندرفتن است در اینکه که معنی مسلمانست
آئین مجاز است چه بر عقد حسنہ بر چیز نام ہا دکہ در باب سنت تر و شان بطور صراحت و اقتضا ثابت شد۔ پس بداں کہ فرمودہ خداے
برتر در سورۂ بقر رکوع بست و نہم وَاذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَمَا اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِّنَ الْکِتٰبِ وَالْحِکْمَۃِ یَعِظُکُمْ
بِہٖ ط وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ہ و یاد کنید نعمت خداے برتر کہ بر شما است و آنچہ کہ فرود
آورد بر شما از کتاب و حکمت کہ پند میدہد آنچہ شما را۔ و بترسید خدا را و بدانید کہ ہر آئینہ خدا بہر چیز بسیار دانا است۔ پس ذکر او صلی اللہ
علیہ وسلم فرض و برابست یعنی فرض است دائمی بر آنکہ او صلعم نعمت خداے برتر است برسالتش صلعم بنا بر قرینہ چیزیکہ لاحق شدہ است
از انزال و بیند و تعلیم۔ و توقف نزول بر او صلعم۔ و تحصیل ذکر کتاب و حکمت بر رسول یعنی آمیختنش بر رسول صلعم موقوف آمدہ۔ مستثنا کردن
او صلعم از نعمت خداے برتر چگونہ میشود حالانکہ تحقیق فرمودہ است خداے برتر در سورۂ آل عمران رکوع ہفدہم لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ
عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْہِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِہِمْ یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْہِمْ وَیُعَلِّمُہُمُ
الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ہ ہر آئینہ بتحقیق منت نہاد خداے برتر بر
مومنان بایں کہ برانگیخت یا فرستاد میان شان رسول را از نفسہاے شان کہ بخواند بر ایشان آیات او را و صاف کند درون شان
و کتاب و حکمت می آموزد ایشان را اگرچہ بودند پیش ازیں در گمراہی ظاہر۔ و آن تحذیر یعنی ترسانیدن کہ در کریمۂ اولی است بمخالفت نعمت و ایں تنبیہ و آگہی در کریمۂ ثانی
کہ بر نفاق است بانچہ کہ لاحق شدہ موکد میکند او را۔ کہ در انوار التنزیل است کہ نعمت خدا آنکہ از جملۂ او ہدایت است و بعثت یعنی فرستادن محمد صلعم۔ و در مدارک
التنزیل است کہ نعمت خدا باسلام است و بنبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ و فرمودہ خداے برتر در سورۂ شرح وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ الآیہ و بلند کردیم ما خاص براے تو ذکر تو

در بیان اثبات آنکہ ذکر ولادت او صلعم احسن الذکر است و تفسیر کریمہ واذکروا نعمۃ اللہ الخ

ذکر او صلعم فرض موکد

و او صلعم نعمت خدا است

تفسیر کریمہ لقد من اللہ الخ

فان ذكر فضائله وشمائله صلعم عموماً كان وسيلة التقرب الى الله تعالى ا
الله تعالى ونبى الانبياء فاعجازه منها ش اى من فضائله وشمائ
هم فكان فى المجالس الانبياء واصحابهم واصحابه صلعم وفى الملائكة
الله تعالى ان الله وملائكته يصلون على النبى يا ايها الذين ا
عليه وسلموا تسليما ه والصلوة على النبى شاملة لذكره صلعم واختلف
فى انها فرض او واجب وما فى ولادته صلعم اعظم الاعجاز لانه لا يشتبه
بالعقليات والنقليات والسمعيات قال فى التنوير فى مولد البشير ا
عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما كان يحدث ذات يوم فى بيته وقا
ولادته بقوم فيستبشرون ويحمدون واذا جاء النبى صلى الله عليه وسلم قا
حلت لكم شفاعتى الحديث وفيه عن ابى الدرداء انه مر مع النبى صلعم ا
بيت عامر الانصارى يعلم وقائع ولادته لابنائه وعشيرته ويقول هذا اليوم

ترجمه پس هر آینه ذکر فضائل وشمائل او صلعم بالعموم وسیله تقرب بود بسوی خدای برتر ازانکه او ر
برتر است ونبی انبیاء است - پس اعجاز او صلعم هم ازین فضائل وشمائل اوست صلعم - پس ای
وشمائل او صلعم در مجالس انبیاء واصحاب شان واصحاب او صلعم بود - وهم در مجالس ملائکه چنانکه فرمود خدا
برتر در سورهٔ احزاب رکوع هفتم ان الله وملائکته یصلون علی النبی یا ایها الذین امن
صلوا علیه وسلموا تسلیما ه یعنی هر آینه خدای برتر وفرشتگان او درود می فرستند بر نبی ای
آنانکه گرویده اند بفرستید درود بر او وسلام که حق تسلیم است یا بیارید که سپردنی بامر است - وصلوة بر
شامل است ذکر او را صلعم - وعلماء اختلاف کرده اند در انکه صلوة بر نبی صلعم فرض است یا واجب - وآنچه در ولا
اوست صلعم گرامی ترین اعجاز است ازانکه او بعقلیات ونقلیات وسمعیات مشتبه نمی شود - گفت
در کتاب التنویر فی مولد البشیر النذیر از ابن عباس رضی الله تعالی عنهما که روزی
در خانه خود واقعات ولادت شریف او صلعم از قومی بیان می کرد وایشان شادی شدند وحمد میگفتند که
ناگاه نبی صلی الله علیه وسلم آمد فرمود برای شما شفاعت من واجب شد تا آخر حدیث - ودر
از ابی الدرداء رضی الله عنه که او با نبی صلعم سوی خانه عامر انصاری رضی الله عنه گذشت که او واقعا
ولادت شریف او صلعم پسران وخویشان خود را آموخت ومی گفت همین روز -

هذا الیوم فقال النبی صلی الله علیہ وسلم ان الله فتح علیك ابواب الرحمة
والملائكة یستغفرون الحدیث فانه ثابت فكیف یكون بدعة حسنة
لوجوده فی القرون الاولی ش فاستدلال الخ علی انه لیس ببدعة حسنة
كما قال قد ذكر ولادته صلعم الخ م فذكر ولادته صلعم علی الحیثیة المرجحة
احسن علی اصل الشرع فاصله بقوله صلعم تعامل الصالحین حق الحدیث
والتعامل الذی لا یوجد فی الكتاب والسنة صریحا واقتضاء فالقیاس
والاجماع تعامل یوجد فی الاشارة والاستنباط او باستحسانه وقوله صلعم
من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها + وما راه
المسلمون حسنا فهو عند الله حسن ولا تجتمع امتی علی الضلالة + فاعلم انه
لیس الحسن الا وهو فی الكتاب والسنة صراحتا واقتضاء او اشارتا

ترجمہ تا ایں روز۔ پس فرمود نبی صلعم ہر آئینہ خدا برتو درہائے رحمت بکشاد و فرشتگان آمرزش میخواہند تا آخر حدیث۔ پس ہر آئینہ کہ او ثابت است پس بدعت حسنہ چگونہ شود ازانکہ در قرون اولی یعنی در زمانہ صحابہ وغیرہ یافتہ می شود کہ وجود او از حدیث ثابت آمدہ کہ گفتہ شد۔ و اختیار دلیلے دیگر زاں کہ او بدعۃ حسنہ نیست ایں قول است چنانکہ گفت۔ پس ذکر ولادتش صلعم بریں حیثیت مرجحہ نیکوتر است کہ بر اصل شرع است۔ پس اصل او بقول او صلعم است کہ تعامل الصالحین حق الحدیث یعنی تعامل صلحا حق است تا آخر حدیث۔ و تعامل عملے است آنکہ از کتاب و سنۃ بطور صراحت و بطور اقتضا یافتہ نہ شود۔ پس قیاس و اجماع تعامل است کہ یافتہ می شود در اشارات و استنباط۔ یا تعامل استحسان او است یعنی بہ نیک پنداشتنش بعمل آوردہ شد۔ و بقول او صلعم من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها یعنی ہر کہ روش گرفت در اسلام شیوہ نیک پس برای او است اجر آں سنت حسن و اجر آنکس کہ عمل کرد باں طریق نیکو۔ وما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن یعنی چیزے کہ مسلمانان او را نیک دیدند پس او نزد خدا نیک است ولا تجتمع امتی علی الضلالة یعنی امت من بر گمراہی گرد نخواہد آمد۔ پس بدانکہ ہر آئینہ کیفیت نیست کہ حسن نیست مگر وا او در کتاب و سنۃ است بطور صراحۃ و بطور اقتضا یا بطور اشارت یعنی حسن ہمو است کہ او از کتاب و سنت بطور صراحت و بطور اقتضا یا بطور اشارت بر آید۔

حسن ہمو است کہ در کتاب
و سنت است بصراحت و اقتضا
یا باشارت یا قیاس بقول
نقص کریمہ +

بقوله سبحانه الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم

الاسلام دیناً + ولا رطب ولا یابس الا فی امام مبین ہ ای ماھو مقصود فی

الباب او قیاساً والقیاس علی الحسن حسن فوقع فی ضمن الاکمال مما سبق و

لحق من الرضاء ووقع الاکمال حتی القیاس فی الرضاء علی الاحادیث الشریفة

المرویة + فالضلالة ھی الفساد فی الدین فھی بدعة ما وجدت فی الاصول

الاربعة المسلمة فالاصل ش لذکرہ صلعم علی الحیثیة المروّحة م

من حیث اجماع الصلحاء علی استنباط القیاس لقوله صلعم ظاھر فمن

ینکر الاجماع الذی صحّ وان قیل کل للتاکید والحصر فمعناہ کل ما احدث مبتدعاً

فی الدین فھو بدعة سیئة فیقابله کل ما احدث مصلحاً فی الدین فھو نعمة

ترجمه بقول او سبحانه اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ

لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ہ که در سورۂ مائدہ برکوع اول است ـ یعنی امروز برای شما دین شما کامل نمودم و

تمام کردم بر شما نعمت من و پسندیدم برای شما اسلام را از روی دین ـ و کریمه لا رطب ولا یابس الا فی

امام مبین ہ که در سورۂ انعام برکوع ہفتم است ـ یعنی نیست تر و نه خشک مگر در امام مبین یعنی در لوح

محفوظ است ـ یعنی آنچه که او مقصود درین باب است ـ یا بطور قیاس برآید ـ و قیاس بر حسن حسن است پیدا

شد قیاس در ضمن اکمال که او تمام کردن دین است یعنی قیاس در ضمن اکمال دین در آمد از آنچه سابق شد و لاحق آمد از رضا و

واقع شد اکمال تا قیاس که در رضا است بر احادیث شریفه مرویه ـ مراد آنکه حسن آنست که او در کتاب و سنت است خواہ لفظاً

او یافته شود خواہ باقتضاء یا باشارت بقول او سبحانه که اکمال دین برائے شما و اتمام نعمت بر شما امروز که زمان این نبی امی است

انجامیدم و پسندیدم برائے شما انقیاد را برای اکمال دین و اتمام نعمت خود که رضا حسن است ـ پس تا که ولادت شریفه حضور صلعم که او نعمت خدا است پیدا

ذ اسلام و اکمال دین از این کریمه کتاب اشارتاً یافته شد ـ و آنچه که او مقصود ہست درین باب ہست که ہم رطب و یابس درین کتاب ہست و ہر چیست

یا حصار ہست درین امام مبین که لوح محفوظ است پس اشارت یا حصار مقصود ہم درین باب ہست یا بطور قیاس از کتاب و سنت برآید و آن نیز که قیاس بر

حسن حسن است پس قیاس در ضمن اکمال دین واقع شده چه قیاس از آنچه که سابق آمد و لاحق شد از رضا حق است برائے اکمال دین ـ و اکمال تا قیاس واقع شده

چه قیاس که در رضا حق است بر احادیث شریفه مرویه در تحت حسن است پس قیاس بر حسن حسن آمد در ضمن اکمال دین از رضا ـ و اکمال تا قیاس است که در رضا

بر احادیث شریفه ـ پس ضلالت که او فساد ہست در دین پس او بدعت است که او در اصول اربعه مسلمه که کتاب و سنت و قیاس و اجماع است یافته نشده و

اصلی که از حیثیت اجماع صلحا بر استنباط قیاس برائے ذکر او صلعم برین حیثیت مروجه ہست و بقول او صلعم ظاہر است ـ پس منکر او انکار خواہد کرد اجماع را

آنکه صحت یافته است ـ و اگر گفته شود که لفظ کل برای تاکید و حصر است ـ و معنی حدیث آنکه ہر آنچه که نو آورده شد بطور فساد آورنده در دین پس او

بدعت سیئه است پس مقابل او خواہد شد ہر آنچه که نو آورده شد بطور اصلاح کنندہ در دین پس او نعمت

قیاس بر حسن حسن است و ضمن اکمال دین است
و در رضا و اکمال تا قیاس است در رضا
بر احادیث شریفه مرویه

تعریف ضلالت و بدعت ... و اجماع ...

بدکرد ... بقول او صلعم

حسنةٌ والاحاديثُ الشريفةُ المرويةُ في بحثِ البدعة اصلٌ لها على قولهم فبقول الحزبين انما هو في القياسِ والاجماع على اصلِ الاحاديثِ الشريفةِ المرويّة فلا قوله ش اي الحزبين هم ولم يقل صلعم بدعةٌ حسنة بل قال صلعم سنةً حسنةً وما راٰه المسلمون حسنًا فيتحصلُ من القولِ ما ليس بمفسدٍ في الدّين ليس ببدعة بل حسنٌ في حدِّه وان كان تعاملُ الصالحين الخ وما راٰه المسلمون الخ وما مثلهما بدعةٌ حسنةٌ وماخذُ قولهم العام مخصوصُ البعض يعارضُ بالضدِّ كلّ بدعةٍ ضلالةٌ لتعارض بالضدِّ التخصيص بالحسنة عمومَ الضلالةِ الذي لا يزيله التخصيصُ ش فلا يسع التاويلُ فلزم التساقطُ م فهذا ما هو المذكور ش اي تسمية ما ليس بمفسدٍ بالبدعةِ الحسنةِ مساهمةُ اللفظِ مجازًا على ما لم يوجد عندهم في الكتاب والسنّة صراحتًا واقتضاءً ا م وما وقع في المنام للثقات دليلُ الى صحة العمل حسنًا من اصل الذي في المنام واٰنه ش اي الحزبين هم اخذ به لنفسه عليهم لا امر به لغيره

حسنه است. واحادیث شریفه که در بحث بدعة روایت کرده شد اصل اند برای بدعة حسنه بر قول شان. پس خواهد گفت این حزبین که او که در قیاس واجماع بر اصل احادیث شریفه مرویه است جز این نیست که بر قول این حزبین است. که نه گفته اند صلعم بدعة حسنه بلکه فرمود صلعم سنة حسنة. وانچه که مسلمانان او را حسن دیدند. پس بجز سنت حسنه وحسن چیزی از لفظ بدعت نفرمود. پس ازین قول حاصل میشود انچه که نیست مفسد در دین. بدعت نیست. بلکه در حد خود حسن است. واگر تعامل الصالحین الخ. وما راٰه المسلمون الخ وانچه مثل این هر دو حدیث بدعة حسنه است. وماخذ قول شان است العام مخصوص البعض یعنی این عام مخصوص البعض است که بعض ازو خاص کرده شده است. پس این همه قول ودعوی حدیث کل بدعة ضلالة را معارض بضد خواهد شد. ازینکه تخصیص با حسنه عموم ضلالة را معارض بضد است چنانکه آن عموم را این تخصیص زائل نمیکند. پس تاویل درو نمی گنجد پس تساقط لازم آمد پس این آنچیز است که او ذکر کرده شد یعنی انچه که مفسد نیست بدعة حسنه نام نهادن مساهمت لفظ است از روی مجاز بر انچه که نزد شان در کتاب وسنت نه بطور صراحت ونه بطور اقتضا یافته نشد. وانچه واقع شد در خوابها برای ثقات دلیل است او سوی صحت عمل این عمل حسن است از اصل آنکه او در خوابها است یعنی اصل برین صحت عمل که حسن است آن حدیثی است از و صلعم که بیننده را بخواب فرموده و هر اینه این حزبین برانچه که دو عمل بخواب است برای نفس خود باو دلیل گیرنده و آخذ است نه برای غیر خود یا امر کننده

خواب ثقات ہم دلیل صحتِ عمل وانکہ حسن است بر اصل حدیثی کہ
او را بیننده بخواب دید وعمل حضرت مصنف رح
لقول او صلعم بدعت حسنه ثابت نه بلکه حسن وسنت حسنه

وانه س ش ای الحزین رءٰ النبی صلعم فی المنام فی لیلة من الشهر الربیع
الاول جاء صلعم فی دار امرأة وهی تحتفل لذکر میلاده صلعم فعرضت یا رسول
الله صلعم فقال صلعم من طلبنی جئته فالکلام الشریف عام ولکن یفهم
به فی الوقت من احتفل لذکری کانه طلبنی وله س ش ای الحزین م علی صحة
الروایة من عالم المثال والعمل بها دلیل یا ایها العارف ان رأیته صلعم فهذا
رأیته صلعم حقا وان لم تعرفه صلعم فیا اسفا علیک * وقوله سبحانه فان
تنازعتم فی شیء فردوه الی الله والرسول ان کنتم تؤمنون بالله والیوم
الآخر ذلک خیر واحسن تاویلا ه دلیل علی صحة امره صلعم لنا من عالم
المثال ان کنا نعرفه صلعم والعمل به س ش ای بامره صلعم م ایضا والا
فالرد عبث والخیریت والحسن مجهول فاعلم ان لفظ الحدیث فی المنام لا یبطله

ترجمہ وہر آئینہ این حزین نبی صلعم را در شبے از ماہ ربیع الاول بخواب دید کہ او صلعم بخانۂ زنے بیامد کہ برای
ذکر میلاد نبی صلعم او محفل می کرد پس عرض نمود این حزین چرا آیا رسول اللہ یعنی تشریف آوری حضور چہ
سبب است - پس فرمود صلعم من طلبنی جئتہ یعنی ہر کہ مرا خواند بیایدم او را - پس این کلام شریف
عام است ولیکن بآں فہمیدہ میشود کہ دریں وقت ہست یعنی وقت محفل میلاد - مراد آنکہ - ہر کہ برای ذکر من
محفل ساخت گویا او مرا طلب کرد - و این حزین را دلیل است بر صحت روایت کہ از عالم مثال است و عمل آن
روایت کہ عنقریب گفتہ می شود - اے آنکہ عارف است اگر تو صلعم را دیدی پس تحقیق راست دیدی تو صلعم را
و اگر نشناختی او صلعم را پس اے افسوس بر تو * و قول او سبحانہ کہ در سورۂ نساء برکوع ہشتم آمدہ فان تنازعتم
فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ذلک خیر و احسن
تاویلا ہ یعنی پس اگر شما در چیزے باہم خصومت نمودید پس بازگردانید او را سوی خدا و رسول اگر شما ہستید
کہ گرویدہ اید بخدا و روز آخرت یعنی اگر شما بخدا و روز آخرت ایمان آوردہ اید - کہ این از روی تاویل بہتر و نکوتر
است - دلیل است بر صحت امر او صلعم برائے ما از عالم مثال اگر ہستیم کہ شناسیم او را صلعم *
و دلیل است ہم برائے ما بر عمل بامر او صلعم ورنہ پس این رد یعنی بازگردانیدن بسوی خدا و رسول عبث است
و خیریت و حسن یعنی خوبی و نکوئی مجہول * پس بدانکہ لفظ حدیث کہ در منام منصور لشار فرمود صلعم
لا یبطلہ اے بگو او را کہ عمل مولد باطل نکند

روایت مصنف و امر ان او صلعم بجا آوری محفل
میلاد شریف و درست بودن عمل او صلعم [illegible]

امر بجا آوردن محفل میلاد ثابت است
و دلیل حق او [illegible]

نہی عن ابطالِ عملٍ الذی تقدّم النہیَ وھو ثبوتٌ متقدمٌ والنہیُ یشیر الیٰ وجوبِ ما عمل فیقولُ الحزین ذکرُ ولادتہ صلعم بعدَ اداءِ الفرضِ المطلق مستحبٌ فمن لزمہ طائعاً فعلیہ اَنْ لا یبطلَہ ویؤیدُہ قولُہ سبحانہ لا تُبطِلُوا اَعْمالَکُم الآیہ فالاختیارُ بعدَ الاختیارِ لازمٌ ویظنُّ ممّا امرَ بہ صلعم لتسہیلہ للضُعفاءِ برافتہٖ صلعم ولو امَرَ لوجب فاعلم اَنّ معرفۃَ شخصِہ صلعم فریضۃٌ والمعرفۃُ بالوصفِ المانعِ المطلقِ فلمّا عرف بوصفٍ اداھا فما بعدھا علیٰ حالہٖ تمیزُ المعرفۃِ مِنْ شخصِہ ای ھو ھو صلعم فی عالمِ الشھود مِن ولادتہٖ تشخّصُ شخصِہ وبایّانہ صلعم بالاولویۃِ والتوسّعِ زماناً ومکاناً للمستعرفِ فاداءُ الفرضِ المطلقِ اَولیٰ بالاَولیٰ فلیس ترکُہ اِلّا تاركَ الاولویۃ

ترجمہ - این نہی از ابطال عملی است کہ نہی را مقدم آمدہ - و او ثبوت متقدم است - و نہی اشارہ میکند بوجوب چیزے کہ عمل کردہ - یعنی این نہی کہ در خواب صلحا است از و صلعم این منع است از گذاشتن عمل نہ از عمل کہ پیش از منع بعمل آمدہ پس ابطالِ عمل ثبوت متقدم شدہ ازاں نہی کہ منع است بر ترتیب اثر ثبوتِ ذہنی گذاشتن عمل و این منع گذاشتن عمل اشارت میکند سوئی وجوب آنچہ کہ بعمل آمد یعنی وجوب عمل مولد و بر قرار داشتن او - پس میگوید این حزین کہ ذکر ولادتِ او صلعم بعد ادائی فرضِ مطلق مستحب است - پس ہر کہ لازم گرفت او را در حالیکہ فرمانبردار است و بجا آورندہ امر پس لازم است بر وکہ او را باطل نکند و گزاردہ باشد - و تائید میکند او را قولِ او سبحانہ کہ در سورۂ محمد رکوع چہارم است لَا تُبطِلُوا اَعْمالَکُم الآیہ یعنی شما اعمالِ خود ہا باطل نکنید - پس اختیار بعد اختیار لازم است - و گمان میشود کہ ہر آئینہ حضور صلعم بنا بر تسہیل او برائی ضعفائی امت برافتِ خود او را امر نفرمود - و اگر امر فرمودے ہر آئینہ واجب شدی - پس بدانکہ معرفتِ شخص او صلعم فریضہ است - و معرفت می شود بوصف کہ مانع مطلق باشد پس ہرگاہ شناخت بوصف بگزارد آں فریضہ را پس آنچہ بعد فریضہ است برحالِ خود است - پس مید رمعرفتِ شخص او صلعم ای چنانکہ او او است در عالمِ شہود از ولادت او است کہ این ولادت مشخص میکند شخص او را پیچاں معرفتِ او صلعم بے پیدان او است صلعم باولویت و توسع از روئی زمان و مکان برائی ہر مستعرف یعنی خواہندۂ شناخت - ای ابتدا معرفت شخص او صلعم در عالم شہود از ولادت شریف است کہ شخص او را مشخص میکند و بہ پیدان او است صلعم این معرفت بسبب اولویت - کہ بر ولادتش و پیدائش صلعم بود و بسبب توسع است برائی ہر خواستندۂ معرفت در ہر زمان و مکان پس ہر خواہندۂ معرفت این معرفتِ شخص او صلعم کہ باولویۃ و توسع است بزمان و مکان بالعموم ہمین قدر بس است و بالخصوص بعد ازین خواص را ہم ترجیح تخصیص است پس ادائی فرضِ مطلق باولیٰ اولیٰ است - و نیست ترک او مگر ترکِ اولویت

ذکر ولادت شریف بعد ادائی فرض مطلق مستحب است
[illegible]
معرفت شخص او صلعم فریضہ است
[illegible]

فالاعراض عنه بعد اداء الفرض المطلق يعني المؤمن وقيل
اذ انه كفر فلا بدّ لنا ان نعرفه صلعم ذاتًا وصفاتًا باذكارٍ سمعًا وتقليدًا فذكر
الذي يدل على تشخصه صلعم امتيازًا عن غيره صلعم فرض علينا وما هو الا
ذكر ولادته وابائه صلعم يشتملها كما في العقائد ذكر ابائه لمعرفة تشخصه محل
الرسالة من غيره صلعم فما بعده على حاله والتعظيم له صلعم في وقتٍ ينبغي له
في حضوره وغيبه صلعم بما ادبنا الله تعالى به كله فرض مؤيد قال الله تعالى
توقروه ط ش في الاية انا ارسلناك شاهدًا ومبشرًا ونذيرًا لتؤمنوا بالله
ورسوله وتعزروه وتوقروه ط هم توقير الرسالة وصاله من هيئة و
شمائله صلعم عامة الانحاء معطوفًا على لتؤمنوا ش اشارة الى التابيد

معظم له صلعم با ادبنا الله تعالى

ترجمه و بعد ادای فرض مطلق ازو گردانیدن اعراض بجز مطلق است که اولی الاجزا است یعنی این و
گردانیدن از جزئی است که مطلق است که از همه اجزاء سزاوارتر است. و این نمی زیبد مومن را. و قیل
ادای فرض مطلق ازو روگردانیدن کفر است. پس مارا ضروری است که بشناسیم او را صلعم از روی ذات
وصفات باذکار او صلعم شنیده و تقلید کرده. پس ذکری که رهنما شود بر تشخص او صلعم از غیر او صلعم
امتیاز دارد بر ما فرض است و نیست او مگر ذکری که ولادت شریف و پدران او صلعم هردو را شامل بود
چنانچه در عقاید است که ذکر پدران او صلعم برای معرفت تشخص او است از غیر او صلعم که آن شخص رسالت
را بر داشته و حامل شده است. پس چیزی که بعد این ذکر است بر حال خود است. و تعظیم برای او صلعم
در وقتی که تعظیم را شاید و زیبد در حضور او و غیبت او صلعم با نچه که خدای برتر ما را با دب داده
و آموخته است تمامه فرض موید است که فرمود خدای برتر توقروه ط یعنی بزرگ دارید او را.
درین آیت کریمه که در سوره فتحنا رکوع اول است انا ارسلناك شاهدا ومبشرا ونذيرا
لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه وتوقروه ط یعنی ما فرستادیم ترا گواه و مژده
دهنده و ترساننده از بهر گرویدن شما بخدا و رسول او و قوت دادن شما مر او را با خلاص که طمانیت ده
باشد و بزرگ داشتن شما مر او را بوقار رسالت و صفات او صلعم در حق خدا و هم در حق نفس او که توقیر او صلعم
بنا بر رسالتش و اوصافش از هیئت و شمائل او است صلعم بوقار خود و عام الانحاء است یعنی از روی اقسام توقیر او صلعم
عموم دارد. و اینکه عطف است بر لتؤمنوا یعنی بر ایمان آوردن است اشاره سوی تابید میکند تا دانسته شود که این توقیر برای دوام

قیل ادای فرض اعراض ازو کفر

است و بعد ادای او اعراض ازو بجز مطلق که اولی الاجزاء است یعنی ایمان

٥ وعدم تقييد الزمان على معنى مصدرٍ وتقييد الزمان على معنى مضارعٍ يفيد للاستمرار وباعث التوقير رسالة وهي موبدة واين الدليل على عدم توقيت لتؤمنوا وتوقيت تعزروه وتوقروه خصوصًا ٭ واعلم ان خلاف التوقير يلزم كفرًا للاستخفاف بخلاف التعزير ش اى خلاف التعزير لا يلزم كفرًا لعدم الاستخفاف م وكما ثبت تعظيمه صلعم فى وقت حضوره صلعم فما هو بممنوع فى غير وقت حضوره صلعم الا تعلم ان لا يرفع الصوت فى مسجد النبى صلعم الى الآن على نزول يا ايها الذين آمنوا لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبى الآية وهو موقت فانه فرضٌ موقتٌ فى حضوره صلعم فى عالم الشهود مستحبٌ فى غيبته صلعم من عالم الشهود وحضوره صلعم من عالم البرزخ على انه صلعم حيٌ وسميعٌ وبصيرٌ وعليمٌ مع توسع صفاته عادتًا واعجازًا الآن كما كان صلعم

ترجمہ ازینکہ بنا بر عطف مذکور این لفظ توقروہ کہ بر معنی مصدر است کہ در وی قید زمان نیست - و بر بنائے اصل معنی مضارع این لفظ برائی معنی استمرار مفید است - و باعث این توقیر موصوف رسالت بودہ است کہ او موبد است - کجا است دلیلی بر نبودن توقیت لتؤمنوا و بر توقیت تعزروہ و توقروہ از روی خصوص - یعنی دلیلی نیست برین کہ لتؤمنوا را قید زمان نباشد تا در ہر زمان بر و صلعم ایمان آوردہ شود - و تعزروہ و توقروہ تخصیصًا بقید زمان باشد تا تعظیم و تکریم او صلعم مخصوص مقید بزمان شود حالانکہ عطف و بنائی لفظ رسالت ہمہ برائی دوام و استمرار مفید آمدہ مشیر براو است ٭ و بدانکہ ہر آئینہ خلاف توقیر بسبب استخفاف کفر در وی لازم می شود بخلاف تعزیر کہ در وی کفر لازم نباید بسبب عدم استخفاف - و ہرگاہ کہ در وقت حضور او صلعم تعظیمش ثابت است پس او در غیر وقت حضور او صلعم ممنوع نیست - آیا ندانی کہ تا الیوم در مسجد نبی صلعم آواز بلند نکردہ شود بر نزول این آیت کریمہ کہ در سورہ حجرات است یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الآیہ اے آنانکہ ایمان آوردہ اید آوازہائے خود را بلند مکنید بر آواز نبی صلعم - حالانکہ او موقت است - پس آنچہ کہ او فرض موقت است در حضور او صلعم در عالم شہود - او مستحب است در غیبت او صلعم از عالم شہود - و حضور او صلعم از عالم برزخ برانکہ او صلعم ہر آئینہ زندہ است و شنوندہ - و بینا است و دانا با توسع صفاتش بطور عادت و اعجاز است الآن کما کان یعنی ہمچنان است کہ بود صلعم ٭

خلاف تعظیم و توقیر او صلعم کفر را لازم بخلاف تعزیر کہ در وی نیست و در حضور او فرض موقت بنص کریمہ و در غیبت او مستحب کہ معمول صحابہ رضی اللہ عنہم است

اما القیام لہ صلعم

علی اخذ اصحابہ صلعم الی الآن و اما القیام لہ صلعم فاعلم قال سبحانہ وقوموا للہ قانتین ۰ ولیعجبک استدلالی بالقول الکریم فضیلت النظر الی

ذکر کیفیۃ تفسیر قولہ سبحانہ حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی و قوموا للہ قانتین ۰ فعلیک القبول او الجواب بانصاف فاعلم ان القیام ان کان لتعظیمہ صلعم لوقارہ برسالتہ صلعم فانہ عبادۃ للہ سبحانہ فکان فی حضورہ وغیبہ صلعم عبادۃ للہ سبحانہ کالتوجہ الی بیت اللہ سبحانہ وتعظیمہ فی حضورہ وغیبہ فاللہ سبحانہ ناظر الی من عظمہ بیتہ ورسولہ سبحانہ صلعم ومن ورائہ ذکرہ المذکور فی حکمہ المذکور علی قولہ سبحانہ لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ الآیۃ کما سنذکرہ لاحقا وان کان لتعظیمہ صلعم لوقارہ لنفسہ صلعم لا لرسالتہ صلعم فانہ لیس عبادۃ للہ سبحانہ فلیس مقصودا الکنہ من الاخلاق السنیۃ الرضیۃ ش فان کان فکان سنیا ورضیا

بیان قیام برای او صلعم از نص کریمہ

ترجمہ — بنابر اختیار اصحاب او صلعم تا اینده — ولیکن قیام برای او صلعم پس بدانکہ فرمود سبحانہ وقوموا للہ قانتین ۰ در سورۂ بقرہ رکوع سی و یکم یعنی و برخیزید برای خدا تابعداری کنندہ ـ ہر آئینہ ترا دلیل گرفتن من باین قول کریم بعجب خواہد افگند ـ پس بر تو لازم است نظر کردن بسوی ذکر کیفیت تفسیر قول او سبحانہ کہ در سورۂ بقرہ است رکوع سی و یکم حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی وقوموا للہ قانتین ۰ یعنی حفاظت کنید بر نمازہا و نماز میانہ و برخیزید برای خدا تابعداری کنندہ ـ پس لازم شود بر تو پذیرفتن یا جواب با انصاف ـ پس بدانکہ ہر آئینہ قیام اگر ہست برای تعظیم او صلعم بنا بر وقار او برسالت او صلعم پس ہر آئینہ او عبادت است برای خدای سبحانہ پس باشد در حضور او و غیب او صلعم بطور عبادت برای حق سبحانہ چون توجہ سوی بیت اللہ سبحانہ و تعظیم او در حضورش و غیبش ـ پس خدای سبحانہ ناظر است سوی کسی کہ تعظیم کرد خانۂ او و رسول او سبحانہ صلعم و از ورای او آنکہ ذکر مذکور در حکم مذکور است بر قول او سبحانہ کہ در سورۂ حجرات است لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ الآیۃ چنانچہ عنقریب بیان خواہیم کرد او را در لاحق ـ و اگر ہست قیام برای تعظیم او صلعم بنا بر وقار او برای نفس او صلعم نہ برای رسالت او صلعم پس ہر آئینہ او نیست عبادت برای خدای سبحانہ پس نیست مقصود ـ الا آنکہ این از اخلاق سنیہ رضیہ ہست یعنی بلند و پسندیدہ ـ اگر ہست مقصود نیست از اخلاق بلند و پسندیدہ

وفقنا لما نحبّه ونرضاه هم والقيام لله سبحانه عبادت لله سبحنه كما في الصلوة فقام له صلعم اصحابه صلعم كما في المشكوة عن ابي هريرة رضي الله عنه قال كان رسول الله صلعم يجلس معنا في المسجد ويحدثنا فاذا قام قمنا قياما حتى نراه قد دخل بعض بيوت ازواجه + وقامت فاطمة رض له صلعم كما في المشكوة عن عائشة رض قالت ما رايت احدا كان اشبه سمتا وهديا ودلا وفي رواية حديثا وكلاما برسول الله صلعم من فاطمة كانت اذا دخلت عليه قام اليها فاخذ بيدها فقبلها واجلسها في مجلسه وكان اذا دخل عليها قامت اليه فاخذت بيده فقبلته واجلسته في مجلسها + وما هو برواية في المشكوة عن انس رض قال لم يكن شخص احب اليهم من رسول الله صلعم وكانوا اذا راوه لم يقوموا لما يعلمون من كراهته لذلك + لا يدل الى ان لا يجوز القيام بل يدل

ترجمه اللهم وفقنا لما نحبه ونرضاه خدایا ما را توفیق ده برای چیزے که تو او را دوست داری و او را پسند می کنی ـ وقیام برای خدای سبحانه عبادت است برای خدای سبحانه چنانچه در نماز ـ پس قیام کرده برای او صلعم اصحاب او صلعم چنانچه در مشکوة است از ابی هریره رضی الله عنه ـ گفت که رسول خدا صلی الله علیه وسلم با ما می نشستند در مسجد و با ما حدیث می کردند پس هرگاه که برمی خاستند او صلعم برمی خاستیم از روی قیام تا آنکه می دیدیم که در آمد به بعض خانه از ازواج خود را ـ وقیام کرده فاطمه رضی الله عنها برای او صلی الله علیه وسلم چنانچه در مشکوة است از عائشه رضی الله عنها گفت که ندیدم کسے را که باشد مانند تر از روی روش و سیرت و سکینت و وقار در هیئت و شکل و شمائل وغیره ـ و در روایتی است از روی حدیث و کلام برسول خدا صلعم از فاطمه رضی الله عنها ـ هرگاه که او می آمد برای او صلی الله علیه وسلم قیام می کرد صلی الله علیه وسلم بسوی او و میگرفت دستش و می بوسید او را و می نشاند او را در نشست خود و هرگاه که او صلی الله علیه وسلم در می آمد برای او رضی الله عنها برمی خاست رض بسوی او صلی الله علیه وسلم و میگرفت دست او صلی الله علیه وسلم و می بوسید او را و می نشاند صلعم را در نشست خود ـ و آنچه بروایتی در مشکوة است از انس رضی الله عنه که گفت نبود شخصے محبوب تر ایشان را از رسول خدا صلعم حالانکه چون می دیدند او را برنمی خاستند از آنکه میدانستند این را از کراهت او صلعم ازین دلالت نمی شود بسوے آنکه قیام جائز نباشد بلکه دلالت شود

الی جوازہ کما لفظ من کراھیته صلعم لذلك ولکن لم یقوموا ببعض وجہ کراھته صلعم لذلك ہم یذکرون الکرا
قیامھم لہ صلعم فاللہ سبحانہ اعلم بہ لا للکراھة المطلقة لانما معارضۃ
للثابت المذکور ش بحدیث قیام اصحابہ وفاطمة لہ صلعم وقیامہ صلعم لہا
ہم وما ھو بروایته فی المشکوة عن ابی امامة رض قال خرج رسول اللہ صلعم متکیا
علی عصا فقمنا الیه فقال لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضہم بعضا. فالنھی
مخصوص فی تشبیه کیفیة القیام لتحصیل اعراض الدنیا والافکان فی نفس القیام فلا
حاجة فی منعه الی التشبیه فما کان لتحصیل ثواب الاخرة لیس فی النھی فما ھو
الثابت المذکور ش ای نفس القیام بحدیث قیام اصحابه وفاطمة له صلعم و
قیامه صلعم لہا رض ھم والنھی ش الالف واللام للجنس ھم یاول بوجه مقابله
الثابت لا الثابت بمقابلته کما یاول قوله صلعم لا تفضلونی علی یونس ابن متی و
فرجع الکلام الی الثابت فما ممنوع فی غیر وقت حضورہ صلعم لتعظیمه له صلعم

ترجمہ - سوئے جوازش بالفاظی کہ گفت از کراہت او صلعم این را - ولیکن صحابہ کہ برنمی خاستند برائی او
صلعم ببعض وجہ کراہت او است صلعم این قیام را کہ آن وجہ ذکر کردہ شدہ - یا وجہ کراہت قیام شان است
او را صلعم - پس خدای سبحانہ دانا تر است باو - نہ بسبب کراہت مطلقہ از انکہ او معارض میشود ثابت مذکور را
کہ بحدیث قیام اصحاب او و فاطمہ رض برائے او صلعم - وقیام او صلعم برائی فاطمہ رض ثابت است - وآنچہ او مروی
در مشکوة است از ابی امامہ رضی اللہ عنہ - گفت برآمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ کردہ بر عصا پس ما برخاستیم
او را پس فرمود قیام مکنید چنانچہ قیام کردند عجمیان کہ بزرگ دارند بعض شان بعض را - پس این نہی مخصوص
است در تشبیہ کیفیت قیام برائے حاصل کردن اعراض از دنیا ورنہ پس این نہی در نفس قیام بود
و درین صورت حاجت نیست در منعش بسوئے تشبیہ - پس آنچہ کہ ہست برائی تحصیل ثواب آخرت
در نہی نیست حالانکہ او ثابت است کہ مذکور شدہ یعنی نفس قیام بحدیث قیام اصحابش و فاطمہ رض
برائے او صلعم - وقیامش صلعم برائے او رض - و نہی تاویل کردہ شود بمقابلہ ثابت بوجہی
نہ ثابت بمقابلہ او چنانچہ تاویل کردہ شود قول او صلعم لا تفضلونی علی یونس ابن متی یعنی
نہ گرامی دارید مرا بر یونس پسر متی - پس این کلام کہ در نہی قیام است بگردد سوئے ثابت - پس نیست
او ممنوع در غیر وقت حضور او صلعم برائے تعظیم او صلعم

بما هو ثبت من اخذ صلحاء امته صلعم فتركه بالكسل حرمان من ثواب الصواب والاعراض عنه بلا حجة يلزم الاستخفاف وهو كفر واما السكوت عما يليق فى مجلس ذكره صلعم فعلى نزول يا ايها الذين امنوا لا تقدموا بين يدى الله ورسوله واتقوا الله ط فمنه ش اى من ما هو بممنوع فى غير وقت حضوره صلعم تعظيما له صلعم كما هو ثبت من اخذ صلحاء امته صلعم هم وههنا الذكر بمعنى المذكور على تابيد النهى ش وعليك النظر فى معنى الاية وما سبقت الى ذكر كيفية النبى صلعم ❊ وقال ابراهيم النخعى واجب على كل مومن متى ذكره او ذكر عنده ان يخضع ويخشع ويتوقر ويسكن من حركته ويأخذ من هيبته واجلاله بما كان يأخذ نفسه لو كان بين يديه ويتادب بما ادبنا الله به انتهى فاذا قيل قوموا لتعظيمه صلعم وقامت الجماعة تعظيما له صلعم

ترجمہ۔ چنانچہ او از اختیار صلحائی امت او صلعم ثابت شد۔ پس ترکش از سستی حرمان ہست از مزد صواب۔ واز وی رو گردانیدن بلا حجت ودلیل استخفاف را لازم کند واو کفر است۔ ولیکن سکوت یعنی خاموش ماندن از انچہ کہ زیبد در مجلس ذکر او صلعم پس بر بنای نزول این آیت کریمہ است یا ایها الذین امنوا لا تقدموا بین یدی الله ورسوله واتقوا الله کہ در سورۂ حجرات ہست۔ یعنی ای آنانکہ ایمان آوردید پیشی مکنید پیش خدا ورسول او وبترسید خدا را۔ پس از وی است یعنی از انچہ کہ او ممنوع نیست در غیر وقت حضور او صلعم برائی تعظیم او صلعم چنانچہ او ثابت شدہ از اختیار صلحای امت او صلعم وانجا ذکر بمعنی مذکور است بنا بر تابید نہی یعنی این نہی از منع تقدیم یعنی پیشی نمودن کہ درین آیت ہست مؤید است پس در ہر وقت مجلس حضور وغیر حضور پیشی کردن وآواز بلند نمودن بنا بر تعظیم او صلعم ممنوع آمد وسکوت لازم لہذا ہر چہ از تعظیم وادب وسکوت ووقار واخلاص برائی تعظیم او صلعم کردہ آید ہمہ درست آمد واز صلحای امت عمل بر دیافتہ وثابت گردید۔ وبر تو ہست نظر در معنی این آیت کریمہ وآیاتی کہ در ذکر کیفیت تعظیم النبی صلعم کہ سابق مذکور آمد بر تو نظر وفکر کردن ضروری است باید کہ لازم کنی بر خود نگریستن دران۔ وگفت ابراہیم نخعی کہ بر ہر مومن واجب ہست وقتی کہ او ذکرش صلعم کند یا نزدش ذکرش صلعم کردہ شود اینکہ با خضوع وخشوع باند یعنی فروتنی کند۔ وبہ ہیبت ووقار بنشیند واز حرکت خود ساکن ماند۔ واز ہیبت واجلال او صلعم بران قدر کہ اگر پیش او صلعم بودے نفسش بخود در گرفتے گیرندہ باشد۔ وادب کند بانچہ خدای برتر با وما را ادب آموختہ است انتہی پس ہرگاہ کہ گفتہ شود برخیزید برائے تعظیم او صلعم وہمہ جماعت برائے تعظیم او صلعم برخاست

سکوت ووقار وغیرہ طرق تعظیم در مجلس ذکر صلعم
بجا آوردن لازم است بنص کریمہ ووجوب او

ولو في غير وقت حضوره صلعم فلا يقتضي الايمان به صلعم وتعظيمه
صلعم لمؤمن ان لا يقوم فمن تركه كسلا او معرضا فقد ذكر حكمه اعوذ
بالله سبحانه من السوء وقال عثمان بن حسن الشافعي قد اجتمعت الامة
المحمدية من اهل السنة والجماعة على استحسان القيام المذكور وقال صلعم
لا تجتمع امتي على الضلالة + انتهى وقال عبد الله بن عبد الرحمن السراج
اما القيام اذا جاء ذكر ولادته صلعم عند قرءة المولد الشريف فتوارثه
الائمة الاعلام من غير نكير ولهذا كان مستحسنا ويكفي فيه اثر عبد الله بن مسعود رض
ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن + انتهى ولما كان توارث عامة المسلمين
على غير مفسد في الشرع معتبرا عند الفقهاء كما ذكر في كتب الفقه من الهداية
وغيرها فكيف كان توارث العلماء الصلحاء على حسن في الشرع غير معتبر
فتقييد اليوم والشهر لذلك الذكر باجتماع الناس والتعظيم للذاكر تعظيما لذكر
المذكور المعظم اولى

ترجمہ اگرچہ در غیر وقت حضور او صلعم است پس نخواہد ایمان باو صلعم وتعظیم او صلعم برائی مومن کہ برخیزد
وقیام نکند- پس ہرکہ از روی سستی یا بطور اعراض در گردانیدن او را ترک کرد پس حکمش ہر آئینہ ذکر کردہ شدہ
پناہ میخواہیم بخدائی پاک از بدیہائی نفس- وگفت عثمان بن حسن شافعی کہ امت محمدیہ از اہل سنت وجماعت بتحقیق
مجتمع شدہ است بر استحسان قیام مذکور یعنی بر نیکو داشتن او وہمین اجماع امت است برا وے- و فرمود صلعم کہ امت من
بر ضلالت جمع نخواہد شد- پس چگونہ ممنوع آمد وگفتہ شود کہ منع است- تمام شد- وگفت عبد اللہ بن عبد الرحمن السراج
لیکن قیام وقتیکہ بیاید ذکر ولادت او صلعم وقت خواندن مولد شریف پس آئمہ اعلام او را بغیر انکار ونکیر فرا گرفتہ
اند وعمل نمودند وہمین توارث است- وازین است کہ مستحسن شد- وکافی شود درو اثر حضرت عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہما کہ ما راہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن یعنی آنچہ
را مسلمانان نیکو دیدند پس او نزد خدا نیک است + انتہی- وہر گاہ کہ توارث عامہ مسلمین
بر چیزے کہ در شرع غیر مفسد است یعنی از و در دین فساد نیاید معتبر است نزد فقہاء چنانکہ
در کتب فقہ از ہدایہ وغیرہا مذکور است پس توارث علماء کہ صلحاء اند بر حسنے کہ در شرع است چگونہ غیر
معتبر شود- پس تقیید یعنی قید نہادن روز وماہ برائی این ذکر بجمع آوردن آدمیان وتعظیم ذاکر بسبب تعظیم ذکر کردہ شدہ معظم اولی است

فتقييد اليوم والشهر لذلك الذكر وتعظيم الذاكر

توارث ذو اجماع بر استحسان

قیام بنص حدیث +

بیان تقیید یوم وماہ بذکر وتعظیم ذاکر و قیام برای او و برکت ذکر و ذاکر بر رفع گناہ +

فالاشارۃ الی تقیید الیوم من تقیید صوم یوم الاثنین والقیاس لہ علی یوم عاشوراء وللاجتماع بالطلب وفضیلتہ من الجماعۃ فی الصلوۃ بالاذان وقولہ صلعم ید اللہ علی الجماعۃ وفی النزھۃ جاء فی الخبر ان العبد یاتی الی مجلس الذکر بذنوب کالجبال فیقوم من المجلس ولیس علیہ شئ فلذالک سماہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم روضۃ من ریاض الجنۃ ❊ وللتعظیم والترفیع لذاکرہ صلعم من التخطیب فی الجمعۃ والعیدین بذکر اللہ تعالی ورسولہ تعالی وآلہ واصحابہ واتباعہ صلعم والسلطان المقسط ومن نصبہ صلعم منبرا فی المسجد لحسان ؓ وھو ذاکر فخرہ صلعم قائما علیہ کما فی المشکوۃ فثبت حسن الترفیع والقیام تعظیما فی حالۃ ذکر المعظم عموما وکذا الذکر وھو عام الاوقات فی حدہ کما ذکر ففی وقت المعین بالوجہ الحسن احسن فان لم یعین فکان العمل

ترجمہ پس اشارت سوئی تقیید روز از تقیید روزہ یوم دوشنبہ است۔ وقیاس این تقیید بر یوم عاشورا است۔ و برائی گرد آوردن بطلب و برائی فضیلت اجتماع قیاس از جماعۃ است کہ در نماز باذان است یعنی برائی ذکر شریف مردمان را طلب کردہ بشنیدن ذکر شریف جمع آوردن و فضیلت این اجتماع مجلس بر قیاس فضیلت نماز با جماعۃ است و باذان۔ و بقولش صلعم کہ دست خدا بر جماعۃ است۔ و این در مشکوۃ است و در کتاب نزہۃ است کہ در خبر آمدہ ❊ کہ آنکہ بندہ سوئی مجلس ذکر می آید بگناہان ہمچو کوہہا در کثرت و گرانی پس از مجلس بر خیزد در انحالت کہ بر وچیزی نیست یعنی از برکت ذکر و ذاکرین برو ہیچ گناہ نماند پس از گرانی سبک بر خیزد۔ پس بنا برین نبی صلعم اورا نام نہادہ روضۃ من ریاض الجنۃ یعنی باغیست از باغہای جنت ❊ و قیاس برائی تعظیم و ترفیع براسئے ذاکر او صلعم یعنی ذاکر ذکر شریف را گرامی داشتن و بلند نشاندن قیاس او از خطبہ خواندن در جمعہ و عیدین است بذکر خدای برتر و رسول او تعالی۔ و بذکر آل و اصحاب و پیروان او صلعم۔ و بذکر سلطان عادل ❊ و از منبر نہادن او صلعم است در مسجد شریف برائی حسان رضی اللہ عنہ کہ او ایستادہ برو ذکر فخر و بزرگی او صلعم میکرد چنانچہ در مشکوۃ است پس ثابت شد خوبی ترفیع و قیام یعنی بلند نمودن و برخاستن کہ بطور تعظیم است در حالت ذکر معظم بالعموم ثابت شد۔ و ہمچنین است ذکر کہ او در حد خود عام الاوقات است یعنی برائی ذکر در ذکر کردن وقتی معین نیست بلکہ شامل ہمہ اوقات ہست چنانچہ ذکر کردہ شد در تفسیر کریمہ فاذکروا اللہ الخ پس در وقت معین بوجہ نیکو باشد ذکر کردن حسن و نیکوتر بود۔ و اگر معین نکردہ شود پس عمل با و دشوار شود ❊

تکلیفاً لا یطاق او الترک بہ تفویتاً لا یلاق وھذا دلیل آخر الی القیام
المعمول والذکر المشغول ومثلاً انما خلق الجن والانس للعبادت العامۃ
فی کل وقت والصلوۃ افضل العبادات مع ذلک تعینت فی الاوقات الخمسۃ
فان اذیت بشروط مصححۃ تکفی لکل وقت من اللیل والنہار لنیل
الحسنات واذھاب السیئات فاعلم ان ذکر ولادتہ صلعم ھہنا مقصود للفرح
والسرور بہ صلعم ویشکر اللہ تعالی علی ان بعث الینا رسولا رحمۃ للعلمین
شفیعا للمذنبین وللبرکت فی الایمان بذکر اعجازہ صلعم ولنزول رحمۃ الرحمن
بہ صلعم فی الدنیا والآخرۃ وما ھو الا المشروع الثابت عبادۃ للہ تعالی یا رب
صل علی محمد نبی الرحمۃ وعلی آلہ کما تحب وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ
فیا ایھا القاصر الا تری الیک بسرور ولادتہ الذی یمکن انہ کان لک ضرا
والی ابی لہب علی واسطۃ الصلب فکیف لا تسر بہ وھو شفیعک انیسک صلعم

ترجمہ تکلیفی باید کہ لا یطاق باشد یعنی تحمل تکلیف او از طاقت بیرون شود یا از
بے تعیین وقت بترک او عادت در کہ این فوت کردنش لا یلاق باشد یعنی بعادت ترک فوت عمل و
این لایق نباشد۔ و این دلیل دیگر است سوی قیام معمول و ذکر مشغول۔ و مثلاً جز این نیست کہ جن
و انس خلق شدہ است برای عبادت عامہ در ہر وقت و نماز افضل عبادات است با وجود این در پنج وقت
معین شد۔ پس اگر بشروطی کہ صحت کنندہ است گزاردہ شود کافی خواہد شد برای ہر وقت از شب و روز برای
حصول حسنات و بردن سیئات۔ پس بدانکہ ہر آئینہ ذکر ولادت او صلعم کہ اینجا مقصود است برای فرحت
و شادی او صلعم و بشکر خدای برتر است بر اینکہ فرستاد سوی ما رسول را کہ رحمت عالمیان است و شفیع
گنہگاران۔ و برای برکت در ایمان بذکر اعجاز او صلعم۔ و برای نزول رحمت رحمان بہ او صلعم در دنیا و آخرت
و نیست او مگر مشروع کہ ثابت است از روی عبادۃ برای خدای برتر یا رب صل علی محمد نبی الرحمۃ وعلی آلہ
کما تحب وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ ای رب من رحمت بفرست بر محمد صلعم کہ نبی رحمت است و بر آل او
چنانکہ دوست میداری او را و خوشنود میشوی او را و شفیع کن او را در میان ما یان و رحمت کن ما را باو۔ پس
ای قاصر آیا تو نمی بینی بسرور و شادی بپسر خود کہ ممکن باشد کہ ہر آئینہ از نقصان رسان و گزندہ تر شود سوی
ابی لہب بر واسطۂ صلب از سرور پیدایش نبی صلعم او را۔ پس چگونہ شاد نشوی باو صلعم حالانکہ او شفیع تو انیس تو

بیان آنکہ ذکر ولادت موجب برکت ایمان و نزول رحمت و شفاعت مشروع کہ ثابت بنص کریم است

علیٰ واسطتنا القلب فکیف لا تندم وقال اللہ تعالیٰ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذالک فلیفرحوا ط ھو خیر مما یجمعون ۰ ش من یشاء یرجع لاستدراک معنی الآیۃ الکریمۃ الیٰ ذکر کیفیۃ الاخلاق م ھیہات ھیہات صدیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبالقراٰن اماما وبمحمدٍ نبیا صلعم ونسیت الاٰخرۃ ونسیت الشفاعۃ وقلت انا مومن فیا ایھا المومن کیف قلت لا تذکر ولادۃ الرسول الشفیع الاولیٰ بالمومنین من انفسھم وما فی الوقت من اعجازہ صلعم لانہ بدعۃ سیئۃ وانہ فرض علینا فبعد ادائہ مستحب یا ایھا المرء أفی صدرک القلب ام الحجر الصلب کیف لا یخضع ولا یخشع ولا یعظم للنبی الامی نبی الرحمۃ وھو خیر خلق اللہ کلھم عند ذکرہ صلعم فحق ما قال قائل رحمہ اللہ تعالیٰ شعر عند ھبوب الناشرات علی الحمیٰ ٭ تمیل غصون البان لا الحجر الصلد ٭ فما فعلت الا جرحت قلوبنا ونسیت الجزاء

ترجمہ بر واسطۂ قلب۔ پس چگونہ شرمسار نشوی کہ فرمود خدای برتر در سورۂ یونس رکوع ششم قل بفضل اللہ وبرحمتہ فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون ۰ یعنی بفرما ای حبیب من بفضل خدای پاک کہ مشرف کردنش در دین بجو لست صلعم کہ جای حصول جملہ حسنات وخیرات وبرکات کاملہ مخصوصہ است در تقابل دیگران بغیر استحقاق۔ وبرحمت او تعالیٰ کہ حضرت رحمت عالمیان است صلعم وبان قرآن مجید۔ پس باید کہ شاد شوند باینہمہ نوازشہاے حق تعالیٰ کہ رسانید باینشان۔ آن فرح باینہمہ عطیات بہتر است از آنچہ کہ می اندوزند از اعراض واسباب عیش دنیا وآخرت۔ ہر کہ خواہد استدراک معنی این آیت کریمہ را رجوع کند سوے ذکر کیفیۃ اخلاق۔ ہیہات ہیہات تو خدای را برب بودنش پسندیدی واسلام را دین وقرآن را امام ومحمد صلعم را نبی۔ وفراموشیدی آخرۃ را۔ وفراموشیدی شفاعت را۔ وگفتی من مومنم۔ پس ای مومن چگونہ گفتی کہ ولادت رسول شفیع کہ اولیٰ است بمومنین از نفسہاے شان۔ وآنچہ دران وقت از اعجاز اوست صلعم ذکر نکردہ شود از آنکہ او بدعت سیئہ است حالانکہ حالانکہ لفتنی او فرض است برما پس ادائش مستحب۔ ای مرد آیا در سینہ ات دل ہست یا سنگ سخت۔ چگونہ فروتنی نخواہد کرد وہیبت نگیرد وبزرگی نکند نبی امی را وقت ذکرش صلعم کہ نبی رحمۃ است حالانکہ او بہتر خلق خدا است از ہمہ خلق پس حق ہست آنچہ گوئندہ گفت رحمت کند خدای برتر او را شعر ہنگام بادہای وزیدن بمرغزار ٭ از شاخہای بان چمد نہ کہ سنگ سخت ٭ پس نکردی تو مگر زخم دادی دلہاے ما را وفراموش کردی جزا را ٭

تنبیہ ﷺ یبغض الحزب فصته ولا ینفع الا من تاب وامن وعمل صالحا انتھٰی
ترک التعین لایصال الثواب شھر او سنۃ تعین له واختار التعمیم شھرا و
شھرا کثرتا للثواب بالھدیۃ فیه لا انکار التعین فرء فی المنام یقول له
شیخه من السلسلۃ المجددیۃ المجددیۃ رضی اللہ تعالی عن اصحابھا استفسر
حالک عن رسول اللہ تعالی صلعم فقال صلعم انه توھب توھبا قلیلا ورجع عن
طریقی رجوعا قلیلا فقط فتفکر فی حاله واستغفر وما فھم وقسی قلبه ولا
ینفعه استغفاره ثم رء فی المنام انه دخل نفسه فی مرقد اللہ صلعم وھو
صلعم فیه وانه فی یمینه صلعم ووجھه الی وجھه صلعم فکان ظھره
الی الکعبۃ الشریفۃ وانه مسرور بحاله فخطر فی قلبه ان یتوجه الی الکعبۃ
الشریفۃ وان یکون ظھره الیه صلعم ظاھرا ولکن یکون قلبه متوجھا الیه صلعم
فظھر الیه صلعم وعلمه اتبع الشریعۃ فقط فاستفسر تاویله عن شیخه من
السلسلۃ العالیۃ القادریۃ رضی اللہ تعالی عن اصحابھا فقال له اللہ تعالی
اذنبت او یذنب فلیستغفر ولیستعذ ولا ینفعه استغفاره الی الآن فزار قبر

ترجمہ۔ تنبیہ۔ این حزب قصہ خود میکند کہ نفع دہد مگر کسی راکہ رجوع کرد وگرویدو عمل نیکو آورد۔ کہ او تعیین را گذاشت برای
ایصال ثواب از روی ماہ وسال کہ مقرر شدہ است واورا تعمیم را اختیار کرد ماہ بماہ برائی کثرت ثواب بہدیہ درو نہ بطور انکار تعیین
پس در خواب دید کہ میگوید اورا شیخ او کہ از سلسلۂ مجددیہ یعنی بزرگ شدہ مجددیہ است خوشنود شد خدائی برتر از اصحاب
شان پس از رسول خدائی صلعم حال تو پرسیدم پس فرمودہ صلعم کہ او وہابی شدہ است توہبت قلیل و برگشت از راہ من قدر یک
پس بیاندیش در حال خود واستغفار کن۔ ونہ فہمید او وقلبش سخت گشت واستغفارش سود مند نیامد اورا۔
باز در خواب دید کہ نفسش در مرقد او صلعم در آمد واو صلعم در او ہست وآنکہ در جانب راست او صلعم ہست ورو او سوی
روی او صلعم است۔ پس پشتش سوی کعبہ شریف شد حالانکہ ہر آئینہ او مسرور ہست بحال خود پس خطرہ آمد در دلش
اینکہ بگردد سوی کعبہ شریفہ اگرچہ پشتش بظاہر سوی او صلعم باشد لیکن دلش سوئی او صلعم متوجہ باشد پس پشت کرد او سوی او صلعم
ودانست اورا کہ پیروی کرد او شریعت را فقط۔ پس پرسید تاویلش از شیخ خود کہ از سلسلۂ عالیہ قادریہ ہست خدائی برتر خوشنود شد از
اصحاب شان۔ پس فرمود سلمہ اللہ تعالی کہ او گناہ کرد یا خواہد کرد پس باید کہ استغفار کند وپناہ جوید۔ واستغفارش تا اینزمان او را فائدہ نکرد
پس زیارت کرد قبر

قصد از حزب از راہ تنبیہ برای بدعت

شیخ شیخہ من السلسلۃ المجددۃ المجددیۃ رضوان اللہ تعالیٰ علی اصحابہا و جلس مراقبا فقال رضی اللہ تعالیٰ عنہ انت وہابی فتوحش قلبہ وقام ورجع قدما فجلس مراقبا فقال رضی اللہ انت وہابی فتوحش قلبہ وقام ورجع قدما فجلس مراقبا وما بقی الی ظہرہ مجلس فقال رضی انت وہابی فتوحش قلبہ وقام ورجع الی دارہ فاشتاق قلبہ الی خدمۃ شیخہ من السلسلۃ العالیۃ القادریۃ رضوان اللہ تعالیٰ علی اصحابہا فحضر وعرض ان المسئلۃ یعمل علیہا علی ما ذکرہا فی صدر القصۃ فقال سلمہ اللہ تعالیٰ استغفر وتب لان العمل من الطریقۃ الوہابیۃ فاستغفر وتاب فصح قلبہ لان صحۃ تامۃ بلا مشقۃ فما الذین انکروا التبیان وہو سنۃ مستحبۃ واتلفوا حق العباد من غیر عذر فیا رب انا نعوذ بک بنبیک ارسل رحمۃ للعلمین من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہد ان لا الٰہ الا انت وحدک لا شریک لک ونشہد ان محمدا عبدک ورسولک اللہم فانت حامدہ وہو محمودک فکیف احمدہ فادعوک عجزا وافتقارا ان تصلی علیہ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وتشفعہ فینا وترحمنا بہ

ترجمہ: شیخ شیخ خود از سلسلۂ مجددہ مجددیہ رضوان اللہ تعالیٰ علی اصحابہا۔ و نشست بطور مراقب پس فرمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو وہابی ہستی پس قلبش وحشت گرفت و برخاست و باز پس آمد یک قدم و مراقب نشست باز گفت رض تو وہابی ہستی باز دلش وحشت گرفت و برخاست یک قدم باز پس آمد و مراقب نشست که پس پشتش جای نشست نماند باز فرمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو وہابی ہستی پس دلش وحشت گرفتہ برخاست و سوی خانۂ خود برگشت۔ باز دلش سوی خدمت شیخ خود کہ از سلسلۂ عالیہ قادریہ است رضوان اللہ تعالیٰ علی اصحابہا مشتاق گردید و پیش آمد و ہر آئینہ آں مسئلہ کہ بر وی عمل میکرد ہمراہ طریق کہ در صدر قصہ اورا ذکر کردہ بیان نمود۔ پس فرمود سلمہ اللہ تعالیٰ کہ استغفار کن و رجوع کن از آنکہ این عمل از طریقۂ وہابیہ است پس استغفار کرد و توبہ آورد۔ پس قلبش در آں دم صحت یافت بصحت کلی بلا تکلیف۔ پس چیست آناں را کہ انکار کردند تعیین را حالانکہ او سنت مستحبہ است و تلف حق نمودند بندگان را بغیر عذر۔ پس اے رب ہر آئینہ پناہ میخواہیم بتو بحق نبی تو کہ رحمت فرستادہ شد برای عالمیان از بدیہای نفسہای مایاں و از گناہان عملہای مایاں۔ ہر کرا خدا راہ نماید پس نیست گمراہ کنندہ او را و ہر کہ گمراہ کند او را پس نیست او را راہ نماینده۔ و ما گواہی میدہیم آنکہ نیست چیزی معبود مگر تو کہ یکتائی۔ نیست شریکی برای تو۔ و گواہی میدہیم آنکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندۂ تو و رسول تست۔ خدایا تو حامد او است و او محمود تو پس چگونہ حمد کنم او را پس بعجز و افتقار میخواہم ترا کہ تو رحمت فرستی بر او و بر جمال او چنانکہ تو او را دوست داری و می پسندی او را و شفیع گردانی او را میان ما و بیا و ما را رحمت کنی بہ

۲۵

ذکر کیفیة زیارة القبور خصوصًا اشرف القبور قبر نبی صلعم الرحمة مع مطالب اخری *

ذکر کیفیة زیارة القبور خصوصا اشرف القبور قبر نبی الرحمة صلعم مع مطالب اخری

بسم الله الرحمن الرحیم

خطبه مصنف تذکرة الحق

نحمد الله ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی آله واصحابه و اتباعه اجمعین * اعلم ان فی تحقیق زیارة القبور کانت علیّ مشقة لعدم تیسر اسبابه فانتظرت الی ان یسره الله تعالی فاذا المکتوب المسمی بالدر المنظم فی اثبات القیام تجاه القبر المکرم صلی الله علی صاحبه وسلم سرنی بتیسیر مقصدی رحم الله تعالی لمؤلفه وبارک فی معاشه ومعاده فنقلته بعینه *

بسم الله الرحمن الرحیم

خطبه مؤلف رساله الدر المنظم

الحمد لله الملک المعبود القائم علی کل نفس من الخلق ادنی واعلی * والصلوة والسلام علی سیدنا محمد المخصوص بالمقام المحمود والشفاعة الکبری وعلی آله واصحابه

۲۶

ذکر بیان زیارت قبور خصوصًا اشرف قبور که قبر نبی رحمت است صلعم با مطالب دیگر

ذکر بیان زیارت قبور خصوصا اشرف قبور که قبر نبی رحمت است صلعم با مطالب دیگر

بسم الله الرحمن الرحیم

خطبه مصنف کتاب هذا تذکرة الحق

نحمد الله ونستعینه ونصلی علی رسوله محمد ونستشفعه وعلی آله واصحابه واتباعه اجمعین

بدانکه هر آینه در تحقیق زیارت قبور بسبب میسر نبودن اسباب آن بر من مشقتی بود پس انتظار کشیدم تا که آسان کند او را خدای برتر که ناگاه مکتوبی مسمی به در المنظم در اثبات قیام پیش قبر مکرم رحمت خدا بر صاحب او و سلام باد آسان نمود مقصد مرا و شادمان ساخت - رحم کند خدای برتر مؤلف او را و در معاش و معاد او برکت دهد پس بعینه او را نقل کردم

بسم الله الرحمن الرحیم

خطبه مؤلف رساله الدر المنظم

ستایش تمام خدای راست که بادشاه معبود قائم است بر هر نفس از خلق ادنی و اعلی و درود و سلام بر سردار ما محمد صلعم باد که به مقام محمود و شفاعت کبری مخصوص است. و بر آل و اصحابش

البائتین لربهم سجداً وقیاماً وعلی ابنائهم القانتین لمولاهم خشّعاً وصیاماً
اولئک یجزون الغرفة بما صبروا ویلقّون فیها تحیّة وسلاماً خالدین فیها حسنت
مستقراً ومقاماً۔ وبعد فیقول الفقیر الی رحمة مولاه الغنی محمد مظهر العمری
النقشبندی الاحمدی تغمّده الله برحمته وغفرانه واسکنه فسیح جنانه۔ انّه
قدم علینا بالمدینة المنورة فی سنة ۱۲۹۶ الف ومائتین وستة وتسعین فاضل
من اهل الهند ممّن جذبهم الله تعالی الی الحرمین الشریفین وشرّفهم بزیارة
روضة حبیبه سید الکونین صلّی الله وسلّم علیه وزادهم تقرباً لدیه۔ وهو
المولوی عبد العزیز لا زال عابداً لربه ومعزّاً لدینه وسألنا عن قیام الزائر فی
مواجهته صلی الله علیه وسلم ووضع یمینه علی یساره کهیئة الصلوة حین التسلیم
علیه صلی الله علیه وسلم هل هو جائز ام لا فاجبته بما فی کتب اصحاب المناسک
من المتون والشروح من آداب زیارته صلی الله علیه وسلم فقال هذا کلام بلا دلیل
لیس فیه شفاء لعلیل مع ورود الاحادیث فی النهی عن التعظیم والقیام مثل ما
تفعله الاعاجم۔

ترجمہ که شب زنده دارانند سجده وقیام کنان پروردگار خودشان را۔ و بر پسران شان که فروتنانند و فرمانبر
ترسان و روزه داران مولائی خودشان را۔ ہمانا ایشانند که بدل داده شدند غرفہای بالاخانہا بآنچه صبر کردند و ملاقات
کرده شوند درانہا بتحیۃ و سلامتی۔ ہمیشه مانندگانند درانہا که خوش است این ازروی قرارگاه و قیام گاه۔ و بعد ازین
پس میگوید آنکه محتاج سوی رحمت مولائی خود است که غنی است محمد مظہر عمری نقشبندی احمدی۔ بپوشد او را
خدائی برتر برحمت و بخشایش خود۔ و آباد کند او را بفراخ باغہائی خود۔ ہر آئینه آنکه بیامد بر ما بمدینه منوره در سنه ۱۲۹۶
یک ہزار و دو صد و نود و شش ہجری فاضلے از اہل ہند ازان کسان که خدائی برتر بکشید شان را سوی حرمین شریفین و
بزیارت روضه حبیب خود سید کونین که رحمت خدا و سلامش بر و باد مشرف کند و بیفزاید شان را تقرب نزد او صلی الله
علیه وسلم۔ و او مولوی عبد العزیز است ہمیشه یاد او پروردگار خود را پرستنده و عزت دہنده دین خود را۔ و او پرسید از قیام
زائر در مواجهه او صلی الله علیه وسلم و نہادن دست راست خود بر چپ ہمچو ہیئت نماز ہنگام سلام خواندن بر و صلی الله علیه وسلم
(ای بر دست ۱۲)
که آیا او جائز است یا نه پس من او را جواب ادم بآنچه در کتابہائی مناسک است از متون و شرحہا از آداب زیارت او صلی الله علیه وسلم پس او گفت که این کلام
بلا دلیل است که در وی علیل را شفا نیست با آنکه احادیث در نہی از تعظیم و قیام ہمچو آنچه که عجمیان او را کنند وارد شده اند۔

والمسئلة مشتبهة على ولا بد من التفصيل والتحقيق وكان الوقت اذ ذاك
ضيقا فوعدته بالتحرير فاقول وبالله احول قد تقرر وتحقق بالبرهان المحقق ان
حضور الزائر قبالة قبره الكريم والتسليم والصلوٰة عليه والتوسل بجاهه
العظيم والاستمداد والاستشفاع بجنابه الفخيم بل وباصحابه واهل بيته
واوليائه اجمعين صلى الله عليه وعليهم وسلم من افضل الطاعات واهل العبادات
وارجى المثوبات واعظم القربات عند رب العالمين جل جلاله وعم نواله
قال العلامة القسطلانى فى المواهب اللدنية ومن اعتقد غير هذا فقد انخلع
من ربقة الاسلام وخالف الله ورسوله وجماعة العلماء الاعلام انتهى قال
جل ذكره ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر
لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما وقال صلى الله عليه وسلم من جاءنى
زائرا لا يعمله الا زيارتى كان حقا على ان اكون له شفيعا يوم القيامة

تقرير وتحقيق بان ان حضور الزائر قبالة قبره الكريم والتسليم والصلوة عليه والتوسل بجاهه العظيم والاستشفاع بجنابه الفخيم وباصحابه واهل بيته واوليائه اجمعين صلعم من افضل الطاعات الخ

ترجمه: واین مسئله بر من مشتبه آمده چاره نیست از تفصیل وتحقیق. وآن وقت تنگ بود پس چنانکه باید تحریر
او را وعده نمودم. پس میگویم وتحویل بخدای سبحانه میکنم. هر آئینه بدلائل محققه قرار یافته وثابت شده که
هر آئینه حاضر شدن زائر پیش قبر کریم او صلعم. وسلام خواندن وصلوٰة گفتن بر وی. ووسیله گرفتن بمرتبه
عظیم او. ومدد خواستن وشفاعت طلبیدن بگرامی جناب او بلکه بواصحاب واهل بیت واولیای او چنانکه
رحمت باد از خدای برتر بر او وبر ایشان وسلام باد. از افضل ترین طاعات وبزرگ ترین عبادات است و
واثق ترین ثوابها وگرامی ترین نزدیکیها است نزد پروردگار عالمیان که بزرگیش بزرگ است وبخششهای او عام
است. گفته علامه قسطلانی در مواهب لدنیه وهر که اعتقاد آورد بغیر از این پس تحقیق او از حلقه اسلام بر
آمد ومخالفت کرد خدا ورسول او را وجماعت علمای اعلام را انتهی. فرمود سبحانه که ذکرش بلند است
در سوره نساء رکوع نهم ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم
الرسول لوجدوا الله توابا رحيما. یعنی وچون هر آئینه ایشان وقتیکه ظلم کردند بر نفسهای خود را آمدند بتو
پس مغفرت خواه شدند از خدا ومغفرت خواستند برای ایشان این رسول هر آئینه یافتند ایشان خدا را رجوع
کننده ترحم ومهربان تر. وفرمود صلی الله علیه وسلم هر که آمد نزد من زیارت کنان که نه واطل کرد او را مگر زیارت من یعنی
بخصوص خالص زیارت مرا قصد کرد بر من لازم بود اینکه او را روز قیامت شفیع باشم.

آیة کریمه برای حضوری او صلعم

احادیث زیارة مزار اقدس (اوّل)

اخرجه الطبراني في المعجم الكبير وعن حاطب رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من زارني بعد موتي فكانما زارني في حياتي ومن مات في احد الحرمين بعث من الآمنين وعن انس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من زارني محتسبًا الى المدينة كان في جواري رواهما الحافظ البيهقي كذا في المواهب اللدنية و في هذا الباب سبعة عشر حديثًا عن سيدنا عمر بن الخطاب وعبد الله بن مسعود وعبد الله بن عمر وعبد الله بن عباس وانس بن مالك وابي هريرة وغيرهم باسانيد متعددة والفاظ متقاربة برواية الدارقطني والطبراني والبيهقي وابن خزيمة وابن عساكر والبزار وابي داود الطيالسي وابي بكر بن المقرئ وابن عدي وابي جعفر العقيلي وابي الفتح الازدي وابن ابي الدنيا وغيرهم ساقها السيد السمهودي في الوفاء والعلامة ابن حجر في الجوهر المنظم والشيخ محمد عابد السندي في طوالع الانوار حاشية در المختار قال الحافظ السخاوي تحت حديث من زار قبري وجبت له شفاعتي هو عند ابي الشيخ وابن ابي الدنيا وغيرهما عن ابن عمر رضي الله عنهما صحيح

(چشم دارندہ ثواب از خدای عز وجل را اعراض)

ترجمہ ایں حدیث را طبرانی در معجم کبیر بیروں آوردہ۔ و از حاطب است رضی اللہ عنہ کہ ہر آئینہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم گفت کہ ہر کہ مرا زیارت کرد پس موت من پس گویا کہ او زیارت کردہ مرا در زندگی من و ہر کہ مرد در یکے از ہر دو حرم برانگیختہ شد از امن یافتگاں۔ و از انس است رضی اللہ عنہ گفت کہ فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہر کہ زیارت کرد مرا با امید ثواب خدای کریم بسوی مدینہ باشد او در ہمسایگی من۔ روایت کردہ ہر دو را حافظ بیہقی۔ ہمچنیں است در مواہب لدنیہ۔ و دریں باب ہفدہ حدیث اند از سیدنا عمر ابن خطاب۔ و عبد اللہ ابن مسعود۔ و عبد اللہ ابن عمر۔ و عبد اللہ ابن عباس۔ و انس ابن مالک۔ و ابوہریرہ و غیر شاں رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔ باسناد ہای متعددہ و الفاظ متقاربہ یعنی الفاظیکہ در لفظ و معنی باہم قربت دارند۔ بروایت دارقطنی۔ و طبرانی۔ و بیہقی۔ و ابن خزیمہ۔ و ابن عساکر و بزار۔ و ابوداؤد طیالسی۔ و ابوبکر ابن مقری۔ و ابن عدی۔ و ابوجعفر عقیلی۔ و ابو الفتح ازدی۔ و ابن ابی الدنیا و غیر شاں کہ آوردہ اند و بیان کردہ است سید سمہودی در وفا۔ و علامہ ابن حجر در جوہر منظم و شیخ محمد عابد سندی در طوالع الانوار حاشیہ در مختار۔ گفت حافظ سخاوی تحت حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی یعنی ہر کہ زیارت کرد قبر مرا واجب شد او را شفاعت من۔ اینکہ او نزد ابو الشیخ و ابن ابی الدنیا و غیر ایشاں ہر دو از ابن عمر رضی اللہ عنہما صحیح است ؎

دریں باب ہفدہ حدیث اند مع بیان راویان و اختلاف و اتفاق علماء محدثین بر ضعف و صحت حدیث ؎

وابن خزیمة اشار الی تضعیفه والطبرانی وابن عدی والدارقطنی والبیهقی وضعفوا ولفظهم کان کمن زارنی فی حیاتی وقال الذهبی طرقها کلها لینة لکن یتقوی بعضها ببعض لانه ما فی رواتها متهم بکذب وقال ومن اجود الاحادیث اسنادا حدیث حاطب واخرجه ابن عساکر وغیره الی آخر ما فی المقاصد الحسنة قد علم بالضرورة ان القربات والطاعات خالصة لله عز وجل لیس فیه شائبة المخلوق اصلا لکن فی بعضها بمقتضی الحکمة والمصلحة یلزم توسط المخلوق التوجه الیه واستقباله من غیر ان یکون هو مقصودا حقیقیا فانه لا مقصود ولا معبود فی الحقیقة الا الله عز وجل وهو سبحانه من کمال کرمه وسع لعباده فی اداء الطاعات والعبادات والاذکار والقربات وقدرها بحالات وهیئات من القیام والقعود والرکوع والسجود واستقبال القبلة وغیرها فقال الله تعالی فاذا قضیتم الصلوة فاذکروا الله قیاما وقعودا وعلی جنوبکم وقال تعالی الذین یذکرون الله قیاما وقعودا وعلی جنوبهم ویتفکرون فی خلق السموات والارض

ترجمه وابن خزیمه اشاره کرده سوی تضعیف او و طبرانی و ابن عدی و دارقطنی و بیهقی هم او را ضعیف نموده اند و لفظ شان اینست کان کمن زارنی فی حیاتی یعنی هست بچو کسیکه زیارت کرد مرا در حیات من و گفت ذهبی طرقهای او همه نرم اند لیکن بعض شان ببعض قوت می یابند ازانکه هر آئینه او آنچه که در راویان اوست متهم اند بدروغ و گفت و از جیدترین احادیث از روی اسناد حدیث حاطب است که او را ابن عساکر و غیرش بر آورده تا آخر آنچه در مقاصد حسنه است و هر آئینه بضرورت دانسته شده که قربات و طاعات خالص برای خدای عز و جل است و برای مخلوق هرگز در وی شرکت نیست لیکن در بعض آنها حسب تقاضای حکمت و مصلحت لازم شود واسطه شدن مخلوق و توجه سوی او و استقبال او یعنی رو آوردن باو از غیر آنکه او مقصود حقیقی باشد پس هر آئینه او در حقیقت مقصود و معبود نیست مگر خدای عز و جل و از آنجا که از کمال کرم خود برای ادای طاعات و عبادات و اذکار و قربات برای بندگان خود فراخی داده و اندازه کرده آنها را بحالتها و هیئتها از قیام و قعود و رکوع و سجود و استقبال قبله و غیره پس فرموده خدا برتر در سوره نساء رکوع پانزدهم فاذا قضیتم الصلوة فاذکروا الله قیاما وقعودا وعلی جنوبکم یعنی پس چون بگذارید نماز را پس یاد کنید خدا را ایستاده و نشسته و بر پهلوهای خود تان و فرموده تعالی در سوره آل عمران رکوع بیستم الذین یذکرون الله قیاما وقعودا وعلی جنوبهم ویتفکرون فی خلق السموات والارض یعنی آنانکه یاد میکنند خدای را ایستاده و نشسته و بر پهلوهای خود شان و می اندیشند در پیدایش آسمانها و زمین

وقد علم بالضرورة ان القربات والطاعات خالصة لله عز وجل الخ

بیان اینکه دانستن ضروریست که طاعات و قربات خالص برای خدای عز و جل است لیکن بمقتضای حکمت و مصلحت در بعض شان واسطه شدن مخلوق لازم آمده توجه و استقبال با و کرده شود - مقصود کریمه

وقال تعالی وقوموا لله قانتین وبیّن النبی صلی الله علیه وسلم واصحابه الکرام
وعلماءه العظام ما یلیق فی کل طاعة وعبادة وذکر وفکر من القیام والقعود
وتفصیله فی کتب الفقه موجود وخصّت هذه القربة بالقیام والوقوف بالاحادیث
والآثار عن النبی صلی الله علیه وسلم وعن الصحابة والتابعین والائمة المجتهدین
والسلف الصالحین رضوان الله تعالی علیهم اجمعین ٭ اما الاحادیث فی وقوفه
صلی الله علیه وسلم علی قبور المؤمنین فعن ابن عباس رضی الله عنهما قال مرّ
رسول الله صلی الله علیه وسلم بقبور المدینة فاقبل علیهم بوجهه فقال السلام
علیکم یا اهل القبور یغفر الله لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر اخرجه الامام الحافظ
الترمذی فی سننه وعن ابی موهبة مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم قال انبهنی
رسول الله صلی الله علیه وسلم من جوف اللیل فقال انی امرت ان استغفر لاهل
البقیع فانطلق معی فانطلقت معه فلما وقف بین اظهرهم قال السلام علیکم یا اهل
المقابر لیهن لکم ما اصبحتم فیه الی ان قال ثم استغفر لهم طویلا وعن عائشة رضی الله عنها

ترجمه وفرمود تعالی وقوموا لله قانتین ٭ برخیزید برای خدا فروتنی کنندگان - ونبی صلی الله علیه وسلم واصحاب
کرامش وعلمای بزرگ امتش آنچه در هر طاعت وعبادت وذکر وفکر از قیام وقعود سزاوار است - بیان کرده است - وتفصیلش
در کتب فقه موجود است - واین قربت مخصوص است بقیام ووقوف بنص احادیث وآثار از نبی صلی الله علیه وسلم واز صحابه وتابعین
وائمه مجتهدین وسلف صالحین رضوان الله تعالی علیهم اجمعین - لیکن حدیثها که در وقوف او صلی الله علیه وسلم
بر گورهای مؤمنین اند - پس از ابن عباس است رضی الله عنهما گفت گذشت رسول خدا صلی الله علیه وسلم بگورستان
مدینه پس پیش آمد برانها بروی مبارک خود وفرمود السلام علیکم یا اهل القبور یغفر الله لنا ولکم
انتم سلفنا ونحن بالاثر یعنی سلامتی باشد بر شما ای اهل گورها بخشد خدای برتر ما را وشما را شما پیشینگان ما هستید
وما بآن از پس این حدیث را امام حافظ ترمذی در سنن خود برآورده - واز ابی موهبه که مولای رسول خدا است صلی الله علیه وسلم یعنی غلام
او - گفت بیدار کرد مرا رسول خدا صلی الله علیه وسلم از جوف لیل یعنی درون شب پس فرمود هر آئینه من امر کرده شدم که برای اهل بقیع
مغفرت خواهم پس برو با من پس رفتم با او صلی الله علیه وسلم پس چون بایستاد درمیان بلندی شان فرمود السلام علیکم یا اهل
المقابر لیهن لکم ما اصبحتم فیه یعنی سلامتی باد بر شما ای اهل گورها که اینها پرده دار شدند برای شما چون هست که یا مردم
گردید شما در وقت تا آنکه گفت پس مغفرت خواست برای شان دیر دراز - واز عائشه است رضی الله عنها

اما الاحادیث فی وقوفه صلی الله علیه وسلم علی قبور المؤمنین

قالت ألا أخبركم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وعني قلنا بلى قالت لما كانت ليلتي انقلب الى ان قالت حتى جاء البقيع فرفع يديه ثلاث مرات واطال القيام ثم انحرف الحديث وعنها ايضا رضي الله عنها قالت قام النبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة فلبس ثيابه ثم خرج فامرت جاريتي بريرة فتبعته حتى جاء البقيع فوقف ثم ادناه ما شاء الله ان يقف ثم رجع الحديث اخرج الاحاديث الثلاثة الحافظ الحجة ابو زيد عمر بن شبة في اخبار المدينة الشريفة وقال حدثنا ابو داود قال اخبرنا مبارك قال حدثنا الحسن قال اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم على بقيع الغرقد فقام فقال السلام عليكم يا اهل القبور الحديث وبسند آخر عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قام على اهل البقيع فقال السلام عليكم يا اهل القبور من المؤمنين والمسلمين لو تعلمون الحديث واما الوقوف على قبر سيد المرسلين وافضل الاولين والآخرين شفيع المذنبين والرحمة للعالمين محبوب رب السموات والارضين واول شافع واول مشفع يوم الدين عليه افضل صلوة المصلين واكمل تسليم المسلمين

واما الوقوف على قبر سيد المرسلين صلعم

ترجمه گفت آگاه شوید خبر دهم شما را از رسول خدا صلی الله علیه وسلم از من و گفتیم آری گفت چون شب من بود و اگر دید او صلعم تا آنکه گفت که تا به بقیع آمد پس هر دو دست بر داشت سه بار و دراز کرد ایستادن باز برگشت تا آخر حدیث - و از وست نیز رضی الله عنها گفت برخاست نبی صلی الله علیه وسلم شبی و لباس خود پوشید باز بر آمد پس کنیزک خود بریره را امر کردم که او پس او گرفت تا آنکه او صلعم به بقیع بر آمد پس بایستاد و کمی نزد کرد انداخچه که خدا خواست بایستادن باز برگردید الحدیث - این هر سه حدیث از حافظ الحجة ابو زید عمر بن شبه در اخبار مدینة شریفه بر آورده - و گفت حدیث کرد ما را ابو داود و گفت خبر داد ما را مبارک گفت حدیث کرد ما را حسن گفت رسول خدا صلی الله علیه وسلم بر بقیع غرقد آمد پس بایستاد و گفت السلام علیکم یا اهل القبور الحدیث - و بسند از وی آنکه نبی صلی الله علیه وسلم بر اهل بقیع بایستاد و گفت السلام علیکم یا اهل القبور من المؤمنین والمسلمین لو تعلمون الحدیث سلامتی باد بر شما ای اهل گورها از مومنان و مسلمانان اگر بدانید شما تا آخر حدیث - و لیکن ایستادن بر قبر سید مرسلان و افضل پیشینیان و پسینیان شفیع گنهگاران و رحمت برای عالمیان محبوب پروردگار آسمانیان و زمینیان - و اول شفاعت کنندگان و اول شفاعت کنانیدگان روز دین بر و تمام ترین درود درود خوانندگان و کامل ترین تسلیم های سلام فرستندگان تا همیشه از همیشه باد +

بیان وقوف قبر نبی صلعم

الی ابد الآبدین فقد روی فی احادیث کثیرۃ و آثار جمۃ کیف لا وھو سید المقبور و منبع النور و مھبط التجلیات الالھیۃ و مورد الفیوضات القدسیۃ وھو محفوف بالملائکۃ المقربین والمحضر للانبیاء والمرسلین وھو الموصل الی اعلی الدرجات والمفضی الی اقرب المثوبات + قال کعب الاحبار ما من یوم یطلع الا نزل سبعون الفا من الملائکۃ حتی یحفوا بقبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضربون باجنحتھم ویصلون علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا امسوا عرجوا وھبط مثلھم فصنعوا مثل ذلک حتی اذا انشقت عنہ الارض خرج فی سبعین الفا من الملائکۃ یزفونہ اخرجہ الدارمی فی مسندہ وما احسن ما قال الامام البوصیری فی البردۃ

ھو الحبیب الذی ترجی شفاعتہ — لکل ھول من الاھوال مقتحم
فاق النبیین فی خلق وفی خلق — ولم یدانوہ فی علم ولا کرم
وکلھم من رسول اللہ ملتمس — غرفا من البحر او رشفا من الدیم
وواقفون لدیہ عند حدھم — من نقطۃ العلم او من شکلۃ الحکم

ترجمہ: تا ہمیشہ از ہمیشہ باز پس تحقیق روایت کردہ شد در احادیث کثیرہ و آثار جمۃ یعنی انبوہ و چگونہ نباشد کہ او سید قبور - و منبع یعنی چشمۂ نور - و مھبط یعنی جای فرود آمدن تجلیات خداوندی - و مورد یعنی جای وارد شدن فیوضہای قدسیہ است - و او محفوف یعنی گرد گرفتہ شدہ است بملائکہ مقربین و محضر یعنی حاضر آمدن برای انبیاء و مرسلین است - و او موصل یعنی رسانندہ است سوی برترین درجہا - مفضی یعنی دریابندہ سوی نزدیک ترین مثوبات است + گفت کعب احبار رضی اللہ عنہ کہ نیست از روزی کہ درخشد مگر نازل شود ہفتاد ہزار از ملائکہ تا آنکہ گرد گیرند قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم را کہ بزنند بازوہای خود و درود فرستند بر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تا آنکہ ہرگاہ شام کنند بالا روند و مثل شان فرود آیند و ہمچنان کنند تا آنکہ چون زمین از وصلعم بشگافد برآید در میان ہفتاد ہزار از ملائکہ کہ روان و دوان باشند او صلعم را - دارمی او را در مسند خود بر آوردہ - و چہ خوب تر است آنچہ امام بوصیری در بردہ گفتہ

او حبیبی کہ باو چشم شفاعت دارند — بہر ہر ترس ز اہوال بسے بیباکی
ہست فائق ز ہمہ انبیاء در سیرت و صورت — در علم و کرم نیست باو ہیچ قریبی
زان مظہر حق ملتمس اند این ہمہ سرور — چون جرعہ ز بحرے و یک قطرہ ز ابری
استادہ ہمہ بہر او در حد مراتبہا — چون نقطہ از علمی یا شکلہ از حکمی

را احادیث و اخبار و فضائل آنحضرت صلعم

چشتی

وعن عبد الله بن دينار قال رأيتُ عبد الله بن عمرؓ يقف على قبر النبي صلى الله
عليه وسلم فيصلي على النبي صلى الله عليه وسلم وعلى أبي بكر وعمر رواه محدث دار الهجرة الإمام
مالك في الموطأ وعن ابن عون قال سأل رجلٌ نافعًا هل كان ابن عمر يسلّم على القبر
فقال نعم لقد رأيته مائة مرةٍ أو أكثر من مائةٍ كان يأتي القبر فيقوم عنده فيقول
السّلامُ على النبي السّلام على أبي بكرٍ السلام على أبي وقال يحيى في أخبار المدينة
له حدّثنا هارون بن موسى الفروي قال سمعتُ جدّي أبا علقمة يُسأل كيف كان
الناس يُسلّمون على النبي صلى الله عليه وسلم قبل أن يدخل البيتُ في المسجد فقال
كان يقفُ النّاسُ على باب البيتِ يُسلّمون عليه وكان الباب ليس عليه غلقٌ حتى
توفّيت عائشةُ رضي الله عنها وأيضًا روى يحيى الحُسيني في كتابه عن جعفر بن
محمدِ بن علي بن الحسين عن أبيه عن جده رضي الله عنهم أنه كان إذا جاء يُسلّم على
النبي صلى الله عليه وسلم وقف عند الاسطوانة التي تلي الروضة ثم يُسلّم ثم يقول
ههنا رأسُ رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال المطري وغيره وهذا موقف السلف

ترجمہ - و از عبد اللہ ابن دینار است کہ گفت دیدم عبد اللہ ابن عمر را رضی اللہ عنہما کہ می ایستاد بر قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
و درود می خواند بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم و بر ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما - این حدیث را محدث دار ہجرۃ امام مالک رضی
در موطا روایت کردہ - و از ابن عون است کہ گفت پرسید مردی نافع را کہ آیا ابن عمرؓ بر قبر شریف سلام میفرستاد
گفت آری البتہ تحقیق دیدہ ام او را صد بار یا از صد بیشتر کہ می آمد مزار اقدس را و نزد وی می ایستاد و می گفت
السلام علی النبی - السلام علی ابی بکرؓ السلام علی ابی - و گفت یحیی در اخبار مدینہ رسول صلعم
کہ حدیث کرد ما را ہارون بن موسی الفروی گفت شنیدم از پدر پدر من ابا علقمہ پرسیدہ می شد کہ مردمان بر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل در آمدن بیت در مسجد چگونہ سلام میفرستادند پس گفت آدمیان بر در بیت می ایستادند
و بر وے سلام میکردند و در بستہ نمی شد بر وے تا آنکہ وفات یافت عائشہ رضی اللہ عنہا - و نیز روایت کرد یحیی حسینی در کتاب خود
از جعفر بن محمد بن علی بن حسین از پدر خود از جد او رضی اللہ عنہم آنکہ او ہر گاہ می آمد کہ سلام کند بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
و ستادہ می شد نزد ستونے کہ نزدیک می شود روضہ را باز سلام می کرد باز مے گفت اینجا است سر
مبارک صلی اللہ علیہ وسلم - و گفت مطری و غیر او ہمین است جائے استادن
پیشینیان ⁂

قبل إدخالِ الحجر في المسجدِ وروى ابن زبالة عن سلمة ابن وردان قال رأيتُ أنس ابن مالكٍ رضي الله عنهما إذا سلّم على النبيِ صلّى الله عليه وسلّم ياتي فيقوم أمامه انتهى بنقل هذه الاخبار كلّها السيّد السمهودي في وفاءِ الوفا باخبارِ دارِ المصطفى وخرج سيّدنا عمر رضي الله عنه الى منبرِ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فاذا معاذُ بن جبلٍ قائمٌ يبكي عند قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ما يبكيك يا معاذُ الحديث اخرجه الحافظ البزار في مسنده نقله مولانا عابد السندي في حاشيته على الدرِ المختار وروى يحيى ابن الحسن العلوي عن ابن ابي فديك قال سمعتُ بعض من ادركتُ يقول بلغنا ان من وقف عند قبرِ النبي صلى الله عليه وسلم فقال انّ الله وملائكته يصلّون على النبيِ يا ايها الذين امنوا صلّوا عليه وسلّموا تسليما صلّى الله على سيّدنا محمّدٍ وسلّم وفي روايةٍ صلّى الله عليك يا رسول اللهِ يقولها سبعين مرّةً ناداه ملكٌ صلّى الله عليك يا فلان لم تسقط لك اليوم حاجةٌ كذا في السيرة الشامية واما استقبال قبره الشريف الذي هو قبلة الارواح والاشباح من العلويين

ترجمہ: پیش از داخل کردن حجرۂ شریف در مسجد۔ و روایت کرد ابن زبالہ از سلمہ ابن وردان گفت دیدم انس ابن مالک رضی اللہ عنہما ہرگاہ سلام میفرستاد بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم می آمد پس می استاد پیش او انتہی۔ این ہمہ اخبار را سید سمہودی در وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ نقل کردہ است۔ و بیرون آمد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سوی منبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس ناگاہ دید معاذ ابن جبل رض استادہ میگرید نزد قبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس گفت چہ می گریاند ترا ای معاذ الحدیث۔ این حدیث را حافظ بزار در مسند خود برآوردہ کہ مولانا عابد سندی در حاشیۂ خود بر در مختار او را نقل کردہ۔ و روایت کرد یحییٰ بن حسن علوی از پسر ابی فدیک کہ گفت شنیدم از بعض کسے کہ دریافتم او را میگفت کہ رسید ما را آنکہ کسی بایستاد نزد قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پس گفت إنّ الله وملائكته يصلّون على النبيّ يا ايها الذين امنوا صلّوا عليه وسلّموا تسليماً صلّى الله على سيّدنا محمّدٍ و در روایتی است صلّى الله عليك يا رسول الله کہ بگوید او را ہفتاد بار ندا کرد او را فرشتہ صلی اللہ علیک یا فلان لم تسقط لک الیوم حاجۃ یعنی رحمت کرد خدا بر تو اے فلان امروز ہیچ حاجتے برای تو بیفتاد و ساقط نشد۔ ہمچنین است در سیرۂ شامیہ۔ و لیکن استقبال یعنی رو آوردن قبر شریف او را صلعم آنکہ او قبلۂ ارواح و اشباح یعنی کالبدہا است علویان

۱۱۱۱ استقبال روضہ اقدس علیہ‌السلام

بیان استقبال قبر شریف و افضلیت از قبلہ

والسفلیین بل الخلائق اجمعین واستدبار القبلة فقد روی سراج الائمة امام الائمة الامام ابوحنیفة رضی الله عنه فی مسنده عن ابن عمر رضی الله عنهما قال من السنة ان یاتی قبر رسول الله صلی الله علیه من قبل القبلة وتجعل ظهرك الی القبلة وتستقبل القبر الشریف بوجهك ثم تقول السلام علیك ایها النبی الکریم ورحمة الله وبرکاته نقله عنه محقق الحقیقة الکمال ابن الهمام وکذا تبعه فی النقل السید السمهودی فی الوفا وروی الامام ابوحنیفة رح عن ایوب السختیانی انه دنا من قبر النبی صلی الله علیه وسلم مستدبر القبلة متوجها الی التربة ثم سلم علیه وصلی ثم غلب البکاء حتی کاد ان یغشی علیه اخرجه الحافظ طلحة بن محمد فی مسند الامام ابوحنیفة رح بسنده عنه اورده العلامة محمد بن محمود الخوارزمی فی جامع المسانید وقال المحدث مجد الدین الفیروزابادی اللغوی روینا عن الامام الجلیل ابی عبد الرحمن عن عبد الله بن المبارك قال سمعت اباحنیفة رح یقول قدم ایوب السختیانی وانا بالمدینة فقلت لانظرن ما یصنع فجعل ظهره مما یلی القبلة ووجهه مما یلی وجه رسول الله صلی الله علیه وسلم وبکی غیر متباك فقام مقام رجل فقیه نقله السید

ترجمه وسفلیان بلکه جمیع خلقهای خداست. وپشت دادن قبله را. پس تحقیق روایت کرد سراج ائمه وامام امامان امام ابوحنیفه رضی الله عنه بسند خود از ابن عمر رضی الله عنهما که گفت از سنت است که بیائی قبر رسول خدا صلی الله علیه یعنی رحمت خدا باد براو را از سمت قبله وبکنی پشت خود سوی قبله وبر آوری قبر شریف را بروی خود وبازگوئی السلام علیك ایها النبی الکریم ورحمة الله وبرکاته نقل کرد او را از و محقق حقیقت کمال ابن همام. وهمچنین پیروی کرد او را در نقل سید سمهودی در وفا. وروایت کرد امام ابوحنیفه رح از ایوب سختیانی آنکه او نزدیک شد از قبر نبی صلی الله علیه وسلم پشت دهنده قبله را ورو آرنده سوی تربت مبارک پس بر او سلام کرد ودرود فرستاد باز گریه او را غلبه کرد تا آنکه نزدیک شد که بیهوش شود بر خود. اورا حافظ طلحه بن محمد بر آورده که در مسند امام ابوحنیفه رح است بسند از و. وعلامه محمد بن محمود خوارزمی در جامع مسانید او را وارد کرده. وگفت محدث مجد الدین فیروزابادی اللغوی که روایت کرده ایم از امام جلیل ابی عبد الرحمن از عبد الله ابن مبارك که گفت شنیدم ابوحنیفه رح را که میگوید. بیامد ایوب سختیانی ومن بمدینه پس گفتم هر آینه ضرور خواهم دید آنچه او میکند. پس بکرد او پشت خود از آنچه که او نزدیک است قبله را. وروآورد وا از آنچه که او نزدیک است رو مبارک رسول خدا صلی الله علیه وسلم را. وگریه کرد غیر تباکی کننده. پس بایستاد بجای مرد فقیه. نقل کرده او را سید

بیان استقبال قبر شریف واستدبار قبله

السمهودی فی الوفاء روی ابن وهب عن مالک انه قال اذا سلّم علی النبی صلی الله علیه وسلم یقف للدعاء ووجهه الی القبر الشریف لا الی القبلة وعن ابن حمید قال ناظر ابو جعفر امیر المؤمنین مالکاً فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال مالک یا امیر المؤمنین لا ترفع صوتک فی هذا المسجد فان الله ادّب قوماً فقال لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الآیه ومدح قوماً فقال ان الذین یغضّون اصواتهم عند رسول الله الآیه وذم قوماً فقال ان الذین ینادونک من وراء الحجرات الآیه وان حرمته میتاً کحرمته حیاً فاستکان لها ابو جعفر فقال یا ابا عبد الله استقبل القبلة وادعو ام استقبل رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ولم تصرف وجهک عنه وهو وسیلتک ووسیلة ابیک آدم علیه السلام الی الله تعالی یوم القیمة بل استقبله واستشفع به فیشفّعه اخرجه الحافظ القاضی عیاض فی الشفاء بتعظیم حقوق المصطفی بسند جید وقد اتفق العلماء علی انه علیه الصلوة والسلام حیّ فی قبره الشریف یعلم بزائره ۔

ترجمہ: سید سمہودی در وفا روایت کرد ابن وہب از مالک رحمۃ اللہ علیہ کہ او گفت ہر گاہ سلام میکرد او بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بایستاد برائی دعا و روی خود سوی قبر شریف داشتی نہ سوی قبلہ۔ و از ابن حمید است کہ گفت مناظرہ کرد ابو جعفر امیر المؤمنین با مالک رضی اللہ عنہ در مسجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس گفت مالک رضی اللہ عنہ ای امیر المؤمنین آواز خود درین مسجد بلند مکن۔ پس تحقیق خدا تعالیٰ بر تر ادب کردہ است قومی را۔ و فرمود در سورہ حجرات لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الآیہ یعنی بلند مکنید آواز خود تان برآواز نبی الخ۔ و تعریف کرد قومی را و گفت ان الذین یغضون اصواتهم عند رسول الله الآیہ در سورہ حجرات یعنی ہر آئینہ آنانکہ پست کنند آواز ہای خود شان نزد رسول خدا الخ و ذم کرد قومی را و گفت ان الذین ینادونک من وراء الحجرات الآیہ در سورہ حجرات یعنی ہر آئینہ آنانکہ ترا بآواز میخوانند از بیرون حجرہ الخ۔ حال آنکہ حرمت او صلعم در حال موت مثل حرمت او است در حیات پس پست کرد آواز را ابو جعفر و گفت ای ابا عبد اللہ بقبلہ رو آرم و دعا کنم یا رسول خدا را صلی اللہ علیہ وسلم رو آرم۔ پس گفت مالک رضی اللہ عنہ و چرا بگردانی روی خود از و صلعم کہ او وسیلہ تست و وسیلہ پدر تو آدم علیہ السلام سوی خدائی برتر روز قیامت بلکہ روئی باو آر و ازو شفاعت خواہ پس او شفیع گرداند او را۔ برآوردہ او را حافظ قاضی عیاض در شفا بتعظیم حقوق مصطفیٰ باسناد جید و تازہ۔ و تحقیق اتفاق کردہ اند علما بر آنکہ او علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ است در قبر شریف خود۔ میداند زائر خود را ۔

فليستقبله الزائر وليستدبر الكعبة وقد سن استدبار الخطيب الكعبة للسامعين
واستحب العلماء استدبار القوم الكعبة عند استقبال المدرس ولو بالمسجد الحرام
فلاجله عليه الصلوة والسلام اولى واحرى قاله مولانا الشيخ عابد السندي ثم
المدني في حاشية الدر المختار واما وضع اليمين على الشمال في الزيارة كما في الصلوة
ففي الشفاء قال بعضهم رايت انس بن مالك اتى قبر النبي صلى الله عليه وسلم
فوقف فرفع يديه حتى ظننت انه افتتح الصلوة فسلم على النبي صلى الله عليه وسلم
ثم انصرف قلت كذا علقه الحافظ وقد اورده الحافظ السخاوي في القول البديع
في الصلوة على الحبيب الشفيع ولفظه اخرج ابن ابي الدنيا ومن طريقه البيهقي في
الشعب من حديث عبد الله بن مسيب بن عبد الله بن ابي امامة رضي الله عنه قال رايت انس بن
مالك رضي الله عنه اتى قبر النبي صلى الله عليه وسلم فوقف فرفع يديه حتى ظننت انه
افتتح الصلوة فسلم على النبي صلى الله عليه وسلم ثم انصرف ومعناه ان سيدنا انس بن
مالك رضي الله عنهما رفع يديه من الركبتين الى قريب الصدر ووضع اليمين على الشمال

ترجمه پس باید که زائر روآرد و باید که کعبه را پشت دهد۔ وتحقیق سنت است خطیب را پشت دادن کعبه
برای سامعین۔ وعلماء مستحب داشته اند پشت دادن قوم کعبه را وقت استقبال مدرس اگرچه در مسجد حرام باشد
پس بهر او علیه الصلوٰة والسلام اولی واحری است یعنی مناسب تر وسزاوار تر است۔ گفته است او را
مولانا شیخ عابد سندی ثم المدنی در حاشیه درمختار۔ ولیکن نهادن دست راست بر چپ نهادن چنانچه
در نماز پس در شفا است۔ گفت بعض شان که دیدم انس ابن مالک را رضی که بیامد قبر نبی صلی الله علیه وسلم
را وایستاد پس برداشت هر دو دست تا آنکه گمان کردم تحقیق او نماز را کشاد۔ پس سلام کرد بر نبی صلی الله علیه
وسلم باز برگشت۔ گفتم همچنین است۔ تعلیق کرد او را حافظ۔ وتحقیق بیان کرده او را حافظ سخاوی در کتاب
قول البدیع فی الصلوة علی الحبیب الشفیع۔ وابن ابی الدنیا لفظش برآورده۔ واز طریق او بیهقی در شعب از حدیث
عبد الله ابن مسیب ابن عبد الله ابن ابی امامه رضی الله عنه گفت دیدم انس ابن مالک را رضی الله عنه که بیامد قبر نبی صلی
الله علیه وسلم را پس ایستاد و هر دو دست خود برداشت تا آنکه گمان کردیم که او افتتاح نماز کرده است پس
سلام داد بر نبی صلی الله علیه وسلم باز برگشت۔ ومعنی او آنکه سیدنا انس ابن مالک رضی الله عنهما هر
دست خود از هر دو زانو تا قریب سینه برداشت ونهاد دست راست را بر چپ

واما وضع اليمين على الشمال في الزيارة كما في الصلوة

بیان اتفاق علماء بر جهات [illegible]

بیان دست نهادن [illegible]

اَو فی النیۃ او نحوہا فظن الرائی انہ افتتح الصلوۃ والا فالرفع بطریق الدعاء لیس
بمحل للاشتباہ والظن فتامّل وبالوقفۃ علی ہیئۃ الصلوۃ عمل جمہور المسلمین
المتقدمین والمتاخرین السابقین واللاحقین من الحنفیۃ والشافعیۃ والمالکیۃ
والحنبلیۃ وقد صرح بذلک فی کتب المناسک وقال الکرمانی عمدۃ العلماء
الحنفیۃ ویضع یمینہ علی شمالہ کما فی الصلوۃ وکذلک السید السمہودی فی
الوفاء والعلامۃ الشیخ محمد بن یوسف الشامی فی سیرۃ النبویۃ وامام الشافعیۃ
العلامۃ ابن حجر الہیثمی فی الجوہر المنظم ورأس الحنفیۃ الملا رحمۃ اللہ السندی
وتبعہ الملا علی القاری وغیرہم من المتاخرین اصحاب الشروح والفتاوی کالشارح
الدہلوی الشیخ عبد الحق والشیخ محمد عابد السندی فثبت ان ہذا الوقوف والقیام
انما ہو فی الحقیقۃ للہ عز وجل کالقیام والوقوف بعرفۃ ومزدلفۃ والمشاعر العظام
للدعاء والابتہال الی اللہ الملک العلام غیر ان ہناک استقبال وتوجہ الی الکعبۃ
الشریفۃ التی ہی بیتہ وحرمہ وفی ہذا استقبال وتوجہ الی سید الانبیاء والمرسلین
وافضل الخلائق اجمعین الذی ہو حبیبہ وخلیلہ صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم

ترجمہ: بالای ناف یا زیر ناف بنا برین بیننده گمان کرد که تحقیق او نماز شروع کرده ورنه بین برداشتن بطریق دعا
محل اشتباه وظن و تهمت نیست پس تأمل کن. و به ایستادن بر هیئت نماز عمل جمهور مسلمانان از پیشینیان و متاخرین سابقین ولاحقین
است از حنفیه و شافعیه و مالکیه و حنبلیه. و تحقیق تصریح کرده شد این در کتب مناسک. و گفت کرمانی که عمده
علمای حنفیه است و بنهد او دست راست خود را بر چپ خود همچو در نماز. و همچنان سید سمهودی در وفا. و علامه شیخ محمد بن
یوسف شامی در سیرت نبویه. و امام شافعیه علامه ابن حجر هیثمی در جوهر منظم. و سر حنفیه ملا رحمت الله سندی گفته. و پیروی
کرد او را ملا علی قاری و غیر ایشان از متاخرین اصحاب شارحین و فتاوی همچو شارح دهلوی شیخ عبد الحق و شیخ
محمد عابد سندی. پس ثابت شد که تحقیق این وقوف و قیام جز این نیست که او در حقیقت برای خدای عز و جل است
همچو قیام و وقوف برای عرفه و مزدلفه و مشاعر عظام است برای دعا و زاری کردن سوی خدای ملک
علام بی آنکه اینجا استقبال و توجه است سوی کعبه شریفه که او بیت و حرم اوست. و در اینجا
استقبال و توجه سوی سید انبیاء و مرسلین و افضل الخلائق است تمامه آنکه او حبیب اوست و خلیل
او صلی اللہ علیہ وسلم

فتأمل في الفرق والتفاوت بينهما تفهم ان هذا الفضل يتخلى خلل محبته صلى الله
عليه وسلم التي هي افضل مراتب القرب اذ هو مناجاته ومحادثته معه صلى الله عليه وسلم
فقد روى ابو داود من حديث ابي هريرة رضي الله عنه انه صلى الله عليه وسلم قال ما
من مسلم يسلم علي الا رد الله علي روحي حتى ارد عليه السلام وعند ابن ابي شيبة
من حديث ابي هريرة مرفوعا من صلى علي عند قبري سمعته ومن صلى علي نائيا
بلغته ذكره القاضي عياض في الشفاء وعن سليمان بن سحيم وهو التابعي قال رأيت
النبي صلى الله عليه وسلم في النوم فقلت يا رسول الله هؤلاء الذين يأتونك فيسلمون
عليك اتفقه سلامهم قال نعم وارد عليهم كذا في المواهب اللدنية ولاجل ذلك
زاد اهل العلم والعرفان والمتشرفين بمراتب القرب والاحسان في التأدب في الزيارة
الشريفة ونبهوا عليه واكدوا على تمام الخضوع والخشوع كمال التاكيد وبينوا ما فيه
من السنن والآداب والمستحبات قال الامام الغزالي رحمه الله تعالى في الاحياء

فی التأدب فی الزیارۃ الشریفۃ

ترجمہ پس در فرق وتفاوت درمیان ہر دو بیاندیش - دریاب کہ ہر آئینہ این فضل بر تجلی عکس محبت او است
صلی اللہ علیہ وسلم آنکہ او فضل مراتب قرب است بر آنکہ او مناجات است و باہم حدیث کردن با او صلی اللہ علیہ وسلم
پس تحقیق روایت کرد ابوداود از حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ ہر آئینہ وصلی اللہ علیہ وسلم فرمود نیست ہیچ مسلم
فرستندہ کہ بر من سلام میدہد مگر خدای عزیز بر من روح مرا رد کردہ است تا کہ سلام را برو رد کنم - و نزد ابن ابی شیبہ است
از حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بطور مرفوع کہ ہر کہ درود خواند بر من نزد گور من می شنوم او را - و ہر کہ درود خواند بر من
از دوری و فصل میرسانم او را - ذکر کردہ او را قاضی عیاض در شفا - و از سلیمان بن سحیم است کہ او تابعی است
گفت نبی صلی اللہ علیہ وسلم را دیدم در خواب پس گفتم یا رسول اللہ اینان کہ بنزدیکی آیند
و بر تو سلام میرسانند آیا سلام شان می فہمی فرمود آری - و رد می کنم بر ایشان تا ہمچنان
در مواہب لدنیہ است - و بنا برین اہل علم و عرفان و شرف یافتگان بمراتب قرب و احسان
بادب داشتن در زیارت شریفہ افزونی کردند - و برو تنبیہ نمودند و آگاہی دادند و تاکید کردند
تمام تر بر تمام خضوع و خشوع فرمودند - و ہرچہ در وی از سنتہا
و آداب و مستحبات است در بیان آوردند - گفت امام غزالی
رحمہ اللہ تعالی در احیاء

احادیث و آثار السلام ورد سلام بحضور او صلی اللہ علیہ وسلم

تاکید بادب در زیارۃ شریفہ ...

واعلم انه صلى الله عليه وسلم عالم بحضورك وقيامك وبزيارتك وانه يبلغه سلامك
وصلوتك فمثل صورته الكريمة فى خيالك واحضر عظيم رتبته فى قلبك وينبغى
ان تقف بين يديه كما وصفنا وتزوره ميتا كما كنت تزوره حيا انتهى كذا فى الوفا
وقال فى السيرة الشامية ولينظر الزائر فى حال وقوفه الى اسفل ما يستقبله من
جدار الحجرة الشريفة ملتزما للحياء والادب التام فى ظاهره وباطنه انتهى و
قال العلامة الشيخ رحمة الله السندى فى لباب المناسك فى الزيارة ثم قصد اى
الزائر التوجه الى القبر المقدس وفرغ القلب من كل شيء من امور الدنيا واقبل بكليته
لما هو بصدده ليصلح قلبه للاستمداد منه صلى الله عليه وسلم وحرام على قلب شغل
بقاذورات الدنيا من الشهوات والارادات ان يصل اليه من ذلك شيء بل ربما
يخشى عليه من نوع مقت واعراض والعياذ بالله تعالى من ذلك فليجتهد من
التفريغ ما امكنه وليلاحظ مع ذلك الاستمداد من سعة عفوه صلى الله عليه وسلم
وعطفه ورافته ان يسامحه فيما عجز عن ازالته من قلبه

ترجمه — وبدانکه آنحضرت صلعم عالم و داناست بحضور تو و قیام تو و بزیارت تو۔ و بدانکه آنکه سلام تو و درود تو او را
میرسد۔ پس نقش کن صورت کریمه او در خیال خود۔ و حاضر کن رتبه عظیم او در قلب خود۔ و می زیبد آنکه ایستاده شوی
پیش او صلعم چنانکه وصف کردیم۔ و زیارت کنی او را در حالت ممات همچنانکه زیارت میکردی در حالت حیات انتهی
همچنان است در کتاب وفا۔ و گفت در سیرت شامیه و باید که زائر در حالت توقف خود نظر داشتن سوی زیرین آنچه
که روبرو شود او را از دیوار حجره شریف لازم گیرد برای حیا و ادب کامل در ظاهر و باطن خود انتهی۔ و گفت علامه
شیخ رحمت الله سندی در کتاب لباب المناسک در زیارت۔ باز قصد کرد او یعنی زائر رو آوردن را سوی قبر مقدس
و دل را فارغ کرد از هر چیز از امور دنیا و روی آورد بتمامه برای آنچه که او در پی او است تا که دلش اصلاح یابد برای
یاری گرفتن از او صلی الله علیه وسلم۔ و حرام است بر دلی که شغل گرفته است به پلیدیهای دنیا از خواهشات و ارادات
آنکه به پیوندد سوی او از این چیزی بلکه بسا است که بترسد خوف بشود از قسم مقت و اعراض یعنی از قبیل دشمنی
و روگردانی بر او اندیشه باشد والعیاذ بالله تعالی من ذلک یعنی پناه بخدای بر از این۔ پس باید که بکوشید آنچه
بتواند از این فراغ حاصل کردن۔ و باید که نگاه دارد با این استمداد را از وسعت عفو او صلعم الله علیه وسلم و عطوفت او و رأفت
او تا که آسانی دهد او را این استمداد در آنچه که عاجز است او از دور کردن او از دل خود۔

زاد مولانا الشيخ محمد عابد وليتيقن انه يمدّ كلاً من الزائرين بما يناسب ما هو عليه
وانه خليفة الله الاعظم يعطي من يشاء ويمنع من يشاء وفوضت اليه خزائن كرمه
ولا يصل الى الله تعالى احد الا من طريقه انتهى قال ثم توجه مع رعاية غاية الادب
نقام تجاه الوجه الشريف متواضعا خاشعا مع الذلة والانكسار والخشية والوقار
غاض الطرف مكفوف الجوارح فارغ القلب واضعا يمينه على شماله مستقبلا للوجه
الكريم مستدبر القبلة تجاه مسمار الفضة على نحو اربعة اذرع لا اقل من السارية
عند راسه الكريم ناظرا الى الارض او الى اسفل ما يستقبله من الحجرة الشريفة محترزا
عن الاشتغال بالنظر بما هو هنالك من الزينة متمثلا صورته الكريمة في خياله
مستشعرا بانه عليه الصلوة والسلام عالم بحضورك وقيامك وسلامك مستحضرا عظمته
وجلالته وشرفه وقدره صلى الله عليه وسلم + ثم قال مسلما مقتصدا من غير رفع صوت
ولا اخفاء بحضور وحياء السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته السلام عليك

ترجمه — و مولانا شیخ محمد عابد بچنین افزوده — و باید که یقین کند که هر آینه او صلعم یاری میکند همه را از زائرین بانچه
مناسب می شود آنچیز را که او بروست — و هر آینه او خلیفه اعظم است از خدا — بخشش میکند هر کرا که میخواهد او و باز دارد کسی را
که می خواهد که خزینهای کرم او تعالی سوی او سپرده شده — و نمی پیوندد کسی سوی خدای برتر مگر از طریق او انتهی — گفت
باز روآورد با نگاهداشت غایت ادب پس بایستاد روبروی شریف فروتنی کنان و ترسان با ذلت و انکسار
و ترس و وقار ای با آهستگی کار چشم فروهشته جوارح باز داشته ای اعضا را جمع آورده با دل فارغ دست راست
خود بر چپ خود نهاده روی کریم را پیش گرفته ای قبله نموده — و قبله را پشت داده — مقابله میخ نقره که تقریبا
بچهار ذرعه هست نه کمتر از ستونیکه نزد سر کریم او است صلی الله علیه وسلم — و نگران سوی زمین یا سوی
فروتر آنچه که او را روبرو شود از حجره شریف — کناره کشان از اشتغال نظر بانچه که او آنجا است از زینت
نقش کنان صورت کریم او در دل خود — دانسته و آگاهان در دل خود بانکه او علیه الصلوة والسلام
بحضور تو و قیام تو و سلام تو عالم و دانا است — و عظمت و جلالت و قدر وی صلی الله علیه وسلم در دل
موجود و حاضر داشته باز گفت سلام گویان و میانه روی را نگران از غیر بلند کردن آواز و نه پست کردن لیکن
با وسطه و از بحضور و حیا را السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته (طریق سلام بحضور سرور عالم صلی الله علیه وسلم)
یعنی سلامتی باد بر تو اے نبی و رحمت خدا و برکتهاے او باد بر تو

یا رسول اللہ السلام علیک یا حبیب اللہ السلام علیک یا خلیل اللہ السلام
علیک یا خیر خلق اللہ السلام علیک یا صفوۃ اللہ السلام علیک یا خیرۃ
اللہ السلام علیک یا سید المرسلین السلام علیک یا امام المتقین السلام
علیک یا من ارسلہ اللہ رحمۃ للعالمین السلام علیک یا شفیع المذنبین
السلام علیک یا مبشر المحسنین السلام علیک یا خاتم النبیین السلام علیک وعلی جمیع الانبیاء
والمرسلین والملائکۃ المقربین السلام علیک وعلی اٰلک واہل بیتک واصحابک
اجمعین وسائر عباد اللہ الصالحین جزاک اللہ عنا افضل واکمل ما جزی بہ رسولا
عن امتہ ونبیا عن قومہ وصلی اللہ وسلم علیک ازکی واعلی وانمی صلوٰۃ صلاہا علی احد من خلقہ
اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ واشہد انک عبدہ ورسولہ وخیرتہ من خلقہ واشہد انک قد بلغت
الرسالۃ وادیت الامانۃ ونصحت الامۃ واقمت الحجۃ وجاہدت فی اللہ حق جہادہ وعبدت
ربک حتی اتاک الیقین الی ان قال ثم یطلب الشفاعۃ

ترجمہ: السلام علیک یا رسول اللہ یعنی سلامتی باد بر تو ای رسول خدا السلام علیک یا حبیب اللہ یعنی سلام بر تو
ای حبیب خدا السلام علیک یا خلیل اللہ یعنی سلام بر تو ای دوست خدا السلام علیک یا خیر خلق اللہ یعنی سلام
بر تو ای بہتر خلق خدا۔ السلام علیک یا صفوۃ اللہ یعنی سلام بر تو ای برگزیدہ خدا السلام علیک یا خیرۃ اللہ
یعنی سلام بر تو ای پسندیدہ خدا السلام علیک یا سید المرسلین یعنی سلام بر تو ای سردار رسولان السلام علیک
یا امام المتقین یعنی سلام بر تو ای امام پرہیزگاران السلام علیک یا من ارسلہ اللہ تعالی رحمۃ للعالمین
یعنی سلام بر تو ای آنکہ فرستاد او را خدای برتر رحمت برای عالمیان السلام علیک یا شفیع المذنبین یعنی سلام بر تو
ای شفیع گنہگاران۔ السلام علیک یا مبشر المحسنین یعنی سلام بر تو ای مژدہ دہندہ احسان کنندگان۔ السلام
علیک یا خاتم النبیین یعنی سلام بر تو ای ختم کنندہ انبیاء السلام علیک وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین
والملائکۃ المقربین یعنی سلام بر تو و بر ہمہ انبیاء و رسولان و فرشتہای قرب یافتگان السلام علیک وعلی
واہل بیتک واصحابک اجمعین وسائر عباد اللہ الصالحین جزاک اللہ عنا افضل واکمل ما
جزی بہ رسولا عن امتہ ونبیا عن قومہ وصلی اللہ وسلم علیک ازکی واعلی وانمی صلوٰۃ
صلاہا علی احد من خلقہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ واشہد انک عبدہ ورسولہ و
خیرتہ من خلقہ واشہد انک قد بلغت الرسالۃ وادیت الامانۃ ونصحت الامۃ واقمت الحجۃ
وجاہدت فی اللہ حق جہادہ وعبدت ربک حتی اتاک الیقین یعنی سلام بر تو و بر آل تو و اہل بیت تو

و اصحاب تو ہمہ و بر تمام بندگان خدا کہ نیک بختان اند بدل دہد ترا خدا از ما بزرگترین آنچہ بدل دادہ شد رسولی را از امت او و نبی را از قوم او۔ و رحمت کند خدا و سلام فرستد بر تو پاکیزہ تر و فزایندہ تر رحمتی کہ رحمت کردہ است بر یکی از خلق خود۔ گواہی میدہم اینکہ نیست ہیچ معبودی مگر خدا
کہ یکتا است۔ و گواہی میدہم کہ بتحقیق تو بندہ او و رسول او و پسندیدہ او از خلق او است۔ و گواہی میدہم کہ بتحقیق تو ہر آئینہ رسانیدی رسالت را و بگزاردی امانت را و پند دادی امت را و قائم کردی حجت را و کوشش کردی تو در خدا حق کوشیدنِ او و پرستیدی تو
پروردگار خود را تا آنکہ داد ترا یقین۔ تا آنکہ گفت۔ باز بطلبد شفاعت را ❊

فيقول يا رسول الله اسألك الشفاعة ثلاثا قال شارحه الملا علي القاري لانه
اقل مراتب الالحاح ولا يبعد ان يكون اشارة الى طلبها في المقامات الثلثة من الدنيا
والبرزخ والآخرة قال في اللباب ثم يتاخر الى صوب يمينه قدر ذراع فيسلم على
خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم ابي بكر الصديق رضي الله عنه فيقول
السلام عليك يا خليفة رسول الله السلام عليك يا صفي رسول الله السلام عليك
يا صاحب رسول الله السلام عليك يا وزير رسول الله السلام يا ثاني رسول الله
في الغار ورفيقه في الاسفار وامينه على الاسرار السلام عليك يا علم المهاجرين
والانصار السلام عليك يا من اعتقه الله من النار السلام عليك ورحمة
الله وبركاته جزاك الله عن رسوله وعن الاسلام واهله خير الجزاء ورضي الله
عنك احسن الرضاء ثم يتاخر الى يمينه قدر ذراع فيقول السلام عليك يا امير
المؤمنين عمر الفاروق

ترجمه پس بگوید یا رسول الله اسألك الشفاعة یعنی ای رسول خدا از تو شفاعة میخواهم سه بار. گفت شارح او علي قاري رح از آنکه او کمتر مرتبهای زاری است ـ و دور نباشد که او اشارة شود در سوی طلب شفاعة در هر سه مقامات که از دنیا و برزخ
و آخرة است. گفت در لباب باز پس آید سوی جانب راست و باندازه یک گز پس سلام دهد بر خلیفه رسول خدا صلی الله علیه وسلم
حضرت ابو بکر صدیق را رضی الله عنه پس بگوید السلام علیك یا خلیفة رسول الله یعنی سلام بر تو ای خلیفه رسول خدا السلام
علیك یا صفي رسول الله یعنی سلام بر تو ای برگزیده رسول خدا السلام علیك یا صاحب رسول الله یعنی سلام بر تو ای یار
رسول خدا السلام علیك یا وزیر رسول الله یعنی سلام بر تو ای وزیر رسول خدا السلام علیك یا ثاني رسول الله
في الغار ورفیقه في الاسفار وامینه علی الاسرار یعنی سلام بر تو ای دوم رسول خدا در غار و همراه او سفرها و امین او بر سرها
السلام علیك یا علم المهاجرین والانصار یعنی سلام بر تو ای رایت هجرت کنندگان و یاری دهندگان
السلام علیك یا من اعتقه الله من النار یعنی سلام بر تو ای آنکه آزاد کرد او را خدای برتر از آتش السلام
علیك ورحمة الله وبركاته جزاك الله عن رسوله وعن الاسلام واهله خیر الجزاء ورضي الله
عنك احسن الرضاء یعنی سلام بر تو و رحمت خدا و برکتهای او بدل داد ترا خدای برتر از رسول
خود و از اسلام و اهل اسلام بهتر جزا ـ و خوشنود شد خدای برتر از تو خوب تر خوشنودی ـ باز
پس آید سوی راست او و نزدیک گز پس بگوید السلام علیك یا امیر المؤمنین عمر
الفاروق یعنی سلام بر تو ای سردار مومنان حضرت عمر فاروق رض

في التادب في زيارة ابي بكر الصديق رض

في التادب في زيارة عمر الفاروق رض

بیان تادب نمودن در زیارت حضرت ابوبکر صدیق رضی الله عنه

بیان تادب نمودن در زیارت حضرت عمر فاروق رضی الله عنه

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ كَمَّلَ اللّٰهُ بِهِ اَرْبَعِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ اسْتَجَابَ اللّٰهُ فِیْهِ دَعْوَۃَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ اَظْهَرَ اللّٰهُ بِهِ الدِّیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ اَعَزَّ اللّٰهُ بِهِ الدِّیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ نَطَقَ بِالصَّوَابِ وَوَافَقَ قَوْلُهُ مُحْكَمَ الْكِتَابِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ عَاشَ حَمِیْدًا وَخَرَجَ مِنَ الدُّنْیَا شَهِیْدًا جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ نَبِیِّهٖ وَخَلِیْفَتِهٖ وَاُمَّتِهٖ خَیْرًا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَۃُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ثُمَّ یَرْجِعُ قَدْرَ نِصْفِ ذِرَاعٍ فَیَقِفُ بَیْنَ الصِّدِّیْقِ وَالْفَارُوْقِ فَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمَا یَا ضَجِیْعَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی اَنْ قَالَ ثُمَّ یَرْجِعُ اِلٰی حِیَالِ وَجْهِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیَقِفُ عِنْدَ الْقَبْرِ الْاَقْدَسِ عَلٰی قَدْرِ رُمْحٍ اَوْ اَقَلَّ فَیَحْمَدُ اللّٰهَ تَعَالٰی وَیُثْنِیْ عَلَیْهِ وَیُمَجِّدُهٗ وَیُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیَسْتَشْفِعُ بِهٖ اِلٰی رَبِّهٖ وَیَدْعُوْ بِمَا یَبْدَالَهٗ لِنَفْسِهٖ وَلِوَالِدَیْهِ وَاَشْیَاخِهٖ وَلِمَنْ شَاءَ مِنْ اَقَارِبِهٖ وَاِخْوَانِهٖ

ترجمہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ كَمَّلَ اللّٰهُ بِهِ اَرْبَعِیْنَ یعنی سلام بر تو ای آنکہ کامل کرد باو خدای برتر عدد چہل را از مومنین اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنِ اسْتَجَابَ اللّٰهُ فِیْهِ دَعْوَۃَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ یعنی سلام بر تو ای آنکہ قبول فرمود خدای برتر در حق او دعوت خاتم انبیا را اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ اَظْهَرَ اللّٰهُ بِهِ الدِّیْنَ یعنی سلام بر تو ای آنکہ پشت داد خدای برتر باو دین را اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ اَعَزَّ اللّٰهُ بِهِ الدِّیْنَ یعنی سلام بر تو ای آنکہ عزت داد خدای برتر باو دین را۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ نَطَقَ بِالصَّوَابِ وَوَافَقَ قَوْلُهُ مُحْكَمَ الْكِتَابِ یعنی سلام بر تو ای آنکہ گویا شد بصواب و موافقت کرد قول او کتاب مضبوط را اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ عَاشَ حَمِیْدًا وَخَرَجَ مِنَ الدُّنْیَا شَهِیْدًا جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ نَبِیِّهٖ وَخَلِیْفَتِهٖ وَاُمَّتِهٖ خَیْرًا یعنی سلام بر تو ای آنکہ زندگی کرد ستودہ و بیرون شد از دنیا شہادت کناں۔ بدل داد ترا خدای برتر از نبی خود و خلیفہ او و امت او بہتر اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَۃُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ یعنی سلام بر تو و رحمت خدا و برکتہای او۔ باز برگردد قدر نیم گز پس بایستد درمیان حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما پس گوید اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمَا یَا ضَجِیْعَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یعنی سلام بر شما ای ہر دو یاران رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تا آنکہ گفت۔ باز برگردد سوی قرب روی نبی صلی اللہ علیہ وسلم و بایستد نزد قبر اقدس بر قدر یک نیزہ یا کمتر۔ پس حمد گوید خدای برتر را و ثنا خواند بر او و تمجید گوید او را و درود خواند بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم و شفاعت خواہد باو سوی پروردگار خود و دعا خواہد برآنچہ دست بردہ شتہ برای نفس خود و والدین خود را و شیوخ خود را و برای ہر کسے کہ خواہد از نزدیکان خود و برادران خود

ترجمہ: بجانب احوال اور ادا حج کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
بیان یہ ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر دعا کرنا اور حضور کی ذات سے توسل اختیار کرنا ثابت ہے

ولمن اوصاه وسائر المسلمين الى ان قال وحسن ان يقول اللهم انك
قلت وانت اصدق القائلين ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك الاية
جئناك ظالمين لانفسنا مستغفرين من ذنوبنا فاشفع لنا واسأله ان يمن علينا
بسائر طلباتنا ويحشرنا في زمرة عباده الصالحين الى اخره قال شارحه الملا علي
القاري عليه رحمة ربه الباري واما ما اعتاده الناس من الاتيان خلف الحجرة الشريفة
لزيارة فاطمة الزهراء رضي الله عنها فلا باس به لانه قد قيل ان هناك قبرها و
هو الاظهر انتهى. ثم ان طال به القيام يجلس ليكثر من الصلوة والتسليم عليه
والاولى ان يجلس مفترشا او متوركا او جاثيا على ركبتيه فان ذلك اليق بالادب
معه صلى الله عليه وسلم من التربيع ونحوه ذكر العلامة ابن حجر المكي في الجوهر
المنظم وقال الشيخ رحمه الله السندي في لباب المناسك فصل في زيارة

في الادب في زيارة اهل البقيع ومشاهد احد رضي

ترجمه وبرای کسی که وصیت کرد او را و سائر مسلمانان را تا آنکه گفت. و نیکو است که بگوید. اللهم انک
قلت وانت اصدق القائلين ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك الاية جئناك ظالمين
لانفسنا مستغفرين من ذنوبنا فاشفع لنا واسأله ان يمن علينا بسائر طلباتنا ويحشرنا
في زمرة عباده الصالحين الى اخره یعنی خدایا بتحقیق تو فرمودی و تو راست ترین گویندگانی و اگر انهم
اذ ظلموا انفسهم جاءوك تا آخر آیت که در سورهٔ نساء در رکوع نهم است. یعنی و چون البته ایشان
وقتیکه ظلم نمودند نفسهای خود را - آمدند تو پس مغفرت خواه شدند از خدا و مغفرت خواست برای شان این
رسول البته یافتند شان خدا رجوع آرنده و مهربان. تر آمدیم بتو ستمگاران برای نفسهای خود مغفرت خواهان از
گناهان خود پس شفاعت کن برای ما و بخواه او را آنکه منت نهد بر ما بهمه خواستها و حشر کند ما را در گروه نیک بندگان خود تا آخر
او. گفت شارح او ملاعلی قاری بر او باد رحمت پروردگار او که پیدا کننده است. ولیکن آنچه او را آوردیان عادت
گرفته اند از آمدن پس حجره روشن برای زیارت فاطمه زهراء رضی الله عنها پس باکی نیست باو از آنکه هر آینه آنکه
تحقیق گفته شد که البته اینجا قبر او است و اظهر تر است انتهی. باز اگر دراز شود و قیام بنشیند تا که زیاده کند
از درود و سلام گفتن برو. و مناسب تر اینکه بنشیند مفترش ای دو زانو در زمین گسترده یا متورک ای بیکطرف سرین نشیند و طرف سرین چپ بر زمین را
گذارنده - یا جاثی بر هر دو زانو خود ای بر هر دو زانو نشیند. پس تحقیق این سزاوار تر است با ادب با او صلی الله علیه وسلم از تربیع یعنی از چهار زانو نشستن
و مثل او که علامه ابن حجر مکی در جوهر منظم بیان کرده. و گفت شیخ رحمه الله سندی در لباب المناسک در فصل در زیارت

بیان آداب زیارت اهل بقیع و شهدای احد رضی الله عنهم

اهل البقیع یستحبّ ان یخرج کل یوم الی البقیع بعد زیارۃ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبیہ فیزور القبور التی بہ خصوصاً یوم الجمعۃ وقد قیل انّہ مات بالمدینۃ من الصحابۃ نحو عشرۃ آلاف غیر انّ غالب القبور لا یعرف عینہا وجھۃ بالبقیع مشھد عثمان رضی اللہ عنہ ومشھد ابراھیم ابن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومشھد عباس عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومشھد ازواج النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم ومشھد قیل فیہ ثلاث من اولاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیسلّم علی ھؤلاء کلھم الی ان قال وبقیت ثلاث مشاھد لیست بالبقیع احدھا منھا مشھد مالک ابن سنان غربی المدینۃ داخل السور ثانیھا مشھد النفس الزکیۃ محمد بن عبد اللہ بن الحسن بن علی الشامی المدینۃ وثالثھا مشھد سید الشھداء حمزۃ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورضی عنھم فیستحبّ ان یزورہ ویزور شھداء احد کلھم والجبل والاولی یوم الخمیس ویبدء بمسجد حمزۃ فیسلّم علیہ بخشوع وخضوع مع مراعات غایۃ الادب والاجلال التام الی اخر ما قال فیہ نقلتہ منہ مختصراً وقال الفاضل المحقق الشیخ عبد الحق المحدث الدھلوی فی کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب تکمیل فی زیارۃ اھل المیت نقل فی کتاب فصل الخطاب

ترجمہ: ماہ اہل بقیع کہ مستحب است برآمدن ہر روز بسوی بقیع بعد زیارت نبی رحمت خدا براو، وبہر دو یاران او وزیارت کند گورہا را کہ آنجا ہست خصوصاً در جمعہ۔ وتحقیق گفتہ شدہ است کہ او کہ مرد در مدینہ از صحابہ نحو دہ ہزار اند بجز آنکہ اکثر ایشان دانستہ نمیشوند، آنکہ دانستہ شود بچشم یا بجہت در بقیع مشہد حضرت عثمان است رضی اللہ عنہ، ومشہد حضرت ابراہیم صاحبزادۂ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ومشہد حضرت عباس عم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ومشہد ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ومشہدی است کہ گفتہ شدہ در او سہ کس اند از اولاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم، پس سلام گوید بر ہمہ ایشان تا آنکہ گفت، وباقی ماند سہ مشاہد کہ نیست در بقیع یکی از آن مشہد مالک بن سنان است غربی مدینہ اندرون شہر پناہ، ودوم از آن مشہد نفس زکیہ محمد بن عبد اللہ بن حسن بن علی شامی المدنی است، وسوم از آن مشہد سید الشہدا حمزہ عم رسول خدا است صلی اللہ علیہ وسلم، ورضی عنہم، پس مستحب باشد آنکہ زیارت کند او را وزیارت کند جمیع شہدای احد را وکوہ را، ومناسب تر در پنجشنبہ است، وابتدا کند از مسجد حمزہ رضی اللہ عنہ، پس سلام دہد بر او بخشوع وخضوع از رعایت نہایت ادب واجلال تمام تا آخر آنچہ کہ در وی گفتہ است، از وی نقلش مختصر گرفتم۔ وگفت فاضل محقق شیخ عبد الحق

عن الامام جعفر الصادق رضي الله عنه وعن سائر اهل بيت النبوة انه قال من
زار واحداً من الائمة كان كمن زار رسول الله صلى الله عليه وسلم وقيل الرضا
رضي الله عنه علّمني قولاً بليغاً كاملاً اذا انا زرت واحداً منكم فقال اذا صرت
الى الباب فقف واشهد شهادتين وانت على غسل واذا دخلت ورايت القبر
فقف وقل الله اكبر ثلثين مرة ثم امش قليلاً وعليك السكينة والوقار وقارب
بين خطاك ثم قف فكبر الله ثلثين مرة ثم ادن من القبر وكبر الله اربعين
مرة تمام مائة مرة ثم قل السلام عليكم يا اهل بيت الرسالة ومختلف الملائكة ومهبط
الوحي وخزّان العلم ومنتهى الحكم ومعدن الرحمة واصول الكرم وقادة الامم
وعناصر الابرار ودعائم الاخيار وابواب الايمان وامناء الرحمن وسلالة خاتم النبيين
وعترة صفوة المرسلين صلى الله عليه وسلم ورحمة الله وبركاته السلام على ائمة
الهدى ومصابيح الدجى واعلام التقى وذوي الحجى والنهى ورحمة الله وبركاته

ترجمه از امام جعفر صادق رضی الله عنه واز تمام اهل بیت نبوة آنکه گفت هر که زیارة کرد یکی را از آئمه بیت همچو کسی است
که رسول خدا را صلی الله علیه وسلم. وگفته شد برای حضرت رضا رضی الله عنه که مرا بیاموز سخنی که بلیغ وکامل باشد هرگاه که
من زیارة کنم یکی از شما. پس فرمود چون برسی تا باب پس بایست وبدهد شهادتین گواهی ده حالانکه تو شسته باشی
با غسل ووضو وچون درون درآئی وببینی قبر را پس بایست وسی بار تکبیر یعنی الله اکبر بگو. باز اندکی پیش شو ودر حالی
که بر تو سکینت ووقار لازم است. درمیان هر دو قدم خود با هم قربت کن. باز بایست وسی بار تکبیر بخوان. باز نزدیک
شو از قبر وچهل مرتبه تکبیر خوان که تمام صد مرتبه باشد باز بگو السلام علیکم یا اهل بیت الرسالة ومختلف الملائکة
ومهبط الوحي وخزان العلم ومنتهى الحكم ومعدن الرحمة واصول الكرم وقادة الامم وعناصر
الابرار ودعائم الاخيار وابواب الايمان وامناء الرحمن وسلالة خاتم النبيين وعترة
صفوة المرسلين صلى الله عليه وسلم ورحمة الله وبركاته یعنی سلام بر شما ای اهل بیت رسالت. وجای آمد
وشد فرشتگان. وجای نزول وحی. وگنجینه داران علم. ومنتهای حکمتها. وکان رحمت. وبنیادهای کرم. وپیش
کشندگان امتها. وعنصرهای نیکوکاران. وستونهای خیر کنندگان. ودرهای ایمان. وامانت داران رحمن. وخویشان
خاتم انبیاء. فرزندان برگزیده رسولان. ودرود خدا بر او باد وسلام. رحمت خدا وبرکتهای او. السلام على ائمة الهدى
ومصابيح الدجى واعلام التقى وذوي الحجى والنهى ورحمة الله وبركاته یعنی سلام بر امامان رهنمای. وچراغهای تاریکی
ونشانهای پرهیزگاری. وصاحب عقلها وخردها. ورحمت خدا وبرکتهای او

السلام علی محال رحمۃ اللہ ومساکن برکۃ اللہ ومعادن حکمۃ اللہ وحفظۃ سر اللہ وحملۃ کتاب اللہ وورثۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علی الدعاۃ الی اللہ عزوجل والادلاء علی مرضاۃ اللہ والمظہرین لامر اللہ ونہیہ والمخلصین فی توحید اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انی مستشفع الی اللہ عزوجل بکم ومقدمکم امام طلبی وارادتی ومسئلتی وحاجتی اشہد انی مومن بسرکم وعلانیتکم وانی ابرء الی اللہ تعالی من عدو سیدنا محمد وال سیدنا محمد من الجن والانس وصلی اللہ علی سیدنا محمد والہ الطیبین الطاہرین وسلم تسلیما انتہی وقال المحدث المذکور فیہ ایضا قال الامام الشافعی رحمہ اللہ تعالی ان قبر الامام موسی الکاظم رضی اللہ عنہ تریاق اعظم لقبول الدعاء واجابتہ انتہی نقلا من کتاب جذب القلوب و هذا الذی ذکرناہ من کیفیۃ الزیارۃ الشریفۃ والاستشفاع والاستمداد من الحضرۃ النبویۃ

ترجمہ السلام علی محال رحمۃ اللہ ومساکن برکۃ اللہ ومعادن حکمۃ اللہ وحفظۃ سر اللہ وحملۃ کتاب اللہ وورثۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یعنی سلام بر جایہائی رحمت خدا۔ ومسکنہائی برکت خدا۔ وکانہائی حکمت خدا۔ ونگہبانان راز خدا۔ وبردارندگان کتاب خدا۔ ووارثان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ورحمت خدا وبرکتہائی او۔ السلام علی الدعاۃ الی اللہ عزوجل والادلاء علی مرضاۃ اللہ والمظہرین لامر اللہ ونہیہ والمخلصین فی توحید اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انی مستشفع الی اللہ عزوجل بکم ومقدمکم امام طلبی وارادتی ومسئلتی وحاجتی اشہد انی مومن بسرکم وعلانیتکم وانی ابرء الی اللہ تعالی من عدو سیدنا محمد وال سیدنا محمد من الجن والانس وصلی اللہ علی سیدنا محمد والہ الطیبین الطاہرین وسلم تسلیما انتہی۔ یعنی سلام بر خوانندگان سوئی خدائی غالب وبزرگ۔ وراہ نمایان بر پسندیدہائی خدا۔ وظاہر کنندگان امر خدا ونہی او را۔ وخالص آوردگان در توحید خدا۔ ورحمت خدا وبرکتہائی او۔ ہر آئینہ من سپارش خواہ سوئی خدایم عزوجل بشما وپیش گاہ شما پیشرو طلب من است وارادت من وخواست من وحاجت من است گواہی میدہم کہ تحقیق من مومنم بہ پوشیدگی شما وآشکارہ شدن شما۔ والبتہ من بری میشوم سوئی خدائی برتر از خصم سردار ما محمد وآل سردار ما محمد از جن وانس ورحمت خدا باد بر سردار ما محمد صلعم وآل او کہ نوی خوش دارانند وپاکانند وسلام باد بر و سلام کردن انتہی۔ وگفت محدث مذکور در وے نیز کہ گفت امام شافعی رحمت خدائے برتر او را باد۔ ہر آئینہ قبر حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ برائے قبول دعاء واجابتش تریاق اعظم است انتہی۔ این از کتاب جذب القلوب نقل کردہ۔ واین کہ آن را بیان کردیم از کیفیت زیارت شریفہ وشفاعت ویاری خواستن از حضرت نبویہ

النبويّة والتربة المصطفويّة على صاحبها الف الف الصلوة والسلام والتحيّة هو المختار عند العلماء المحققين قديمًا وحديثًا والمعمول عند الاولياء والصلحاء سلفًا وخلفًا من غير نكير منكر ولا ردّ رادٍّ فهو كالاجماع السكوتي عند جميع ارباب المذاهب والبعيد عن الافراط والتفريط المحرّمين المذمومين بالاتفاق عندهم قد صرّحوا بهما في كتبهم ونبّهوا عليهما في زبرهم - اما الافراط فافراط الزائر في التعظيم بحيث يشابه عبادة القبر لاعطاء من الصلوة اليه او السجود او الركوع قال النبي صلى الله عليه وسلم اللهمّ لا تجعل قبري وثنًا يعبد اشتدّ غضب الله على قوم اتخذوا قبور انبيائهم مساجد اخرجه الامام مالك وغيره وقال صلى الله عليه وسلم لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد اخرجه الشيخان عن عائشة رضي الله عنها واما التفريط فتفريط الزائر في الاحترام حتى يبلغ الى استخفاف المكان الاقدس من استدباره ومدّ الرجل اليه والقاء البزاق والنخامة والاذى لديه ورفع الصوت والخصام واللهو واللعب عنده والنداء باسمه الشريف بغير تعظيم وتفخيم

في الافراط والتفريط المحرّمين المذمومين

واما الافراط

واما التفريط

ترجمه تربت نبويه و تربت مصطفويه بر صاحبها هزار هزار درود و سلام و تحيت باد - او مختار است نزد علماي محققين پيشين و نو - و معمول است نزد اوليا و صلحاي پيشين و پسين بغير نكير منكر يعني كسے بر او انكار فاحش نه كرد - و نه رد كرد كسے رد كننده - پس او مانند اجماع سكوتي است نزد همه ارباب مذاهب - و بعيد است از افراط و تفريط يعني از زيادتي و كمي كه هر دو حرام كرده شده و ذم كرده شده اند باتفاق نزد ايشان كه تحقيق ايشان تصريح كرده اند بهر دو در كتابهاي خود و آگاه كرده اند برين هر دو در صحيفهاي خود - ليكن افراط پس افراط زائر در تعظيم باينطور است كه مشابه شود عبادت قبر را از نماز سوي او يا سجده يا ركوع - فرمود نبي صلى الله عليه وسلم خدايا مگردان قبر مرا بتے كه عبادت كرده ميشود از آنكه سخت شده است غضب خداي بر قومي كه اختيار كردند گورهاي انبياي خود را مسجدها - بر آورده است او را امام مالك و جز او رضي الله عنهم - و فرمود صلى الله عليه وسلم لعنت كرد خدا يهود و نصارى را كه گورهاي انبياي خود را مساجد گرفته - بر آورده او را شيخان يعني صاحب بخاري و مسلم از عائشة صديقه رضي الله عنها - و ليكن تفريط پس تفريط زائر در احترام است تا آنكه برسد او سوي سبك شمردن يعني بے عزتي مكان اقدس از پشت دادن او و پاي دراز كردن سوي او و آب دهن و بيني و چيزي آزار دهنده انداختن نزد او و بلند كردن آواز و خصومت و بازي و لهو بازي كردن نزد او و ندا كردن باسم شريف او صلى الله عليه وسلم بغير تعظيم و بزرگ داشتن

بيان افراط و تفريط كه هر دو حرام كرده شده

امر - ولكن بيان افراط در تعظيم

بيان تفريط در تعظيم

النعلين الملوثين فربه وامثال ذلك من المستقذرات والمنكرات قال الله تعالى

وما كان لكم ان تؤذوا رسول الله ولا ان تنكحوا ازواجه من بعده ابدا ان ذلكم

كان عند الله عظيما ه وقال جل ذكره ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله

في الدنيا والاخرة واعد لهم عذابا مهينا ه وبين الافراط والتفريط امور مشتبهات

تعارضت فيها الادلة واختلفت فيها الاقوال كالطواف حول القبر الشريف و

تقبيل سدته العلية ووضع الخد عليه ومس جدرانه والتمرغ على اعتابه ونحوها

فالمتشددون من العلماء حرموها او كرهوها سدا لباب الذرائع لئلا تفضي الى

الحرام لان النبي صلى الله عليه وسلم قال ما اسكر كثيره فقليله حرام اخرجه الترمذي و

ابوداود وغيرهم والمخففون منهم اباحوها او استحبوها تبركا بها تعظيما بالمعظم

قال الله تعالى ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب وقال سبحانه و

من يعظم حرمات الله فهو خير له عند ربه والصواب عند المحققين منهم انها

ترجمہ ۔ نعلین آلودہ تربہ و امثال این از گندگی آلودہا و منکرات ۔ فرمود خدای برتر در سورہ احزاب رکوع ہفتم وما

كان لكم ان تؤذوا رسول الله ولا ان تنكحوا ازواجه من بعده ابدا ان ذلكم كان عند الله عظيما ه

نیست شما را که ایذا دہید رسول خدا را و نه اینکه نکاح کنید ازواج او را از پس او ہمیشه تحقیق اینہا ہستند نزد خدای برتر بسیار بزرگ

داشته شده ۔ و فرمود آنکه ذکر او بزرگ است در سورہ احزاب رکوع ہفتم ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله

في الدنيا والاخرة واعد لهم عذابا مهينا ه ہر آنانکه ایذا دہند خدا را و رسول او را لعنت کرد ایشان را خدا در دنیا و آخرت

و تیار کردہ برای ایشان عذاب خوار کنندہ ۔ و در میان افراط و تفریط امور مشتبه اند که معارض شده اند در ورود دلیلہا و مختلف

آمده اند در وی قولہا ہمچو طواف گرد قبر شریف و بوسیدن آستانه علیه او و صلع و رخساره نہادن بر او و سودن مس کردن دیوارہا

او و بخاک غلطیدن بر آستانہای او و مثل او پس سخت گیرندگان از علماء او را حرام کرده اند یا مکروه داشته اند برای باز داشت

باب ذرائع فراخ روندگان و نزدیکی کنندگان تا ایشان سوی محرم یعنی آنچه حرام کرده شده است نرسند ۔ از انکه نبی صلی اللہ علیہ وسلم

فرموده است آنچه کثیر او مستی آورد پس قلیل او حرام است ۔ بر آورد او را ترمذی و ابوداود و غیر ایشان ۔ و فراخ روندگان و سبک دارندگان

کار از ایشان اند او را مباح داشته اند و مستحب شمرده اند از راه برکت گرفتن بجناب معظم او ۔ فرمود خدای برتر در سوره حج رکوع چہارم و

من يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب یعنی و ہر که بزرگ دارد شعائر یعنی نشانیہای خدا را پس آنہا از پرہیزگاری

دلہا است ۔ و فرمود سبحانه در سوره حج رکوع چہارم ومن يعظم حرمات الله فهو خير له عند ربه یعنی و ہر که

بزرگ دارد محترمات یعنی بزرگ داشتنیہای خدا را پس او بہتر است برای او نزد پروردگار او ۔

وصواب نزد محققین از ایشان آنست که ہر آئینه این امور

بین الافراط والتفريط امور مشتبهات تعارضت فيها الادلة *

بیان امور مشتبه در میان افراط و تفریط که در ورود دلائل معارض آمده و اقوال مختلف *

تختلف باختلاف الناس والاحوال والاوقات فلا يمنع منها من لا يملك نفسه
من غلبة الوجد والحب في وقت الامن من الشيوع والتقليد العام ويمنع منها
من يملك نفسه حين الخوف مما ذكر قال السيد السمهودي في الوفا قال الحافظ
ابو عبد الله بن محمد بن موسى بن النعمان في كتابه مصباح الظلام ان الحافظ
ابا سعيد السمعاني ذكر فيما روينا عنه عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه قال
قدم علينا اعرابي بعد ما دفنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بثلثة ايام فرمى بنفسه
على قبر النبي صلى الله عليه وسلم وحثى من ترابه على راسه وقال يا رسول الله قلت
فسمعنا قولك ووعيت عن الله سبحانه ووعينا عنك وكان فيما انزل عليك ولو
انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله
توابا رحيما وجئتك لتستغفر لي فنودي من القبر انه غفر لك انتهى وقال العلامة تاج
الدين السبكي في الرد على ابن تيمية في مسئلة الزيارة ان عدم التمسح بالقبر ليس مما قام الاجماع عليه

ترجمہ مختلف باشد باعتبار اختلاف آدمیان واحوال واوقات - پس منع نشود از وی آنکس را که اختیار
ندارد بر نفس خود از غلبۂ وجد وحب وقت امن از شیوع وتقلید عامه یعنی وقتیکه از شایع شدن واز پیروی کردن
عوام بیخوف ومامون باشد - وباز داشته شود از وی آنکس که اختیار دارد بر نفس خود هنگام ترس از آنچه که ذکر کرده شد
گفت سید سمهودی در وفا که گفت حافظ ابو عبد الله محمد بن موسی ابن نعمان در کتاب خود مصباح الظلام آنکه
حافظ ابو سعید سمعانی بیان کرد در آنچه که ما از و روایت کردیم - از علی ابن ابی طالب رضی الله عنه که فرمود پیش آمد
بر ما اعرابی پس از آنچه که دفن کردیم ما رسول خدا را صلی الله علیه وسلم به سه روز یعنی پس سه روز از دفن او صلعم - پس
بیانداخت او نفس خود را بر قبر نبی صلی الله علیه وسلم واز تراب او بسر خاک ریزد وگفت ای رسول خدا تو گفتی پس ما
قول تو شنیدیم ولو یاد کردی از خدای سبحانه وما یاد گرفتیم از تو وهست در آنچه که نازل کرده شد بر تو در سوره نساء ولو انهم
اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما ه
یعنی وچون هر آئینه ایشان وقتی که ستم کردند بر نفسهای خود - آمدند بتو پس مغفرت خواستند بخدا واین رسول برای شان
مغفرت خواست هر آئینه یافتندی شان خدا را بسیار متوجه ومهربان - وآمدم بتو تا مغفرت خواهی
برائے من پس ندا داده شد از قبر مبارک که هر آئینه او تعالی ترا بخشید انتهی + وگفت علامه تاج الدین سبکی در رد
ابن تیمیه در مسئله زیارت آنکه عدم تمسح بقبر یعنی مسح را بدست نه سودن ومس نکردن از آنچه که برو اجماع قائم شده است

السلف انما منعوا من ذلك لمصلحة قطع الناس عن ذلك المؤدی التمكين منه الی مفاسد من العوام لا تحصر كما هو ظاهر قال العز بن جماعة وفی كتاب العلل والسؤالات لعبد الله بن الامام احمد عن ابيه رواية ابی علی بن الصواف عنه قال عبد الله سالت ابی عن الرجل يمس منبر النبی صلی الله عليه وسلم ويتبرك بمسه وتقبيله ويفعل بالقبر الشريف مثل ذلك رجاء ثواب الله عز وجل قال لا باس وروی ابن عساكر بسند جيد ان بلالا رضی الله عنه لما قدم من الشام لزيارة النبی صلی الله عليه وسلم اتی القبر الشريف فجعل يبكی عنده ويمرغ وجهه عليه وفی تحفة ابن عساكر من طريق طاهر بن يحيی الحسينی قال حدثنی ابی عن جدی عن جعفر بن محمد عن ابيه عن علی رضی الله عنه قال لما قبر رسول الله صلی الله عليه وسلم جاءت فاطمة رضی الله عنها فوقفت علی قبره واخذت قبضة من تراب القبر ووضعت علی عينيها وبكت وانشأت تقول

ترجمہ سلف کہ ازین منع کردہ اند جز این نیست کہ بنابر مصلحت باز داشتن آدمیان است ازین موذی یعنی زر رسانیدہ شدہ۔ کہ از وی تمکین یعنی جا گرفتن است سوی مفاسد از عوام کہ حصر نیابند یعنی شمار نہ شوند۔ چنانچہ او ظاہر است۔ گفت عز بن جماعہ و در کتاب علل والسوالات کہ عبد اللہ بن امام احمد را است از پدر او کہ روایت ابی علی بن صواف است از و کہ گفت عبد اللہ پرسیدم پدر خود را از آن مردی کہ مس میکند منبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم را و برکت میگیرد بمس او و بوسیدن او و ہمچنین بقبر شریف میکند بامید ثواب خدای عز وجل گفت باکی نیست باو۔ و روایت کرد ابن عساکر بسند تازہ ہر آئنہ بلال رضی اللہ عنہ ہرگاہ کہ پیش آمد از شام برای زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ بیامد قبر شریف را پس گریان شد نزد او و روی خود بر و در خاک می مالید۔ و در تحفہ ابن عساکر است از طریق طاہر بن یحیی حسینی گفت حدیث کرد مرا پدر من از جد من از جعفر بن محمد از پدر خود از علی رضی اللہ عنہ گفت چون قبر کردہ شد یا دفن کردہ شد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیامد فاطمہ رضی اللہ عنہا و ایستاد بر قبر شریف او و بگرفت مشتی از خاک مزار شریف و بر ہر دو چشمان خود نہاد و بگریست۔
و این شعرہا از خود گفتن گرفت

ماذا علي من شم تربة احمد — ان لا يشم مدى الزمان غواليا
صبت علي مصائب لو انها — صبت على الايام صرن لياليا

وذكر الخطيب بن حملة ان ابن عمر رضي الله عنهما كان يده اليمنى على القبر الشريف وان بلالا وضع خديه عليه ايضا رضي الله عنه ثم قال ولا شك ان الاستغراق في المحبة يحمل على الاذن في ذلك والمقصود من ذلك كله الاحترام والتعظيم والناس تختلف مراتبهم في ذلك كما كانت تختلف في حياته صلى الله عليه وسلم فاناس حين يرونه لا يملكون انفسهم بل يبادرون اليه واناس فيهم اناة يتاخرون والكل محل خير قال الحافظ ابن حجر استنبط بعضهم من مشروعية تقبيل الحجر الاسود جواز تقبيل كل من يستحق التعظيم من آدمي وغيره فاما

ماذا علي من شم تربة احمد — ان لا يشم مدى الزمان غواليا
صبت علي مصائب لو انها — صبت على الايام صرن لياليا

که ترجمه اش بنظم اینست

این هر چه هست بر من از بوی خاک احمد — تو بینند او رها نها خوشبوئی اینچنینها
نازل شده مصائب بر من که گر بهر او — بر روزها بیفتند گردند همچو شبها

و ذکر کرد خطیب بن حمله که تحقیق ابن عمر رضی الله عنهما دست راست خود بر قبر شریف می نهاد و تحقیق بلال رضی الله عنه نیز هر دو رخسارهٔ خود بر او نهاده. باز گفت و شک نیست که هر آینه استغراق در محبت حمل شود بر اذن درین کار، و مقصود ازینهمه احترام و تعظیم است. و آدمیان مختلف میباشند در مراتب شان چنانکه اختلاف می کردند در حیات او صلی الله علیه و سلم. پس آدمیان اند وقتی که می بینند او را اختیار نمی دارند نفسهای خود را بلکه مبادرت ورزیده می کنند سوی او. و آدمیان اند که در ایشان وقار و آهستگی است درنگ می کنند و همه جای خیر اند. گفت حافظ ابن حجر که بعض شان از مشروعیت بوسه دادن حجر اسود استنباط کرده اند جواز بوسه دادن هر آنکس که سزاوار است تعظیم را از آدمی و غیر او

ولیکن

تقبیلُ یدِ الآدمی فسبق فی الادب واما غیرہ فنقل عن الامام احمد انہ سئل عن تقبیلِ منبرِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقبرہ الشریف فلم یرَ بہٖ باساً نقل ذٰلک عنہ ابنہٗ عبد اللہ کما تقدم ونقل عن ابن ابی الصیفِ الیمنی احد علماء مکۃ من الشافعیۃ جواز تقبیلِ المصحف واجزاءِ الحدیث وقبور الصالحین انتہٰی کلام الحافظ ونقل الطیبُ الناشری عن المحب الطبری انہ یجوزُ تقبیلُ القبرِ ومسّہٗ وقال علیہ عملُ العلماء الصالحین وانشد +

لو رأینا لسلمیٰ اثرًا لسجدنا الف الفٍ للاثرِ

وقال الآخر

امرّ علی الدیارِ دیارِ لیلیٰ اُقبّلُ ذا الجدار وذا الجدارا
وما حبُّ الدیارِ شغفنَ قلبی ولکن حبُّ من سکن الدیارا

ترجمہ بوسہ دادنِ دست آدمی پس سابق گذشت در بحث آدمی۔ ولیکن غیر او پس نقل کردہ شد از امام احمد کہ ہر آئینہ او پرسیدہ شد از بوسہ دادنِ منبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم وقبر شریف او پس او باکے ندید۔ نقل کرد ایں از و پسر او عبد اللہ چنانچہ پیش ازیں بیان شد و منقول است از ابن صیف یمنی کہ یکے از علمائے مکہ است از شافعیہ۔ جواز بوسہ دادنِ مصحف وجزوہائے حدیث وگورہائے نکوکاران۔ تمام شد کلام حافظ۔
ونقل کرد طیب ناشری از محب طبری ہر آئینہ آنکہ جائز می شود بوسہ دادنِ گور وسودن او گفت وبر داست عمل علمائے صالحین وخواند ایں شعر

لو رأینا لسلمیٰ اثرًا لسجدنا الف الفٍ للاثرِ

ترجمہ

گر ز محبوب نشانے قدمے بینیم سجدہا بہر نشان بیحد و بیعد آریم

وگفت دیگر کسے

امرّ علی الدیارِ دیارِ لیلیٰ اُقبّلُ ذا الجدار وذا الجدارا
وما حبُّ الدیارِ شغفنَ قلبی ولکن حبُّ من سکن الدیارا

میگذریم بر دیار ہست گویا دیار لیلیٰ می بوسم ہر جدار وشامل دیوار را نگرفت ایں الم را حب او ہرگز لیکن کسیکہ ساکن شد ایں دیار را

ونقل بعضهم عن ابي خيثمة عن مصعب بن عبد الله عن اسمٰعيل بن يعقوب التيمي قال كان ابن المنكدر يجلس مع اصحابه قال وكان يصيبه الصمات فكان يقوم كما هو ويضع خده على قبر النبي صلى الله عليه وسلم ثم يرجع فعوتب في ذلك فقال انه يصيبني خطرة فاذا وجدت ذلك استشفيت بقبر النبي صلى الله عليه وسلم وكان ياتي موضعاً من المسجد في الصحن فيتمرغ ويضطجع فقيل له في ذلك فقال اني رايت النبي صلى الله عليه وسلم في هذا الموضع اراه قال في النوم انتهى نقلاً من الوفا قال في المواهب لله در القائل

فاح الصعيد بجسمه فكانه ۔ روض ينم بعرفه المتارج
ماجسمه مما يغيره الثرى ۔ والروح منه كالصباح الابلج

ولله در الابوصيري رحمه الله تعالى قال حيث

لاطيب يعدل تربا ضم اعظمه ۔ طوبى لمنتشق منه وملتثم

ترجمه ونقل کرد بعضی شان از ابی خیثمه از مصعب بن عبد الله از اسمعیل بن یعقوب تیمی که گفت بود ابن منکدر که می نشست با اصحاب خود ۔ گفت واورا در میرسید خاموشی پس برمی خاست چنانکه او هست ومی نهاد رخسار خود بر قبر نبی صلی الله علیه وسلم ۔ باز برمی گشت پس عتاب کرده شد پس دریافتم درین پس گفت هر آئینه آنکه مرا خطره میرسد پس چون این را می یابم شفا می طلبم بقبر نبی صلی الله علیه وسلم ۔ و می آمد بموضعی از مسجد در صحن پس می غلطید بر خاک و بر پهلو می خفت ۔ پس گفته شد او را درین ۔ پس گفت هر آئینه من دیده ام نبی صلی الله علیه وسلم را درین جای که می بینم او را پس گفت در خواب ۔ آخر شد این که نقل است از وفا ۔ گفت در مواهب خدای راست خوبی گوینده

فاح الصعيد بجسمه فكانه ۔ روض ينم بعرفه المتارج
ماجسمه مما يغيره الثرى ۔ والروح منه كالصباح الابلج

ترجمه

وزیده خاک بوی خوش زجسم او که او گویا ۔ معطر مرغزاری هست هر سو بوی خوش داده
چنان جسمی که خاک او را تغیر کے دہد گاہے ۔ چنان روحی کز و چون صبح صادق نور پاشیده

وخدای راست خوبی ابوصیری رحمه الله تعالی که گفت ابیات

لاطيب يعدل تربا ضم اعظمه ۔ طوبى لمنتشق منه وملتثم

بیت خوشبو هیچ خاکے کاستخوانش ضم شده ۔ مژده بادا بهر بوینده وبوسنده ازو

ريب عند من له ادنى تعلق بشريعة الاسلام ان قبره روضة من رياض الجنة
واذا كان القبر كما ذكرناه وقد حوى جسمه الشريف عليه الصلوة والسلام
الذي هو اطيب الطيب فلا مرية انه لا طيب يعدل تراب قبره المقدس واذا
عرفت ما حررناه في الجواب وفهمت ما حققناه في الخطاب لا يبقى لك شبهة في هذا
القيام العظيم بهذه الكيفية عند النبي الكريم عليه افضل الصلوة والتسليم بانه
لا مناسبة بينه وبين القيام الذي ورد فيه النهي في بعض الاحاديث النبوية
لان ذلك من اخس الاخلاق الدنيوية انما قصد به عرض هذا الادنى وهذا من
اشرف الآداب الدينية حيث اريد به وجه ربه الاعلى فاستمع لما ينقل لك
من كلام شراح الحديث المعول عليه في القديم والحديث قال شيخ الاسلام
(ناز کردہ شدہ و اعتماد کردہ شدہ ۱۲)
الحافظ ابن حجر العسقلاني في فتح الباري شرح صحيح البخاري تحت حديث قوموا
الى سيدكم قال ابن بطال في هذا الحديث امر الامام الاعظم باكرام الكبير من
المسلمين ومشروعية اكرام اهل الفضل في مجلس الامام والقيام فيه لغيره من

ترجمہ: و شکی نیست نزد کسی را که ادنی تعلق بشریعت اسلام باشد تحقیق آنکه قبر شریف او صلی اللہ علیہ وسلم مرغزاری است از باغہائی بہشت بلکہ افضل از بہشت. و ہرگاه این قبر شریف چنانکہ او را ذکر کردیم ہست حالانکہ تحقیق جا گرفتہ است جسم شریف او بر وی صلوٰۃ و سلام باد آنکہ او خوشبوترین خوشبوہا است پس ہیچ گمان و شکی نیست که ہر آئینہ ہیچ خوشبوئی نیست که برابر شود خاک گور مقدس او را صلی اللہ علیہ وسلم. و چون بدانستی آنچہ در جواب تحریر کردیم و فہمیدی آنچہ در خطاب تحقیق کردیم ترا شبہی نخواہد ماند درین قیام عظیم بدین کیفیت نزد نبی کریم برو بزرگترین صلوٰۃ و تسلیم باد. بہ تحقیق آنکه مناسبت نیست درمیان او و درمیان قیامیکه در وی نہی وارد شده در بعض احادیث نبویہ از آنکه این از پلید ترین اخلاق دنیوی است که جز این نیست که قصد کرده شد بدو پیش کش این ادنی. و این از شریف ترین ادب دینی است چون باو اراده کرده شود وجه ربہ الاعلی یعنی روی پروردگار خود که برتر از ہمہ است. پس گوش دار بانچہ که نقل کرده شود برای تو از کلام شارحان حدیث که برو اعتماد و ناز کرده شد در قدیم و حدیث یعنی در عہد پیشین و نو و در کلام قدیم و جدید گفت شیخ الاسلام حافظ ابن عسقلانی در فتح الباری شرح صحیح بخاری زیر حدیث قوموا الی سیدکم یعنی برخیزید سوی سردار شما که گفت ابن بطال درین حدیث که حکم کرد امام اعظم به بزرگی کردن بزرگ از مسلمانان. و بمشروعیت اکرام اہل فضل یعنی جاری داشتن بزرگی بزرگان در مجلس خود. و قیام در وی برای غیر خود از

تفسیر الحدیث الشریف قوموا الی سیدکم

بیان تضعیف و تاویلات احادیث نہی قیام و ثبوت قیام

قول شیخ الاسلام حافظ ابن حجر در شرح تفسیر حدیث قوموا الی سیدکم

اصحابه واكرام الناس بالقيام الى الكبير منهم واجاب الطبري عن حديث لا تقوموا
كما تقوم الاعاجم يعظم بعضهم بعضا بانه حديث ضعيف مضطرب السند
فيه من لا يعرف وحديث من احب ان يتمثل الرجال قياما الحديث اجاب عنه
الطبري بان هذا الخبر انما فيه نهي من يقام له عن السرور بذلك لا نهي من يقوم له
اكراما له واجاب عنه ابن قتيبة ايضا بان معناه من اراد ان يقوم الرجال على
راسه كما تقام بين يدي ملوك الاعاجم وليس المراد به نهي الرجل عن القيام لاخيه
اذا سلم عليه + واحتج ابن بطال لجواز القيام بما اخرجه النسائي من طريق عائشة
بنت طلحة عن عائشة رضي الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
اذا راى فاطمة ابنته قد اقبلت رحب بها ثم قام لها فقبلها ثم اخذ بيدها
حتى يجلسها في مكانه قلت حديث عائشة هذا اخرجه ايضا ابو داود والترمذي
وحسنه وصححه الحاكم وابن حبان واصله في الصحيح كما مضى في المناقب

ترجمہ: اصحاب خود۔ واکرام آدمیان بقیام سوی کبیر از ایشان یعنی گرامی داشتن مردان قیام نمودہ بزرگان خود را و جواب
داد طبری نسبت حدیث لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضهم بعضا یعنی برنخیزید ہمچنانکہ عجمیان برمیخیزند که
تعظیم میکنند بعض شان بعض را۔ بتحقیق که این حدیث ضعیف است بسند مضطرب که در وی کسی است که شناخته نمیشود
و حدیث من احب ان یتمثل الرجال قیاما الحدیث یعنی کسیکه پسند دارد آنکه مردان بخدمت ایستاده شوند برای او قیام کنان
تا آخر حدیث طبری از و جواب داد که بتحقیق این حدیث جز این نیست که در وی نهی است آنکس را که قیام کرده شود برای او از خوشنود
شدن باین قیام۔ نه نهی است آنکس را که قیام میکنند او را برای اکرام او۔ و جواب داد از وی ابن قتیبه نیز باینطور که معنیش آنکه هر کس که
می خواهد برخاستن مردان را بر سر خود چنانکه پیش شاهان عجم استاده میشوند۔ و مراد نیست از نهی آن مرد از قیام کردن برای برادر خود
یا قیام برای کسیکه بروی سلام کرد +
و حجت گرفت ابن بطال جواز قیام را بانچه نسائی او را آورده از طریق عائشه بنت طلحه از عائشه رضی الله عنها که
گفت حضرت عائشه رض بودند رسول خدا صلی الله علیه وسلم فاطمه دختر خود را میدیدند که او پیش آمد او را مرحبا میگفت باز برمی
خاست برای او و بوسه میداد او را۔ باز دست او میگرفت تا آنکه مینشانیدی او را جای خود۔ گفتم حدیث عائشه رض است
بر آورده است او را نیز ابو داود و ترمذی و او را حسن شمرده و حاکم و ابن حبان او را حدیث صحیح گفته
و اصل او در صحیح است چنانچه گذشت در مناقب

جواب طبری که حدیث لا تقوموا کما تقوم الاعاجم الخ
و من احب ان یتمثل الرجال الخ
جواب ابن قتیبه در معنی حدیث
عدم قیام کا...
احتجاج ابن بطال بحدیث عائشه رض
بر جواز قیام حضرت ... رض

وفی الوفات النبویة الی اخر ما قاله الحافظ وقال العلامة الشیخ محمد طاهر الفتنی فی مجمع البحار فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار وحدیث قوموا الی سیدکم فیه استحباب القیام عند دخول الافضل وهو غیر القیام المنهی لان ذلک بمعنی الوقوف وهذا بمعنی النهوض ولیس هو القیام الذی یتعاهده الاعاجم تعظیما وانما کان سعد وجعا المارش فی اکحله فامرهم بالقیام لیعینوه علی النزول من الحمار لئلا یهیج عرقه بالاضطراب ولو اراد التعظیم لقال قوموا لسیدکم وفیه نظر لان الی افخم کانه قیل قوموا واذهبوا الیه تلقیا وکرامة یشعر به وصفا بالسیادة واحتج به الجماهیر لاکرام اهل الفضل بالقیام اذا اقبلوا قال القاضی ولیس هو من القیام المنهی عنه انما هو فیمن یقومون علیه وهو جالس ویمثلون قیاما طول جلوسه وحدیث لا تقوموا کالاعاجم یعظم بعضهم بعضا ای یعظم لاجل ماله ومنصبه بل لا یعظم لصلاحه وعلمه

ترجمه در وفات نبویه تا آخر آنچه که اورا حافظ گفت ـ وگفت علامه شیخ محمد طاهر فتنی در مجمع بحار در غرائب تنزیل ولطائف اخبار ـ وحدیث قوموا الی سیدکم یعنی برخیزید سوی سید شما ـ در وی استحباب قیام است وقت در آمدن افضل ـ واین غیر است از قیام منهی از انکه او بمعنی وقوف یعنی استادن است ـ واین بمعنی نهوض یعنی برخاستن ـ واین آن قیامی نیست که عجمیان برای تعظیم مقرر کرده اند ـ وجز این نیست که حضرت سعد رضی الله عنه دردمند بود از انکه در رگ او اکحل از هفت اندام تیرے رسیده بود پس حکم کرد او صلی الله علیه وسلم ایشان را بالقیام تا او را بر فرود آمدن از حمار مدد کنند که باضطراب رگ او کشاده نشود واگر اراده کردے تعظیم را هر آینه گفتی قوموا لسیدکم برخیزید برای سید خود ـ ودر وی نظری است از انکه الی افخم است یعنی برای بزرگی است ـ گویا که او گفته شد قوموا واذهبوا الیه تلقیا وکرامة یعنی برخیزید وبروید سوی او بنا بر ملاقات وبزرگی که یاد آگهی شود بوصف سیادت یعنی تا سرداری اندر شود ـ وحجت گرفته اند باو همه جمهور برای اکرام اهل فضل بالقیام وقتیکه پیش بیایند آن اهل فضل ـ گفت قاضی که او از قیام منهی عنه نیست از انکه این قیام منهی عنه در حق کسی است که همه بروی استاده باشند واو نشسته وتا درازی نشست او همه بخدمت بر پا ایستاده می باشند ـ وحدیث لا تقوموا کالاعاجم یعظم بعضهم بعضا ای یعظم لاجل ماله ومنصبه بل لا یعظم لصلاحه وعلمه یعنی برنخیزید شما همچو عجمیان که بعض شان بعض را تعظیم میکنند یعنی تعظیم میکنند بسبب مال ومنصب او نه که تعظیم میکنند برای صلاح او

وحديث كانوا اذا رأوه لم يقوموا له وذلك للاتحاد الموجب لرفع الحشمة ومتى صفت القلوب استغنت عن تكلف اظهار ما فيها والحاصل ان القيام وتركه بحسب الازمان والاشخاص انتهى وقال العلامة الملا علي القاري في مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح تحت حديث قوموا الى سيدكم قيل اي لتعظيمه ويستدل به على عدم كراهيته فيكون الامر للاباحة او لبيان الجواز و قيل قوموا لاعانته للنزول عن الحمار اذ كان به مرض واثر جرح اصابه يوم الاحزاب ولو اراد تعظيمه لقال قوموا لسيدكم وتعقب الطيبي هذا بان الى في هذا المقام افخم من اللام وقال بعض العلماء في الحديث اكرام اهل الفضل من علم و صلاح او شرف بالقيام اذا اقبلوا هكذا احتج بالحديث جماهير العلماء وقال القاضي عياض القيام المنهي عنه تمثلهم قياما طول جلوسه وقال النووي هذا القيام للقادم من اهل الفضل مستحب وقد جاء احاديث ولم يصح في النهي عنه

ترجمہ وحدیث کانوا اذا راوہ لم یقوموا لہ یعنی اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہرگاہ کہ آنحضرت صلعم را میدیدند نمی برخاستند برائی او صلی اللہ علیہ وسلم - و این بنا بر اتحادی است کہ موجب است بر داشتن حیا و دبدبہ را - و ہرگاہ دلہا صفا پذیرند از تکلف اظہار چیزی کہ در دوست بی نیازی شوند - و حاصل آنکہ قیام و ترک او بحسب زمانہا و شخصہا است و گفت علامہ ملا علی قاری در مرقات مفاتیح شرح مشکوۃ مصابیح تحت حدیث قوموا الی سیدکم - گفتہ شد ای لتعظیمہ یعنی برای تعظیم او برخیزید سوی سردار شما - و بدو دلیل حاصل آید بر عدم کراہت او یعنی این قول دلیل است کہ قیام برای تعظیم مکروہ نیست پس این امر برای اباحت باشد یا برای بیان جواز یعنی این امر او صلعم برای مباح کردن یا جائز نمودن قیام تعظیم آمدہ - و گفتہ شد قوموا لاعانتہ للنزول عن الحمار یعنی برخیزید برای اعانت فرود آمدن از حمار از آنکہ او یعنی حضرت سعد رضی اللہ عنہ مریض بود و اثر زخم داشت بر رگ اکحل خود کہ بروز جنگ احزاب خوردہ بود و اگر ارادہ داشتی تعظیم او را آنگاہ گفتی قوموا لسیدکم - و پس از گرفت طیبی یعنی بحث کرد این گفت این کہ تحقیق الی در این مقام از حرف لام فخیم و بزرگ است - و گفتہ اند بعض علمای الحدیث کہ اکرام اہل فضل بقیام است ہرگاہ کہ پیش بیایند بسبب علم و صلاح شان یا بشرف ایشان کہ درین حدیث است ہمچنین جماہیر علما زیاد این حدیث حجت گرفتند و گفت قاضی عیاض کہ قیام منہی عنہ بخدمت ایستادن شان است بر خاستہ شدہ تا درازی نشستن او - و گفت نووی این قیام کہ برائے آیندہ از اہل فضل است مستحب است - و تحقیق احادیث آمدہ و در نہی

تفسیر ملا علی قاری در حدیث قوموا الی سیدکم مع اقوال تاویلی
جواب طیبی ... تعقب ... کا قائل ارادہ ...

شیٔ صریح وقد جمعتُ کل ذٰلک مع کلامِ العلماءِ علیہ فی جزءٍ وقال الامامُ حجۃ الاسلام القیامُ مکروہٌ علی سبیلِ الاعظامِ لا علی سبیل الاکرام ولعلّ ارادَ بالاکرامِ القیامُ للتحیۃ لمزیدِ المحبۃِ کما تدل علیہ المصافحۃ وبالاعظامِ التمثلَ بالقیامِ وھو جالسٌ علی عادۃِ الامراءِ الفخام وقال الملا علی المذکور فیہ ایضًا فی حدیثٍ کانوا اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراھتہ لذٰلک ای لقیامھم تواضعًا لربہ ومخالفۃً لعادۃِ المتکبرین والمتجبّرین بل اختار الثبات علی عادۃ العرب فی ترکِ التکلّف فی قیامھم وجلوسھم واکلھم وشربھم ولبسھم ومشیھم وسائرِ افعالھم واخلاقھم ولذا روی انا واتقیاءُ امتی براءٌ من التکلّفِ۔ قال الطیبی ولعل الکراھیۃُ بسبب المحبۃ المقتضیۃِ للاتحادِ الموجبۃ لرفع التکلّفِ والحشمۃِ ویدلّ علیہ قولہ لم یکن شخصٌ احبُّ الیھم من رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم وقال الامامُ ابو حامدٍ مھما تمّ الاتحادُ خفّتِ الحقوقُ

ترجمہ— و تحقیق جمع کردہ شد ایں ہمہ احادیث با کلام علماء کہ بر وے است در جزوی۔ و گفت امام حجۃ الاسلام کہ قیام مکروہ است بر طریق اعظام یعنی بزرگی نمودن نہ بر طریق اکرام یعنی بزرگ داشتن۔ و باشد کہ اراداہ کردہ باشد باکرام قیام برائی تحیت وسلام بسبب زیادتی محبت چنانچہ مصافحہ بر وے دلالۃ میکند۔ و باعظام برائی او بخدمت ایستادن برخاستہ در حالیکہ او نشستہ باشد بر عادت امرائی فخام۔ و گفت ملا علی مذکور نیز در مرقات در باب حدیث کانوا اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراھتہ لذٰلک یعنی چوں ایشاں او را می دیدند برنمی خاستند از آنکہ می دانستند ناپسندی قیام شان او را ... برائی تواضع و فروتنی برائی پروردگار خود و از روی مخالفت بعادت متکبرین و متجبرین یعنی غرور کنندگان و ظلم کنندگان۔ بلکہ اختیار کردہ صلعم ثبات یعنی برجا بودن و قرار گرفتن را بر عادت عرب در ترک تکلف در نشست و برخاست شان و خوردن نوش شان و پوشش و رفتار شان و ہمہ افعال و اخلاق شان۔ و از ہمیں رو روایت کردہ شد انا واتقیاء امتی براءٌ من التکلف یعنی من و پرہیزگاران امت من از تکلف بری اند و بیزار۔ گفت طیبی و باشد کہ کراہت بسبب محبت است کہ مقتضی برائی اتحاد است کہ موجب است مر رفع تکلف و حشمت را یعنی این اتحاد کہ تقاضائی محبت است ہیچ و شرم برداشتن را موجب باشد و باز درمیان شان تکلف و حشمت برخیزد و ورنہ کراہت آرد۔ و دلالت میکند بر او قول او کہ لم یکن شخص احب الیھم من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یعنی ایشان را شخصی محبوب تر از رسول خدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم نبود۔ و گفت امام ابو حامد ہر چند کہ اتحاد درست شد کم و سبک شدند حقوق

تاویل ابو حامد رضی

بینهم مثلُ القیامِ والاعتذارِ والثناءِ فانها وان کانت من حقوقِ الصحبةِ لکن
فی ضمنها نوعٌ من الاجنبیةِ والتکلفِ فاذا تمَّ الاتحاد بطوی بساط التکلف لکن
فلا یسلک به الامساک نفسه لان هذه الآداب الظاهرة عنوانُ الآدابِ الباطنة
فاذا صفت القلوب بالمحبة استغنت عن تکلفِ اظهارِ ما فیها والحاصلُ ان القیام
و ترکه یختلف بحسب الازمانِ والاشخاصِ والاحوال وقال الملا علی المذکور فیه
ایضًا فی حدیثِ من سرّه ان یتمثل له الرجال قیامًا الحدیث قیل هذا الوعید لمن
یسلک فیه طریق التکبر بقرینةِ السرورِ بالمثول واما اذا لم یطلب ذلک وقاموا من
تلقاءِ انفسهم طلبًا للثواب اولارادةِ التواضع فلا بأس به وقد روی البیهقی فی شعب
الایمان عن الخطابی فی معنی الحدیثِ هو ان یأمرهم بذلک ویلزمهم ایاه علی مذهب
الکبرِ والنخوة قال وفی حدیث سعدٍ دلالةٌ علی ان قیام المرءِ بین یدی الرئیسِ
الفاضلِ والوالی العادلِ او المتعلم للمعلمِ مستحبٌ غیر مکروهٍ وقال البیهقی هذا القیام
یکون فی هذا المقام علی وجه البرِ والاکرام کما کان قیامُ الانصار لسعدٍ وقیام طلحة

ترجمہ کہ درمیان شان اند چون قیام و عذرخواہی و ثنا۔ پس ہر آئینہ اینہا اگرچہ از حقوق صحبت اند لیکن در ضمن
نوعی از اجنبیت و تکلف است۔ پس چون اتحاد درست شد بساط تکلف تمامہ پیچیدہ میشود و طی گردد۔ و باو سلوک نکردہ شود
یارہ نگرفتہ شود مگر راہ نفس او از آنکہ این آداب ظاہرہ عنوان آداب باطنہ اند و چون دلہا بمحبت صاف شدند مستغنی
شدند از تکلف اظہار آنچہ کہ در دل است۔ و حاصل اینکہ قیام و ترک او بحسب زمانہا و اشخاص و احوال مختلف میباشد۔ گفت
ملا علی مذکور نیز در وہ۔ در باب حدیث من سرّہ ان یتمثل لہ الرجال قیامًا الحدیث یعنی ہر آنکہ شاد کند او را آنکہ دو
برای او۔ قیام کردہ بخدمت ایستادہ باشند۔ گفتہ شد این وعید است برای کسیکہ رہ گرفت در راہ تکبر بقرینۃ السرور
بالمثول یعنی شاد شدن بہر کمر بستگی خود۔ و لیکن ہرگاہ او نخواست این و قیام کردند ایشان بملاقی شدن نفسہای خود طلب
ثواب را یا بنا بر ارادہ تواضع پس باکے نیست باو۔ و تحقیق روایت کردہ است بیہقی در شعب ایمان از خطابی در معنی این
حدیث ساو آنکہ امر کند بان ایشان را و ملازم کند ایشان را امر خود را بر مذہب کبر و نخوت۔ گفت در حدیث سعد رضی اللہ عنہ
دلالت است براینکہ قیام مرد پیش رئیس فاضل و والی عادل و قیام متعلم برای معلم مستحب است غیر مکروہ۔ و گفت بیہقی این قیام در مقام
بر وجہ نکوئی و اکرام باشد چنانکہ قیام انصار رضی اللہ عنہم برای حضرت سعد رضی اللہ عنہ۔ و قیام حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

تفسیر ملا علی قاری در حدیث من سرہ ان یتمثل لہ الرجال قیامًا الحدیث

تاویل بیہقی معنی حدیث

لکعب بن مالک ولا ینبغی للذی یقام له ان یرید ذلک من صاحبه حتی ان لم یفعل حقد علیه او شکاه او عاتبه وقال الملا علی المذکور فیه ایضاً فی حدیث لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضهم بعضاً ای لماله ومنصبه وانما ینبغی التعظیم للعلم والصلاح ذکره ابن ملک وقال شارح من علمائنا ایضاً اذا کان القیام والتعظیم لله فحسن انتهی تکمیل الجواب فی الاستشفاع بعالی الجناب قال السید السمهودی فی الوفاء اعلم ان الاستغاثة والتشفع بالنبی صلی الله علیه وسلم وبجاهه وبقربه الی ربه تعالی من فعل الانبیاء والمرسلین وسیر السلف الصالحین واقع فی کل حال قبل خلقه صلی الله علیه وسلم وبعد خلقه فی حیاته الدنیویة ومدة البرزخ وعرصات القیمة الحال الاولی ورد فیه آثار عن الانبیاء صلوات الله علیهم ولنقتصر علی ما رواه جماعة منهم الحاکم وصحح اسناده عن عمر بن الخطاب رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لما اقترف ادم الخطیئة قال یا رب اسئلک بحق محمد لما غفرت لی فقال الله یا ادم وکیف عرفت محمداً ولم اخلقه

ترجمه برای کعب ابن مالک رضی اللہ عنہما بود۔ ونمی سزد کسی را کہ قیام کردہ شود برای او آنکہ خواہد از صاحب خود این را تا آنکہ اگر نکند او کینہ کند بر او یا او را شکایت کند یا بر او خشم گیرد + وگفت ملا علی مذکور درو نیز در حدیث لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضہم بعضاً ای لمالہ ومنصبہ یعنی برخیزید چنانکہ برخیزند عجمیان کہ بعض شان بعض را تعظیم میکنند یعنی برای مال ومنصب او۔ وجز این نیست کہ سزاوار باشد ومی زیبد تعظیم برای علم وصلاح کہ ابن ملک او را ذکر کرد۔ وگفت شارحی از علمای ما نیز ہرگاہ کہ قیام وتعظیم خدا را باشد از وجہ اینہا پس حسن ونیک است انتہی۔ **تکمیل جواب** در شفاعت خواستن بعالی جناب۔ گفت سید سمہودی در وفا۔ بدانکہ ہر آئینہ مدد وشفاعت خواستن بنبی صلی اللہ علیہ وسلم وبمرتبۂ او وقرب او سوی پروردگار او تعالی از فعل انبیاء ومرسلین واز سیر نکوکاران پیشین واقع است در حال قبل پیدائش او صلی اللہ علیہ وسلم وبعد پیدائش او صلعم در حیات دنیوی او ودر زمان مدت برزخ ودر میدانہای قیامت۔ حال اول یعنی قبل پیدائش وارد شدہ است درو آثار از انبیاء صلوات اللہ علیہم۔ وہر آئینہ کوتاہ میکنیم بر آنچہ کہ روایت کردہ است او را جماعۃ از ایشان حاکم است کہ او اسناد او صحیح کردہ از عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہ گفت فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ چون آدم علیہ السلام خطا ورزید گفت اے پروردگار من از تو می خواہم بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم برای آنکہ تو بخشی مرا۔ پس فرمود خدای برتر اے آدم چگونہ شناختی محمد را حال آنکہ او را نیافریدم

تکمیل جواب در استشفاع از و صلعم

استشفاع از و صلعم قبل خلقت او بحدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ

تفسیر ملا علی بر حدیث لا تقوموا کما تقوم الاعاجم الخ واقوال شراح باحکام تعظیم

قال يا رب لانك خلقتني بيدك ونفخت في من روحك رفعت راسي فرايت على قوائم العرش مكتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله فعرفت انك لم تضف الى اسمك الا احب الخلق اليك فقال الله تعالى صدقت يا ادم انه لاحب الخلق الي اذا سالتني بحقه فقد غفرت لك ولولا محمد ما خلقتك صلى الله عليه وسلم وعلى اله واصحابه رواه الطبراني وزاد وهو اخر الانبياء من ذريتك الى اخر ما قال **تنبيه** واما اعتاده الناس وصار متعارفا بينهم لا سيما في الحرمين الشريفين من القيام عند ذكر الولادة الشريفة النبوية في قرءة كيفية مولد الذات المصطفوية صلى الله عليه وسلم وشرف ومجد وعظم فهو بدعة حسنة لانه داخل تحت قواعد الشرع واصوله وليس فيه مخالفة للسنة ولا مفسدة وبينوا لدخوله فيها وجوها فقيل لتعظيمه صلى الله عليه وسلم عند ذلك وقيل لتحضر روحانيته صلى الله عليه وسلم حينئذ وقيل لتصور انتقاله من عالم الارواح الى عالم الاشباح او تخيل

ترجمه گفت اے رب ازینکه هر آئینه تو پیدا کردی مرا بدست خود ودمیدی در من از روح خود بلند کردم سر خود۔ پس دیدم بر قوائم عرش نوشته لا اله الا الله محمد رسول الله۔ پس دانستم که هر آئینه تو نسبت نکردی سوی نام خود مگر که محبوب ترین خلق که هست سوی تو۔ پس فرمود خدای برتر۔ راست گفتی ای آدم که هر آئینه او محبوب ترین خلق است سوی من۔ هرگاه که تو خواستی مرا بحق او پس بحقیق بخشیدم ترا و اگر محمد نبودی ترا نیافریدمی صلی الله علیه وسلم وعلی اله واصحابه۔ روایت کرد او را طبرانی و بیفزود وانیکه وی آخر انبیاء است از اولاد تو۔ تا آخر انچه گفت۔

تنبیه واما انچه آدمیان او را عادت گرفته اند ودرمیان شان مشهور ومتعارف شده خصوصا در حرمین شریفین از قیام ذکر ولادت شریف نبوی در خواندن بیان مولد ذات مصطفوی رحمت باد خدای برتر بر او وسلام باد وشرف وبزرگی وعظمت باد۔ پس او بدعت حسنه است ازانکه داخل تحت قواعد شرع واصول است۔ ودر وی مخالفت از سنت نیست۔ ونه او مفسدت است وبیان کرده اند برای دخول او در سنت وجوهات۔ پس گفته شد که برای تعظیم او است صلی الله علیه وسلم درینوقت یعنی قیامی که ذکر ولادت شریف کرده میشود بنا بر تعظیم او صلعم است۔ وگفته شد که بنا بر حاضر آمدن روحانیه او است صلی الله علیه وسلم درینوقت وگفته شد که بنا بر تصور انتقالی او است صلعم از عالم ارواح سوی عالم اشباح اے عالم اجسام۔ یا تخیل

واما اعتاده الناس من القيام عند ذكر ولادته الشريفة

بیان آنکه قیام در ذکر میلاد شریف بدعت حسنه است واز اصول شرع مخالف سنت نیست ومفسده وجوهے در دخول او در سنت

بروزها الشريف من بطن امه المنيف وقيل غير ذالك ولا يخفى ما فيها من الانظار والابحاث والذى يفهمه هذا الفقير ان اصله هو شكر الحق تعالى على ايجاده صلى الله عليه وسلم وخلقته وبعثته التى هى من اعظم نعم تعالى على العلمين واكبر منته سبحانه على كافة المؤمنين كيف لا وهى نعمة لولاها ما خلق الله الخلق وما اظهر الربوبية وما خلق الافلاك والجنة والنار نطقت بها الصحف والتوراة والانجيل وبشر بها الخليل والكليم وروح الله والانبياء والرسل جيلا بعد جيل صلوات الله تعالى وتسليماته عليهم عموما وعلى افضلهم خصوصا قال الله تعالى لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم يتلوا عليهم اياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلال مبين ه وقال سبحانه وما ارسلناك الا رحمة للعلمين ه وقال صلى الله عليه وسلم فيما رواه الديلمى عن ابن عباس رضى الله عنهما مرفوعا

ترجمہ بروز تشریفها و از شکم مادر عفیف خود بسبب خیال بستہ شدن ظہور شریف و سلیم از شکم مادر بزرگ خود۔ و گفتہ شد غیر ازین۔ و پوشیدہ نمی باشد آنچہ در وہست از نظرہا و بحثہا۔ و آنکہ می فہمد او را این فقیر آنکہ براینہ اصلش او شکر خدای برتر است بر نعمت ایجاد او صلی اللہ علیہ وسلم و پیدائش او و برانگیختن او برسالت آنکہ او بزرگترین نعمتہائی او تعالیٰ ہست بر عالمیان و بلندترین منت ہائی او سبحانہ ہست بر گروہ مومنان۔ چگونہ نیست حالانکہ او نعمتی است کہ اگر او نبودی خدائی برتر خلق را پیدا نفرمودے و ربوبیت را ظاہر نفرمودے۔ و نہ آسمانہا و نہ جنت و دوزخ پیدا کردی کہ ناطق آمدہ اند با و صحیفہا و توریت و انجیل و بشارت دادہ اند بدو خلیل و کلیم و روح اللہ و انبیا و رسولان گروہ بعد گروہ درودہائی خدائی برتر و تسلیم ہائی او بر ایشان عموما باد و بر افضل شان خصوصا۔ فرمود خدای برتر در سورۂ آل عمران رکوع ہفدہم لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یتلوا علیہم ایٰتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین ه یعنی برائینہ بتحقیق منت نہاد خدا بر مومنان از آنکہ فرستاد درمیان شان رسولے از جنس شان کہ میخواند بر ایشان آیات او و صاف می کند شان را و می آموزد ایشان را کتاب و حکمت اگرچہ پیش ازین بودند در گمراہی ظاہر باجد اکنندہ از حق۔ و فرمود سبحانہ در سورۂ انبیاء رکوع ہفتم وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعلمین ه و نہ فرستادیم ترا مگر رحمت برائے عالمیان۔ و فر

اتانی جبریل فقال یا محمد لولاک ما خلقت الجنة ولولاک ما خلقت النار و
فی روایة ابن عساکر لولاک ما خلقت الدنیا کذا عزاه الیهما الملا علی القاری فیها
من نعمة وجب علی کل الخلق شکرها والشکر علی النعمة یستلزم ذکرها وذکرها
فی الملاء خیر من ذکرها فی النفس لاجل ذلک وضع المحبون العاشقون اهل
السنة والجماعة لذلک الذکر کیفیة مخصوصة من اجتماعهم واستحضار
قلوبهم لذلک الشکر وتوجههم الیه بالکلیة وذکرهم کیفیة حمله صلی الله
علیه وسلم الذی هو صبح طلوع شمس وجوده الشریف وما ظهر فی اثناء ذلک
الحمل المنیف من الآیات الباهرات والخوارق والمعجزات وکیفیة وضعه
صلی الله علیه وسلم وطلوع شمس وجوده المسعود وبروزه من عالم الغیب الی
عالم الشهود وقدومه من عالم الارواح الی عالم الاشباح وحضور الملائکة
الکرام وآسیة ومریم بنت عمران وحضور حور الجنان وهتوف الهواتف واخماد النیران
وهدم ایوان کسری وغیض معین فی سماوة وغیض بحیرة ساوة واستبشار الانس
والجن والوحوش والطیر والملائکة واهل البر والبحر والدنیا والآخرة

ترجمه که جبریل نزدم آمد و گفت ای محمد اگر تو نمی بودی جنت را نیافریدمی و اگر تو نمی بودی دوزخ را نیافریدمی و در روایت
ابن عساکر است اگر تو نمی بودی من دنیا را نیافریدمی همچنان نسبت کرد او را ملا علی قاری سوی هر دو پس این کرامت نعمتها
این چنین از نعمتی است واجب است بر همه خلق شکر این نعمت و شکر بر نعمت ذکر نعمت را مستلزم است و ذکر نعمت
آشکارا بهتر است از ذکر نعمت در نفس بنا بر این محبان و عاشقان اهل سنت و جماعت این ذکر را کیفیت مخصوصه وضع
کرده و بنا نهاده اند از اجتماع خود شان و حاضر آوردن دلها خود برای این شکر و متوجه شدن خود تمامه سوی او
و بیان کردن شان کیفیت حمل او صلی الله علیه وسلم آنکه او صبح درخشیدن آفتاب وجود شریف او است و آنچه در اثنای
این حمل بزرگ از نشانهای روشن و خوارق و معجزات ظاهر شده و کیفیت وضع او صلی الله علیه وسلم یعنی زادن مادرش او را صلعم
و درخشیدن آفتاب وجود مسعود او صلعم و برون آمدنش صلعم از عالم غیب سوی عالم شهود و پیش آمدنش صلعم از عالم
ارواح سوی عالم اجساد و حاضر شدن ملائکه کرام و آسیه و مریم بنت عمران و حاضر شدن حوران جنتها و ندا دادن ندا کنندگان
غیب و سرد شدن آتش و در افتادن طاقهای کسری و روان شدن چشمه در سماوه و پنهان شدن دریای ساوه
و مژده رسانی انس و جن و وحشیان و پرندگان و فرشتگان و ساکنان بر و بحر و دنیا و آخرت

بیان آنکه میلاد شریف بعیت وجود پرجود و برکاتی

بقدومه صلى الله عليه وسلم ويسمّون مجموع ذلك بالمولد الشريف فيتلونه اسبر وا
بجمال السّرور ويجهرو اتمام الحبور ويشكروا لله على حصول هذه النعمة العظمى والدولة
القصوى ومن تمام ذلك الشكر اطعام الطعام عقب ذلك المولد المنيف وهذا
القيام ما هو الا شكر الحق تعالى على هذه النعمة السنية وقد كان يحق القيام لاداء
الشكر من شروع ذكر المولد الشريف الى انتهائه لان الشكر يلزم بمجرد ذكر النعمة وحيث
كان فى ذلك حرج وتكليف اكتفى بالقيام الشكرى عند ذكر الجزء الاعظم من
ميلاده صلى الله عليه وسلم الذى هو وضعه المنيف وحين ظهور بدر وجوده
الشريف وتخصيص اداء الشكر بالقيام مدلّل بدليل عادة العرب العرباء و
بدليل حديث قيامه صلى الله عليه وسلم بعد الختم للشكر والدعاء وحديث براءة
عائشة رضى الله عنها وبدليل قيام المصلى وحمده وشكره على التوفيق لاداء العبودية
للملك المعبود فى الركوع والسجود الا ترى ان من فاته القيام مع الامام وادرك
الركوع ادرك الركعة ومن فاته الركوع فاته الركعة - اما عادة العرب ففى تاريخ الخميس
قال فى المنتقى روى انّ امنة لما ولدته صلى الله عليه وسلم

ترجمہ بآمدن تشریف آوردنِ او صلی اللہ علیہ وسلم - ومجموع این بمولد شریف نام می نہند - پس میخوانند اورا
با خوشنود شوند بکمال سرور - وشادی میکنند بر چہ میتوانند کرد - وشکر بجا آرند برای خدای برتر بر حصول این نعمت
عظمیٰ ودولت قصویٰ یعنی منتہا - ولمن تمام این شکر پس این مولد بزرگ طعام خورانیدن است - واین قیام کہ
نیست وگر شکر خدای برتر برین نعمت روشن - وتحقیق سزاوار می بود این قیام ادای شکر را از ابتدای ذکر مولد شریف
تا انتہای او ازانکہ شکر لازم می شود بمجرد ذکر نعمت - وہرجا کہ درین حرج وتکلیف بود بقیام شکری بس کردہ
شود وقت ذکر جزو اعظم از میلاد او صلی اللہ علیہ وسلم آنکہ او از وضع منیف او است یعنی برآمدن او صلعم
از شکم بزرگ مادرش - ووقت ظہور بدر وجود شریف او است صلعم کہ مراد از وقت تولد است - وادای شکر
بقیام خاص کردن مدلّل است بدلیل عادت عرب عرباء یعنی عرب خالص - وبدلیل حدیث قیام او صلی اللہ علیہ وسلم
بعد ختم قرآن مجید برای شکر ودعا - وحدیث برات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا - وبدلیل قیام مصلی وحمد وشکر او بر توفیق بنا برادای بندگی ملک
معبود در رکوع وسجود - آیا نمی بینی کہ ہرآئنہ کسیکہ از وی قیام فوت شد با امام ودر گرفت رکوع را در گرفت رکعت را وکسیکہ از وی رکوع فوت شد فوت شد
از وی رکعت لیکن عادت عرب پس در تاریخ خمیس است گفت در منتقی روایت کردہ شدہ کہ ہرآئنہ حضرت آمنہ چون بزائید او صلی اللہ علیہ وسلم را

ارسلت الی عبد المطلب وجاءه البشیر وهو جالس فی الحجر معه ولده ورجال
من قومه فاخبره ان امنة ولدت غلاما فسر بذلك عبد المطلب وقام هو
من كان معه ودخل علیها فاخبرته بكل ما رأت وما قیل لها وما أمرت به
فاخذه عبد المطلب فادخله جوف الكعبة وقام عندها یدعو الله ویشكره
علی ما اعطاه الی اخر ما قال واما حدیث قیامه صلی الله علیه وسلم بعد الختم
للشكر والدعاء ففی النشر فی قرأة العشر للحافظ الجزری رحمه الله بروایة عن ابی
هریرة رضی الله عنه قال كان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا ختم القران دعا
قائما قال وكذا رواه ابو الفرج بن جوزی فی كتاب الوفا بروایة من ابی جعفر
قال كان علی بن الحسین رضی الله عنهما یذكر عن النبی صلی الله علیه وسلم انه
كان اذا ختم القران حمد الله بمحامد وهو قائم ثم یقول الحدیث قال واخرجه
البیهقی فی شعب الایمان انتهی واما حدیث براءة عائشة رض فی صحیح البخاری
عن عروة عن عائشة رضی الله عنها فی حدیث الافك قالت فوالله ما رام

[illegible]

ترجمه فرستاد خبر رسانی سوی عبد المطلب این مژده دهنده باید نزد او - و او نشسته بود در حجر یعنی اندرون
حطیم جانب دیوار شمالی كعبه - با او پسرها بود و مردمان از قوم او - پس آگهی داد او را كه بر آمنه حضرت آمنه پسر زاییده
پس خوش شد ازین عبد المطلب و برخاست او و كسیكه با او بود - و در آمد نزد آمنه - پس خبر داد او را آمنه بهمه آنچه او دیده
و آنچه او را گفته شده - و آنچه باو حكم كرده شد - پس برگرفت عبد المطلب او صلعم را و در آن برد - از جوف كعبه
یعنی اندرون كعبه و استاد نزد كعبه كه بخواند و دعا كند خدای را و شكر كند او را بر آنچه كه عطا كرده او را تا آخر آنچه گفت
و لیكن حدیث قیام او صلی الله علیه وسلم بعد ختم برای شكر و دعا پس در كتاب نشر فی قراءت العشر است كه برای
حافظ جزری است رحمه الله بروایت از ابو هریره رضی الله عنه گفت بودند رسول خدا صلی الله علیه وسلم بهنگامی كه
قرآن ختم میكرد استاده دعا میخواند - گفت و همچنین روایت كرد او را ابو الفرج بن جوزی در كتاب وفا و بروایت
است از ابو جعفر كه گفت بود علی بن حسین رضی الله عنهما ذكر میكرد از نبی صلی الله علیه وسلم كه هر آینه او صلعم چون ختم
قرآن میكرد حمد میكرد خدای را به محامد در حالیكه او صلعم بر پا بودی باز میگفتی تا آخر حدیث - گفت و بر آورده
او را بیهقی در شعب ایمان انتهی - و لیكن حدیث برائت حضرت عائشه رضی الله عنها پس در صحیح بخاری است از عروه از عائشه
رضی الله عنها در حدیث افك بالكسر یعنی دروغ بستن برای او رضی الله عنها پس قسم خدای را كه تصد كرد او صلعم یاد كند

روایت قیام شکر حسب عادت عرب بعد از صحیح مسلم بر ولادت او صلعم

قیام شکر از حدیث برائة صدیقه رضی الله عنها بروایت عروه بسند بخاری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا خرج احدٌ من اھل البیت حتی انزل علیہ فاخذہ ما کان یاخذہ من البرحاء حتی انہ لیتحدر منہ مثل الجمان من العرق وھو فی یوم شاتٍ من ثقل القول الذی ینزل علیہ قالت فلما سُرّی عن رسول اللہ صلعم وسُرّی عنہ وھو یضحک فکانت اول کلمۃٍ تکلّم بھا یا عائشۃ امّا اللہ فقد برّأکِ فقالت امّی قومی الیہ فقلت واللہ لا اقوم الیہ ولا احمد الا اللہ عز وجل الحدیث۔ قال القسطلانی قومی الیہ صلی اللہ علیہ وسلم لاجل ما بشّرک بہ ای اشکریہ علی ذلک بالقیام الیہ وکان القیام الیہ صلی اللہ علیہ وسلم ھو الاکمل والافضل لھا فی ذلک المقام لاداء حقہ وشکرہ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ولکن غلبھا الحال المنزل علیھا من الحق المتعال وحملھا علی الاوّل علی الخلق والجلال فکیف لا یجب القیام من یجب علیہ شکرہ عند تذکر ما انعم علیہ بواسطتہ من النعم الظاھرۃ والباطنۃ والدنیویۃ والاخرویۃ فافھمہ فانہ ھو الاصل عند اولی الالباب وان اردت

ترجمہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ونہ بیرون آمد کسی از اہل بیت تا آنکہ وحی نازل کردہ شد بر او صلی اللہ علیہ وسلم پس درگرفت او را چیزے کہ میگرفت از شدتِ تپ تا آنکہ ہر آئینہ از وصلعم مثل مروارید از عرق می چکید حالانکہ او در روز سرما بود از بارِ قول کہ آن بر او فرود می آمد۔ گفت حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا پس ہرگاہ کہ کشف کردہ شد از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آنچہ کہ او را لاحق آمد و آنحضرت صلعم از و افاقہ گرفت یعنی بخود در آمد در حالیکہ او صلعم تبسم می فرمود اے بشگفت آمد پس شد اول کلمہ کہ بدو کلام فرمودہ یا عائشۃ امّا اللہ فقد برّأکِ یعنی اے عائشہ لیکن خدای برتر پس تحقیق ترا بری فرمودہ۔ پس مادر من گفت مرا برخیز سوی او صلعم۔ پس گفتم من قسم خدای را نخواہم برخاست سوی او و نہ حمد کنم مگر خدائی عزوجل را تا آخر حدیث۔ گفت قسطلانی اندر قول او بحضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا برخیز سوی او صلی اللہ علیہ وسلم از بہر آنچہ کہ ترا بشارت داد یعنی لازم است کہ شکر کن او را برین بشارت برخاستن سوی او۔ حالانکہ این قیام دراین مقام سوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود کہ اکمل و افضل برای او ست رضی اللہ عنہا برای ادای حق او و شکر او علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام۔ لیکن حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا را در آنحال حالی غلبہ کرد کہ از حق متعال بروے فرود آمدہ نازل کردہ۔ و او بر داشت حمل نمود او را رضی اللہ عنہا بناز و کرشمہ بر بنای خلق و بر جلال۔ پس چگونہ واجب نشود قیام کسی را کہ واجب شود بروے شکر او صلی اللہ علیہ وسلم وقت یاد آوردن آنچہ کہ انعام کرد بر او بواسطہ او صلعم از نعمتہائے ظاہرہ و باطنہ و دنیوی و اخروی۔ پس

بیان آنکہ وجوب شکر قیام ہنگام ذکر ولادت شریف و ہیبت و اقوال علماء متقدمین بر و دتا ایندم عمل بر آن

النقل من الكتاب فقال العلامة الشيخ علي ابن برهان الدين الحلبي في كتابه انسان العيون في سيرة الامين المامون المشهور بالسيرة الحلبية جرت عادة كثير من الناس اذا سمعوا بذكر وضعه صلى الله عليه وسلم ان يقوموا تعظيماً له صلى الله عليه وسلم وهذا القيام بدعة حسنة لانه ليس كل بدعة مذمومة وقد قال سيدنا عمر بن الخطاب رضي الله عنه في اجتماع الناس لصلوٰة التراويح نعمت البدعة وقد وجد القيام عند ذكر اسمه صلى الله عليه وسلم من عالم الامة مقتدي الائمة ديناً وورعاً الامام تقي الدين السبكي وتابعه على ذلك مشائخ الاسلام في عصره فقد حكى بعضهم ان الامام السبكي اجتمع عنده جمع كثير من علماء عصره فانشد منشد بالقول الصرصري رحمه الله في مدحه وشرفه وعظمه صلى الله عليه وسلم

قليلٌ لمدح المصطفى الخط بالذهب ... على ورق من خط احسن من كتب
وان تنهض الاشراف عند سماعه ... قياماً صفوفاً او جثياً على ركب

تحفقه ۱۲

ترجمہ واگر تو می خواہی نقل از کتاب پس گفت علامہ شیخ علی برہان الدین حلبی در کتاب خود کہ انسان العیون فی سیرة الامین المامون است مشہور بہ سیرت حلبیہ کہ بسیار از آدمیان عادت گرفتہ اند کہ ہرگاہ کہ ذکر وضع یعنی ولادت او صلی اللہ علیہ وسلم گویا شند آنکہ برمی خیزند بنا بر تعظیم برای او صلی اللہ علیہ وسلم۔ و این قیام بدعت حسنہ است از انکہ ہر آئینہ آنکہ ہر بدعت مذموم نیست وتحقیق گفت حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ در گرد آمدن آدمیان برای نماز تراویح نعمت البدعة یعنی نیکو است این بدعت۔ وتحقیق یافتہ شد این قیام وقت ذکر اسم او صلی اللہ علیہ وسلم از عالم امت و پیشوایان امامان کہ از راہ دین و پرہیزگاری است از حضرت امام تقی الدین السبکی و پیروی کرد او را برین عمل مشائخ اسلام در زمانہ خود۔ پس تحقیق حکایت کرد بعض شان کہ ہر آئینہ امام سبکی را نزدش جمع کثیر از علمای عصر او جمع آمدند پس خوانندہ شعر گفتن آغاز کرد بقول صرصری رحمہ اللہ در مدح او و شرف او و عظمت او صلی اللہ علیہ وسلم اشعار

قليلٌ لمدح المصطفى الخط بالذهب ... على ورق من خط احسن من كتب
وان تنهض الاشراف عند سماعه ... قياماً صفوفاً او جثياً على ركب

تحفقه ۱۲

یعنی مدح مصطفی را صلی اللہ علیہ وسلم بزر نوشتن کسیکہ از کتب نیکوتر بر ورق سیم نوشتہ و ہر آئینہ ہنگام شنیدن او برخاستن اشراف بصف قیام صف بستہ یا بزانو ایستادہ کاری اندک است کہ بنظم پارسی این چنین گفتہ آمد اشعار

گر مدح مصطفی را نیکوترین نگارے ... از زر نوشت بر سیم ہم کمترین کارے
اشراف در شنیدن برخاستند صف ہا ... بر زانوی او بیا استادہ چون بہارے

قیام امام سبکی با جمع از وہم عصران
[illegible]

فعند ذلك قام الامام السبكى رحمه الله تعالى وجميع من بالمجلس فحصل انس كثير بذالك المجلس ويكفى ذلك فى الاقتداء وقد قال ابن حجر الهيتمى رحمه الله والحاصل ان البدعة الحسنة متفق على ندبها وعمل المولد واجتماع الناس له كذلك اى بدعة حسنة ومن ثم قال الامام ابو شامه شيخ الامام النووى رحمهما الله تعالى ومن احسن ما ابتدع فى زماننا ما يفعل كل عام فى اليوم الموافق ليوم مولده صلى الله عليه وسلم من الصدقات والمعروف واظهار الزينة والسرور فان ذلك مع ما فيه من الاحسان للفقراء مشعر بمحبته صلى الله عليه وسلم وتعظيمه فى قلب فاعل ذلك وشكر لله تعالى على ما من به من ايجاد رسوله صلى الله عليه وسلم الذى ارسله رحمة للعالمين هذا كلامه قال السخاوى لم يفعله احد من السلف فى القرون الثلثة وانما حدث بعد ثم لا يزال اهل الاسلام من سائر الاقطار والمدن الكبار يعملون المولد

ترجمہ پس امام سبکی رحمہ اللہ در ہمونت برخاست وہمہ آناں کہ در مجلس بودند۔ پس انس بسیار ازیں مجلس حاصل شد۔ وبس میشود ایں در اقتدای۔ وتحقیق گفت ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ۔ وحاصل آنکہ بدعۃ حسنہ بر استحسان خود اتفاق کردہ شد۔ وعمل مولد۔ وبرای او اجتماع آدمیاں ہمچنیں است یعنی بدعۃ حسنہ است۔

و ازینجا گفت امام ابوشامہ شیخ امام نووی رحمہما اللہ تعالیٰ و از نیکوترین آنچہ کہ نو آوردہ شد در زمانۂ ما چیزے ہست کہ کردہ شود ہر سال دریں روز کہ روز مولد او صلی اللہ علیہ وسلم را موافق است از صدقہا و احسان و اظہار زینت وسرور۔ پس ہر آئینہ ایں با چیزے کہ فقرا را در وے از احسان ہست مشعر است بمحبت او صلی اللہ علیہ وسلم و تعظیم او در دل فاعل ایں۔ و از شکر است برائے خدائے برتر بر آنچہ منت نہاد ما و از ایجاد رسول خود صلی اللہ علیہ وسلم آنکہ فرستاد او را رحمت برائے عالمیان۔ انتہیٰ کلام او۔

گفت سخاوی کہ نکرد او را کسے از سلف در قرون ثلاثہ وجز ایں نیست کہ بنا نہادہ شد بعد چنانچہ ازیں پس جاری شدہ ہمیشہ شد کہ اہل اسلام از ہمہ کرانہا و در شہرہائے بزرگ عمل مولد شریف می کنند۔

قول ابوشامہ شیخ نووی رحمہما اللہ در اجرای مولد و فوائد آں

ويتصدقون في لياليه بانواع الصدقات ويعتنون بقراءة مولده الكريم ويظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم قال ابن الجوزي من خواصه انه امان في ذلك العام وبشرى عاجلة بنيل البغية والمرام واول من احدثه من الملوك صاحب اربل وصنف له ابن دحية رحمه الله كتابا في المولد سماه التنوير بمولد البشير النذير فاجازه بالف دينار وقد استخرج له الحافظ ابن حجر اصلا من السنة وكذا الحافظ السيوطي رحمهما الله تعالى انتهى مختصرا وهذا اخر ما اوردناه في الجواب بعون الملك الوهاب من الاحاديث الصحيحة والنقول الصريحة والبراهين الباهرة والحجج الظاهرة والتحقيقات الدقيقة والتدقيقات الانيقة ويرحم الله المصنف المتامل البصير الناقد الذي اذا عرف الحق اذعن له وقبله ولم يعاند فقد ظهر الحق واستنار ظهور

الشمس في رابعة النهار

ترجمه در شبهای او باقسام صدقها خیرات کنند و بخواندن مولد کریم او اهتمام نمایند و بر آنان از برکات او هر فضل عمیم ظاهر شود. گفت ابن جوزی از خواص او آنکه هر آئینه او امان است درین سال و دهنده یه نزدیک است به برآمدن هر حاجت و مراد. و اول کسیکه او را بنا نهاد از شاهان صاحب اربل است و تصنیف کرد ابن دحیه رحمه الله او را کتابی در مولد که او را نام کرد التنویر بمولد البشیر النذیر پس شاه موصوف هزار دینار او را عطا کرد. و تحقیق حافظ ابن حجر او را اصلی از سنت استخراج کرده. و همچنان حافظ سیوطی رحمهما الله تعالی. این مختصریست که بانجام رسید. و این آخر است آنچه او را در جواب وارد کردیم بعون ملک وهاب از احادیث صحیحه و نقول صریحه و برهان های روشن و حجتهای ظاهره و تحقیقهای باریک و دقیقه های بزرگ تر. و رحم کند خدا مر برتر انصاف کننده و تامل کننده و بینا و ناقد را یعنی سره کننده را آنکه هرگاه او شناخت حق را گردن نهاد او را و پذیرفت او را و ستیزه نکرد. پس تحقیق حق ظاهر شده و روشنی گسترد ظهور آفتاب در چهارم روز.

بیان بنای مولد و تصنیف کتاب در وی

حافظ ابن حجر و سیوطی او را از سنت اصلی بر آورده.

واللہ یقول الحق وھو یھدی السّبیل وھو حسبنا و نعم الوکیل
و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین و صلّی اللہ وسلّم علیٰ
سیّدنا محمّد سیّد الانبیاء و المرسلین و شفیع المذنبین
المبعوث رحمۃ للعالمین وعلیٰ اٰلہٖ و
اصحابہٖ ومن تبعھم باحسان
الیٰ یوم الدّین ۔ فقد تمّ المکتوب
اللّٰھمّ صلّ وسلّم علیٰ محمّد النّبیّ نورک
وعلیٰ انوارہٖ کما تحبّہ و
ترضاہ و شفّعہ فینا
و ترحّمنا

(نقل)

ترجمہ وخدائے برتر حق میگوید۔ و او ہست کہ راہ راست می نماید۔ و او بس است
ارا و نیکو است وکیل۔ و آخر خواستِ ما آنکہ ہمہ حمد مر خدائے را است کہ پرورندہ عالمیان
است۔ و رحمت کرد خدائے برتر و سلام فرستاد بر سرورِ ما کہ نام پاکش محمدؐ است
سردار انبیاء است و رسولان و شفیع گنہگاران کہ رحمت فرستادہ
شدہ است بہر عالمیان۔ و بر آل و اصحاب او۔ و ہر کہ پیروی کرد
شاں را با احسان تا روز دین۔ پس تحقیق تمام شد
این مکتوب

اللّٰھمّ صلّ وسلّم علیٰ محمّد النّبیّ نورک وعلیٰ انوارہٖ
کما تحبّہ و ترضاہ و شفّعہ فینا و ترحّمنا بہٖ

خدایا رحمت و سلام بفرست بر محمّد نبی صلعم کہ نورِ تست و بر انوارِ او چنانکہ تو او را دوست
می داری و باد خوشنود شوی و شفیع کن او را درمیانِ ما و رحمت کن
مارا باو۔

اردو از مصنف کتاب ہذا تذکرۃ الحق

ذکر کیفیت دعا و اجابتش با مطالب دیگر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمد الله و نستعینه و نصلی علی رسوله محمد و نستشفعه و علی آله و اصحابه و اتباعه اجمعین ❊ از انجا که در جانبی مسلوبات مخصوصه محمدی صلعم لازم مومن است و در جانبی موجودات ممکنه چه مسلوبات مخصوصه در مقابله اقیار موجود آمد پس دعا لازم تضرع و خشوع و خضوع مستلزم عجز حقیقی که میرساند تا مجیب الدعوات بمعرفت تنوع افعالی با یجاد تنوع حاجات و قضای آنها خلاصه عبادت است قال صلی الله علیه وسلم الدعاء هو العبادة بد الدعاء مخ العبادة فی المشکوٰة و چون برسد نظر داعی تا افعال رضا بافعال حق سبحانه لازم مومن خواهد شد

ذکر کیفیت دعا و اجابتش با مطالب دیگر [۲۶]

دعا خلاصہ عبادت ہے

ترجمہ ذکر بیان دعا اور اسکی قبولیت کا مع اور مطالب کے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمد الله و نستعینه و نصلی علی رسوله محمد و نستشفعه و علی آله و اصحابه و اتباعه اجمعین ❊ چونکہ ایک جانب میں وہ مسلوبات جو مخصوصہ محمدی صلعم ہیں مومن کو لازم ہیں اور ایک جانب میں موجودات ممکنہ کیونکہ مقابلہ میں مسلوبات مخصوصہ کے موجودات کا اقیار حاصل ہوتا ہے پس جس دعا میں تضرع اور خشوع اور خضوع یعنی رونا گڑگڑانا اور عاجزی کرنا لازم ہو عجز حقیقی اسمیں ضرور لازم ہو جائیگا۔ ایسی دعا طرح طرح کی حاجتوں کی ایجاد یعنی پیدا کرنے اور قضا یعنی پورا کرنیکے سبب موجد و مقضی یعنی پیدا کرنے والے اور پورا کرنیوالے کے قسم قسم کے افعال کی معرفت کا سبب ہوتی ہے اور یہ معرفت مجیب الدعوات یعنی دعاؤں کے قبول کرنیوالے تک پہنچا دیتی ہے پس یہ دعا خلاصہ عبادت ہے۔ جیسا مشکوٰۃ میں ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ دعا ہی عبادت ہے۔ اور دعا خلاصہ عبادت ہے۔ اور جب دعا کرنیوالیکی نظر افعال تک پہنچ جائیگی تو مومن کو حق سبحانہ کے افعال پر راضی رہنا لازم ہو جائے گا

ذکر بیان دعا اور اسکی قبولیت کا مع اور مطالب کے [۲۷]

بیان حقیقت دعا کہ عبادت و خلاصہ عبادت ہے

پس دعائیکہ خلاصۂ عبادت است بمقصود خشوع و خضوع و اظہار ذل و افتقار مع الرضا
است و تا تمامیٔ اثر فعل دعا افضل است و چوں برگزرد سکوت حق افضل هم و در این
محل دعا باذن اطاعت است و خلاف اینہمہ ہوائی نفس است کہ می برد بمفہوم
افرایت من اتخذ الٰہہ ہواہ زین پس سخن است در کیفیت اجابت دعوات
قال صلی اللہ علیہ وسلم اعلموا ان اللہ لا یستجیب دعاءً من قلب
غافلٍ لاہٍ فی المشکوۃ وفیہ عن سلمان الفارسی رض قال قال رسول
اللہ تعالیٰ صلعم لا یرد القضاء الا الدعاء الحدیث رواہ الترمذی
باید دانست قضا دائر است میان قاضی و مقضی مراد و دعا دائر است میان داعی
و مدعو مراد پس او سبحانہ قاضی است باعتبارے و مدعو است باعتبارے

تفسیر حدیث شریف لا یرد القضاء الخ

ترجمہ پس دعا خلاصۂ عبادت ہو مراد اس دعا سے ہے جسمیں خشوع و خضوع اور ذلت اور محتاجگی کا اظہار مع رضا ہو یعنی جس دعا میں ڈرنا عاجزی کرنا اور ذلت اور محتاجگی کا ظاہر کرنا افعال خدا پر خوشنودی کے ساتھ ہو وہی دعا خلاصۂ عبادت ہے۔ اور جب تک اس کے فعل کے اثر کا تمام ہے دعا اسوقت تک افضل ہے یعنی دعا مانگنا فضیلت میں داخل ہے۔ اور جب دعا مانگنے والیکو فعل کے اثر کا تمام ہونا ہے اور اس حالت سے گذر جائے تو اسکو سکوت افضل ہے چاہیے کہ طلب دعا میں خاموشی اختیار کرے۔ اور اس محل میں دعا باذن اطاعت ہے یعنی اس محل میں دعا مانگنا صرف بجا آوری حکم اطاعت کے لیے ہے۔ اور خلاف ان سب کا ہوائے نفس ہے جو اس آیت کے مفہوم کی طرف لیجا رہا ہے کہ سورۂ جاثیہ کے رکوع تیسرے میں ہے افرایت من اتخذ الٰہہ ہواہ یعنی کیا آپنے اسکو دیکھا جسنے ہوائے نفس کو اپنا خدا بنا رکھا ہے یا جو اپنی خواہش کا بندہ بنگیا ہے۔ اب اسکے بعد کلام دعاؤں کے قبول ہونیکی کیفیت میں ہے۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جانو کہ بیشک خدا اس دعا کو نہیں قبول کرتا ہے جو غافل اور لہو کرنیوالے دل سے ہو۔ کہ مشکوٰۃ میں ہے اور اسی میں بروایت ترمذی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہا انھوں نے فرمایا رسول خدائی برتر صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پھیرتی ہے قضا کو مگر دعا تا آخر حدیث۔

تفسیر حدیث شریف کہ قضا کو نہیں پھیرتی ہے مگر دعا +

یہاں سمجھنا چاہیئے کہ قضا دائر ہے درمیان قاضی کے اور مقضی مراد کے یعنی جاری کرنا کام کا دائر ہوتا ہے جاری کرنے والے اور اسکے درمیان میں جس کا جاری کیا جانا مقصود ہے۔ اور دعا دائر ہے درمیان داعی اور مدعو مراد کے یعنی دعا کرنے والے کے اور اس کے جس کا دعا کیا جانا مراد ہے یا مراد جو چاہتے ہے۔ پس حق سبحانہ ایک اعتبار سے قاضی یعنی جاری کرنے والا یا پورا کرنے والا دعا کا ہے اور ایک اعتبار سے مدعو ہے یعنی اس سے دعا کی گئی ہے +

تحقیق معنے قضا و دعا مع حسد رد

پس یعنی آنکہ میگرداند او سبحانہ کہ بمراد مدعو است قضا را کہ بمراد مقتضی است بدعای
داعی سبب را ذکر فرمود صلعم بلاغت المرام و فصاحت الکلام پس او سبحانہ رادست
برائے فعل خود نہ غیرش از آنکہ ممانع و منازع نیست مر فعل او سبحانہ را پس قضا رد فن
از فعل او سبحانہ معلوم او سبحانہ است باید دانست قضا بمعنی اجراء است لقولہ تعالیٰ
وَاِذَا قَضٰۤی اَمْرًا اِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ٥ وگاہے تجرید کردہ می شود بمعنی
مضاف الیہ خود پس محکوم می شود بآں بالعرض پس بمعنی اجراء در ینجا حجابی حادث
است بدلیل ردش بہ تعلیق دعا در مرتبۂ مبرم ممنوع التغیر و تقیید قضا را امر بزمان

ترجمہ پس یعنی یہ ہوئے کہ پھیر دیتا ہے حق سبحانہ جس سے مراد مدعو ہے قضا کو جس سے مراد مقتضی ہے
داعی کی دعا سے یعنی حق سبحانہ جو مدعو مراد داعی ہے داعی کی دعا سے قضا کو جسکا جاری کیا جانا مراد ہے پھیر دیتا
ہے۔ اسجگہ حضور صلعم نے بجائے مسبب سبب کو ذکر فرمایا کہ بلاغت مرام و فصاحت کلام ہے کیونکہ دعا
سبب ہی مدعو مراد کے لیے کہ وہ مسبب ہے پس بجائے مدعو مراد کہ مسبب ہے دعا کو جو سبب ہے ذکر کرنا کلام کو
مختصر کرکے معنی کثیر میں بیان کرنا اسطرح کہ عام فہم ہو یہی فصاحت و بلاغت ہے۔ اب معنی حدیث دوم یہ ہو
کہ حکم اجرائی خدا کو جسکا جاری کیا جانا مراد ہے کوئی نہیں پھیرتا ہے مگر پکارنے والے کی پکار یعنی کہ مراد اسکی پکار کا
وہی خدا ہے اسی کو اسنے پکارا ہے اپنے حکم کو جسکا جاری کیا جانا مراد ہے پھیر دیتا ہے۔ پس وہی خدائے پاک اپنے
فعل کا رد کرنیوالا اور پھیرنیوالا ہے نہ کوئی غیر کیونکہ خاص فعل خدائے پاک کے لیے ممانع اور منازع نہیں ہے
تا کہ خدائے پاک کے فعل کو کوئی روکے یا اسمیں جھگڑے۔ پس قضائی فعل اور رد فعل حق سبحانہ کا فعل ہی جو حق
سبحانہ کا معلوم ہے۔ سمجھنا چاہیے کہ قضا کے معنی جاری کرنیکے ہیں کیونکہ فرمایا خدائے تعالیٰ نے سورہ بقر رکوع ۱۴ و مریم
رکوع ۲۔ مومن رکوع ۷ میں وَاِذَا قَضٰۤی اَمْرًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنَ ٥ یعنی اور جب کسی امر کو جاری کرتا ہے
تو یہی اسکو کہتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔ اور کبھی یہی لفظ قضا اپنے مضاف الیہ کے معنی میں مجرد
و تنہا کر دیا جاتا ہے۔ پس اسی مضاف الیہ کا بسبب عارض ہو جانیکے محکوم ہو جاتا ہے۔ پس قضا بمعنی اجرا ہیں
یہاں پر مرتبۂ حادث یعنی ایک حجاب حادث ہے اس دلیل سے کہ اس کا رد دعا سے متعلق کرنیکے سبب مرتبہ
مبرم میں ممنوع التغیر ہے یعنی ایسے مضبوط مرتبہ میں ہے جس کا بدلنا نہیں ہو سکتا کیونکہ حدیث
مذکور میں استثنا حصر و تاکید کا نفع دیکر اس کے تغیر کا مانع ہے۔ اور اس دلیل سے کہ قضا نے
امر آیت مذکورہ میں مقید بزمان ہے جو بسبب اِذَا کے حدوث وقت کا مقتضی ہے ٭

قضا بمعنی اجراء

بدو انست قضا و قدر از صفات اضافیہ متعلق بصفات حقیقیہ او سبحانہ بمعنے مخصوص خود است نہ آنکہ قضا مرتبہ اجمال معلوم است و قدر مرتبہ تفصیل معلوم از آنکہ علم قدیم اجمال و تفصیل را بکمال بسطِ خودش نتابد و الّا جہل در جہتی لازم است والّا اجمال و تفصیل باطل واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب و فرمود سبحانہ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝ ترجمہ و محقق الوقوع است کہ بہر زمانی سوال کنند ترا بندگان من بر کیفِ ما یجوز فی المضافات و آں چنان است کہ سوال از من پس تحقیق نزدیکم بذاتِ خودش ایں قید بذات تحقیق در خلاف آنست کہ گفتہ شد نزدیک است بصفات خود نہ بذات تحقیق ایں در ذکر کیفیۃ المعیۃ والقربۃ والاحاطۃ مذکور است هم برائے اجابۃ چنانکہ قبول میکنم دعائے داعی را ہر گاہ کہ خواند مرا

ترجمہ سمجھنا چاہیئے قضا و قدر خدائی سبحانہ کی اُن اضافیہ صفتوں سے ہیں جو حق سبحانہ کی حقیقیہ صفات سے متعلق ہیں یہ اپنے مخصوص معنی پر ہیں یعنی اُن کے وہی معنی ہیں جنکے واسطے یہ صفات مخصوص ہیں نہ یہ کہ قضا اجمال معلوم کا مرتبہ ہے اور قدر تفصیل معلوم کا مرتبہ اس سبب سے کہ علم قدیم اپنے علم کے کمال بسط کے سبب اجمال و تفصیل کی طرف نہیں پھرتا ہے نہ اسکو چاہتا ہے ورنہ اجمال و تفصیل کی صورت میں ایک جہت میں جہل لازمی ہوگا نہیں تو بسبب کمال بسط اجمالی و تفصیل باطل ہے تاکہ جہل لازم نہ ہو واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اور فرمایا حق سبحانہ نے سورہ بقر رکوع ۲۳ میں وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝ یعنی اور محقق الوقوع ہے یا بالتحقیق ایسا واقع ہوتا ہے کہ ہر زمانہ میں میرے بندے ما یجوز فی المضافات کے کیف سے یعنی اُس حالت سے جو مخلوقات میں جائز ہے تجھ سے سوال کریں گے اور وہ اس طرح ہے کہ سوال مجھ سے ہے پس یقینی میں نزدیک ہوں اپنی ذات کے ساتھ۔ یہ قید ذات کی تحقیق ہے اس بات کے خلاف میں کہ کہا گیا اپنی صفات کے ساتھ نزدیک ہے نہ ذات کے ساتھ۔ اس کی تحقیق کیفیۃ معیتہ اور قربت اور احاطت کے بیان میں مذکور ہے۔ قبولیت کے لیئے جیسا کہ قبول کرتا ہوں میں دعا مانگنے والے کی دعا کو جبکہ مجھے پکارتا ہے

تفسیر کریمہ و اذا سالک عبادی الخ

ترجمہ کریمہ از مصنف رح

ہرگاہ چنین است پس باید کہ جواب خواہند بقبول مسئول بہ یا جواب دہند بقبول مخبر بہ کہ ﷺ کاف بیانِ قبولِ قضاءِ مسئول ھم خاص برای من است بر طورِ دعا کہ مسالت با رسول صلعم واقع شود یا برای من ای رضاءِ من یا قربت یا اجابت خصوصاً یا عموماً بی تردید و باید کہ ایمان آرند بمن درین مسالت با رسول صلعم و استجابہ کہ منتج نتائجِ رضاء وغیرہ خصوصاً یا عموماً است پس شفقتاً و رحمۃً بحوالہ اختیار اضافی عباد فرمود امید است ﷺ ابنیہ سکیم یا کنند ھم کہ ایشان براہ شوند بقبول این دعا ﷺ ای مسالت با رسول کریم صلعم و اجابت از و سبحانہ و مسلّم است کہ ایمان

ترجمہ جب ایسا ہے تو چاہیئے کہ مسئول بہ یعنی جسکا سوال ہے اُسکی قبولیت کی نسبت جواب کے خواہاں ہوں یا مخبر بہ یعنی جسکی خبر دی گئی ہے اُسکے قبول کی نسبت جواب دیں کہ مسئول کے اجرا کی مقبولیت خاص میرے لیے ہی بطور دعا میں کہ رسول صلعم کے ساتھ مسئلت واقع ہووے۔ یا میرے واسطے ہے یعنی میری خوشنودی یا میری قربت یا قبولیت کے لیے جو خاصکر ہو یا عام کر بے تردید۔ اور چاہیئے کہ ایمان لاویں مجھپر اس سوال کرنے میں کہ رسول صلعم کے ساتھ ہے اور استجابت کہ جو رضا وغیرہ خصوصاً یا عموماً کے نتیجوں کی منتج ہے۔ پھر براہ شفقت و رحمت بحوالہ اختیار اضافی عباد یعنی بندوں کے اضافی اختیار کے حوالہ پر فرمایا امید ہے یعنی میں امید کرتا ہوں یا وہ امید کرلیں کہ وہ اس دعا کے قبول ہونے سے راہ پالینگے یا راستہ پر لگ جاینگے یعنی یہ دعا جو رسول کریم صلعم سے مسئلت یعنی سوال کرنیکا اور خدا سبحانہ سے اجابت یعنی قبولیت کا ہے مطلب یہ کہ یقینی ایسا ہوتا ہے کہ میرے بندے ہر زمانہ میں اسی حالت و کیفیت پر جو مذکور ہوئی آپ سے دریافت کرینگے اور مجھسے سوال کرنا گویا مجھی سے سوال کرنا ہے پس میں یقینی ایسے سوال کرنیکو قبول کرنیکے لیے اپنی ذات سے نزدیک یعنی اپنی ذات سے قبول کرتا ہوں کیونکہ تجھسے سوال کرنا گویا مجھ سے سوال کرنا ہے پس اُسکا جلد قبول کرنا بھی میری ذات سے ہے کہ اُسکی اجابت کے لیے مع ذات قریب ہوں۔ اُسیطرح جیسا پکارنیوالا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اُسکی پکار کو قبول کرتا ہوں۔ جب ایسی بات ہے تو انھیں چاہیئے کہ اُس چیز کی قبولیت کی بابت جسکا انھوں نے سوال کیا ہے جواب مانگیں کہ اس قسم کی مانگ و دعا کے اجرا اور پورا کرنیکی مقبولیت جسمیں رسول صلعم کے سے سوال ہوا ہو میرے لیے خاص ہے یا جسمیں میری خوشنودی یا قربت یا اجابت خاص یا عام طور پر ہے تو دیا اور بغیر تردید کئے ہوئے ہے۔ یا وہ خود اُس چیز کے قبول ہونیکا جسکی خبر دیگئی ہے جواب دیدیں کہ میں اس قسم کی مانگ و دعا کی جلد اجابت کیلیئے مع ذات قریب ہوں۔ خلاصہ یہ کہ اسطرح کی دعا کی اجابت کیلیے جسمیں رسول صلعم کے واسطہ سے سوال ہو مثل پکارنیوالے کی پکار کے جو مجھی کو پکارتا ہو میں اپنی ذات سے قریب ہوں جب ایسا ہو تو چاہیئے کہ وہ آپ اس سوال کے مقبول ہونیکا یہ جواب دیدیں کہ میں اسکی اجابت کے لیے بذات خود قریب ہوں۔ اور انھیں چاہیے کہ اسطرح جسے مجھسے سوال کریں یعنی جسکی مانگ رسول صلعم کے ساتھ ہوئی ہو۔ اور اس قبولیت کے چاہنے میں جسمیں میری خوشنودی وغیرہ کے خاص یا عام نتیجے حاصل ہوتے ہیں مجھپر ایمان لاویں اور یقین کریں۔ بعد اسکے شفقت اور رحمت کی راہ سے بندوں کے اضافی اختیار کا حوالہ دیکر انکی نسبت فرمایا میں امید کرتا ہوں یا وہ اپنے لیے امید کریں کہ وہ اس دعا کے

مطلب و خلاصہ
از مترجم

صفتِ اختیاریہ عبد است پس ترجی مشیرِ شفقت و رحمۃ نوازندہ شد نہ مشیرِ احتیاج کہ عدم احتیاج خود ظاہر تر است ہم باید دانست اِذَا مخصوص است بشرط عام الزمان و محقق الوقوع پس مقتضی است برابا خۃ سوال مذکور الکیف دواماً و حذفِ مفعول ثانی مشیر توسعش ہست و عبادی بالاضافۃ عام است بمظہریۃ تضمنی و التزامی بموجودات قدیمہ بنا بر عموم لفظ و خاص است بمظہریۃ تضمنی بموجودات قدیمہ بنا بر خصوص محل سے مسالت بارسول کریم صلعم و استعارت مفید مبالغہ مشبہ و قریب ذاتی مسلّم اہل تحقیق و حذفِ مفعول قریب بتوسعش مشیرِ تفاوت مراتبِ قرب بروفقِ تفاوت مراتبِ مفعول پس قرب لعبد سائل از رسول کریم صلعم

ترجمہ بندہ کی اختیاری صفت ہی۔ پس لعد ایمان لعلّ کے لفظ سے رجاء و امیدواری دینا یا دلانا اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ یہ سب امیدواری براہ شفقت و رحمت ہی نہ یہ اشارہ بغرض احتیاج ہے کیونکہ عدم احتیاج خود ظاہر تر ہے۔ اسلیے کہ بندہ کا ایمان اسکی صفت اختیاری ہونیکے سبب احتیاج کا نہ ہونا اچھی طرح ظاہر کر رہا ہے۔ اور انّی قریبٌ کے معنی ہیں قربت ذاتی کی قید جیسا ترجمہ کریمہ میں مذکور ہوا ہن تا کہ ہے کہ قربت ذاتی کا تحقق و ثبوت ہو جائے بخلاف اسکے جو کہا گیا ہے کہ اپنی صفات سے قریب ہے نہ ذات سے اسکی تحقیق و تردید ذکر کیفیت معیت و قربت و احاطت میں مذکور ہے وہاں دیکھنے سے ذات مع الصفات قریب ہونیکا حال بالتفصیل معلوم ہو سکتا ہے سمجھنا چاہیئے کہ لفظ اِذَا ایسی شرط کے ساتھ مخصوص ہی جسمیں زمانہ عام ہو اور اس شرط کا واقع ہونا محقق اور یقینی ہو چکا ہو۔ پس آیت کریمہ میں اِذَا مذکور الکیف سوال کے ہمیشہ مباح رہنے کا تقاضا کر رہا ہی۔ اور سالک فعل کے دوسرے مفعول کا حذف ہونا اس مفعول کے متوسع ہونیکا اشارہ کر رہا ہی۔ اور لفظ عباد جو متکلم حقیقی قدیم کی طرف مضاف ہے عموم لفظ کی بنا پر عام ہی کہ بندے خواہ موجودات قدیمہ کے تضمنی مظہر ہوں خواہ التزامی۔ اور یہی لفظ خصوص محل کی بنا پر کہ رسول کریم صلعم کے ساتھ مسئلت ہی خاص ہی کہ وہی بندے موجودات قدیمہ کے خاص مظہر تضمنی ہوں نہ التزامی۔ اور یہ استعارہ کہ رسول کریم صلعم سے سوال کرنا گویا خدا سے مسئلت ہے مبالغہ مشبہ کو مفید ہی یعنی رسول صلعم سے سوال کرنے اور مانگنے کو نہیں مبالغہ کرنے کے لیے مفید ہی۔ اور قرب ذاتی جل جلالہ اہل تحقیق کے نزدیک مسلّم ہے جو اسکو اپنی مخلوق کے ساتھ ہے۔ اور لفظ قریب کے مفعول کا حذف ہونا مفعول کے متوسع ہونیکے سبب مفعول کے متفاوت مراتب کی موافقت پر مراتب قرب کے متفاوت ہونیکی طرف اشارہ کر رہا ہی۔ پس قرب خدا ایسے بندہ سے جو رسول کریم صلعم سے سائل ہے

ایمان صفت اختیاری بندہ ہے

[illegible]

واسم لعل بسوئی عباد بمراد عموم لفظ غیر مخصوص المحل است تدبر واجب است نہ پراگندہ مغزی و بہر صورت جوابِ سائل از قریب موصوف مذکورِ شانِ نزول است با زیادت مطالب دیگر بتعلیم طریقۂ احسن دعا و مبالغۂ اجابت بدلالت ترجی و استعارت۔ مربوط بجواب

ترکیب نحوی اذا سألک عبادی مشبہ عنی بتقدیر کانہ سأل عنی مشبہ بہ استعارتاً مع عن مقید تجاوز پس مشبہ و مشبہ بہ شرط محقق الوقوع عام الزمان بخاصیۃ اذا است فانی قریب مع تقدیر بالاجابت متعلق قریب جملہ مستانفہ عنہا مشبہ اجیب الخ جملہ شرطیہ مستانفہ مستعار بتقدیر حرف تشبیہ ای کما اجیب الخ مشبہ بہ پس این مجموع جزاء شرط اذا سألک الخ است جملہ خبریہ و این سر استیناف و تشبیہ از فصل مطلق توان دریافت

ترجمہ اور اسم لعل کا راجع عباد کی طرف ہی مخصوص المحل مراد پر جیسا اوپر مذکور ہوا۔ یا رسول کریم صلعم کی صفات اضافی کی فضیلت کا اثبات ہی ایسے فضائل کے ساتھ کہ یہاں ہیں منکرین کے مقابلہ میں جسمیں بطور اعجاز پیشین گوئی کی اطلاع ہے۔ اور اس صورت میں کہ فلیستجیبوا بمعنے فلیجیبوا یعنی از خود جواب دہی کے معنے میں ہے کہ اسمیں ضمائر امر غائب اور اسم لعل کا رجوع اُن عباد کی طرف ہے جو بنا بر مراد عموم لفظ مخصوص المحل نہیں ہیں۔ یہاں تدبر اور سوچنا واجب ہے نہ پراگندہ مغزی۔ اور بہر صورت یہ جواب ہے سائل کا قریب مذکور شانِ نزول سے مع زیادتی دوسرے مطالب کے جسمیں دعا کے بہت اچھے طریقہ کی تعلیم ہے اور بدلالت ترجی اور استعارہ کے قبولیت کا مبالغہ ہے۔ ترکیب نحوی آیت مذکورہ۔ اذا سألک عبادی مشبہ عنی کا جو مشبہ ہے جسکی تقدیر یہ ہے کانہ سأل عنی کہ یہ بطور استعارہ مع عن مفید تجاوز ہے۔ پس مشبہ و مشبہ بہ ملکر شرط ہوا کہ اس شرط کا عام زمانہ یعنی ہر زمانہ میں واقع ہونا لفظ اذا کی خاصیت پر محقق ہے فانی قریب کہ اسمیں بالاجابت بقدر ہی جو بھی قریب کا متعلق ہے۔ یہ اسم و خبر مع متعلق ملکر ایک جملہ مستانفہ کہ اس سے بنا ہے مشبہ ہوا جس کا مشبہ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان ہے کہ یہ جملہ شرطیہ مستانفہ مستعارہ ہی جسمیں حرف تشبیہ مقدر ہی یعنی اصل یوں ہے کما اجیب دعوۃ الداع اذا دعان پس یہ جملہ شرطیہ مستانفہ مستعارہ مشبہ بہ ہی اسی جملہ مستانفہ مشبہ کا یعنی فانی قریب بالاجابۃ کا۔ اب یہ دونو جملے مستانفہ کہ مشبہ و مشبہ بہ ہیں ملکر جزا ہوے شرط مقدم اذا سألک عبادی عنی کے جو مشبہ و مشبہ بہ ملکر شرط ہوے تھے۔ اب یہ مجموعہ شرط و جزا ملکر جملہ خبریہ ہوا۔ اور اس استینافی جملوں اور تشبیہ کا بھید فصل مطلق یعنی وقف مطلق سے جس کا اشارہ حرف ط سے ہو رہا ہے معلوم کرنا چاہیے

ترکیب نحوی آیت مذکورہ

والا وصل توصیفا یا عطف جزا با اهمال شرط متاخر می باید فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا لی
جمله معطوفه جزاء شرط محذوف ای اذا کان الامر کذا مؤید این مدعا کریمه ولو انهم
اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا
الله توابا رحیما است واعینونی یا عباد الله نیز باید دانست در صورت اختیار
عن حکایتا طوالت بحذف بیدلالت قل لابد منه جزا بسبب عدم استقامت معنی این جزا اش ای فانی قریب برین شرط
ای اذا سالک هم است اش مربوط است بطوالت هم وحذف بی مقصود وتاویل باشارت
بلطف خاص رب بعباد بمقابله وساطت بارسول نامحمود وهم شرط وتعمیم اذا
بی معنی بود بل کلام همچو یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی و
یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو مستقیم المعنی شود

ترجمہ ورنہ توصیف کی حالت میں وصل یا جزا کی حالت میں عطف چاہیے باوجود اہمال شرط متاخر کے کیونکہ شرط کا آخر میں اذا مہمل ٹھہرتا ہے۔ اور فلیستجیبوا لی اور لیؤمنوا لی دونوں جملے معطوفہ جزا ہیں شرط محذوف یعنی اذا کان الامر کذا کی۔ اور اس مدعا کی مؤید یہ آیت کریمہ ہے جو سورۂ نساء رکوع نہم میں ہے ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما یعنی اور اگر وہ تحقیق جب اپنی جانوں پر ظلم کریں آئیں آپ کے پاس پھر وہ آپ کے واسطے اللہ سے مغفرت کے خواہاں ہوں اور یہ رسول انکے لیے مغفرت مانگیں البتہ وے اللہ کو رجوع کرنیوالا مہربان پائینگے۔ اور یہ حدیث ہے اعینونی یا عباد اللہ یعنی اے اللہ کے بندو میری مدد اور اعانت کرو۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ حرف عن کے معنی بطور حکایت اختیار کرنیکی صورت میں طوالت ہے حذف کے ساتھ بے دلالت قل کہ جزا کیلیے اس قل سے چارہ نہیں ہے بسبب استقامت معنی نہونے اس جزا یعنی فانی قریب کے اس شرط یعنی اذا سالک پر۔ مطلب یہ کہ اذا سالک عنی میں حرف عن بجائے معنی تجاوز حکایت اختیار کیا جاوے تو بغیر دلالت قل کے حذف میں طوالت ہوگی حالانکہ جزا کے لیے اس لفظ قل سے چارہ نہیں ہے کیونکہ بغیر دلالت قل کے اس جزا یعنی فانی قریب کے معنی اس شرط یعنی اذا سالک پر مستقیم نہ ہونگے۔ اور حذف بے مقصود ہوگا اور تاویل نامحمود ہوگی کیونکہ بندوں کی طرف پروردگار کے لطف خاص ہی جو اشارہ ہے وہ اس وساطت کے مقابلہ میں جو رسول کے ساتھ ہے اور یہ تاویل تحریف کے قابل نہیں۔ اور شرط بھی اور اذا کی تعمیم بھی یعنی بے معنی ہو جائیگی۔ بلکہ کلام مانند آیات کریمہ کے مستقیم المعنی ہو جائیگا جیسا کریمہ یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی کہ سورۂ بنی اسرائیل رکوع دس میں ہے۔ یعنی وے آپ سے پوچھتے ہیں روح کی بابت کہدیجیے کہ روح میرے پروردگار کے امر سے ہے اور کریمہ یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو کہ سورۂ بقرہ کے ستائیسویں رکوع میں ہے۔ یعنی وے آپ سے پوچھتے ہیں کہ کس قدر خرچ کریں کہدیجیے کہ عفو یعنی زائد حاجت سے۔

تائید مدعا از آیت وحدیث

بیان رفع دخل دیگر معانی کا

اذا گمان بردہ شود بماضی بر حسب سوال تجریدًا جزاء بلفظ قُل بنا بر سلب
اتصالِ زمانی در جزاءِ شرط بإذا لغو است ش اے شرطیکہ با اذا است تحقق
یا اتصالِ زمان خواہد کہ شرط را تاثیر در جزاء است و حال آنکہ شرط
تحقق الوقوع مفید الزمان بالماضی است پس استقامتِ معنی بجزاء بلفظ قُل چون
تواند شد م و نیز ش عطف است بر جملہ بنا بر دلیل لغویت ھم صحتِ جزاءِ
بشرط ممکن الوقوع بجعلِ جاعل است پس ما وقع شرط نبود مگر بوقتِ جعلِ جاعل
بحذف اُذکُر بشرطِ اذا و اِن تحقَّقَ ش صیغۂ ماضی ھم بشرط اِن ش ای
وقتِ جعلِ جاعل وقتِ شرط است نہ وقتِ وقوع بحذفِ اُذکُر بشرطِ اذا
وحذفِ اِن تحقَّقَ بشرطِ اِن ھم کہ درینجا مستقیم المعنی نیست تخالفِ نظم وشانِ
نزول در تعیینِ فاعل ش ای در نظم صیغۂ جمع فاعلِ سَاَلَکَ است و در
سوالِ مذکور شانِ نزول تفرد سائل ھم فہم سخن بر لبیب است

ترجمہ اور اگر اذا سَاَلَکَ میں فعل ماضی ہونیکے سبب سوال کی موافقت پر اذا زمان ماضی میں گمان کرلیا جاوے اس حالت میں جزا کا حرف لفظ قُل سے مجرد کرنا بسبب اتصال زمانی سلب ہونیکے جزا میں کیونکہ اتصال زمانہ کا جزا میں مسلوب ہے۔ شرطِ اذا کے ساتھ لغو ہے یعنی جو شرط کہ اذا کے ساتھ ہو وہ اپنی جزا کو زمانہ متصل میں متحقق یقینی واقع ہونیکو چاہتی ہے اسلیئے کہ شرط کی تاثیر جزا میں ہے۔ اور حالانکہ شرط جو زمانہ ماضی کے ساتھ مفید ہے اسکا واقع ہونا محقق ہے پس جزا میں معنی کا مستقیم ہونا لفظ قُل کے ساتھ کیسے ہو سکے گا۔ پھر شرط کا لغو ہونا یہاں اس بنا پر بھی ہے کہ جزا کی صحت جعل جاعل سے ہے جبکہ شرط ممکن الوقوع ہو یعنی واقع ہونا اُس کا ممکن ہو۔ پس ما وقع یعنی جو کچھ واقع ہوا شرط نہ ہوگا مگر جعل جاعل کے وقت یعنی کرنے والے کے کرنے کے وقت کہ وہی شرط کا وقت ہے نہ واقع ہونے کا وقت جس میں اِذا کی شرط کی صورت میں لفظ اُذکُر یعنی یاد کر حذف ہوگا۔ اور اِن سے شرط ہونے کی صورت میں اِن تحقَّقَ کا حذف مانا جائے گا اس لیئے کہ یہاں نظم اور شان نزول کے باہم فاعل کی تعیین میں تخالف ہونے کے سبب معنی مستقیم نہیں ہیں کیونکہ نظم میں سَاَلَکَ کا فاعل صیغۂ جمع ہے اور شان نزول کے سوال مذکور میں سائل کا تفرد ہے۔ یہاں کلام کو سمجھنا عقلمند کا کام ہے۔

واگر گمان بردہ شود مستقبل خلاف زمانِ سوال مذکور است لیکن آنکہ جواب
سائل از قرب دریں ضمن منصور گردد و جزا ممکن الوقوع متنابع و مخصوص الزمان
باشد ش اشارت است باستقامۃ معنیٰ قُل بمقابلہ شرط مستقبل مخصوص الزمان
بوجود عالم شہود ہم ولیکن تحقق و قوع شرط بزمان مستقبل مروی نیست۔ واگر
باشد مقولہ قُل انہ است ولیکن اِنّی مشیر بر تخصیص اظہار رحمت بقرب و اجابت
تواند شد وہنوز حذفِ قُل و استقامتِ معنیٰ تعمیم اِذَا بمفہوم شرط و جزا بہ قُل
ہمچناں منظور فیہ است۔ واگر گمان بردہ شود بعموم زمان اہمال سوال قرب
در زمان عام بتحصیل حاصل بشہرت تحقق قرب حق تعالیٰ از کتاب ش اللہ
تعالیٰ و کتاب الرسول صلعم ہم است و اہمالِ جواب بعدم اہلیت استماع بعض
سائل ش است ہم یا عدم جواب بہ بعض سائل مخالف امر ش است
و ایں تردید است یا اہمالِ جواب ہم باوجود شمول سائل بعموم عباد

ترجمہ اور اگر اِذَا زمان کے مستقبل کے ساتھ گمان کرلیا جاوے تو یہ خلاف زمانِ سوال مذکور ہے
لیکن یہ کہ سائل کا جواب قرب کی نسبت اسی ضمن میں منصور ہوگا اور جزا ممکن الوقوع متنابع اور
مخصوص الزمان ہو جائیگی۔ کیونکہ شرط مستقبل کے مقابلہ میں کہ عالم شہود میں ہونیکے سبب
زمانہ مخصوص میں ہے قُل کے معنے کی استقامت پر اس سے اشارہ ہوتا ہے یعنی جزا کے ممکن
الوقوع اور مخصوص الزمان ہونے کا بطور شرط کی تبع ہیں۔ ولیکن شرط کے زمانہ مستقبل میں واقع
ہونے کا تحقق مروی نہیں ہے۔ اور اگر تحقق وقوع شرط بزمان مستقبل ہو تو مقولہ قُل کا
اِنَّہٗ ہے ولیکن لفظ اِنّی قرب و اجابت کے ساتھ رحمت ظاہر کرنے کی تخصیص پر مشیر ہوسکتا
ہے۔ اور ابھی تک حذفِ قُل، اور اِذَا کی معنی تعمیم کی استقامت بمفہوم شرط میں اور بمفہوم
جزا کا قُل کے ساتھ اسی طرح منظور فیہ ہے۔ واگر گمان کرلیا جاوے عموم زمان کا تو قرب کا
سوال زمان عام میں تحصیل حاصل کے سبب مہمل ہوگا اسلئے کہ قرب حقتعالیٰ کا تحقق کتاب اللہ اور کتاب
الرسول صلعم سے مشہور ہے۔ اور جواب کا اہمال بعض سائل کے اہلیت استماع نہ ہونیکے سبب یا جواب کا نہ ہونا بعض سائل
کی نسبت مخالف امر ہی باوجود شامل ہونے سائل کے عموم عباد میں۔ اور یہ اہمال جواب پر تردید ہے +

وفصل مطلق مانع توصیف وعطف فلیستجیبوا بمعنی فلیجیبوا بجزای شرط ای اذا دعوتہم او دعوتہم منافی ایمان وطاعت ماسبق حاصل عباد است چہ امر بر غیر حاصل تواند شدہ نہ بحیثیں ولیومنوا نیز ونیز ایمان برایمان حاصل باطل است ومعنی تاکید را شرط مانع چہ تاکید بر معدوم باطل و تاویل لعل بالفقد عدم وقوعش بر فعل مانع وافادت معنی تقلیل فائدہ فلیستجیبوا ولیومنوا را ناقص میکند والبتہ تاویلش بمعنی راجین حاضرین یا غائبین نیکوتر است بموافقت اصلش کہ بمعنی تمنی است ونیز بایدہ انست کہ این کریمہ دلیل دعوی استغاثہ از رسول کریم صلعم تواند شد ونیز دعا بتوسل مقیمان عالم روح وعالم شہود وعالم برزخ عموماً از انبیاء واولیاء وملائکہ علی نبینا وعلیہم الصلٰوۃ والسلام فرمود صلعم توسلوا بی الی ربکم۔ وآن خواست شفاعت از وست صلعم یا خواستن از حق تعالیٰ بکرامتی کہ بجالِ اوست صلعم

ترجمہ۔ اور فصل مطلق یعنی وقفِ مطلق توصیف اور عطف کا مانع ہے۔ اور جزا فلیستجیبوا بمعنے فلیجیبوا مع اس شرط یعنی اِذَا اَدْعُوْهُمْ اَوْ دَعَوْتُهُمْ کے یعنی جبکہ میں انکو بلاؤں یا میں نے انکو بلایا۔ نفی کرنے والی ہے ایسے ایمان وطاعت کی جو پہلے سے بندوں کو حاصل ہوا ہے اسلیئے کہ امر غیر حاصل پر ہو سکتا ہے نہ حاصل پر۔ اور اسی طرح ولیومنوا بھی۔ اور یہی ایمان ایمانِ حاصل پر باطل ہے۔ اور معنی تاکید کے لیئے شرط مانع ہے اسلیئے کہ تاکید معدوم پر باطل ہے۔ اور لعلّ کی تاویل کو فقد کے ساتھ اُس کا فعل پر نہ واقع ہونا مانع ہے۔ اور معنی تقلیل کا فائدہ دینا فلیستجیبوا ولیومنوا کے فائدہ کو ناقص کرتا ہے۔ اور البتہ لعلّ کی تاویل راجین حاضرین یا غائبین یعنی حاضر یا غائب امیدواروں کے معنی میں بسبب موافقت اپنی اصل کے کہ لعلّ کے معنی تمنا کے ہیں بہت اچھی ہے۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ یہ آیتِ کریمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثت اور مدد مانگنے کے دعوی کی دلیل ہو سکتی ہے۔ اور عالم روح اور عالم شہود اور عالم برزخ کے رہنے والوں کی توسل سے دعا مانگنے کے دعوی کی دلیل بھی ہو سکتی ہے عام ہے کہ وہ انبیا ہوں خواہ اولیاء ہوں خواہ ملائکہ علی نبینا وعلیہم الصلٰوۃ والسلام کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توسلوا بی الی ربکم یعنی اپنے رب کی طرف مجھکو وسیلہ پکڑو۔ اور یہ حضور صلعم سے طلب شفاعت ہے یا حق تعالیٰ سے مانگنا ہے اُس کرامت کے طفیل میں جو حضور صلعم کے حال

چنانکہ در حدیث شریف از حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام مذکور
است یا ربّ اسئلک بحق محمدٍ ان تغفر لی و از آنحضرت صلعم اللّٰھم انا
نسئلک بحق السائلین علیک ان تقبلنی فی ھذہ الغداۃ والعشیۃ
وان تجیرنی من النار چون در لحد حضرت فاطمہ بنت اسد در آمد صلعم دعا کرد صلعم اللّٰہ الذی یحیی
ویمیت وھو حیّ لا یموت اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد ووسّع علیھا مدخلھا بحق نبیک
والانبیاء قبلی فانک ارحم الراحمین باید دانست ہرچہ کند او سبحانہ از نفع وضر وخیر وشر ہمہ راجع بحکمت مطلوبہ آن سبحانہ
نہ بوجوب وحق وغرض کہ مستلزم جبر واضطرار باشد سبحان اللہ عن ذلک
البتہ بمقتضای کرم ورحم او سبحانہ وکرامتی کہ بحال بعض عباد است حقی غیر واجب
کہ شائبہ از وجوب دارد براو است سبحانہ کما قال سبحانہ حقا علینا ننجی
المؤمنین ۰ وکان حقا علینا نصر المؤمنین ۰ ش تنبیہ از اینجا [illegible]

ترجمہ جیسا حدیث شریف میں حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے مذکور ہے یا ربّ ا
اسئلک بحق محمدٍ ان تغفر لی یعنی اے میرے رب میں تجھسے بحق محمد سائل ہوں کہ تو مجھے بخشدے
اور خود آنحضرت صلعم سے اسطرح اللّٰھم انا نسئلک بحق السائلین علیک ان تقبلنی
فی ھذہ الغداۃ والعشیۃ وان تجیرنی من النار یعنی اے میرے خدا ہم تجھسے سائل
ہیں بواسطہ اس حق کے کہ مانگنے والوں کا تجھپر ہے کہ مجھکو اس صبح وشام میں قبول کرلے اور یہ کہ مجھکو
آگ سے نجات دے ۔ اور جبکہ حضرت فاطمہ بنت اسد کی لحد میں حضور صلعم اترے تو آپنے یہ دعا کی اللّٰہ
الذی یحیی ویمیت وھو حیّ لا یموت اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد ووسّع علیھا
مدخلھا بحق نبیک والانبیاء قبلی فانک ارحم الراحمین یعنی اے وہ جو جلاتا ہے اور مارتا ہے
اور وہ زندہ ہے نہیں مرتا ہے بخشدے تو خاص میری ما فاطمہ بنت اسد کو اور اسپر اسکے داخل ہونیکی جگہ کو
چوڑا کردے تیرے نبی کے حق کے سبب اور مجھسے پہلے انبیاء کے حق کے بیشک تو ہی بڑا مہربان ہے مہربانوں میں
سمجھنا چاہیے جو کچھ حق سبحانہ نفع اور نقصان بھلائی اور برائی سے کرتا ہے سب اسی حق سبحانہ کی حکمت معلوم کیطرف
راجع ہے نہ یہ حق سبحانہ پر واجب ہے کہ ایسا کرے اور اسپر حق ہے کہ اسکے نہ ہو گیا اور کسی غرض سے کیا ہو جس سے جبر واضطرار
لازم ہوتا ہو ۔ اللہ اس سے پاک ہے ۔ البتہ حق سبحانہ کے کرم ورحم کے تقاضے سے اور اس کرامت کی خواہش سے جو بعض
بندوں کے حال کے موافق ہے ایک غیر واجب حق جسمیں واجب ہونے کا شبہ ہوتا ہے حق سبحانہ پر ہے جیسا فرمایا حق سبحانے
سورہ یونس رکوع گیارہ میں حقا علینا ننجی المؤمنین یعنی ہمپر حق ہے کہ ہم مومنین کو نجات دینگے اور سورہ روم
رکوع پانچ میں وکان حقا علینا نصر المؤمنین یعنی ہمپر حق ہو گیا ہے مومنین کی مدد کرنا ۔ تنبیہ سبب اس کا ...

بیان مسئلہ کہ ثمرہ وقوع دعا ... حق تعالیٰ ... بر بندگان ... وکرامت حق غیر واجب ... وتنزیہ از اقتناع ...

در ترتیب اثر دعا باجابت حق سبحانه

کہ گفتند بحق فلان گفتن ممنوع است چہ بر خدائے عزوجل حقی از کسی نباشد
اے وانی دلیلے آوردند بریں از عدم وجوب امری بر حق سبحانہ و نظر نہ کردند بر قرآن
مجید و حدیث شریف هم زیں پس سخن است در ترتب اثر دعا باجابت حق سبحانہ
وآں بالحال است حسب مراد تخصیصاً باعجاز یعنی آں اے اشتراک غیر اعجاز هم
و تعمیماً غالباً بکرامت یعنی آں اے باشتراک غیر یعنی اعجاز و معونت هم و شذوذاً
بمعونت یا بالمستقبل تخصیصاً غالباً بکرامت و معونت و شذوذاً باعجاز غالباً
بحکمت معلومہ یا باول است بہ بدل تخصیصاً غالباً بمعونت و شذوذاً بکرامت
وآں نیز بالحال است یا بالمستقبل الی الآخرۃ و نیز بدلی است بما فات۔

ترجمہ جنھوں نے کہا کہ بحق فلاں کہنا منع ہے اسلیئے کہ خدائے عزوجل پر کسی کا کوئی حق نہیں ہوتا ہے آگے
افسوس انھوں نے اسپر وہ دلیل اختیار کی جو حق سبحانہ پر کسی امر کے واجب نہ ہونیکی نسبت ہے اور قرآن مجید
اور حدیث شریف پر انھوں نے نظر نہ کی۔ اس کے بعد کلام ہے دعا کے ترتیب اثر میں خدا کے مقبول ہونے
پر۔ اور وہ موافق مراد بالحال یعنی اسی وقت ہے بطور خصوصیت اعجاز سے جسمیں غیر معجزہ کا اشتراک نہ ہو اور
بطور عموم اکثر کرامت سے جسمیں اشتراک غیر یعنی اعجاز و معونت ہو۔ اور بطور شاذ و نادر معونت سے۔ یا موافق
مراد بالمستقبل یعنی آیندہ ہی بطور خصوصیت اکثر کرامت اور معونت سے۔ اور بطور شاذ و نادر اعجاز سے اکثر
حکمت معلومہ کے موافق۔ یا ماؤل ہے بدل سے بطور خصوصیت اکثر معونت سے اور بطور شاذ و نادر کرامت
سے۔ اور وہ بالحال بھی ہے یا بالمستقبل آخرت تک۔ اور وہ بدل بھی ہے ما فات سے۔ یعنی دعا
خدا کی جناب میں مقبول ہو کر حسب مراد خواہ اسی وقت اسکا اثر مترتب ہو جاوے اعجاز کے سبب خصوصیت
کی راہ سے کسی پیغمبر کے اظہار معجزہ کے لیے کہ غیر اعجاز کا اسمیں اشتراک نہ ہو کیونکہ معجزہ سے بمقابلہ پیغمبر
غیر کا عاجز کرنا مقصود ہوتا ہے لہذا پیغمبر کے لیے اسکی خصوصیت ہے۔ اور خواہ یہ دعائے مقبول کسی ولی
کی اظہار ولایت کے لیئے عام طور پر اکثر بذریعہ کرامت مترتب ہو کہ اسمیں اشتراک غیر ہے یعنی اعجاز و
معونت ہر دو مشترک ہیں۔ اور خواہ نادر طور پر مومن متقی کے لیئے بسبب معونت مترتب فی الحال ہو۔ یا حسب مراد
دعائے مقبول کا ترتب اثر آیندہ ہو غالباً بطور خصوصیت بسبب کرامۃ و معونت۔ اور بصورت نادرہ بذریعہ اعجاز
اکثر حکمت معادیہ کے موافق۔ یا دعا مقبول ہو کر بدل کے ساتھ نازل کر دی جاوے غالباً بطور خصوصیت بسبب معونت کے
بصورت نادر بذریعہ کرامت اور اس اجابت دعا کا ترتب اثر بالحال یا بالمستقبل آخرۃ تک پہنچی ہے۔ اور یہ مافات کا بدل بھی سمجھا جاتا ہے

[illegible]

تفسیر کریمہ فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء الآیہ +

بآیہ والسنت در کریمہ فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء الآیہ ان شاء متعلق بکشف ما تدعون الیہ است ای بالحال حسب مراد بانفارق مراتب مذکورش کہ در ترتب اثر دعا مذکور است ھم پس نفی نمیکند اجابت دعارا کہ ترتب اثرش بالمستقبل باشد یا ببدل ورنہ معارض باشد عموم اجیب دعوۃ الداع را و آنرا بدانکہ سلب نسبت احتیاج محتاج بمحتاج الیہ کہ بحقیقت خودش غیر منقطع است مطلقًا ش نیز از سلب نسبت احتیاجی ھم سلب مطلق محتاج خواہد فکیف و بعضًا موافق دعوی است ش است مقتضائی بعض حاجات پس نفی بعض ماوّل باشد بہ بدل یا بالحال یا بالمستقبل یا بمافات ھم واگر قطع نظر کردہ شود از دعا بانجاح حاجات کفار استدراجًا لہم بمشیتہ غیر معلق بدعاء دعوی بے دلیل خلاف ماثبت و بداہت است ازین پس سخن است در تحقیق معنی وما دعاء الکافرین الا فی ضلال ۵

تحقیق معنی کریمہ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال ۵

تفسیر کریمہ فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء الآیہ +

ترجمہ سمجھنا چاہیئے اس آیت کریمہ کو جو سورۂ انعام کے چوتھے رکوع میں ہے فَیَکْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْہِ اِنْ شَآءَ الآیہ یعنی پس کھول دیتا ہے وہ اس چیز کو کہ تم پکارتے ہو اسکی طرف اگر چاہتا ہے۔ اسپر اِنْ شَآءَ متعلق فَیَکْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْہِ کا ہے۔ یعنی ترتب اثر دعا میں کشف حسب مراد اسی وقت بالحال ہوتا ہے اگر وہ چاہتا ہے مع تفارق ان مراتب کے جو مذکور ہوئی۔ پس یہ مضمون آیت کریمہ اس دعا کی اجابت کی نفی نہیں کرتا ہے جس کا اثر آیندہ مترتب ہوتا ہے یا اسکا ترتب اثر بدل سے ہوتا ہے ورنہ یہ آیت معارض ہوگی عموم کریمہ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ الخ کے۔ اور یہ بھی معلوم ہو محتاج کی محتاج الیہ کے ساتھ جو نسبت احتیاجی ہے وہ اپنی حقیقت میں غیر منقطع ہے اسکا مطلقًا سلب محتاج کا سلب مطلق چاہے گا پس محتاج کے ہوتے نسبت احتیاجی کا مطلق سلب کیسے ہو سکتا ہے اور سلب بعض نسبت احتیاجی کا یہ موافق دعوے کے ہے جسمیں بعض حاجات کا پورا ہونا ثابت ہے پس نفی بعض کی ماوّل ہوگی بدل یا بالحال کے ساتھ یا بالمستقبل کے ساتھ یا مافات کے ساتھ۔ اور اگر قطع نظر کی جاوے دعا کفار سے انکی حاجات کے پورا ہونے میں جو انکے لیے استدراج ہے اسلیے کہ مشیتہ حق اس دعا کے ساتھ معلق نہیں ہے تو دعوی بیدلیل خلاف ہے بداہت کے۔ اسکے بعد گفتگو ہے تحقیق معنی میں اس آیت کریمہ کے جو سورۂ مومن کے پانچویں رکوع میں ہے۔ وَمَا دُعَآءُ الْکَافِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلَالٍ ۵ یعنی اور نہیں ہے دعا کافروں کی مگر جنس گمراہی میں +

تحقیق معنی کریمہ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال میں

بدانکه دعا مضمونِ عبادت است و مضمونِ خواست نیز در دنیا وہم در آخرت پس با
تخصیص مفعول بہ شئ اعنی بتان یا اللہ تعالیٰ ہم موافق محل نزول حکم کردہ شود
ای آنچه درین عالم از کفار نسبت به بتان است استغاثةً باشد یا عبادةً ضلال است
بصلهٔ فی اشارةً بمفعول فیه جزئی یعنی نیست عبادت و خواستهٔ کافر مگر در جنس ضلال
اے گمراہی و بطالت یا بجای رسیدنی نارسیدہ یا گم شدنی اے نیست و نابود شوندہ
عند اللہ تعالیٰ اے جسترانہ سخن در ردّ و قبولِ دعا است و آنچه در آخرت است
از اللہ سبحانہ است استعاذةً تا و آنهم گم شدنی است اجابةً پس تعارض رفت
زین پس باید دانست انکارِ اجابتِ دعا کفر است بانکارِ نصوص قطعیه العیاذ
باللہ تعالیٰ منه + اللّٰهم وفقنا لما تحبه وترضاه + اللّٰهم صلّ وسلّم
علی محمدٍ نبیّ الرحمة وعلی آله کما تحبه وترضاه وشفّعه فینا وترحّمنا به

انکار اجابت دعا کفر است

ترجمہ معلوم ہو کہ دعا مضمونِ عبادت ہے اور مضمون خواست و طلب بھی یعنی دعا ایسی چیز ہے جس کے
ضمن میں عبادت اور طلب دونوں موجود ہیں خواہ دعا بغرض عبادت ہو یا الطلب۔ خواہ وہ مطلب
دنیا میں ہو خواہ آخرت میں۔ پس باعتبار تخصیص مفعول بہ کہ مراد اس سے بُت ہوں یا خدائے برتر محل
نزول کے موافق اسمیں حکم کیا جاوے گا یعنی کفار سے بتوں کی نسبت جو کچھ اس عالم میں ہے خواہ بطور
استعانت ہو یا بطور عبادت ضلال ہے کیونکہ صلۂ فی جزئی مفعول فیہ کی طرف اشارہ کرتا ہے
یعنی نہیں ہے کسی کافر کی عبادت اور خواستگاری مگر جنس ضلال میں یعنی گمرہی اور بطالت میں یعنی
بجائے رسیدنی نارسیدہ میں یعنی بجائے پہنچنے والے کے نہ پہنچے ہوئے میں یا گم شدہ ہونے میں یعنی نیست و نابود
ہونیوالی خدائے برتر کے نزدیک از روئے اجر کے۔ نہ گفتگو دعا کے رد و قبول میں ہے۔ اور جو کچھ کفار سے
آخرت میں ہے وہ بطور استعاذہ یعنی پناہ مانگنے کے بطور حق سبحانہ سے ہے۔ اور وہ بھی اجابةً گم شدنی
ہے یعنی کفار آخرت میں جو کچھ خدا سے پناہ کے طالب ہوں گے وہ بھی براہ مقبولیت گم شدنی ہی ہیں پس
تعارض جاتا رہا۔ اسکے بعد سمجھنا چاہیئے کہ مقبولیت دعا کا انکار کفر ہے بسبب انکار نصوص قطعیہ کے
اللہ تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھے۔ اللّٰهم وفقنا لما تحبه وترضاه یعنی اے خدا ہمیں توفیق دے اسکی
جو تجھے محبوب ہے اور جس سے تو راضی ہے اللّٰهم صلّ وسلّم علیٰ محمدٍ نبیّ الرحمة وعلیٰ
آله کما تحبه وترضاه وشفّعه فینا وترحّمنا به

انکار مقبولیت دعا کفر ہے از انکار نص قطعیہ

۲۷ تفسیر ذکر کیفیۃ حدیث شریف لاتتخذوا قبری وثنا و حدیث شریف لاتتخذوا قبری عیدا +

۲۷ ذکر کیفیۃ تفسیر حدیث شریف لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا و حدیث شریف لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا +

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نحمد اللّٰہ ونستعینہ ونصلی علٰی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلٰی اٰلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین فرمود صلعم لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا ترجمہ ہرگز اختیار مکنید قبر مرا سنگ بت + باید دانست اخذ افادت میکند بر معنی ممنوع الجواز چنین اتخاذ نیز کما فی قولہ تعالٰی خُذُوْا مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ الاٰیہ پس استفادہ تاکید نہی باصل ثنش است باصل اخذ است نہ بعرض حرف تاکید ہم و استفادہ ثبوت متقدم باقتضائے نہی

ترجمہ　ذکر بیان تفسیر حدیث شریف لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا. و حدیث شریف لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا +　ترجمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نحمد اللّٰہ ونستعینہ ونصلی علٰی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلٰی اٰلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین + فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا یعنی ہرگز مت اختیار کرو میری قبر کو سنگ بت - سمجھنا چاہیے کہ لفظ اخذ ایسے معنی کو مفید ہے جس میں جواز منع ہے - پس اتخاذ بھی اپنی اصل پر کہ فرع اخذ ہے اسی طرح حکم منع جواز میں ہے جیسا خدائے تعالٰی کے قول میں خُذُوْا مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ الاٰیہ دیکھو سورۂ حشر وغیرہ میں یعنی لے لو اور اختیار کرو جو اس رسول نے تمھیں دیا آخر تک - پس لَا تَتَّخِذُوْا کی نہی سے تاکید کا فائدہ حاصل کرنا اس کے اصل مادہ کی بنا پر ہے کہ لفظ اخذ ہے جو جواز کا مانع ہے اور اختیار کا موکد نہ حرف تاکید کے عارض ہونے کے سبب - اور ثبوت متقدم کا استفادہ نہی کے اقتضا سے ہے کیونکہ نہی ثابت کے عوارض سے ہوتی ہے کہ وہ ثابت اس سے پہلے ہو اور نہی بغیر اس کے نہیں ہوسکتی پس ثبوت متقدم کا فائدہ اسی نہی کی خواہش سے حاصل ہوتا ہے +

تفسیر حدیث شریف لاتتخذوا قبری وثنا + بیان لفظ اخذ و اتخاذ مفید معنی جواز و تاکید ہے بنا بر اصل لغت و نہی مقتضی ثبوت متقدم ہے +

[illegible]

البتہ دریں زمان کسانند کہ قبر شریف حضرت صلعم را وثن گفتند بمعنی غیر نافع
یکی اعجاز یست پیشین گوئی گرفتن قبر مبارک را صلعم غیر نافع و دومی گفتن
لفظ وثن ہم و نیز بعد تحقیق حقیقت عابدیت و معبودیت یکی تحقیق حقیقۃ
عابدیت و معبودیت از جای تحقیقش در ذکر کیفیت العلم و المعرفت واضح است
و درینجا اشارت است بابطال آنکہ در وجہ تشبیہ بمعبودیت الوثن پوشانیدن ردا و
غلاف بر قبر و ریختن گل و صندل بران گرفتہ اند ای وای برین فہم و لا حول
و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہم و عبادت یکی تحقیق عبادت در ذکر کیفیۃ
صحت اشتراک وصفی باللہ سبحانہ مذکور است ہم محمول میتواند شد کہ معبودیت
مخصوصۃ الوثن کہ از عوارض عارضیہ بعیدۃ التشبیہ است مقصود باشد چنانکہ
از حدیث شریف لا حق دالسنۃ می شود یا ہمان اعجاز اگر انطباق پذیرفتہ باشد
ورنہ بعدم ثبوت متقدم ہنی بجای ترسد و معدوم حکمی بمقابلہ موجود حقیقی اعتباری نگیرد

ترجمہ البتہ اس زمانہ میں ایسے لوگ ہیں جنھوں نے قبر شریف حضور صلعم کو وثن بمعنی غیر نافع کہا ہے
قبر مبارک حضرت صلعم کو غیر نافع خیال کرنے کی پیشین گوئی یہ ایک اعجاز ہے۔ اور دوسرا لفظ وثن
یعنی بت کہنا یہ دوسرا اعجاز ہے۔ اور بعد تحقیق حقیقت عابدیت اور معبودیت کے کہ انکی حقیقت کی
تحقیق ذکر کیفیت العلم والمعرفت میں انکی تحقیق کے موقع پر واضح ہے۔ وہاں دیکھو۔ اور یہاں
اشارہ ہے اس بات کے ابطال کا جنھوں نے معبودیت وثن کے ساتھ قبر پر چادر و غلاف اڑھانے
اور پھول اور صندل اسپر چڑھانے کو وجہ تشبیہ میں اختیار کرلیا ہے یعنی یہ باطل ہے کہ چادر پھول وغیرہ
قبروں پر چڑھانے میں اس کی ایک قسم کی مشابہت بت کے ساتھ معبود ہونے کی ہوتی ہے اور یہ چیز بر
وجہ تشبیہ میں داخل ہیں لہذا ان چیزوں کا وجہ تشبیہ میں اختیار کرنا خیال باطل ہے۔ افسوس ایسی سمجھ پر
لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یعنی کچھ قدرت و قوت نہیں ہے مگر خدائی برتر و بزرگ
کی مدد سے۔ اور بعد تحقیق عبادت کے کہ اسکی تحقیق ذکر کیفیۃ صحۃ اشتراک وصفی باللہ سبحانہ میں مذکور ہو وہاں
دیکھو۔ ان تینوں کی تحقیقات کے بعد یہ بھی گمان کیا جا سکتا ہے کہ وثن سے وہی معبودیت مقصود ہو جو بت
کے ساتھ مخصوص ہے کہ وثن کے عارض عارضیہ میں سے بہت ہی بعید تشبیہ ہو اگر اسی اعجاز کے ساتھ جیسا حدیث شریف لاحق سے سمجھا جاتا ہے انطباق
پایا ہو ورنہ ثبوت متقدم نہونیکے سبب یہی محل نہ واقع ہوگی۔ اور موجود حقیقی کے مقابلہ میں موجود حکمی کچھ اعتبار کے لائق نہیں ہے۔

شرح انطباق ثبوت متقدم موجود حقیقی است و عدم ثبوت متقدم معدوم حکمی
است بعدم سابق بخلاف عدم لاحق کہ معدوم حقیقی است م و قولہ صلعم
اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا
قبور انبیاءہم مساجد ش اخرجہ الامام مالک وغیرہ م پس درین
این احتمال آخر نتواند شد چہ درین محل ثبوت متقدم بفعل عباد مقصود نیست بلکہ
محرز عنہ است بدلالت خطاب مگر بفعل مخاطب پس دانا بیئے آن ش کہ اے
ثبوت متقدم بفعل مخاطب م رسول اوست صلعم و اخبارات بہ پیشین گوئی بدلالت
الاشارت م باقتضای نہی مر ثبوت متقدم را کہ بعد وجود قبر شریف است ترقب انطباق
است بخلاف لا تتخذوا ش کہ مقصود اینجا ثبوت متقدم بفعل عباد

تفسیر حدیث شریف اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد

ترجمہ کیونکہ ثبوت متقدم کا منطبق ہونا موجود حقیقی ہے اور عدم ثبوت متقدم یعنی
متقدم کا ثبوت نہ ہونا بسبب عدم سابق کے کہ اسکے پہلے نہ ہونا ہے معدوم حکمی ہے بخلاف
عدم لاحق کے کہ یہ معدوم حقیقی ہے حالانکہ قول حضور صلعم اللھم لا تجعل قبری وثنا
یعبد اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا قبور انبیاءہم مساجد اے
میرے خدا میری قبر کو بت نہ بنائیو کہ پوجی جاوے اللہ کا غضب اس قوم پر سخت ہے جنہوں نے اپنے نبیوں کی
قبروں کو مسجدیں ٹھہرالیں۔ اس حدیث کو امام مالک وغیرہ نے اخراج کیا ہے۔ پس یہ قول اس احتمال
آخر کا موید و مددگار نہیں ہو سکتا اسلیے کہ اس محل میں ثبوت متقدم فعل عباد سے مقصود نہیں ہے
بلکہ بدلالت خطاب محرز عنہ ہے یعنی ثبوت متقدم کا فعل عباد سے بچا ہوا ہونا دلالت خطاب کے
معلوم ہورہا ہے مگر مخاطب کے فعل سے متقدم کے ثبوت کا گمان و احتمال ہے پس اس ثبوت متقدم کا
والا جسکا احتمال فعل مخاطب پر ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کون ہے البتہ نہی اسکے وانا
اور یہ قول حضور صلعم کا اخبار ہے بسند پیشین گوئی کے دلالۃ بالاشارۃ سے بسبب نہی کے جو ثبوت متقدم
ہے یعنی یہ معجزہ پیشین گوئی کا اس قول حضور صلعم سے اسطرح سمجھا جا سکتا ہے کہ ہمیں جو منع و نہی ہے وہ
اس چیز کے ثابت ہونیکو چاہتی ہے جسکی یہ نہی ہے۔ پس یہ قاعدہ ایسی ثابت متقدم کی طرف اشارہ کرتا ہے
دلالت ہورہی ہے کہ بعد وجود قبر شریف کے اسکے منطبق ہونیکی امید ہے یعنی امید ہے کہ یہ پیشینگوئی جو
نہی کے اشارہ سے اسکے ثبوت متقدم کی طرف ہورہی ہے مطابقت پا جاوے۔ بخلاف لا تتخذوا کے
کہ یہاں ثبوت متقدم مقصود ہے بفعل عباد

تفسیر حدیث شریف اللھم لا تجعل قبری وثنا

ھم و نیز لفظ یعبد مدلل بعوارض عارضیہ فارق است میان مقصود حدیثین در وجہ تشبیہ بعوارض ذاتیہ و عوارض عارضیہ باید دانست کہ از اصل اخذ پیدا است کہ مسجد جز قبر انبیاء عم را جائز نمید اشتند و الا فضل عبادت در جوار صلحاء رض ثابت است آئین سجدہ میگر فتندش بمعبودیت مخصوصۃ الوثن چہ مساجد جمع مسجد بفتح جیم مصدر میمی بمعنی سجدہ مستقیم المعنیٰ نیست تا مل کنی در یابی و البتہ درینوقت کسانند کہ پیر را بخدا ایش می پرستند لیس چہ اعتقاد باشد برسول اللہ تعالیٰ صلعم تو اند شد کہ گور ہم بہمین اعتقاد در باطن خود پرستیدہ باشند ازینجا تو اند شد کہ بنا بر راز نہان عرض نمود صلعم اللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ امید است کہ این از نہان کت علیہ عا آنحضرت صلعم و حرمت قبر شریف عیان نشود چہ معبودان اصنام نار باشند صلی اللہ تعالیٰ علی قبر محمد فی القبور و اشتد جملہ خبریہ بنا بر تخذیر است ازینکہ چہ حال باشد در گرفتن مقبرہ ہا نندوثن

ترجمہ اور لفظ یعبد بھی جس سے عوارض عارضیہ پر دلالت ہو رہی ہے وجہ تشبیہ میں عوارض ذاتیہ اور عوارض عارضیہ کے سبب دونوں حدیثوں کے مقصود کے درمیان فارق ہے کیونکہ ان دو نو حدیثوں کے مقصود میں وجہ تشبیہ سے کہ اول میں عوارض ذاتیہ ہیں اور حدیث آخر میں عارضیہ الی الجملہ یعبد بھی ہے فرق پیدا ہو رہا ہے یہ لفظ بھی دو نو حدیث کے مقصود میں فارق ہے۔ سمجھنا چاہیئے کہ اخذ کے قاعدہ سے ظاہر ہے کہ وہ سوائے قبر انبیاء علیہم السلام کے مسجد جائز نہیں رکھتی تھے ورنہ جوار صلحاء میں عبادت کی فضیلت ثابت ہے۔ یا وے سجدہ کے سامنے قبر انبیاء عم کو لے لیتے تھے نہ بطور معبودیت مخصوصہ بت کے اسلیئے کہ مساجد جمع مسجد بفتح جیم مصدر میمی بمعنی سجدہ مستقیم المعنیٰ نہیں ہے فکر کریگا تو پالیئے گا۔ اور البتہ اس زمانہ میں ایسے لوگ ہیں جو پیر کو اسکی خدائی کے ساتھ پوجتے ہیں پیر کیا اعتقاد ہوگا خدائے تعالیٰ کے رسول صلعم پر ممکن ہے کہ گور کو بھی اسی اعتقاد سے اپنے دل میں پوجتے ہوئے بعض ہی ہو سکتا ہے کہ حضور صلعم نے بسبب از نہاں کے عرض کیا جناب الٰہی میں اللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ اے میرے خدا میری قبر کو بت نہ بنائیو کہ پوجی جاوے۔ امید ہے کہ یہ از نہاں حضور صلعم کی دعا کی برکت سے اور قبر شریف کی عزت کے سبب ظاہر نہ ہو اسلیئے کہ معبودان اصنام یعنی بت خدا معبود آگ میں رہینگے صلی اللہ تعالیٰ علی قبر محمد فی القبور یعنی اللہ تعالیٰ قبروں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر رحمت کرے۔ اور اشتد جملہ خبریہ بنا بر تخذیر ہے یعنی

حق نہ دعائیہ مخالف شانِ رحمت ہم بدین حدیث شریف ہم دعا است و ہم تحذیر و ہم تحذیر نہ آنکہ ادب و زیارت و تعظیم قبر مرا مکنید بآنکہ زیارت و ادب و تعظیم قبر و مقبور ثابت است باید دانست ترک ہر سوءِ ادب ادب است پس نہی از ادب بعدم ترکِ سوءِ ادب بنہایتِ کفر رساند واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

تفسیر لا تتخذوا قبری عیدا

بسم اللہ المعبود والصلوٰة علیٰ رسولہ المحمود قولہ صلعم لا تتخذوا قبری عیدا ترجمہ زنہار اختیار مکنید قبر مرا عید باید دانست اخذ و اتخاذ مفید است کما فی قولہ تعالیٰ خذوا ما اٰتینٰکم بقوة الآیہ پس نہی نیز و وجہ تشبیہ عرض بعرض قائم بغیر مشبہ و مشبہ بہ یعنی اے قبر شریف و عید ہم یعنی پس اے عرض بعرض ہم زیارت زائر و لقائی مومنین تزئینت و سرور بروز عید کہ در سالے از دو بار بیش نباشد یعنی کمتر

ترجمہ: جملہ دعائیہ کہ مخالف شان رحمت ہی۔ اس حدیث شریف میں دعا بھی ہے اور تحذیر بھی یعنی اور تحذیر یعنی پرہیز کرنا بھی۔ نہ یہ کہ ادب اور زیارت اور تعظیم میری قبر کی مت کرو اس سبب سے کہ زیارت اور ادب اور تعظیم قبر اور مقبور دونوں کے ثابت ہی۔ سمجھنا چاہیے ہر بے ادبی کا ترک یعنی چھوڑنا ادب ہے پس ممانعت ادب سے بعدم ترک سوءِ ادب یعنی بے ادبی ترک نہ ہونیکے سبب انتہائی کفر کو پہنچا دیگی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب یعنی اور صواب و درستی کو خدائے برتر ہی خوب جانتا ہے *

تفسیر لا تتخذوا قبری عیدا

بسم اللہ المعبود والصلوٰة علیٰ رسولہ المحمود یعنی خدائے معبود کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اسکے رسول محمود پر رحمت ہوجیو۔ فرمایا حضور صلعم نے لا تتخذوا قبری عیدا یعنی زنہار مت اختیار کرو میری قبر کو عید۔ سمجھنا چاہیے کہ اخذ اور اتخاذ مقصود کے منع جواز کا فائدہ دیتا ہے جیسا خدائے برتر کے کلام میں خذوا ما اٰتینٰکم بقوة تا آخر سورہ بقر کے رکوع آٹھ میں ہی۔ یعنی جو ہمنے تمھیں دیا مضبوطی سے پکڑو۔ پس اسکی نہی بھی مقصود کے منع جواز کو مفید ہے۔ اور وجہ تشبیہ اسمیں عرض کی عرض کے ساتھ ہی جو قائم بغیر ہے یعنی مشبہ کے ساتھ جو قبر شریف ہی اور مشبہ بہ کہ عید ہے۔ پس مراد وجہ تشبیہ عرض بعرض سے زیارت زائر اور لقائی مومنین ہی جو زینت و سرور کیساتھ عید کے دن ہوتی ہی کہ سال میں دو بار سے زیادہ نہیں ہوتی بہت کم ہے *

تفسیر لا تتخذوا قبری عیدا

عرض ذاتیہ کہ استقامت معنی ندارد سش عرض ذاتیہ عید تعیین عبادت از عباد و
تعیین مراحم از رحمن دراں روز است هم و حذف حرف تشبیہ باستفادہ توسعہ
و وجہ تشبیہ و تاکید منہی عنہ باتصال بمفعول بہ است سش عطف تاکید بر توسعہ و
تقابل بر اتصال باستفادہ هم پس حاصل آنکہ ہرگز اختیار مکنید زیارت
قبر را بجو لقائی مومنین بزینت و سرور روز عید کہ کمتر است پس نہی مشیر است
بر تاکید حضور بیشتر غیر مقید بزینت و سرور اے بہر حالیکہ باشید یارب ع در رہش
سر دو دیدہ یا کنم پا ای آنکہ بہجوم و زینت و سرور میائید یا آنکہ ہجوم ناگزیر است
و زینت بسبب ادب و تعظیم لوجہ اللہ تعالیٰ ثابت قال سبحانہ یا بنی آدم خذوا
زینتکم عند کل مسجد الآیۃ ترجمہ ای اولاد آدم اختیار کنید زینت خود از لباس و غیر
آن نزدیک ہر مسجد + باید دانست لفظ خذوا مفید اختیار مختار ممنوع الجواز است
و لفظ زینت عام است بمعنی زینت ملباس و صلاح ظاہر و باطن و تاویل زینت

ترجمہ تشبیہ عرض ذاتیہ میں ہے کہ اس سے استقامت معنی یہاں ظاہر ہے حاصل ہوتے کیونکہ عید کے عرض
ذاتیہ بندوں سے عبادت کی تعیین اور رحمن سے تعیین مراحم یعنی خدا کی طرف سے رحمتوں کا اس روز میں معین
کرنا ہے اور حرف تشبیہ کے حذف سے وجہ تشبیہ کے توسع کا فائدہ حاصل ہے اور مفعول بہ سے متصل
ہونے کے سبب تاکید کا فائدہ - پس حاصل یہ کہ میری قبر کی زیارت کو ایسا ہرگز مت اختیار کرو جیسا
کہ لقا روز زیارت زینت و سرور کے ساتھ عید کے دن ہوتی ہے جو کمتر ہے - پس نہی و ممانعت
اشارہ کر رہی ہے بیشتر حاضر ہونے کی تاکید پر غیر مقید زینت و سرور کے ساتھ یعنی جس حال میں کہ تم
ہوا کرو ہر ہے ع اسکی رہ میں سر کے بل ہو دونوں آنکھیں پاؤں ہوتے یہ کہ ہجوم کرکے زینت و سرور
سے آؤ یا جو دیکہ ہجوم سے چارہ نہیں ہے - اور زینت بسبب ادب اور لوجہ اللہ تعالیٰ تعظیم ثابت ہے
قرآن مجید سورہ اعراف رکوع تین میں یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد
الآیۃ یعنی اے اولاد آدم اپنی زینت اختیار کرو لباس وغیرہ سے ہر مسجد کے نزدیک - سمجھنا چاہیے کہ لفظ
خذوا مفید اختیار مختار ممنوع الجواز ہے یعنی مختار کہ زینت ہے اسکے اختیار کو مفید ہے اور اسکا جواز منع کیا گیا ہے
مطلب یہ کہ ہر مسجد کے متصل زینت کا اختیار کرنا واجب مختار ہے اور بسبب اختیار وجوب اسکا جواز منع ہے

رضی اللہ تعالیٰ عنہم در منع مکث بر مزار بابرکت و انوار رحمۃ للعالمین صلعم
ور روایت ایں حدیث شریف نہ در منع وقوف موصوف لازم حضور مروی است از کتب اہل
سنت جماعت باید دریافت چہ وقوف حضرات ائمہ اہل بیت صلوٰۃ اللہ
علی النبی الامی و علیہم اجمعین بجوار مزار رحمت آثار صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم خود ثابت است فکیف منع عن الوقوف لازم الحضور
الثابت و درین حدیث شریف ہم اعجازیست بہ پیشین گوئی سستی حرزمان
زیارت مزار بابرکت لازم السعادت بدلالت بالاشارت
باقتضائی نہی شمشیر متقدم را یا ایہا الناس افلا تعقلون
اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی
جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ
فینا وترحمنا بہ

۱۶ ص

ممہ لی اللہ تعالیٰ عنہم سے حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار بابرکت و
انوار پر ٹھہرنے کی جو ممانعت ہیں ہے وہ منع روایت اس حدیث شریف کے اُس وقوف کے منع
میں نہیں ہے جو حاضر ہونکو لازم ہے اور جو مروی ہے کہ اہل سنت و جماعت کی کتابوں سے معلوم
کرنا چاہیے اسلیے کہ حضرت آئمہ اہل بیت صلوات اللہ تعالیٰ علی النبی الامی و
اجمعین کا وقوف۔ خدائی برتر کی رحمتیں نبی اُمی پر اور اُن سب پر ہو جیو۔ مزار
صلعم کے جوار میں خود ثابت ہے۔ پس اُس وقوف کا کیسے منع ہو سکتا ہے جو لازم حضور
ہے۔ اور اس حدیث شریف میں ایک اعجاز پیشین گوئی بھی ہے جو لوگوں کی
سستی ہے زیارت مزار بابرکت لازم السعادت کے لیے کہ سعادت اُسکو لازم ہے۔
بطرف اشارتاً اس مضمون سے دلالت ہو رہی ہے کہ نہی شمشیر متقدم کو بالخصوص چاہتی ہے
سستی زیارت میں ہی جو مثل عید کمتر ہے حالانکہ صحابہ و تابعین وغیرہ کے زمانہ قریب میں یہ حضور بشیر تھا
جلی رفع سستی کی تاکید ہے اور زبان حال کی سستی پیشین گوئی کا معجزہ ہے یا ایہا الناس افلا تعقلون اے لوگو کیا اب بھی
تم نہ سمجھو گے اللھم صل وسلم علی محمد نبی الرحمۃ وعلی جمالہ کما تحبہ وترضاہ وشفعہ فینا وترحمنا بہ

۲۸

ذکر کیفیت منع نوشتن قرآن مجید از نجاست و سوختن آن با دیگر مطالب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

باید دانست نوشتن قرآن مجید از نجاست کفر است خفیفہ باشد یا غلیظہ یا قلیل باشد یا کثیر و دم مسفوح ہم درین است در تخصیص دم مسفوح است ہم چہ اہانتش ظاہر کما فی شرح العقائد فی بحث والکبیرۃ لا تخرج العبد المؤمن من الایمان ولا تدخلہ فی الکفر ولا نزاع فی ان المعاصی ما جعلہ الشارع امارۃ للتکذیب ومنہ کذلک بالادلۃ الشرعیۃ

ذکر کیفیت منع نوشتن قرآن مجید از نجاست و سوختن آن با دیگر مطالب +

ترجمہ ذکر بیان اس بات کا کہ نجاست سے قرآن مجید لکھنا منع ہے اور اس کا جلانا بھی منع اور دوسرے مطالب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ ونستعینہ ونصلی علی رسولہ محمد ونستشفعہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین سمجھنا چاہیے کہ قرآن مجید کا نجاست سے لکھنا کفر ہے خواہ نجاست خفیفہ غلیظہ تھوڑی ہو یا بہت اور خون جاری بھی اسی میں ہے۔ اور اسکی خصوصیت ہے کہ دم مسفوح کے احکام ناکمل ہیں اسی وجہ سے ہم کو یہ لکھنا پڑا۔ اور یہ کہ اس سے اہانت کلام الٰہی کی ظاہر ہے جیسا کتاب شرح عقائد [illegible] توجیہ ہے + اور گناہ کبیرہ بندہ مومن کو ایمان سے نہیں خارج کرتا اور نہ [illegible] میں اس کو داخل کرتا ہے۔ اور اس میں جھگڑا نہیں ہے کہ بے شک [illegible] جنکو شارع نے تکذیب یعنی جھٹلانے کے لیے امارت اور نشانی مقرر کردیا اور شرعی دلیلوں سے بھی ان کا اسی طرح ہونا معلوم ہوگیا +

ذکر بیان اس کا کہ نجاست سے قرآن مجید لکھنا اور جلانا منع ہے اور مطالب کے

قرآن مجید نجاست سے لکھنا کفر ہے اور دم مسفوح سے بھی کہ اہانت ہے +

کسجود الصنم والقاء المصحف فی القاذورات والتلفظ بکلمات الکفر

... مما ثبت بالادلۃ انہ کفر انتہی فالقائہا علیہ کذالک العیاذ باللہ

... قطع نظر از قرانیت کفری دیگر است بانکارش واگر قرآن مجید نیست پس

... قطع نظر معنی ندارد واز بحث خارج است و بعد انکہ قطع نظر در عوارض از یکی بدیگر

است نہ در ذات مگر نوشتن متشابہات بقرآن مجید بعض آں کفر است ہمچو اسمائے الٰہی

... جلت و رسول اللہ تعالیٰ صلعم و بعض آں نہ مگر از قباحات سوء ادب خالی

... نوشتن ہمچو نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاۤءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ نزد

... اگر با قرآنیت نوشت یا بقطع نظر ازاں کفر است و اگر متشابہات

قرآن مجید است بضمیر متکلم کفر است پس از سوء ادب چہ محل سخن است حیرت از انانکہ

بے اکراہ جوازش فرمودند و حسرت برانکہ بہوائے نفس اصرارش نمودند تا انجا کہ سخن ...

ایں از بعض فقہاء بنا بر منافع خلق بقطع نظر از قرآنیت یا بے قطع نظر ازاں مذکور است

ترجمہ جیسے بت کا سجدہ اور مصحف شریف کا گندگیوں میں ڈالنا اور کلمات کفر کا بولنا اور مثل اسی کے جو دلیلوں سے ثابت ہوگئیں تحقیق وہی کفر ہیں۔ تمام ہوا مضمون کتاب پس اسیطرح گندگیوں کا کتاب الٰہی پر ڈالنا بھی ہے۔ خدائے برتر اس سے پناہ میں رکھے۔ اور قطع نظر کر قرآن ہونے سے اسکے ایک دوسرا کفر ہے اسکے انکار کے سبب۔ اور اگر قرآن مجید نہیں ہے تو قطع نظر کرنے کچھ معنی نہیں کہ خارج از بحث ہے۔ اور معلوم ہو کہ قطع نظر یعنی نظر کا قطع کرنا عوارض میں ہوتا ہے ایک عرض سے نظر قطع کرکے دوسرے پر نظر کرنا نہ ذات میں۔ مگر جو چیزیں کہ قرآن مجید سے متشابہ ہیں یا وہ الفاظ کہ متشابہت رکھتی ہیں انمیں سے یا دم مسفوح سے لکھنا کفر ہے جیسا خدائے برتر و بزرگ کے اسمائے مبارک۔ اور رسول خدائے برتر صلعم کے متشابہات کا لکھنا کفر نہیں ہے لیکن بے ادبی کی قباحتوں سے خالی نہیں ہے۔ اور اگر لکھنے میں مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاۤءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ جو سورہ بنی اسرائیل کی آیت ہے یعنی ہم قرآن سے وہ مومنین کے لیے شفا اور رحمت ہے۔ وہ تردد ہے جسکا علاج نہیں کیونکہ اگر اسکو اسکے قرآن مجید سمجھ کے لکھا ہے یا اس سے قطع نظر کرکے لکھا ہے ہر حال میں کفر ہے۔ اور اگر متشابہات قرآن مجید سے سمجھ کر ساتھ [illegible] نجاست یا دم مسفوح سے لکھا ہے تو بھی کفر ہے پس بے ادبی کی نسبت کیا گنجایش محل کلام ہے حیرت ہے ان ... نے بے اکراہ و کراہت اسکو جواز فرما دیا۔ اور حسرت ہے ان لوگوں پر جنہوں نے ہوائے نفس سے اسکا اصرار کیا۔ اس ...

که محمول بر خطای اجتهادی تواند شد در تکفیر مجوزین احتراز واجب [illegible]
تواند شد نه در انجاس دیگر و البته سوختن از امارات اهانت و اعراض بالفعل
تا تحقیق علت حکمی نتوان کرد چه حکم بر علت است آری سوختن با اهانت
و بے مصلحت شرعی سوء ادب و بمصلحت شرعی مستحسن که به فعل حضرت ذی النورین رضی
الله تعالی عنه که بضرورت مصلحت دین که مقصود از بعث رسول صلعم بود استدلال برای
هوای نفس نتواند شد فاتقوا الله العظیم یا اولی الالباب و بالجمله تبرک [illegible]
و اسمای طیبات و تبرک و استعانت از الله تعالی و انبیاء و اولیاء صلوا [illegible]
علیهم از روی تعظیم مقتضای دین و عقل است [illegible] بے حرمتی
تعالی من الشرور والله تعالی اعلم و الیه المرجع اللهم صل
علی محمد نبی الرحمة و علی آله کما تحبه و ترضاه و تشفعه لنا
و ترحمنا

ترجمہ وہ خطائے اجتہادی پر محمول ہو سکتی ہے اسلیے اسکے جواز کا حکم کرنے والوں کی تکفیر میں احتراز واجب [illegible]
کی غیر مصحف کے ساتھ ہو کیونکہ اور نجاستوں میں کہ وہ نہیں تاویل کی جاسکتیں اور البتہ قرآن [illegible]
اور اعراض کے امارات یعنی [illegible] نہیں ہے۔ پس جب تک جلانے کی علت کی تحقیق نہ ہو [illegible]
حکم علت پر ہے۔ البتہ اہانت اور اعراض سے اسکا جلانا کفر ہے۔ اور بغیر مصلحت شرعی کے اسکا جلانا [illegible]
اور شرعی مصلحت سے مستحسن یعنی نیک کام ہے۔ اور فعل حضرت ذی النورین رضی اللہ تعالی عنہ سے جو [illegible]
ضرورت کے سبب کہ مقصود بعثت رسول صلعم سے تھا بالغرض ہوائے نفس دلیل اختیار کرنا نہیں ہو سکتا
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہوائے نفس کے لیے دلیل نہیں گردانا جاسکتا جو مصلحت دین کی
کہ مقصود اسکا بعثت رسول سے تھا۔ پس اے حضرات عقل خدائے بزرگ سے ڈرو۔
معلوم ہو کہ کلمات طیبات اور اسمائے طیبات سے برکت حاصل کرنا اور [illegible]
اور اسکے ولیوں سے برکت لینا اور مدد مانگنا صلی اللہ تعالی علی نبینا و علیہم
عقل کا مقتضی ہے [illegible] کے طریق سے نعوذ باللہ من الشرور واللہ تعالی اعلم
خدا کی پناہ مانگتے ہیں برائیوں سے۔ اور خدا برتر دانا ہے اور اسی کی طرف پھر جانا ہے اللھم صل علی محمد [illegible]
وعلی آلہ کما تحبہ و ترضاہ و تشفعہ فینا و ترحمنا بہ

ترجمہ [illegible] کلمات
و اسمائے طیبات و [illegible]
و اولیاء براہ تعظیم مقتضائے
عقل [illegible] خدا کی
پناہ ۵۰۵